

تحقیقاتِ نادرہ پر مشتمل عظیم الشان فقہی انسائیکلو پیڈیا



الْعَطَايَا النَّبَوِيَّةُ فِي
الْمُتَاوَى الرُّضْوِيَّةِ

فتاویٰ رضویہ



جلد 6

مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

مفت الطیب علی حضرت، مجدد امام احمد رضا

ALAHAZRAT NETWORK

اعلیٰ حضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

فتاویٰ رضویہ کی علمی قدر و قیمت

پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر حیدر میں شعبہ عربی پنجاب یونیورسٹی

اسلام میں فتویٰ نویسی ایک دینی فریضہ بھی ہے اور ایک مہتمم بالشان فن بھی، لیکن یہ فریضہ جتنا نازک اور اہم ہے یہ فن اُسی قدر مشکل اور پیچیدہ ہے۔ کتاب اللہ میں افتاء کے منصب کی نسبت اللہ رب العزت سے بیان ہوئی ہے (قل اللہ یفتیکم)۔ یہ بات بھی اہل علم سے پوشیدہ نہیں کہ فتویٰ، افتاء اور مفتی کے الفاظ زبان نبوت پر بھی جاری ہوئے، اسی طرح عہد نبوی کے ساتھ ساتھ خلفائے راشدین کے عہد مبارک میں عطائے فتویٰ یا افتاء کا منصب بہت اہم اور اونچا منصب تھا۔ تاریخ اسلام کے مختلف ادوار میں فتویٰ نویسی یا افتاء اور مفتی کا منصب ہمیشہ نہایت اہم اور بلند تصور ہوتا رہا ہے۔ لیکن یہ سب باتیں ایک اہم موضوع اور دلچسپ مطالعہ سی مگر ان سب باتوں کی تفصیل کا یہ موقع نہیں، تاہم اس بات کی طرف ایک مختصر اشارہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہوگا کہ گزشتہ بارہ تیرہ صدیوں کے دوران میں بڑے عظیم پاکستان و ہندوستان کے علمائے کرام نے فتویٰ نویسی کے میدان میں جو عظیم خدمات انجام دی ہیں اور منصب افتاء نے ملت اسلامیہ کو جو رہنمائی مہیا کی ہے وہ جہاں قابلِ قدر ہے وہاں باعثِ فخر بھی بڑے عظیم پاک و ہندوان اسلامی خطوں میں شامل رہا ہے جہاں امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ تعالیٰ کی فقہ کا دور دورہ رہا، یہاں کے علمائے حنفیہ نے فقہ اسلامی کی عظیم الشان خدمت انجام دی ہے۔ سیرت نبوی کی طرح علوم شریعت بھی اس خطے کے اہل علم کے نزدیک ایک مہتمم بالشان اور نہایت مرغوب موضوع رہا ہے۔ یہاں کے علماء نے علوم فقہیہ یعنی فقہ، اصول فقہ اور فتاویٰ نویسی کے علاوہ شرعی علوم کے دیگر بے شمار پہلوؤں کو اپنے مطالعہ و توجہ کا مرکز بنایا ہے۔ عربی، فارسی، اردو اور دیگر علاقائی زبانوں میں شرعی علوم کا اتنا وسیع ذخیرہ تیار کیا ہے جو ملت کا نہایت قیمتی سرمایہ ہے اور اس کا احاطہ کرنا کسی موزن کے لئے آسان نہیں ہوگا۔ بڑے عظیم پاک و ہند کے اکابر احناف کے ماس عظیم القدر علمی و فقہی سرمایہ فخر میں امام اہلسنت حضرت مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے فتاویٰ العطا یا النہویۃ فی الفتاویٰ الرضویۃ جو فتاویٰ رضویہ کے نام سے مشہور و متداول ہیں بلاشبہ ایک منفرد اور قیمتی سرمایہ ہے۔

بڑے عظیم جنوبی ایشیا یا پاک و ہند کے علمائے اسلام نے فقہ اسلامی کے فتاویٰ کا جو عظیم القدر ذخیرہ

عربی زبان میں مرتب کیا ہے اس کی فہرست بہت طویل ہے اور اس میں تعدد و تنوع بھی ہے اور اس میں حسن و خوبی کے عناصر بھی موجود ہیں۔ اسی طرح اسلامی ہند کی سرکاری زبان فارسی ہونے کے باعث اس زبان میں بھی تعدد و تنوع ہے فتاویٰ مرتب ہونے میں بہت سے ابھی تک زیر طاعت سے آراستہ بھی نہیں ہو سکے۔ یہی حال ان فتاویٰ کا بھی ہے جو اردو عربی یا اردو فارسی کا امتزاج پیش کرتے ہیں۔ یہ جاری بہت بڑی بد قسمتی ہے اور افسوسناک کہ تاہی کہ ہم اپنے بزرگوں کی میراث کو بھی نہیں سنبھال سکے۔ سب سے زیادہ افسوس اہل دولت و ثروت مسلمانوں پر ہے جو اپنی دولت کا حقیر سا حصہ بھی کاروبار سمجھ کر ہی وقف کرنے سے قاصر ہیں مگر اس سے کہیں زیادہ افسوس اُن اہل علم پر ہے جو ابتدائی قدم اٹھانے یا عملی تحریک کرنے سے بھی عاجز ہیں۔ علم کو سنبھالنے اور عملی میراث کو محفوظ کرنے کا اصل کام آخر مسلمان علماء کا ہے۔ یہ حضرات نہ صرف یہ کہ اس ملی ورثے کی نیک چلک درست کر کے مسلمان اہل دولت و ثروت کو سرمایہ خرچ کرنے کی تحریک بھی کر سکتے ہیں بلکہ وہ ان ملی کاوشوں پر اضافے اور ترقی کا کام بھی انجام دے سکتے ہیں۔ اس کی روشنی مثال ہمارے دوست و کرم ذرا حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم ہزاروی کی ہے۔ آپ بعض اجاب کے مشورے اور تعاون سے لاہور میں ”رضا فاؤنڈیشن“ جیسا عظیم ادارہ قائم کرنے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں جو فتاویٰ رضویہ کی طباعت و اشاعت کا فریضہ انجام دے رہا ہے۔ میں کھلم کھلا سے حضرت مولانا کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہوئے اُن کی کامیابی کے لئے دعا گو ہوں گے یقین ہے کہ وہ اپنے اس نیک مقصد میں ضرور کامیاب ہوں گے ان شاء اللہ!

”فتاویٰ رضویہ“ کی مطبوعہ مجلدات پر ایک اجمالی نظر ڈالنے سے جو مجموعی تاثر ملتا ہے وہ یہ ہے کہ فاضل بریلوی دیگر مصنفین پر عظیم پاک و ہند میں ایک نہایت بلند اور منفرد مقام رکھتے ہیں اور ان کے یہ فتاویٰ اپنی عظیم ترافا دیت کے ساتھ ساتھ ایک ایسی انفرادیت بھی رکھتے ہیں جو تنوع، ایجاد، جامعیت اور باریک بینی کے علاوہ ایک مصنف کے کمال فن، وسعت نظر، متقی بصیرت، فراغت طبع اور جزئیات میں کلیات، اور کلیات میں جزئیات کو ایک خاص رنگ میں پیش کرنے کی فنی مہارت سے قاری کی قوت فیصلہ اور قلب و روح کو متاثر کرتی نظر آتی ہے۔ یہ وہ انفرادیت اختیار ہے جو عظیم پاک و ہند کے مصنفین عظام کے حصے میں بہت کم آیا ہے مگر فتاویٰ رضویہ کے مصنف کے ہاں کثرت و مقدار و اثر کے ساتھ میسر ہے۔

حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ کے ہاں ایک انفرادیت یہ ہے کہ انہوں نے اپنے فتاویٰ کے مختلف ادب فقہیہ میں سے بعض موضوعات منتخب فرمائے ہیں اور ان میں سے ہر موضوع پر ایک الگ اور مستقل رسالہ تصنیف کیا ہے، یہ رسالے جہاں بلند و بے تحاشی و بے تکی کے آئینہ دار ہیں وہاں تمام متداول فقہی مصادر و مآخذ کا پورا پورا پیش کرتے ہیں۔ مصنف کی یہ کوشش لائق تحسین ہے کہ وہ ان مختلف و متنوع مصادر کی مختصر ترین عبارات بلکہ جملوں کو منتخب کرتے ہیں اور انہیں کمال مہارت سے یکجا کر کے یوں جوڑ دیتے ہیں کہ وہ ایک مسلسل عبارت بن جاتی ہے۔ یوں

لگتا ہے جیسے یہ عبارات کے لکھنے یا لکھنے مختلف مصنفین نے اسی غرض سے تخلیق کئے تھے کہ وہ ان فقہی موضوعات پر مشتمل مسائل کی عبارات کی زینت بنیں۔ یہ کام جہاں وقت نظر اور کمال اور اگاہی و انتخاب کا تقاضا ہے وہاں قوت حافظہ اور زبان پر کامل عبور کا بھی تقاضا کرتا ہے۔ ان مختصر مگر جامع رسائل کا ایک انفرادی امتیاز یہ بھی ہے کہ فاضل بریلوی نے ان کے تسمیر میں بڑے تقفین طبع اور فہمائہ بعیرت سے کام لیا ہے۔ کتابوں کے تسمیر میں نزاکت و عرافت کی یہ روش عظیم کے علمائے اسلام کا طرہ امتیاز رہا ہے اور مولانا احمد رضا بریلوی اس میدان میں امامت و مہارت کا شرف رکھتے ہیں۔ فتاویٰ رضویہ کی ایک انفرادیت یہ بھی ہے کہ ان کا فاضل مصنف کوئی عام عالم دین یا محض مفتی و فقیہ نہیں بلکہ ایک کثیر الجہات عبقری یعنی در سائل جینیٹس (VERATILE GENIUS) ہے اس لئے نہ تو ان کی نظر محض فقہی پہلو پر محدود و مرکوز رہتی ہے اور نہ ان کی بات میں کسی پہلو کی تشنگی یا اسے نظر انداز کرنے کا احساس ہوتا ہے بلکہ ان کے انداز بیان سے منقولات اور معقولات کے ہر علم و فن کے تقاضوں کی تسکین ہوتی ہے، فاضل بریلوی درجہ اولہ ارشاد نبوی الصلوٰۃ علیہا وسلم علم الا دیان و علم الا بیدان کی حقیقت سے نہ صرف آگاہ تھے بلکہ اس پر عمل پیرا بھی تھے، وہ علم ا دیان یعنی شرعی علوم اور علم اہل ان یعنی سائنسی علوم پر یکساں توجہ کے قائل تھے، شریعت کے علوم قرآن و حدیث سے شروع ہوئے اور عربی زبان و ادب کی جزئیات سے ہوتے ہوئے فقہ و کلام اور جہل و مناظرہ تک پہنچتے ہیں، اسی طرح سائنسی علوم کا دائرہ بھی درست پذیر اور لامحدود ہے اس نے شریعت ان مفید و نافع علوم سے اعراض نہیں سکھائی بلکہ ان میں کمال پیدا کرنے کی دعوت و تلقین اس شریعت کا امتیاز ہے۔

وقت کی رفتار تغیر بڑی تیز ہے جو اس رفتار تغیر کا ساتھ نہ دے سکے اسے وقت کی تلوار کاٹ کر رکھ دیتی ہے، جو شریعت یا قانون وقت کی اس رفتار تغیر کا مقابلہ نہ کر سکے اس کا نابود ہو جاتا یعنی ہے لیکن اسلامی شریعت تو زمان و مکان کی قید سے آزاد و مادوار ہے اس لئے یہ شریعت ہر زمان و ہر مکان کے لئے ہے، اسی واسطے اسلامی شریعت کے ماہر فقیہ کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ اپنی فکری صلاحیتوں سے وقت کی رفتار تغیر کا صرف ساتھ ہی نہیں بلکہ اس کا مقابلہ بھی کر سکے۔ یہ فکری صلاحیتیں وہ چیزوں کی مختلف ہوتی ہیں ان میں سے ایک خدا داد عبقریت اور دوسرے علم ا دیان کے ساتھ علم اہل ان یعنی سائنسی علوم کا ماہر ہونا ہے۔ امام احمد رضا بریلوی میں یہ دونوں صلاحیتیں تمام و کمال موجود ہیں بلکہ ہر زمان و مکان کے فقیہ ہیں۔ جس طرح اسلامی شریعت زمان و مکان کی قید سے آزاد ہے اسی طرح اس کا ماہر فقیہ جو خدا داد عبقریت اور سائنسی علوم خصوصاً طب و ریاضت اور فلسفہ و حکمت کے بھی امام ہیں وہ بھی زمان و مکان کی قید سے آزاد ہیں۔ وہ جدید زندگی کے مسائل کو اسلامی فقہ کی روشنی میں اس طرح حل کرتے ہیں کہ عقل و کسبہ رہ جاتی ہے۔ فتاویٰ رضویہ اس دعویٰ پر شاہد جادل ہیں تمام فصول اور ابواب میں وہ فقہی مسائل کو عصر حاضر کی زبان میں حل کرتے ہیں، ان کے تمام فتاویٰ عقلی و نقلی استدلال پر مبنی ہوتے ہیں اور یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ

شرعیات نہ صرف یہ کہ عقل کے خلاف نہیں بلکہ عقل کے لئے نشرو نفا کا سامان بھی کرتی ہے۔ انظار و بیان کا وسیلہ زبان ہوتی ہے، فقہ اور مفتی کے لئے انظار و بیان کی قدرت ایک لازمی اور ضروری صفت ہے ورنہ مسائل و مشاغل کی تقسیم آسان نہ ہوگی۔ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ اس میدان کے مرد میدان ہی نہیں شہسوار بھی ہیں۔ عربی، فارسی اور اردو پر انھیں جو کامل عبور تھا اس کا ایک ثبوت تو ان تین زبانوں میں ان کے شمارائے کلمات ہیں جو لغت و مدراج رسول کے لئے وقفہ ہیں مگر فتاویٰ رضویہ میں بھی وہ انظار و بیان کے وسائل یعنی زبان کے ادبی اسلوب سے قاری کے ذہن کی چٹکیاں لیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ الفاظ کو نئے معنی پہنانا اور مرکبات و کلام کی تفصیل کے طور پر یوں استعمال کرنا کہ وہ انگلشٹری میں لگنے جڑ دینے کا منظر پیش کرتے ہوئے نظر آئیں یہ صرف قادر الکلام شاعر اور با کمال ادیب ہی کر سکتا ہے۔ اختصار سے کام لیتے ہوئے یہاں صرف فتاویٰ رضویہ کی جلد اول کے دو تمہیدی عنوانات یعنی "خطبۃ الکتاب" اور "صفۃ الکتاب" کے علاوہ مستقل فقہی موضوعات پر لکھے جانے والے پہلے رسالے "اجلی الاعلام ان النصوصی مطلقاً علی قول الامام" کے خطبے کی طرف اشارہ کافی ہوگا۔ خطبۃ الکتاب میں فقہ حنفی کی اہمات الکتاب کے اسرار اور فنی مصطلحات کو بطور تلخیص و براہت استعمال کر کے جو سہاں باندھا ہے وہ کچھ انہی کا کمال ہے، الفاظ پڑانے میں مگر بطور تلخیص استعمال ہو کرتے معانی کا لباس ہی گئے ہیں الحمد للہ هو الفقہ الاکبر والجامع الکیہ للزیادات، فیضہ البسوط، الدرد الغریز بہ المہدایۃ ومنہ البدایۃ والیہ النہایۃ (یعنی سب حمد اللہ کے لئے ہے، یہی سب بڑی سمجھ اور اضافوں کو یکجا کرنے والی بات ہے) اس کا فیض ہے جو پیچیدہ ہوا ہے جیسے پختے ہوئے موتی جوں، اسی ذات سے ہدایت والبتہ ہے، وہی اولیٰ اور وہی آخر ہے) یہ تو وہ نئے معنی ہیں جو ان پڑانے الفاظ کے لباس میں یہاں وارد ہوئے ہیں مگر ان کے معانی فقہ حنفی کی اہمات الکتاب کے نام ہیں۔ فقہ اکبر امام اعظم ابوحنیفہ کی تصنیف ہے، جامع کبیر، زیادات، فیض، بسوط، دود، حرر، ہدایہ اور ہدایہ نہایت یہ سب کتب فقہ میں مگر زبان عربی پر عبور رکھنے والے نے ان پڑانے الفاظ سے دو ہر کام لے کر اپنی مہارت و جعہ قدرت کا ثبوت دے دیا ہے۔

اسی تمہید کتاب میں صفۃ الکتاب کے عنوان سے کتاب کا تعارف کراتے ہوئے قرآنی الفاظ و تراکیب سے برکت و سعادت کا جو سہاں باندھا گیا ہے وہ کسی فانی العربیہ اور ماہر کلام ربانی کا پتا دیتا ہے۔ رسالہ اجلی الاعلام میں یہی رنگ کمال نظر آتا ہے، یہاں پر مصنف عربی زبان کے اسالیب نگارش پر عبور رکھنے کے علاوہ جدت تعبیر سے کام لینے میں بھی لاثانی نظر آتے ہیں، فقہ جیسے نوذکر مضمون میں اس جدت تعبیر نے جو رنگ پیدا کیا ہے اس نے دلچسپی میں اضافہ کر دیا ہے۔ فقہی نصوص کے صحیح اور رک، دقت نظر و با یکدلی، بلا بہت قول و حاضر جوابی، منطقی و موثر طریقہ استدلال اور خوش استنباط و استفادہ میں فاضل بریلوی کا کوئی جواب نہیں۔ یہاں پر میں ایک خاص بات کا تذکرہ نہوری سمجھتا ہوں جو میں نے محسوس کی ہے یوں تو بزرگ عالم پاک و ہند کے نامور عربی دانوں اور علم اسلام کے ماہرین کے

علی کارناموں سے اپنے لوہ بچکانے سبھی نا آشنا اور کم آگاہ ہیں مگر ان میں سے بعض اہل علم قویہ قدری اور احسان ناشناسی کی حد تک گناہ چلے آتے ہیں اور لوگ ان کے حقیقی مقام و مرتبے کے منکر دکھائی دیتے ہیں۔ بر عظیم کی بن ہستیوں کو دانستہ یا نادانستہ طور پر فراموشی دے دینے قدری کا مستحق گردانا گیا ان میں سے ایک کا تعلق سرزمین پنجاب سے ہے اور دوسرے کا تعلق علم و ثقافت کے خطے یوپی سے ہے۔ پنجاب کی مادہ روزگار ہستی اور پیشال جبقری مولانا عبد العزیز پرہاروی (رحمہ اللہ) تھے جو مشہور عرب شاعر ابو القاسم الشابی اور ایک انگریز شاعر کیٹس کی طرح جوانی میں ہی دنیا سے کوچ کر گئے مگر علی کارناموں کے لحاظ سے ان کی مختصر عمر بھی طویل مدت ثابت ہوتی مولانا پرہاروی رحمہ اللہ علیہ جس شہرت اور عزت کے مستحق تھے وہ نہ تو انہیں زندگی میں مل سکی اور نہ موت کے بعد گمنامی کا پردہ چاک ہو سکا۔ پنجاب کے اس عظیم جبقری اور عالم دین کو کما حقہ متعارف کرانے کا شرف اللہ تعالیٰ نے مجھے بخشا ہے، ان کے متعلق خود بھی لکھا ہے اور دو مقالے پی ایچ ڈی کے بھی میری نگراںی میں ہو رہے ہیں۔ خطہ علم و ثقافت یوپی سے اٹھنے والی ہستی فاضل بریلوی مولانا احمد رضا (رحمہ اللہ علیہ) ہیں جن کے علی کارناموں سے شدید اغماض بڑھا گیا بلکہ ان کے فضل و کمال سے انکار کیا گیا، یہی نہیں بلکہ بدنامی کی جساتیں بھی ہوتی رہیں، بظاہر اس کے تین اسباب نظر آتے ہیں،

پہلا سبب تو خود ان کے نام لیاؤن کی کراڈی ہے جو ان کے علی کارناموں کو عام کرنے کی سنجیدہ کوشش نہ کر سکے، الا ماشاء اللہ !

دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ عالمی ادارے یا تنظیمیں جو بر عظیم میں اہل علم کو متعارف کرانے کے ذمہ دار تھے وہ حضرت فاضل بریلوی کی قدر شناسی اور اعتراف فضل سے گریزاں رہے۔

میرے خیال میں اس کا تیسرا سبب حدود رقابت کے جذبات ہو سکتے ہیں، معمولی آدمیوں کو ایسے معاملے کم پیش آتے ہیں مگر غیر معمولی ذہانت و قابلیت کے مالک انسانوں کے لئے مخالفت و عداوت اور حدود رقابت بھی غیر معمولی نوعیت کی سامنے آتی ہے۔

امام احمد رضا رحمہ اللہ تعالیٰ کثیر الجوانب جعفریت کے مالک تھے غالباً اس وجہ سے ان کے علی کارناموں کو پردہ تنہا میں رکھنے اور ان پر خاک ڈالنے کی کوشش بھی ہو سکتی ہے۔

بہر حال یہ بات باعشب اطمینان ہونی چاہئے کہ اب بر عظیم پاک و ہند میں ایسے افراد و ادارے وجود میں آچکے ہیں جو حضرت فاضل بریلوی کے تعارف کے ضمن میں تلافی یافتہ کے لئے کوشاں ہیں۔

فہرست مضامین

www.alukah.net/work.org

۴۷	۵	پیشہ
		سوی و ضرر کی عملی قدر و قیمت
	۸	باب شروط الصلوٰۃ
	۲۹	آئیے باریک پکڑیں میں تجھے سے اعضا ظاہر
۵۵		ہوں نماز نہیں ہوتی۔
	۲۹	مردوں کے نو اعضائے حریت کا شمار اور
۵۷		مصنف علیہ الرحمۃ کی تحقیق۔
	۲۹	چہارم عضو کھینے کی مختلف صورتیں۔
	۲۰	نہد توں کے تین اعضائے مستور کا شمار۔
۶۱		میں نماز خدا تعالیٰ کے لئے پڑھتا ہوں اس
۶۲		طرح نیت کرنے سے نیت ہوگی یا نہیں۔
۶۲		نیت دل سے ہونی چاہئے زبان سے ضروری
	۲۶	نہیں، قلبی نیت کی حد کیا ہے؟
	۲۹	تمام بلاد کے لئے جہت قبلہ کا ایک خاص تخمینہ
	۲۹	لیکن نہیں۔
	۲۹	نقطہ مغرب سے ۴۵ درجے کے اندر انحراف
	۲۹	مفسد صلوٰۃ نہیں۔
	۲۹	مسألة هداية المتعال في حدود
	۲۹	الاستقبال (سمت قبلہ کے بیان میں)
	۲۰	جہت قبلہ سے انحراف مفسد صلوٰۃ ہے۔
	۲۰	آفاقی لا قبلہ جہت ہے۔
	۲۶	ترک مستحب مستلزم کراہت تنزیہیہ
	۲۶	بھی نہیں۔
		بعد مسافت کے بعد ایک خاص حد کے اندر

- ۶۵ انحراف بھی جہت قبلہ سے انحراف نہ ہوگا۔
 غیر مکہ معظمہ میں اتنا انحراف کہ جہت سے باہر
 نہ ہو مضر نہیں۔
 سمت قبلہ میں علم ہیأت و اصطلاح وغیرہ
 آلات و قیاسات کا اعتبار نہیں۔
 علی گڑھ کا خط قبلہ نقطہ مغرب سے $10\frac{1}{4}$
 درجے جانب جنوب جھکا ہوا ہے۔
 صحابہ کرام نے بلاد متغایہ بلکہ ملک بھر کے لئے
 ایک ہی قبلہ قرار دیا۔
 قرآن فاروقی میں عراق کا قبلہ مابین المشرق
 والمغرب قرار پایا۔
 بخارا، سمرقند، کسف، ترمذ، سرخس کا قبلہ
 رأس العقب کا مستقط ہے۔
 بیت المقدس، حلب، دمشق، مدینہ، نابلس
 اور تمام ملک شام کا قبلہ قطب تار سے کو
 پس پشت لینا ہے۔
 کوفہ، بغداد، ہمدان، قزوین، طبرستان،
 جرجان میں نہر شمش یک قطب کو دہنے کا
 کھینچے، ملک عراق میں سیدھے شامے،
 ملک مصر میں بائیں، ملک یمن میں منہ کے سنے
 بائیں کو ہٹا ہوا قبلہ ہے۔ خراسان، ہندوستان
 وغیرہ بلاد شرقیہ کا قبلہ بین المغربین ہے۔
 قبلہ کے بارے میں مشائخ کرام کے چھ اقوال۔
 ہندوستان میں قطب تار اپنے شامے پر
 کیوں لیا جاتا ہے۔
- ۶۵ ہندوستان کا عرض شمالی ۸ درجے سے ۲۵
 درجے اور طول مشرقی ۶۶ سے ۹۲ تک ہے۔
 ۶۵ افادۃ اولیٰ: جہت قبلہ کی حد کیا ہے اس کے
 بارے میں مختلف اقوال اور مصنف کی تحقیق۔
 ۶۵ افادۃ ثانیہ: علی گڑھ میں انقلابین کی سمت المغرب
 کتنی ہے۔
 ۱۲۵ ۱۰۰۰ تالش، علی گڑھ کی عید گاہ نقطہ مغرب سے
 کس قدر زوٹ ہے۔
 ۱۲۵ ۱۰۱ افادۃ رابعہ: علی گڑھ کا قبلہ تقریبی۔
 ۱۲۶ ۱۰۱ افادۃ خامسہ: مسلیکۃ کا قبلہ
 تحقیقی۔
 ۱۲۶ ۱۰۱ باب صفة الصلوة
- ۱۴۳ عورتیں سینے پر ہاتھ باندھیں یہ بھی ان کے لئے
 انصاف ہے۔
 ۱۴۴ ۱۰۱ التعمیات میں انکشاف شادی سے اشارہ
 کرنے کا ثبوت۔
 ۱۴۹ ۱۰۱ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
 ہمیشہ رفع یدین نہیں فرمایا بعد فعل و ترک
 دونوں حدیثوں میں وارد ہیں اور ترک راجح۔
 ۱۵۲ نماز میں قیام کی حالت میں دونوں پاؤں کے
 درمیان چار انگلی کا فاصلہ رکھنا مستحب ہے۔
 ۱۵۵ ۱۰۱ جیٹھ کر نماز پڑھنے میں رکوع میں پیشانی ٹھنڈی
 کے مقابل رکھنی چاہئے اس سے زیادہ جھکنا
 عیث ہے۔
 ۱۵۶ ۱۰۵

- صرف تکبیر تحریر کی قدرت ہو تو اس پر فرض ہے
 ۱۹۰ التحیات میں اشارہ کرنے کا طریقہ۔
 ۱۹۱ جمعہ کی نیت کرنے کا طریقہ۔
 ۱۵۸ سورتوں کی ابتداء میں بسم اللہ شریف ملانا
 ۱۹۱ افضل ہے۔
 ۱۹۲ بے نمازیوں کو کھانے کا طریقہ اور نہ مانیں
 ۱۹۱ تو اس سے قطع تعلق کر لیا جائے۔
 ۱۹۲ بے اختلاف صرف اس کی مسنونیت میں ہے،
 ۱۹۴ یہاں سورت سے کیا مراد ہے۔
 ۱۹۴ اتصاف کعبین کی تحقیق۔
 ۱۹۳ قمر و جبریل کے اذکار طریقہ نوافل پر محمول ہیں فرائض
 میں مسنون نہیں۔
 ۱۵۰ ثنا پڑھنا سنت ہے اور امام کے قرأت بالجہر
 سے پہلے پڑھی جاسکتی ہے۔
 ۱۸۲ اللہم اغفر لی کہنا امام، مقتدی اور منفرد سب
 کے لئے مستحب ہے اور طویل و مناسب کہنے
 مکروہ۔
 ۱۸۲ درود شریف پڑھنے کی فضیلت اور افضل
 درود کا بیان۔
 ۱۸۴ مقتدی کو قرآن مجید پڑھنا جائز نہیں، آمین
 بالجہر مکروہ ہے۔
 ۱۸۳ ۴ رکعت تراویح سنتِ مکروہ ہے۔ ایک
 رکعت نماز وتر خواہ نفل یا نفل محض ہے۔
 ۱۸۵ التحیات میں اشارہ ہر سب پر مسنون ہے۔
 ۱۸۴ سلام کے بعد امام کی اطاعت مقتدی سے
 ختم ہو جاتی ہے، تکبیرات انتہائیہ کہنے کا
 طریقہ۔
 ۱۸۹ سلام کے بعد امام کو قبلہ رو بیٹھے رہنا امام کے لئے
 ۱۹۰ مکروہ ہے۔
- ۱۹۰ التحیات میں اشارہ کرنے کا طریقہ۔
 ۱۹۱ جمعہ کی نیت کرنے کا طریقہ۔
 ۱۵۸ سورتوں کی ابتداء میں بسم اللہ شریف ملانا
 ۱۹۱ افضل ہے۔
 ۱۹۲ بے نمازیوں کو کھانے کا طریقہ اور نہ مانیں
 ۱۹۱ تو اس سے قطع تعلق کر لیا جائے۔
 ۱۹۲ بے اختلاف صرف اس کی مسنونیت میں ہے،
 ۱۹۴ یہاں سورت سے کیا مراد ہے۔
 ۱۹۴ اتصاف کعبین کی تحقیق۔
 ۱۹۳ قمر و جبریل کے اذکار طریقہ نوافل پر محمول ہیں فرائض
 میں مسنون نہیں۔
 ۱۵۰ ثنا پڑھنا سنت ہے اور امام کے قرأت بالجہر
 سے پہلے پڑھی جاسکتی ہے۔
 ۱۸۲ اللہم اغفر لی کہنا امام، مقتدی اور منفرد سب
 کے لئے مستحب ہے اور طویل و مناسب کہنے
 مکروہ۔
 ۱۸۲ درود شریف پڑھنے کی فضیلت اور افضل
 درود کا بیان۔
 ۱۸۴ مقتدی کو قرآن مجید پڑھنا جائز نہیں، آمین
 بالجہر مکروہ ہے۔
 ۱۸۳ ۴ رکعت تراویح سنتِ مکروہ ہے۔ ایک
 رکعت نماز وتر خواہ نفل یا نفل محض ہے۔
 ۱۸۵ التحیات میں اشارہ ہر سب پر مسنون ہے۔
 ۱۸۴ سلام کے بعد امام کی اطاعت مقتدی سے
 ختم ہو جاتی ہے، تکبیرات انتہائیہ کہنے کا
 طریقہ۔
 ۱۸۹ سلام کے بعد امام کو قبلہ رو بیٹھے رہنا امام کے لئے
 ۱۹۰ مکروہ ہے۔

- ۲۰۵ صحت صلوة کے لئے فہم معنی ضروری نہیں۔
- ۲۰۶ نماز کے بعد مصلے کا اٹھ دینا کیسا ہے
- ۲۰۷ شروانی کرتے وغیرہ پر نماز پڑھے تو گریبان پر کھڑا ہو اور سجدہ و امن پر کرے۔
- ۲۰۸ سلام کے بعد صرف امام کو انصراف کا حکم ہے
- ۲۰۹ مقتدیوں کو نہیں یہ کیوں؟
- ۲۱۰ عمار کی تفصیلت میں بیستین احادیث پر کرید۔
- ۲۱۱ استعمالی وغیرہ استعمالی جوتوں کا حکم۔
- ۲۱۲ حضور کے نام اقدس پر ورد و شریف پڑھنا واجب ہے
- ۲۱۳ صلوة ترضی وغیرہ کو رجز میں لکھنا جائز نہیں۔
- ۲۱۴ جو تکلیف پڑے اور نماز پڑھے وہ فاسق ہے۔
- ۲۱۵ نماز کے بعد دُعا مانگنے کا ثبوت۔
- ۲۱۶ بلند آواز سے ورد و شریف پڑھنا جائز ہے اور اخفا افضل۔
- ۲۱۷ نماز کے بعد دُعا میں تاخیر کیسی۔
- باب القرأۃ**
- ۲۱۸ قرآن مجید کو ترتیب سے پڑھنا واجب ہے۔
- ۲۱۹ جمہور صحابہ و تابعین کے نزدیک قرأۃ غلط نام منسوخ ہے احادیث سے اس کا ثبوت اور
- ۲۲۰ مخالفین کے دلائل کا رد۔
- ۲۲۱ قرأۃ میں غلطی کرنے کا حکم۔
- ۲۲۲ سری غانوں میں جہر سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے، مقدار جہر کا بیان۔
- ۲۲۳ کسی حرف کے نکالنے پر جو قارئین جو اس کے لیے حکم۔
- ۲۲۴ ہر رکعت میں ایک سورۃ کی تکرار فرض میں مکرر ہے۔
- ۲۲۵ ایک رکعت میں چند سورتیں یا ایک سورت یا
- ۲۲۶ ایک آیت چند بار پڑھنا یا ایک بڑی سورت
- ۲۲۷ کی چند آیتیں ایک رکعت میں اور چند آیتیں
- ۲۲۸ دوسری رکعت میں پڑھنا کیسا ہے۔
- ۲۲۹ سورتوں کو منکوسس پڑھنا ناجائز ہے۔
- ۲۳۰ دوسری رکعت میں پہلی سے طویل قرات
- ۲۳۱ مکروہ ہے۔
- ۲۳۲ ضاد کو ظا دیا و ظا کو ضا غلط ہے، ضاد کے
- ۲۳۳ مخرج کا بیان۔
- ۲۳۴ نماز میں کھانسنے اور کھنکھارنے کا حکم
- ۲۳۵ حرف ضاد اور ظا مشتبہ الصوت ہیں۔
- ۲۳۶ ترتیل کی تین حدیں ہیں۔
- ۲۳۷ مرسالہ نعیم الشراذم لروم الضاد (ماقص) ۲۸۳
- ۲۳۸ (حرف ضاد کی تحقیق)
- ۲۳۹ مرسالہ الجہام الضاد عن سنن الضاد ۳۰۲
- ۲۴۰ ضاد کے احکام اور اس کے ادا کرنے کا طریقہ
- ۲۴۱ تجرید سے انکار کفر ہے۔
- ۲۴۲ غیر عربی میں قرآن شریف پڑھنے سے نماز نہیں
- ۲۴۳ ہوگی۔
- ۲۴۴ حضور میں مقدار قرات کا بیان
- ۲۴۵ نماز میں کس نے قال رسول اللہ کہہ دیا نماز
- ۲۴۶ ہوگی یا نہیں۔
- ۲۴۷ لفظ "اللہ" کے الف کو حذف یا پُر کرنے سے
- ۲۴۸ نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

- کسی نے چار رکعت والی نماز میں سورۃ یس
پھر وہاں پھر تنزیل پھر سورۃ ملک پڑھی الخ
قرآن مجید کی ایک آیت پڑھنا فرض ہے سورۃ
فاتحہ کی ہو خواہ کسی اور سورت کی۔
حوالہ مفصل، اوساط مفصل، قصار مفصل
کن نمازوں میں پڑھی جاتی ہیں۔
آئین آہستہ کھنا چاہئے۔
تہ میں بدبو ہونے کی حالت میں نماز مکروہ ہوگی۔
ایک آیت پڑھنے کے بعد دوسری آیتوں کی طرف
منتقل ہونا یا بیچ سے چھوڑ دینا اگر مجبوری سے
ہو نماز ہو جائے گی۔
سورۃ کے اخیر کو تجزیر رکوع سے ملنا کہاں کہاں
مستحب ہے۔
تہ کی نماز میں چالیس سے ساٹھ آیت تک
پڑھنا چاہئے اور وقت کم ہو تو بقدر گنجائش۔
سورۃ العصر میں کلہ اکتا پر وقت کرنے سے نماز
ہو جاتی ہے۔
حق کو خط کے مشابہ پڑھنے کا حکم۔
چند آدمیوں کا ایک جگہ بلند آواز سے قرآن مجید
پڑھنا ممنوع ہے۔
صحت صلوٰۃ کے لئے فی غارح ہانا ضروری
نہیں حروف صحیح ادا ہونے چاہئیں۔
تبدیل حروف یعنی ایک حرف کو دوسرے حرف
سے بدلتے سے نماز فاسد ہوتی ہے، تبدیل
کی تین صورتیں۔
۲۲۱ نقد دینے کی ایک صورت۔
۲۲۸ قرآن پاک کو اتنی تجوید سے پڑھنا جس سے
۲۲۲ حروف کی تصحیح ہو فرض عین ہے۔
۲۲۹ چند آیتوں کی قرأت کے متعلق سوال و جواب۔
۲۲۲ آیت یا یٰٰزبر الصلوٰۃ کی مقدار کیا ہے۔
۲۲۱ ہر آیت پر وقت جائز ہے اگرچہ آیت
۲۲۲ ق ہو۔
۲۲۲ قرآن پاک ترتیب سے پڑھنا فرض ہے اٹا
پڑھنا حرام۔
۲۲۴ نماز میں ایک آیت پڑھنا فرض ہے۔
۲۲۴ نقد دینا جائز ہے۔
۲۲۸ قل هو اللہ احد ۵ میں مابعد سے وصل
۲۲۵ جائز ہے۔
۲۲۸ تراویح میں سورۃ رعن پڑھنے کا طریقہ۔
۲۲۹ نماز میں کتنی آیتیں فرض ہیں اور کتنی واجب
اور کتنی سنت اور کتنی مستحب۔
۲۲۹ نماز میں بسم اللہ شریف کہاں کہاں پڑھنا چاہئے۔
۲۲۹ نماز میں جس سورۃ کا ایک کلمہ سے نکل آئے
اسی کا پڑھنا فرض ہے۔
۲۲۸ فساد یعنی اگرچہ ہزار آیت کے بعد ہر نماز جاتی
رہے گی۔
۲۲۹ معتدی کو قرأت ناجائز ہے۔
۲۵۲ اللہ اکبر کی راہ کو دال پڑھنے سے نماز فاسد
ہوگی۔
۲۲۹ خلاف ترتیب سے متعلق چند سوال

- ۲۵۳۔ بلا وجہ تقدیر نہا جائز ہے یا نہیں۔
 ۲۵۴۔ درمیان سورت سے کچھ چھوٹ جائے تو نماز ہوگی یا نہیں۔
 ۲۵۵۔ بھڑکنے کی حالت میں ایک لفظ کو بار بار پڑھنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔
 ۲۵۶۔ وقف و صل میں اتباع بہتر ہے مگر اس کے ترک کرنے سے نماز میں خلل نہیں آتا۔
 ۲۵۷۔ بیچ میں چھوٹی سورت چھوڑ کر پڑھنا مکروہ ہے۔
 ۲۵۸۔ امام سے جہاں غلطی ہو مقتدی تقدیر سے لے سکتا ہے اگرچہ ہزار آیت کے بعد ہو۔
 ۲۵۹۔ چند آیتوں کی قرات کے متعلق سوال۔
باب الامامۃ
 ۲۶۰۔ آق بلا میں آئین بالجہر و رفع یدین کو سننے والے کو نماز غیر معتد ہیں۔
 ۲۶۱۔ آدھا کمر پڑھنے والے کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں۔
 ۲۶۲۔ پورا اللہ اکبر بلند آواز سے کہنا سنون ہے۔
 ۲۶۳۔ چار رکعت والی نماز میں اخیر کی ایک رکعت کسی کو ملے تو وہ امام کے سلام کے بعد دوسری رکعت میں قعدہ کرے۔
 ۲۶۴۔ مسابلی نماز و طہارت سے جو زیادہ واقع ہو وہ مستحبی امامت ہے اگرچہ نابینا ہو۔
 ۲۶۵۔ امام کو درمیں کھڑا ہونا مکروہ ہے، محراب اور در کا فرق۔
 ۲۶۶۔ تجدد کو نہ جلتے والا امام نہیں ہو سکتا۔
 ۲۶۷۔ امام قدیم کو حق امامت حاصل رہے گا اگرچہ مسجد میں کوئی عالم فاضل آجائے۔
 ۲۶۸۔ عورتوں کو میل میں لے جانے والے کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں۔
 ۲۶۹۔ تبرق کی اقتدا صحیح نہیں۔
 ۲۷۰۔ سود و خور کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔
 ۲۷۱۔ امام کو درمیں کھڑے ہونے کا حکم۔
 ۲۷۲۔ ایک شخص شکیہ کے جوابی بی بی سے قرابت کے اور بھائی کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں۔
 ۲۷۳۔ اخاف کو فقیہ الشیطان وغیرہ کہنے والے کی امامت کا حکم۔
 ۲۷۴۔ خفی مسئلہ مسیح میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ پر عمل کرے تو کیا حکم ہے۔
 ۲۷۵۔ تاپہ وغیرہ دیکھنے والے کی امامت کا حکم۔
 ۲۷۶۔ بے روزہ دار کی امامت مکروہ ہے۔
 ۲۷۷۔ خفی کی نماز شافعی کے پیچھے کب جائز ہے۔
 ۲۷۸۔ اندھے کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔
 ۲۷۹۔ تاپہ دیکھنے والے، دیوتاؤں پر جھینٹ پھر جانے والے، غیبت کہنے والے کی امامت کا حکم۔
 ۲۸۰۔ خواہ دار امام کے پیچھے نماز جائز ہے۔
 ۲۸۱۔ تجدد سے متعلق چند احکام۔
 ۲۸۲۔ امام کے ہر فعل و ترک کا اتباع مقتدی پر واجب نہیں۔
 ۲۸۳۔ وہابیہ، روافض اور چر مسائل نماز سے واقف نہیں ہاں کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

- جس کا ہاتھ ٹوٹا ہو، جس کی عورت بے پردہ باہر نکلتی ہو۔ ہیکل، توتلا، افیونی، رختی، رشتی لینے والے یا جسے برس ہوا کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم۔
- ۴۹۵ کن کن لوگوں کے پیچھے نماز جائز ہے، اندھے کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔
- ۴۹۵ امامت سے متعلق ایک سوال۔
- ۴۹۸ ۴۵۲ تہیوں کی امامت کیسی ہے
- ۴۹۹ ۴۵۵ غیر متقدموں کی امامت ناجائز ہے۔
- ۵۰۱ ۴۶۰ عرفی شریعت و قد شریعت میں امام ہونے کا پابند خدا رکھتا ہے۔
- ۵۰۲ ۴۶۵ میلا میں شریک نہ ہونے سے یا قیام کو برا کہنے والے کی امامت کا حکم۔
- ۵۰۳ ۴۶۵ مقررہ امام کی اجازت کے بغیر دوسرا امامت نہیں کر سکتا۔
- ۵۰۳ ۴۶۷ ۴۷۰ آئمہوں سے ناجائز تعلق رکھنے والے کی امامت ناجائز ہے۔
- ۵۰۳ ۴۷۱ ۴۸۱ فاسق کی ایک صورت۔
- ۵۰۲ ۴۸۲ ۴۸۳ جس کی عورت بے پردہ باہر نکلتی ہو یا سود کھاتا یا مژدہ نہ لانے کا پیشہ کرتا ہو ان کی امامت کیسی ہوگی محمد اسماعیل دہلوی کو حق پر جاننے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔
- ۵۰۹ ۴۸۳ ۴۸۶ قورٹھ افزا، برا سیر والے کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم۔
- ۵۱۰ ۴۸۶ ۴۸۹ تجوید نہ جاننے والے کے پیچھے تجوید جاننے والے کی نماز ہوگی یا نہیں۔
- ۵۱۰ ۴۸۹ ۴۹۰ مقدمہ لڑانے والوں کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں۔
- ۵ ۴۹۰ ۴۹۲ ایک مصلیٰ پر بیٹا بی بی نماز پڑھیں اور شوہر امام ہو
- ۵۱۱ ۴۹۲ ۴۹۳ سود خور یا جس کی عورت بے پردہ نکلتی ہو الخ

- امامت میں وراثت نہیں ملتی، حتیٰ امامت کس کو حاصل ہے، عالم کے مقابلے میں جاہل کو امام بنانا ناجائز ہے۔ جہود، عیدین، کسوف وغیرہ میں امام کو حق ہو سکتا ہے۔ صلواتِ اعلیٰ علیہ وسلم
- ۵۱۳ غنی امام صدقہ فطر لے یا قرآن مجید غلط پڑھے
- ۵۲۰ یا فاسق ملعون ہو اس کی امامت مکروہ ہے
- ۵۲۱ مقتدیوں کے گناہ کے سبب ترکِ جماعت جائز نہیں امام ہونے کی شرائط۔
- ۵۲۲ ڈاکوئی ترشوانا، نماز قضا کرنا فاسق ہے۔
- ۵۲۳ خوبصورت لہرو کی امامت خلافِ اولیٰ ہے۔
- ۵۲۴ شرعی امام کے لیے براہِ فضاہیت نماز پڑھنا گناہ ہے۔
- ۵۲۵ سودی دستاویز رکھنا والے فاسق ہے۔
- ۵۲۶ ملازمانِ گورنمنٹ مثلاً تھانیدار وغیرہ اور ملازمانِ چوکی کی امامت کا حکم۔
- ۵۲۷ امام اور جماعت کے مابین فاصلہ کی مقدار۔
- ۵۲۸ عاق اور جس سے چار بجے چھوٹ گئے ہوں اس کی امامت کا حکم۔
- ۵۲۹ ولد الزنا کے لڑکے کی امامت کا حکم۔
- ۵۳۰ بلا ضرورت شرعیہ سودی قرض لینے والا فاسق۔
- ۵۳۱ میعادِ شریف یا ختمِ تراویح کی شیرینی تقسیم کرنے کو جہدِ محنت کے اس کی امامت کیسی ہے۔
- ۵۳۲ دشمن لینے والے، جوٹے مقدے کرنے والے فاسق ہیں۔
- ۵۳۳ جو اپنے جرائم سے توبہ کرے اس کی امامت
- امامت میں وراثت نہیں ملتی، حتیٰ امامت کس کو حاصل ہے، عالم کے مقابلے میں جاہل کو امام بنانا ناجائز ہے۔ جہود، عیدین، کسوف وغیرہ میں امام کو حق ہو سکتا ہے۔ صلواتِ اعلیٰ علیہ وسلم
- ۵۱۳ غنی امام صدقہ فطر لے یا قرآن مجید غلط پڑھے
- ۵۲۰ یا فاسق ملعون ہو اس کی امامت مکروہ ہے
- ۵۲۱ مقتدیوں کے گناہ کے سبب ترکِ جماعت جائز نہیں امام ہونے کی شرائط۔
- ۵۲۲ ڈاکوئی ترشوانا، نماز قضا کرنا فاسق ہے۔
- ۵۲۳ خوبصورت لہرو کی امامت خلافِ اولیٰ ہے۔
- ۵۲۴ شرعی امام کے لیے براہِ فضاہیت نماز پڑھنا گناہ ہے۔
- ۵۲۵ سودی دستاویز رکھنا والے فاسق ہے۔
- ۵۲۶ ملازمانِ گورنمنٹ مثلاً تھانیدار وغیرہ اور ملازمانِ چوکی کی امامت کا حکم۔
- ۵۲۷ امام اور جماعت کے مابین فاصلہ کی مقدار۔
- ۵۲۸ عاق اور جس سے چار بجے چھوٹ گئے ہوں اس کی امامت کا حکم۔
- ۵۲۹ ولد الزنا کے لڑکے کی امامت کا حکم۔
- ۵۳۰ بلا ضرورت شرعیہ سودی قرض لینے والا فاسق۔
- ۵۳۱ میعادِ شریف یا ختمِ تراویح کی شیرینی تقسیم کرنے کو جہدِ محنت کے اس کی امامت کیسی ہے۔
- ۵۳۲ دشمن لینے والے، جوٹے مقدے کرنے والے فاسق ہیں۔
- ۵۳۳ جو اپنے جرائم سے توبہ کرے اس کی امامت
- ۵۳۴ امامت میں وراثت نہیں ملتی، حتیٰ امامت کس کو حاصل ہے، عالم کے مقابلے میں جاہل کو امام بنانا ناجائز ہے۔ جہود، عیدین، کسوف وغیرہ میں امام کو حق ہو سکتا ہے۔ صلواتِ اعلیٰ علیہ وسلم
- ۵۳۵ امامت میں وراثت نہیں ملتی، حتیٰ امامت کس کو حاصل ہے، عالم کے مقابلے میں جاہل کو امام بنانا ناجائز ہے۔ جہود، عیدین، کسوف وغیرہ میں امام کو حق ہو سکتا ہے۔ صلواتِ اعلیٰ علیہ وسلم
- ۵۳۶ امامت میں وراثت نہیں ملتی، حتیٰ امامت کس کو حاصل ہے، عالم کے مقابلے میں جاہل کو امام بنانا ناجائز ہے۔ جہود، عیدین، کسوف وغیرہ میں امام کو حق ہو سکتا ہے۔ صلواتِ اعلیٰ علیہ وسلم
- ۵۳۷ امامت میں وراثت نہیں ملتی، حتیٰ امامت کس کو حاصل ہے، عالم کے مقابلے میں جاہل کو امام بنانا ناجائز ہے۔ جہود، عیدین، کسوف وغیرہ میں امام کو حق ہو سکتا ہے۔ صلواتِ اعلیٰ علیہ وسلم
- ۵۳۸ امامت میں وراثت نہیں ملتی، حتیٰ امامت کس کو حاصل ہے، عالم کے مقابلے میں جاہل کو امام بنانا ناجائز ہے۔ جہود، عیدین، کسوف وغیرہ میں امام کو حق ہو سکتا ہے۔ صلواتِ اعلیٰ علیہ وسلم

- جائز ہے۔ اب اس پر اعتراض کرنا گناہ ہے۔ ۵۵۲ ایک عالم شریف ہے مستید نہیں ہے یا صرف
- اتہام اور بدگمانی ناجائز ہے۔ ۵۵۳ عالم وہ جاہل یا کم نجیب الطرفین مستید کی
- لنگر سے کی امامت کیسی ہے۔ ۵۵۴ موجودگی میں امام ہو سکتا ہے یا نہیں۔ ۵۵۶
- نماز اگر ایک جہت سے فاسد ہو تو وہ فاسد ہی ۵۵۵
- ہوگی اگرچہ دوسری جہتوں سے صحیح ہو۔ ۵۵۴
- فتنہ کی ایک صورت۔ ۵۵۸
- حنفی شافعیوں کی جماعت میں شریک ہو یا نہیں۔ ۵۵۸
- جس لڑکے سے اس کے والدین نے کہہ دیا ہو کہ ۵۵۸
- میرے جنازہ پر نہ آنا۔ ۵۵۸
- امام کسی سے دیوی کہ ورت رکھتا ہو اس کے ۵۵۹
- پچھے نماز صحیح ہے۔ ۵۵۹
- قوی فاسق ہے۔ ۵۵۹
- معتزہ کی امامت کا حکم۔ ۵۶۲
- مسجد پر وقت شدہ جائے نمازوں پر عمارتیں ۵۸۲
- کا حکم۔ ۵۶۲
- دیوبندیوں کے پیچھے نماز باطل ہے۔ ۵۸۲
- صدقہ فطر، مال زکوٰۃ، قبرستان میں غلہ کوڑی ۵۸۳
- وغیرہ لینا جس کا پیشہ ہو اس کی امامت ۵۸۳
- کیسی ہے۔ ۵۸۳
- معتقد دریافت کرنے پر جو نہ بتائے یا مقررہ ۵۸۵
- وقت کا پابند نہ ہو یا جس کی امامت سے کچھ ۵۸۵
- لوگ ناراض ہوں یا جس کا دہنا ہاتھ بیکار ہو ۵۸۶
- ایسے کی امامت کیسی ہے۔ ۵۸۶
- جس کے ہاتھ میں شیخ ہو وہ امام ہو سکتا ہے ۵۸۶
- یا نہیں۔ ۵۸۶
- ایک عالم شریف ہے مستید نہیں ہے یا صرف ۵۸۶
- عالم وہ جاہل یا کم نجیب الطرفین مستید کی ۵۸۶
- موجودگی میں امام ہو سکتا ہے یا نہیں۔ ۵۸۶
- ایک امام کا معتقد دوسرے امام کے معتقد کے ۵۸۶
- پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔ ۵۸۶
- حنفی کی خاطر شافعی امام رفع یدین وغیرہ ۵۸۶
- پھوڑے یا نہیں۔ ۵۸۶
- مردہ نہلنے والے کی امامت جائز ہے ۵۸۶
- یا نہیں۔ ۵۸۶
- وہابیہ کی امامت ناجائز ہے۔ ۵۸۶
- جس کی آنکھ میں پتلی ہو وہ امام ہو سکتا ہے ۵۸۶
- یا نہیں۔ ۵۸۶
- خدا سے تعالیٰ کو محترم ہانٹنے والے کی اقتدا ۵۸۶
- حرام ہے۔ ۵۸۶
- جناوہ شرعی امام کو معزول کرنا حرام ہے۔ ۵۸۶
- دیوٹ کی امامت مکروہ ہے۔ ۵۸۶
- عورت کا نان و نفقہ شوہر کے ذمہ ہے باپ ۵۸۶
- پر نہیں۔ ۵۸۶
- شوہر اور شوہر دینے والے دونوں کی امامت ۵۸۶
- مکروہ ہے۔ ۵۸۶
- میکوہ شریعت کو بدعت کہنے والے کے پیچھے ۵۸۶
- نماز جائز ہے یا نہیں۔ ۵۸۶
- نصاری کی تابعداری کرنے والے، مسلمانوں ۵۸۶
- میں نفاق ڈالنے والے، جبری کرنے والے ۵۸۶
- اور غیر مقلدین ان کی امامت کیسی ہے۔ ۵۸۶

- ۵۸۸ رنڈی زادہ کی امامت کیسی ہے۔
 ۵۸۸ کارندوں کی امامت کیسی ہے۔
 ۶۰۲ دیوبندی مدرسوں میں پڑھنے والوں کی امامت کا حکم۔
 ۶۰۲ بد مذہبوں کی بات وغیرہ میں شریک ہونے کا حکم۔
 ۶۰۲ چوڑی پہنانے یا طبابت کا پیشہ کرنا ہوا اس کی امامت کا حکم۔
 ۶۰۲ ترمین طیبین کے علاوہ بدعتی کھنے والے کے پیچھے نماز جائز نہیں۔
 ۶۰۲ جو سورتیں پختہ باد ہوں امام اس میں کو پڑھے۔ شرط نماز کھینچنا فسق ہے۔
 ۶۰۲ بے ضرورت سوال حرام ہے۔ جنازہ کی نماز پڑھنا امام پر لازم نہیں۔
 ۶۰۲ نماز پڑھنے کے لئے امام کے متعلق تحقیق کرنا ضروری نہیں، وہ جاتی کے پیچھے نماز باطل ہے۔
 ۶۰۲ عاق کی تعریف اور حکم۔
 ۶۰۲ حرام ہر حرام ہیں ان کا سننا فسق۔
 ۶۰۲ وہابیہ کی برائی بیان کرنا فرض ہے یونہی فاجر وغیرہ کی۔
 ۶۰۲ بلا وجہ شرعی مسلمانوں سے عداوت رکھنا فسق ہے۔
 ۶۰۲ جہاں ہیں فاسق کے علاوہ کوئی دوسرا نماز پڑھانے والا ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔
 ۶۰۲ ماہی گیری کی امامت کا حکم۔
 ۵۸۸ فاسق و فاجر کی تعریف اور حکم۔
 ۵۸۸ عیوں کو سستانا، طبیعت کرنا، جھوٹی قسم کھانا فسق ہیں۔
 ۵۸۹ زانی اور شرابی کی امامت مکروہ ہے۔
 ۵۹۰ وارث میں ترشوانے والا فاسق ہے۔
 ۵۹۱ نماز فجر جس کی قضا ہو گئی ہو وہ ظہر وغیرہ کی امامت کر سکتا ہے یا نہیں۔ تبرک کی امامت کیسے؟
 ۵۹۱ گائی گلوپا کرنے والے کی امامت مکروہ ہے۔
 ۵۹۲ تصائب کی امامت کا حکم۔
 ۵۹۲ رانی توہر کر لے تو اس کی امامت میں حرج نہیں اور اگر لوگ اس کی توہر پر اعتبار نہ کریں گے تو گنہگار ہوں گے۔
 ۵۹۵ شراب پرندہاں حور و تو شوہر پر اسے طلاق دینا واجب نہیں۔
 ۵۹۶ دیوث کی امامت مکروہ ہے، جو پیر فعلی حرام کا ترکیب ہو اس سے بیعت کرنا میلاد پڑھانا ہیما تر ہے۔
 ۵۹۶ اقبونی اور روزہ چھوٹنے والے فاسق ہیں۔
 ۵۹۶ حرام ہر حرام ہیں۔
 ۵۹۸ عورت کے افضالی قبیلہ سے شوہر راضی نہ ہو اور باز رکھنے کی کوشش بھی کرنا ہوا اور عورت مازنہ آتی ہو تو شوہر پر نہ کوئی الزام نہ اس کی امامت میں حرج۔
 ۶۰۰ تیسرے تک بال رکھنا مکروہ حرام ہے۔
 ۶۰۰ امام کے ساتھ ایک مقتدی ہو اور دوسرا لگے

- ۶۱۱۔ تو امام آگے بڑھے یا مقتدی پیچھے گئے۔
- ۶۱۱۔ افراد کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔
- ۶۱۲۔ قس کی ایک صورت۔
- ۶۱۳۔ شہر سے چوری ثابت نہیں ہوتی۔
- ۶۱۳۔ طلاق دے کر بی بی رکھ لے اور اس سے لڑکا پیدا ہو اس لڑکے کی امامت جائز ہے یا نہیں۔
- ۶۱۳۔ امام معزول کر کے کی ایک صورت۔
- ۶۱۴۔ استاد کا قصور کرنے والے شاگرد کی امامت صحیح ہے یا نہیں۔
- ۶۱۵۔ بلا وجہ شرعی امام کو معزول کرنا جائز نہیں۔
- ۶۱۶۔ پھر سے کی امامت جائز ہے۔
- ۶۱۶۔ سفر میں امام کے عقائد دریافت کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں۔
- ۶۱۶۔ غیر مفیدین کے پیچھے نماز باطل ہے۔ جماعت میں غیر معتد شریک ہو تو نماز ناقص ہوگی۔
- ۶۱۷۔ جو مدارس اہلسنت کے خلاف ہیں ان کے طلبہ کو امام بنانا جائز نہیں۔
- ۶۱۷۔ جو شرائط امامت کا جامع ہر اسے امام بنایا جائے اگرچہ وہ اپنے کرنا اہل کہے۔
- ۶۱۹۔ کنہیاں کھلی رہیں تو نماز مکروہ ہوتی ہے۔
- ۶۱۹۔ وہابیہ کے پیچھے نماز جائز نہیں خواہ نفل نماز ہو۔
- ۶۲۰۔ نماز جنازہ میں عورت امام اور مرد مقتدی ہوں تو فرض ادا ہو جائے گا۔
- ۶۲۰۔ نجومی، رُتال اور فالناموں کے بیچے والے کے پیچھے نماز جائز نہیں۔
- ۶۲۲۔ تفصیلی جہد و بد مذہب ہیں۔
- ۶۲۳۔ دو کا شمار امام ہو سکتا ہے یا نہیں۔
- ۶۲۳۔ جو تندہ دست ہوتے ہوئے بھیگے مانگنے کا پیشہ کرے اس کی امامت مکروہ ہے۔
- ۶۲۳۔ چودہ برس کا لڑکا اپنے کربالغ ظاہر کرے اسے بالغ مانا جائے گا۔
- ۶۲۴۔ بد مذہبوں کے ساتھ کھانا میل جول رکھنا فسق ہے۔
- ۶۲۵۔ کن کن لوگوں کی امامت جائز ہے اور کن کی ناجائز۔
- ۶۲۶۔ امام کا وسط مسجد میں کھڑا ہونا سنت ہے۔
- ۶۲۶۔ غلط مسئلہ بتانے والے قابل امامت نہیں۔
- ۶۲۶۔ آڑھی منہ سننے والوں کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔
- ۶۲۷۔ امامت پر خواہ یعنی جائز ہے، قرآن خوانی کی اجرت حرام ہے۔
- ۶۲۷۔ تاریک جماعت کی امامت مکروہ ہے۔
- ۶۲۸۔ معذور کی امامت کا حکم
- ۶۲۹۔ امام کے لئے مصلیٰ ہو اور مقتدی کے لئے نہ ہو تو نماز میں حرج نہیں۔
- ۶۲۹۔ غیر معتدوں کے پیچھے نماز ایسی ہی ہے جیسے یودی کے پیچھے۔
- ۶۳۰۔ مقررہ امام کی اجازت کے بغیر دوسرا نماز نہیں پڑھا سکتا۔
- ۶۳۰۔ مقتدی کے سر پر جامہ ہو اور امام صرف ٹوپی پہنے ہو تو نماز میں حرج ہے یا نہیں۔

۶۴۰	نماز کے بعد مصافحہ کرنا جائز ہے۔	۶۳۳	وہابی کے پیچھے نماز ناجائز ہے اگرچہ استاد ہو بلکہ اسے استاد بنانا گناہ۔
۶۴۰	امامت کی خواہشینی جائز ہے مگر بچنا بہتر۔	۶۳۳	زمانی فاسق ہیں انھیں امام بنانا مکروہ۔
۶۴۱	اسلام کے بعد امام دعائیں تاخیر کرے تو معتدی	۶۳۴	تعظیم و توہین کا بڑا عرف ہے۔
۶۴۱	پر ضروری نہیں کہ بیٹھا رہے ضرورت ہو تو چھ	۶۳۵	جسے صرف تہجد کا امام بنایا گیا ہو وہ صرف جمعہ
۶۴۱	جائے، سلام کے بعد امام کی ولایت ختم	۶۳۵	ٹھکانے کا یا بندہ ہے دوسری نمازوں کا نہیں۔
۶۴۱	ہو جاتی ہے۔	۶۳۵	نماز کوئی خاتلی معاملہ نہیں جسے چاہا امام بنالیا۔
۶۴۱	فرض، واجب، مستحب، مذکورہ، مستحب، مباح	۶۳۶	ناپسند کی امامت جائز ہے۔
۶۴۱	کے احکام۔	۶۳۸	شستی وہابی علما کو یکساں جانتے والا کافر ہے۔
۶۴۲	سورت سوچنے میں اتنی دیر ہو جائے کہ تین بار	۶۳۸	تکثرت، اسلام یا کسی دوسرے امراض کے
۶۴۲	سخن اللہ کہ لیا جائے تو سجدہ سہود واجب ہے۔	۶۳۸	سبب بجائے غسل کے تکمیل کرے تو اس کی امامت
۶۴۲	صرف پانچا مہینہ کر نماز پڑھنے سے نماز مکروہ	۶۳۹	جائز ہے یا نہیں۔
۶۴۲	ہوتی ہے۔	۶۳۹	امامت کی اجرت و ملازمت یا صراحتاً ملے ہو گئی ہو
۶۴۲	وہابی النہی لا یکید عن الصلاۃ وراہ	۶۳۹	تو اجرت لینے اور امامت کرنے میں کوئی
۶۴۲	معدی التقلید (غیر مقلدین کے پیچھے نماز	۶۳۹	حرج نہیں۔
۶۴۲	ناجائز ہونے کے بیان میں)		

فہرست ضمنی مسائل

۱۰	اماکن الصلوٰۃ	۱۱	اجارہ
۱۳۱	بے ضرورت محراب یا در میں کھڑا ہونا مکروہ ہے۔	۱۳۱	امامت پر تنخواہ یعنی جائز ہے، قرآن خوانی کی اجرت حرام ہے۔
	بلند جگہ پر امام کھڑا ہو تو نماز باطل ہوگی یا مکروہ۔	۱۳۱	امامت کی اجرت دلائل یا امر استحکام ہو گئی تو اجرت لینے اور امامت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔
	قطع صفت حرام ہے۔	۱۳۱	امامت کی تنخواہ یعنی جائز ہے مگر بچنا بہتر۔
	قرض، واجب اور غیر کی سنتیں چلتی ریل میں نہیں ہو سکتیں اور اگر وقت نکل رہا ہو تو پڑھ لے پھر اعادہ کرے۔		حظروا باحت
	جبوری کے سبب جو نمازیں بیٹھ کر پڑھی گئی ہوں ان کا اعادہ نہیں۔	۱۳۱	صلوٰۃ ترضی وغیرہ کو روز میں کھنا جائز نہیں۔
		۱۳۱	جو وظیفہ پڑھے اور نماز پڑھے وہ غاسق ہے۔
		۱۳۱	نماز کے بعد دُعا مانگنے کا ثبوت۔
			بلند آواز سے درود شریف پڑھنا جائز ہے اور اخفا افضل۔
		۱۳۳	نماز کے بعد دُعا میں تاخیر کیسی؟
		۱۴۰	سورقوں کو معکوس پڑھنا ناجائز ہے۔
		۱۴۴	نماز میں کھانسنے اور کھنکھارنے کا حکم۔
		۱۴۲	عترت میں بدبو ہونے کی حالت میں نماز مکروہ ہوگی۔
			وقت
			مستہبرہ وقت شدہ جانے نمازوں پر نماز پڑھنے کا حکم ۵۷

- ۵۲۸ فاسق و فاجر کی تعریف اور حکم۔ ۶۰۱
 ۵۵۳ فرض، واجب، سنت، ترکہ، مستحب، مباح
 ۵۹۶ کے احکام۔ ۶۴۱

رسم المقتی

- ۶۰۵ ایک شخص شکاری کے جو اپنی بی بی سے قربت کرے ۳۹۲
 ۶۰۶ غلط مسئلہ بتانے والے قابلِ امامت نہیں۔ ۶۲۴

عقائد و کلام

- ۶۰۸ قصہ کے نام اقدس پر درود شریف پڑھنا
 واجب ہے۔ ۲۲۱
 تجویز کے انکار کفر ہے۔ ۳۲۲

- ۵۲۸ ان امور میں الجھنا عین کفر ہے والے
 حرم غیر مطلق ہیں۔ ۳۴۹
 ۵۸۲ حکم
 جو رافضیوں میں رافضی اور سنیوں میں سنی بنے
 وہ منافق ہے اس پر قائل۔ ۳۹۸
 ۵۲۴ دیوبندیوں کے پیچھے نماز باطل ہے۔ ۵۴۳
 ۵۴۹ دیوبند کی امامت ناجائز ہے۔ ۵۵
 ۵۸۲ تہذیبِ اسلامیہ کے مابین ماننے والے کی اقدار حرام
 ۱۰۰ بد مذہبوں کے ساتھ کھانا، میل جول رکھنا
 فحش ہے۔ ۶۲۵
 ۱۸۵ سنی و دہائی علماء کی کساں جاسنہ والا کافر ہے۔ ۶۳۸
 ۶۰۵ غیر معتدین کے چند عقائد کا بیان۔ ۶۵۶

بلا وجہ شرعی مسلمانوں کو گالی دینا سخت حرام
 اتہام اور بدگمانی ناجائز ہے۔
 مزامیر حرام ہیں ان کا شناساقت۔
 دیوبند کی امامت مکروہ ہے، جو پر فعل حرام کا
 مرتکب ہو اس سے بیعت کرنا میلاد پر جھوٹا
 ناجائز ہے۔

امیر بی اور روزہ چھوڑنے والے فاسق ہیں۔
 مزامیر حرام ہیں۔
 سینہ تک بال رکھنا مکروہ حرام ہے۔
 نماز کے بعد مصافحہ کرنا ناجائز ہے۔

مدانیات

بلا ضرورت شریعہ شریعتی قرضیہ والا ناجائز ہے

نفقات

عورت کا نان و نفقہ شوہر کے ذمہ ہے باپ پر نہیں

قوائد فقہیہ

تمام بلاد کے لئے جنت قبلہ کا ایک خاص تھمنہ
 ممکن نہیں۔

قرآن مجید کے اذکار طویل نوافل پر محمول ہیں فرائض
 میں مستنون نہیں۔

۲ رکعت تراویح سنتِ ترکہ ہے، ایک کعت
 نماز وتر خواہ نفل باطل محض ہے۔

صحت علوۃ کے لئے فہم معنی ضروری نہیں۔

- خوارج بدترین مخلوق ہیں۔ ۲۵۶
- اہل عرب ہرگز شیطانی پرستش میں مبتلا نہ ہونگے ۲۶۲
- غیر مقلدین کے پیچھے نماز نہ ہونے کے دلائل ۲۷۰
- غیر مقلدین بدترین اہل بدعت سے ہیں۔ ۲۷۰
- غیر مقلدین فاسق معلن ہیں۔ ۲۸۰
- غیر مقلدین سرک منہصبیہ میں جن کا اصل مقصد تکفیر مسلمان ہے۔ ۲۸۳
- جو شخص ایک مسلمان کو بھی کافر کہے وہ خود کافر ہے۔ ۲۸۹
- بڑھن کسی ملکہ کو کافر کہے قرآن دونوں میں سے ایک پر یہ بلا ضرور پڑے گی۔ ۳۰۹
- اہلسنت کو چاہئے کہ ان سے پرہیز یکیس ان کے معاملات میں شریک نہ ہوں اپنے معاملات میں ان کو شریک نہ کریں۔ ۳۱۰
- اشترار کے پاس بیٹھنے سے آدمی نقصان ہی اٹھاتا ہے ۳۱۹
- بد مذہبوں سے محبت ذمہ قابل ہے۔ ۳۲۰
- مسئلہ تقلید**
- جو پایہ اجتناد نہ رکھتا ہو نہ کشف و ولایت کے رتبہ عقلی تک پہنچا اس پر تقلید امام معین واجب ۳۰۲
- قرق ناجیہ اہلسنت ان چار مذاہب اعتقادی تا فی مابقی ضعیف میں منحصر ہو گیا۔ ۳۰۵
- ترک تقلید شخصی گناہ کبیرہ ہے۔ ۳۱۰
- تقلید کو شرک کہہ کر کہتے سے غیر مقلدین کے نزدیک ۳۱۰
- ہر کافر و مشرک ہونا لازم آتا ہے۔ ۳۱۰
- مشرکین تقلید نے اُمت مرہوم کے دس حصوں ۲۵۶
- میں سے نو کو علی الاطلاق کافر و مشرک ٹھہرایا۔ ۳۰۹
- تجوید**
- ضاد کو ظا دیا دوا د پڑھنا غلط ہے۔ ضاد کے مخرج کا بیان۔ ۲۷۲
- حرف ض اور ظ مشتبہ الصوت ہیں۔ ۲۷۵
- تربیل کی تین حدیں ہیں۔ ۲۸۵
- قصات لازمہ و غیر لازمہ میں فرق۔ ۲۹۹
- من و ظ، ذ و حروف تباہ نہ متمازہ ہیں دوران تبادلت قصداً ایک کی جگہ دوسرا پڑھنا گناہ عظیم اور راجح قطعی ہے۔ ۳۰۵
- خانی سے لے قصہ تبدیل الخوض مشاہد ۳۱۰
- بلکہ میں و ہر تو اس پر مطلقاً فساد نماز کا حکم غلط و فاسد ہے۔ ۳۰۶
- تسلیں کی جگہ دالین بہ دال مہملہ پڑھے تو نماز نہ جائے گی اور ذالین بہ ذال معجمہ پڑھے تو جاتی رہے گی۔ ۳۰۷
- حرف باقصہ منضوب کی جگہ منضوب و مغضوب پڑھے اس کی نماز فاسد ہوگی۔ ۳۰۸
- مخرج ضاد کا بیان ۳۲۰
- حروف مجرورہ و مہموسہ کا بیان ۳۲۰
- من و ظ کے مشابہ پڑھنے کا حکم ۳۲۰
- تبدیل حرف یعنی ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدلنے سے نماز فاسد ہوتی ہے تبدیل کی تین صورتیں ۳۲۹

بحرہ سے متعلق چند احکام

رد بد مذہبیان

غیر مقدس کے پیچھے نماز باطل ہے جماعت میں
غیر مقدمہ شریک ہو تو نماز ناقص ہوگی۔

جو مدارس اہلسنت کے خلاف ہیں ان کے طلبہ
کو امام بنانا جائز نہیں۔

تفصیلی جلد ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲

فضائل

درود شریف پڑھنے کی فضیلت اور افضل درود
کا بیان۔

قائمہ ہاندہ کرنا پڑھنے کی فضیلتیں

احادیث کچلہ

عمامہ کی فضیلت میں ۲۰ احادیث کچلہ

فوائد اصولیہ

۶۴ کوکب مستقیم مستلزم کراہت تنزیہ بھی نہیں۔

۶۳۴ تعلیم و ترویج کا حاد عرف ہے۔

ریاضی

۶۱۴ سمت قبلہ میں علم ریاضت و اصطلاح وغیرہ

۶۲۱ آفات و قیاسات کا اعتبار نہیں۔

۶۵ ہندوستان کا عرض شمالی ۸ درجہ ہے

۳۵ درجہ اور طول مشرقی ۶۶ سے

۷۲ تک ہے۔

متفرقات

۱۶۶ الصاق کعبین کی تحقیق

۲۰۸ استعمال وغیر استعمالی جوتوں کا حکم۔

۲۲۷

۶۱۴

۶۱۴

۶۲۱

۱۸۳

۲۰۳

۲۰۸



باب شروط الصلوة

(نماز کی شرطوں کا بیان)

مسئلہ ۳۹۸ از مکتبہ دہرم ندہ مسئلہ باب مرزا غلام قاری بیگ " ۵ رجب ۱۳۱۱ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تہبند اگر ایسے پارکے کپڑے کا ہے کہ اس میں سے بدن کی
شرعی یا سیاسی نمایاں ہے تو اس تہبند سے نماز صحیح جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب

ندہ فی الحدیث المحتسب سائر لا یصنع ما یحتجہ فی رد المحتار میں ہے پھپھانے والی چیز وہ ہے جو اپنے اندر
سواں المحتسب بان لایری منہ لون البشرۃ کی چیز کو ظاہر نہ کرے۔ رد المحتار میں ہے بایں طور کہ
اس سے جسم کا رنگ دکھائی نہ دے۔ (ت)

یہاں سے معلوم ہوا کہ عورتوں کا وہ دو پتہ جس سے بالوں کی سیاہی چمکے مقصد نماز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۹۹ مسئلہ مرزا باقی بیگ صاحب ۱۲ محرم ۱۳۰۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مرد کے بدن میں کے عضو عورت میں ؟ مینوا تو جروا

الجواب

اللہم ھد ایتہ الحق والصواب۔ یہ تو معلوم ہے کہ مرد کے لئے ناف سے زانو تک عورت ہے

۶۶/۱	مطبوعہ مجتہدانی دہلی	باب شروط الصلوة	رد المحتار
۳۰۲/۱	مطبعہ ابائی مصر	" " "	رد المحتار

تات خارج گھٹنے داخل کر جاہدا، اعضا بیان کرنے میں یہ نسخہ ہے کہ ان میں ہر عضو کی چوتھائی پر اسکا ہم جاری ہیں، مثلاً:

۱۔ اگر ایک عضو کی چہارم کھل گئی اگرچہ اس کے بقصد ہی کھلی ہو اور اس نے ایسی حالت میں رکوع یا سجود یا کوئی رکن کامل ادا کیا تو نماز بالاتفاق جاتی رہی۔

۲۔ اگر صورت مذکورہ میں پورا رکن تو ادا نہ کیا مگر اتنی دیر گزری جس میں تین بار سبحان اللہ کہہ دیتا تو بھی مذہب معتدل پر جاتی رہی۔

۳۔ اگر نیزی نے بقصد ایک عضو کی چہارم بلا ضرورت کھولی تو فوراً نماز جاتی رہی اگرچہ معاً چھپالے، یہاں احاسنہ رکن یا اس قدر دیر تک کچھ شرط نہیں۔

۴۔ اگر تکبیر تحریر اسی حالت میں کہی کہ ایک عضو کی چہارم کھلی سبہ تو نماز سر سے منقطع ہی نہ ہوگی اگرچہ تین تسبیحوں کی دیر تک مکشوف نہ رہے۔

۵۔ ان سب صورتوں میں اگر ایک عضو کی چہارم سے کم ظاہر ہے تو نماز صحیح ہو جائے گی اگرچہ نیت سے سلام تک انکشاف رہے اگرچہ بعض صورتوں میں گناہ و سنوئے ادب بیشک ہے۔

۶۔ اگر ایک عضو دو جگہ سے کھلا ہو مگر جمع کرنے سے اس عضو کی چوتھائی نہیں ہوتی تو نماز ہو جائے گی اور چوتھائی ہو جائے تو بقاصیل مذکورہ ہوگی۔

۷۔ متعدد عضوں مثلاً دو میں سے اگر کچھ حصہ کھلا ہے تو سب جسم مکشوف حلائے سے ان دونوں میں جو چھوٹا عضو ہے اگر اس کی چوتھائی تک نہ پہنچے تو نماز صحیح ہے ورنہ بتفصیل سابق باطل شکاران و زیر ناف کچھ کچھ کپڑا لگے ہو تو دونوں کی قدر متکشف اگر زیر ناف کی چہارم کو پہنچے نماز نہ ہوگی اگرچہ محسوسہ ران کی چوتھائی کو بھی نہ پہنچے کہ ان دونوں میں زیر ناف چھوٹا عضو ہے اور سرین اور زیر ناف میں انکشاف ہے تو مجموعہ سرین کے رتبہ تک پہنچنا چاہئے اگرچہ زیر ناف کی چوتھائی نہ ہو کہ ان میں سرین عضو اصغر ہے اسی طرح عین یا پاد یا زیادہ اعضا میں انکشاف ہو تو بھی ان میں سب سے چھوٹے عضو کی چہارم تک پہنچنا کافی ہے اگرچہ اکبر یا اسطیاف خفیف حصہ ہو۔

یہ توضیح ہے جس پر امام محمد نے زیادات میں تصریح کی ہے، کچھ جمعیوں کی بحث کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت ہی نہیں اگرچہ فتح القدیر اور البحر الرائق نے اس کی اتباع کی اور برہان علی نے اسے صغیر میں مختار قرار دیا، اللہ تعالیٰ مالک و عظام کی توفیق سے اس کی پوری

هذا الصحيح الذي نص عليه محمد
في الزيادات علائيك من بحث التبيين
وان تبعد الفتحة والبحر واختاره
البرهان الحلبي في الصغیر وتمام
الكل بتوفيق الملك العلام في

مسائل النظرية في ستر العورة التي
الفتاها بعد ورود هذا السؤال لازاحة
ما في المسائل من وجوه الاشكال
والحمد لله المهيمن المتعال .

تفصيل ہمارے مسائل النظرية في ستر العورة میں
مذکور ہے جیسے میں نے اس سوال کے جواب میں اس
کے متعلقہ مسائل میں وارد ہونے والے اشکالات کو
زائل کرنے کے لئے لکھا اور تمام تقریریں اللہ تعالیٰ
کے لئے جو محافظ و بلند ہے۔ (ت)

یہ سب مسائل در مختار و رد المحتار وغیرہ اسفار سے مستفاد .

وهذا النوع من مقتضا ومختط ومكتشف
مربع عضو قد راد امر كن (بسنه
منية قال شارحها و ذلك قد ر
ثلث تسبيحات واعتبر محمد
اداء الركن حقيقة والاول المختار
للاحتياط شرحمنية واقبل من
قد ركن فلا يفسد اتفاقا
الاكثر انكشيف الزمان
القليل عضو كالاكثر انكشاف القليل
في الزمان انكشيف وهذا
الاكثر انكشاف الحادث في الصلاة
اما المقارن لا يتداهها
فيمنع انعقادها مطلقا اتفاقا بعد
ان يكون المكشوف (بعض العضو) بلا
صنعه (علو به فسد في الحال عند
قنية قال ح اي وان كانت اقل
من اداء امر كن الا لما جنة كسوف
تعلو نحو الضياع ما لم يؤد ركن
ك في الخلاصة فتاوى مجمع بالا جنة ٢٠

ان دونوں کتابوں کے چیدہ چیدہ مغلوطات پر الف
یہیں ، ادار رکن کی مقدار چوتھائی عضو کا شکا رہنا
نماز سے مانع ہے یعنی ادار رکن جو سنت کے مطابق
ہو ، گنہ . اس کے شارح نے کہا ہے کہ یہ تین تسبیحات
کی مقدار ہے . اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے حقیقتہً رکن
کی ادائیگی کا اعتبار کیا ہے احتیاط کے پیش نظر پسلا
قول مختار ہے شرع النیہ اور جب دیکھ عضو کا
اداء رکھ کی ادائیگی سے کم کھلا رہے تو بالاتفاق نماز فاسد
نہیں ہوگی ، کیونکہ قلیل وقت میں انکشاف کثیر مداف ہے
جس طرح کثیر وقت میں انکشاف قلیل مداف ہے ، یہ
اس انکشاف کا معاملہ ہے جو دوران نماز عارض ہو ،
اگر وہ انکشاف ابتداء نماز سے عارض ہو اور کھنے
والی جگہ عضو کی چوتھائی ہو ایسا انکشاف بالاتفاق
مطلقاً انعقاد نماز سے مانع ہے یہ اس وقت ہے
جبکہ یہ کشف عورت قصد مصلی کے بغیر ہو پس اگر ایسا
کشف عورت قصد مصلی کے باعث ہو تو فقہائے ہاں
نماز فی الفور فاسد ہو جائے گی قنیه ، مجلس نے کہا میں
اگرچہ وہ ادار رکھ کی ادائیگی سے کم میں ہو ، مگر یہ کہ
وہ فعل مصلی کسی ضرورت کی بنا پر ہو جیسے مصلی کا اپنے

(وہی النصف والرابع والتثنية)
 لو في عضو واحد والا فيا لقدر
 (ای المساحة) فانقطع (المجموع
 بالمساحة) رابع ادناها
 (ای ادنى الاعضاء المكشفت
 بعضها) منهم (کیا لو انکشف
 نصف ثمن الفخذ و نصف ثمن
 الاذن من المرأة فان
 مجموعهما بالمساحة اکثر من
 رابع الاذن القوی ادنى
 العضویت المنکشفین)

جو توں کو ضائع ہونے کے خوف سے اعضا لینا
 جتنے وقت میں وہ رکن نماز ادا کر سکے۔ خلاصہ میں ایسے
 ہیں اور مکشوف اجزاء کو جمع کیا جائے گا (پورہ اجزاء
 مثلاً نصف، چوتھائی اور تہائی ہیں) اگر ایک عضو
 میں کئی کشف ہوں ورنہ مقدور یعنی پیمائش کے ساتھ
 اندازہ کیا جائے گا پھر اگر وہ پیمائش کے ساتھ مجموعہ
 ادنی عضو کے رابع کو پہنچ جائے (یعنی وہ اعضاء جو
 جزوی طور پر کشف ہیں ان میں سے ادنی عضو کے رابع
 کو پہنچ جائے گا تو ایسا کشف نماز سے مانع ہے،
 مثلاً عورت کی ران کے آٹھویں حصے کا نصف اور
 کان کے آٹھویں حصے کا نصف اگر کھل جائے تو
 پیمائش کے اعتبار سے ان دونوں کا مجموعہ ان دونوں کھلنے والے اعضا میں سے چھوٹے عضو کان کے چوتھائی سے زیادہ
 بننا ہے) (ت)

میں نے ان مسائل میں ہر جگہ اقویٰ و ارجح و احوط قول کو اختیار کیا کہ عمل کے لئے بس ہے آئمہ و کفو
 الخلاف و بسط التعلیل و اداع الی تفصیل یغنی الی الطویل (ذکر اختلاف اور ان کے دلائل کا تفصیل
 کے لئے ایک طویل بحث و کار ہے۔ ت)

بالجملہ ان احکام سے معلوم ہو گیا کہ صرف اجمالاً اس قدر سمجھ لینا کہ یہاں تک ستر عورت ہے
 ہرگز کافی نہیں بلکہ اعضاء کو جدا جدا پہچاننا ضروری ہے اور وہ علامہ حلی و علامہ طحاوی و علامہ شامی و عثمانی و رحمہم
 رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے مرد میں آٹھ گئے،

(۱) ذکر کر کے اپنے سب پر زوں یعنی ششہ و قصبہ و قلف کے ایک عضو ہے یہاں تک کہ مثلاً صرف قصبہ کی

ملہ در مختار باب شروط الصلوة مطبوعہ مطبعہ مجتبائی دہلی ۶۶/۱
 رد المحتار باب شروط الصلوة مطبوعہ مطبعہ البانی مصر ۳۰۰/۱

نوٹ: قوسین کے درمیان والی عبارت رد المحتار کی ہے یا ہر والی در مختار کی۔ تذیر احمد سمیع دی

چوتھائی یا فقط ششہ کا نصف کھنا مفسد نماز نہیں، اگر باوجود علم و قدرت ہو تو گناہ وہی ادا ہے اور ذکر کے گرد سے کوئی پارہ جسم اس میں شامل نہ کیا جائے گا، یہی صحیح ہے یہاں تک کہ صرف ذکر کی چوتھائی کھلتی مفسد نماز ہے، و سوا ذلك و تمام التحقيق في مسائلنا المذكورة (اس پر تفصیل گفتگو اور تحقیق راز ہمارے مذکورہ مسائل میں ہیں۔ ت)

(۲) انیسویں یعنی بیسے کو دونوں مل کر ایک عضو ہے یہی حق ہے یہاں تک کہ ان میں ایک کی چارم بلکہ تہائی کھلتی بھی مفسد نہیں،

وقد نزلت ههنا قدرة العلامة البرجندي في شوم النقاية كما نبهنا عليه في الطسرة فليتنبه۔ اس مقام پر شرح نقایہ میں ملازم برجدی کے قدم پھسل گئے جیسا کہ ہم نے "الطسرة في ستر العورة" میں اس پر تنبیہ کی ہے اس کا مطالعہ کیجئے۔ (ت)

پھر یہاں بھی صحیح یہی ہے کہ ان کے ساتھ ان کے حول سے کچھ ضم نہ کیا جائے گا، یہ دونوں تنہا عضو مستقل ہیں۔ (۳) دُبر یعنی پانڈہ کی جگہ اس سے بھی صرف اُس کا حلقہ ملو یہی صحیح ہے اور اسی پر اعتماد۔

(۴ و ۵) الیسویں یعنی دونوں پُتر، ہم چوترا مذہب صحیح میں مرد و عورت سے کہ ایک کی چوتھائی کھلتی باعید فساد ہے۔

(۶ و ۷) فخذین یعنی دونوں رانیں کو ہر ران اپنی جڑ سے جسے عربی میں دُکب و رفع و مغین اور فارسی میں پینولہ ران اور اردو میں پندھا کہتے ہیں، گھٹنے کے نیچے تک ایک عضو ہے، ہر گھٹنا اپنی ران کا تابع اور اس کے ساتھ مل کر ایک عورت ہے، یہاں تک کہ اگر صرف گھٹنے پور سے گھٹنے ہوں تو یہ مذہب پر ناجائز صحیح ہے کہ دونوں مل کر ایک ران کے رتبہ کو نہیں پہنچتے، ہاں خلافت ادب و کراہت جو ناجذبات ہے۔

(۸) کمر یا گھٹنے کی جگہ ناف سے اور اُس کی سبیدہ میں آگے پیچھے دہنے بائیں چاروں طرف پیٹ کمر گولہوں کا جو ٹکڑا باقی رہا وہ سب مل کر ایک عورت ہے۔ رد المحتار میں ہے،

اعضاء عورة الرجل ثمانية الأول المذكور وما حوله الثاني الانثيان وما حولهما الثالث البدن وما حوله الرابع الرأب والخاص الاثني اسادس والسابع الفخذان مع الركبتين الثامن ما بين السرة الى العانة مع ما يحاذي ذلك من الجسدين والظهر والبطن۔ مرد کا ستر آٹھ اعضاء ہیں (۱) عضو مخصوص اور ارد گرد (۲) خصیتیں اور ماں کا ارد گرد (۳) دُبر اور ارد گرد (۴ و ۵) دونوں سری کے تحتے (۶ و ۷) دونوں رانیں گھٹنوں سمیت (۸) ناف تا زیر ناف سمیت اپٹ پیٹ اور دونوں پہلوؤں اُس جگہ جو اس کے مقابل و محاذی ہے۔ (ت)

اقول وبالله التوفیق (میں اللہ کی توفیق سے کہتا ہوں۔ ت) یہاں دو مقام

3
3

تحقیق طلب ہیں،

مقام اول: آیا عورت ہشتم میں پیٹ کا دی زم حصہ ناف کے نیچے واقع ہے جسے ہندی میں پٹو کہتے ہیں تینوں طرف یعنی گردنوں اور پیٹ سے اپنے محاذی بدن کے ساتھ صوف اسی قدر داخل ہے اور ذک کے متصل وہ سخت بدن جو بال آگنے کا مقام ہے جسے عربی میں عانہ کہتے ہیں اس میں شامل نہیں یہاں تک کہ صوف مقدار اول کی چوتھائی کھنٹی مضبوط نماز نہ ہو اگرچہ عانہ کے ساتھ ملا کر دیکھیں تو چہارم سے کم رہے یا عانہ سمیت ناف سے نیچے جس قدر جسم رانوں اور ذکر اور چوتھوں کے شروع تک باقی رہا سب مل کر ایک عورت ہے یہاں تک کہ افساد نماز کے لئے اس لہجہ کی چوتھائی درکار ہو اور مقدار اول کا راجع کفایت نہ کرے جتنی کتب فقہ اس وقت اخیر پیش نظر ہیں ان میں کہیں اس نتیجہ کی طرف توجہ خاص نہ پائی اور بنظر قاری ہر کلمات ملّا مختلف سے نظر آتے ہیں مگر بعد غور و تلمّظ اظہار شبہ امر ثانی ہے یعنی یہ سب بدن مل کر ایک ہی عورت ہے، تو یوں سمجھئے کہ چار اطراف بدن میں اس سے ملے ہوئے جو عضو ہیں مثلاً ران و سرین و ذکر، ان کا آغاز تو معلوم ہی ہے ان سے اوپر اور پر ناف کے کنارہ زیریں اور سارے دور میں اس کنا سے کی سیدہ تک جتنا جسم باقی رہا اس سب کا مجموعہ واحد ہے اور اسی طرف علامہ علی بن علی طبرستانی و علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ کا کلام نہ کرنا مگر انہوں نے نہ مضمونہ الکا نہ نہ لیا اور نہ فقیر بر اول پر اس قدر ٹکرا اس میں داخل نہ تھا اور اس کا ران و ذکر میں داخل نہ ہونا خود ظاہر تو واجب تھا کہ اس پارہ جسم یعنی عانہ کو نرائی مضمونہ فرماتے، اس مقام کی تحقیق کامل بقدر قدرت فقیر خیر اللہ تعالیٰ لئے اپنے رسالہ مذکورہ انطباع فی ستر العورتہ میں ذکر کی یہاں ذہن شہر اللہ تعالیٰ اسی قدر کافی کہ عانہ اور عانہ سے اوپر ناف تک سارا جسم جسم واحد ہے کہ حقیقتہً و عانہ و سب طرح متصل، تو اسے دو عضو مستقل ٹھہرانے کی کوئی وجہ نہیں۔ ہدایہ میں ہے،

عندنا هما یعنی الذیجین و هما العظمان
الذان علیہما منابت الاسنان من الوجہ
لا تعالہما بہ من غیر فاصلة
ہمارے نزدیک یہ دونوں (یعنی دونوں جبرٹے) یہ
وہ دونوں ہڈیاں ہیں جن پر دانت قائم ہیں، چہرہ ہی کا
حصہ ہیں کیونکہ ان دونوں کا چہرے کے ساتھ اتصال
بغیر فاصلہ کے ہے (ت)

یہ تو کچھ اندر دیکھتے ہیں اور خاص جزئیہ کی تصریح وہ ہے کہ جو اسرارِ اخلاطی میں فرمایا،

اذا انكشف ما بين صوته وعورته ان كانت
مباہلہ صلوٰۃ لان ما بینہما عضو کامل
اسید صہ حول جسم ابدن فاذا انكشف
مباہلہ کان فاحشاً ۱۱

اگر غازی کی نافت اور شرمگاہ کا درمیان کھل جائے (کشف ہو گیا)، اگر وہ چوتھائی ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ ان دونوں کا درمیان صرف عضو کامل ہے اس سے مراد تمام بدن کا اور گردیا ہے، پس جب اس کا چوتھائی کھل جائے تو یہ کشف فحش ہوگا (۱۱)۔

دیکھو نافت کے نیچے سے ذکر کے آغاز تک سارے بدن کو ایک عضو ٹھہرایا، یہ نص جلی ہے اور باقی عبارت علیٰ مثل، تو اسی پر اعتماد، اسی پر عمل، حالہ یظهر الاقوی فی الصلۃ والصلوٰۃ بالحق عند المصلی الذی (جب تک اس بارے میں اس سے قوی دلیل ظاہر نہیں ہوگی، باقی قطعی علم اس ذات کے پاس ہے جو مالک و بزرگ تر ہے۔ ت)

مقام دوم، فقیر خضر اللہ نے اس مسئلہ کی تحقیق کے لئے ہاتھ صغیر امام محمد و مستدوری امام ابو الحسن و آئی امام حافظ الدین نسفی و کنز الدقائق و وقایہ الروایہ امام تاج الشریعہ و نقایہ امام صدر الشریعہ و غنیۃ المصلی و اسلالت بن کمال و شامی و بحر المدنی و ابن قیم و اسعبداد علامہ ابن العابدین مصری و تنویر الابصار علامہ عبد اللہ محمد بن عبد اللہ مغربی و نور الایضاح علامہ حسن شرنبلالی و بدیعہ امام علی بن ابی بکر بن ابی بکر فرغانی و کافی امام ابو البرکات عبد اللہ بن احمد سفدی و شرح وقایہ امام عبید اللہ بن مسعود مجہوبی و تجلیۃ النہج امام فخر الدین زہری و فتح القدر امام محقق علی الاطلاق محمد بن ابیہام و علیہ امام محمد بن محمد بن محمد بن امیر الحاج علی و ایضاح علامہ احمد بن سلیمان وزیر رومی و ذخیرۃ العقبی علامہ یوسف بن بنیہ علی و غنیۃ علامہ برہان الدین علی و صغیری شرح غنیۃ المصلی و شرح نقایہ علامہ عبد اللہ بن جندی ہمدانی و جامع الرموز علامہ شمس الدین محمد قسستانی و بحر رائق علامہ زبیر بن ابی نعیم مصری و مراۃ المصلح علامہ ابو الاخلاص ابن عمار مصری و در مختار محقق محمد بن علی دمشقی و غز اللہ علامہ سیدی احمد حموی و مجمع الانہر علامہ شیخی زادہ قاضی رومی و حاشیہ مراۃ للعلامة السید احمد المصیری و حاشیہ در مختار للعلامة السید سلیمان وی و رد المحتار علامہ محقق سیدی امین الدین محمد بن عابدین شامی و فتاویٰ غایہ امام اجل ابو الحسن فخر الدین اوزجندی و خلاصہ امام طہر بن احمد بن عبد الرزاق بن عیسیٰ بن ابی اسحاق بن احمد بن برہان الدین ابن ابی عمیر ابن ابی بکر محمد بن حسین و غز اللہ المصنفین و فتاویٰ غیرہ و عقود الدریہ و فتاویٰ رحمانیہ و فتاویٰ ہندیہ و غیرہ کتب فقہ متون

وشروح و فتاویٰ جس قدر فقیر کے پاس میں سب کی مراجعت کی سواد و حاشیہ لطفاً دی و شافی کے، اس تعداد ہشت میں حصہ کا نشان کہیں نہ پایا، علمائے کرام رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت و نہایت عورت کی حدیں بتائے اور بعض بعض اعضاء کو جدا جدا بھی ذکر فرمائے پھر کسی کتاب میں صورت و تین عضو ذکر کئے کسی میں چار پانچ کسی میں کوئی، مگر استنباب نہ فرمایا، نہ پورا شمار بتایا۔ ہاں اس قدر ضرور ہے کہ متفرق کتابوں سے سب کو جمع کیجئے تو بیان میں یہی آٹھ آئے ہیں، غالباً اسی پر نظر فرما کر علامہ علی رحمہ اللہ تعالیٰ نے آٹھ میں حصہ فرمادیا اور ستیدین فاضلین نے ان کا اتباع کیا خود جماعت علامہ شافعی قدس سرہ الساجی دلیل ہے کہ یہ تعداد علامہ علی کی استقراہ کی جوتی ہے یعنی ان سے پہلے علمائے ذکر نہ فرمائی، حیث قال بعد تمام الکلام بتعداد اعضاء العورة فی الامساة والعورة کذا حصر شرح اذ کیونکہ انھوں نے نوٹ دی اور آزاد وحدت کے اعضاء متحرک تعداد پر گفتگو کی دلیل کے بعد کہا ہے اسی طرح اس تعداد کو علامہ حبیبی نے تحریر کیا ہے (ت) مگر فقیر حضرت اللہ تعالیٰ نے کہ اس شمار میں کلام ہے کہ وہ بدن جو دُبر و اُنشیں کے درمیان ہے اس گتے میں نہ آیا نہ اُسے حدت ہشتم کے توابع سے متعارف دے سکتے ہیں کہ بیچ میں دو مستقل عورتیں یعنی ذکر اُنشیں حاصل ہیں، بدایہ میں فرمایا،

لا وجه الی ان یکون (یعنی الساعد) تما لاصابع
لان بینہما عضو کا ملائ

امام نسفی نے کافی شرح دانی میں فرمایا،

اما الساعد فلا یتبعھا (یعنی الاصابع) بان
لانہ خیر متصل تھا۔

نیز صحیح کہ اسے دو جگہ کر کے دُبر و اُنشیں میں شامل مانے کہ مذہب صحیح پر تنہا اُنشیں عضو کامل ہیں یعنی صرف حلقہ دُبر عضو مستقل ہے کہ ان کے گرد سے کوئی جسم ان کے ساتھ نہ ملا یا جاسے گا، طبعی نا بھر میں ہے،

کشف رابع عضو هو عورة یمند کالذ کو بمحضرة
والانثیین وحدھما وحلقۃ الذ بر عضو تھا۔

اور تنہا حلقہ دُبر۔ (ت)

۲۰۱/۱	مطبوعہ مصطفیٰ البابا بمصر	باب شروط الصلوة	سلف رد المحتار
۵۸۹/۲	مطبوعہ مصطفیٰ کھنہ	کتاب البیات فصل فی دية اصابع الید وغیرہ	سلف الہدایہ
			سلف کافی شرح دانی
۲۶/۱	مطبوعہ موسسة الرسالة بیروت	باب شروط الصلوة	سلف ملتقى البکر

غزاة المفتين میں ہے :

الذکر عضو یا نفر ادا وکذا الانثیان وهذا هو
الصحيح

صغیری شرح غیہ میں ہے :

انکشاف سبب الذکر وحدہ اودیم الانثیین
بمفرد ھایمنہ جواز ھا۔

اسی میں ہے :

حلقۃ الذکر عضو بمفرد ھا وکلھا لا تزید
علی قدر الذکر ھم۔

غیہ شرح کبیر غیہ میں ہے :

القبیل والذکر اذا انکشف من احد ھما
سببہ وان کان اقل من قدر الذکر ھم
یسع جواز الصلوۃ ھم۔

کافی میں ہے :

کشف سبب ساقھا یمنہ جواز الصلوۃ وکذا
الذکر والذکر والانثیان حکھا حکم
لساق والکوفی اعتبار فی الذکر قدر
الذکر والذکر لایکون اکثر من قدر الذکر ھم
فھذا یقتضی جواز الصلوۃ وان کان کل
الذکر مکشوفاً وھو تنافض ھم ملتقطاً

ذکر تنہا عضو ہے اور اسی طرح نصیتین بھی ، اور
یہی صحیح ہے۔ (ت)

تنہا ذکر (عضو مخصوص) کی چوتھائی یا تنہا نصیتین کی
چوتھائی کا کھل جانا جواز نماز سے مانع ہے۔ (ت)

حلقہ ذکر تنہا عضو ہے اور یہ تمام کا تمام قدر درہم سے
زیادہ نہیں ہے۔ (ت)

قبل اور دُبر میں سے کسی ایک کا جب چوتھائی حصہ
کھل جائے اگرچہ وہ قدر درہم سے کم ہو جواز نماز سے
مانع ہو گا (طحاوی)۔

حدوت کی پینڈی کا چوتھائی حصہ کھل جانا جواز نماز سے
مانع ہے اور اسی طرح دُبر و ذکر اور نصیتین میں ان میں سے
ہر ایک کا کھل پینڈی کی طرح ہے ، امام کریمی نے دُبر میں قدر درہم
(کے انکشاف) کا اعتبار کیا ہے حالانکہ دُبر قدر درہم سے
زائد نہیں ہوتا تو اس قول کا تعاضل ہے کہ اگرچہ تمام دُبر
نگلی ہو پھر بھی نماز ہو جائیگی اور یہ تنافض ہے (طحاوی)۔

غزاة المفتین	فصل فی ستر العورة	ظہری نسخہ	۲۲/۱
کہ دیکھ صغیری شرح غیہ المصلی	الشرط الثالث	مطبوعہ مجتہبی دہلی	ص ۱۱۹
کہ غیہ المستمل شرح غیہ المصلی	-	سہیل اکیڈمی لاہور	ص ۲۱۲
کہ کافی شرح وافی			

تکلیف میں ہے :

مطلوبہ بان هذا الغليظة يؤدى الى التخصيف
او الاقسط لان من الغليظة ما ليس بالكثير
من قدر الدرههم فيؤدى الى ان كسفت جميعه
لا يمتنع وقد اجيب عنه بان قد قيل بان
الغليظة القبل والدرهم حولهما فيجبون
كونه اعتبار ذلك فلا يرد عليه ما قالوا
ويدفع ما تقدم من ان الصحيح ان
كلا من الذكر والخصيتين عضو مستقل
وكذلك الصحيح ان كلا من الاليتين والذبر
عضو مستقل فلا يتم ذلك الا اعتبار
اه مختصرا۔

انہوں نے غلط کہا ہے کہ یہ غلیظہ تخفیف یا استقاط کا
سبب ہے کیونکہ بعض عورت غلیظہ ایسی ہیں جو
قدر درہم سے زیادہ نہیں تو اس سے لازم آتا
ہے کہ ایسے عضو کا تمام کا تمام ننکا ہونا نماز سے مانع
نہ ہوگا، اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ ایک قول یہ ہے
کہ قبل، ذبر اور ان دونوں کا ارد گرد (سب مل کر)
غلیظہ ہے، پس اب امام کرخی کے قول قدر درہم کا
اعتبار درست ہوگا اور فقہانے جو اعتراض کیا ہے
وہ وارد نہ ہوگا۔ اس کا دفاع گزشتہ گفتگو سے
ہو رہا تھا ہے کہ صحیح قول یہی ہے کہ ذکر (عضو مخصوص
اور خصیتین میں سے ہر ایک مستقل عضو ہے اور اسی
طرح صحیح قول کے مطابق ذبر اور سریں میں سے ہر ایک مستقل عضو ہے اب وہ (قدر درہم کا) اعتبار درست
نہ ہوگا اور مختصراً (ت)

اسی طرح تمیز وغیرہ میں تصریح فرمائی، فقیر غفر اللہ لہ نے اپنے رسالہ مذکورہ میں اس بحث کی بحمد اللہ
نتیجہ بالغ ہوا مزید علیہ ذکر کی اور اس میں ثابت کر دیا کہ افاضل ملکہ قدست اسرار ہم کا ذکر و ذبر، انشیں کے ساتھ
لفظ حول ناظر کرنا بیکار بلکہ موزم واقع ہوا اور جب ثابت ہو لیا کہ جسم معنی مابین الذبر والانشیں ان آٹھوں حورتوں
کے کسی میں شامل اور کسی کا تابع نہیں ہو سکتا اور وہ بھی قطعاً مستبر عورت میں داخل تو واجب کہ اسے عضو جدا
شمار کیا جائے مرد میں عدد و اعضا سے عورت کو قرار دیا جائے اور کتب مذکورہ میں اس کا عدم ذکر ذکر عدم
نہیں کہ آخر ان میں نہ استنباط کی طرف ایمانہ کسی تہہ اور ذکر مذکورہ مستبر عورت کی دونوں حدیں ذکر فرما چکے اور اسے اعضا
کے استقلال و افراد پر بھی تصریحیں کر گئے تو جو باقی رہا لاجرم عضو مستقل قرار پائے گا۔

فليفهم وليتأمل لعل الله يحدث بعد
ذلك امرا هدا ما عندى والعلم بالحق
بھو اور ذکر کر دے اللہ تعالیٰ اس کے بعد کسی
آسان امر کو پیدا فرما دے، یہ میری تحقیق ہے اور

عند بقی۔

حق کا علم میرے رب کے پاس ہے (تہ)

فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے سہولت حفظ کے لئے اس مطلب کو چار شعر میں نظم کیا اور ذکر اعضا میں ترتیب بھی وہی ملحوظ رہی۔ ان اشعار میں مرد کے لئے ستر عورت کی حدیں بھی بتائی گئیں وہ بھی اس تصریح سے کہ ناف خائے او زانو داخل اور وہ مقدار بھی بتادی گئی جس قدر کا کھانا مذہب مختار پر مفسد ہے پھر یہ تفرقہ بھی کہ ہاں مقصد کھانے میں فوراً نماز فاسد ہوگی اور بلا قصد میں مقدار ادا سے رکن تک کھانا چاہئے، اس میں یہ بھی بتادیا گیا کہ مذہب مختار پر حقیقتہً ادا سے رکن شرط نہیں، پھر اس مذہب صحیح کی طرف بھی ایمان ہے کہ ذکر و انشیں و دبر و ہر سر نہ تنہا تنہا عضو کامل ہیں اور یہ مذہب صحیح بھی ظاہر کر دیا گیا کہ ہر کھانا اپنی ران کا تابع ہے، اور جو عضو فقیر نے زائد کیا اس میں یہ اشعار بھی کر دیا کہ اس جزئیہ کی تصریح نہ پائی اور عورت زیر ناف میں یہ بھی مصرع ہو گیا کہ سب جراثیم بدن سے مراد ہے اور نیز یہ بھی کہ عاذاں اس میں داخل ہے و لہذا اسے بھی لفظ ظاہر کے نیچے رکھا۔ بعد اللہ مختصر بھر کی چسار بیتوں میں اس قدر فوائد کثیرہ کے ساتھ مطلق یہ ہے کہ بغایت الہی کوئی حرف حشو و مصرع پر کن نہیں نہ کہیں دئے مطلب میں ایما ز غفل واقع ہوا و الحمد للہ رب العالمین وہ اشعار آبدار یہ ہیں :۔

ستر عورت بحدہ عضو مست از تر ناف تا تہ زانو
ہر جہ ریش بقدر یا کثرت سے نماز مجھ
ذکر و انشیں و حلقہ بیس دوسری ہر قہر بزانوسے او
ظاہر فصل انشیں و دبر باقی زیر نافست از ہر شو

گویا یہ سارا فتویٰ ان چار شعر کی شرح ہے واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ مسلمہ مسئلہ مرزا باقی بیگ صاحب رامپوری ۲۸ ذیقعدہ ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عورت آزاد کے بدن میں کسے عضو عورت ہیں ؟

بیدنوا توجروا۔

الجواب

زن آزاد کا سارا بدن سر سے پاؤں تک سب عورت ہے مگر منہ کی ہنگی اور دونوں ہتھیلیاں کہ یہ بالاجماع اور عبارت خلاصہ سے مستفاد کہ ناخن پاؤں کے نگوں کے نیچے جو رنگ پشت قدم بھی بالاتفاق عورت نہیں، تلووں اور پشت کف و دست میں اختلاف صحیح ہے اصل مذہب یہ کہ وہ دونوں بھی عورت ہیں تو اس اعتبار پر صرف پانچ ٹکڑے مستثنیٰ ہوئے، منہ کی ہنگی، دونوں ہتھیلیاں، دونوں پشت پا۔ ان کے سوا سارا بدن عورت ہے اور وہ تیس عضووں پر مشتمل کہ ان میں جس عضو کی چوٹائی کھلے گی نماز کا وہی حکم ہوگا جو ہر نے پہلے فتوے میں

اصناف کے عورت مرد کی نسبت کھادہ تھیں حضور ہیں۔

(۱) سر یعنی طول میں پیشانی کے اوپر سے گردن کے شروع تک اور عرض میں ایک کان سے دوسرے کان تک جتنی جگہ پر عادتہ بال جتے ہیں۔

(۲) بال یعنی سر سے نیچے جو ننگے ہوئے بال ہیں وہ جدا عورت ہیں۔

(۳ و ۴) دونوں کان۔

(۵) گردن جس میں گلا بھی شامل ہے۔

(۶ و ۷) دونوں شانے یعنی جانب پشت کے جوڑے شروع بازو کے جوڑ تک۔

(۸ و ۹) دونوں بازو یعنی اُکس جوڑے کہنیوں سمیت شروع کلائی کے جوڑ تک۔

(۱۰ و ۱۱) دونوں کلائیاں یعنی کہنی کے اُس جوڑے گتوں کے نیچے تک۔

(۱۲ و ۱۳) دونوں ہاتھوں کی پشت۔

(۱۴) سینہ یعنی گلے کے جوڑے دونوں پستان کی زیریں تک۔

(۱۵ و ۱۶) دونوں پستانیں جبکہ اچھی طرح اُٹھ چکی ہوں یعنی اگر ہنوز بالکل نہ اٹھیں یا خفیف نوحاستہ ہیں کہ ٹوٹ کر سینہ سے جُدا ہونے کی صورت نہ بنیں تو اس وقت تک سینہ ہی کے تابع رہیں گی انک عورت نہ گنی جاتیں گی اور جب اُبھار کی اُس حد پر آجائیں کہ سینہ سے جُدا ہونے قرار پائیں تو اس وقت ایک عورت سینہ ہوگا اور دُعا عورتیں یہ، اہل ذہ جگہ کہ دونوں پستان کے بیچ میں خالی ہے اب بھی سینہ میں شامل رہے گی۔

(۱۷) پیٹ یعنی سینہ کی حد نہ کوڑ سے ناف کے کنارہ زیریں تک، ناف پیٹ ہی میں شامل ہے۔

(۱۸) پیٹھ یعنی پیٹ کے مقابل پیچے کی جانب محاذات سینہ کے نیچے سے شروع کر تک جتنی جگہ ہے۔

(۱۹) اُس کے اوپر جو جگہ پیچے کی جانب دونوں شانوں کے جوڑوں اور پیٹھ کے بیچ میں سینہ کے مقابل واقع ہے ظاہر اُچھا عورت ہے، ہاں بفل کے نیچے سے سینہ کی حد زیریں تک دونوں کروٹوں میں جو جگہ ہے

اُس کا اگلا حصہ سینہ میں شامل ہے اور پچھلا اسی ستر حویں حصہ یا شانوں میں اور زیر سینہ سے شروع

کر تک جو دونوں پہلو میں اُن کا اگلا حصہ پیٹ اور پچھلا پیٹھ میں داخل ہے۔

(۲۰ و ۲۱) دونوں سر یعنی اپنے بالائی جوڑے رانوں کے جوڑ تک۔

(۲۲) فرق

(۲۳) دُور

(۲۳ و ۲۵) دونوں رانیں یعنی اپنے بالائی جوڑے زانوں کے نیچے تک دونوں زانوں بھی رانوں میں شامل ہیں
(۲۶) ریزناٹ کی نرم جگہ اور اس کے متصل و مقابل جو کچھ باقی ہے یعنی آفت کے کنارہ زیریں سے ایک سیدھا دائرہ کمر
پر کھینچنے اس دائرے کے اوپر لوپر تو سب سے تک اگلا حصہ پیٹ اور پچھلا پیٹ میں شامل تھا اور اس کے
نیچے نیچے وہ نئی سریں اور دونوں رانوں کے شروع جوڑہ اور ذرخراج کے بالائی کنارے تک جو کچھ حصہ باقی ہے
سب ایک عضو ہے عائد یعنی بال جتنے کی جگہ بھی اسی میں داخل ہے
(۲۷ و ۲۸) دونوں پنڈیاں یعنی زیر زانوں سے ٹخنوں تک۔

(۲۹ و ۳۰) دونوں ٹوکے۔ فی تنوير الابصار والدر الصغار (تنوير الابصار اور در الصغار میں ہے)۔
عورة (الحرة) و لو خفي (جميع بدنها) حتى
شعرها السائر في لاصم (خلا الوجه و
الكفین) فظهر الكف عورة على المذهب
(والقدمین على المعتمد) وفي الخلاصة
المسألة قال مستظهر قد سماها تجسونا
هيلاقتها و بطن الكف والوجه من هذا
لان هذه الثلاثة منها ليست بعورة و بطن
قد سماها هل هي عورة فيه روايتان والتقدير
فيه بطن القدم في رواية الاصيل و في
رواية الكرخ ليس بعورة (و مخلصا وبهذا
التفصيل بين ظهر القدم و بطنها جزم
المحقق على الاطلاق في مقدمته ثم اد الفقيه
وقال العلامة العنزي صاحب التنوير في
شرحها اذ ان الحقير اقول فاستفيد من
كلام الخلاصة ان الخلاف انما هو في

آزاد و عورت اگر چہ غشی ہو اس کا ستر تمام بدن ہے حتی کہ
اس کے ٹکے بچے بال بھی اس مذہب پر مگر چہرہ، دونوں ہتھیلیاں
اور دونوں قدم معتد قول کے مطابق ستر نہیں۔ بتفصیل
کی پشت صحیح مذہب ستر میں شامل ہے اور خلاصہ میں ہے
کہ اگر کسی عورت نے اپنی پشت قدم کو نہ ڈھانپا تو اس
کی عورت پر نہ ہے اور ہتھیلی کے اندر وہی جتنے اور چہرہ
کا بھی یہی حکم ہے کیونکہ عورت کی یہ تینوں چیزیں ستر میں
شامل نہیں، عورت کے پاؤں کا اندر وہی حصہ ستر ہے
یا نہیں؟ اس میں دو روایتیں ہیں، روایت اصل
میں تلووں کی چوٹی کی کھینے کو مانع غار قرار دیا اور امام
کرمی کی روایت میں یہ شامل ستر نہیں ہے اور خلاصہ، طاهر
قدم اور باطن قدم کے درمیان اسی تفصیل پر محقق علی الاطلاق
امام ابن ہمام نے اپنے مقدمہ زاد العتیر میں جزم کیا ہے
اس کی شرط، عائد العتیر میں صاحب التنوير علامہ غزی نے کہا
میں کہتا ہوں خلاصہ کی گفتگو سے پتا چلتا ہے کہ عورت کے

الذی هو عورة اھ و فی حاشیة الطحاوی
 علی صراقی السلاسل اما الجنب فانه تبصر
 للبطن کما فی القنیة والا وجه ان مایلی
 البطن تبصر له کما فی البحر یعنی ومایلی
 الظهر تبصر له کما فی تحفة الاختیار اھ و فی
 مد علی الدر المختار ان کانت امة فاعضواء
 عورتها ثمانية ایضا، الفخذان والایتنان
 والنقیل ولدبر وما حولهما والبطن و
 الظهر وما یلیهما من الحنبین و یزاد
 فی البصرة الساقان مع الکعبین و
 الشیای المتکسرات والاذان والعقدان
 مع المرفقین والذراعان مع المصغین
 وکتفان و بطناً قد صیفا فی روية زهر و
 صدر والیأس والشعر والعق وظهور
 الکفین فہی ثمانية وعشرون عضواً اھ قال
 ش کذا احمر مراح اھ۔

دونوں ہاتھوں کی پشت یہ تمام اٹھائیں اعضا ہیں اھ ش می نے کہا کہ امام علی نے اسی طرح تحریر کیا ہے اھ اوت
 اقول فاتھم رحمہم اللہ تعالیٰ
 عضوان الاول صانت السرة الی العانة
 وما یحاذیہ صنت کل جانب فانت

حصہ جو سینے کے مقابل ہو وہ اس پشت کا ایسا حصہ
 نہیں جو ستر میں شامل ہے اھ۔ حاشیہ طحاوی کل
 مراقی الفلاح میں ہے جانب پہلو بطن کے تابع ہے
 قیہ میں اسی طرح ہے اور اوجہ (بستر) یہ ہے کہ جو
 حصہ پہلو کا بطن کے ساتھ متصل ہے وہ بطن کے تابع
 ہے کما فی البحر یعنی جو پشت کے ساتھ ملنے والا حصہ
 ہے وہ پشت کے تابع ہے کما فی تحفة الاختیار اھ۔
 طحاوی علی الدر المختار میں ہے اگر خاتون لونڈی ہو
 تو اس کے بھی اعضاء ستر آٹھ ہیں دونوں رانیں دونوں
 سُرین، قبل، دوبرادران کا ارد گرد، پیٹ، پشت اور
 آٹھ دونوں سے متصل پہلو اور آزاد عورت میں ان اعضا
 کا اضافہ ہے دونوں پنڈلیاں ٹھولہ سمیت ڈھیکے جسے دونوں
 دونوں کان، دونوں بازو گینوں سمیت (مونڈھے تک)
 دونوں کلاسیاں یعنی کہنی کے جڑ سے گٹوں کے نیچے تک دونوں
 کاندھے، اور روایت اصل کے مطابق عورت کے
 دونوں قدوں کے کوسے، سینہ، سر، بال، گردن،

اھ ش می نے کہا کہ امام علی نے اسی طرح تحریر کیا ہے اھ اوت
 اقول (میں کہتا ہوں)، ان اسلاف رحمہم اللہ
 تعالیٰ نے دو اعضاء کا ذکر نہیں کیا پہلا جسم کا وہ حصہ
 جومات سے زیرات تک اور ہر جانب سے اس کے

۲۹۷/۱	مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر	باب شروط الصلوٰۃ	سنة رد المحتار
۱۳۱	مطبوعہ نور محمدیہ کتب گری ص	فصل فی المتعلقات الشروع	سنة حاشیة الطحاوی علی مراقی الفلاح
۱۹۱/۱	مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت	باب شروط الصلوٰۃ	سنة حاشیة الطحاوی علی الدر المختار
۳۰۱/۱	مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر	باب شروط الصلوٰۃ	سنة رد المحتار

پاؤں کے تلوسے میں اختلاف ہے، رہا معاملہ ناپہر قدم کا تو وہ بالاتفاق ستر میں شامل نہیں اور ناپہر بنہرہ میں خلاصہ کے حوالے سے ہے کہ اگر لڑکی چھوٹی تو خاستہ پستانوں والی ہو تو اس کے پستان سینے کے تابع ہوں گے اور اگر بڑی ہو تو پستان الگ الگ مستقل عضو ہوں گے۔

اقول میں کہتا ہوں، وہ جو دو پستانوں کے درمیان کی جگہ ہے تو اس بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ پستانوں کے دھیکنے سے پہلے پستانوں کی جگہ اور پستان کے درمیان کی جگہ سینے ہی کا حصہ تھے پھر پستان دھیکنے سے ہڈی اٹھ کر چھوٹی پستانوں کے درمیان کی جگہ جس طرح پہلے سینے میں شامل تھی ویسے ہی سینے میں داخل رہے گی یہ بات تو ہی ہر جگہ باقی رہی ہے کہ پستان کے تابع اس کے ہے کہ وہ ستر اور دم ستر کے حکم میں شامل ہونے میں پیٹ کے تابع ہے، تو بطن مرد جب ستر میں شامل نہیں تو مرد کی ناف بھی ستر میں شامل نہ ہوگی لیکن لوندی کی پشت اور بطن دونوں ستر میں شامل ہیں جیسا کہ اس بارے میں شامی نے تصریح کی ہے بطن (پیٹ) وہ ہے جو آگے کی طرف ذمہ حصہ ہے اور ظہر (پشت)، اس کے مقابل پچھلا حصہ ہے کذا فی الخزانة۔ لیکن رحمہ نے کہا ظہر (پشت) سے مراد جسم کا وہ حصہ ہے جو سینے سے نیچے ناف تک پیٹ کے مقابل ہے، جو ہرقہ۔ یعنی جسم کا وہ

بطن المقدم و اما ظاہرہ فلیس بعورة
بلا خلاف الخ و فی الہندیۃ صحت
الخلاصۃ شذی المرأة ان کانت صغیرۃ
ناہدۃ فہو تبسم الصدر حاد و انت کانت
کبیرۃ فہو عفسو سلیحۃ الخ

اقول اما ما بین الشدیین فقد

کان ہو و صومعہ الشدیین جمیعاً صحت
الصدر قبل انکسارہما اما ہما فقد
انفجارتا بالانکسار فبقی ما بینہما داخل
فی الصدر کما کان و هو ظاہر، اما تبعیۃ
السرة بطن و ذلک لولہا تبعہ فی شمول
حکم السرة و حدہ، فبطن الرجل
لما لم یکن عورة لم تکن عورة،
مما لا یشک مع ظہرہا و بطنہا ما
نصبہ (الشامی) البطن مالان من
المقدم و الظہر ما یقابله صحت
المؤخر کذا فی الخزانة و قال
الرحمنی الظہر ما قابل
البطن من تحت الصدر و ان
السرة "جوهرة" اعم فما
حاذی الصدر لیس من الظہر

هذا غير داخل في البطن والظهر لانه عورة
من الرجل ونهما ولا في الفرجين والاليتين
لكنه عورة بحال في الرجل فكيف فيها
فهذا فاته في الامنة والحصة جميعها و
الاخر ما يتخاضى العبد من حدث الى مبدأ
الظهر فان الظهر كما علمت لا يشمله
ولا ككتف ولا العنق ولا ينفق ولا شك
انه عورة من الحصة فوجب ان يكون عضوا
مستقلا منها فتمت لها ثلثون وبالله
التوفيق -

در مقابل ہے، اس لئے کہ یہ حصہ بطن اور پشت میں
شامل نہیں اس لئے مرد کا یہ حصہ ستر میں شامل ہے،
جس کے بطن و پشت دونوں اس کے ستر میں شامل
نہیں اور یہ حصہ دونوں فرجوں (قبل و دبر) اور
سری کے دونوں حصوں میں بھی شامل نہیں لیکن ہر
حال میں مرد کا ستر ہے تو عورت کا ستر کیوں نہ ہوگا
ایک حضریہ ہے جس کا ذکر نوٹری اور آزاد عورت
دووں کے بارے میں اسلاف سے رہ گیا۔ دوسرا
حضرت کا وہ حصہ ہے جو سینے کے مقابل پیچھے سے
ابتداء سے پشت تک ہے کیونکہ آپ کو معلوم ہے
کہ یہ حصہ پشت میں شامل نہیں اور نہ ہی دونوں کا نہ حصوں اور گردن میں شامل ہے، جیسا کہ مخفی نہیں،
اس کے باوجود بلا شک آزاد عورت کے جسم کا یہ حصہ ستر میں شامل ہے لہذا اس کو بھی عورت کا مستقل عضو
شمار کرنا ثابت ہو گیا تو اب ان احصاء کی تعداد تیس ہوتی و بات التوہیت - ۱۔

تنبیہ اول : ملاحظہ علیہ وغیرہ و بخود رد المحتار وغیرہ سے ظاہر کہ قدم حرم میں ہمارے علماء
رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اختلاف مقدمہ مع اختلاف تصحیح ہے، بعض کے نزدیک مطلقاً عورت ہے، امام قطع
نے شرح قدوری اور امام قاضی خاں نے اپنے فتاویٰ میں اسی کی تصحیح اور علیہ میں بدلیل احادیث اسی کی ترجیح کا
امام اسپجانی و امام مرغینانی نے اسی کو اختیار فرمایا۔ بعض کے نزدیک اصغر عورت نہیں۔ امام بردن الدین
نے ہدیہ اور امام قاضی خاں نے شرح جامع صغیر اور امام نسفی نے کافی میں اسی کی تصحیح فرمائی، اسی کو محیط میں اختیار
کیا اور در مختار میں محدث اور مرآۃ الفلاح میں اصح الروایاتین کہا، کثر وغیرہ اکثر متون کتاب الصلوٰۃ میں اسی طرف
ناظر ہیں، بعض کے نزدیک ہر دو نماز عورت ہیں نماز میں نہیں ایسی اجنبی کو ان کا دیکھنا حرام مگر نماز میں کھل
جانا منفسد نہیں، اختیار شرح مختار میں اسی کی تصحیح فرمائی۔ پھر کلام خلاصہ وغیرہ سے مستفاد کہ یہ اختلافات صرف
تلووں میں ہیں پشت قدم بالتحاق عورت نہیں مگر کلام علامہ قاسم و علیہ وغیرہ سے ظاہر کہ وہ بھی
مختلف فیہ ہے اور شک نہیں کہ بعض احادیث اس کے عورت ہونے کی طرف ناظر کیا بظہر بوجہ الجلیۃ
و غیرہ (جیسا کہ علیہ وغیرہ کے مطالعہ سے یہ ظاہر ہو جائے گا۔ ت) تو اگر زیادت احتیاط کی طرف نظر کی جائے
تو نہ صرف تلووں بلکہ ٹخنوں کے نیچے سے تا نچی پائیک سارے پاؤں کو عورت سمجھا جائے، توں بھی شمار اسفا

تیس ہی رہے گا اور اگر آسانی پر عمل کریں تو سارے پاؤں عورت سے خارج ہو کر اعضا اٹھائیں ہی رہیں گے۔
اومی ان معاملات میں مختار ہے جس قول پر پاس ہے عمل کرے۔

تبلیغ دوم: پشت دست اگرچہ اصل مذہب میں حورت ہے مگر من حیث الدلیل یہی رویت قوی
ہے کہ گٹوں سے نیچے ناخن تک دونوں ہاتھ اصل عورت نہیں۔

یظهر ذلك بمراجعة الحلیة و الغنیة
و غیرهما و نص فیہ ما عند ابی داود
مرسل من قوله صلى الله تعالى علیه
وسلم انت العاصیة اذا حاضت لم
یصلح ان یرى منها الا وجهها و یدیهما
الی الفصل قال فی الغنیة و كذلك الایة
لان المراد من الزینة بالنظر الی الید
هو الخاتم و هو غیر محکم بباطن الكف
بل غرینته فی الظاهر اظهر لانه موصوف
الفص والنقش قال ولان المراد من
ایدائه اشد قال فكان هذا هو الاصح
وان كان غیر ظاهراً الروایة الخ و كذلك
قال فی المرق و حاشيتها للطحا و
جميع بدن المحبرة عورة الا وجهها
و کفها باطنهما و ظاهرها في
الاصح و هو المختار و انت كانت
خلاف ظاهراً الروایة اه قال الشاف

علیه، غنیہ اور دیگر کتب کے مطالعہ سے یہ بات ظاہر
ہوتی ہے اور اسی سلسلہ میں حضور علیہ السلام کا
وہ ارشاد بھی بطور نص ذکر کیا گیا ہے جو امام ابو داؤد
کے نزدیک مرسل مروی ہے، جب رز کی حائضہ
ہو جائے تو اس کے چہرے اور کلاتوں تک ہاتھ کے
علاوہ اس کے جسم کے کسی حصہ کو دیکھنا جائز نہیں۔
غنیہ میں کہا آیت قرآنی سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے۔
کیونکہ زینت ہاتھ کے اعتبار سے ہے اور
وہ، ٹوٹکی میں ہے اور وہ باطن کف کے ساتھ ہی نقش
نہیں بلکہ اس کی زینت ہتھیلی کے اوپر میں زیادہ
ہوگی کیونکہ ظاہر ہی نگینہ نقش کا محل ہے، اور یہ بھی
کہا کہ اس کے اظہار میں شدید ضرورت ہے، پھر کہا یہ
اگرچہ غیر ظاہر الروایہ ہے مگر اصح یہی ہے الخ اسی طرح
مراقی الفلاح اور اس کے حاشیہ طحاوی میں ہے (اصح
مذہب کے مطابق آزاد عورت کا تمام بدن ماسوائے
چہرے اور ہتھیلیوں کے خواہ ان کا باطن ہو یا ظاہر
عورت کا ستر ہے اور یہی مختار ہے، اگرچہ یہ ظاہر الروایہ

سہ کتب المراسیل ما جاز فی البیاس حدیث ۲۹۷ مطبوعہ مطبعة المکتبة العلییة لاہور ص ۱۷۵
سہ و سہ و سہ غنیة المستمل شرح غنیة المصلی الشرح الثالث سہیل اکیڈمی لاہور ص ۲۱۱
شہ طحاوی علی مراقی الفلاح فصل فی متعلقات الشروط المطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۱۳۱

وكد ايدنا في الخلية وقال مشو عليه في
السيوط وشروح الج مع لقاضي خان ^{رحم}۔
کے خلاف ہے اور امام شامی نے فرمایا اس طرح حلیہ
میں اس کی تائید کی ہے اور کہا ہے کہ تعیض اور
قاضي خان نے شرح الجامع میں اسی کی اتباع کی ہے اور

تورایت اقوی پر برد و پشت دست نکال کر اٹھائیں جس کی عضو طورت ہے اور اگر بنظر آسانی اُس قول صحیح پر
عمل کر کے تلو سے بھی خارج رہیں تو صرف چھبیس ہی ہیں اور اصل مذہب پرستیں واللہ بختہ و تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۹۲ از مکتبہ علی مرتضیٰ گل ۱۸ مرسلہ جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب ۲۱ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۴ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں یہ کہنا کہ نماز خدا سے تعالیٰ کی پڑھنا ہوں جائز ہے یا نہیں
ایک صاحب اس کلمے کو منع کرتے ہیں۔ بینوا تو جو دا

الجواب

بلاشبہ جائز ہے اُن صاحب کے منع کے اگر یہ معنی ہیں کہ سنت کرتے وقت زبان سے یہ الفاظ نہ کہے جائیں
تو ایک قول ضعیف و نامتمد ہے، عاز کتب میں جواز تکلف پر نیت بلکہ اُس کے استحباب کی تصریح فرمائی۔ در مختار
میں ہے۔

التلفظ بها مستحب هو المختار و قید سنت
یعنی اجبہ السلف او سنتہ علمائے

یت متبایان کے ساتھ رہنا مستحب ہے مختار قول یہی ہے
بعض نے سنت کہا یعنی اسے اسلاف پسند کرتے
تھے یا ہمارے علماء کا طریقہ ہے (ت)

اور اگر یہ مراد کہ نماز کو اللہ عز و جل کی طرف اضافت کرنا منع ہے تو سخت جہل اٹھنے ہے، یہ صاحب بھی ہر نمازیں
التحیات للہ والصلوات کہتے ہوں گے بلکہ سب مجھے اور سب نمازیں اللہ کی ہیں پھر ہر کہ یہاں اضافت
بھی لامید ہے، بالحمد اس منع کی کوئی وجہ اصلاً نہیں واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۹۳ از ہدایوں قاضی محلہ مکان مولوی بقار اللہ رئیس مرسلہ مولوی عبد الحمید صاحب

۴ وجیب المرجب ۱۳۱۲ھ

جناب معلی القاب محمد دوم معظم بندہ جناب مولانا صاحب وام فیوضہ خادمہ بے یا عبد الحمید بعد بجا آوری
آداب گزارش کرتا ہے کہ ایک قوی اپنا لکھی ہوا حسیب ہدایت اپنے استاد جناب مولانا حافظ بخش صاحب کے

سہ رد المحتار	باب شروط الصلوٰۃ	مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر	۲۹۸/۱
سہ در مختار	" " "	مطبوعہ مجتبیٰ دہلی	۶۷/۱

واسطے تصدیق جناب والا کے بھیجتا ہوں ملاحظہ فرما کر ٹھہر سے مزین فرما دیجئے، اور اگر کوئی غلطی ملاحظہ سے گزرے تو درست فرما کر ممنون فرمائیے، زیادہ ادب۔

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ فرائض اور واجبات کی نیت میں لفظ "آج" یا "اس" کا اضافہ کرنا چاہئے یا نہیں؟ مثلاً یوں کہنا کہ نیت کرتا ہوں فرض آج کے ظہر یا عصر یا اس ظہر یا عصر کی اور اگر نہیں کرے گا تو نماز ادا ہوگی یا نہیں؟

خلاصہ جواب : صورت مستفسرہ میں فقہار کا اختلاف ہے چنانچہ قاضی خان نے بلا لفظ "آج" یا "اس" کے نیت کو جائز ہی نہیں رکھا ہے کما فی ہذا دالہ دھکنا فی العیسیٰ (جیسا کہ ان کے فتاویٰ میں ہے اور اسی طرح فتاویٰ انگیری میں ہے۔ ت۔ اور در مختار میں ہے کہ تعیین ضروری نہیں، پس بوجہ قولین تو لیں کے بلا لفظ "آج" یا "اس" کے مطلق نیت سے نماز ادا نہ ہوگی اور بوجہ قول صاحب در مختار کے ادا ہو جائیگی لیکن چونکہ خروج عن الخلاف بالا جماع مستحب ہے اور اسی در مختار میں نسبت تعیین کی اولویت ظاہر فرمائی ہے اور بالفاظ و ہواختار ارشاد کیا ہے پس ادنیٰ اور مختاریہ ہی ہے کہ تعیین وقت کی لفظ "آج" یا "اس" سے ضرور کرے ورنہ تارک اولیت ہوگا اور جب شناسخت وقت کی نہیں رکھتا اور یہ بالعموم ہے کہ اس عہد میں اکثر لوگ وقت کھو کر نماز پڑھتے ہیں تو عندئذ مواخذہ درر ہے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ بیہوا تو جروا۔

الجواب

نیت قصد قلبی کا نام ہے تلفظ اصلاً ضرور نہیں نہایت کار مستحب ہے تو لفظ آج یا آج در کنار سرے سے کوئی حرف نیت زبان پر نہ لایا تو ہرگز کسی طرح کا حرج بھی نہیں قصد قلبی کی علامت کرام نے یہ تحریر سنبرائی کہ نیت کرتے وقت پوچھا جائے کہ کون سی نماز پڑھنا چاہتا ہے تو فوراً بے تامل بتا دے کما ذکرہ الامامہ الزیلعی فی التبیین وغیرہ فی حیدرہ (جیسا کہ امام زیلعی نے اسے نہیں اختیار کیا میں اور دیگر علما نے اپنی کتب میں ذکر کیا۔ ت۔) اور شک نہیں کہ جو شخص نماز وقت میں یہ بتا دے گا کہ مثلاً نماز ظہر کا ارادہ ہے وہ یہ بھی بتا دے گا کہ آج کی ظہر شاید یہ صورت کبھی واقع نہ ہو کہ نیت کرتے وقت دریافت کئے سے یہ تو بتا دے کہ ظہر پڑھتا ہوں اور یہ سہرا ہے کہ کب کی تو قصد قلب میں تعیین نوعی نماز کے ساتھ تعیین نفسی بھی ضرور ہوتی ہے اور اسی قصد کا کافی ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص بالقصد ظہر غیر معین کے نیت کرے یعنی میں کسی خاص عہد کا قصد نہیں کرتا بلکہ مطلق ظہر پڑھتا ہوں چاہے وہ کسی دن کی ہو تو اب بلا مشبہ اس کی نماز نہ ہوگی فات التبعیین فی الفرض فرض یا لوفاق وانما الخلاف فی عدم الاحتفاظ بالعدد (فرائض میں تعیینی وقت بالاتفاق فرض ہے عدم لحاظ میں اختلاف ہے) لحاظ عدم میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ت۔) اس طور پر تو یہ مسائل اصلاً محل خلاف نہیں۔ ولہذا محقق اہل اربعین

بابی نے معایہ شرح ہادیہ میں فرمایا،

اقول التوسط المتقدم هو ان يعلم بقلبه
اي صلاة يصلي يحسم عادة هذه المقالات
وغيرها فان العمدة عليه لحصول التميز
به وهو المقصود اذ كما نقله في رد المحتار
واقرة ههنا وفي منحة الخائف واسبغ
العلامة استعمل مفتي دمشق كما في
المنحة.

میں کتا ہوں مشہرہ مقدم یہ ہے کہ نمازی دل سے
پر جانتا ہو کہ وہ کون سی نماز ادا کر رہا ہے یہ شرط ان
احقر اصناف وغیرہ کی بنیاد کو ختم کر دیتی ہے کیونکہ حصول
تمیز کے لئے نمازی پر قصد و نیت ضروری ہے اور یہی
مقصود ہے اور رد المحتار نے یہاں اسے نقل کر کے
مقرر رکھا ہے، اور منحة الخائف میں اسے نقل کیا ہے،
نیز اس کی تائید مفتی دستگیر اشتمیل نے کی، ملاحظہ
ہو منحة الخائف۔ (ت)

البتہ تعدد فراست خصوصاً کثرت کی حالت میں یہ صحت ضرور ہو سکتی بلکہ بہت عوام سے واقع ہوتی ہے کہ ظہر کی
نیت کر لی اور یہ تعین کچھ نہیں کہ کس دن تاریخ کی ظہریاں با وضعت اخفات فصیح مذہب اجماع و احوال ہی ہے کہ
دن کی تخصیص نہ کی تو نماز ادا ہی نہ ہوگی مگر طول مدت یا کثرت عدد میں تعین مذکور کہاں یا دہتی ہے لہذا علمائے
اُس کا سہل طریقہ یہ رکھا ہے کہ سب سے پہلی یا سب سے پچھلی ظہر یا عصر کی نیت کرتا رہے جب ایک پڑھے گا
تو باقی میں جو سب سے پہلی یا پچھلی ہے وہ ادا ہوگی وحلی هذا القیاس آخر تک۔

تتویر الابصار میں ہے کہ فرض نماز میں تعین ضروری ہے
خواہ وہ قضا ہی کیوں نہ ہوں رد مختار میں کہا معتد قول
کے مطابق تعین یہ ہے کہ غلاں دن کی ظہر ادا کر رہا ہو
اس سلسلہ میں آسان طریقہ یہ ہے کہ یوں نیت کرے
کہ پہلی ظہر جو اس پر لازم ہے وہ پڑھتا ہے یا یہ کہ
آخر ظہر جو اس پر لازم ہے وہ پڑھتا ہے۔ قسمستانی
میں تیسرے حوالے سے ہے اجماع یہ ہے کہ یہ گناہ شرط
نہیں، اور عنقریب کتاب کے آخر میں اس کا ذکر آئیگا

في التتویر لابد من التعین لعرض ولوقضاء
قال في ابدركنه يعين ظهريوم كذا على
المعتد والاسهل نية اول ظهري عليه و آخر
ظهري وفي القهستاني عن المنية لا يشترط
ذلك في الاصحح وسيجئ اخر الكتاب قال
الشامى نقل الشارح هناك عن الاشباة انه
مشكل ومخالفت لما ذكره اصحابا كفتاوى
خات وغيره والاصحح الاشتراط قلت وكذا

۲۳۳/۱	مطبوعہ قریب رضویہ سکر	باب شروط الصلوة الی	سہ النہایہ مع فتح القدر
۳۰۸/۱	مصطفیٰ البابی مصر	" " "	رد المختار
۶۷/۱	مطبع مجتہدانی دہلی	" " "	سہ در مختار

صحیحہ فی متن المستقیٰ هناك فقد اختلف
التصحيح والاشترط احوط وبه جزم في
الفتحة هنا كما لا يخفى.

امام شامی فرماتے ہیں کہ شارح نے یہاں اشتباہ سے
نقل کیا کہ (تعمین شرط نہ ہونا) ناقابل فہم اور ہمارے
علماء قاضی خان وغیرہ کی تصریحات کے خلاف ہے
بلکہ شرط ہونا صحیح ہے، میں کہتا ہوں متن مستقیٰ میں اس مقام پر اس کی تصحیح کی ہے تو اس کی تصحیح میں اختلاف واقع
ہوا ہے مگر شرط ہونا احوط ہے اور اسی پر فتح القدر میں یہاں جزم کیا ہے۔ (د ت)

اور اگر غائتہ ایک ہی ہے تو نسبت غائتہ کرنے ہی میں تعین یوم خود ہی آگئی

فی رد المحتار عن الحیة . لو
كان في دعتہ ظهر واحد فانت فانه يكفيه
ان ينوي ما في دعتہ من الظهر الفنت وانت
لم يعلم انه من ي يوم.

جیسا کہ مخفی نہیں رد المحتار میں عید سے ہے کہ اگر کسی شخص
کے ذمے ایک ظہر کی نماز قضاء لازم ہے تو اس کے لئے
اتنی نیت کر لینا کافی ہے کہ وہ اپنی فوت شدہ ظہر
ادا کر رہا ہے اگرچہ یہ نہ جانتا ہو کہ وہ کون سے دن کی
فوت شدہ ہے (د ت)

بالجزم نمار وقتی میں مرور واقعہ معلومہ الوقوع موقع خلاف و نزاع نہیں بلکہ اُس صورت مفروضہ میں ہے کہ
کوئی شخص نماز امر وہ میں تعین کوئی نوکر سے اور تعین شخصی سے صلا و اہل و عاقل ہو کہ بحالت شہرہ تصدیق تعین شخصی
کا لازم و عدم لحاظ مفقود و معدوم اور بقصد خلاف عدم کی تا نہیں بلکہ عدم ہے اور وہ بلا سببہ نافی نماز و منافی
جو اس وقت و ہے خبری ایسی چاہئے کہ سوال پر یہ جواب دے کہ شفا ظہر پڑھتا ہوں اور ہے تامل و فکر نہ بتا سکے کہ
آج کی ظہر ایسی حالت میں اس سوال کا محل نہیں کہ مجھے نیت میں کیا پڑھانا چاہئے کہ وہ تو حال ذہول و عدم شعور میں
ہے بلکہ بحث یہ ہوگی کہ ایسی نیت سے نماز ہو گئی یا نہیں، اس میں تین صورتیں ہیں اگر وقت باقی ہے تو روایات
مختلف نصیحت مختلف کما بینہ فی رد المحتار و غیرہ من الاسعار (جیسا کہ رد المحتار اور دیگر معتد کتب
میں اس کا بیان ہے)۔ ت غرض تو سب سے مسلم اور احتیاط اسلم، یہی اگر وقت جاتا رہا اور اُسے معلوم نہیں اس صورت
میں خلاف صحیح ہے۔

في البهرارائق شمل ما اذا نوى العصر بلا قيد
ومنه خلاف فقہ الظہیریۃ لو نوى الظہر
لا يجوز وقيل يجوز وهو الصحيح هذا

البحر الرائق میں ہے کہ یہ اس صورت کو بھی شامل ہے
جب کوئی نماز عصر کی نیت بغیر کسی قید کے کرے تو
اس میں اختلاف ہے، ظہیر میں ہے اگر کسی نے

اذا كان موديا فان كان قاضيا فان صلبا بعد
 خروج الوقت وهو لا يصلح ولا يجوز وذكر الشمس
 الاثمة ينوي صلاة عليه فان كانت وقتية
 فهي عليه وان كانت قضاء فهي عليه ايضا
 وهكذا مصححه في فتح القدير معزيا الى
 فتاوى العتباتي لكن جزم في الخلاصة
 بعد مر الجواهر ومصححه السراج الهندي
 في شرح المغني فاختلف التصحيح كما ترى
 اه ملخصا وفي رد المحتار في النهران ظاهر
 ما في الظهيرية انه يجوز على الاس جرح
 سرناك هندی نے شرح المغنی میں اسی کو صحیح کہا تو جیسا کہ آپ کا حلف کر رہے ہیں صحیح مسئلہ میں اختلاف ہے اور
 تفتیشاً۔ رد المحتار میں تہر کے حوالے سے ہے کہ ظہیر کی عبارت سے ظاہر یہی ہوتا ہے کہ ارنج قول پر جواز ہی ہے اور
 اقول بل لعل ظاہر ما فیہا انہ
 لا يجوز على الاس جرح حيث جزم به ولا
 يذبل ما ذكر من شمس الاثمة بما يبدل
 على ترجيحه وانت تعلم ان اماما من الائمة
 اذا قال لا يجوز فلنك وقال فلان يجوز فاني
 المتبادر منه ان مختار نفسه الاول بل
 ان ظاهرا انه الذي عليه الاكثر خلافا لمن
 ذكره۔

عمر کی نیت کی تو جائز نہیں، بعضی کے نزدیک جائز ہے
 اور یہی صحیح ہے لیکن یہ اس وقت ہے جب وہ نماز ادا
 کر رہا ہو (یعنی قضاء والا نہ ہو) اگر نماز قضا پڑھنے والا
 ہو تو اگر وقت کے نکلنے کے بعد اس حال میں پڑھی ہے
 کہ اسے خروج وقت کا علم نہیں ہو تو نماز حسب نز
 نہ ہوگی۔ اور شمس الاثر کہتے ہیں اتنی نیت کافی ہے کہ
 میں وہ نماز پڑھتا ہوں جو مجھ پر واجب ہے اب ادا ہو
 یا قضا وہ یقیناً اس پر لازم تھی اور اسی طرح فتح القدير
 میں فتاویٰ عتباتی کے حوالے سے اسی کی تصحیح کی ہے،
 لیکن خلاصہ میں عدم جواز پر جزم کا اظہار کیا گیا ہے اور
 سرناک ہندی نے شرح المغنی میں اسی کو صحیح کہا تو جیسا کہ آپ کا حلف کر رہے ہیں صحیح مسئلہ میں اختلاف ہے اور
 تفتیشاً۔ رد المحتار میں تہر کے حوالے سے ہے کہ ظہیر کی عبارت سے ظاہر یہی ہوتا ہے کہ ارنج قول پر جواز ہی ہے اور
 اقول بل لعل ظاہر ما فیہا انہ
 لا يجوز على الاس جرح حيث جزم به ولا
 يذبل ما ذكر من شمس الاثمة بما يبدل
 على ترجيحه وانت تعلم ان اماما من الائمة
 اذا قال لا يجوز فلنك وقال فلان يجوز فاني
 المتبادر منه ان مختار نفسه الاول بل
 ان ظاهرا انه الذي عليه الاكثر خلافا لمن
 ذكره۔

اقول بل لعل ظاہر ما فیہا انہ
 لا يجوز على الاس جرح حيث جزم به ولا
 يذبل ما ذكر من شمس الاثمة بما يبدل
 على ترجيحه وانت تعلم ان اماما من الائمة
 اذا قال لا يجوز فلنك وقال فلان يجوز فاني
 المتبادر منه ان مختار نفسه الاول بل
 ان ظاهرا انه الذي عليه الاكثر خلافا لمن
 ذكره۔

اس کی بورتیج ذکر کی گئی ہے اس کو رد نہیں کیا کیونکہ
 آپ جانتے ہیں کہ جب کوئی امام کہتا ہے کہ یہ بات
 جائز نہیں اور غلطی اس کے جواز کا قائل ہے تو
 اس عبارت سے قیادریسی ہوتا ہے کہ ان کا اپنا
 مختار قول اول ہے بلکہ ظاہر وہی ہے جو مختار اکثر کی
 رائے کے مطابق ہے بخلاف اس کے جو انہوں نے ذکر
 کیا ہے۔ (ت)

اور اگر یہ بھی خروج وقت پر مطلع ہے تو ظاہر ہے از سبب غشیان در نماز سادات ابراہیمی و خطاوی و شامی
رحمہم العزیز الغفار نے اس مسئلہ میں روایت نہ پائی علامہ ح نے عدم جواز کا خیال اور علامہ ط نے ان کا خلاف
اور علامہ ش نے ان کا وفاق کیا،

قال هذا الظاهر الصحة عند العلم بالخروج
لان نيته حينئذ القضاء خلافا لما في
الحديث اه وقال ش بحث ح انه لا يصح و
خالفه ط قلت وهو الاظهر لما مر من
الغاية اه اقول نعم هو الاظهر لما مر
عن البحر عن الطهيري من تقييد
عدم الجواز بقوله وهو لا يعلم اما الاستناد
بما مر عن الغاية فعندي غير واقع فـ
محلها لما علمت ان محل هذه المقالات
ما اذا همل وغفل وكلام الغاية فيه هو
المستند والمعهود من ان من شعربا لتعيين
النوحى شعرا ايضا بالشمعى ورايتى كتمت
ههنا على هامش الشامى حانفيه اقول
ما مر عن الغاية فيما اذا علم بقلبه
استعين ولا ينبغي لاحد ان يـ
فيه وهو حاس في كل صورة من العصور
الشمع بل لا تسرع عليه ولا شامى انما هي صورة
واحدة لا غير وانما الكلام فيما اذا فـ
ذلك فـ هـ عن تعيين اليوم والوقت و

امام خطاوی نے کہا اگر اسے خروج وقت کا علم ہو تو صحت
نماز ظاہر ہے کیونکہ اس وقت نیت قضا کی ہوگی
بخلاف اس کے جو علی نے کہا اور شامی نے کہا علی نے
بحث کرتے ہوئے اس کی عدم صحت کا قول کیا ہے
اور خطاوی نے ان کی مخالفت کی، میں کہتا ہوں یہی
اظہر ہے جیسا کہ عنایہ کے حوالے سے گزرا ہے ۱۰
اقول (میں کہتا ہوں)، ان ہی اظہر ہے جیسا کہ البحر الرائق
ظہیر کے حوالے سے عدم جواز کی تفسیر اسی کے قول
وہو لا يعلم کے ساتھ گزری لیکن اس بات کی
سوجنا اس کے ساتھ جو عنایہ سے گزرا میرے نزدیک
اس مقام کے مناسب نہیں کیونکہ اس تمام گفتار کا
محل وہ ہے کہ جب انسان غافل ہو جائے اور مجہول
ہو جائے اور عنایہ کی گفتگو معروف مشہور طریقہ (یعنی
عدم غفلت) پر ہے کیونکہ جو شخص تعیین نرمی کا ادراک
رکھتا ہے اسے تعیین نفسی کا ادراک بھی رہے گا، اور
مجھے وہ یاد آیا جو حاشیہ شامی کے اس مقام پر میں
نے لکھا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں اقول (میں
کہتا ہوں) عنایہ کی جو عبارت گزری ہے وہ اس
صورت سے متعلق ہے جب دل سے اس کے تعین

روح لا استظہار بما موعن العناية^۱ کو جانتا ہو، اس میں مخالفت کسی کو مناسب نہیں اور یہ بات تو صورتوں میں سے ہر صورت میں جاری ہوگی بلکہ یہ تو یہیں نہ آٹھیر تو صرف ایک ہی صورت ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں، یہاں گفتگو اسی صورت سے متعلق ہے جب کسی انسان نے نماز کی نیت دی اور وقت کے قیود میں غافل ہو کر کی ہو، تو اب حنائیر کی گفتگو سے تائید نہیں لائی جاسکتی۔ (ت)

غرض اس صورت مفروضہ کی تینوں شکلوں میں جواز کی طرف راہ ہے ولذا الوصول فی الدار الوصول وقال امہ الاصح (اسی لئے در مختار میں) اس کو مرسل ذکر کیا ہے اور کہا یہی اصح ہے۔ (ت) اور امر عبادت خصوصاً نماز میں حکم احتیاط معروف و معلوم ہر کس کو ایضاً تحقیق المقامہ واللہ ولی الفضل والانعصام واللہ سبیلہ وتعالیٰ اعلم (تحقیق مقام کے لئے یہی مناسب تھا، اللہ تعالیٰ فضل و انعام کا مالک اور وہی پاک اور بہتر جانتے والا ہے۔ ت)

بابُ الْقِبْلَةِ (قبہ کا بیان)

مسئلہ از خیر آباد ضلع سیت پور محلہ مہار سرائے دیگاہ حضرت غلام صاحب غرہ قدس سرہ
مرسلہ مولوی سید عظیم الدین صاحب خادم آستانہ مقدسہ ۲۵ محرم الحرام ۱۳۳۲ھ

پہلی فوائد علمائے دین و مفتیان شرع متبعین اندرین مسئلہ ، نقشہ نظری بلاد دیگاہ حضرت غلام سید
نظام الدین صاحب الزدی خیر آبادی مرفوع حضرت چھوٹے غلام صاحب قدس سرہ کا ہے اس اساطیر میں ایک مسجد
سردری تعمیر شدہ ۱۰۵۶ھ ہے جس کے اندر دو صف کی گنجائش تھی ان صفوں کا جہت قبلہ موافق رخ مسجد قریب
ثلث شمالی بین المغربین تھا اور کھینٹا آخر صدی دوازدہم تک اسی رخ نماز ادا ہوتی رہی بعد ازاں فرشی مسجد و
صحن مسجد کو بوجہ شکستہ ہو جانے کے مرمت ہوئی چونکہ رخ وہ رخ شریف کا جو تعمیر کردہ صنایعان دہلی تعمیر شدہ
۹۹۲ھ ہے ایسا تھا جس کا جہت قبلہ وسط مغربین ہوتا تھا فرشی جدید میں نشان صفوں میں موافق رخ رودھ
قائم ہو کر اب تک نماز اس رخ ادا ہوتی اس کا ردوائی سے اندر مسجد کے بجائے دو صفوں کا دل کے ایک صف
کامل کی گنجائش رہی اور وقت ضرورت اگر اندر مسجد صحت و عیام قائم کی گئی تو کامل نہ ہو سکی ناقص رہی اب پھر
فرشی مذکورہ خراب ہو کر مرمت ہو رہا ہے بہتر ضرورت نشانات صفوں جدید قائم کئے جائیں گے ، چونکہ اکثر مسجد
بلاد و اصحاب ہند قطب رخ ہیں جن کا جہت قبلہ ثلث جنوبی مغرب میں ہے ، نیز عبارت کتب فقہ سے اس کی
تائید حسب ذیل معلوم ہوتی ہے۔

فی تجیس المنقط القبلة فی دیرنا بیہ مغرب
الشتاء و مغرب الصیف ، فان صلی الی جهة
خرجت من المعین فسدت صلاته قال
الامام ابو منہور یظهر الی قصر ایام الشتاء
والی اطلول ایام صیف یتعرف مغرب ہما شمر
یقرئ الثلثین عن یمنہ وثلثا عن یسارہ
و یصلی حابین ذلک ، قال الامام السیدنا صاحب
الذین الاول للجواز والثانی للاستحباب کما
فی جامع المضررات۔

تجیس المنقط میں ہے کہ ہمارے علاقے کا قبلہ موسم سرما
کے مغرب اور موسم گرما کے مغرب کے درمیان ہے اگر
کسی نے ایسی جہت میں نماز ادا کی جو دونوں مغرب کے خارج
ہو تو نماز فاسد ہوگی ، امام ابو منصور نے فرمایا موسم
سما کے سب سے چھوٹے دنوں اور موسم گرما کے سب سے
بڑے دنوں کو دیکھا (خوریک) ، جہاں تو اس طرح
ان دونوں کے مغرب کی پہچان ہو جائے گی پھر اپنے
دائیں طرف سے دو تہائی اور بائیں طرف سے ایک تہائی
چھوڑ کر اس کے درمیان نماز ادا کرے ، امام السید

ناصر الدین نے فرمایا پہلا قول جواز اور دوسرا استحباب کے لئے ہے ، اسی طرح جامع المضررات میں ہے ۔ دت ،
جہاں بت ہا کے متعلق قرین بات و ریافت طلب ہے کہ صیف مضافاً یرح ینظر یتعرف یتوکل یتوصلی معروف
یا مجهول اور فاعل یا مفعول یا لم یسم فاعلہ کون ہے اور لفظ عن یمنہ و عن یسارہ کی ضمائر کا مزج معلوم ہے
یا قبلہ لہذا عبارت عربیہ پر احزاب قائم ہے یا نہیں اور فی مل و غیرہ مرتبہ میں رک کی تشریح اور ہدایت امور ذیل کی تفسیر
مطلوب ہے ۔ مسجد موجودہ مذکورہ منصوصہ کا جہت قبلہ مسجد ہی کے رخ رہنے دینا اور ہر دو معروف کامل کی ہر ستورہ جہت
قائم رکھنا افضل و اولیٰ ہے یا نشانات قائم کر کے جہت قبلہ بدل دینا افضل ہے تو قطب رخ جس میں صفت و امدہ
کامل نہیں رہتی ہے افضل و اولیٰ ہے یا روضہ کے مطابق جس سے ایک صفت کامل قائم رہ سکتی ہے حد مکان اس
مسجد خاص میں یا تاکید صفت کی تصریح مستحب ہے یا تبدیلی جہت قبلہ کی مغربین شمس و مغربین قمر ایک ہی
ہیں یا بعد ازاں جواب استفتاء ہذا کی نہایت مجمل ہے کہ مرتبہ قریب الاختتام ہے اور یہ پوشیدہ نہیں کہ بجائے
تری فرش کے نشانات جیسے پائدار قائم ہو سکیں گے بعد خشکی ممکن نہ ہوگا لہذا توجہ خاص کا محتاج ہے اور چونکہ یہ
استفتاء خاص متعدد علوم و فنون سے تعلق رکھتا ہے بریں وجہ باوجود آگاہی حدیم الفرستی بندگان ذات با برکات
سے رجوع کی گئی کہ حسب مراد دوسرے کی دوسری جگہ حصول جواب کی پوری امید نہ تھی لہذا اس تکلیف دہی خاص
کی نسبت مترصد معافی ہو کر توجہ خاص سے مستفید ہونے کا بواسطی امیدوار ہوں ، جزاکم اللہ خیر

الدامیخت بخیرا۔

سوال میں وسط مغربین کو جنت قبلہ و فدر رخ لکھا اس سے معلوم ہوا کہ مزار مبارک کا منہ صبح جانب قبلہ تحقیقی ہے تو لازم تھا کہ سر ڈانا تقریباً سیدھا جانب قطب ہو کہ وسط مغربین و وسط قلبین شئی واحد ہے مگر نقشہ میں قطب شمالی کا خط دیوار و فدر رخ مبارک سے جانب مغرب منحرف بنایا ہے اگر واقعی اتنا انحراف ہے تو وسط مغربین کا ہرگز جنت قبلہ و فدر رخ ہونا مقصور نہیں پھر یہاں امراہم اس کی معرفت ہے کہ دیوار محراب مسجد کو قبلہ تحقیقی سے کتنا انحراف ہے اگر وہ انحراف ثمن و در یعنی ۵ سہدر ہے کے اندر ہے تو نماز محراب کی جانب بلا تکلف صبح و درست ہے اس انحراف قلیل کا ترک صرف مستحب ہے خود سوال میں تکبیریں منقطع سے گزرا۔

قال الامام المسيد ناصح الدين، الاول للجواهر امام ناصر الدين نے کہا، پہلی صورت میں جواز اور وہ مری والٹائی للاستجاب ہے۔ میں استجاب ہے۔ (دست)

اسی طرح اُس سے اور نیز منقطع سے علیہ الامام ابن امیر الحنفی میں ہے، اشرح مراد الفقیر بالعلامۃ العزیز و اشرح الخلاصۃ للفتاویٰ۔ پھر رد المحتار میں وہی دو ٹوٹ جانب راست اور ایک ٹوٹ جانب چپ رکھنا بیان کر کے فرمایا۔

ولولہ لضعف ہکذا اصل فیما بین المعترضین اگر کسی نے اس طرح نہ کیا اور مغربین کے درمیان نماز پڑھ کر چلی تو جائز ہوگی (دست)

تو ایک امر مستحب کے لئے مسلمانوں کو تردد میں ڈالنا اور ضعف مسجد کو ناقص و ناقص کر دینا ہرگز مناسب نہیں شرع مطہر میں تکمیل نہایت اہم مقام بالشان ہے جس کا پتا اس حدیث سے چلتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

من وصل صفا وصلہ اللہ و من قطعہ قطعہ جس نے صفت کو ملایا اللہ تعالیٰ اسے ملائے گا اور جس نے صفت کو قطع کیا اللہ تعالیٰ اسے قطع فرمائے گا (دست)

یہاں اگر قطع صفت موجود نہیں صفت پر وہ قطع ہے کہ دیواریں عالی ہو کر تکمیل نہ کرنے دیں گی فکان کالصف بیض السوری وقد بھی عہ بنحو ذلک کہا ذکر ثانی فتاویٰ (یہ اس صفت کی طرح ہے جو ستونوں کے درمیان ہر حال کا اس سے اور اس طرح کی دوسری صورتوں سے منع کیا گیا ہے جیسا کہ اسے ہم نے اپنے فتاویٰ میں بیان کیا۔ است) بیان

۱۔ تکبیریں منقطع

۳۱۶/۱	مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر	باب شروط الصلوۃ	رد المحتار
۹۷/۱	آفتاب عالم پریس لاہور	باب تسویۃ الصفوف	کنز الدعا و

سوال اگر صحیح ہے تو یہ انحرافات میں ثابت کر چکے ہیں کہ جب تک دم در ہے انحرافات نہ ہو نماز بلاشبہ جائز ہے اور یہ کہ قدر تحقیقی کو منہ کرنا نہ فرض نہ واجب صرف سنت مستحبہ ہے لہذا مسجد میں نماز بلاشبہ جائز ہے اور اس میں اصلاً نقصان نہیں، نہ یہ دیوار سیدھی کہ فرض البتہ بہتر و افضل ہے۔ رد المحتار میں ہے،

لو انحراف عن العین انحراف لا تزول عند المعالفة
بالکلیۃ جابر یؤید لا ماقال فی الطہیریۃ ذاتیاً من
اوتیاسوت حوزینہ

اگر عین کعبہ سے اتنا خوف ہو کہ اس سے بالکلیہ مقابلہ ختم
ذہور نماز جائز ہے اس کی تائید ظہیریہ کی اس عبارت
سے ہوتی ہے کہ جب وہ تمہارا دائیں یا بائیں ہو جائے
تو نماز جائز ہوگی۔ (دست)

حدید میں منقطع ہے،

هذا استجاب والاوّل للحوار اہ یرید ان عدم
الانحراف عنہما قدر مستحب والا محراف
مع عدم انحراف عن الجہۃ بالکلیۃ بخلافہ

یہ استجاب کہنے سے اور پہلا جواز کے لئے ہے اور
اس سے مراد یہ ہے کہ کسی قدر بھی انحراف نہ ہو یہ مستحب
ہے اور اس طرح کا انحراف کہ جہت کعبہ سے بالکل خروج
نہ ہو یہ بھی جائز ہے۔ (دست)

پھر اگر اس افضل کو اختیار کرنا چاہیں تو یہ اس سیدھی سے قطب سے مشرق کو تہی بڑی باتیں اور اس کا وہ طریقہ جس میں
زاویہ ناپنے کی حاجت نہ پڑے یہ ہے کہ اس دیوار قبلہ کا جنوبی گوشہ جس پر حرف تبّ لکھا ہے قائم رکھیں اور صحیح
قطب نما سے ایک خطب سے سیدھا قطب کو اتنا بڑا کھینچیں جس کا طول اس دیوار کے برابر ہو ایک رستی لیں اور اس کا
ایک سر ا حرف تب پر خوب جاسے رہیں کہ سر کے نہیں اور دوسرا سر ا حرف ح سے ملا کر مشرق کی طرف اس طرح کھینچیں
کہ رستی میں جھول نہ پڑنے پائے، اسی کی کشش سے کمان کی شکل میں زمین پر بن جائے اور پھر ایک سیدھی لکڑی
سوا پچھڑے کی ناپ کر اس کا ایک سر ا حرف ح پر رکھیں اور دوسرا اس کمان سے ملا دیں یہاں ملے اس ملنے کی جگہ کا
نام حرف ۶ رکھیں، ۶ سے ب تک سیدھا خط ملا دیں، یہ ٹھیک دیوار قبلہ ہوگی

وذلك لان فی مثلث ح ب ۶، سا ف ح ب،
۶ ب۔ کل ۱۰۶۔ و زاویۃ ب = ح الح کل من
مر اویتی القاعدة ثم ح ل فلو جیب سہا

اور یہ اس لئے کہ مثلث ح ب ۶ میں ح ب ۶ ب
کی دو ساقیں ہیں کل ۱۰۶ ہوتے و زاویہ ب = ح
ح ل ۶ ہے تو قاعدہ کے دونوں زیروں کا کل محمول

نقشہ بیچ کر ان سے دریافت کیا تھا انہوں نے رد المحتار سے یہ نشان دے کر (ج ۱ ص ۴۴۶) کچھ عسبرتی کی جہارت لکھ کر اُس کا غلام اُردو میں کیا تھا کہ انحراف قلیل جانب کعبہ سے مصلیٰ کو مضر نہیں ہے اور اس انحراف قلیل کی حد یہ ہے کہ چہرہ اور چہرے کے اطراف میں کوئی جزو کعبہ کے مقابل باقی رہے اشیاء طرح کے چہرہ یا اُس کے بعض اطراف سے کعبہ تک خط مستقیم کھینچا جائے اور یہ ضرور ہمیں ہے کہ یہ خط مستقیم پیشانی سے ہی خارج ہو بلکہ عام ہے خواہ پیشانی سے خارج ہو یا اُس کے دونوں طرف میں سے کسی طرف سے خارج ہو اور اس صورت میں بہت بڑی وسعت ہے، جو نقشہ مسجد آپ نے بھیجا ہے اس مسجد میں مسجد کے رخ پر نماز پڑھنا یہ شہ جائز ہے لہذا مسجد کے رخ پر نماز پڑھنا ہے، بعض صاحب اس جواب کو پذیرا نہیں کرتے لہذا ضروری پر اس کا انحصار رکھتے ہیں لہذا اگر ایشیہ یہ ہے کہ حضور اس کا مذکور جس پر مسجد کا نقشہ ہے ہر دو جانب سے ملاحظہ فرما کر اگر ممکن ہو تو کاغذ مذکور کے ذیل ہی میں جو دریافت طلب گزار ایشیہ کا مذکور پیشانی پر عرض کی گئی ہیں اُن کا جواب ارقام فرما کر کترین کو معزز فرمایا جائے۔ ۱۰ اجازت ایشیہ ہے اس مسجد کا رخ نقشہ مذکور سے بخوبی نمایاں ہے، یہ قصبہ حیات نکرہ ۲۰ درجہ ۲۰ دقیقہ عرض شمالی پر واقع ہے اور منحنی منظرہ ۲۱ درجہ ۲۰ دقیقہ عرض شمالی پر لہذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس مسجد میں جماعت سیدھی مسجد کے رخ پر کی جائے یا مسجد کا خیال چھوڑ کر اور کعبہ شریف کا خیال کر کے ٹیڑھی اور اگر مسجد کے رخ پر سیدھی جماعت کی جائے تو کاغذ ہوگی یا نہیں؟

الجواب

آپ تو مثلث قائم الزاویہ ہے ب مصلیٰ قیام مصلیٰ سمت نقطہ مغرب کہ سمت قطب شمالی ہے نقطہ ب سے مسجد کی دیوار قبلہ ۱۶ پر عمود ب ح قائم کیا تو مثلث اب ۲ کا شاہد ہوا اُس کا زاویہ ب اُس کے زاویہ (کے مساوی ہے کہ ہر ایک زاویہ ۶ سے مل کر ا قاعدہ کے برابر ہے تو زاویہ ا زاویہ انحراف یعنی اُس کے مساوی ہوا، یہ وہ مقدار ہے کہ مسجد نقطہ مغرب سے جس قدر شمال کو جھکی ہوئی ہے یہ زاویہ پائش میں ۸ درجہ ہے۔ اب یہ معلوم کرنا ہے کہ حیات پور میں قبلہ نقطہ مغرب سے کتنا جہل ہے اس کے لئے صرف عرض بلد کافی نہیں ہوتا طول بھی درکار ہے۔ وہ سوال میں نہ لکھا نہ یہاں اطالس میں حیات پور کا نام نکلا مگر ضلع مرد آباد کو نام آبادیاں ۸۹، ۹۰، ۹۱ درجہ کے اندر ہیں ۸۰ درجہ عرض پر اگر طول ۸۰ درجہ ہو تو عمود قبلہ سمت الارض سے جنوب کو تین درجہ بچھے گا، دوسری میں ۷۰ درجہ ہستائیں ۸ درجہ، بہر حال حیات پور میں قبلہ جنوب کو تقریباً ۲ درجہ مائل ہے اور مسجد ۸ درجہ شمال کو ہے تو مسجد قبلہ واقعہ حیات پور سے اکیس درجہ کم شمال کو جھکی ہوئی ہے اور ہم نے اپنے رسالہ ہدایۃ الصالح فی الحد الاستقبال میں ثابت کیا ہے کہ جب تک کہ پینتالیس درجہ انحراف نہ ہو سمت قبلہ باقی رہتی ہے۔ جہارت رد المحتار وغیرہ عبارات کثیرہ مختلفہ اسی طرف رائج ہیں نہ وہ اطلاقی کہ سوال میں کسی سے حکایت کیا تو یہ مسجد ضرور قبلہ کے اندر ہے بلکہ اس سے دو چند بھکی ہوئی تب بھی حد

نہ نکلتی، تو اگر مسجد ہی کے رخ پر نماز پڑھی جائے ضرور صبح ہو جائے گی مگر بعد اطلاع قبلہ سے اتنا انحراف مکر وہ خلاف سنت ہے، لہذا سمت مسجد کا خیال نہ کریں بلکہ سمت قبلہ کا یعنی خط ب ۶ کی سیدہ سے بھی پونے تین درج جنوب کی جانب اور بجلیں لیکن یہ انحراف ضعیف ہو گا اگر خط ب ۶ ہی کی سیدہ پر پڑھیں حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

هَدَايَةُ الْمُتَعَالِ فِي حَدِّ الِاسْتِقْبَالِ^{۱۳}

«استقبال قبلہ کی تعیین میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی رہنمائی»

مسئلہ از علی گڑھ معرفت مولوی بشیر احمد صاحب مدرس اول مدرسہ اہلسنت ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ

شہر علی گڑھ کی جید گاہ کہ صدر اسل سے بنی ہوئی ہے اور حضرات علماء متقدمین جاکر اہست اس میں عیدین کی غازیں پڑھتے پڑھاتے رہے، آج کل کی نئی روشنی والوں نے اپنے قیاسات اور نیز آلات انگریز سے یہ تحقیق کیا ہے کہ سمت قبلہ سے مغرب ہے اور قطب شمالی دہانے کو نئے کی پشت پر واقع ہے کہ جس سے نوے فٹ کے قریب مغرب سے پھری ہوئی ہے لہذا اس کو توڑ کر سمت ٹھیک کرنا مسلمانان شہر پر بر تقدیر استطاعت کے لازم اور فرض ہے ورنہ نماز اس میں مکروہ قوی ہے اور ۱۰ دسمبر ۱۹۰۶ء کو اس میں ایک قوی چھاپا جس کی جہات جواب یہ ہے، اگر وہاں کے مسلمانوں میں اس قدر مانی طاقت ہے کہ اس کو شیبہ کر کے ٹھیک سمت قبلہ پر بنا سکتے ہیں تو ان کے ذمے فرض ہے کہ وہ ایسا ہی کریں اور اگر ان میں سے ٹھیک سمت قبلہ کی طرف بنانے کی طاقت نہیں تو ان کے ذمہ فرض ہے کہ وہ اس مسجد یا عید گاہ میں ٹھیک سمت قبلہ کی طرف خطوط کھینچ لیں اور ان خطوط پر کھڑے ہو کر نماز پڑھا کریں، چنانچہ ہدایہ میں مذکور ہے :

ومن كان غائباً ففرضه اصابته جهتها
هو ان يصح لاني التكليف بحسب الوضوء انتهى

جو شخص کعبہ سے دور ہو اس پر نماز کے دوران سمت کعبہ کی طرف رخ کرنا فرض ہے یہی صحیح ہے کیونکہ تکلیف حسب طاقت ہوتی ہے انتہی (ت)

کتب مقبرہ سے یہ ارشاد ہو کہ اب ہندوستان کا قبلہ امین الغزین ہونا چاہئے یا کیا ؟ اور اس کا سمت قبلہ درست کرنا ضروری ہے یا کیا ؟ مینوا تو جوڑا

الجواب

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي جعل لنا الكعبة قبلة واماماً
وصلوة والسلام على من افاض قبلة
وقبلاً، وسوى الشقلين وامام القبلتين جعل
الله تعالى باب الكعبة في الدارين قبلة امنا
وكعبة منانا وعلى الله وصحابته وسانواهدل
قبلته الذين ولوا ابيه وجوههم تصديقاً و
يماناً امين اللهم هداية لحق والصواب -

تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے کعبہ کو ہمارا قبلہ
اور پناہ گاہ بنایا اور صلوة سلام ان پر کہ جس نے ہمیں اپنے
قبلہ کی طرف پھیرا جن وانس کے رسول اور دونوں
قبلوں کے امام جن کے باعزت دروازے کو اللہ
تعالیٰ نے جنہیں دنیا و آخرت میں ہماری تمام امیدیں
کا قبلہ اور آرزوؤں کا کعبہ بنایا، آپ کل آل اصحاب
اور ان اہل قبلہ پر جنہوں نے حالت ایمان تصدیق

میں اس کعبہ کی طرف رخ کیا ہے ۱۰ سے ۱۱ حق و صواب کی ہدایت فرماتا ہے
فرماتے ہو کہ بعض باطل اور بلیہ صلف و صحت سے باطل اور صواب بنا پر نرا اجتہاد شرعیہ مطلوب ہے
مکمل اقرار ہے۔

اولاً اگر بغرض باطل یہ عید گاہ جنت قبلہ سے باطل خارج ہوتی بلکہ مشرق و مغرب ہل گئے ہوتے جب
بھی یہ جبروتی حکم کہ بجا لیتا استطاعت اسے توڑ کر ٹھیک صحت قبلہ پر بنانا فرض ہے اول سے نئی شریعت ایجاد
کرنا تھا، اس حالت پر غایت یہ کہ اگر یہ اندام کوئی چارہ کار ممکن نہ تھا منہدم کرنا مطلوب ہوتا ٹھیک صحت پر بنانا
کس نے فرض مانا، عید گاہ میں کوئی عمارت ہونا ہی سہی سے خدا اور رسول علیہ السلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
فرض کیا نہ واجب نہ سنت، زمانہ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مصلائے عید کعبہ دست میدان تھا جس میں
اصلاً کسی عمارت کا نام نہ تھا، جب حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز عید کو تشریف لے جاتے عواہر اقدس
میں سترہ کے لئے ایک نیرہ نصب کر دیا جاتا، زمانہ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین میں بھی یوں تھا رہا۔ عمر
بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کے سبب مواضع میں تبرک
کے لئے مسجدیں بنا کیں یا ہر انھیں کے وقت میں مصلائے عید میں بھی عمارت بنی کما استظہرہ السید نوم الدین
السیہودی قدس سرہ فی تاسیخ المدینۃ الکریمة (جیسا کہ سید نور الدین سیہودی قدس سرہ نے اپنی کتاب
تاسیخ المدینۃ النورہ میں اس بات کی تصریح کی ہے۔ مت) صحیح بخاری شریف میں عید اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

خاصاً علمائے کرام کا حکم قرین ہے کہ جہت سے بالکل خروج ہو تو نماز فاسد اور حد و جہت میں بدل کر اہستہ جائز کہ اتفاقی کا قبلہ ہی جہت ہے نہ کہ اصابت عین۔ بدائع امام طب العلماء ابو بکر نسو کا کشانی پھر علیہ امام ابن امیر الحاج حلبی میں ہے ۱

قبلتہ حالة البعد جهة الكعبة وحل المحارب کعبہ سے دوری کی صورت میں جہت کعبہ ہی قبلہ ہے اور لا عین الکعبۃ ۲

جامع الرموز میں امام زندوی سے ہے، الوجهۃ قد کالعیث جہت کعبہ عین قبلہ کی طرح ہے۔ ت۔ بان حتی الوسع اصابت عین سے قرب مستحب۔ اس بارے میں مطلقہ علیہ وغیرہ کے لغوی معنی بعونہ تعالیٰ آگے آتے ہیں۔ اور غیر عین فرمایا، ہذا افضل بلا مریب ولا ملین الجایز غیر کسی شک و شبہ کے افضل ہے۔ ت۔ دور و غور و ردالمحتار میں ہے ۱

لو انحراف عن العین انحرافاً لا نزول منه المقبول اگر عین کعبہ سے بالکل انحراف نہ ہو د یعنی معمول انحراف بالکل جواز و مؤید ما قال فی الظہیریۃ اذا تیان وتیان سرتجوز ۲

اور ترک مستحب مستلزم کراہت تنزیہ بھی نہیں کراہت تحریم تو بڑی چیز، بخلاف باب العیدین میں ہے ۱ لا یلزم من ترک المستحب ثبوت الکراہۃ ترک مستحب سے کراہت لازم نہیں آتی کیونکہ اس کے ثبوت کے لئے مستقل دلیل کا ہونا ضروری ہے (ت) تو اس میں ہمارے محرم تحریمی ٹھہرائی روشنی کی محض غلطی سائنٹ ہے۔

سادہ عبارت ہدیہ کہ فتویٰ مذکور نے نقل کی، اُس کے مدعا سے اصل اس نہیں کہتی بلکہ حقیقت وہ اس کا رد ہے، عبارت کا مطلب یہ ہے کہ غیر مکی کو ہرگز ضرور نہیں کہ اس کی توجہ عین کعبہ معتکہ کی طرف ہو مگر اس جہت کی طرف

سے ہٹے اصناف فصل فی شرائط الارکان مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۹/۱

موٹ ۱ بدائع میں یہ عبارت، منہ مذکور ہے الفاظ عینہ موجود نہیں۔ تفسیر احمد سعیدی

مکے جامع الرموز فصل شروط الصلوۃ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ گنبد قافوس ایران ۱۳۰/۱

مکے فتاویٰ حیرۃ کتاب الصلوۃ مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت ۹/۱

مکے رد المحتار باب شروط الصلوۃ مطبوعہ مصطفیٰ الباب فی مصر ۳۵/۱

مکے انحراف الزانی باب العیدین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۶۳/۲

منہ ہونا پس ہے جس میں کعبہ واقع ہے کہ تکلیف بقدر وسعت اور طاعت بحسب طاقت ہے اس سے خود ثابت ہو کہ غیر مکہ مکرمہ میں تنازعہ انحراف کہ جہت سے خارج نہ کرے مضر نہیں اور اس کی تصریح نہ صرف بذریعہ عامہ کتب مذہب میں ہے پھر مسافت بعیدہ میں ایک حد تک کثیر انحراف بھی جہت سے باہر نہ کرے گا اور دینی غار قلیل ہی کھلائے گا اور جتنا بُعد بڑھا جائے گا انحراف زیادہ گنجائش پاسے گا۔ بحر الرائق و لطائف علی البدو غیر جمالی ہے :

المساومة تقریبیۃ ہوان یکون منحرفا
عن القبلة انحرافا لا تزول به المقابلة
بالکلیۃ ، والمقابلة اذا وقعت فی مسافة
بعیدۃ لا تزول بما تزول به من الانحراف
لو كانت فی مسافة قریبۃ۔

مسافت تقریبی یہ ہے کہ انحراف عن القبلا اس طرح ہو کہ
جہت کعبہ سے مقابلہ یا نیکیہ ختم نہ ہو اور مقابلہ حسب
مسافت بعیدہ کی صورت میں ہو تو وہ اسنے انحراف سے
ختم نہیں ہوتا جتنے سے مسافت قریبہ میں مقابلہ ہو تو
ختم ہو جاتا ہے۔ (ت)

معراج الدرایہ و فتح القدر و علیہ شرح غیر و بحر شرح کنز و فتاویٰ غیرہ وغیرہ میں ہے :

وینتفاوت ذلک بحسب تفاوت البعد و تبقی
المساومة مع تنقل مناسب لذلك البعد۔

انحراف جہت کے اعتبار سے متفاوت ہوتا
ہے اور اس حد کے مناسب انتقال کے ساتھ
مسافت (سمت) باقی رہتی ہے۔ (ت)

فتویٰ میں جہارت جاریہ سے استناد کے لئے یہ ثبوت دینا کہ جو معطر سے علی گڑھ کو یہ ہزاروں میل کا بعد نقطہ مغرب سے تیس گز انحراف کی گنجائش نہیں رکھتا تا تفاوت جہت سے باہر لے جائے گا ہے اس ثبوت کے ذکر جہارت بعض تغلیط حواس ہے اور حقیقت امر دیکھئے تو جہارت مستدل کے لئے صرف نامفید ہی نہیں بلکہ صاف مضر ہے، ہم عنقریب بمرتبہ تعالیٰ ثابت کریں گے کہ حیدر گاہ مذکور ضرور حدود جہت کے اندر ہے۔

سابعاً ہمارے بعض علماء تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ اس باب میں ہیأت قیاسات و آلات کا اعتبار ہی نہیں، جامع الرموز نے اسی بحث قبلہ میں لکھا،

منہم من بنیٰ علی بعض العلوم
الحکمیۃ الا ان العلامة البخاری قال فی
بحث القیاس من الکشف ان اصحابنا

فقہاء میں سے بعض نے اس مسئلہ کی بنیاد بعض علوم
مکبرہ پر رکھی ہے مگر علامہ بخاری نے کشف الاسرار میں
قیاس کی بحث کے تحت لکھا ہے کہ ہمارے علمائے

لم يعتبروه وبه يشعر كلام قاضي خان رحمہ اللہ
 وایده فی التمسک بان علیہ اطلاق المتون
 اور وسدہ فی رد المحتار قائلہ اور فی المتون
 ما یدل علی عدم اعتبار ہا ولنا تعلم
 ما یتبدی بہ علی القبلۃ من النجوم وقل
 تعالیٰ والنجوم لتتبدوا جہا لا واستظهر
 انہ الخلاف فی عدم اعتبار ہا انما ہو عند
 وجہ المعارب القدیمۃ اذ لا یجوز التحری
 معہا کما قد منالہ لتلا یلزم تخطئة السلف
 النہالہ وجہا ہیر الصلین بخلاف ما اذا
 کان فی المفاہرۃ فیستغنی وجوب اعتبار النجوم
 ونحوہا فی المفاہرۃ لتجریح عیاشا وغیرہم
 بکونہ علامۃ معتبرۃ فیستغنی ما عندہم
 اوقات المہلکہ فی القبلۃ علی ما ذکر العلماء
 لثقات فی کتب المواقیت وعلی ما وضعوا لہا
 من الالات کالمربع و، لا یحضر لای فانہا ان لم
 تغد البقیین تغید غلبۃ الظن للعالم بہا،
 وغلبۃ ظن کافیۃ فی ذلک الخ.

اس کا اعتبار نہیں کیا، قاضی خان کی گفتگو بھی اسی طرف
 رہنمائی کرتی ہے اور ہمیں اس کی تائیدوں کی ہے کہ کسی
 پرستون کا اطلاق ہے اور روا کرتا میں یہ کہتے ہوئے
 اس کا نہ کیا کریں نے مترن میں ایسی کوئی دلیل نہیں دیکھی
 جو ان کے عدم اعتبار پر دال ہو حالانکہ ہم پر اس چیز کا
 تعلم ہے جس کے ساتھ ساتھ کے ذریعے ہم قبلہ پر رہنمائی حاصل
 کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی دلیل ہے والہم
 لتتبدوا جہا لا (اس نے اشارے اس لئے بنئے
 تاکہ تم ان سے رہنمائی حاصل کرو) اس سے ظاہر کیا
 کہ ان کے عدم اعتبار میں اختلاف اس صورت میں ہے
 جب وہاں قدیم محراب موجود ہوں کیونکہ ان کے ہوتے
 ہوتے کوئی جائز نہیں جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر آئے تاکہ
 سب سائیں اور تہذیب و سلاطین کو حفظ ثابت قرار دینا
 لازم نہ آئے بخلاف اس صورت کے جب محل جنگل اور
 ویران جگہ میں ہو تو وہاں ستاروں وغیرہ کا اعتبار
 ضروری ہے کیونکہ ہمارے علماء غیر ہم نے ان چیزوں کے
 علامت معتبرہ ہونے پر تصریح کی ہے لہذا اوقات غار
 اور قیین قبلہ کے متعلق لفظ علامہ کے کتب مواقیت میں
 بیان کر دیا اور مضابط پر اعتماد کرنا مناسب ہے اور وہ آلات مثلاً ربع، اصطراب وغیرہ جو اوقات کی پہچان کے لئے
 انہوں نے بنائے ہیں ان پر بھی اعتماد کیا جائے۔ کیونکہ اگر ان آلات سے یقین کا درجہ حاصل نہ ہو تو کم از کم غلبہ ظنی تو اس شخص کو
 جو ان آلات سے متعلق معلومات رکھتا ہو حاصل ہو جائے گا۔ اور اس مسئلہ میں ظن غالب ہی کافی ہے الخ (ت)

۱۳۰/۱

مطبوعہ مکتبہ قاسموس ایران

فصل شروط المہلکہ

سہ جامع امروز

۳۱۵/۱

مصحف الباب فی مصر

مکتبہ دارالکتب والنشر مبحث فی استقبال القبلۃ

"

"

"

مکتبہ

اقول وہو كلام نفيس وابن تحری

جزاف لا یکادیر جم الی اشارۃ علم من الظن
 الغالب المحاصل بتلك القواعد ولو لا مکان
 اطوال البلاد وعمر وضها فی امر تعیین القبلة
 ومجل الظنون فی اکثرها لکان ما یحصل
 بہ قطعی لا صاع لریبۃ فیہ بل لو حقت
 لا نفیت جل المحاریب المصوبۃ بعد الصیبة
 والتابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم انما یثبت بناء
 علی تلك القواعد وعلیہا استستلہا القواعد
 فکیف یحل اعتقاد تلك المحاریب دون
 الذی بنیت علیہ نعم عند التعارض تزجر
 النقد یرحلا فالش فعیۃ لئلا یلزم تحطۃ
 السلف لہما لہ وجما ہیر السیاسۃ کما
 ذکر الشافعی وخیر ولا ینعلم الجیم اقوی
 من علم الاحاد واللسان مزینۃ جلیۃ علی
 الخلف لریب ینظیر النظر فی استقوال القواعد
 والالات کما ہو مرفق مشاہد فہو اولیٰ بالخطا
 منہم ولذا قال فی الفتاوی الخیریۃ واما
 الاجتہاد فیہا ای فی محاریب المسلمین بالنسبۃ
 الی الجہۃ فلا یجوز حیث سلمت من الظن
 لانہ لم تنصب الا بخصیۃ جمہ من المسلمین
 اہل معرفۃ بسمت الکواکب والادلة الجیری
 ذلک ما جرم الخیر فتقد

اقول (میں کہتا ہوں) یہ نفیس گفتار ہے

علم کے کسی پہلو کو نہ چھوئے واسے ہے اصل اندازے کران
 آلات سے حاصل شدہ ظن غالب سے کیا قطع اگر تعیین
 قبلہ کے معاملہ میں طول البلد اور عرض البلد اور ان کے
 اکثر معاملات میں ظن کا دخل نہ ہوتا تو ان آلات سے
 حاصل شدہ علم قطعی ہوتا جس میں شک کی گنجائش نہ
 ہوتی۔ بلکہ اگر تو تحقیق کرے تو تجھے معلوم ہوگا کہ وہ بڑے
 بڑے محراب جو صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے
 بعد بنائے گئے وہ انہی قواعد کی بنا پر بنائے گئے ہیں
 اور انہی قواعد پر ان مساجد کے ستون بنائے گئے ،
 تو یہ کیسے درست ہوگا کہ ان محرابوں پر تو اعتماد کیا جائے
 مگر ان قواعد پر نہ کیا جائے جن کی بنا پر وہ محراب
 مغرب و بتو دیں آئے ہیں۔ ہاں یہ درست ہے کہ
 ہمارے قواعد و محراب قدیم میں قمارض ہوگا و ہاں محراب
 قدیم کو ترجیح ہوگی بخلاف شوافع کے تاکہ سلف صالحین اور
 جمہور مسلمانوں کو غلط ثابت قرار دینا لازم نہ آئے جیسا کہ
 امام شافعی وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ اور یہ بات بھی ہے
 کہ جماعت کا علم احاد کے علم سے زیادہ قوی ہوتا ہے
 اور سلف کو خلف پرہ امتحان قضیت حاصل ہے نیز بعض امور
 استعمال قواعد و آلات میں نظر سے خطا بھی ہو جاتی
 ہے جیسا کہ مشاہدہ خطا خطا میں آیا ہے ہذا اعدا کا
 خاظمی ہونا جماعت کے خاظمی ہونے سے زیادہ قریب
 ہے اسی لئے فتاویٰ خیرہ میں کہا کہ جست قبلہ کی تعیین

قلت المحاسن یہ اھ۔
 کے معاملہ میں مسلمانوں کے قدیم محرابوں میں اجتہاد اور
 غور و فکر اس لئے جائز نہیں تاکہ طعن سے محفوظ رہا جائے کیونکہ یہ محراب مسلمانوں کی ان جماعتوں نے قائم کئے ہیں
 جو کواکب کی سمت اور دلائل کی معرفت رکھتی تھیں، تو چونکہ غیر و بھلائی اسی میں ہے لہذا ان محرابوں کی تعسلید
 کی جائے اھ (ت)

اقول وہ ظہرات الحکمہ لا یختص
 بالاعادۃ فانہم انما صبو فی الامم من بنا لا علم
 تلك لادلة لا جرم ان قال العلامة ابو حندی
 فی شرح النقایۃ ان امرا القبلۃ انما یتحقق بتواعد
 الهندسة والحساب بان یعرف بعد مکة سمت
 خط الاستواء وعن طرف المغرب ثم بعد البعد
 المفروض كذلك ثم یقاس بکلك القول بعد
 لتحقق سمت القبلة ونحو قد حققنا
 بتلك القواعد سمت قبلۃ ہرارة الی احرامیاتی
 ونقله الفضل فی حاشیۃ حقر اعلیہ۔
 سمت یونہی ثابت کر چکے ہیں آخر تک جس کا بیان آیا گیا
 نقل کیا ہے۔ (ت)

اور تناظر اکابر نے بھی فرمایا کہ جو مسجد ہر توں سے بنی ہو اور اہل علم و عامۃ مسلمین اس میں بلا تفریق نمازیں پڑھتے رہے
 ہوں جیسا کہ حیدر گاہ مذکور کی نسبت سوال میں مسطور ہے اگر کوئی فلسفی اپنے آلات و قیاسات کی رو سے اس میں شک
 ڈال پاسچاس کی طرف التفات نہ کیا جائے گا کہ صد ہا سال سے علماء و سائر مسلمین کو غلطی پر مان لینا نہایت سخت
 بات ہے، بلکہ تصریح فرماتے ہیں کہ ایسی قدیم محرابیں خود ہی دلیل قبلہ ہیں جن کے بعد تخری کرنے اور اپنا قیاس لگانے کی
 شرعاً اجازت نہیں، ایسی تشکیک بعض مدعیان ہیئت سے بعض محرابات نصب کردہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں
 بھی پیش کی حالانکہ بالیقین صحابہ کرام کا علم زائد تھا اس کے بعد فلسفی ادعا کا سننا بھی حلال نہیں، ہاں تحقیق معلوم ہو

کہ فلاں محراب کسی جاہل ناواقف نے یونہی جزا قائم کر دی ہے تو البتہ اس پر اعتقاد نہ ہوگا۔ علامہ غیر الدین رملی استاد صاحب در مختار رحمہ اللہ تعالیٰ فتاویٰ خیر میں فرماتے ہیں :

نحن على علم بان الصحابة رضي الله تعالى عنهم اعلّم من غيرهم فاذا اعلنا انهم وضعوا محرابا لاياس صومهم من هودونهم واذ اعلنا ان محرابا وضع من غيرهم بغير علم ولا اعتماد ، واذ اعلنا شيئا وعلنا كثرة السامعين و توالب المصلين على صرور السنين حملنا بانظاهرو وهو الصيحة

ہمیں یقین ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم دیگر تمام افراد امت سے زیادہ علم رکھتے تھے۔ بسبب میں یہ معلوم ہوا کہ یہ محراب صحابہ نے قائم کئے ہیں تو ان کے مقابل کسی دوسرے کی بات کو تسلیم نہیں کیا جاسکتا (لہذا اس محراب پر اعتقاد کیا جائے گا) اور جب ہمیں معلوم ہو جائے کہ صحابہ کے علاوہ کسی جاہل ناواقف نے یہ محراب بنائی ہے تو اس پر ہم اعتقاد نہیں کریں گے، اور اگر کسی محراب کے بارے میں میں کچھ معلومات نہ ہوں صرف اتنا جانتے ہوں کہ یہاں کئی سالوں سے کثیر راہ گیر اور نمازی مسلسل نماز پڑھ رہے ہیں تو ہم اسی ظاہر صورت پر عمل کریں گے اور یہی درست ہے (ت)

اسی میں ہے :

مدھب الحنفیة یسئل بالحائض المذکورة ولا یلتفت للطعن المذکور۔

احناف کا مسلک یہی ہے کہ ان حائضہ مذکورہ پر عمل پیرا ہوں اور مخالفت کے طعن و اعتراض مذکور کی طرف توجہ نہ کی جائے۔ (ت)

اسی میں ہے :

نہایة الفتنی المذکور ان یطعن بالانحراف الیسیر الذی لا یجاوز الحد المذکور وهو علی تقدیر صدقہ لا یمنع الجواز ولمذا قال الشارح

قول فلی (ماہر فلیکیاست) مذکور کی نہایت یہ ہے کہ وہ اس قصود سے انحراف کے ساتھ جو حد مذکور سے تجاوز نہ کرتا ہو طعن (اعتراض) کر سکا حالانکہ اگر اس کا یہ قول سچا بھی ہوتا ہم جواز نماز کے متافی نہیں اس لئے شایع

الزبانی لا يجوز التحري مع المحاسن

امام زبانی نے فرمایا محاسن کے جوہر سے اجتہاد اور غور و فکر کی ضرورت نہیں۔ (ت)

اُسی میں ہے :

الكلام في تحقيق ذلك يعني الانحراف الكثير
ولا يقدر على وجه اليقين مع البعد يا خبصار
الميثاق حكمه لا يحسن عند الفقهاء

خلیہ میں ہے :

لنحراب في حق المصطفى قد صارت كعينة
الكعبة ولهذا لا يجوز للشخص ان يجتهد
في المحاسن قائل ان تنظر الى ما يقال
ان قبلة اموي دمشق واكثر ما جدها
المبينة على سمت قبلة فيها بعض الانحراف
اذ لا شك ان قبلة الاموي من حيث مقام
المصحابة رضي الله تعالى عنهم ومن مصلى
مهم اليها وكذا من بعد هم اهلهم و
لوثق من فلكي لا يدرى هل اصحاب امر
اخطأ بل ذلك يرجح خطأ دكل غير من
اتباع من سلف

لیکن کلام انحراف کی تحقیق کے بارے میں ہے اور یہ بات بعد کی صورت میں باہر فلکیات کی رائے سے یقینی طور پر حاصل نہیں ہو سکتی جیسا کہ فقہار پر تحقیق نہیں (ت)

نمازی کے لئے غراب میں کعبہ کی طرح ہے اسی لئے کسی شخص کو وہ انہیں کہوہ محاسن میں اجتہاد یا طور و فکر کرے اس بات سے تو دور (جو کہ جاتا ہے) کہ با مع اموی دمشق اور اسکی اکثر دیگر مساجد اسکی سمت پر بنائی گئی ہیں ان کی سمت قبلہ کچھ غرت ہے کیونکہ با مع اموی کے قبلہ کا سن اس وقت سے جو اسے جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس علاقہ کو فتح کیا تھا صحابہ کرام خود بھی اسی رخ نماز ادا کرتے رہے اور ان سے بعد کے لوگ بھی اور وہ حضرات اس فکری سے زیادہ عالم اور ثقہ تھے اس فکری کے بارے میں ہمیں کیا معلوم کہ اس کی رائے درست ہے یا غلط بلکہ اس کا حامل ہونا ہی رائج ہے اور تمام غیر اسلاف کی اتباع میں ہے۔ (ت)

پھر علماء کے یہ ارشادات اس کے بارے میں تھے جو فحی بیات کا ماہر کمال عام فی فضل ثقتہ عادل ہو یہ نماز رشتی والے نہ فقہ سے مس نہ ہیأت سے خبر اور دین و دیانت کا حال رہ کشتن ترانہ کی بات کیا قابل انتقادات،

۷/۱

مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت

کتاب الصلوۃ

سہ فاذی خیرۃ

۹/۱

• • •

•

• • •

سہ طبعہ المحلی شرح نیتہ المصلی

ای کی حیات دانی اسس اقراض ہی سے پیدا ہے کہ قطب شمال شاہ راست سے جانب پشت نکل جانے کو دلیل
الخلافہ بتایا اور دیوار توڑ کر ٹھیک محاذاتہ قطب میں بنانا چاہتے ہیں، علم حیات میں اور اک سمت قبلہ کے لئے دو طریقے
ہیں ایک تقریبی کو عامۃ کتب متداولہ میں مذکور، دوسرا تحقیقی کو زیجات میں مسطور۔ یہاں سے واضح کہ یہ حضرات ان
دونوں سے بھر، اُن کے طریقہ تقریبی جانتے اُن پر معترض نہ ہوتے کہ اس کی رو سے سمت قبلہ علی گھونکالیں تو ضرور
قطب شمال شاہ راست سے جانب پشت ہی پھر اسے گا کہ اس طریقہ پر نکل گزرا کا خط قبلہ نقطہ مغرب سے ساڑھے دس
دوہے جانب جنوب بھکا ہوا ہے۔ ظاہر ہے کہ نقطہ مغرب کی طرف مڑ کر تے تو قطب محاذاتہ شانہ پر رہتا ہے کہ مغرب سے
دس دوہے جنوب کو پھر سے قطب منور جانب پشت میں نہ کر دے گا، اور اگر طریقہ تحقیقی سے آگاہ ہوتے ہرگز دیوار
جدید محاذی قطب بنانی نہ چاہتے کہ طریق تحقیقی میں بھی خط قبلہ علی گھونکالیں نقطہ مغرب سے جنوب ہی کو نکلے گا کہ نہ اُتتا
کہ طریق تقریب میں تمام دونوں طریق تقریب و تحقیق ای شاہ راستہ آخر کلام میں ذکر کریں گے۔

شاہنا محاذاتہ قطب چاہنا بھی ان صاحبوں کے خیال میں ملائے اسوہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا صدقہ ہے
جو کاغذ اُتران کے خیال میں جو تہجد کا دھانا فرض نہ کرتے، ہذا اقدس صحابہ کرام بلکہ حضور پر نور سید الانام علیہ وسلم
الصلوٰۃ والسلام سے غیر ملکی کیلئے جنت کعبہ قبلہ قرار پائی ہے اصابت عین کی ہرگز تکلیف نہیں و لہذا اصحاب و تابعین
رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بلا متعذر عدلک سے ایک ہی مقدار و یک وقت کے واسطے باتباع، ارشاد
وصل اللہ علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ذیاب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ نے میں الشرق و المغرب قبلہ مقرر فرمایا
اگر کرام نے بنجار، تہرقند، نصف، تہند، ایما، تہرو، شرق و غیرہ کا قبلہ مستطیل اسس العقرب بنایا بیت المقدس، قطب،
دشوق، رند، ناقس و غیرہ تمام ملک شام کا قبلہ ستارہ قطب کو پس پشت لینا ٹھہرایا۔ کوفہ، بغداد، ہمدان، قزوین،
طبرستان، جرجان و غیرہ میں نہر شائش ملک قطب کو دہنے کا لے کے چھ ملک عراق میں سیدھے (دائیں، شائش،
ملک مصر میں بائیں کندھے، ملک یمن میں منہ کے سامنے بائیں کو بٹا ہوا فرمایا۔ امام فقیر ابو جعفر ہندو دانی نے بغداد
مقدس و بنجارا شریعت کا قبلہ ایک بتایا۔ ملائے قرآسان و تہرقند و غیرہ بلا و شرقیہ کے لئے جن میں ہندوستان بھی
داخل ہیں المغربین قبلہ ٹھہرایا۔ امام اعلیٰ فقیر النفس قاسمی خان رحمہ اللہ تعالیٰ نے مشائخ کرام رحمہ اللہ تعالیٰ سے
دربانہ قبلہ چر قول نقل فرمایا، بنات الشمس صغریٰ کو جس کی فرش کا سب سے روشن ستارہ قطب ہے دہنے کا لے
پر لے کر قدرے بائیں کو پھر تہ ستارہ قطب کو سیدھے (دائیں، کان کے نیچے لیندہ مستطیل اسس العقرب کی طرف منہ
کرنا، آفتاب جب بڑا ہو جائے ہو آخر وقت گھر میں اُس کی سمت دیکھ کر طواریکنا مستطیل و سر طائرہ واقع کے درمیان
بین المغربین کے فاصلے سے دو ٹکٹ دہنے ایک بائیں کر رکھنا۔ اور فرمایا کہ یہ سب اقوال باہم قریب ہیں، ان تمام احکام
کا مبنی وہی ہے کہ اعتبار جنت میں بڑی وسعت سے فلسفی بیجا آلات کا پٹارا خیالات کا پشتار اکھول کر بیٹھے تو ہرگز

نہ ان شہروں کا قبلہ ایک پاسکتا ہے نہ مکہ بھر کی ایک سمت نظر اسکتا ہے مگر وہ نہیں جانتا کہ یہ دین تدقیق اوقات پر مبنی نہیں یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دین صحیح ہے واللہ اعلم بالصواب الغائبین قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اِنَّا اُمَّةٌ اَوْفِیَّتْهُ لَا نَکْتِبُ وَلَا نَحْشِبُ (تمام نویسی اللہ کے لئے جو تمام جہانوں کا پاسنے والا ہے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہم اتنی اُمت ہیں نہ لکھتے ہیں نہ حساب رکھتے ہیں۔ ت) فتاویٰ خانیہ میں ہے،

جہۃ الکعبۃ تعرف بالدلیل والدلیل فی الامصار والقری الحاریب الق تصبیہا العربیۃ والتابعون رضی اللہ تعالیٰ عنہم فحین فتحوا العراق جعلوا قبلۃ اہلہا بیت المشرق والمغرب لذلك قال ابو حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کانت بالعراق جعل المغرب عن یمینہ والمشرق عن یسارہ وھکذا قال محمد رحمہ اللہ تعالیٰ واما قال ذلک لقول حمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذ جعلت المغرب عن یمینک و المشرق عن یسارک فما بینہما قبلۃ لاهل العراق وھین فتح حراسان جعلوا قبلۃ اہلہما عابین مغرب المصیف ومغرب الشتاء فعیبنا اتبہم وقت الب یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ انہ قال قبل قبلۃ اھل السری اجعل الحُدَّی علی منکبک عہ بضم الجیم وفتح الد لہ وتشدید الیاء ای جُدَّی العرق د اسم النہم لثاقب السابم فی آخر النعش الصغری ۱۲ الخلاصۃ حامد خیر رحمۃ اللہ تعالیٰ

جست کعبہ دلیل کے ذریعہ پہچانی جاسکتی ہے اور دلیل شہروں اور دیہاتوں میں وہ محراب ہیں جو صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم انجمن نے قائم کئے، صحابہ نے جب عراق کا علاقہ فتح کیا تو انہوں نے وہاں کے لوگوں کو مکہ مشرق و مغرب کے درمیان جست کعبہ مقرر کی اس لئے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا عراقی مغرب کو اپنی دائیں طرف اور مشرق کو اپنی بائیں طرف کر لے۔ اسی طرح امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول کی اتباع میں کہا ہے جس میں ہے کہ جب تم مغرب کو اپنی دائیں اور مشرق کو اپنی بائیں طرف کر لے تو ان کے درمیان اہل عراق کا قبلہ ہے۔ اور جب صحابہ نے خراسان فتح کیا تو وہاں کے مانعوں کے لئے قبلہ موسم گرما کے مغرب اور موسم سرما کے مغرب کے درمیان قرار دیا۔ پس ہم پر ان کی اتباع لازم ہے۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مروی ہے کہ انہوں نے اول ربیعہ کے لئے قبلہ کا تعین کرتے ہوئے جیم پر بیٹھا دال پر بز یا ر مشدد کے ساتھ یعنی چھری فقرہ یہ اس ساتویں ثاقب سابع کا نام ہے جو نعش صغریٰ کے آخر میں ہے ۱۳ علامہ حامد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ (ت)

الایمن وأحکمت الشائخ رحمهم الله تعالى فيما سوى ذلك من الامصار، قال بعضهم اذا جعلت بناات فحش الصغرى عن اذنك اليسرى يمينك وانحرقت قليلا الى شمالك فذلك القبلة، وقال بعضهم اذا جعلت الجندى خلف اذنك اليمينى فذلك القبلة وعن عبد الله المبارك والى مطيع والى معاذ وسدير بن سالم ومعلى بن ابراهيم يوسف رحمهم الله تعافى انهم قالوا قبلت اعقرب وعن بعضهم اذا كانت الشمس في برج الجوزاء ففى آخر وقت الظهر اذا استقبلت الشمس بوجهك فذلك القبلة وعن بعضه الى جعفر رحمه الله تعالى انه قال اذا اقامت مستقبل المعاصى فالنسر الواقع بسقوطه يكون بهذا منكبت الایمن والنسرا واطا وسقوطه فى وجهك بهذا يمينك اليسرى فالقبلة ما بينهما، قال قبله بحدرا على قبلت، وعن القاضى الامام صدر الاسلام قال القبلة ما بين النسرین، وعن الشيخ الامام ابى منصور الهاتريدى رحمه الله تعالى انظر الى عقرب الشمس فى اطلال ايام السنة ثم فى اقصا ايام السنة دج الشك من يمينك والشك من يسارك فالقبلة عند ذلك وتحدد الاقارب لبعضها قريب من بعض اه مختصرا -

فرمایا، جدی (ستاره) کو اپنے بائیں کانہ سے پر کرو۔ ان کے علاوہ دیگر شہروں کے پار میں مشائخ کرام رحمہ اللہ تعالیٰ کا انکشاف ہے۔ بعض کا قول یہ ہے کہ جب بناات فحش صغریٰ کو اپنے دائیں کان پر رکھتے چکے تو اس کا اپنے بائیں طرف پھر جاؤ یہی تمہارا قبلہ ہے۔ اور بعض کا قول یہ ہے کہ جدی (ستاره) کو جب اپنے بائیں کان کے نیچے کرے تو یہ تیرا قبلہ ہے اور حضرت عبداللہ بن مبارک ابو مطیع، ابو معاذ، سلم بن سالم اور علی بن یزید رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمارا قبلہ عقرب (ستارہ) ہے۔ اور بعض کا کہنا یہ ہے کہ سورج بروج مجرایں ہو تو ظہر کے آخری وقت میں جب تو سورج کی طرف اپنے چہرے کو پھیرے تو یہی تمہارا قبلہ ہے۔ اور فقیر ابو جعفر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب تیرا ہمارا ب کے سامنے کی طرف کرو تو نسر واقع تمہارے دائیں کانہ سے کے برابر اور نسر طائر چہرے میں تمہاری دائیں آنکھ کے مقابل ہو گا جو ان کے درمیان ہو وہ قبلہ ہے، فرمایا اور تمہارا قبلہ ہمارے ہی قبلہ پر ہے۔ اور امام قاضی صدر الاسلام کا قول ہے کہ قبلہ دونوں نسرین کے درمیان ہے۔ شیخ الاسلام ابو منصور ہاتریدی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ تم سال کے بڑے دنوں میں سورج کے مغرب کی طرف دیکھو اسی طرح سال کے چھوٹے دنوں میں دیکھو پھر اپنی دائیں جانب سے دو تہائی اور بائیں جانب سے ایک تہائی چھوڑ دو تہی سمت قبلہ ہے۔ یہ تمام اقوال ایک دوسرے کے قریب قریب ہیں حاشا تعالیٰ

معلق الذیہ وفتح القدر وعلیہ میں ہے ،

ولذا وضع العلماء قبلة بلد وبلدین وبلاد
على سمت واحد فجعلوا قبلة بخارى و
سمى قند وفسف وترمد وبلخ وهر و
مخرج من موضع الغری وبلخ اذ كانت الشمس
في اخر الميزان واول العقرب كما اقتضته
الدلائل الموصولة لمصلحة القبلة و
يخرجوا لكل بلد سمتا بقاء المقابلة والتوجه
في ذلك القدر ونحوها من المسافة .

بیشے وعلیہ وجرہ ورواقہ غیر ہا میں ہے ،

المجدی اذا جعله الواقف خلفه الیمنی
كان مستقبل القبلة ان كان بناحية الكوفة
و بغداد و همدان و قزوین و همدان و
جرجان و ما والاها الی ہمدان و یجعله
من یمن علی عاتقه الیمن و من بالعرف
علی عاتقه الیمن و بالیمن قبالة المستقبل
صا یلی جانبہ الیمن و بالشام و بلاد

فتاویٰ غیرہ میں ہے ،

وذكر بعضهم ان اقوى الادلة القطب فيجعله
من بالشام وراءه و الیمن و نابلس

اسی نے ملانے ایک شہر و دو شہر یکہ متعدد شہروں کا
قبلہ ایک ہی سمت مقرر کیا ہے مثلاً بخارا ، سمرقند ،
فسف ، ترمد ، بلخ ، مرو ، ترخس کا قبلہ موضع غروب
(مستطرا من العقرب) قراویہ بلکہ شمس آخر میزان
اور اول مقرب میں ہو جیسا کہ معرفت قبلہ کے لئے وضع کر
دہل اسکی کاتفاضا کرتے ہیں اور ہر شہر کے لئے الگ الگ
سمت مقرر نہ کی کہ نہ اس قدر اور اسی جیسی مسافت
میں مقابلہ اور توجہ الی الکعبہ باقی رہتی ہے ۔ (د)

جب کھراہونے والا جدی (قطب ستارہ) کو اپنے دائیں
کان کے پیچھے کر لے تو اب اس کے سامنے سمت قبلہ ہے
أرض کوفہ ، بغداد ، ہمدان ، قزوین ، طبرستان ، جرجان اور
اس کے قریب و چار نہر شاقش تک کے علاقے میں
رہنے والا جو (تمام علاقوں کا قبلہ ہی ہے) قمر میں رہنے
والا جدی (ستارہ قطب) اپنے بائیں کان سے پر کر لے
عراقی دائیں کان سے پر کر لے ، یعنی اپنے سامنے کی اس
جانب کوسے جو بائیں جانب سے متصل ہے اور شامی
اپنے پیچھے کی طرف کر لے ۔ (د)

بعض علما نے فرمایا کہ سب سے قوی دلیل قطب ستارہ
ہے تو اہل شام اسے پشت کی طرف کریں ، رطل نابلس ،

و بیت المقدس من جملة الشام کد مشق
و حطب و جوز للکل الاعتقاد علی القطب
و جعله مختلفه و لا بد فی ذلک من نوع
انحراف لاهل بالحیة منها لکنه لا یفسد
کما قرون ۱۱۱

بیت المقدس سب حک شام کے تھے ہیں عیساک و مسیح
اور حطب اور ان کے بعض حضرات ان تمام کے لئے
قطب ستارے پر اعتماد کو جائز قرار دیا ہے جبکہ وہاں
کے رہنے والوں سے اپنے کچے کوسے لاکڑ اس صورت
میں یہاں سے ایک جانب رہنے والوں کیلئے کونہ کونہ

انحراف ضرور لازم آتا ہے، لیکن یہ انحراف نقصان دہ نہیں جیسے کہ ہم اس کو بیان کر آئے۔ (ت)
اسی حکم کی بنا پر ہندوستان میں ستارہ قطب و اپنے شانے پر لیا گیا ہے اور قدیم سے عام مساجد اسی
سمت پر نہیں کہ بین المغربین کا اوسط مغرب اعتدالی تھا اور اس کی طرف توجہ میں قطب سیدھے ہی شانے پر ہوتا ہے
اور اُس کی چھان آسمان اور اُس میں انحراف بقدر (قدر سے انحراف) مضر نہیں و لہذا اسی پر تعامل ہوا یہ درمیان
بیانات کچے کہ عام بلاد ہندیہ شاید خاص محل گرہ کا یہی قیاس تحقیقی ہے حالانکہ وہ محض ناواقف ہے۔ ہندوستان آٹھ درجے
عرض شمالی سے سیکسٹیس درجے تک آباد ہے اور طول شرقی چھیاسٹھ درجے سے پانچوئے تک۔ یہ بھی ہندوستان
کی خوش نصیبی ہے ۶۶ درجے اسم جلاوت اللہ کے اور ۹۲ نام پاک صحتہ کے جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم۔ ہم نے اپنے رسالہ کشف العبد عن سمیت لقیہ ۱۱۱ میں ہر ایک ہندو سید سے
ثابت کیا ہے کہ شروع جنوبی ہند جزیرہ سرزمین و غیرہ سے تینیس درجے چونتیس دقیقے عرض تک متعین بلاد ہیں جن
میں مدراس، حاطہ، بکنی، حیدر آباد کا علاقہ وغیرہ داخل ہیں، سب کا قبلہ فقط مغرب سے شمالی کو جھکا ہوا ہے
ستارہ قطب و اپنے شانے سے سامنے کی جانب مائل ہو گا اور انتیسویں درجہ عرض سے اخیر شمالی ہند تک
جس میں دہلی، بریلی، مراد آباد، میرٹھ، پنجاب، بلوچستان، کشمیر، پٹوات، کشمیر، غیرہ داخل ہیں سب
کا قبلہ جنوب کو جھکا ہوا ہے، قطب سیدھے کندھے سے پشت کی طرف میلان کرے گا۔ دہلی کی نو سے یہ عام حکم
ساڑھے تینیس درجے سے ہوتا تھا مگر ۲۸ کے بعد سے ۳۴ تک عدم انحراف کہنے جتنا طول و کما ہے ہندوستان
اُس طول و عرض پر آبادی نہیں ۲۳۔ ۳۴ سے ۴۸ تک جتنے بلاد کثیرہ ہیں اُن میں کسی کا قبلہ مغربی جنوبی، کسی کا خاص
فقطہ مغرب کی طرف، محل گرہ اسی قسم دوم میں ہے جس کا قبلہ جنوب کو مائل ہے۔ ہم نے اُس رسالے میں عرض احوال سے

عن ہند سقط ۱۱۲ الفلاحة حامد و صارحہ اللہ تعالیٰ
یہاں کچھ عبارت ساقط ہو گئی ۱۲ اور عامہ شاعرانہ تعالیٰ ت.

عرض الخ یا تک ایک ایک دقیقے کے واسطے سے ایک جدول دی ہے کہ اسے عرض چرب اتنا طول ہو تو قبلہ ٹھیکہ مغرب
افتدال کی طرف ہوگا اس کے ۱۰ خط سے واضح ہوتا ہے کہ ہندوستان میں کتنے شہروں کا تحقیقی قبلہ اس حکم مشہور کے مطابق
ہے بلکہ عام علمدار اسی حکم و اصول پر یہ اور کچھ نہیں کہ حدود شرع سے باہر نہیں، بالکل یہ نادانانہ لوگ اگر سمت حقیقی
چاہتے ہیں تو محاذات قطب چاہنا باطل اور جہت پر قانع ہیں تو جہت اب بھی حاصل، ہر حال مسجد شہید کرنے کی فرضیت
باطل، اس میں نماز کی تحریمی کراہت باطل۔ غرض اس سے معنی ہوتا ہے کہ جہات کہنا تک لگنے ہم اصل حکم شرع
جو توفیق اللہ تعالیٰ واضح کریں کرید گاہ مذکورہ محدود شرعیہ کے اندر ہے اس کا بیان چند افادوں پر ہوتا ہے، فاقول
وہا توفیق الاہل اللہ علیہ توکل و الیہ انیب (میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں اسی پر بھروسہ اور
اس کی طرف لوٹتا ہوں۔ ت۔)

افادہ اولیٰ: جہت قبلہ کی حد کیا ہے کہ جب اس سے باہر جہت سے باہر ہو اس بارے میں
مجاہد علماء متعدد وجوہ پر پائی گئیں۔

اول جب مشارق مغارب نہ ہوں جہت نہ بدلے گی فتح القدیر و بحر اراقی وغیرہ و علماء و رد المحتار وغیرہ
کتب کثیرہ میں یہاں اور نیز مسئلہ افتدال فلی میں ہے۔

الانحراف المفسدان یجوز المشرق و المغرب
المغرب و فی الخیرۃ بعد ما قد منا
عنه فی الايراد السابع وعند تحقیقنا بالخطا
فی الالفاظ و هو فی اختلاف الجهة بحیث
یکون متجاوزا للمشرق الی المغرب۔

مطہرہ دارالکرامت پر مشارق سے مغارب کی طرف متجاوز
ہو۔ اور فتاویٰ خیریہ میں اس گفتگو کے بعد جو پہلے پراکھ
میں بیان کر چکے، ہے۔ جب ہمیں خطا کا تحقیقی ثبوت
مل گیا تو پروردگار کی گواہی کرنی اشکال نہ رہا، وہ یہ ہے کہ
جہت کبر قلع ہو جاتی ہے جب مشارق و مغارب سے
متجاوز ہوں (یعنی مشارق مغارب بدل جائیں)۔ (ت۔)

اور اس کی تائید انس حدیث سے کی گئی کہ ترمذی و ابن ماجہ و حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ترمذی نے
کما حسن صحیح ہے حاکم نے کہا بشرط بخاری و مسلم صحیح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہا بین المشرق
والمغرب قبلۃ مشرق و مغرب کے درمیان قبلہ ہے۔ امام مالک و طحاوی و ابو یوسف و ابن ابی شیبہ اور جہانزادہ مصنفات

۲۸۵/۱	مطبوعہ ایچ ایم سعید پبلی کیشنز کراچی	باب شروط الصلوۃ	سلۃ البحر الرق
۹/۱	دار المعرفۃ بیروت	کتاب الصلوۃ	سلۃ فتاویٰ خیریہ
۴۶/۱	مطبوعہ امین پبلی کیشنز دہلی	باب ما جاء ان من المشرق والمغرب قبلۃ	سلۃ جامع الترمذی

اور بہت سی سنن اور ابواب اس اہم اپنے تحریر میں راوی امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ما بین
المشرق والمغرب قبلة (مشرق و مغرب کے درمیان قبلہ ہے۔ ت۔ جامع ترمذی میں یہ قول متعدد صحابہ کرام
مثلاً امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ و حضرت عبداللہ بن عباس وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہونا بیان کیا اور
کہا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

اذا جعلت المغرب عن يمينك والمشرق عن
يسارك فما بينهما قبلة اذا استقبلت القبلة۔
جب تو مغرب کو دائیں بائیں کرے اور مشرق کو بائیں
پر تو ان دونوں کے اندر قبلہ ہے، اس وقت رو قبلہ
بولیا۔

اقول عبارت مذکورہ ملا سے ظاہر ہے کہ جب تک منہ کرنے کے عوض میں نہ کرنا ہو کہ قبلہ
مغرب کو ہے یہ مشرق کو منہ کرے یا بائیں، اس وقت تک استقبال فوت نہ ہوگا یہاں تک کہ اگر مغربی قبلہ والا
جنوب یا شمال کو منہ کرے کھڑا ہو یعنی کعبہ کو ٹھیک دہنی یا بائیں کر دے پڑے تو جہت جنوب باقی رہی اور یہی ہر الفساد
سے پہلو کرنے کو کوئی منہ کرنا نہ گناہ قوی و جہلک (پس اپنا چہرہ اقدس پھیرے۔ ت۔ کے عوض و لجنیک (اپنا
پہلو مبارک پھیرے۔ ت۔ رہے گا اور وہ الامام باطل ہے، لہذا قول فقیر یہ اذا ابتاهن او تباست وجسور
(اگر دائیں یا بائیں ہو گیا تو جہت ہے۔ ت۔) تاویل کی طرف درختار میں اشارہ فرمایا رد المحتار میں اس کی شرح کی،
اولیس المراد منه ان يجعل الكعبة عن يمينه
اویب مراد اذا لا شك حينئذ في خروجه عن
الجهة بالنكية بل المراد الاستقبال عن حين
الکعبة الى اليمين او يساراً ملخصاً۔
یعنی اس سے مراد یہ نہیں کہ وہ کعبہ دائیں یا بائیں کرے
کیونکہ اس صورت میں وہ بلا شک جہت کعبہ سے
نکل جائے گا بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ میں کعبہ سے
دائیں یا بائیں طرف منتقل ہو جائے اور ملخصاً (ت۔)

اگرچہ یہ مراد نہیں ہو سکتی کہ اپنے یہاں کے قحطدار بعد جہات اربعہ کے اعتبار سے اسی جہت کے دو نصف کئے جائیں، قبلہ
اگر وہاں سے جنوب یا شمال کو ہے (جیسے مدینہ طیبہ کہ اس کا قبلہ میزاب رحمت ہے) تو جنوبی شمال ان اگر مشرق یا
مغرب کو ہے (جیسے ہندوستان میں کہ اس کا قبلہ بائیں کعبہ و مقام ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہے) تو مشرقی مغربی

۱/۲	مطبوعہ دار ماوراء النہر	کتاب الصلوٰۃ	لہ السنن الکبریٰ
۱/۲۹	مطبوعہ امین کمپنی دہلی	باب ما جاء ان بين المشرق والمغرب قبلة	لہ جامع الترمذی
۱/۱۵۵	مطبوعہ مطبعہ البانی مصر	مبحث استقبال القبلة	لہ رد المحتار
۱/۳۲۹	" " "	" " "	لہ " "

پھر جس نصف میں کعبہ ہے متصلی اس میں کسی طرف منہ کر کے استقبال ہو جائے گا اور دوسرے نصف کی طرف منہ کیا تو بہت سے مکمل جائے گا یہ پتلے سے بھی زیادہ ظاہر بطلان

استدلال قبلہ میں صحیح ٹھہرتی ہے۔ فرض کرو
نقطہ مغرب ۲۰ نقطہ مشرق سے تو باح
میں واقع تو متصل نقطہ ط کی طرف منہ کرے



مگر قطعاً اس کی پشت کعبہ کو ہے اور ح کی طرف استقبال کرے تو غلط نہ ہو کر نصف بدل گیا حالانکہ وہ قطعاً استقبال میں ہے بلکہ معنی یہ ہے کہ ایک خط مستقیم موضع متصل و محل کعبہ میں وصل کیا جائے اور دوسرا خط کہ اس پر عمود چوبانہ میں دائرہ فنی تک ملا دیا جائے اس عمود سے جو اتنی کے دو نصف ہو۔ اتنی میں قبلہ اُس حصہ میں ہے جس کے ٹھیک وسط میں کعبہ ہے

پہلی صورت مفروضہ میں تصویر درست یہ ہے
پر عمود تو کس ح تک ط میں قبلہ سے
ایراہ اول ہنوز باقی ہے کہ ظاہر یہ نقطہ



خطی تک خط قبلہ تحقیقی اور ح ط اُس
اس قدر سے وہ استمالے تو اٹھ گئے مگر
ح ط کے اندر اندر ساری قوس بہت ہے
منہ کرنا بھی یقیناً تیا من تیا سر ہے نہ
جاء اور تاویل و تعلیل کی طرف متوجہ ہونے

کہ اس سے مراد صرف وہ حصہ قوس ہے جس کی طرف توجہ میں ہو اسے کعبہ سے کچھ بھی محاذات و مسامتت باقی ہے اگرچہ تقریباً نہ کہ جس نقطہ کو پہونہ کر لو۔ منہ الیاتی میں ہے۔

قوله والى الغرافات المفسدات
يتجاوز العشارق الى المغارب ، كذا القلہ
في فتح القدير وهو مشكل فان مقتضاه ان
الانحراف اذا لم يوصله الى هذا القدر
لا يفسد الف

حلیہ میں فرمایا ،
مر قبلہ اهل المسترق المضرب عندنا
ش هذا في الذخيرة (المنان قال) ثم

اس کا قول غداوی میں ہے کہ مفسد نماز وہ انحراف ہو
مشارق سے مغارب کی طرف متوجہ ہو، فتح القدير
میں اسی طرح منقول ہے حالانکہ یہ صورت مشکل ہے
کیونکہ اس کا تعاضل یہ ہے کہ انحراف اس کو حسب
تک اس مقدار تک نہ پہنچائے کہ مفسد نماز نہ ہو گا اگرچہ

الظاهر ان هذا التماثل يستقيم فيما اذا كان التوجه
من المشرق الى المغرب وبالعكس مساويا
لهواء الكعبة اما تحقيقا او تقریبا على
ما ذكرنا على اى وجه كان ذلك التوجه
من احدى الجهتين الى الاخرى فتنبیه له
وكان للعلم به لولم يصحوا به

ظاہر یہ ہے کہ اس صورت میں درست ہوگا جب توجہ
مشرق سے جانب مغرب یا بالعکس ہو اسے کعبہ کی
سمت حقیقتاً یا تقریباً باقی رہے جیسے کہ ہم نے ذکر کیا یہ
نہیں کہ ہر صورت میں درست ہوگا یعنی جب دونوں
جہتوں میں سے ایک کی توجہ دوسری کی طرف ہو۔ یہ
اس کے لئے تنبیہ ہے اور گویا اس بات کا علم تھا اس لئے
انھوں نے وضاحت نہیں کی۔ (ت)

یوں ہی رد المحتار میں اسے موصول کیا گیا سیاقی وللعبد الضعیف فیہ کلام مستعرج فان شاء اللہ تعالیٰ
(جیسے کہ عنقریب آئیگا اور عبد ضعیف کو اس میں کلام ہے جس سے ان شاء اللہ تعالیٰ آگاہی ہوگی۔ ت)
دوم کہ عامر گتہ میں شہرت والیہ رکھتا ہے کہ اتنا پھر سکتا ہے جس میں منہ یعنی وجہ کا کوئی حصہ مقابل
کعبہ منظر رہے وہ مسلح چیزوں میں مقابلہ تھوڑے انحراف سے زائل ہو جاتا ہے مگر قوس کا مقابلہ بے انحراف کیڑ زائل
نہ ہوگا اور حق بل وعلیٰ انسان کا چہرہ مقوس بنایا ہے تو مت تک کوئی حصہ رخ متقل رہے گا استقبال یا لوجہ عامل
رہے گا اور قولہ دَجَّهَكَ شَطْرَ النَّبِیِّ جِدَّ مَخْرَجَہُ رُہْہُ پناہ چہرہ آندہ کس مسجد حرام کی طرف پھیرو۔ (ت)
کا امثال ہو جائے گا۔

اقول اُس کی وجہ یہ ہے کہ سطح مستوی پر جتنے خط عمود ہوں گے سب کی سمت ایک ہوگی جب اُن میں
ایک مقابلہ سے مخوف ہو اسب مخوف ہو گئے بخلاف قوس کُ اُس کے ہر نقطہ کے خط کاس پر نقطہ کاس سے جو عمود
قائم ہوگا بدست رکھے گا تو اُس کا مقابلہ زائل ہو اور دوسرے کا ہوگا اُس کا نہ رہا اور کا ہوگا یہاں تک کہ قوس ختم ہو جائے
معراج الدرایہ وفتح القدر و زاد الفقیر وعلیہ و قنیہ و البحر الرائق و فتاویٰ خیریہ و در مختار و رد المحتار وغیرہ میں ہے
وہذا لفظ الاخیار ثم اعلما نہ ذکر فی المعراج
عن شیخہ ان جہۃ الکعبۃ ہی الجانِب
الذی اذا توجه الیہ الانسان یکون مساویا
للکعبۃ او هو انما تحقیقا او تقریبا ومعنی
آخری کتاب کے الفاظ یہ ہیں، پھر جان لے کہ معراج الدرایہ
میں اپنے شیخ سے ذکر کیا ہے کہ جہت کعبہ سے مراد
وہ جانب ہے کہ انسان جب اس کی طرف توجہ کرے تو
انسان کا چہرہ کعبہ یا ہو اسے کعبہ کی جانب حقیقتاً یا

استقریب ان یکون منحرفا عنها او عن هوائها
بما لا تزول به المقابلة بالکلیة بان یبقی شیء
من سطح الوجه مسامتا لها و لہوا انھا مقلھا
بائع لزوم میں ہے ،

لا یاس بالانحراف انحرافا لا تزول به المقابلة
بالکلیة بان یبقی شیء من سطح الوجه
مسامتا للکلیة
درمیں ہے ،

فیعلم منه انه لو انحراف عن العین انحرافا
لا یزول به المقابلة بالکلیة جاز یؤیدہ
ما قال فی الظہیریۃ اذا تیا من دتیا سر یجوز
لان وجه الانسان مقوس فعند القیامت او
لتیاسر یکون احد جوانبه الى القبلة

رد المحتار میں ہے ،

فعلوان ، لانحراف الیسیر لا یفرد وهو الذی
یبقی معه الوجه اوشی من جوانبه مسامتا
لعین الکعبۃ اولھوائہ ہامت یخرج الخط
من الوجه او من بعض جوانبه ویمر علی
الکعبۃ او ہوا دھا مستقیما ولا یلزم ان یکون
الخط الحارج علی استقامة خاص جا من

تقریبا باقی رہے قریب کا معنی یہ ہے کہ کعبہ یا ہوائے
کعبہ سے تھوڑا منحرف ہو جس سے بالکلیہ مقابلہ رل نہ ہو ،
بایں طور کہ چہرہ کی سطح کعبہ یا ہوائے کعبہ کی سمت باقی رہے مطلقاً

ایسے انحراف میں کوئی عرج نہیں جس سے تقابل بالکلیہ
ختم نہ ہو بایں طور پہلے چہرہ کا کچھ حصہ کعبہ کی جانب
باقی رہے ۔ (ت)

قراس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ عین کعبہ سے اتنا تھوڑا
منحرف ہو جس سے بالکلیہ مقابلہ ختم نہ ہوتا ہو تو نماز
جائز ہو ، ظہیر یہ گایہ قول بھی اس کی تائید کرتا ہے ، جب
انسان قیامت قیاسر ہو گیا تو نماز ٹٹھے کیونکہ انسان کا
چہرہ کی طرف گرا ہوا ہے تھوڑا سا دائیں بائیں جھٹنے
سے اس کی کوئی ایک جانب قبلہ رخ باقی رہے گی (ت)

قراس سے معلوم ہوا کہ تھوڑا انحراف نقصان دہ نہیں
وہ تھوڑا انحراف یہ ہے کہ چہرہ یا چہرہ کی کوئی ایک
جانب عین کعبہ یا ہوائے کعبہ کے مقابل باقی رہے
بایں طور کہ چہرہ یا اس کی کسی ایک جانب سے
نکلنے والا خط کعبہ یا ہوائے کعبہ کی طرف مستقیم (سیدھا)
ہو کہ گزرے یہ ضروری نہیں کہ نکلنے والا خط سیدھا

۲۸۴/۱

مطبوعہ مجتہائی دہلی

۱۳۰/۱

مطبوعہ گنبد قافوس ایران

۹۰/۱

مطبع احمد کمال انکاسٹری دار السعادت بیروت

مبحث فی استقبال القبلة

باب شروط الصلوة

باب شروط الصلوة

رد المحتار

سکے جامع الرموز

سکے الدرر الحکم شرح غرر الاحکام

جبهة المعصلي بل مهاومن جوانها كما دل
عليه قول السرد من جبين المعصلي فان
الجبين طرف الجبهة وهما جبينان وعلف
ما قرين ناهي حمل ما في الفتح والبحر عن
الفاوي من ان الانحراف المعصدي ان يجاوز
المشارك الى المضارب

نماری کی پیشانی سے خارج ہو بلکہ پیشانی یا پیشانی کے کسی
ایک حصہ سے خارج ہو جیسے کہ اس پر ذکر کے یہ
ان کا دال ہیں، وہ خط نمازی کے جبین سے خارج ہو
کیونکہ جبین پیشانی کی ایک طرف کو کہتے ہیں اور اس
کے دونوں طرف دو جبین ہوتے۔ یہ جو ہم نے گفتگو
کی ہے اسی پر اس کو محمول کیا جائے جو فتح اعتدیل پر

اور بحر اوق میں فتاویٰ سے منقول ہے، یعنی مقصد نماز وہ انحراف ہے جس سے مشارق مضارب بدل جائیں (ت)
اقول وبالله التوفيق (میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں۔ ت) تمام کتب مذکورہ میں شیخ من
سطح الوجه (سطح چہرہ کا کچھ حصہ۔ ت) کا لفظ ہے اور ہمارے مذہب میں ایک کان سے دوسرے تک
سب سطح وجہ ہے و لہذا ما بین العذار والاذن (رخسار اور کان کا درمیانی حصہ۔ ت) کا دھونا بھی وضو میں فرض
ہو اور قطعاً معلوم ہے کہ جب کوئی کسی نقطہ اوق کی محاذات پر کھڑا ہو تو اس کی سطح وجہ کی محاذات نصف ارض اوق
کو گھیرے گی تو ربع دور تک پھر ناروا ہو گا اور ٹھیک جنوب یا شمال کو منہ کرنے سے مستقبل کعبہ قرار پائے گا کہ کان کے
متصل جو سطح وجہ یعنی کھنٹی کا حصہ ہے سر وی فتاویٰ کبر ہے صلا کردہ بہ جزئیات یا حتیٰ سر نہ کہ مستقبل تو اس
قول کے ظاہر پر بھی وہی استبعاد مشہد یہ لازم جو جہات اولیٰ پر تھا اور علیہ ردو الحار کے دل کراش دم کے متناویں کرنا
جیث قال فی الحلیۃ او تقریباً علی ما ذکرنا
وما ذکرہ ہذا القول الثانی من بقاء شیخ من
سطح الوجه متناوئاً سمعت انا قول
الشاہی۔

اصل ناخبر نہ ہو کہ یہ کلام بھی اپنے ظاہر پر اتنا ہی وسیع ہے جتنا قول اول تھا اور یہ زمانہ قابل اعتبار ضرور معلوم ہونے
کا سر اور، مثلاً جہاں کعبہ خاص سمت قبلہ مغرب ہو اگر کوئی شخص ٹھیک نقطہ جنوب و شمال کو منہ کرے یا نہ کسی بلکہ دونوں
درجے مغرب کو پھر اسی مانے کہ مسافات بعیدہ میں اتنا انحراف فرق محسوس نہیں دیتا تو یقیناً یہی کہا جائے گا کہ اس
کا منہ جنوب یا شمال کو ہے نہ کہ کعبہ معککہ کو، حالانکہ اس کی سطح کی وجہ سے بعض فرق بلاشبہ مسامت کعبہ ہے
نعم نہایت الفاضل عبد الحلیم السردی ص ۵۵

علماء الدولة العثمانية ذكر في حاشيته على
البدور تقييد عبارة بها حيث قال (قول
يكون احد جوانبه الى القبلة لا يريد به شوال
الطرف الاخر عن المقابلة بالكلية كما ظن
بل المراد مقابلة طرف بكنه مقابلة ثمن
سطح الاخر مما كما هو المفهوم من
المنية اذ اقول بعد ذكر عبارة المنية
حتى ينظر فيها وهو مذهب مخالفتها لظاهر
البدور لا يلائمها فمن عامة الكتب
المذكورة في الاجتزاء بقاء شئ من
سطح الوجه مسامت فانه مبرر
في هذه الحاجة الى مسامتة
ما في الباقي اصلا بل اقول
لعل ان امنت النظر لم تنس
يرجع الى صحة فان المسامتة
لا بد لها من مقابلة حقيقية
في الحقيقة لوسط الجبهة و
في التفسيرية ثمن من الاطراف
اصلا فان مقابلة الحقيقية اصلا
فلا مسامتة فلا استقبال فلا صلوة والمقابلة
ان تكون بانفعال الخط قوائم الا تنوع
في ان سطح ايقام بوجع يواجه
ان لا يسامت من عدم الاتصال على قوائم

کو دیکھا جنہوں نے درپر اپنے حاشیہ میں ان کی عبارت کو
مقید ذکر کیا ان کی عبارت یہ ہے قولہ يكون احد
جوانبه الى القبلة (کوئی ایک قبلہ کی طرف ہو) اس سے
ان کی مراد یہ نہیں کہ دوسری جانب بالکل مسامت قبلہ
ختم ہو جائے جیسا کہ گمان کیا گیا ہے بلکہ اس سے مراد
یہ ہے کہ ایک طرف کثرت محاذی ہو اور دوسری کی سطح
کا کچھ مسامت ہے جیسا کہ متبع سے ہی مفہوم ہوا ہے اہ
اقول (میں کہتا ہوں) انہوں نے متبع کی عبارت ذکر نہیں
کی تاکہ اس پر غور کیا جاسکے اور ان کا یہ قول ظاہر در کے
مخالف ہے اور اس سے نہایت ہی نہیں کھتا یہ عبارت
مذکورہ کے تصور کا بھی خلاف ہے کیونکہ کتب مذکورہ سطح و جہ کے
کسی حصہ کے سمت قلم میں ہونے کو کافی قرار دیا ہے
یہ بات کی مرمت ہے کہ باقی مقدمہ کا مسامت و
محاذی ہونا قطعاً ضروری نہیں۔ بل اقول (بلکہ میں
کہتا ہوں) اگر تو غور و فکر کرے تو اس قوں کو صحیح
نہیں پاسے گا کیونکہ مسامتہ حقیقی کے لئے حقیقتہً
وسط پیشانی کا مقابل ہونا ضروری ہے اور مسامتہ
تقریبی کے لئے چہرے کی کسی ایک طرف کا مقابل ہونا کافی
ہے پس جب مقاد حقیقی اصلاً ختم ہوگی تو اب نہ مسامتہ
دری نہ استقبال قبلہ رہا نہ نماز درست ہوگی۔ اور مقابلہ
قائم پر خط کے اتصال سے بنتا ہے۔ آپ نہیں دیکھتے
[ج] میں کہ سطح اتصال ہے بلکہ اوج و کمرہ [ج] کے
لیکن یہ بات اس کے قائل پر عدم اتصال کی وجہ سے ہے

تَبَعْمَا وَهُوَ لَا يَكُونُ لِمَقْوَسٍ قَطُّ مَسْطَحًا
الْأَمِنْ نَقْطَةً وَاحِدَةً تَحْقِيقًا وَبَعْضُ نَقَاطٍ
مَعْدُورَةٍ أُخْرَى تَقْرِبًا.

فَأَوَّلًا لَا امْكَانَ لِمُقَابِلَةِ طَرَفٍ بِكُلِّهِ
الْأَلَا مَجْزَا.

وَتَانِيًا إِذَا تَقَابَلَ طَرَفٌ مِنْ قَوْسٍ
مَسْطَحًا اسْتَخَالَ أَنْ يُقَابِلَهُ شَيْءٌ مِنْ طَرَفِهَا
الْأُخْرَى لِمَا قَدْ صَدَّقَ أَنَّ الْأَعْمَدَةَ الْخَامِسَةَ
مِنْ مَسَاسَاتِ الْقَوْسِ لَا يَكُونُ اثْنَانِ
مِنْهَا لِمَا فِي جِهَةِ وَاحِدَةٍ قَطُّ لَمْ تَعْلَمْ
أَنَّ تِلْكَ الْأَعْمَدَةَ هُكُلُهَا هِيَ الْخَطُوطُ
الْخَامِسَةُ مِنَ الْمُرَكَّزِ إِلَى نَقَاطِ الْقَوْسِ
أَوْ مِنْ مَمُوتِهَا وَهَظْلِهَا تَنْتَقِي عَلَى الْمُرَكَّزِ
فَإِنْ أَقْصَلَ اثْنَانِ مِنْهَا يَمُتُّ بِلَا كَلْبِيَّةٍ أَوْ
الْخَطُ الْخَامِسُ بِهَا عَرْضًا إِلَى الْإِفْقِ وَاحِدًا
كُلٌّ عَلَيْهِ قَائِمَتَيْنِ وَوَحِدَتَانِ بَيْنَهُمَا اجْتِمَاعُ فِي
مُثَلَّثٍ قَائِمَتَانِ وَهُوَ مُحَالٌ
فَتَبَصَّرْ.

مساحت نہیں ہے اور یہ بات مسلط کے ہوتے ہوئے
مقوس میں قطعاً نہیں ہوگی مگر نقطہ واحدہ سے
تحقیقاً اور بعض دوسرے نقاط متصلہ سے تقریباً۔
پس اولاً تو یہ ہے کہ ایک طرف کا مقابلہ کسی طرف
پر ممکن ہی نہیں البتہ مجازاً ہو سکتا ہے۔

دو تانیاً جب ایک طرف تو قوس مسلط کے
مقابل ہو تو اس کی دوسری طرف کے کسی حصے کا اس
کے مقابل ہونا محال ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے
کہ ماسات قوس جو نچنے والے خارجی عمود ہیں ان میں
سے فقط دو جہت واحدہ کی طرف متصل نہ ہوں گے۔
آپ کو یہ معلوم نہیں کہ وہ تمام کے تمام عمود مرکز سے نقطہ
قوس کی طرف یا ان کی سمتوں پر نچنے والے خطوط ہی ہیں اور
تمام کے تمام عمود پر مل رہے ہیں ان میں سے اگر دو
مقابل کے ساتھ متصل ہو جائیں جیسے کعبہ یا وہ خط
جو کعبہ کے ساتھ عرضاً افق کی طرف گزر رہا ہے اور
ہر ایک اس پر دو قلعے پیدا کر دے اور ہم ان کے
درمیان اتصال کر دیں تو ایک مثلث میں دو قلعوں کا
اجتماع لازم آئے گا جو کہ محال ہے پس تدبیر کرو۔ دست۔

معلوم وسط اس مقابل ہر دو چشم سے ایک زاویہ بناتے آنکھوں پر گزرتے دو خط نکلیں یہ جہاں تک
پہلیں کعبہ جب تک ان کے اندر رہے جہت باقی ہے اور دونوں سے باہر واقع ہو تو نہیں۔ یہ امام حجۃ الاسلام
غزالی قدس سرہ العالی پھر علامہ نقاشانی نے شرح کثافت پھر علامہ مولیٰ خسرو نے درر میں افادہ فرمایا ان دونوں
نے اُس زاویہ کی مقدار بتائی جو وسط سر میں اتھائے خطیں سے بنتے گا اور امام حجۃ الاسلام نے تصریح فرمائی
کہ قائم ہو، درر میں اصابت جہت کی ایک وجہ بیان کر کے فرمایا،

یا ہم کہتے ہیں جہت قبلہ یہ ہے کہ کعبہ واقع ہو درمیان
ان دونوں کے جو وسط رأس (دماغ) میں ملے ہوئے

أَوْ نَقُولُ هُوَ أَنْ تَقَعَ الْكَعْبَةُ فِيمَا بَيْنَ
تَحْطِيطِ بَلْتَقِيَاتِ فِ الدِّمَاغِ

القائمة.

اقول وبما تقررتا ظهر قلت

ما قال القاضى الحليمى افندى
 فى حاشيته المدد انت حاصله ان
 تقع الكعبة بين خطين يخرجان
 من العينين وانت كانت احد
 الخطين طويلا كما هو المشاهد
 عند ابحران التوجه الى فان الخطين
 يمتدان الى الافق فلامساغ شمس
 لطول وقصر ولاد اى الى قطعها على
 احد وانما انظر الى العماء الحاصل
 بينهما انت تقع الكعبة
 فيه .

پیدا ہون اسی وجہ سے قائمہ بطور مفرد ذکر کیا۔

اقول (میں کہتا ہوں) ہماری اس تقریر
 سے وہ اضطراب اور چسپیدگی بھی ظاہر ہو گئی جو کہ
 قاضی علیؒ افندی نے اپنے حاشیہ در میں پیدا
 کی ہے انہوں نے کہا، اس کا حاصل یہ ہے کہ کعبہ
 ایسے دو خطوں کے درمیان واقع ہو جو دونوں آنکھوں
 سے نکلے ہوں اگرچہ ان دو خطوں میں ایک طویل ہو
 جیسا کہ انحراف توجہ کے وقت مشاہدہ میں آتا ہے۔
 کیونکہ دونوں خط جب افق کی طرف تمتد ہوتے ہیں
 تو ہاں نہ طول و قصر رہتا ہے اور نہ ہی کسی حد پر
 دونوں کے قطع کا کوئی دائمی نتائج اس صورت میں
 ان دونوں کے درمیان حاصل ہونے والی فضا
 میں اس طرح ہوتی ہے گویا کعبہ اسی فضا میں
 واقع ہے۔ (ت)

اقول اس قول پر یہ خط جو وسط دماغ محاذی حنین سے زاویہ قائمہ بنتے نکلے ان کے اندر
 کعبہ کسی طرح واقع ہونا مطلقا حصولِ حجت کو کافی ہے اگرچہ ایک خط کعبہ سے ظاہر اگر سہا پ اگر یہاں پر معنی
 لئے جائیں کہ یہ دونوں خط جہاں تک پھیلیں ان کے اندر اندر جو کچھ ہے حجت کعبہ ہے اس کی طرف توجہ توجہ حجت کعبہ
 ہے جیسا کہ اخبار اہم جہۃ الاسلام سے نقل کیا گیا و لہذا امرہ فیہ ولا فی شرحہ اتحاف السادة فی کتاب اسرار
 الصلاة (علاؤ نگریات مجھے اخبار العلم اور اس کی شرح اتحاف السادة کی کتاب اسرار الصلاة میں نہیں ملی۔)
 کہ ان دونوں خطوں کا بیان کر کے فرمایا فماتقع بین الخطین الخامس جین من العینین فہو داخل فی
 النہضۃ (پس جو دونوں آنکھوں سے نکلے والے خطوں کے درمیان واقع ہوگا وہ حجت قبلہ میں داخل ہے۔ ت)
 تو اس تقدیر پر یہ قول بھی مثل دو قولی پیش آتی ہی وسعت بعیدہ رکھے گا کہ سبب زاویہ قائمہ ہے اور اس کے

ایک خط سے کعبہ متصل ہو سکتا ہے تو دونوں طرف تقریباً نو سو درجے انحراف جائز ہو اور وہی ایک خفیف ناقابل احساس مقدار کم ایک سو اسی درجے تک جہت پھیل گئی اور وہی مخالفت نفس و اجماع ۵۵ زم آئی یہ ۵۵ جرم مراد ہے کہ وقت نماز جب تک کعبہ معتدل ان دونوں خطوں کے اندر ہے وہاں تک انحراف میں جہت باقی ہے تو یہ نہ ہوگا مگر عین کعبہ سے دونوں طرف ۴۵ - ۴۵ درجے انحراف تک کہ ٹھیک جہت توجہ کا خط اس زاویہ قائمہ کی تنصیف کرتا ہے تو اگر نصف قائمہ سے زیادہ انحراف ہو کعبہ دونوں خطوں سے باہر ہو جائے گا کھلا یا مخفی (جیسا کہ خط ۵۵ ہے - ت) بالجملة حاصل یہ کہ آدمی ٹھیک محاذی کعبہ کھڑا ہو اُس وقت جو یہ خط نکلیں گے پھیلیں اُن کے اندر اندر دونوں طرف کو انحراف روا ہے اب یہ عبارت اُس نہ و خم کی طرف راجع ہو جائے گا اور طریق میں سینٹاٹیس پینٹاٹیس درجے تک انحراف جائز ہوگا اور یہ صاف صحیح ہے غبار ہے۔

چهارم کہ نہایت تحقیق طلب ہے۔

دوسرے میں کہا ہے کہ کعبہ کی جہت یہ ہے کہ نمازی کی جبین سے نکلنے والا خط کعبہ پر سے گزرنے والے خط سے سیدھا اس طرح ملے کہ اس سے دو زاویہ قائمہ حاصل ہوں گے اور اس کے محل میں اختلاف ہے علامہ شامی نے رد المحتار میں اس کو حقیقی صحت پر محمول کیا ہے، جہاں اس نے اوثق معراج کے حوالے سے ان کے کتب سے ذکر کیا ہے کہ تحقیقی گناہی یہ ہے کہ نمازی کے پھر سے کی طرف زاویہ قائمہ پر سیدھا خط اُٹتی کی طرف منفرع یا جائے تو وہ خط کعبہ یا ہر اسے کعبہ پر سے گزرنے پھر علامہ شامی نے رد المحتار کلام نقل کرتے ہوئے کہا کہ ”درک قول علی استقامة“ کا تعلق اس کے قول ”یصل“ سے متعلق ہے اس لئے کہ اگر وہ خط ٹیڑھا ہو کر کعبہ کو ملے تو پھر ”قائمین“ (دو قائلے) حاصل نہ ہوں گے بلکہ ان میں سے ایک عاودہ اور دوسرا منفرع ہوگا۔

قال في الدرر جہتہ ان یصل الی خط الخارج من جبین المصلی الی الخط الخارج بالکعبۃ عن استقامة یحدث یحصل قائمتان وھذا ھو الوجه الاول واختلف الاطراف محله فحملہ العلامة الشافعی مراد المحتار علی بیان المسامۃ الحقیقیۃ حیث ذکر اولاً عن المعراج عن شیعہ ان معنی التحقيق انہ لو فرض خط من تلقاء وجہہ علی زاویۃ قائمۃ الی الافق یكون صاراً علی الکعبۃ وھو نہا اھم ثم نقل کلام الدرثم قال قولہ فی الدرر علی استقامة متعلق بقولہ یحصل لانه لو وصل الیہ معوجاً لم تحصل قائمتان بل تكون احدھا حادۃ والاخری منفرجۃ کما سینا ثم امن الطریقۃ

۱۔ احمد کامل النکاتہ وازسادات سید

۲۶/۱

مطبوعہ مستبانی دہلی

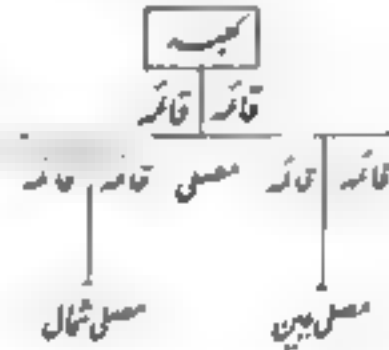
۲۔ الدرر الحکام شرح غرر الاحکام

مبحث فی استقبال القبلة

۳۔ رد المحتار

التب في المعراج هي الطريقة
الاولى التب في الدرد الا انه
في المعراج جعل المحط الشاف
ما را على المصلى على ما هو
المتبادر من عبارته وفي الدرد
جمله ما را على الكعبة ثم
صور الذي في المعراج
هكذا،

ثم صور الذي في المعراج هكذا
(معراج والى صورت)

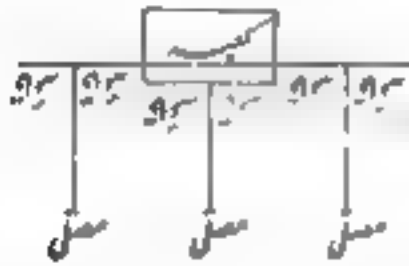


قلت وقد يؤيد هذا الحمل ان
اصل الكلام ما هو حجة الاسلام وهو
كما في شرح النقاية هكذا المعنى المتوجه
الى عين الكعبة هو ان يقف المصلى بحيث
لا يخرج خط مستقيم من عينه بحيث
يتساوى بعده عن عينين الى جدار الكعبة
تتحصل من جديده راويتان متساويتان

له رد المحتار
بحث في استقبال القبلة
باب شروط المصلاة

جیسے ہم بیان کر آئے، پھر معراج والا طریقہ یہ در میں
ذکر کردہ پہلا ہی طریقہ ہے، مگر اتنا فرق ہے کہ معراج میں
دوسرے خط کو غازی پر سے گزرنے والا قرار دیا ہے
جیسا کہ اس کی عبارت سے سمجھا جا رہا ہے۔ اور در
میں اس کو کعبہ پر سے گزرنے والا قرار دیا ہے۔
اس کے بعد علامہ شامی نے دونوں کے فرق کو واضح
کرتے ہوئے ایک معراج والی اور دوسری در والی
تصویر بنائی، دت،

و المصلى الدرد من الوجه الاول هكذا
(در کی پہلی وجہ والی صورت)



میں کتابوں علامہ شامی کے اس حقیقی سمت پر عمل کی تائید
یوں ہوتی ہے کہ امام محمد الاسلام کی اصل کلام جو کہ
شرح النقاہ میں ہے یوں ہے کہ عین کعبہ کی طرف توجہ
کا معنی یہ ہے کہ غازی یوں کھڑا ہو کہ اگر اس کی دونوں ٹھوسوں
ایک سیدھا خط اس طرح نکلے کہ جس کا بعد دونوں ٹھوسوں
وہ ایک کعبہ تک اس طرح متساوی ہو کہ غازی کی دونوں سیدھا متساوی آؤں
بن جائیں۔ اس کے بعد انھوں نے جہت کعبہ کی

مطبوعہ تحقیقاتی دہلی
مطبوعہ مفتی نوکتور لکھنؤ
۲۸۷/۱
۸۸/۱

ثم ذكر معنى التوجه الى الجهة بما قد منا
في القول الثالث -

اقول اولاً نكح يلزم العلامة
المعشوق بهذا العمل حمل الجبين في
عبارة الدرر على الجهة ولا غرو ففى
تاج العروس عن شيخه قد ورد الجبين
بمعنى الجهة لعلاقة المجاورة في قول
نزهة كما هو حوايه في شرح
ديوانه ثم ذكر شعرا مثله للمتنبي
نكح العلامة المعشوق حبه الله
تعالى قد استدل بوقوع لفظ الجبين
في عبارة الدرر على انه لا يلزم
خروج الخط من وسط الحصة
فان الجبين طرفها وهما
جبينان كما تقدم فيكون هذا
مناقضاً لذلك -

واقول ثانياً ان ادنى التصويرين
مصلين عن يمين وشمال خير
مخاض بين نجد ابن السدى بان اثنه
المصرى الوسطاني واقام اعمدتهما في
التصوير الاول على المنار بذلك المصلى عرضاً

طرف توجه كالحق وحي ذكر کیا ہے جو ہم قول ثالث
میں ذکر کرتے ہیں۔

اقول (میں کہتا ہوں) اولاً لیکن علامہ
عمشی کے اس عمل میں دوسری عبارت میں جبین کو الجبهة
دریشائی کے معنی میں لینا بجا نہ ہوگا اور اس میں کوئی مضائقہ
نہیں کیونکہ تاج العروس والے نے اپنی شیخ کے حوالے
سے کہا ہے کہ جبین دریشائی کے معنی میں استعمال ہوتا
ہے کیونکہ ان دونوں میں قریب کا تعلق ہے نہ میر کے قول
میں یہ استعمال پایا گیا ہے جیسا کہ زہیر کے دیوان کے
شاعرین نے تصریح کی ہے پھر ایسا ہی ایک شعر
مثنوی کا انھوں نے ذکر کیا لیکن علامہ عمشی نے قد کے
جبارت میں جبین کا حقیقی معنی مراد لیتے ہوئے اس سے
یہ استدلال کیا ہے کہ لفظ جبین سے ثابت ہوتا ہے یہ
ضروری نہیں کہ خط نمازی کی دریشائی کے وسط سے نکلے
کیونکہ جبین دریشائی کی ایک طرف کہتے ہیں اور اس
کے دونوں طرف جبین ہیں جیسا کہ پہلے ذکر کیا ہے
لہذا علامہ کی یہ استدلال والی عبارت جبین کو دریشائی کے
معنی میں لینے والی عبارت کے مناقض ہے۔

اقول ثانیاً مذکورہ دونوں تصویروں
میں کعبہ کی دیوار کے متوازی درمیانے نمازی کے بائیں اور
بائیں مزید دو نمازی رکے گئے ہیں جو اس دیوار کعبہ کے
متوازی نہیں ہیں اور پہلی تصویر میں ان دونوں نمازیوں کے
خط کو درمیانے نمازی پر سے عرض میں گزارنے سے خط

ولا شك انهما لا ينتهيان الى الكعبة
بل يتوزان عنهما ذات اليمين وذات
الشمال كما صور وانما كانت شروط
المعراج انت يصح الخط بالكعبة ، و
في التصوير انما اقامهما على الخط السار
في امتداد الكعبة غير واقعيت على
نفس البيت بل مستزاد من عندها كما
مرولهم السار خط يصح على الكعبة
ممتد اعني جنبها الى الافق انما
اساد خطا مقتصرا عليها ليقع مرور
خط الحجب على نفس الكعبة كما في المعراج
والا كيف تكون مسامحة حقيقية مع كون
المعصلي بمنزل عن محاذاتها فهذا ان
المعصلي لا مدخل لهما في تصوير
الحقيقية وكا به رحمه الله تعالى اراد
ان يريد مع تصوير الحقيقية تصوير
التقرية وقد كان سهلا علينا ان نفرض
للمعصين المرئيين مختلفين بعدة قراين
بحيث لا تروى المقابلة لكه رحمه الله
تعالى سبقت الى خاطرة انت
الشرط في التقرية انت يقف المعصلي
على ذلك الخط السار عرضا بالمعصلي
الموسطا او نقول يقوم بحد ذلك
الخط العرضي السار في امتداد الكعبة
بحيث يكون خط جهة صعود اعلی

پر ملایا جبکہ حقیقیانہ دونوں خطوط کعبہ کے متوازی نہیں ہوتے
بلکہ کعبہ سے دائیں اور بائیں گرتے ہیں جیسا کہ تصویر سے
واضح ہے۔ حالانکہ یہ تصویر معراج والی ہے جبکہ معراج
میں خط کا کعبہ پر واقع ہونا شرط قرار دیا گیا ہے، اور
دوسری تصویر میں ان دونوں نمازیوں کے خطوط کو کعبہ پر
گزرنے والے خط سے ملایا جو عین کعبہ پر نہیں بلکہ کعبہ سے
دائیں اور بائیں گزرتے ہیں جیسا کہ گزرا لاکہ دور نے
کعبہ سے گزرا اس کے دونوں جانب سے اُنی کی طرف
نکل جانے والے خط کو ذکر نہیں کیا اس نے صرف وہ
خط مراد لیا ہے جو کعبہ پر ختم ہوتا کہ نمازی کی جبین سے نکلنے والے
خط کا گزرنے کعبہ پر واقع ہو جیسا کہ معراج میں ہے، ورنہ
نمازی کے متوازی نہ ہونے کے باوجود حقیقی سمت کیسے
ہو سکتی ہے، پس معلوم ہوا کہ دائیں اور بائیں جانب
والے دونوں نمازیوں کا حقیقی سمت کی تصویریں کئی دخل
نہیں، اس نے معلوم ہوتا ہے کہ گو یا محضی رحمہ اللہ تعالیٰ
نے سمت حقیقی کے ساتھ ساتھ قریبی سمت کی تصویر بھی
زائد بنائی ہے، (قریبی سمت بنانے کے لئے) ہمیں یہ
کہہ دینا آسان تھا کہ حقیقی سمت والے نمازی کے علاوہ
ہم وہ نمازی اس سے چند فرسخ کے فاصلہ پر اس طرح
فرض کر لیں کہ کعبہ سے ان کا مقابل زائل نہ ہو۔ لیکن اللہ
تعالیٰ ان پر رحم کرے محضی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دل میں یہ بات
آئی کہ قریبی سمت کے لئے یہ شرط ہے کہ درمیانے
حقیقی سمت والے نمازی پر عرض میں گزرنے والے
خط پر کوئی نمازی کھڑا ہو یا یوں کہیں کہ کعبہ پر سے
گزرنے والے عرضی خط کے متوازی یوں کھڑا ہو کہ اس کی

بعد هما یک فی التصویرو علیہما جمیعاً
فی التقدیرو بعد تحقق هذا الشرط
لا تقدیرو بمسافة فلیحفظا جہتہما
وینتقل ما بعد الہما فاذا یکون
لخط القائل علیہ او الیہ المصلیات
عیر محدد ود علی ما نرجم کما یاق
تعییضہ و عانات نزلان عظیمتای
یجب التنبہ لہما فان الامر ین
وحاش للہ لایزید بالعلماء
وقوع بعض من لا مت من
اقدامہم لا مسمیاً مثل هذا
الحقق الذی استثناس
مشرب الامراض و معاسمہا
بنور تحقیقاتہ السنیۃ و
تفضل الوہب مثلی علی مواہد
عوش فواشد الہنیۃ
جزا اللہ تعالیٰ جزاء العز
والاکرام جمع بیننا و بینہ
فی دار السلام بفضل رحمتہ
یہ و باشر العلماء اکرام علی سیدہم و
مولاہم و علیہم و علیہا الصلوۃ والسلام
مین آمین یا بیدیم السموات والارض
یا ذا الجلال والاکرام فاننا ذکر فی سیاق
دلت ماعرض للمحشین من الوہم و
الایہام فی فہم کلام المدق العلافی العلام لیتضح

پیشانی سے نکلنے والا خط نمود بنے خواہ نمازی یا کعبہ پر سے
گزرنے والے ایک خط پر یعنی تصویر میں سینہ، یا ان
دونوں پر نمود بنے فرضی طور پر، اس شرط کے پاسے جانے
کے بعد مسافت فرض کرنے کی ضرورت نہیں، وہ دونوں
نمازی اپنی جہت کو محفوظ رکھیں اور بس، دائیں یا بائیں
جہت چاہیں وہ منتقل ہو جائیں، اور جس پر خط قائم ہے
یا جس خط کی طرف دونوں نمازی متوجہ ہیں اس کی فطری رشتہ کے خیال
میں کوئی حد نہیں (بشرطیکہ وہ ان خطوط پر قائم رہیں) جیسا کہ
خود ان کی نفس اس پر آئے گی، حالانکہ (قرنی سمت کی
بیان کردہ شرط اور اس کے بعد مذکورہ خطوط کی مسافت
کو غیر محدود رکھ کر دونوں نمازیوں کا ان خطوط پر حسب
حوالہ منتقل ہوتا یہ دونوں عظیم غلطیاں ہیں ان پر تنبیہ
مردی ہے، یہ کہ یہ دی معاملہ ہے، حاش اللہ! علماء
کو ان کے قلوب کی غلطیاں زیب نہیں دیتیں، مگر سنا
یہ محقق جس کی قیمتی تحقیقات کے نور سے زمین کے مشرق
و مغرب منور ہو رہے ہیں اور مجھ جیسے ہزاروں لوگوں اس
کے بہ مثل اور اہم فوائد کے دستر خواں کے گوشہ چین میں
اللہ تعالیٰ اس کو عزت و اکرام کی جزا عطا فرمائے، ہمیں وہ
اُسے جنت میں جمع فرمائے اپنی رحمت کے فضل سے جو
اُن پر اور تمام علماء کرام پر ہو، اور ان سب کے مولیٰ و آقا
پر اور ان پر اور ہم پر رحمت و سلام ہو، آمین آمین !
اسے آسمانوں اور زمینوں کو ابتداء پیدا کرنے والے !
یا ذا الجلال والاکرام ! میں تو اس بیان کے سیاق میں
علامہ طائی کے کلام کو سمجھنے میں حاشیہ لکھنے والوں کو جو
وہم اور اہام واقع ہوا ہے کو ذکر کروں گا تاکہ مقصود واضح

المرام وينجلى بدر السداد من تحت
النهار فأشطران الجيوش المدقق
الذى قدما اکتحل عين الزمان بشله في
الاحيرين اعنى العلامة علاء الدين محمد
الحصکفی عامله الله تعالى بلفظه الموفى اشر
ههنا عن المتع كلاما قهراً مناه واستقر معناه
فقدان احبابه بجهتها بان يبقی شیء من سطح
الوجه صاعداً للكعبة اولهواء هابيات
يفرض من تلقاء وجه مستقبلها حقيقة
في بعض البلاد خط على زاوية قائمة الى
الافق ما تراها على الكعبة وخط آخر
يقطعه على زاويتين قائمتين يسمونه
ويسرقه منه قلت فهذا معنى
التيامن والقيام في عبارة السداد
فتبصر الله

اقول اراد العلامة الغزالي من
تلقاء وجه مستقبلها حقيقة في اى
بلد كانت فعبر هذا التنكير تنكير
بعض ولو قال كقول المعراج في
هذا البلد اى البلد
المطلوب الجهة كانت اولى
قال العلامة السيد احمد المصبرى
الطحطاوى في حاشيته قوله

ہو سکے اور بادل کے نیچے سے درستی کا روشنی چاند نمودار
ہو سکے۔ واضح ہو کہ وہاں ہر حق بن کی مثل متفرقین میں
نظر نہ پائی، میری مراد علامہ علاء الدین محمد حصکفی
ہیں، ان سے اللہ تعالیٰ اپنے کامل لطف و کرم کا سوا
فرمائے، نے یہاں پر شیء سے ایک ایسی کلام نقل کی جو
مختصر ہے اور اس کا معنی مختص ہے۔ پس کہا کہ جست کعبہ
کو پانے کا مطلب یہ ہے کہ نمازی کے چہرے کی سطح کا
کوئی حصہ کعبہ یا اس کی فضاء کی سمت میں، اس طرح ہو جائے
کہ کعبہ کا حسیقی استقبال کرنے والے کے چہرہ سے ایک سیدہ
خط زاویہ قائمہ پر سے افق کی طرف اس طرح نکلے کہ
بعض بلاد میں وہ کعبہ پر سے گزرے اور ایک دوسرا
خط اس طرح فرض کیا جائے جو پہلے خط کو قطع کرتے ہوئے
اور اپنے تائبہ میں در بائیں طرف بنائے، شیء میں
کہتا ہوں کہ در میں مذکور التیامن والقيام کا یہی معنی ہے
غور کر۔ اح

اقول میں کہتا ہوں، علامہ غزالی نے اپنی
جملہ، سے تلقاء وجه مستقبلها حقيقة في
بعض البلاد میں "بعض البلاد" سے کوئی بھی
بلد ہو، مراد لیا ہے اور اس تنکیر کو لفظ "بعض" تنکیر
سے تعبیر کیا ہے، اور اگر معراج کے قول کی طرح یہ ہی
"هذا البلد" کہہ کر وہ علی قدر ایسے جس کی سمت منظر تلب
تر بہتر ہوتا۔ علامہ سید احمد مصبری الطحطاوی نے (علامہ
الحصکفی کی عبارت کی) تشریح کرتے ہوئے کہا کہ اس کا

منہ اختصر عبارتہا، وہی فلو فرض
خط من تلقاء وجه المستقبل للكعبة على
التحقيق في بعض البلاد وخط آخر يقطعه
على سائر ديتين قائمتين من جانب يمين
المستقبل وشماله لا تزول تلك المقابلة
بالانتقال الى اليمين والشمال على ذلك الخط بقراية كثيرة
ولهذا وضع العلماء قبلة سبلد و
وبددين وبلاد على سمت واحد اه
(قوله قلت فهذا معنى الخ)
ليس كما فهمه فان المتبادر من
المتبادر في عبارتہ هو
الخط ولف عبارتہ الدر الشرح
۱۴ وعزاة للعامة المسيد
ابرھيم الحلي محقق الدر
وقال السيد العلامة محمد اشائي نية
ان عبارتہ المنعہ هي حاصل ما
قد مشاھون المعراج وليس فيها
قوله ما من احد انكعبة بل هو المذکور
في صورة الدر ويمكن ان مراد
انه ما من عليه طولا لا عرضا فيكون
هو الخط الخاص من جن المصلي
والخط الاخر الذي يقطعه هو
العام من ضاع عن المصلي على الكعبة

قول "منح" علامہ نے منح کی جس عبارت کا حوالہ دیا ہے
وہ عبارت مفصل ہے جس کو علامہ حنفی نے مختصر کر کے
لکھا ہے اس کی عبارت یوں ہے بعض بلاد میں کعبہ کی طرف
تحقیقی طور پر چہرہ کرنے والے کی پیشانی سے ایک خط
فرع کیا جاسے، اور کعبہ کا استقبال کرنے والے کے
دائیں و بائیں ایک اور خط فرع کیا جاسے جو پہلے خط کو
دو قائمہ زاویوں پر قطع کرتے ہوئے کسی فرسخ تک اس طرح
دراز ہو کہ اس خط پر کئی فرسخ تک دائیں بائیں انشغال کر کے اس کا
کعبہ سے تعاقب زائل نہ ہو۔ اس بنا پر علامہ نے ایک
ہی سمت پر کئی بلاد کے قبلے وضع کئے۔ علامہ حنفی کا قول
"قلت فهذا معنى الخ" علامہ کا یہ فہم درست
نہیں ہے کیونکہ ان کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں
"بائیں" کرنے والے چیز خط ہے، حالانکہ وہ اس کی عبارت
میں "وہ شخص ہے، الخ" علامہ طحاوی نے اس بیان
کو محشی در علامہ سید ابراہیم علی کی طرف منسوب کیا ہے۔
علامہ حنفی کی عبارت پر علامہ اشائي نے کہا کہ منح کی عبارت
یہ معراج کی عبارت (جو ہم ذکر کر آئے) کا خلاصہ ہے تاکہ
معراج میں "ما من احد انكعبة" (کعبہ پر سے گزرنے
والے خط) کا ذکر نہیں ہے، بلکہ یہ در کی تصویر میں مذکور
تھیں ہے اس سے عرض کی بجائے طول میں گزرنے والا خط
مراد ہر تو یہ ایک نمازی کی زمین سے نکلنے والا خط
اور دوسرا خط جو پہلے کو قطع کر کے وہ نمازی پر سے عرض
(چرڈائی) میں گزرنے والا ہو گا، کعبہ پر گزرنے والا ہو گا

میں صدق بیاہورنا اولاً ثانیاً ثلثاً امت
قبصارہ علی بعض عبارۃ السمنہ
ادی الی قصیر یہ عن المسامۃ تحقیقاً و
ہی استقبال العین دون المسامۃ تقدیراً
وہی استقبال الجهة مع ان المقصود
الثانیۃ فکانت علیہ ان یحذف
قولہ من تلقاء وجہ مستقبلہا حقیقۃ
فی بعض البلاد اہ فہذا کل ما اوردہ وتمام
ما امرادوہ ۔

تو اس سے ہماری پہلی اور دوسری دونوں تصویریں ان کی
تصدیق ہوگی، درست ہوں گی پھر علامہ کا منہ کی کچھ
جہارت پر انحصار کرنا، حقیقی سمت پر انحصار کرنا برکت،
سے باوردہ عین کعبہ کی طرف استقبال ہے نہ کہ فرضی
سمت پر انحصار کیونکہ وہ سمت قبلہ کی طرف استقبال ہے
حالانکہ سمت فرضی یعنی کعبہ کی سمت کی سمت استقبال
کرنا ہی مقصود ہے اس لئے ان کو جہارت سے بعض
بلاد میں حقیقی طور پر کعبہ کو پیشانی کرنے کو حذف کرنا
ضروری تھا اہ، یہ علامہ شامی کی مکمل عبارت ہے اور
یہی ان کی مراد ہے۔

اقول اللہ کی توفیق سے، درمیان کی جہارت
کی شرح نویج (دو جہات) و ہر سے مزد وسط پیشانی ہے
(تیمتہ کعبہ استقبال کرنے والے) مراد یہ ہے کہ
اس طرح سیدھا استقبال ہو کہ اگر درمیان سے پرشے
اٹھا دے جائیں تو کعبہ دونوں آنکھوں کے درمیان
نظر آئے، (بعض بلاد میں) سے مراد کوئی بھی علاقہ ہو
خط فرض کیا جائے، سے مراد سیدھا خط قائم کیا جائے،
ایک دوسرے خط پر جو استقبال کرنے والے کی پیشانی پر
عرضی (چوڑائی) طور پر اس کے درمیان سے آئیں اور
بائیں طرف پھیلا ہوا ہو ایک خط دوسرے سے اس
طرح ملے کہ اس سے وسط پیشانی پر زاویہ قائم پیدا ہو
یہاں ایک زاویہ قائم کو ذکر کیا ہے کیونکہ پیشانی پر خط کا
دونوں طرف پھیلنا ضروری نہیں بلکہ خط ان سے کسی

اقول وبالله التوفیق شرح نظم
الدرہکد (ایضاً من من تلقاء وجہ،
ای وسط جہتہ) مستقبلہ حقیقۃ،
بحیث لو رعت الحجب لریت الکعبۃ بین
عینیہ (فی بعض البلاد) ای اک
بلد یراد (خط) مستقیم قائم (علی)
انخط المسار بجہتہ معترضا من
وسطہ الی یعیثہ او شمالہ بحیث
یحدث معہ (زاویۃ قائمۃ) عند
الجہۃ ولہ یقل قائمتین لانہ
لا یجب قسطن المعترض ما را
الی الجہتین بل یکفی ادق خط
الحایۃ جہۃ منہما

ایک طرف بھی قاصر ہو تو کافی ہوگا، لہذا بالفعل دونوں
خطلوں سے ایک ہی زاویہ قائمہ پیدا ہوگا اسی لئے
یہاں دو زاویوں کو ذکر نہیں کیا اس حاصل مدق کا یہ ایک
انتخاب ہے کیونکہ ایک زاویہ قائمہ دو قائم زاویوں کے مقابلہ
میں مختصر ہے اور اس ایک زاویے سے مطلوب میں کفایت
بھی پائی جاتی ہے اس لئے انہوں نے مختصر اور کافی کو
پسنے کی وجہ (افق کی طرف) یہ لفظ متعلقہ وجہ میں
کا مقابل ہے، یعنی پیشانی کے وسط سے نکل کر افق کی
طرف پہنچا ہو جس میں لمبائی ہو (وہ گرد رہا ہو) نفس کعبہ
پر سے، یہاں تک مسامتت حقیقی کا بیان تام ہو گیا اس
کے بعد سمت تقریبی کا بیان شروع ہوا، تو کہا اور دوسرا
سہ حافظہ غزل کے لئے جو استقبال کرنے والے کی
پیشانی پر پہنچے خط واسطے طرح قطع کرے کہ اس سے
دو زاویے قائمے پیدا ہوں اور یہ دوسرا خط پیشانی پر
عرض میں آئیں اور بائیں پھیلا ہوا ہو، مراد یہ ہے کہ کعبہ
کا استقبال کرنے والے کے آئیں اور بائیں دراز ہوا ہو
اور یہاں پہلے کی طرح ایک زاویہ قائمہ پر اکتفا نہیں کیا
بلکہ دو زاویوں کو ذکر کیا، کیونکہ وہاں پر پیشانی پر
ظاہر والے خط کا پیشانی کے آئیں اور بائیں دونوں طرف
پھیلنا ضروری نہیں تھا بلکہ وہاں برائے نام ہونا کافی
تھا جس پر لمبا خط آگزرے، اگرچہ اس جانب پیشانی
کے نصف بلکہ چوتھائی کو بھی نہ گھیر ہو، لیکن یہاں پیشانی
پر ظاہر ہونے والے خط کا دائیں اور بائیں کئی فرسخ
تک بڑھا ہونا ضروری ہے تاکہ سمت کعبہ سے دائیں
اور بائیں انتقال کا محل بن سکے، اسی لئے یہاں قانون

فلا یحسد مثلاً بالفعل الا قائمة
واحسدة و ذلك من ایجابات
هذا الفاصل المدق فاث ثوابية
قائمة اخر موصوفات اوتین قائمتین
وفیہا الکفایة فاختر ما قل و کفی (الی
الافق) مقابل من فی قوله
من تلقاء وجه ای یستند
من وسط لجبهة و ینتھ
الی الافق و یكون فی امتدادہ هذا
(مسا علی، نفس) الکعبۃ، الی ههنا
ثم بیان المسامتۃ الحقیقیۃ ثم
شروع فی بیان التقربیۃ فقال (و
یمر من خط اخر، مستقیم) یقطعہ
عند جبهة المستقبل (علی ثوابتین قائمتین
مسا ای العرضین) یمنۃ و یسرة)
ای یمین المستقبل و یسارۃ و لم
یکتف باحد الاخر لعشار المیہ فی
قوله علی ثوابیۃ قائمة لان ثمة
کانت یکنی ادق ما ینتطق علیہ
اسم الخط ف احد الجانبین
وان لم یستوعب نصف
جبین ذلک الجانب و لا یمنۃ و الا ان
یحتاج الی خط مستدیمینا و شحاکا الی فراستہ
کثیرۃ لیکون محل الانتقال یمنۃ و یسرة
ولذا فی ههنا بتثنیۃ القائمة

فاذا انتقل المصلح على هذا
الخط في اى جهة الى فواسط كثيرة
حسب ما يقتضيه بعد البلد من
الكنعنة لا يخرج عن الجهة و اشار
الى ذلك بقوله (قلت فهذا معنى
التيامن والتياسر) المسوغين
للمصلى (في عبارة الدور) فان
الدوران اذ كرتيامن المصلى و
تياسره وكانت يحتمل ان معناه
يجعل الكعبة على يمينه او يساره
وليس مراد اقطعا فوسط الخط
يمينه ويساره و اشار بطرف خلف
كعبته من جهة الله تعالى في
غاية الايجاز الى ان ذلك
التيامن والتياسر للمصلى انما
هو على هذا الخط المخرج يمينه و
يساره لا ما يتوهم (فتبصر)
كيلا تنزل وقد ظهر لك من
هذا الشرح بتوفيق الله تعالى
اولا سقوط ما ترميهم ان بيانه
قامر على الحقيقة كيف ولو كانت
كذلك لما احتج الى قوله و نمط آخر

کو ذکر کیا، پس جب نمازی اس دائیں بائیں پڑھنے کے
خط پر منتقل ہو خواہ کئی فرسخ دائیں یا بائیں جس قدر بھی
کعبہ سے شہر کا بعد ہو اس کے مطابق منتقل ہونے سے
بہت کعبہ سے خارج نہ ہوگا، اس کی طرف اشارہ
کرتے ہوئے صاحب اللہ نے کہا میں کہتا ہوں
(دائیں اور بائیں طرف ہونے کا یہی معنی ہے کہ دونوں
خط نمازی کی دونوں جانب نہیں گئے) جو مذکور ہے
دریں میں، کیونکہ درسنے نمازی کے دائیں اور بائیں
ہونے کا ذکر کیا ہے، اور یہ احتمال بھی ہو سکتا تھا
کہ نمازی کعبہ کو اپنے دائیں اور بائیں کرے۔

لیکن یہ احتمال قطعاً مرد نہیں ہو سکتا۔۔۔
اس لئے انھوں نے دائیں اور بائیں خط بنا کر ایک محقق
استاد و صاحب انوار اللہ تعالیٰ کی اقتصاد کی عادت
سے نمازی کے تيامن و تياسر میں بھی اختصار سے
کار لیا ہے وہ فرماتے کہ نمازی کا دائیں بائیں پھینکنا
خط پر قائم رہتے ہوئے سے دائیں یا بائیں ہونا مرد
ہے، مذکورہ جو بعض کو ہم ہوا، (پس غور کر) تاکہ تو
پھینکے میں۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے تم پر اس شرح سے
چند امور ظاہر ہوئے۔

اولاً یہ کہ بعض مشی حضرات کا یہ خیال کہ علامہ حنفی
نصرت مستحق کو ہی بیان کیا ہے، یہ خیال ساقط
ہوا، کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو پھر علامہ کو "خط آخر" الخ

لے، یہاں تک کہ قوسوں کے درمیان جو عبارت ہے وہ درختار کی ہے باقی عبارت شرح کی صورت میں انحضرت
کی اپنی ہے۔

کہنے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ حقیقی سمت کا بیان ماسوا
علی الکعبۃ پر تمام ہو جاتا ہے۔

ثانیاً یہ کہ علامہ علی اور علامہ طحاوی کا یہ
اعتراف بھی ساقط ہو گیا کہ القدر یعنی حکنفی کا کلام
تیسرا من اور تیسرا سو کے معنی کے تعین میں دُرر کے کلام
کے مخالف ہے جیسا کہ ہمیں معلوم ہے۔

ثالثاً یہ کہ علامہ شامی کا یہ خیال کہ علامہ
حکنفی اور ترمذی کی تصویریں تقابلیہ ہے۔ یہ خیال ساقط
ہوا۔ اور تعجب ہے کہ علامہ شامی خود معترف ہیں کہ
ترمذی کی عبارت معراج کی بیان شدہ عبارت کا ماحصل
ہے، جبکہ ترمذی کی گزشتہ عبارت میں خطا کا کعبہ
پر سے گزرنے کو کہہ رہے ہیں تقابلیہ کہاں پیدا ہوا
نہ کہ ترمذی کی اور ترمذی کی عبارت ایک ہے دونوں کے
درمیان صرف اتنا فرق ہے کہ معراج نے کعبہ پر سے
خطا گزرنے کو بطور جزاء ذکر کیا ہے اور دُرر نے اس
کو بطور مال ذکر کیا ہے کیونکہ وہ صرف سمت تقریبی کو
بیان کر رہے ہیں اور حقیقی سمت کا اظہار انھوں نے صرف
فرضی طور پر اور تصریح میں کیا ہے۔

سابعاً اس سے بھی عجیب ان کا یہ قول
ہے کہ علامہ حکنفی کے لئے ضروری تھا کہ وہ کعبہ کے
حقیقی استقبال کرنے والے کی پیشانی سے لڑ والی
جہات کو حذف کرتے (تاکہ سمت تقریبی کا بیان درست
ہوتا) مجھے معلوم نہیں کہ ان کلمات کے حذف سے
سمت تقریبی کا بیان کیسے تمام ہو سکتا تھا، جبکہ آپ
کے خیال میں دائیں اور بائیں کھٹنے والے خط پر انتقال کر

لان بیان الحقیقة قد تم الی قوله ماسوا
علی الکعبۃ۔

ثانیاً سقوط ما اعترض به العلامة
الحنبی و انطحطاوی من التخالف بین
کلاہی الدرر والدرر فی معنی القیاس و
القیاس سرکما علمت۔

وثالثاً سقوط ماسوا عم العلامة الشامی
من التقابیر فی تصویر و تصویر المنہ و
من العجب انہ رحمہ اللہ تعالیٰ
معترف بامت عیساۃ المنہ حاصل
ما قد منہ عن المعراج وقد تقدم
فی المعراج مرویہ علی الکعبۃ فمن ائمت
لشأ التقابیر و انما عبارتہ بین عبارت
المعراج لا تفاوت بینہما الا بان المعراج
ذکر المرویہ عن الکعبۃ فی الجزء والدرر اورثہ
حالاً لانه کانت بعد بیان التقریبۃ
فاخذ الحقیقة فی الفرض
والتصویر۔

و رابعاً العجب منہ قولہ کانت
علیہ ان یحذف قولہ من تلقاء وجہ
الی آخر الخ ولا ادری کیف یتم بیات
التقریب باسقاط هذه الکلمات مع
عدم ذکرہ عند کم الانتقال
عن ذلک الخط یسینا و
شمالا و امت استنبط هذا

انہوں نے ذکر نہیں کیا اگرچہ معنی اُن کے قول "فہذا معنی"
 "تیا من و تیا سرکار معنی ہے" سے حاصل کیا جا سکتا ہے
 تاہم مجھے معلوم نہیں حقیقی مستقبل کعبہ کی پیشانی سے خط
 نکالنے کے ذکر سے ان کو کیا قصاص ہو رہا ہے صرف یہی کہ
 اس سے سمت حقیقی کے تعین کے بعد سمت تقویٰ کا بیان
 ہو رہا ہے۔

خاصاً اگر بقول علامہ شامی اس کلام کو حذف
 کر دیا جائے تو پھر خط کا عزت کیا ہوگا۔ جب مخرج مذکور ہوگا
 تو نہ بیان صحیح ہوگا اور نہ ہی کعبہ کی تعین ہو سکے گا۔ اس طرح
 نہ سمت تقریبی ثابت ہوگی اور نہ ہی تحقیقی ثابت ہوگی۔
 اور اللہ تعالیٰ ہی سیدھے راستے کا ہادی ہے۔

علامہ شامی نے کہا قولہ "قلت" آپ کو معلوم ہو چکا ہے
 کہ "ر" میں شخص کو اپنے علاقہ سے عین کعبہ کی طرف استقبال
 حقیقی کرتے ہوئے یوں فرض کیا جائے کہ اس کی پیشانی
 سے نکلنے والا خط عین کعبہ پر واقع ہو رہا ہے، تو یہ تحقیقی
 سمت ہوگی اور اگر وہ شخص دائیں یا بائیں کئی فرض متقل
 ہو جائے اور ہم ایک خط فرض کریں جو کعبہ پر سے مشرق
 سے مغرب کی طرف گزرے (قلت علامہ شامی کا یہ قول
 اس کے اپنے علاقہ شام سے متعلق ہے کیونکہ وہاں سمت قبلہ
 جنوباً ہے) اس لئے کعبہ پر عرض میں فرض کردہ خط ہشت
 سے مغرب میں گزرے گا، ہمارے علاقہ میں یوں کہا جائے
 کہ شمال سے جنوب کی طرف پڑھنے والا خط (کعبہ پر عرض
 میں گزرنے والا ہوگا) غرضیکہ عرض میں پھیلنے والا خط

من قوله فہذا معنی التیا من کما
 ضلت فلیت شعری ماذا یضربہ ذکر
 لاخراج من تدف وجہ المستقبل
 حقیقة فلیس الا بفرض التحقیق
 ولا شہر تقدیر الا لتقال
 عنہ۔

وخامساً لأن اسقط هذا آكله لبقی
 مخرج بخط مهملاً لمرتبی ولہ تعین
 فلا تقریب ولا تحقیق والله انہادی
 الی سواء النظر۔

قال الشامی قوله قلت، قد علمت انہ لو فرض
 شخص مستقبلاً من بلدہ لعین الکعبۃ حقیقة
 بان یفرض من المخط الخامس
 من جبینہ واقصاعی عین
 الکعبۃ فہذا امامت لہا تحقیقا،
 ولو انہ انتقل الی جمۃ یمینہ
 یوشکہ بفراسۃ کثیرۃ وفرضنا
 خطا ما را علی الکعبۃ من المشرق
 الی المغرب (قلت قالہ بالنظر
 الی مدہ شامی لان قبلۃ الشام الجنوب و
 یقال فی بددن من الشمال الی الجنوب
 وبالجملۃ المراد الخط المعترض

قال (وكان الخط الخارج من جبین
الموصل يصل على استقامة إلى هذا
الخط المماس على الكعبة فانه
بهذا الانتقال لا تولد المقابلة
بالكعبة لان وجه الانسان مقوس فمهما تأخر يمين
اوليها عن عين الكعبة يبقون من جوارب
وجهه متقابلين لها)

اقول فهم من جهة الله تعالى ان
وصول خط الجبهة عمودا على الخط
المعترض المماس بالكعبة عند الانتقال
ليبين والشمال شرط بقاء الجبهة
عندهم وقد اصبحت عند تعيد هذا
قول بل المفهوم مما قد مر من مخرج
والدور من التقييد بحصول تراوحتين
قائمتين عند انتقال المستقبل لعين
الكعبة يمين اوب شماله لا يصح لو كانت
احد لهما واحدة والاخرى متفرجة بهذا

الكعبة
مصل
اقول ليس في عبارة
الدمر ذكر الانتقال ههنا اصلا
فضلا عن حصول قائمتين بعد
الانتقال وما ذكر بعد في التفسير

مراد يا ہے علامہ شامی نے کہا کہ نمازی کی جبین سے
نکلنے والا خط سیدھا کعبہ پر سے گزرنے والے خط کو
سے گا تو اس صہرت میں دائیں اور بائیں انتقال کرتے
پر نمازی کا کعبہ سے تعابیل کیلئے زائل نہ ہو گا کیونکہ السان
کا چہرہ مکان کی طرح گول ہے لہذا وہ جتنا بھی عین کعبہ سے
دائیں یا بائیں پھرے گا اس کے چہرے کا کچھ نہ کچھ حصہ
ہرور کعبہ کے مقابل رہے گا ۔

اقول علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ سمجھا کہ
دائیں یا بائیں منتقل ہوتے وقت نمازی کی پیشانی سے نکلنے
والے خط کا عمودی شکل میں کعبہ پر سے گزرنے والے خط
طی کعبہ کی بہت کے بقاء کے لئے ان کے ہاں شرط ہے
اس کے کچھ مواضعوں نے اس بات کو واضح کرتے ہوئے
کہا کہ دور دورہ مراجع سے عین کعبہ کا استقبال کرتے ہوئے
کا دائیں یا بائیں انتقال کرتے ہوئے وہ زاویے قائم
حاصل ہونے کی جو ہم نے قید کر کے ہے اس سے یہ سمجھا
جاتا ہے کہ اگر انتقال کرتے ہوئے دو قانون کی بجائے
ایک زاویہ صاف اور دوسرا متفرج اس صورت پر

کعبہ
مصل
حاصل ہوا تو بہت کعبہ کا
استقبال صحیح نہ ہو گا ۔ اس بیان میں چند اشکال ہیں،
اولاً یہ کہ دور کی جہات میں سرے سے اشکال
کا ذکر ہی نہیں ہے چہ جائیکہ انتقال کے بعد وہاں دو
قانون کے حصول کا ذکر ہو، اور اس نے بعد میں تفریح

من التماسی والتیاسو فیس فیہ ایضاً شر
من ذلك ولا هو يستلزم الانتقال مل و
لا یحصلان لك بالانحراف عن
المحاذات وانت قائم مقامك وبه
عرف فی الدرر حدیث قال فیحد منه انه
لوانحراف عن العین انحرافاً إل

وثانیاً المخرج وكل من ذكرنا من
متابعیه انما فرضوا خطاً من جبین
مستقبل العین مائاً الی النکبة و آخر
قاطعه علی قائمتین ثم فرضوا الانتقال
بین ویسار ابهراسه كثيرة علی هذا
القاطع ولم یشرط هو ولا احد منهم
حدوث القائمتین بعد
الانتقال۔

و ثالثاً لو شرط ذلك لم یصح
لان الانتقال لا یکن علی خط مستقیم
فان القاطع انما یمر فی جانبی المستقبل
بعد موضع قدمه فی الهواء تكون
الارض كرة و انما یسقل المنقل علی
دائرة قهوان حفظ توجهه حیث
استقباله عین النکبة واستقل علی
تلك الدائرة یبیشاً و شمالاً فلا شک
ان الخط الخارج من جبهته

کے طور دائیں اور بائیں ہونے کا جو ذکر کیا ہے اس میں بھی
اس کا کوئی نشان نہیں اور نہ ہی وہ انتقال کو مستلزم
ہے بلکہ جب تو اپنی جگہ کھڑا رہ کر محاذات سے انحراف
بھی کرے تب بھی دو قائلے حاصل نہیں ہو سکتے۔ اسی
بات کو درر نے تعبیر کرتے ہوئے کہا پس اس سے
معلوم ہوا کہ اگر عین کعبہ سے کچھ انحراف کرے إل

ثانیاً یہ کہ معراج اور اس کے مذکورہ متبعین
حضرات نے عین کعبہ کا استقبال کرنے والے کی جبین
سے خط محل کر کعبہ کی طرف جائے اور بدو سرائط جو اس کے
دو قائلے زاویوں پر قطع کرنے کو ذکر کیا ہے اور پھر ان
لوگوں نے اس قاطع خط پر دائیں بائیں کئی فرسخ تک
انتقال کر فرض کیا ہے، اسی کے باوجود معراج اور اس کے
متبعین نے انتقال کے بعد دو قائلے زاویوں کی شرط
نہیں لگائی۔

ثالثاً یہ کہ اگر یہ شرط لگائی جائے تو درست نہیں
ہوگی کیونکہ انتقال خط مستقیم پر ممکن ہے اس لئے کہ
قطع کرنے والا خط کعبہ کا استقبال کرنے والے کے
دائیں اور بائیں دونوں طرف فضا میں ایک قدم کے
فاصلے سے گزرے گا کیونکہ زمین کر دی یعنی گول ہے
انتقال کرنے والا صرف ایک دائرہ پر انتقال کرے گا
اب اگر وہ عین کعبہ کا استقبال کرتے ہوئے اپنی جہت
کو محفوظ رکھتے ہوئے اس دائرہ پر دائیں یا بائیں
انتقال کرے تو یقیناً اس کی پیشانی سے نکلنے والا

خط کعبہ پر سے عرض میں گزرنے والے خط کو دو قائلوں پر
قطع نہیں کرے گا، لکھا دیکھنی۔

سرا بعا یہ شرط صحیح ہو یا نہ ہو مگر شکی کا یہ کہنا
ہرگز درست نہیں ہوگا کہ جتنا بھی دائیں بائیں ہٹ جائے
مراج اور اس کے قریب سے صرف پر ذکر کیا ہے دائیں
بائیں کی فریق کثرت متقل ہوئے والے کی جست باقی ہوگی و
یہ بات صحیح ہے، کیونکہ انھوں نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ جتنا
بھی متقل ہو جائے تب بھی جست نہ بدلتی گی۔ یہ کیسے ہو سکتا
ہے جب انتہائی طور پر انتقال ہوگا تو یقیناً وہ کعبہ کی جست پر
نہ رہے گا، اور منقریب یہ قبح پروا منج ہو جائیگا۔

خاصاً یہ کہ جب کسی رُجھ اللہ تعالیٰ کے ذہنی
میں یہ بات مرکز ہو چکی ہے کہ کعبہ کی جست کی بقا دیکھنے
یہ شرط ہے کہ ماری نیشانی سے نکلنے والا خط، کعبہ پر
عرض میں گزرنے والے خط کو عمودی شکل میں قطع کرے تو
ان کو ہم ہوا کہ اگر متقل ہونے والے نے مذکورہ معیار
والی جست کو چھوڑ دیا اور شعور اسامی دائیں بائیں اس
نے انحراف کیا تو استقبال صحیح نہ ہوگا، کیونکہ اس صورت
میں (مذکورہ دونوں خطوں کے ملنے سے) دو قائمہ زاویے
نہیں بلکہ ایک حادہ اور ایک منفرجہ حاصل ہوں گے،
جیسا کہ قبل ازیں وہ ذکر ہو چکے ہیں۔ اور انھوں نے یہ
گمان کر لیا کہ شعراج اور درگاہ کلام اس قبیل انحراف کی
اجازت کے خلاف ہے جس کا امر احکام مستند و کتب میں
ذکر ہے۔ اور انھوں نے اس کی یہ کہہ کر قنبر یا کر دی کہ
دائیں بائیں ہونے سے مراد کا حاصل یہ ہے کہ عین
کعبہ سے دائیں یا بائیں جست انتقال کرنا ہے نہ کہ

لا یقطع الخط انما بالکعبۃ عرضاً علی
قائمتین کما لا یخفی۔

وسرا بعا یہ صریح فلتک اولاً یصح فلی
یصح قولہ مهماتاً حریجینا اور یساراً
واما ذکر المعراج ومن معہ بقاء الوجهۃ
بالانتقال علیہ بغير شرط کثیر و هذا
صریحہ ولو یسألونہ مهماتاً انتقل لہم
یتبدل کیف والوانہ فی الانتقال علیہ
لا یبقی مواجہۃ الکعبۃ لا شلش و
سبب بیان نہ۔

وخاصاً انما ارتکزی ذہنہ
رحمہ اللہ تعالیٰ ان شرط نقاد المواجہۃ
وصول خط الوجهۃ الی ذلک بعد معتبر
بالکعبۃ عموداً قوہم انت لو تولت
المتقل فلتک الوجهۃ و انحراف قلیلاً یمینا
او شمالاً لہ یصح تکون النواہی من
الذات حادۃ و منفرجۃ کما قدمہ
فزعہم انت حکام المعراج
والذکر ہذا مخالفت لا حبانۃ
لا بحراف القلیل المصروح
بہا ف غیر ما کتاب
وصروح بہ (ذ قال او الحاصل
ان المراد بالیتا من
ایتا سر الانتقال من عین الکعبۃ
الی جہۃ الیمین او الیسار لا الانحراف،

انحراف کرنا مراد ہے۔ لیکن اس کے باوجود فقہاء کی کتب میں ایسا کلام ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انحراف قلیل مضر نہیں ہے، اس پر پھر انھوں نے قہستانی، زاد الفقیہ کی شرح علامہ غزی اور امامی الفتاویٰ کے والد سے نیزہ المصطفیٰ کی عبارات نقل کیں۔ تعجب ہے کہ علامہ رشیدی (رحمہ اللہ) نے اسے دور سے خود اپنی نقل کردہ بات کو قبول کئے، کیونکہ انھوں نے یہاں قہستانی سے جو یہ نقل کیا ہے کہ ایسا قلیل انحراف جس سے کعبہ کا مقابلہ کلیۃً زائل نہ ہو مضر نہیں ہے۔ یہ بعینہ وہی چیز ہے جس کو وہ خود پیچھے حصہ سے بیان کیچکے ہیں، تو درحکا کلام قہستانی کے خلاف کیسے ہو گا۔

مسئلہ سہم یا یہ کہ معاہدہ نہیں جیسا کہ انہوں نے بجا بلکہ کعبہ کا استہمال کرنے والے کی وسط پیشانی کا سمت کعبہ سے انحراف، دائیں بائیں انتقال اور کعبہ کی دیوار کی سطح سے خروج کو لازم ہے، اب اگر محشی رحمہ اللہ تعالیٰ نازی کے دائیں بائیں انتقال میں اس زاویہ قائمہ والی قوس پر قائم رہتے ہیں تو اس صورت میں ان سے نازی کی سمت کعبہ سے بالکل خارج کر دینے والی بات صادر ہو رہی ہے، اور اگر منتقل ہونے والے کے لئے (اس زاویہ قائمہ والی بات) سے انحراف کی کعبہ کی طرف قوس کی حفاظت کئے (منتقل ہونے والے کا کعبہ کی طرف) انحراف مراد نہیں تو

لکن وقع فی کلامہم ما یدل علوان
لا انحراف لا یفترق ثم نقل کلام
القہستانی وشرح العلامة الغزی
لزاد الفقیہ ومنية المصطفیٰ عن
امام الفتاویٰ والعجب ان نسوی
ما نقل بنفسه من الدورقات
الذی نقل ہنا عن القہستانی
عین ما قدم عن الدورق من
ان لا انحراف ان الیسیر الیدی لا یزول
به المقابلة یا کلیة لا یفترق کیف یکون
کلام الدورق مخالفاً لہ۔

صادقاً لیس کا صبر کیا قہم ہل
انحراف وسط جہۃ المستقبل حسن
مسامحة الکعبۃ لانہ لا انتقال والخروج
عن سطح الجدار الشرعی ولو حفظ
فی سقائہ ثلاث الوجہۃ لاقب علو
ما ینخرجہ عن الجہۃ بالکلیۃ، و
لو انحراف عن تلك الوجہۃ انحرافاً
مناسباً لحفظ التوجہ الی الکعبۃ
فکلامہ منقوص طرہ او عکس، ولیکن
لبیان ذلک موضع شرقی مکة المکرمہ
بین طویلہما نحو من ثلاث مائۃ

وخمسين ميلا ا هـ في خمسين د م ج و
عرضها كالظن حوامت عرضها
مكة المكرمة على مائت باقيست
لجديدته كاله فاذت تكون قبلته
نقطة المضروب سواد بسواء
كما لا يخفى على المهتمين
وذلك لانت في اللوغاس شميات
ظن عرض مكة ٩٦ ٥٩٣ ٥٨٢٣ جيب تمام
ما بين الطولين ٩٦ ٥٩٣ ٥٨٢٣ ٩٦ ٥٩٣ ٥٨٢٣
ظل عرض سوق العجمود
الموقع من نقطة المضرب على
لصف النهار ابلد عام السميت م اس
مكة المكرمة قوسه كالظن دية لعرص
البلد فيكون العمود نفسه دائرة مستقيمة
مترسمتي م اس البلد و مكة ثم نقول
ظن ما بين الطولين ٩٦ ٥٩٣ ٥٨٢٣
جيب تمام عرض موقع العمود ٩٦ ٥٩٣ ٥٨٢٣
٩٦ ٥٩٣ ٥٨٢٣ نجعله محفوظا ونقتل
عن نصف النهار هذا ايمينا و
ش لاعم حفظ الوجه اعني بقاء القطب الشمالي
على المتكبر الايسر فليكن
اولا موضع على خط الاستواء
لعرص الموقع هو الفاصل بينه وبين
عرص البلد لانتهاه جيب
٩٦ ٥٩٣ ٥٨٢٣ ويقت بتضريقه من

اس صورت مي ان کلام جامع اور مانع نہ رہے گا اس
کا بیان یہ ہے کہ مکہ مکرمہ سے مشرق مي واقع ایسا مقام
کہ اس کے اور مکہ مکرمہ کے دونوں طولوں مي پانچے ميں
سے یعنی پانچ درجے ہو ، اور اس مقام کا عرض کا الخط
مکہ مکرمہ کے عرض جتنا ہوگا جیسا کہ جدید قوانین مي ثابت
ہے کہ وہ کا الخط ہے ، تو اس صورت مي اس مقام کا
قبلہ ٹیک نقطہ مغرب ہوگا جو کہ ریاضی ان حضرات پر
خفی نہیں۔ یہ اس سے کہ لوگادثم مي عرض مکہ مکرمہ کا
ظل ٩٦ ٥٩٣ ٥٨٢٣ دونوں طولوں مي اکل جیب
٩٦ ٥٩٣ ٥٨٢٣ = ٩٦ ٥٩٣ ٥٨٢٣ ہے نقطہ
مغرب سے گرنے والے عمود کے مقام کا ظل نصف نهار
کے وقت ميں مکہ مکرمہ کی سمت پر سے گزرے گا ، تو
اس کا قوس کا خط ہوگا جو عرض بلد کے مساوی ہوگا
اس طرح خود عمود ایک دائرہ سمتی ہوگا جو رأس البلد
اور مکہ مکرمہ کے دونوں سمتوں سے گزرے گا ۔ پھر ہم
کہیں گے کہ دونوں طولوں کا ظل ٩٦ ٥٩٣ ٥٨٢٣
عمود کے موقع کے تمام عرض کا جیب ٩٦ ٥٩٣ ٥٨٢٣
٩٦ ٥٩٣ ٥٨٢٣ ہے جس کو ہم محفوظ کر لیں گے اور
ہم دائیں کندھے پر قطب شمالی کو باقی رکھ کر اپنی جہت
کو محفوظ بنا کر اس نصف النہار پر دائیں اور بائیں
ختم ہوں تو
اولا خط الاستوار پر ایک موضع ہو تو عمود کے
دوران کی جگہ کا عرض منفی ہونے کی وجہ سے اس کے اور
عرض البلد کے درمیان زائد ہوگا ، جس کا جیب
٩٦ ٥٩٣ ٥٨٢٣ ہوگا ، اس کو محفوظ سے تفریق

کرنے پر شمالی انحراف کا نکل ۳۸ ۶۲ ۹۶ ۳۴ ۹۰ دہائی ہوگا جس کا قوس سے لے کر مکمل عرض الیٰ ہوگا۔ پس اب جس نے اپنی جہت کو محفوظ رکھا اس کا قبلہ سے ۷۷ درجے سے زائد انحراف ہوگا تو اس کو قبلہ مقرر دیتے کی بجائے بلکہ سمت پہلو پھیرنے والا قرار دینا بہتر ہے کیونکہ اس کے حقیقی پہلو اور کعبہ کے درمیان صرف ۱۳ درجے سے بھی کم باقی رہے گا، اور کعبہ اور اس کے چہرے کے درمیان ۷۷ درجے سے زائد ہوگا، اب اگر وہ اس جہت سے اپنے دائیں یعنی شمال کی طرف ۷۷ درجے سے زیادہ انحراف کرے تو تب تک اس عظیم انحراف سے کعبہ کی جہت کو پائے گا تو یوں ۶۲ درجے سے کم انتقال سے اس کی جامعیت اور مانعیت ختم ہو جائیگی۔

ثانیاً ایک ایسا موضع جس کا عرض ۷۷ شمالی ہو تاکہ شمالی اور جنوبی انتقال ایک جیسا ہو جائے تو اس کا تفاضل عمود کے موقع کے عرض سمیت اسی کے برابر ہوگا تو دونوں کا جیب اور مثل ایک ہی ہوگا تو یہاں سے قبلہ کا انحراف مغرب کے نقطہ سے جنوب کی جانب عرض الیٰ ہوگا اور وہی عرضی لازم آئے گی جو آتی۔

ثالثاً ایک ایسا موضع ہو جس کا جنوبی عرض ۷۷ ہو تو اس کا مجموعہ عمود کے موقع کے عرض سمیت مثل الہ ہوگا جس کا جیب ۳۰ ۴۳ ۵۵ ۹۰ محفوظ سے تفریق شد ۵۹ ۳۰ ۵۵ ۸۶ قوس ہوگا یہ نکل کا خط جس کا کل قدنا ہوگا اس صورت میں

اس مجموعہ نکل الانحراف شمالی ۳۸ ۶۲ ۹۶ ۳۴ ۹۰ قوسہ جسے لے کر تمامہا عرض الیٰ من حفظ الوجهۃ فقد انحراف من القبلة اکثر من سبع و سبعین درجۃ وهو بانہ یسوی مجانباً احق من انہ یسوی مواجہاً ذلہ یبقی بین جنبہ العقیقۃ و بین تکعبۃ لا اقل من ثلث عشرۃ درجۃ و بینہا و بین وجہہ اکثر من ۷۷ درجۃ و ان انحراف من ثلث الوجهۃ الی یمینہ بعض الشمال اکثر من ۷۷ درجۃ فقد اصحاب القبلة بہذا الانحراف العظیم وانقص ذلک طر داو عکب فی انتقال اقل من الثنتین و عشرين درجۃ۔

ولیکن ثانیاً موضع عرض ۷۷ منہ فی شمالیایکون انتقال شمالی مثل ذلک جنوبی نقض ضلہ مع عرض الموقع مثله فحیثہ جیبہ والعمل العمل یکون انحراف القبلة هنا من نقطۃ المغرب الی الجنوب عرض الیٰ و لزوم ما لزوم۔

ولیکن ثالثاً عرض ۷۷ الجنوبی منہ مع مجموعۃ مع عرض من الموقع مثل الہ جیبہ ۳۰ ۴۳ ۵۵ ۹۰ مغرباً من المخطوط ۳۱ ۵۵ ۳۰ ۸۶ قوس و انکل کا خط تمامہ قدنا فقد انحراف

نقطہ مغرب سے قبل کا انحراف ۸۵ درجے ہو گا، اور
نقطہ شمالی کی طرف صرف پانچ درجے باقی رہے گا،
پس اگر وہ اپنی اس توجہ کو محفوظ رکھے تو اس کی نماز
لازمی طور پر باطل ہوگی، اور اگر وہ قطب شمالی کی طرف
پہر گیا تو اس کی نماز یقیناً درست ہوگی اور اگر ہم
دونوں طولوں میں اس سے کچھ فاصلہ فرض کریں تو
تفاوت اس سے بھی بڑھ جائے گا۔ خلاصہ یہ
کہ اس سے بے شمار عربیاں لازم آئیں گی۔ تو حق یہ
ہے کہ درود اور عزائم کی عبارت میں محشی علیہ الرحمۃ کے
ذکر کردہ امور میں سے کچھ بھی نہیں، نہ اس خط پر حسب
نوابش اشتقاق کا جواز اور نہ ہی معمولی انحراف کے
جواز کی ان دونوں سے مخالفت اور نہ ہی بظاہر بہت
کے لئے توجہ کے ملحوظ رہنے کی شرط اور نہ ہی مختلف
زاویے والے دو خطوں کے پیدا ہونے سے ان دونوں
حضرات کی طرف سے نماز کے فساد کا افادہ، مگر ضیک
محشی علیہ الرحمۃ کی فہم کردہ ان مذکورہ چیزوں میں کوئی
بھی ان دونوں حضرات کی عبارت میں موجود نہیں بلکہ
معاظیہ یوں ہے جیسے میں کہتا ہوں (اقول) انہوں
سے دو قائلوں کی شکل میں اس کو قطع کرنے والے خط
پر سے انتقال فرض کیا جس کا مطلب یہ ہے کہ بے
حقیقی سمت والے مقام مفروض پر خاص نصف نہار
کے وقت قائل خط سے ایسا انتقال ہو جس سے سمت میں
کچھ انحراف حاصل ہو سکے بالعکس اس کے جو علامہ
محشی علیہ الرحمۃ نے سمجھا، یہ اس لئے کہ اگر کعبہ کو
مرکز قرار دے کر اس کی طرف استقبال کرنے والے

نقطۃ المغرب خمس و
درجۃ و لم یبق الی نقطۃ الشمالی
خمس درجۃ فانت حفظ الوجهۃ
بطلت صلاتہ قطعاً وانت توجہ الی
انقطب الشمالی صحت یقیناً وانت اخذنا
ما بین طولین اصغر من ذلک یتلھم
التفاوت اکبر من ذلک و بالجملة
فتلزم استحکالات لا تحصى فالحق انت
یس فی عبارة الدرر ولا المعراج شیء من
ذکر ولا ما فہم من جواز الانتقال علی
ذلک الخط مہمما شاء ولا ما فہم من
مخالفتہما لتجویر الاحراف البسیر
ولا ما فہم من اشتراط حفظ الوجهۃ
بقیاد الوجهۃ ولا ما فہم من اذا دتھما
فساء القبلة ان احداث الخطات
مراویتین مختلفین بل الامر فیہ
کہ اقول اھم اما فرضوا لا انتقال
علی انقطاع لہ علی قائمتین ای
علی نصف سہاس الموضع المضروض
المسامت حقیقۃ لیحصل بالانتقال
الانحراف علی عکس ما فہم
العلامۃ المحشی رحمہ اللہ تعالیٰ
وذلك لانه لو جعلت الکعبۃ مرکزاً
ورسمت ببعد مستقبلہا دائرة
تقل ہو علیہا حتی طاف الدنیا

کے فاصلہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے دائرہ بنایا جائے گا ورنہ یہی
اس دائرہ پر انتقال کرتا چلا جائے حتیٰ کہ ساری دنیا کا
چکر بھی لگائے اور پہلے مقام یعنی فرضی مقام پر لوٹ
آئے تب بھی اس کا استقبال حقیقی باقی رہے گا اور
ذرا بھی انحراف نہ ہوگا اور مذکورہ انحراف کے ذکر سے ان کا
مقصود معمولی انحراف کے جواز پر تنبیہ کرنا ہے تو اس لئے
انہوں نے مذکورہ خط کو فرض کر کے یہ ذکر کیا کہ اس مذکورہ
دائرہ والے خط پر کئی فرسخ تک انتقال کرنے والے کی
بہت تبدیلی درجہ ہوگی اور یہ بات انہوں نے درست
فرمائی ہے۔ تاہم ہی انہوں نے فرسخ کی تعداد معین نہ کرنا
یہ واضح کیا کہ یہ تعداد کبھیست دائرہ والے خط کے بعد پر
موقوف ہے یعنی بعد کی تبدیلی سے فرسخ کی تعداد مل جائیگی
بیشہ در بیشہ۔ ”وہ عامہ بطرح کا انتقال مروی ہے
تو پھر بیان میں فراسخ کی قید ذکر نہ کرتے بلکہ یوں کہتے ہیں
تمہا پر انتقال کرو اس سے جہت میں تبدیلی نہ ہوگی۔“
یہ وہ ہے جس پر تنبیہ ضروری تھی، جبکہ تو غنی صرف اللہ تعالیٰ
کی طرف سے ہے۔ یہ ہیں اپنی بحث میں واپس آنا چاہئے۔

فاقول، ثالث (نوٹ) یہ ثالث اس

ادوات سے متعلق ہے جو صفحہ ۸۸ پر گزرا۔

دور کی عبارت کی شرح کرتے ہوئے
محشی علیہ الرحمہ نے جو فرمایا اس میں ابھی کچھ امر باقی ہے
وہ یہ کہ انہوں نے فرمایا کہ دور کی عبارت میں بھی استقامت
کا تعلق یہی ہے کہ خط سے ہے حالانکہ آپ کو معلوم ہے
کہ کعبہ کا استقبال کرنے والے غازی کی پیشانی سے
نکلنے والے خط میں جس معنی میں استقامت ضروری ہے

وعاد الی مقاصد الاول ای علی الفرض
بدریزل الاستقبال الحقیقی ولم یحصل
انحراف من اصلا وعقود وھما مت
ینبھوا علی جواز الانحراف الیسیر
فرضوا الخط کما صرّوا ذکرہ انہ
لا یجوز الی جهة بالانتقال
علیہ الخ فراسخ کثیرہ
وقد صرّوا علی ذلک ولم
یقدروا الفراسخ لانھا تبدل
بتبدل البعد کما تقدم ولو ما صرّوا
تسویہ الانتقال مطلقا لسا
قیمدوا بفراسخ وقالوا
لا یزول بالانتقال کما صرّوا
قتل فھذا ما حکمت
یجب التنبہ لہ وبالله
التوفیق ولیرجع الی ما کنا
فیہ۔

فاقول ثالث بقی فی شرحہ

عبارة السدرد شئت وهو جعل
”علی استقامتہ“ متعلقاً ”یحصل“
وانت تعلم انہ کما یجب
الاستقامتہ بہذا المعنی
فی الخط الخارج من الجبۃ
کذلک فی الخط السار بالکعبۃ
عرب وعلی جعله متعلق

یہی حاصل لایق ایماء الی استقامة السواد
یہی قولہ بیحدت تحصیل قاضیات
محجورہ بیامان لقولہ علی استقامة
فالاصوب عندی جعل متعلق
بالسما لیسثم البیانات ویصیر
تاسیس و یتعلق بالقریب ہذا اصا کات
یتعلق بالاحصاء الاول وحصلہ
الفصل الحلیس فی حواشی
المدیر علی بیامان التقریبیہ
حیث قال (قولہ) بیحدت
یحصل قاضیات) اطلقہ
فشمول انت ینک القاضیات
یتساوی بعد ہما عن العینین
المراد ان الکعبۃ اولاً فالاول
هو المراد فی التوجہ المراد
لعمین والثانی فی التوجہ
المراد الجہۃ وهو المراد هنا
فقط "ثم قال" حاصلہ
انت تقع الکعبۃ بین
خطیت المراد اخر ما قد هنا
عنہ فمصرح بالمراد
جعل حاصل الوجہین
واحد

اسی معنی میں کعبہ پر سے عرضی طور پر گزرنے والے خط میں بھی
استقامت ضروری ہے اور علی استقامۃ کا تعلق
"یصل" سے کرنے میں کعبہ پر سے سیدھے گزرنے والے
خط کی طرف اشارہ باقی نہ رہے گا اور اسی طرح درجہ کی
جہات میں بیحدت تحصیل قاضیات "کو دیکھا جائے
تو وہ صحت علی استقامۃ" کا بیان بن کر رہ جائیگا
لہذا میرے نزدیک بہتر یہ ہوگا کہ "علی استقامۃ" کا
تعلق "یصل" کی بجائے لفظ "المراد" سے کیا جائے
تاکہ دونوں بیان تام ہو جائیں اور تاسیس یعنی نیا فائدہ
بھی حاصل ہو جائے نیز اس کا تعلق قریب سے بھی ہو جائیگا
یہ مذکورہ ساری گفتگر پہلے عمل سے
متعلق ہے۔ جبکہ اصل میں نے درجہ کی شرح کرتے ہوئے
اس کے احوال کا محل سمت حقیقی کی بجائے سمت تقریبی
قرائن یعنی سمت کعبہ کی بجائے انہوں نے اس کو
جہت کعبہ پر محمول کیا ہے، چنانچہ انہوں نے کہا قولہ
بیحدت تحصیل قاضیات "اس کو مار کھا ہے لہذا
وہ دونوں قائمے جو کائنات کا حصہ دونوں کعبوں کے مدار کعبہ تک مساوی
ہو گایا نہ ہوگا، مساوی ہو تو اس سے عین کعبہ کی طرف
توجہ مراد ہے اور اگر مساوی نہ ہو تو اس سے جہت
کعبہ کی طرف توجہ مراد ہے، اور یہاں یہی آخری یعنی
فقط جہت کی طرف توجہ مراد ہے، پھر انہوں نے
فرمایا کہ اس کا حاصل یہ ہے کہ کعبہ دونوں سطوں کے
درمیان واقع ہوا تو جہاں تک ہم نے پہلے ان سے ذکر

کر دیا ہے، لہذا انہوں نے مراد کی تصریح کر دی ہے اور دونوں
وجہوں کا حاصل انہوں نے ایک ہی قرار دیا۔

اقول ان کا یہ بیان کئی طرح سے بہتر ہے
ایک وجہ تو اتنی کا یہ قول ہے کہ منگی کے لئے عین کعبہ کا
استقبال اور غیر منگی کے لئے جہت کعبہ کا استقبال ہے
لہذا وہ بتا رہے ہیں کہ اب سمت تقریبی کو بیان کر رہے
ہیں (یعنی وجہ تھا العیون) ذکر سمت حقیقی جس کا
وقوع عین کعبہ پر ہے، اور اس نے بھی کہ انہوں نے بعد
میں یہ بتایا ہم گویں کہ اس قطعہ کعبہ "لو"
جیسا کہ دوسرے قول میں گزرا ہے، اس بیان کے بارے
میں شک نہیں کہ یہ سمت تقریبی سے متعلق ہے، نیز
ما تین کا قول "او نقول" ظاہر بتاتا ہے کہ دونوں
کا حاصل ایک ہے، نیز اس مراد پر جن کا حقیقی معنی



مراد ہو گا۔ علامہ طحاوی نے اس کے
اسی طرح بھی اور انہوں نے دور
کے بیان کے مطابق تصویریں بنائی۔

اقول علامہ طحاوی جبین المصلی جبین المصلی
کے بیان میں، دونوں خطوں

کا ایک شکل پر ہونا ضروری نہیں، درنہرہ اعتراض پیدا
ہو گا کہ انہوں نے جبین کا حقیقی معنی یعنی پیشانی کی
دونوں طرفیں (پہلو) مراد لینے کے باوجود جبین سے
نکلنے والے خطوں کو عین کعبہ پر مصدقہ نمود (سیدھا)
مرا کر سمت حقیقی کو بیان کیا ہے، حالانکہ ہمارے پہلے

اقول و هذا أولى بوجوه لقوله
في صدره استقبال عین الكعبة
للمكن وجهتها الغربية ان يصح
ما زاد ان الأنت بمسدد بيلى
استقبالية لا الحقيقة الواقعة
على العين ولأنه قال بعدا ونقول
هوان تقع الكعبة الم
آخر ما تقدم في القول
اثبات ولا شك انه للتقريب و طاهر
قوله او نقول انه محصلهما واحد و
لان لجبين يكون على حد معاد الحقيق



وكذلك فهم العلامة
الطحاوی في صورت بیان
الدرر مكن.

اقول وليس
المراد احد وثا الخطین

في حالة واحدة حتى يرد عليه انه
مع حمل الجبين على طرفي الجبهة
مدل الى جعله ببيات التحقيق حيث
اوصل الخطین الى الكعبة عموديين
وانه قد علمت مما قد من ان

بیان سے آپ معلوم کر چکے ہیں کہ جبین (پیشانی کے پہلو) سے نکلنے والا خط پیشانی کے وسط سے سیدھا نہیں نکلتا بلکہ دائیں جبین سے نکلنے والا خط دائیں طرف اور بائیں جبین سے نکلنے والا بائیں طرف نکلے گا اور یہ مرکز ممکن نہیں کہ دونوں جبینوں سے نکلنے والے خطوط ملو دی طور پر خط مستقیم پر نکلیں بلکہ میری رائے میں ان کا یہ بیابان التیاس اور التیاسر کی صورت کا بیان ہے کہ مثلاً التیاس یہ ہے کہ نمازی کی دائیں جبین کا کعبہ سے بائیں طرف انحراف ہو جائے اور التیاسر یہ ہے کہ اس کی بائیں جبین کا کعبہ سے دائیں طرف انحراف ہو جائے تو اس صورت میں دونوں جبینوں کے خط مستقیم شکل میں کعبہ کی طرف ہوں گے



اس کی تصویر
یوں سمجھا
مناسب ہے
ایسے شکل
توس دائیں جبین توس بائیں جبین
مقام کو یوں سمجھا جاسکتا ہے۔ لیکن علامہ طحاوی رحمتہ
قہاری کا وہ قول جو انہوں نے اپنی بنائی ہوئی تصویر کے
بارے میں ایک فاضل سے نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ
کعبہ پر سے گزرنے والے خط سے زاویہ قائمہ حاصل ہوا
اور اسی طرح نمازی کی جبین سے نکلنے والے خط سے
دوسرا قائمہ حاصل ہوا امدان دونوں خطوں سے دوسرا
زاویہ پیدا ہوتا ہے۔

فاقول (تو میں کہتا ہوں، اگرچہ ان کے اس تکلف

لخط الحار ج من الجبین لا یخرج علی
استقامة الجبهة بل منحرفاً صحت
الجبین الایمن یمنی ومن الایسر یساراً
وانہ لا یسکن ان یکون کلاً الخطین
الخارجین من الجبین عموداً علی
خط مستقیم بل المراد بعدی تصویر
التي من والیاسر فالاول مثلاً جبین
المصلی الایمن عند انحرافه عن الکعبة
یساراً والثانی جبین الایسر جبین
انحرافه یمنیاً، وایضاً



یفهم هذا المقام، اما قوله رحمه الله
تعالى فی بیان تصویر نقلاً
عن بعض الاوئید، فقد
حصل من الخط الخارج بالکعبة
قائمة ومن الخط الخارج من
جبین المصلی قائمة أخرى
وحدث منهما تراویتان
متساويتان۔

فاقول هذا ادان کامن

فی حکایتہ غنی عن تکایتہ لکنت لا اذرا
فیہ بہم فامہم مرحمہم اللہ تعالیٰ
لہم اشتغال ثلث العتق وقد کذا معتنن
بیاہدہ یعق فرحبہما اللہ تعالیٰ و مرحمنا بہم
مرحمتہ تکفی وتغنی آمین !

شہر اعلم ان الجبین مستہیان
فی الجبین الی فی ذاق العاجیین ، قل فی
القاموس الجبینان حرفان مکتعاً لوجه
من جانبہما یحایان الحاجبین مصعد الی
قصاص الشہرۃ

کی ضرورت نہ تھی ، لیکن اس سے ان پر طعن نہیں آتا کیونکہ
ان حضرات کا اس فن سے خاص شغل نہیں ہے وہ
صرف اپنے مقصد اور ضروری مراد کو بیان کرنے کا اہتمام
کرتے ہیں ، اللہ تعالیٰ ان پر اور ہم پر اپنی کفایت کرنے
والی رحمت فرمائے ، آمین !

پھر واضح ہو کہ دونوں جبینوں دونوں اہر قوں
کے برابر جابینیں پر ختم ہوتی ہیں ۔ قمارکس میں ہے :
" جبینیں پیشانی کو دونوں طرف سے گھیراؤ کرنے والی
دونوں طرفیں ہیں جو دونوں اہر قوں سے جسد ہو کر پیشانی کے
بالوں تک پہنچتی ہیں (۱) ۔ (ت)

بالجملہ ہماری تحقیق پر قول چارم کا حاصل یہ ہوا کہ محاذات حقیقیہ سے دونوں طرف جھک سکتا ہے کہ جبین
یعنی کنارہ پیشانی محاذی کنارہ ہر قی اور سے ہر خطا اس کی استقامت پر اتنی کی طرف جلتے سطح کعبہ معظمہ پر
زاویہ قائمہ بنانا گور سے اقول (میں کہتا ہوں) ظاہر ہے کہ اس نئی پرین سے دوسری تک یعنی ماہی دو اہر
اگر سر کو مقدور فرض کیا جائے تقریباً ربع دور ہو گا تو وسط جہت سے ہر طرف ثمن دور ہے صفت نہ کر کہہ پر خط اگر وسط
پیشانی پر رہا تا تو محاذات حقیقیہ ہوتی ، اب اس سے ثمن دور پھر نا میگی ہوا تو وہی جابینیں کعبہ میں ۴۵ - ۴۵ درجے
آئے ، قول سوم کا بھی یہی حاصل تھا اور کہوں نہ ہو کہ عبارت دور سے ان کا ایک محصل ہونا ظاہر کما قد حسنا
وہ اللہ التوفیق ۔

پہلے اہل مشرق کا قبلہ مغرب ہے ، اہل مغرب کا مشرق ، اہل جنوب کا شمال ، اہل شمال کا
جنوب ۔ لہذا جب تک ایک جہت دوسری سے نہ بدلے مثلاً ربع مغرب میں قبلہ ہے ، یہ ربع شمال یا ربع جزا
کی طرف منہ کرے جہت قبلہ باقی رہے گی ۔ اقول اس قول کا حاصل یہ ہے کہ موضع محصل سے محاذات حقیقیہ
کا خط کعبہ معظمہ پر گزرتا ہوا دونوں طرف کے افق تک ملا دیں اور وہیں سے دوسرا خط اس پر عمود گرائیں کہ افق کے
چار حصے مساوی ہو جائیں ، پھر ہر حصے کی تنصیف کر کے ہر دو نصف متجاور میں خط وصل کر دیں ان اخیر شرط سے
جو چار ربع افق حاصل ہوں گے وہی اربع جہات اربعہ ہیں ان میں دور ربع جس کے قسطن پر کعبہ معظمہ ہے جہت

استقبال ہے اور اُس کے مقابل جہت

بائیں صورت کا منسل ہے اور س کبیر معکوس

عمود، ان نقاط پر بعد نے تربیع افق کی پھر

کے خط ح ط لاویا، یونہی طحہ، عکس۔

اور ی ب عکس جہت استند پار،

جہت شمال۔ ع اگر ا کی طرف منہ کرے میں کعبہ کی طرف متوجہ ہے اور روا ہے کہ دہنی جانب ح یا بائیں طرف

ط کے قریب تک پھرے جہت قبل باقی رہے گی، جب قوس ح ا ط سے باہر گیا جہت نہ رہی تو وہی دونوں جانب

۴۵-۴۵ دسجے تک انحراف روا ہوا۔ یہ قولی نہیں خود لہم مذہب سنیہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول،

فتاویٰ غیرہ میں ہے،

عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ المشرق

قبلة اهل المغرب والمغرب قبلة اهل

المشرق والجنوب قبلة اهل الشمال و

الشمال قبلة اهل الجنوب

شرح غایہ علامہ قسطلانی میں ہے،

قال الزند و لیس ان المغرب قبلة لاهل المشرق

وبالعکس والجنوب لاهل الشمال وبالعکس

فالجهة قبلة کالعیین

علیہ میں ہے،

قد قطع السریند و لیس فی مذهبہ بالتفہیم

المذکور انہ قالہ بعد ما ذکر انہ

بناء علی کون الکعبۃ وسط الارض و تردد

استند پار اور باقی دو رہے جہات یمن و شمال

اب خط محاذات حقیقہ ۳۶ اس پر

رہے ۳ کو ح اور رہے ۴ کو ط تصنیف

ی ح قوس ح ا ط بہت قبلہ ہے

ی ۳ ح جہت یمن، عکس ۴ ط

جہت شمال۔ ع اگر ا کی طرف منہ کرے میں کعبہ کی طرف متوجہ ہے اور روا ہے کہ دہنی جانب ح یا بائیں طرف

ط کے قریب تک پھرے جہت قبل باقی رہے گی، جب قوس ح ا ط سے باہر گیا جہت نہ رہی تو وہی دونوں جانب

۴۵-۴۵ دسجے تک انحراف روا ہوا۔ یہ قولی نہیں خود لہم مذہب سنیہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول،

فتاویٰ غیرہ میں ہے،

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ مغرب والوں

کا قبلہ مشرق ہے اور مشرق والوں کا مغرب ہے۔ شمال

والوں کا جنوب اور جنوب والوں کا شمال ہے۔

رت،

فمنہ لیس نے کہا کہ مشرق والوں کا مغرب قبلہ ہے اور

اس کے برعکس، بلکہ شمال والوں کا جنوب قبلہ ہے

اور اس کے برعکس۔ پس جہت بھی عین کعبہ کی طرح

قبلہ ہے۔ (د ت)

نزد فہرست نے اپنی کتاب ”روصد“ میں مذکورہ تفریع پر

یقین کا اظہار کیا ہے، انہوں نے یہ بات کعبہ کو

وسط زمین پر قرار دینے کے بعد کہی اور اس کے ثبات

۴/۱

مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت

کتاب الصلوٰۃ

سلف فتاویٰ خیریت

۱۳۰/۱

مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ گنبد قائموس ایران

فصل شروط الصلوٰۃ

سلف جامع الرموز

۱۸۶

مطبوعہ مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ لاہور

الشرط الرابع

سلف التہذیب الحلی لما فی غیرہ المصلی مع نذیرہ المصلی

فی ثبوتہ ثمرایۃ بکلام الامام الرازی فی التفسیر وانه من القضايا المتلقة بینہم بالقبول اقول لا محل لتعدد فان الاثر من کثرة لذت ان تقدراية نقطة منها شئت وسطا والکعبة احق بذلت فاست الله تعالی جعلها مثابة لب من ثم المخرج لا يتوقف علیه الا ترى انا صورنا به فرض موضوع المصطلی وسطا۔

نظم رفوعی پھر فرخیز پھر علیہ میں ہے ،
 قبة اهل الشرق الى المغرب عند ما وقبلة
 اهل المغرب الى الشرق وقبلة اهل المدينة
 الى یمن من توجه الى المغرب وقبة اهل
 الحجاس الى یمن من توجه الى المغرب اه
اقول کانه اس اذ بالحجاس نحو
 الیمن والا فالمدینة السکينة مسیدة
 الحجاس وسیدة بلاد العالم ثم من
 المعلوم قطعاً ان قبلتها الى یمن من توجه
 الى المغرب اعمی الجبوب فکانه انقلب
 فی البین الیمنی و یمن او تبدل الشرق
 بالمغرب ولعل من هذا القبیل و الله
 تعالی اعلم ما وقع من الخانیة من
 ان القبلة لاهل الهند ما بین الرکن

میں انہوں نے تردد کیا ہے ، پھر انہوں نے اس کی تائید
 امام رازی کے کلام جو ان کی تفسیر میں ہے سے فرمائی
 یہ بات مسلمہ قطعاً یا میں سے ہے۔ میں کہتا ہوں اس
 میں تردد کی گنجائش نہیں کیونکہ آپ زمین کے جس نقطہ کو
 وسط قرار دیں وہ کعبہ ہے اس لئے کہ زمین گول ہے
 اسی لئے اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو "مثابة للناس" فرمایا ہے
 پھر یہ تفریع کعبہ کے وسط ہونے پر موقوف نہیں ہے۔
 آپ نے یہاں نہیں کیا کہ جس نے نماز کی جگہ کو وسط فرض
 کرتے ہوئے اس کی تصویر بنائی ہے۔ (ت)

ہمارے ہاں مشرق والوں کا قبلہ مغرب اور مغرب والوں
 کا مشرق ہے۔ اور ہند والوں کا قبلہ مغرب کی طرف
 متوجہ ہونے والے کی بائیں طرف ہے ، اور تہذیب والوں
 کا قبلہ مغرب کی طرف متوجہ ہونے والے کی بائیں جانب ہے۔
اقول انہوں نے تہذیب سے گریہ دیاں صہ
 مراد لیا ہے ورنہ مدینہ منورہ تہذیب کا مرکز اور سردار ہے
 بلکہ پورے عالم کا سردار ہے۔ پھر قطعاً یہ معلوم ہے
 کہ مدینہ منورہ کا قبلہ مغرب کی طرف متوجہ ہونے والے
 کی بائیں جانب یعنی جنوب ہے ، گویا انہوں نے
 بیان میں (خطی سے) یمن کی جگہ لیا کہ ایک طرف سے
 سے بدل دیا ، یا پھر مشرق اور مغرب کو ایک دوسرے
 سے بدل دیا واللہ تعالیٰ اعلم ، ہو سکتا ہے کہ جو خانہ میں
 مذکور ہے وہ بھی اسی طرح کی تبدیلی پر مبنی ہو کہ ہند وارکن کا

ایمانی الی الحبلة وکتبت علیه اقول هذا
 جهة الجنوب ولا يعمد الا لبعض بلاد الهند
 الی مصر الی تقرب الا ان یقرأ الحجرة بالکسر
 وهو الحطيم ويراد بالركن ایمانی الجدار الیمانی
 تم ما یدخرج الغایت فیبقى الجدار الشرقي
 الذکب فیہ الباب الکرم اذ یقرأ المکن
 علی معناه یدخل الغایتان ویروا التورید
 ای قبلة الهند متوجهة من الجنوب و
 الشرق والشمال وهذا السعيد بعد قوله
 ثم تعین کل قوم منها ای "من الکعبة"
 فقد مر فلاهل الشام لمرکن الشامی ولاهل
 المدينة مومعة لحطيم والمیزاب و
 لاهل یمن الرکن الیمنی ولاهل یمن
 فیستاصل والله تعالی اعلم

قبلہ رکن یمانی اور حجر کے مابین ہے۔ اور جسے اس پر عاشقین
 کہ یہ جنوبی جہت ہے، اور یہ صرف بعض ہند جو کہ عرض الخ
 تقریباً ہے کا قبلہ ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر حجر کی جگہ
 حجر کمرہ (زیر) کے ساتھ پڑھا جائے، یعنی عظیم
 کعبہ مراد لیا جائے۔ اور رکن یمانی سے مراد سری
 یمانی دیوار مراد لی جائے اور پھر دغنیہ کی سیان کردہ
 یمانی میں سے، دونوں انتہاؤں یعنی یمانی دیوار اور
 عظیم کو خارج کر دیا جائے اور صرف ان دونوں حدود
 کا درمیانی یعنی کعبہ کی شرقی دیوار جس میں کعبہ کا دروازہ
 ہے مراد لیا جائے، یا پھر ان کے بلکے کہ رکن یمانی اپنے
 اصل معنی پر باقی رہے اور دونوں حدیں یعنی رکن یمانی اور
 عظیم کو شمار میں داخل مان کر ہند کے قبلہ کو پھیلا دیا جائے
 اور ان کے درمیان کا قبلہ جنوب شرق اور شمال میں پھیلا دیا جائے
 لیکن یہ احتمال ان کے اس بیان کے بعد بعید ہے کہ کعبہ

ہر مصر ایک قوم کے لئے متعین ہے، شام والوں کے لئے رکن شامی اور یمن والوں کے لئے عظیم اور میزاب کا بعد
 یمن والوں کے لئے رکن یمانی اور ہند والوں کے لئے الخ کردہ یعنی رکن یمانی اور حجر کا درمیان ہے، غور سے کام لو،
 واللہ تعالی اعلم۔ (ت)

اقول یہی قول نقل و نقل و شرع و عرف سب سے مزید اور یہی مضبوط الاقوال و اعدل و اصح و
 اظہر و اسد۔

اؤکلا یہ خود امام مذہب سے منقول و کلام الامام امام الکلام (امام کا کلام، کلام کا امام ہے) سے

اذا قال الامام فصدق قوة

فان القول ما قال الامام

(جب امام فرمائے تو اس کی تصدیق کرو کیونکہ یہی قول وہی ہے جو امام نے فرمایا ہے)

ثانیاً امام احمد بخاری و مسلم والیہ و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ وغیرہم حضرت ابو یوسف انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اذا اتى احدكم ليدفنا يستقبل القبلة جب تم میں سے کوئی شخص پاخانے کو جانے لڑنے قبلہ کو دلا یوں لہا ظہر لا و لکن شرقوا او غربوا۔ منہ کر کے نہ پیٹے پاں پورب پچھ منہ کر۔

یہ زیلعیہ کا قبلہ جانب جنوب ہے لہذا شرقاً غرباً منہ کرنا فرمایا، ہمارے بلاد میں جزباً شمالاً ہوگا۔ حدیث میں جنوب شمال کے کسی جھکے کو نہ یا پشت کرنے کی اجازت ارشاد نہ ہوئی اور مشرق و مغرب کے کسی جھکے کا استنہار نہ فرمایا تو دائرۃ اُفتی کے صاف چارہ جھکے ظاہر ہوئے جن میں ایک جہت استقبال ہے۔

ثالثاً صرف عام میں بھی یہ دائرۃ چارہ ہی ربع پر منقسم شرق غرب جنوب شمال اور بدن انسان بھی چارہ ہی رُغ و پہلو رکھتا ہے قدم، خلف، یمن، شمال۔ انہی میں فوق و تحت طاکر تمام جہان میں جہاں سب سستہ مشہور ہیں ان چاروں میں ایک کو دوسری پر کوئی ترجیح نہیں، کوئی وجہ نہیں کہ مثلاً ایک کا اقسام ۴۰ اور دوسرے ایک یا ہا دسے اور دوسری کا صرف ۴۰ تک، تو دائرۃ اُفتی چارہ ربع مساوی ہی پر منقسم ہونا چاہئے۔

مہا بعثاً دائرۃ اُفتی میں چارہ نقطے مفروض ہوئے ان میں ایک نقطہ استقبال حقیقی ہے، دوسرا استدبار حقیقی، دو باقی یمن و شمار حقیقی، تو جو ان میں کسی نقطہ کا نیک محادی نہ ہو اُس کی تقریب لاجرم راجح تقریب ہوگی بعید کی طرف نسبت تبعید ہے ذکر تقریب، لاجرم ہر ایک کے پہلو پر وہی ٹن ٹن دور اُس کا عقد پڑے گا۔

خامساً تمام اقوال مذکورہ میں یہ ایسا نص ہے کہ دوسری طرف راجح نہ ہوگا اور یقینہ اقوال سب اس کی طرف رجوع کر سکتے ہیں اور قائمہ مستموس ہے کہ توفیق ابتعا سے خلافت سے اولیٰ ہے اور عقل جانب مفسر رد کیا جاتا ہے۔ قول سوم و چارم کا یہی حاصل ہونا تو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اور قول اولیٰ میں عبارت غیر قبلة اهل المشرق والمغرب عندنا (ہمارے نزدیک اہل مشرق و اہل مغرب کا قبلہ۔ ست) کی شرح امام ابن امیر الحاج نے اسی عبارت ذخیرہ من نظم الزمندی سے فرمائی جس میں تقسیم رباعی مذکور قول دوم میں جو سے جہہ مراد لینا چاہئے کہ موضع سجود ہونے کے سبب اشرف اجزاء سے وجہ ہے اوپر گزارا کہ وجہ کو مطلق چھوڑیں

صحیح البخاری	باب الاستقبال القبلة بمناط ۱/۲۹	مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی	۲۹/۱
سنن ابوداؤد	باب کراہیۃ استقبال القبلة ۱/۳	آفتاب عالم پریس لاہور	۳/۱
شرح غنیۃ المصلی	شرط الرابع استقبال القبلة	مطبوعہ مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ لاہور	ص ۱۸۵

تو جہتیں ہیں و شمال بھی داخل استقبال ہوئی جاتی ہیں کہ کائن کے نزدیک کنپٹیوں کی جہت یقیناً جہت چپڑ راست ہے، دو شخص کو برابر برابر ایک سمت کو جا رہے ہوں کوئی نہ کہے گا کہ ان میں ایک کا منہ دوسرے کی طرف ہے۔ غرض کچھ کو اپنی دہنی یا بائیں کنپٹی پر لینا لغتہ عرفاً شرعاً کسی طرح استقبال نہیں۔

سادہ سنا یہ تو قطعاً معلوم کہ قول اول و دوم اور ایک توہم پر سوم کا جو ارسال و اطلاق ہے ہرگز مراد نہیں ہو سکتا، اب اگر تنقید میں اسی تریخ ہجرات کی طرف رجوع کیجئے تو عین مطلوب ہے در نہ یہ کہیں کوئی حد فاصل معین و مرجع علامتہا نہیں اور تریخ یا مرجع باطل تو حد بندہ کے کی کہ یہاں تک انحراف روا اور اُس کے بعد فساد تو یہی قول اضبط الاقوال ہے تو اسی طرف رجوع بلکہ اُن سب کا بھی ارجاع مناسب۔

سابقاً اس میں وسعت جہت اُن سب سے تنگ تر، تو یہی احوط ہے کہ جہاں تک اُس کا مفاد ہے وہ تمام اقوال نہ کہ وہ پر یقیناً جہت قبلہ ہے اور جو اس کے مفاد سے باہر ہے وہ مختلف فیہ و مشکوک و نامضبوط ہے تو اخذ متیقن و ترک شبہ و اختلاف ہی مناسب، لا جرم اسلامی ملل کے حیات نے بھی شرع سے اخذ کر کے جہت قبلہ کے لئے یہی ضابطہ بنا دیا، فتاویٰ میریہ کے ایک سوال میں ہے،

من القواعد الطلکية اداکان الانحراف
عن مقتضى الادلة اکثر من خمس و
اربعین درجة یمنة او یسرة یکون
ذلك الانحراف خارجا عن جهة الربع الذى فیہ
مكة المشرفة من غیر اشکال علی ان الجهات
بالنسبة الى المعین امر دہ۔

فکل قواعد میں ہے کہ جب دلائل کے مقتضی سے انحراف
درجہ سے زیادہ دائیں یا بائیں ہو جائے تو نمازی
کیئے مسلکہ جہات میں سے، وہ ایک چوتھائی جہت
جس میں مکہ مکرمہ واقع ہے بغیر کسی اشکال کے یہ انحراف
اس سے خارج قرار پائے گا۔ (د)

اقول اور یہیں سے ظاہر ہو کہ یہ قول امام زہدوی ہرگز ایسی وسعت نہیں رکھتا کہ اسے قول دوم سے متعین کیجئے بلکہ وہی اتنا وسیع ہے کہ اس سے متعین کرنا چاہئے

وما وقع من الامام الحلبي في الحلیة مما قد منا
نقدہ لیس فی موضعہ و هذا اتمام انجاسہ ما
وعد بالک فی القول الاول۔

پس امام حلبی کا وہ کلام جو حلیہ میں واقع ہے جس کو ہم پہلے
نقل کر چکے ہیں وہ مناسب محل نہیں ہے، قول اول میں
جو ہم نے وعدہ کیا تھا یہ اس کی تکمیل ہے۔ (د)

رہی حدیث مرفوع ما بین المشرق والمغرب قبلہ (مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے)

سے فتاویٰ میریہ کتاب العملہ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۹/۱
سے جامع الترمذی باب ما جاء ان بین المشرق والمغرب قبلہ مطبوعہ امین کینی دہلی ۴۶/۱

اور اُس کے مثل ارشادات امیر المؤمنین فاروق اعظم و عبداللہ بن عمر و غیرہا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

اقول اُس کا یہ مفاد ہونا ہرگز مسلم نہیں نہ ممکن التسلیم کہ شرق سے غرب تک نصف دور میں قبلہ پھیلا ہوا ہے ورنہ لازم کہ نصف دیگر میں راستہ بار پھیلا کہ استقبال و استدبار دو جہت مقابل ہیں سارا دائرہ انہی دو جہتوں نے گھریا، اب ارشاد اقدس و لکن شوقوا المشرقوا (یعنی چوبہا اور کچھ کم کی طرف منہ کرو۔) تاکہ کیا حاصل رہے گا، مگر یہ کہیں کہ خاص نقطین مشرق و مغرب مستثنیٰ ہیں تو لازم ہوگا کہ ہر شخص جو چیشاب کو بیٹھے یا پاخانے کو جائے صحیح آلات معرفت نقاط ساتھ لیتا جائے حالانکہ آلات بھی حسی تعین نقاط سے قاصر ہیں، اگر کئے عرفاً جہاں تک جہت مشرق و مغرب پہلے گی وہ سب مستثنیٰ ہے فاتحین اذ انضیعت انی عیدوالاعداد لہدید خذل فیہ۔ العیات لکما فی الفتح (لفظ تبیین جب غیر عدد کی طرف مضاف ہو تو ابتداء اور انتہاء دونوں غایتیں اس میں داخل نہ ہوں گی جیسا کہ فتح میں ہے۔) ت۔

اقول اب شکانے سے آگے عرف میں جہتیں چار ہی بھی جاتی ہیں اور چار ایک سے قریب ہے وہ وہ اسی کی طرف منسوب ہوتا ہے تو اس نصف دور کے ۹۰ درجے سے ۵۵-۵۴ درجے کے مشرق و مغرب سے قریب ہیں ان کے تحتے میں رہ کر مستثنیٰ ہوں گے بیچ کے ۹۰ درجے جی کے وسط میں کعبہ واقع ہے جہت قبلہ رہیں گے و ہوا المطلوبہ اور یہی مطلوب ہے۔ ت۔ معنی ایک جماعت علماء نے یہاں بین بمعنی وسط یا یعنی مشرق و مغرب کے اندر چار قوس جزئی ہے اُس کے وسط و نصف کی طرف قبلہ دینہ سکینہ ہے۔ **اقول** اور اُس کے توبہ قول ذکر عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہے کہ جب تو مغرب کو اپنے دہنے بازو اور مشرق کو بائیں بازو پر لے تو اُس وقت تیرا منہ قبلہ کو ہے،

وكانہ رخص اللہ عنہ لہذا زاد قوله
اذا استقبلت بعد قوله فجا
بينهما قبلت لكون هذا محتملا
بمختلف المراد هذا وحمله الامام الاجل
محمد اللہ بن المبارک علی ان هذا اهل المشرق
وكذا قال الشیخ ابو حوی فی المعالم انہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اراد بقوله
ما بین المشرق والمغرب قبلت فی حق
اهل المشرق لا ولا ادرك ما الحاصل

ہو سکتا ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے قول فی
بينهما قبلت کے بعد "اذا استقبلت" کا لفظ
اسی نے بڑھایا ہو کہ ضمنا بیہما قبلت میں اس مراد کے خلاف
کا احتمال تھا۔ امام عبداللہ بن مبارک نے صاحبین
المشرق والمغرب والی حدیث کو اہل مشرق کے لئے
قرار دیا ہے۔ امام بغوی نے اس کی یوں بیان کیا کہ
معالم میں فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا
قول "مشرق و مغرب کے درمیان قبلہ ہے" بل مشرق
کے حق میں فرمایا ہے، ۱۰۰ مجھے معلوم نہیں کہ ان حضرات

ذات مل الاظهر كما افاد الامام الحلي
في الحلية وعلب القاري في الموقاة
امت المراد لاهل المدينة
وما وافق قبلتها۔

اقول ومعلوم ان المدينة
السكنية على شاليها من مكة المكرمة
مائلة قليلا الى المغرب دون المشرق
ثم ان البعوى في التفسير والرازي في الكبير
والمناوي في التيسير حملوا المشرق على
اقصروم في الشتاء قال في المناوي وهو
مطلع قلب العقرب۔

اقول ولا يستقيم الا بفرق عدة
درجہ ولا في زمانه اذ كانت اذ
القلب الى الجنوب والمغرب على مضرب
اطول يسمي الصيف قال

سنة یہ کیوں فرمایا ————— جبکہ زیادہ
ظاہر وہ معنی ہے جس کا افادہ امام حلی نے معنی میں اور
علامہ علی قاری نے مرقاۃ میں فرمایا کہ اس سے دیرینہ منور
اور اس کے ارد گرد والوں کا قبلہ مراد ہے۔

اقول (میں کہتا ہوں) دیرینہ منورہ کا مکہ مکرمہ سے
شمال میں تھوڑا سا مغرب کی طرف مائل ہونا واضح طور
معلوم ہے نہ کہ مشرق کی طرف، پھر امام بنوی نے اپنی تفسیر
لہام راز میں تفسیر کبیر میں اور امام مناوی نے التیسیر
میں مشرق سے مراد سردیوں میں سب سے چھوٹے
دن کا مطلع مراد لیا ہے، امام مناوی نے یوں فرمایا کہ
وہ مغرب کے قلب کا مطلع ہے۔ (ت)

اقول (میں کہتا ہوں) یہ بیان چند درجوں
کے فرق بغیر درست نہیں ہو سکتا، اور نہ ہی ان کے
زمانے میں یہ درست تھا کیونکہ اُس وقت قلب کا بُعد
اللہ لوجنوبی تھا، اور ان حضرات نے مغرب کو گرمیوں

کے طول القلب فی زمان المناوی صح تقریباً
فابعد عن الاعتدال الاقرب من جیبہ
فی الوقت مرثیت ۲۵۰۰۰۰ ۹۰۰۰ ۹۰۰۰ ۹۰۰۰
الکل ذلک ثم الط تقریباً ۹۰۰۰۰۰ ۹۰۰۰۰۰ ۹۰۰۰۰۰
قوسہ کا اطل هو المیل الثاني للقلب ثم
بعد درجۃ القلب عن الانقلاب الاقرب الہ
جیبہ ۹۰۰۰۰۰ ۹۰۰۰۰۰ ۹۰۰۰۰۰ ۹۰۰۰۰۰
الکل

علامہ مناوی کے زمانہ میں طول القلب تقریباً ۲۵۰۰۰
قراعتہ الی اقرب سے اس کا بُعد منہ جس کا جیب
ہوگا رقم میں ۲۵۰۰۰ ۹۰۰۰ ۹۰۰۰ ۹۰۰۰ کے میل کی کا ظل
الہا ط تقریباً ۹۰۰۰۰ ۹۰۰۰۰ ۹۰۰۰۰ ۹۰۰۰۰ ہوگا
اس کے قوس کا اطل ہوگا جو کہ قلب کے لئے میل ثانی ہے
پھر انقلاب اقرب سے قلب کے درجہ کا بُعد اللہ ہوگا
جس کا جیب ۹۰۰۰۰ ۹۰۰۰۰ ۹۰۰۰۰ ۹۰۰۰۰ میل کی کا جیب
(باقی بر صفحہ آئندہ)

لہ التیسیر شرح الجامع الصغیر بحریت مبین الشرف الہ کے تحت۔ مکتبہ امام شافعی الریاض ۲/۲۵۵

وهو مغرب السماء الزامه.

کے طویل ترین دن کا مغرب قرار دیا ہے، اور اہم مناوی
نے فرمایا کہ وہ "سماء الزامہ" کا مغرب ہے (ت)
اقول (میں کہتا ہوں) یہ بات بہت
بعد ہے کیونکہ اس وقت "سماک" کا بُعد ٹوٹ

اقول هذا البعد والبعث فان
بعد السماء اذ ذاك لو كان شماليا

(بقیہ حاشیہ مفرغ زشتہ)

الط ۹۰۰۳۰۹۰ = ۹۰۰۳۰۹۰ قوسہ
ط ما هو الميل، لكل المنكوس له وعرضه
میل کیلہ الشانی جنوبی فمجموعہ سما
الہ نط البعد جیبہ ۱۲۳۱۰۱۲۳ + ۹۰۶۳۱۰۱۲۳
جیب تمام لمیل المنکوس ۵۲۳۵۲۳ = ۹۰۶۳۱۰۱۲۳
۹۰۶۳۵۲۳ قوسہ الہ لو بعد انقب ای
میلہ الاول معلوم اب الميل الاعظم
کان انحراف منہ بالکثر من درجتین فکیف یکساوی
سعتا مشرقهما ۱۲ منہ (م)

عکس طول السماء اذ ذاك ونط تقریباً بعد
عن الاعتدال الاقرب نط جیبہ ۱۲۳۱۰۱۲۳ + ۹۰۶۳۱۰۱۲۳
+ ط لمیل الاعظم = ۹۰۶۳۵۲۳ قوسہ
مح هو میل الشانی وبعد درجتہ حد من اس
الجندی عما جیبہ ۱۰۱۲۳۱۰۱۲۳ + جیب لمیل
الاعظم = ۹۰۶۳۵۲۳ قوسہ المسج میلہ
المنکوس وعرضہ لالچ شماليا + مح = لظہ
محبة البعد جیبہ ۱۰۱۲۳۱۰۱۲۳ + جیب
نسب ۱۲۳۱۰۱۲۳ = ۹۰۶۳۵۲۳ قوسہ
ٹوٹ بعد السماء ۱۲ منہ (م)

الم الط ۹۰۰۳۰۹۰ = ۹۰۰۳۰۹۰ قوسہ
اس کا قوس ط ما هو الميل، یسی اس کا منکوس میل کل ہوگا
جس کا عرض میل ہوگا جو اس کے جنوبی میل ثانی جیسا ہوگا
پس ان کا مجموعہ الہ الطل جو بُعد کا حصہ ہوگا اس کا جیب
۱۲۳۱۰۱۲۳ + میل منکوس کے کل کا جیب
۱۲۳۱۰۱۲۳ = ۹۰۶۳۵۲۳ قوسہ ہوگا جس کا
قوس الہ لو بعد انقب یعنی اس کا میل اولی ہوگا اور یہ بت
معلوم ہے کہ میل اعظم اس سے دو درجے کم ہوگا، تو
اس سے دونوں مشرق کی وسعت کیسے مساوی ہوگی ۱۲ منہ
سماک کا طول اس وقت ونط تقریباً ہو تو اس کا اعتدال
اقرب سے بُعد نط ہو جس کا جیب ۱۲۳۱۰۱۲۳ + ۹۰۶۳۱۰۱۲۳
ظل میل اعظم = ۹۰۶۳۵۲۳ قوسہ ہوگا جس کا قوس مح ح
جو اس کا میل ثانی ہوگا اور اس جدی سے اس کے
درجے کا بُعد مح جیب ۱۰۱۲۳۱۰۱۲۳ + ۹۰۶۳۱۰۱۲۳
میل اعظم کا جیب ۱۰۱۲۳۱۰۱۲۳ = ۹۰۶۳۵۲۳ قوسہ
المسج اس کا میل منکوس ہوگا اور اس کا شمالی عرض
لالچ + مح ح = لظہ و بُعد کا حصہ ہوگا جس کا جیب
نسب ۱۲۳۱۰۱۲۳ = ۹۰۶۳۵۲۳ قوسہ ہوگا جس
کا قوس ٹوٹ سماک کا بُعد ہوگا ۱۲ منہ (ت)

مرآئى اعلیٰ المیل) بحکم بنحو ۱۲۰ درجۃ
 قال البغوی فمن جعل
 مغرب الصیف فی هذا الوقت علی یمنہ
 وشرق الشتاء علی یسارہ کان وجہہ
 الی القبلة ثم قال الرازی و ذلك لان
 المشرق الشتوی جنوبی متباعد عن
 خط الاستواء بقدر المیل والمغرب
 الصیفی شمالی متباعد عن خط الاستواء
 بمقدار المیل والدی بینہما ہوسمت مکة ^{کذا}
 اقول ولا ادري کیف یحمل المطلقان
 علی ہذین المقیدین وای قرینۃ
 علیہ بل وای حاجۃ الیہ فان الظاہر
 من الاطلاق امر اداة مغرب الاعتدال
 وشرقیہ ولا شک انہ بینہما قبیلۃ
 المدینۃ السکینۃ وما یلیہا بل ان امرید زیادۃ
 التقریب کان انعکس اولی وھو اخذ مغرب
 الجدی وشرق السرطان لان قبیلۃ
 المدینۃ الکریمة علی جنوبیتھا میلا
 ما عن نقطۃ الجنوب الی الشرق بعدۃ
 درج -

ثم اقول فی قول الامام
 الرازی متباعد عن خط الاستواء

شمالی تھا۔ اور یہ بُعد میل کل سے تقریباً ۳۰ درجہ
 زائد تھا۔ امام بغوی نے فرمایا: جس نے اس وقت
 گرمیوں کے مغرب کو اپنی دائیں طرف اور سردیوں کے
 مشرق کو اپنی بائیں طرف کیا تو اس شخص کا منہ قبلہ کی
 طرف ہو گا۔ اور امام رازی نے فرمایا یہ اس لئے ہے
 کہ سردیوں کا مشرق جنوبی ہوتا ہے اور خط استواء سے
 میل کی مقدار دور ہوتا ہے اور گرمیوں کا مغرب شمالی ہوتا
 ہے اور خط استواء سے میل کی مقدار دور ہوتا ہے
 اور جہاں دونوں کے درمیان ہے وہ سمت مکہ ہے ^(میں)
 اقول (میں کہتا ہوں) معلوم نہیں مطلق
 مشرق و مغرب کو کیونکر مقید کر دیا گیا اور اس پر قرینہ کیا ہے
 بلکہ اس کی ضرورت ہی کیا ہے کیونکہ مشرق و مغرب سے
 اعتدال کا مشرق و مغرب علی الاطلاق مراد ہے۔ اور
 یقیناً ان دونوں کے درمیان مدینہ منورہ اور اس کے
 ارد گرد کا قبلہ ہے بلکہ (میں قبلہ کی بجائے) صرف
 تقریبی سمت مراد ہو تو پھر اس بیان کا عکس بہتر ہے
 وہ یہ کہ "الجدی" کا مغرب اور "السرطان" کا
 مشرق لیا جائے کیونکہ مدینہ منورہ کا قبلہ اس سے
 جنوب میں تھوڑا سا نقطہ جنوب سے مشرق کی طرف
 چند درجہ ہٹ کر ہے۔ (ت)

ثم اقول کہ امام رازی کے قول "کہ گرمیوں
 کا مغرب اور سردیوں کا مشرق، خط استواء سے

بمقدار الميل تمام حافظہ اقامت
 ذلك انما هو في الافق المستوي اما في
 غير فسحة المشرق والمغرب لراسي
 الجدي والسرطان اكبر انما من الميل
 الكلي كيف وهي وتر القائمة من مثلث
 كروي يحدث من قوس المعدل بين
 الافق والميلية وقوس من الميلية واخرى
 من الافق كلتا هما بين المعدل والمجرى
 خروايتا الباقيتان حادثتان اما كون
 هذه قائمة فلا نهان ميلية وقعت على
 المعدل واما حدة البواقي فلات وتر
 القائمة وهي السعة والميل كلاهما اقل
 من السهم واحد في الزوايا غير حسادة
 فتمت شرائط اثنى اولى اكثر وجب
 عظيمة وتر العظمى بالسابع منها وطلب
 السعة فهي اعظم من الميل الاعظم
 ومن قوس المعدل الباقية ايضا اما في
 افق المستوي فتطبق الميلية على الافق
 فلا مثلث وللمريكن بين الجزء ونقطة
 الاعتدال جمل هذا الميل وذلك ما اردناه
 والله تعالى اعلم۔

میل کی مقدار دیکھئے میں کھلتا سا ہے کیونکہ یہ مستوی
 افق میں ہے لیکن اس کے غیر میں مشرق و مغرب کی وسعت
 راس جدی اور اس سرطان پر ہمیشہ میل کی سے بڑی ہوتی
 ہے، اسی کا قول کیسے صحیح ہو سکتا ہے جبکہ یہ وسعت
 مثلث کروی کے قائمہ کا وتر ہے اور یہ مثلث کروی افق
 اور میلیتہ کے درمیان معدل کے قوس اور میلیتہ کے قوس
 اور ایک دوسرے، جو کہ افق کا قوس ہے، سے پیدا
 ہوتی۔ یہ دونوں معدل اور جزد کے درمیان ہیں اس کے
 باقی دونوں زاویے حادثہ ہیں، اس کا قائمہ ہونا تو اس
 لئے ہے کہ یہ میلیتہ سے معدل پر گری ہے، اور دوسرے
 زاویوں کا حادثہ ہونا اس لئے ہے کہ قائمہ کا وتر جو کہ
 وسعت اور میل ہے یہ دونوں چوتھائی سے کم ہیں اور
 ایک زاویہ بڑا غیر حادثہ ہے تو اسی طرح کوس میں سے پہلے کی
 "۱" کے شرائط مکمل ہو گئے تو اب ان کے ساتویں
 کی وجہ سے وتر خطی کی بڑھانی ضروری ہو گئی اور یہ وہی
 وسعت ہے تو یہ میل اعظم سے اور باقی معدل کے
 قوس سے بھی بڑی ہے لیکن مستوی کے افق میں میلیتہ
 افق پر منطبق ہو جاتی ہے اس لئے وہاں مثلث نہیں ہے
 اور جزد اور نقطہ اعتدال کے درمیان اب صرف اس
 کامل ہے اور یہی ہماری مراد ہے، اللہ تعالیٰ بہتر
 جانتا ہے۔ (ت)

تذکرہ کتب مذہب میں یہ پانچ عبارتیں ہیں کہ اتفاق حکم عام کرتی ہیں اور یہاں ایک عبارت اور ہے
 جسے بعض کتب میں تصریح بطور عموم ظاہر کیا اور حقیقتہً اصول صانع علوم نہیں بلکہ انھیں علامات خاصہ سے ہے جو
 بلا و خصوصہ کے لئے، تو ال فقیہ ابو جعفر وغیرہ مشائخ سے گزریں وہ یہ کہ بین المغربین قبلہ ہے یعنی گریوں میں سب
 سے بڑے دن مثلاً ۲۲ جون اور جازوں میں سب سے چھوٹے دن مثلاً ۲۱ دسمبر میں آفتاب جہاں ڈوبے اُن

دو نول موضع مغرب کے اندر سمت قبلہ ہے۔ روا المتار میں بحوالہ شرح زاد الفقیر للعلامة الفزی بعض کتب معتدہ ہے اور شرح الخلاصہ للعلامة القسطنطینی میں ہے،

ینظر مغرب الصیفة فی اطول ایامہ ومغرب الشتاء فی اقصر ایامہ فیدرج الثلثین فی الجانب الایمن والثلث فی الایسر والقبلة عند ذلك ولولم یعمل هكذا واصل فیما بین المغربین یختوز۔

طریق میں ملتقط و تیس ملتقط ہے،

وقال ابو منصور یظهر الی اقصر یوم و اطول یوم فیہ صفت مغربہما شریک الثلثین عن یمینہ قال صاحب المنقط هكذا استحباب والاول للجواز اه و هذا وعدناک محمد بن الکلاصی الایرادی حامس۔

ظاہر ہے کہ جو بلاد کو مغربہ سے خاص جنوب یا شمال کو ہیں، بیان ان سے قواعد متعلق نہیں ہو سکتا آخر نہ دیکھا کہ قبلہ پیر سکینہ قبلہ قطیف یقینیہ ہے۔ بین المغربین در کنار وادعین جنت مغرب سے بہت بعید ہے اور بلاد شرقیہ مغربہ کو بھی عام نہیں ہو سکتی، آخر نہ دیکھا کہ ابھی بحث چہارم مکانہ عطر مشامی میں جو شہر کو مغربہ سے پانچ درجہ طول شرقی تاہ خاص خط استوا پر لیا اس کا قبلہ بین المغربین سے چوتھ درجہ شمال کو ہٹا ہوا ہے،

لان السعة العظمی فی الافق المستوی ثم اگر و قد کان انحراف قبلة عن نقطة المغرب معراج۔

تربلہ تقریبی ننانوے درجے مغربین سے باہر ہوگا جو ربع دور سے بھی زیادہ ہے، لاجرم امالی التکوی میں اس قول کو اپنے بلاد بحر قند و غیر سے خاص کیا، قیہ میں ہے،

سہ روا المتار بحث فی استقبال القبلة مطبوعہ مجتبائی دہلی ۲۸۸/۱
سہ اقلین الجبل لثانی نیرہ المصلی مع نیرہ المصلی بحوالہ طالع مطبوعہ مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ لاہور ص ۱۸۶

ذکر فی اصالی العباد ویحدد القبلة فی بلادنا
یعنی فی مسرقہ صابین المغربین مغرب
الشتاء و مغرب الصیف۔
امالی الفیادی میں ذکر کیا گیا ہے کہ ہمارے سرقد کے
علاقہ میں قبلہ کی حد گرمیوں اور سردیوں کے درمیان ہے۔ (دست)

انھیں بلاد شرقیہ سے ہرات ہے، علامہ برہندی فرماتے ہیں، ہم نے اس کا قبلہ تحقیق کیا بین المغربین سے باہر جنوب
کو ہٹا ہوا پایا۔ اسی کے مطابق امام محمد بن المبارک مروزی و امام ابو یوسفؒ کا ارشاد آیا، شرح نعیار میں ہے،
نحوہ قد حققنا بتدنی القواعد سمت قبلة
ہر امة فظہر لنا انه یقع عند رب مغرب
اقصر ایام السنة حیث یغرب کوکب العقرب
وهو الموافق لذكره عبد الله بن المبرک
وابو مطیع لما وقع فی تجنیس الملتقط انه
لوصل الی جهة خرجت مما یسمی مغرب
الصیف و مغرب الشتاء فسدت صلاته انما
یصح فی بعض البقاع (مختصاً)
ہم نے ان قواعد سے ہرات کے قبلہ کی سمت تحقیق کی ہے
تو ہمیں معلوم ہوا کہ سال کے چھوٹے دن کے مغرب سے
بائیں جانب جہاں مغرب کے تارے عرب ہو سکتے
ہیں یہاں کا قبلہ ہے، عبد اللہ بن مبارک اور ابو یوسف
کے بیان کے یہی مطابق ہے اور جو تجنیس الملتقط میں
ہے کہ اگر نمازی نے گرمیوں کے مغرب اور سردیوں کے
مغرب سے غارج کسی جہت میں نماز پڑھی تو اس کی
نماز سہ ہوگی۔ تو یہ بات بعض علاقوں میں درست
ہو سکتی ہے (مختصاً دست)

اقول حقیقت امر یہ ہے کہ معظم معمرہ میں اکثر بلاد شرقیہ کا قبلہ تحقیقی مغرب سرطان سے مغرب جدی تک
سے اور بہت درجہات اور اک مغربین ہر شخص پر آسان اور اُن بلاد کثیرہ میں اگرچہ جہت قبلہ عربی سے باہر تک متدگر مر
مرد و سہل اور اک کی تسبیح جو حدود قبلہ کے اندر داخل ہے مضائقہ نہیں رکھتی بلکہ بار بار اس میں زیادہ تقریب ہے
جس سے سہولت و قرب بحقیقت کو وزن مبالغہ حاصل، لہذا علما نے اُن بلاد میں عامہ کو ما بین المغربین کی تحدید بتائی
اُس کے معنی یہ نہ تھے کہ اس سے باہر جہت اصلاً نہیں اور مغربین سے تجاوز ہوتے ہی غازی سہ ہو، مگر شرح
خلاصہ قسمت ثانی اور شرح زاد النیر میں بحوالہ بعض کتب معتدہ کہ شاید وہی شرح خلاصہ ہو کہ تمام جہات سے بعض
فقیر نے اس میں پائی، مجدد عبارت مذکور ہے، و اذا وقع توجہہ خد مجا منها لا یجوز بالاتفاق (اگر اس کی

ملہ فیہ المصلی الشرح الرابع استقبال القبلة مطبوعہ مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ص ۱۸۵
ملہ شرح النعیار للبرہندی باب شروط الصلوٰۃ مطبوعہ شاہ نوکشتور بالسور مکتبہ ۸۹/۱
ملہ رد المحتار باب شروط الصلوٰۃ مبحث فی استقبال القبلة مطبوعہ مطبعہ مجتہدانی دہلی ۲۸۵/۱

تو ان جگہ سے خارج نہ جائے تو اس کی نماز بالاتفاق جائز نہ ہوگی۔ یہ دونوں کتابوں میں بتا کر غلط منہا بغیر مونس ہے نہ منہا بغیر تشبیہ کہ بائیں مغربین راجع ہو کر شک نہیں کہ جنت سے خروج مفسد مطلق ہے اور لفظ بالاتفاق اس معنی پر صریح دل کہ خروج عن الجنت ہی کا مفسد ہوتا متفق علیہ ہے نہ کہ یہ تحدید خاص جو اقوال خمسہ مذکورہ ائمہ مشہورہ و دواہ فی کتب المذہب سب کے خلاف ہے لیکن غیر میں لکھی سے یوں ہے:

وان حصل فی جهة خروج من المغرب یعنی اگر نمازی نے کسی ایسی جنت میں نماز پڑھی جو مغرب سے خصلت حاصل نہ ہو۔ خارج ہو کر اس کی نماز فاسد ہوگی۔ (۱)

اور تھیں الملتقط کی نقل گزری ہمارے برجندی کا ارشاد سن چکے کہ ائمہ نے ہر اہل کے لئے یہ حکم نہ مانا بلکہ اس کا تحقیق مغربین سے باہر ہے اور اس حکم کو صرف بعض مقامات سے مخصوص کیا اقول بلکہ اصلاً کہیں صادق نہ آئے گا سوا گنتی کے دو چار نامور مقاموں کے جو شاید آباد بھی نہ ہوں بلکہ نابینا سمندر میں پڑیں جن کا قبلہ نقطہ اعتدال ہو اور عرض تقریباً چھپتے درجے کے اور اس کی سمت المغرب ۴۵ درجے ہوگی ورنہ اگر عرض اس سے کم ہو تو سمت المغرب ۴۵ درجے سے کم ہوگی اور باجماع اقوال فہمین المغربین سے کم و بیش خروج روا ہوگا اور اگر قبلہ اعتدال سے ہٹا ہوا ہے تو ضرور احد السعین کی طرف ہٹنے کا تو جس سے جتنا قریب سے اُس سے اُس قدر باہر جانا بھی روا ہوگا اور جس سے بعید ہے اُس کے اندر بھی بعض انحراف مفسد نہ ہوگا نہ ذیحق (جیسے کہ ہر جگہ ہے)۔ پھر یہ بھی زیادہ بین الفساد پھر تمام دنیا چھوڑ کر گنتی کے چند مواضع کا حکم لینا اور اُسے صورت عام میں بیان کرنا کیونکر ہو بصحت ہوگا خصوصاً وہ مواضع بھی اتنے دور دراز عرض کے جو اگر آباد بھی ثابت ہوں تو شک نہیں کہ اُس زمانے میں محمود سے باہر جگہ جاتے اور خارج الاقالیم کہلاتے تھے کہ ان کی تقسیم میں ساتوں اقلیمیں ۵۰۰ تک ختم ہوئیں۔ ہمارا اس تقریر سے متغافل نکال سکتا ہے کہ اس قول پر کتنے نقص وارد ہیں۔

اولاً عرب و عجم و ہند و سندھ و عرض ایشیا افریقہ کے عام شہر بلکہ تمام ہفت اقلیم میں کہیں سمت المغرب ۴۵ درجے نہیں اور اوپر واضح ہو چکا کہ یہاں تک انحراف باجماع قریب اقوال مذکورہ روا ہے کہ یہی سبب سے تنگ تر قول ہے تو عام محمود کے جملہ بلاد جن کا قبلہ نقطہ مشرق یا مغرب ہو بالاتفاق اقوال مذکورہ ان میں مابین المغربین سے بھی انحراف روا ہوگا اور نماز فاسد نہیں ہو سکتی جب تک ۴۵ درجے سے زائد نہ ہو۔

ثانیاً وہ بلاد کم ہیں جن کا قبلہ خاص نقطہ اعتدال ہو، اکثر میں کم یا زیادہ انحراف ہے اب تین حال سے ظاہر نہیں یا تو انحراف احدی متساویہ ای من نقطۃ الاعتدال الی الجنوب او الشمال (میری مراد

اس کا تمام ہے یعنی نقطہ اعتدال سے جنوب و شمال کی طرف۔ (ت) سمت المغرب سے کم ہو گا یا برابر یا زائد بر تقدیر اول جس سمت انحراف ہے اُدھر کی سمت المغرب سے اور بھی باہر جانا روا ہو گا مثلاً ۳۴ درجہ سمت ہے اگر انحراف نہ ہوتا تو اس سے ۲۱ درجہ خروج جائز ہوتا، اب فرض کیجئے ۳۰ درجے انحراف ہے یہ تو بین المشرقین ۴۱ درجے عدول صبح ہو گا۔

ثالثاً جس سمت سے انحراف ہو اگر انحراف وسعت کا مجموعہ ۵۵ درجے سے زائد ہے تو بین المغربین ہی وہ جگہ پائی جائے گی جب تک انحراف مضاعف ہوتا ہے مگر اس قول پر جواز ہو گا۔

مابعداً فرض کیجئے ۲۰ درجے جانب جنوب انحراف ہے اور وسعت ۴۰ تو اس قول پر قبلہ تحقیقی سے جنوب کو صوف چار درجے انحراف جائز ہو گا کہ بین المغربین سے خروج نہ ہو اور شمال کو ۴۴ درجے تک انحراف روا ہو گا یہ بدیہی البطلان اور بالوجہ غلط ہے قبلہ تحقیقی سے جس قدر ایک طرف پھرنے میں مواجہہ نہیں جاتا واجب کہ دوسری طرف بھی اُس قدر میں زوال نہ ہو کہ چہرہ انسان کے دونوں رخ یکساں ہیں یہ چارچ ایسی کا توفیق نہ ہر سے آیا۔

نچاھنا و ساد سنا بر تقدیر ثانی استقامت ظاہر تر ہیں فرض کیجئے سمت و انحراف جنوب دونوں رخ یکساں ہیں (اور یہ کوئی فرض با واقعی نہیں بیات داں کو عمل تکلیس کا اجرا بتا دے گا کہ فلاں فلاں مقام ایسے ہیں) اب اس صورت میں حکم شرعی تو اسے کہیں المغربین سے سمت جنوب ۴۵ درجے تک باہر جانا روا ہے اور جانب شمال سمت کے صرف تک جب تک سکتا ہے نصف شمال کی طرف تب تکنا مضاعف نماز ہو گا اور اس قول پر اس کے برعکس حکم یہ نکلے گا کہ ایک پہلو پر تو ساٹھ درجے تک انحراف روا اور دوسرے پہلو پر قدم بھرنا اور نماز گنی کیا یہ حکم شریعت مطہرہ کا ہو سکتا ہے اگر نہیں۔

سابعاً تقدیر ثالث تو خود استقامت و مواجہہ ہے کہ جب انحراف سمت سے زائد ہے تو جو قبلہ تحقیقی چاہے واجب ہے کہ بین المغربین سے باہر جائے اس قول پر خود استقبال تحقیقی مضاعف نماز ہوا۔

تاھننا دنیا میں کوئی سمت سے زائد ہے طرغین کا مجموعہ ۶۴ ہوا تو بین المغربین تقدیر اول انحراف ہے جسے قبلہ تحقیقی سے ۵۵ درجے زائد اختلاف ہے تو جو فساد نماز کی صورت تھی وہ اس پر جواز کی ہوئی اور جواز بلکہ اعلیٰ استہاب کی تھی وہ فساد کی ٹھہری اس سے بڑھ کر اور کیا استقامت ہو گا۔

تاسعاً فرض کیجئے ایک شہر مکہ معظمہ سے قریب اور کثیر العرض ہے اور دوسرا بہت بعید اور قلیل العرض ہے یہ فرض تو قطعاً اول کی سمت المغرب دوم سے زائد ہو گی جس کی زیادت چھ یا آٹھ درجے تک پہنچ سکتی ہے تو اس قول پر لازم کہ قریب شہر کی سمت قبلہ بہت دُور اسے شہر کی سمت سے ہزار ہا میل زیادہ دُور تک پھیل ہو یہ عکس قضیہ معقول و منقول ہے۔

عاشوراء واقف نگاہ کرے گا کہ اس قول میں برکت دیگر اقوال کے تفسیق ہے کہ معظم معمرہ میں سمعت ۲۵ درجے سے بھی کم ہے مگر خیال باطل ہے ہم ابھی ثابت کر آئے کہ اس میں قبلہ حقیقی سے ساٹھ درجے انحراف روا ٹھہرتا ہے اور تنقیح کیجئے تو اس کی وسعت ظاہر قولین اولین سے کچھ کم نہیں بلکہ زائد ہے کہ ۶۹-۲۲ کے عرض پر مجموعہ ستین کے پورے ایک سوا سی درجے ہیں۔


اقول (میں کہتا ہوں) اس پر دلیل میں کلی اور تمام عرض بلد کا تساوی ہونا ہے تو اس طرح ان دونوں کی جہیں بھی تساوی ہوں گی اور مثلث کر دی۔ میں جیوب زدایا کو اس کے جیوب تاریک طرف تساوی فرمایا گیا ہے تو اس طرح جیوب سوسہ و قائمہ دونوں تساوی ہوں گے اور اسی سے شرح چغینی میں فاضل ردی کے دقیق کلام میں جو ابہام ہے واضح ہو جاتا ہے حدیث اگر ائمہ نے فرمایا اس وقت مشرق و مغرب عرض کے بڑے سے بڑی رہتی ہے یہاں تک کہ سوسہ قریب رہے کہ پہنچ جائے جبکہ عرض بلد بڑے کو نہ پہنچی ہوا (ت)

بلکہ صم مناقشہ کے لئے ساٹھ ہی درجے کا عرض لیجئے کہ وہاں سمعت ۲۵۲ م ہوا، اور فرض کیجئے کہ انحراف جزوی ۲۷۷ ہو کہ اس سے زیادہ کا انحراف ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں۔ اب اگر اصل نقطہ مغرب سے ۲۵۲ م شمال کو پھر کر کھڑا ہو اس قول پر فہم صحیح ہوگی کہ قبلہ میں انحراف کے اندر ہے مگر قبلہ حقیقی سے پورے ایک سو تیس درجے پھرا ہوا ہے قولین اولین کے ظاہر پر تو قبضے کو روٹ ہی جاتی تھی یہاں اس سے بھی گزر کر بیٹہ کا حصہ ہے اور استقبال مروجہ بالبلکہ اس پر وہ استقامات بالمدہ ہیں جن کا شمار و شمار توجیر قول اس طور پر قطعاً قطعاً اصلاً قابل قبول نہیں اور خود اسی قدر اس کی غرابت و نامسمومی کو بس تھا کہ تمام کتب معتدہ کے پانچوں اقوال سے صریح مناقض ہے، ان اُس وجہ پر کہ فقیر نے تقریر کی ضرورت صحیح و غلط ہے وہ اللہ التوفیق، الحمد للہ کہ جہت قبلہ کا یہ کافی وافی شافی صافی بیان اُس جلالت شان و ایضاح مراب و احاطہ و تحقیق و کشف حجاب کے ساتھ واقع ہوا کہ اس تحریر کے غیر میں نہ ملے گا ذلک من فضل اللہ علینا و علی الناس و لکن اکثر الناس لا یشکرون ما ہوا و انما ہما ان اشکر نعمتک

وتر اح وصل کیا کہ حسب بیان معترضین ۹۰ فٹ یعنی ساٹھ ذراع شرعی ہے اور اب ح ب دونوں فیصد یعنی نصف قطر کہ ایک مرفوع ہے حسب بیان مسائل ایک سو پینسٹ ذراع شرعی ۱۶۵ ۴۹۰ ۴ درجاست وتر اح $۹۰ \times ۹۰ = ۸۱۰۰ = ۲۹۰۰ \div ۱۶۵ = ۱۶۸۸۱۸۱۸$ یعنی گامطہ الکر مقدار وتر ہوئی اُس کا نصف چوبیس ہوا بدول جیب میں اس کی قوس فی الط قوس اح یعنی زاویہ اب ح = ک غ یعنی اس کی سمت قبلہ قطب شمالی سے دو درجے کم الیکس مدبجہ جانب مغرب ہے و بوجہ اخبر کہ بیان میں دم قوس کی حاجت نہ ہو اب سے سمت ۲ پر خط غیر محدود کھینچا اور اب ح مساوی اب قطع کر کے اور کل شکل بشتم بلکہ پنجم و چہارم متعارف ولی زاویہ اب کا نصف ہوا اور کلک حدود اح پر گورد کا حسب بیان معترضین ۳۰ ذراع شرعی ہے تو کل شکل ناخ کو $۳۰ \times ۳۰ = ۹۰۰ = ۱۱۶۴۴۴ \div ۱۶۵ = ۷۰۲۵۹۶۳۴۲$ یعنی زاویہ اب ح یعنی فی صد نصف صد قوس فی الط تو کل زاویہ ہی ۸۲۰ ہوا اور ظاہر ہے کہ جتنا انحراف اس دیوار کو قطب شمالی جانب مغرب سے ہے اتنا ہی اس کی سمت قبلہ کو نقطہ مغرب سے جانب جنوب ہوگا کہ دیوار مثلاً  اب ح ح اب پر اس کے سمت ح ب اور ح ب خط جنوب و شمال پر سب خط اعتدال ملو ہے تو قائمیں سے اب ح مشترک ساقط کیا ح ب س برابر اب ح کے برابر پس وہاں قطبہ اب سے ثابت ہوا کہ سب سے تنگ تر قول پر بھی عیسہ گاہ مذکور ہے پر اسے پر اسے سے زیادہ حدود تبدل میں واسل سے اور قول محقق و منبع پر ۲۹ درجے سے بھی زائد اندرون حد ہے گنایہ مظهر اللہ شاء اللہ تعالیٰ (جیسا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ظاہر ہو جائے گا) یعنی شرعاً جہاں تک انحراف کی اجازت ہے اُس کا نصف بھی اس میں نہیں اتنا ہی انحراف اور ہوتا جب بھی سات درجے زائد حد میں رہتی تو روشن ہوا کہ نئی روشنی والوں کے بیان و فتوے سب غلطت جس واپرواہیں والی یاد ماندہ تعالیٰ۔

افادہ مراتب علی گڑھ کا قبلہ تقریبی۔ کتب متداولہ بیات میں جو طریقہ معرفت سمت کا کھینچے سیدہ محققین علامہ سید شریف قدس سرہ الشریف نے تحقیقی گمان فرمایا اور عند التفتیق تحقیق نہیں تقریب ہے اُس طریقہ پر یہاں معرفت سمت یوں ہے۔

۱ خط اعتدال ل ب خط جنوب
۲ شرقی شمالی ہے اور ط ل کہ منظر
۳ عرض منظر کا العرض علی گڑھ الکر نو
شمال سے نقطہ مغرب کی طرف ل ب ح



۴ مرکز دائرہ بندیہ ہے افقی علی گڑھ میں
۵ شمال اس آج کا علی گڑھ کہ منظر سے
۶ مشرقی طول علی گڑھ ح و ما بین الطولین گرنو
۷ ما بین العرضین و لا لہذا نقطتین جنوب و
۸ بعد گرنو وصل کیا اور نقطتین مشرق و مغرب سے

لے زیر اگر تحویل ہوگا رقم مذکور بحسب اصلی مشرقی ۱۸۵ ۱۸۱ ۶۱۲ و تحویل پر یعنی فی صد نصف صد ۱۲ صد ۱۶۷

دسے ۱۹۶۴ء آٹھ مئی نوے فٹ یہ اور ۷۰ فٹ اور یہ جملہ ۱۹ فٹ بھی اگر یوڈی ارقطہ شمالی سے پھری ہوئی حدود سے باہر نہ تھی ہکدا اینیغی التحقیق واللہ تعالیٰ ولی التوفیق۔

تنبیہ قول محقق و منع کہ کثیر معطر کے دونوں جانب ۲۵ درجے تک انحراف روا ہے اس پر عمل قبل تحقیق برہانی نکال کر کرنا چاہئے کہ طریق تقریبی میں خود کئی کئی درجے کا تفاوت آتا ہے۔ اب یہیں دیکھئے کہ ۸ درجے ۲۰ دقیقہ کا تفاضل ہے واللہ المہادی الی الصواب، الحمد للہ کہ اس تحریر میں افادہ اولیٰ غایت نفع و فاضلت پر واقع ہوا مناسب اس کے لحاظ سے اس کا تاریخی نام ہدایۃ المتعلیٰ فی حد الاستقبال ہو کہ اس کی تصنیف اور غزالی المجر ۱۳۲۲ھ میں ہوئی، اور اگر یہ لحاظ کریں کہ تبیض میں اوائل محرم ۱۳۲۵ھ کی تاریخیں آئیں گی تو حد الاستقبال کے عرض جہۃ الاستقبال کما مناسب، وھبی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد و آلہ و صحبہ اجمعی آمین (اللہ تعالیٰ اعلم و علیہ حل مجددہ التوا حکم۔

باب اماکن الصلوٰۃ

(مقامات نماز کا بیان)

مسئلہ ۳۹۸ از شہر کتبہ ۲۷ ربیع الثانی ۱۲۸۵ ہجری شریف

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ نماز مسجد کے در میں جائز نہیں ہے چاہے ایک باہر چاہے امام ہو۔ غرض کہتا ہے کہ در میں بلا کراہت جائز ہے ایک ہو یا امام، البتہ صفوں کا دروں میں قائم کرنا مکروہ ہے یا مسجد کے غریب میں ایک ہو یا امام۔ اس مسئلہ میں زید کا قول سچا ہے یا غلط؟ جینواتو غرض احکم انھ اذ نقض مسجد کا واسطے ملاصلہ کے لکھ دیا ہے۔

$\frac{۳}{در}$	$\frac{۲}{در}$	$\frac{۱}{در}$
$\frac{۳}{در}$	$\frac{۲}{در}$	$\frac{۱}{در}$

الجواب

فی الواقع امام کا بے ضرورت محراب میں کھڑا ہونا کہ پاؤں محراب کے اندر ہوں یہ بھی مکروہ (ہاں پاؤں باہر اور مسجد محراب کے اندر ہو تو کراہت نہیں) اور امام کا در میں کھڑا ہونا یہ بھی مکروہ مگر اسی طرح کہ پاؤں باہر اور مسجد در میں ہو تو کراہت نہیں بشرطیکہ در کی کرسی بلند نہ ہو ورنہ اگر مسجد کی جگہ پاؤں کے موضع سے چار گز سے زیادہ اونچی ہو تو دوسرے سے نماز ہی نہیں ہوگی اور چار گز یا کم بلند نہ ہو تو کراہت سے خالی نہیں البتہ بے ضرورت مقتدیوں کا در میں صف قائم کرنا یہ سخت مکروہ کہ باعث قطع صفت ہے اور قطع صفت ناجائز، ہاں اگر کثرت جماعت کے باعث جگہ میں تنگی ہو اس لئے مقتدی در میں اور امام محراب میں کھڑے ہوں تو کراہت نہیں۔ یونہی اگر عین کے

باعتبار کچھ صفت کے لوگ دروں میں کھڑے ہوں تو یہ ضرورت ہے والضرورات تبیح المحظورات (مفت ضرورت نحواعت کو مباح کر دیتی ہے۔ ت) رہا ایکلا اسی کے لیے ضرورت، بے ضرورت محراب میں، در میں مسجد کے کسی حصہ میں کھڑا ہونا اصلاً کراہت نہیں رکھتا۔ در مختار میں ہے :

مکہ قیام الامام فی المحراب لا یجوز فیہ
وقد صرحنا سراجہ لان العبرة للقد م
امام کا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے، اگر قدم باہر ہوں اور سجدہ محراب میں ہو تو یہ مکروہ نہیں کیونکہ اعتناء قدموں کا ہے۔ (د ت)

روا مختار میں بحر الرائق سے ہے :

فی النوا الجبۃ وغیرہا اذا لم یصلح المسجد بمن
خلف الامام لا یسبی لہ فذلک لانہ یشبہ بتابین
المکابین انتہی یعنی وحقیقۃ اختلاف المکان
تسبغ الجواز فشبہۃ الاختلاف توجب الکراہۃ
والمحراب وان کان من المسجد فمصرورتہ و
ہیئتہ اقتضت شبہۃ الاختلاف مخصصاً
ولوالجہ وغیرہ میں ہے جب امام کے پیچھے واسلہ نمازوں کے لئے مسجد تنگ ہو تو امام کو محراب میں قیام نہیں کیا چاہے تنگ یہ دو جگہوں کے، الٹ الٹ ہونے کا شبہ پیدا کرے گا انتہی یعنی مکان کا حقیقۃ اختلاف جواز نماز سے مانع اور جہاں اختلاف مکان کا شبہ ہو وہاں کراہت ہوگی اور نحو بحر میں ہے کہ اگر محراب کی صورت اور ہیئت اختلاف مکان کا شبہ پیدا کرتی ہے اور مخصصات،

اسی میں معراج الدرایہ سے ہے :

حکم المحل فی عن ابی الیث لا یکرہ قیام الامام
فی الطاق عند الضرورة بان ضاق المسجد عن
القوم
امام کا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ نہیں جبکہ نمازیوں پر مسجد تنگ ہو۔ (د ت)

اُسی میں کتابہ ذکر سے ہے :

الاصح ما روی عن ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ
عندہ انہ قال اکسره للامام ان یقوم
اصح روایت کے مطابق امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ امام کا دو کسٹوں کے درمیان

۹۲/۱	مطبوعہ مجتہائی دہلی	باب ما یفسد الصلوۃ	سک ۱۰۲
۴۴۴/۱	مصطفیٰ ابیانی مصر	"	سک ۱۰۳
۴۴۸/۱	"	"	سک ۱۰۴

کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ (د ت)

بہن المساربتین^۱

تویر الابصار میں ہے ۔

اگر نمازی کے سجدہ کی جگہ قدموں کی جگہ سے دو کھڑی
ایٹھوں کے برابر بلند ہو تو نماز جائز^۲ اور اگر اس سے
زیادہ بلند ہو تو نماز جائز نہ ہوگی۔ (د ت)

لوكان موضع سجوده اس فرعون موضع
القد میں بمقدار لبنتين عنھو متین
جائز وان اکثر^۳

در مختار میں ہے ۔

ان دونوں کا بلند ہونا نصف ذراع سے جو کہ بارہ
انگلیوں کی مقدار ہے۔ چلتی نے اسے ذکر کیا۔ (د ت)

مقدار ارتف عھما نصف ذراع ثلث عشرة
اصبعما ذکرہ الحنبلی^۴

رد المحتار میں ہے ۔

قولہ جائز سجودہ یعنی سجدہ تو جائز ہوگا مگر بن ہرکت
ہوگی کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فعل منقول
کے خلاف ہے۔ (د ت)

قولہ جائز سجودہ الظہیر انہ مع الکراہۃ
لیست لغتہ لب ثور من فعلہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم^۵

سنن ابن ماجہ میں ہے ۔

یعنی قرہ بن ایاس مرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہمیں
دوستوں کے بیچ میں صفت باندھنے سے منع فرمایا جاتا
اور وہاں سے دیکھ کر ہٹائے جاتے تھے۔ (د ت)

عن معویۃ بن قرقۃ عن اسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
عنه قال کانہن ان نصف بین السوارۃ علی
عھد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ونظر عنھا طرہا^۶

مسند امام احمد و سنن ابی داؤد و جامع ترمذی و سنن نسائی و صحیح حاکم میں ہے ۔

یعنی ایک تابعی کہتے ہیں ہم نے ایک امیر کے چپے نماز
پڑھی تو گویا نے ہمیں مجبور کیا کہ ہمیں وہ دستوں میں نماز

عن عبد الحمید بن محمود قال حملینا خلف
امیر من الامراء فاضطرنا اناس فحملینا

رد المحتار باب ما یفسد الصلوۃ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۲۷۹/۱

رد المحتار شرح تویر الابصار فصل اذا سجد الشروع فی الصلوۃ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۷۹/۱

رد المحتار " " " " مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۳۷۲/۱

سنن ابن ماجہ باب الصلوۃ بین السوارۃ فی الصف " ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۷۱

بین الناس یتین فلما هلیسا قال انس بن مالك
 مرضی اللہ تعالیٰ عنہ کنا ننتقی هذا علی عهد
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 رخصتی ہوئی (جب ہم نماز پڑھ چکے تو) انس بن مالک نے
 فرمایا ہم زمانہ آندس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم میں اس سے بچتے تھے۔

حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے، ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے، عمدة القاری شرح صحیح بخاری میں قبل باب الصلوة
 الی راعیہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے کہ انہوں نے فرمایا، لا تصفوا بین الاصابین و اقصوا،
 الصنفون۔ ستونوں کے بیچ میں صفت نہ باندا اور صفیں پوری کرو۔ اور اس کی وجہ قطع صفت ہے اگر تینوں
 دروں میں لوگ کھڑے ہوں تو ایک صفت کے میں کھڑے ہوئے اور یہ ناہانز ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم فرماتے ہیں: من قطع صفا قطعہ اللہ۔ جو کسی صفت کو قطع کرے اللہ اسے قطع کر دے۔ اور اگر بعض دروں
 میں کھڑے ہوئے بعض عالی چوڑ دے جب بھی قطع صفت ہے کہ صفت ناقص چوڑ دی کاٹ دی پوری نہ کی اور
 اس کا پورا کرنا لازم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اقصوا الصنفون (صفوں کو مکمل کر دے) تا
 اور اگر اس وقت اور زائد لوگ نہ ہوں تو آنے سے کون مانع ہے تو یہ ممنوع کا سامان مہیا کرنا ہے اور وہ بھی
 ممنوع ہے قال اللہ تعالیٰ تلک حد و اللہ فلا تقربواھا (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ اقد تھالے کی حدود ہیں پس
 ان کو توڑنے کے قریب مت جاؤ۔ ت۔ دروں میں تنہیوں کے کھڑے ہونے کو قطع صفت نہ سمجھنا غلط ہے۔
 علامہ کرام نے صاف تصریح فرمائی کہ اس میں قطع صفت ہے۔ صحیح بخاری میں ہے: باب الصلوة بین السواری
 فی غیر جماعۃ (باب جماعت کے علاوہ ستونوں کے درمیان نماز پڑھنے کا۔ ت) امام علامہ گودینی کہ جہد
 اکمر خفیہ سے ہیں اس کی شرح میں فرماتے ہیں،

قید بغیر جماعۃ لان ذلک یقطع الصنفون و
 نسویۃ الصنفون فی الجماعۃ مطلوبۃ
 بغیر جماعت کی قید اس لئے ہے کہ یہ (نمازی کا دو ستونوں
 کے درمیان ٹھہرنا) صنفوں کو توڑتا ہے حالانکہ صنفوں کا

صلح جامع الترمذی باب ما جاء فی کراہیۃ الصنف بین السواری مطبوعہ امین کمپنی دہلی ۳/۱
 عمدة القاری شرح البخاری باب الصلوة بین السواری فی غیر جماعۃ مطبوعہ ادارۃ الطباعة للنسیر بیروت ۳۹/۲
 سنن ابی داؤد باب تسویۃ الصنفون مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۹۶/۱
 سند صحیح مسلم " " " " قیدی کتب خانہ کراچی ۱۸۲/۱
 صفحہ نظر ۳ ۱۸۵
 صحیح بخاری باب الصلوة بین السواری فی غیر جماعۃ مطبوعہ قیدی کتب خانہ کراچی ۶۲/۱

عمدة القاری میں ہے ۱

اذا كان منفرد الا يابس في الصلاة بين الصلوتين جب تنہا نماز ادا کر رہا ہو تو دوستوں کے درمیان
اذا لم يكن في جماعة ۲

اس بیان سے واضح ہوا کہ زید و عمرو دونوں کے کلام میں وہ دو غلطیاں ہیں زید نے در میں نماز ناجائز
بتائی یہ زیادت ہے، ناجائز نہیں، ہاں امام کو مکروہ ہے۔ یونہی مفرد کو اس حکم میں شریک کرنا ٹھیک نہیں، خود
حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کتبہ معقلہ تشریف لے گئے دوستوں کے درمیان نماز پڑھی حکما
ثبت فی الصبحاح عن ابی عمر عن مبلال جیسا کہ صحاح میں حضرت بن عمر نے حضرت بدل
رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا ہے (د)۔

عمرو کا امام کو در میں کھڑا ہونا بلا کر بہت جائز و صحیح نہیں، یونہی مفرد کا محراب میں قیام مکروہ جاننا ٹھیک نہیں جو
وجہ کراہت علما نے رکھے ہیں یعنی مشبہ اختلاف مکان امام و جماعت یا اشتباہ حال یا تشبہ اہل کتاب ان
میں سے کوئی وجہ مفرد کے لئے متحقق نہیں واللہ بحضہ و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و حکمہ
ہذا شانہ احکم۔

مسئلہ ۳۹۰ اردو ملی درس میں، سند میر سید محمد بریلوی رحمہ اللہ دی فہرست الہادی

شعبان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ریل پر نماز کس طرح ادا کی جائے گی ایک شخص نے سوال کیا کہ
چلتی ریل اور جہاز پر نماز جائز ہے یا نہیں۔ مولوی کاویت اللہ صاحب نے تعلیم اسلام کے صفحہ پر جو جواب منقولہ
ذیل لکھا ہے صحیح ہے یا نہیں: اور جہاز یا کشتی اور ریل کا ایک ہی حکم ہے یا غیر خیر؟ میں اس میں تفصیلی بحث
چاہتا ہوں آج کل اس کے جملہ مسائل کی اہل اسلام کو سخت ضرورت ہے جواب مولوی صاحب موصوف کا یہ ہے
صح چلتی ریل اور جہاز پر نماز جائز ہے اگر کھڑے ہو کر پڑھ سکے چکر کھانے یا گرنے کا ڈر نہ ہو تو کھڑے ہو کر پڑھنا
ضروری ہے اور کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکے تو بیٹھ کر پڑھ لے اور اگر درمیان نماز میں ریل یا جہاز گھم جائے تو نماز
کا منہ قبلہ کی طرف نہ رہے تو فوراً قبلہ کی طرف پھر جانا چاہئے ورنہ نماز نہ ہوگی بفظہ اور یہ بھی فرمایا جاوے کہ فرض
فعل سب کا ایک حکم ہے یا فرق ہے؟ جینا تو جردا۔

الجواب

فرض اور واجب جیسے و ترو نہ را و ملحق یعنی سنت فخر چلتی ریل میں نہیں ہو سکتے اگر ریل نہ ٹھہرے اور
لے عمدة القاری شرح البخاری باب الصلاة بين السواري ط مطبوعة ادارة التباعة الميرية بدمشق ۱۳۴۴ھ

وقت تک نہ دیکھے پڑھ لے پھر بعد استقرار اعادہ کرے، تحقیق یہ ہے کہ استقرار بالکلیہ و عوبالوسا نظر میں یا تابع زمین پر کہ زمین سے متصل باتصال قرار بعد نمازوں میں شرط صحت ہے مگر یہ قدر و لذت دایر پر بلا قدر جائز نہیں اگرچہ کھڑ ہو کہ دایر تابع زمین نہیں، ولہذا گاڑی پر جس کا جو ایلوں پر رکھا ہے اور گاڑی ٹھہری ہوئی ہے جائز نہیں کہ بالکلیہ زمین پر استقرار نہ ہو، ایک حصہ غیر تابع زمینی پر ہے ولہذا اچلتی کشتی سے اگر زمین پر اترا متیسر ہو کشتی میں پڑنا جائز نہیں بلکہ عند تحقیق اگرچہ کشتی کنارے پر ٹھہری ہو مگر پانی پر ہو زمین تک نہ پہنچی ہو اور یہ کنارے پر اتار سکتا ہے کشتی میں نہ رہے ہو کہ اس کا استقرار پانی پر ہے اور پانی زمین سے متصل، اتصال قرار نہیں جب استقرار کی حالتوں میں ماریں جائز نہیں ہوتیں تب تک استقرار زمین پر اور وہ بھی بالکلیہ نہ ہو تو چپنے کی حالت میں کیسے جائز ہو سکتی ہیں کہ نفس استقرار ہی نہیں کلاف کشتی روان میں سے نزول متیسر ہو کہ اسے اگر روکیں گے بھی تو استقرار پانی پر ہو گا نہ کہ زمین پر، لہذا سیر و وقوف برابر، لیکن اگر ریل روک لی جائے تو زمین ہی پر چڑھنے کی اور مثل تخت ہو جائے گی، اگر نزلوں کے کمانے وغیرہ کے لئے روکی جاتی ہے اور نماز کے لئے نہیں تو منع میں جہت العباد ہو اور ایسے منع کی حالت میں عکس ہی ہے کہ نماز پڑھ لے اور بعد زوال مافی اعادہ کرے۔ دُرُغْتَار میں ہے :

تُرُغْتَارِی نے کُھڑب چار پاسے پر کجاوے میں نماز ادا کی
علائکہ وہ اُترنے پر قادر تھا تو نماز نہ ہوگی، الغرض اس
صورت میں نماز ہو جائے گی جب کہ دوسرے کی گڑیاں
زمین پر ہوں بایں طرز کہ اس کے نیچے گاڑی کاڑی ہو
رہا معاملہ گاڑی (مثلاً بیل گاڑی وغیرہ جس کو جب نور
کھینچتے ہیں، پر نماز کا تو گاڑی کا ایک حصہ چڑھنے کے
اوپر ہے خواہ وہ چلتی ہے یا نہیں تو یہ چار پاسے پر نماز
کبھی جائے گی تو تیمم میں بیسٹان کر وہ غدر کی وجہ سے
نماز ادا ہو جائے گی، اس کے علاوہ میں نہیں اور اگر
گاڑی کا کوئی حصہ چار پاسے پر نہیں تو نماز ہو جائے گی
اگر بیل گاڑی کھڑی ہو کیونکہ فقہ نے اسے
تخت کی مثل قرار دیا ہے۔ یہ تمام گفتگو قرآن
واجبات کی تمام انواع اور کج کسوتوں میں سے بشرط

لوصی علی دابة فی شوق محض وهو یقف
علی النزل بفسح لا تجوز الصلاة حیث
اذا كانت واقفة الا ان تكون حیث ان المحمل
عین الارض ہائے مرکز تحتہ خشبة و
اما العملیة علی العجلة ان كان طرقت العجلة
علی الدابة وہی تسیر ولا تسیر فہی صلاة
علی الدابة فتجوز فی حالة العذر المذکور
فی التیمم ولا فی غیرہ وان لم یکن صرف
العجلة عین الدابة جائزہ لواقفة لتقییدہم
بانتہا کالتسیر ہذا احکله فی ائۃ خمس و
الواجب ما نواعده و سعة العجز بشروط
ایقظہا للقبلة ان امکنہ و الا فبعض الامکان
ثم لا یختلف بسیرہا المکان و اضاف

المفعل فيجوز على المحصل والجهة مطلقاً
 الامكان قبل رُخ كُر اكر شرط ہے تاكر اكر چلنے سے مكان ميں تبيدي نہ ہو جائے باقي نوافل كجاوے اور بيل گاڑی ميں پُر حنا مطلقاً جائز ہيں۔ (ت)
 خود روا الحمار ميں ہے،

الحاصل ان كلا من اتحاد المكان واستقبال
 المصلحة شرط في صلاة غير النافذة عند
 الامكان لا يسقط الا بعد رفلو، ممكنه ايضاً
 مستقبله فعل بقى لو ممكنه الا يقاوت دون
 الاستقبال فلا كلام في نزومه لما ذكره الشارح
 من لعله (مدحها)
 حاصل يہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو نوافل کے علاوہ
 نمازیں اتحاد مکان اور استقبال قبلہ دونوں شرط
 ہیں تو شرط عند کے بغیر ساقط نہ ہوگی پس اگر سواری
 کو قبلہ رخ کھڑا کر سکے تو کوسے باقی رہا یہ کہ اگر کھڑا کر سکتا ہے
 مگر قبلہ رخ کھڑا نہیں کر سکتا تو کھڑا کرنا لازم ہے جیسا کہ
 شارح نے اس کی علت ذکر کی ہے (یعنی تاکہ اتحاد مکان
 سب نمازیں حاصل رہے مطلقاً۔ (ت)

اُسی میں ہے،

الفرق وان واجب بانواعه لا يصح عني
 الدابة الا لضرورة فيومي عليها لشرط
 ايقاتها جهة القبلة ان امكنه ، واداً
 كاست تسيير لا تجوز الصلاة عليها اذا قلنا
 على ايديها والابان كان خوفه من عدو
 يعصلي كيف قدر كما في الامداد وغيره انه
 اقول فثبت ان المانع شيان الاول كون الصلاة
 على الدابة وسو اسطة عجيبة طرفها
 على رداية وان شافي السير واحتلاف المكان
 الا ترى انهم اوجبوا الايقاف والاطلاق

لے درختار	باب الزور والنوافل	مطلبہ محبت فی دہلی	۹۸/۱
لے روا الحمار	" " "	" " "	۴۷۲/۱
لے "	" " "	" " "	۲۷۶/۱

بالسیر الا لمن یثبات عدل لم یکن العائم الا الاول
فقد وجد عذر یجیب الصلوة علی الدابة لکان
واجبا ان تجوز من دون فرق بین ميعود وقوف
لکھم فی قوافلین ان السیر بنفسه مفسد الا
بعذر یمنع الایقاف ولا یکنی مجبر عذر یمنع
المرزول لا الایقاف فان کانت العجلة کلها علی
الارض وحرقها عابث بمصل مھمنا انما فقد
العائم الاول دون الثاني فوجب العائد الالعدا
فلا نظر الی ما امر ادش استنباطه من مھموم
لیس علی عامة ذلک الزمان بمفھم فافھم
وتثبت ۔

جس کی ایک طرف چپا ہے پر ہو ۔
دوسری چیز چپا ہے کا چلنا اور مکان کا مختلف ہونا، کیا
آپ نے ملاحظہ نہیں کیا کہ فقہانے چپا ہے کے کھڑا کرنے
کو لازم قرار دیا ہے اور چلنے کی حالت میں اس پر نماز کو
باطل قرار دیا ہے ۔ سوائے اس کے جسے دشمن غیرہ
کا خوف ہو، پس پہلی چیز کے علاوہ کوئی مانع نہیں تو پھر
ایسا عذر موجود ہے جو چپا ہے پر نماز کو مباح بنا دے
تو اب چلنے اور کھڑے ہونے کے فرق سے بالاتر ہو کر
نماز کے جواز کو ماننا لازم ہو گا لیکن فقہانے ان کے درمیان
فرق کیا ہے تو واضح ہو گیا کہ چلنا بذات خود مفسد نماز ہے
مگر اس صورت میں جب کھڑا کرنا ممکن نہ ہو بعض اثناء

کافی ہیں جو نزول سے مانع ہو بلکہ وہ عذر جو کھڑا کرنے سے مانع ہو معتبر ہے ۔ اب اگر میل گاڑی کی طور پر زمین پر
ہو اور جانور اسے رستی کے دریلے سے جاتا ہے تو اب یہاں پیدائش نماز کا چپا ہے پر ہونا موجود نہیں البتہ
دوسرا مانع (جگہ کی تبدیلی) موجود ہے لہذا اس صورت میں عذر کے بغیر نماز فاسد ہوگی پس اسے نہیں دیکھا جائے گا
کہ جو شارح نے مفسرنا استنباط کر لیا ہے کیونکہ اس دور کی علت مفسر کو قبول نہیں کرتا اسے سمجھ لے اور اس پر
قائم رہ ۔ ات

نیز اسی میں غنیہ سے ہے :

هذا ان علی ان اختلاف المكان مبطل حاله
یکنی لاصلا حقا ۔

اسی میں جو المبحر الرائق فتاویٰ طبریہ سے ہے :

ان جازت الدابة حتی امر التمد من موضع
سجود ففسد ۔

یہ اس بنا پر ہے کہ جگہ کا مختلف ہونا (نماز کو) باطل
کرنے والا ہے جبکہ یہ اس کی اصلاح کے لئے نہ ہوتا ۔

اگر جانور نے اسے اتنا کھینچا کہ اس کے سجدہ کی جگہ
بدل گئی تو نماز فاسد ہوگی ۔ (د)

اُسی میں ہے ،

تظاهر ما فی الہدایۃ وغیرہا لجواز قائمہ مطلقہ
ای استقرت علی الامر من اولادہ و خروج فی
الایضاح بمسحہ فی الت فی حیث امکنہ الخروج
الحاقا لہا بالدایۃ نہر و احتسارہ فی محیط
والہدایۃ بخروجہ فی الامداد ایضا الی
مجموعہ الروایات عن المصنف و جزیریہ فی
نور الایضاح و علی ہذا ینبغی ان لا تجسور
انصلاۃ بینہما سائرۃ مع امکان الخروج الی
العروۃ هذه المسأله الناس عنہ غافلون
شرح الحنفیۃ ۔

فتح القدر میں ہے ،

فی الایضاح فان کانت موقوفۃ فی الشط و غیرہ
قراس الامر من فصلی قائما جائز لانہما اذا
استقرت علی الامر من تحکمہا حکم الامر من
وان کانت مربوطۃ و یمکنہ الخروج لم تحز
العروۃ بینہما لانہما لم تستقر فہی کالدایۃ
استقر بخلاف ما دا استقرت فابہا حیث شد
کالمسیرین ۔

عیط الامم حسری پھر فتاویٰ ہندیہ میں ہے ،

لوصلی فیہا فان کانت مشدودۃ علی الجہد مستقرۃ
علی الامر من فصلی قائما اجزا وان لم

بدایہ وغیرہا سے ظاہر یہی ہے کہ کشتی میں کھڑے ہو کر مطلقاً
نماز جائز ہے یعنی خواہ وہ زمین پر مستقر ہو یا نہ ہو۔ ایضاح
میں تصریح ہے کہ جب زمین پر مستقر نہ ہو تو نماز نہیں چرگی
چونکہ اس سے اتنا ممکن ہو کہ اس کا حکم دایہ (پارہ) یا
کی طرح ہو گا، تہر۔ بحر میں ہے کہ محیط اور دایہ نے
اسے مختار قرار دیا ہے۔ اور امداد میں بھی ہے کہ اسے
فتح الروایات میں مستقی کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے
اور نور الایضاح میں اسی پر جزم ہے۔ سہی بسا پر
چلتی کشتی پر نماز جائز نہیں ہونی چاہئے جبکہ خشکی پر اتنا ممکن
ہے۔ اس مسئلہ سے لوگ غافل ہیں شرح النبیۃ ۔ (ت)

یہ بات میں ہے اگر کشتی دایہ کے کنارے پر کھڑی ہو
اور زمین پر مستقر ہو اور نمازی نے نماز کھڑے ہو کر
ادائی تو جائز ہے کیونکہ استقرار کی صورت میں اس کا
حکم میں دایہ ہی ہے اگر کشتی باندھی ہوئی ہو۔ در اس
مکان ممکن تو اس میں نماز جائز نہیں کیونکہ جب مستقر نہیں
وہ پارہ پائے کی طرح ہے انتہی بکرات اس کے جب
مستقر ہو کیونکہ اس صورت میں وہ تختہ کی طرح ہے (ت)

اگر کشتی مضبوط باندھی ہوئی ہو اور زمین پر مستقر ہے تو ایسی
صورت میں اگر کسی نے کھڑے ہو کر نماز ادا کی تو جائز

تکلی مستقر و میکنه الخروج عنها لم تجز
انصلاها عنها اقول و اطلاق الهداية واجب
الحمل على هذه النصوص المخصوصة
المقتضية له من نظير كذا صرح به الحبيب
الغفیر . والله تعالى اعلم .

مسئله ۲۳ ریح الاول ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو نمازی حالت مجبوری و معذوری میں بیٹھ کر پڑھی گئیں جیسے سفر حج
میں جہاز کے اندر کہ سخت حالت طغیانی میں تھا اور تین دن تک برابر طغیانی خفیر میں رہا ایسی حالت میں قیام نہایت
دشوار اور غیر ممکن تھا اور نیز خوف جان تھا پس ایسی حالت میں جتنی نمازی پڑھی گئی ہیں ان کا اعادہ حالت قرار و اقامت
میں واجب و لازم و ضروری ہے یا نہیں ؟ نیز وہ نمازی کہ اونٹ پر شخوف و غیر میں قافلہ کے چلنے کی حالت میں
بیٹھ کر پڑھی گئی ہیں کیونکہ ہڈ سے آدمی کو تارنے پر جانے والا نہ تھا اور اٹھنے کی صورت میں قافلہ سے پیچھے رہ جانے
کا اندیشہ تھا جس سے خوف جان و مال ہوتا ہے پس ان صورتوں میں جو نمازی اونٹ کی سواری پر اور حالت طغیانی میں
جہاز پر بیٹھ کر مجبوراً پڑھی گئیں اسی سبب ان کا اعادہ بصورت قیامت و انجیل نہ کرنا چاہئے یا نہیں !

الجواب

ان کا اعادہ نہیں . والله تعالى اعلم .

باب صِفَةِ الصَّلَاةِ

(طریقہ نماز کا بیان)

مسئلہ از خیر آباد مرسلہ شیخ حسین بخش صاحب ضروی فاروقی ۲۹ جب ۱۳۰۵ھ

چہ می فرمایند عثمان بن شرح شریف و حکامان صدر نشین
دارالطیغ و دیں امر کہ بمذہب حنفیہ طیفہ مرثان بحکم حدیث
دستہ نمازیان سے سند و زمانہ بالا سے ناکافی بندہ
آیا ایں عمل دست بندی زمان میں نماز موقوف شرع نبوی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم است یا نہ یا اتحاق علمائے کرام
علیہ رضاعیت اور دایرہ کفایت کے سربراہ اس مسئلہ میں
کیا فرماتے ہیں جو علماء احناف نے بتایا ہے کہ مرد نان
کے نیچے اور خواتین ناف کے اوپر ہاتھ باندھیں، خواتین کا
اس طرح ہاتھ باندھنا موافق شرع نبوی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم ہے یا نہیں؟ یا علماء کرام یا مفتیان عظام

مصلحتی و عظام است اگر از حدیث رسول انام علیہ الصلوٰۃ
و السلام ثابت است یا باتفاق ائمان جنہاں راجع
ست بر این استغناء مہرودستخط بجا اگر کتاب ثبت نمایند
و اجزائی از حدائے تن سے شائبہ یا بندہ - مینو توجہ و
بجواز الکتاب بجا اب الصواب -

ائمان ہے یہ مسئلہ اسی طرح ہے، اگر احاد و میثبات
رسول انام صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سے ثابت ہے
یا اگر احناف کے اتفاق کی بنا پر مسئلہ اسی طرح ہے
جو بھی ہو اس استغناء پر کتاب و سنت کے حوالے
سے یہی مہرودستخط کر دیں اور اللہ تعالیٰ سے
احمد ثواب پائیں کتاب کے حوالے سے درجہ جواب میں - دست

الجواب

زناں را نزد خفیہ کہ مٹھم اللہ باللطف والا کرام حکم
آئست کہ دست در نماز بر سیدہ بندہ و این مسئلہ باتفاق
ائمان ثابت است جم غفیر از علما و رفقائے سیدہ و
بروبے حکایت خلافتہ نصیص کردہ اید علامہ محمد بن محمد
ابن محمد الشیراز بن امیر الحاج اعلیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ در
شرح میرذمودہ الموعودہ الثالث فی محل الموضع
فقہ صحنہ بنا محملہ تحت المسرة فی حق
المرحله و الصمد در فی حق المسرة و المحض
و غیر فرمود: المرأة تصعبها علی صمد رہا
کہا قال الھجم الغفیر و حرر علامہ ابراہیم بن محمد
بن ابراہیم علی رحمہ اللہ تعالیٰ در غنیہ این مسئلہ را
متفق علیہا گفت و حدیث اگر بجا افتت معلوم نیست

علامہ احناف (اللہ تعالیٰ ان پر طعت و کرم عاف فرماتے)
کہ نزدیک حکم یہ ہے کہ خواتین نماز میں بیٹنے پر ہاتھ
بارہیں اس مسئلہ پر ہمارے اللہ کا اتفاق ہے۔
علامہ کہ جم غفیر سے یہ بات اپنی اپنی کتب میں بغیر اختلاف
نقل کی ہے، چنانچہ علامہ محمد بن محمد بن محمد المعروف
ابن امیر الحاج علی رحمہ اللہ تعالیٰ نے غنیہ کی شرح
میں فرمایا تفسیر امتام ہاتھ رکھنے کے بارے میں کہ
ہمارے علما نے فرمایا ہے کہ مرد و نان کے نیچے اور عورت
سینہ پر ہاتھ باندھے ہوئے نہ رکھنا۔ اور یہ بھی فرمایا عورت اپنے دونوں ہاتھ
سینہ پر رکھے جیسا کہ جم غفیر نے تصریح کی ہے اور علامہ ابراہیم بن محمد
ابراہیم علی رحمہ اللہ نے غنیہ میں اس مسئلہ پر اتفاق علی کی تصریح کی ہے و اگر
کوئی حدیث اس کے موافق نہیں ملتی تو اس کے

سہ حدیث نقل شرح غنیۃ المصلی

سہ " " " " " "

بحالفت ہم وارد نیست دمن ادھی تعلیہ البیان
ولہذا تحقق علی در علیہ فرمود تم اسما قسا ان المرأة
تصوم بھا علی یسرھا علی صدرھا لانشہ
استرلھا فیکون دکن فی حقھا اولی لعا عرف من
ان الاولی احتیب سھا هو استرلھا عن الامور
الخاصة کما یصل حبسھا من غیر منہ شرعی
عسہ وخصوصا فی الصلوة ایست انجیر
در بادی السطرہ نماید واما قول و ما لله التوفیق
میرسد کہ میں مسئلہ را بحیث حدیث اسناد و ثبات
و ہم تقریر کش آنچنان کہ در محل وضع از سید عالم عسل اللہ
تعالی علیہ وسلم دو صورت مروی است یکے زیر ناف
بستن و در دوسے احادیث عبیدہ وارد است لعلھا
عادی انوبکر بن ابی شیبہ فی مصنفہ قال
حدثنا وکیع عن موسی بن عمیر عن
علقمة بن وائل بن حجاج عن ایسہ
رضی اللہ تعالی عنہ عن علی بن ابی حمزہ
اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وضم
بیسہ علی تعالی فی الصلوة تحت السرة
امام عطاء بن قسطنطین رحمہ اللہ تعالی در تخریج احادیث
اختیار شرح مختار فرماید سندہ حدیث و رواۃ حکم
ثقات دوم بر سینہ تہ دیں و دریں باب ابی خزیمہ

۱۴۵ مخالفت میں بھی وارد نہیں، اگر کوئی دعوی کرتا ہے
تو دلیل پیش کرے، اسی کے تحت علی نے علیہ میں فرمایا،
ہم نے جو یہ کہا کہ عورت اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر
اپنے سینے پر باندھے یہ اس لیے کہ عورت کیلئے اس میں
زیادہ ستر ہے لہذا یہ اس کے حق میں ادنیٰ ہے کیونکہ یہ بات
معلوم ہے کہ عورت کے حق میں ہتھ بٹنی بھی امر جائز میں ان
میں سے اسی کو اختیار کرنا بہتر ہے جو سب سے زیادہ ستر لگا۔
ہر خصوصاً حالت نماز میں زیادہ خیال رکھنا چاہئے، یہ تو
وہ ہے جو ظاہر نظر میں آیا ہے۔ اقول (میں کہتا ہوں)،
اللہ کی توفیق سے کہ اس مسئلہ پر ایک حدیث حدیث اسناد
پیش کروں اس کی تقریر یوں ہے کہ حضور علیہ السلام سے
ہاتھ باندھنے کی دو صورتیں مروی ہیں ایک صورت زیر ناف
کی ہے اور اس بارے میں متعدد احادیث وارد ہیں سب
سے اہم یہ ہے۔ دو سب جیسے ابو بکر بن ابی شیبہ نے اپنے
مصنف میں ذکر کیا کہ نہیں وکیع نے موسی بن عمیر سے حلقہ
بن وائل بن حجاج نے اپنے والد گرامی رضی اللہ تعالی عنہ سے
حدیث بیان کی ہے کہ میں نے دور بن عمار بنی اکرم صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم کو دائیں ہاتھ کو بائیں پر ناف کے نیچے باندھ
دیکھا ہے۔ امام عطاء بن قسطنطین رحمہ اللہ تعالی
اختیار شرح مختار احادیث کی تخریج کرتے ہوئے فرماتے
ہیں کہ اس کی سند حدیث اور تمام راوی ثقہ ہیں۔ دوسری
صورت سینے پر ہاتھ باندھنے کی ہے اس بارے میں

سہ علیہ النبی شرح فیہ المصل

سہ مصنف ابن ابی شیبہ فتح البین علی اشمال من کتاب الصلوة مطبوعہ دار القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۳۹/۱
سہ تخریج احادیث شرح مختار مختار لعلھا سم بن قسطنطین

حدیث ہے است در صحیح خود شہادہ اہل ابی جریضی اللہ تعالیٰ
عزہ قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فی صلوۃ الیوم علی ینہ العشر
علی صدیقہ وانا نجا کہ تاریخ مجمل است و ہر دو روایت
ثابت و مقبول نہ ہا رکار بترجیح افتاد چون نیک نگریں
بنائے اس امر بلکہ تمام افعال صلاۃ بکفایت است و
معمود و معلوم عند تعظیم دست زیر ناف لیکن است
ولہذا امام محقق علی الاطلاق در فتح فریاد فی حال علی
المعمود من وضعها حال قصد التعظیم فی
القیام و المعمود فی الشہد منه تحت المسنۃ
پس در بابہ مروان روایت ابن ابی شیبہ راجح تر آمد و
در مرزبان شرح مطہر اکمال نظر بر ستر و محاب است و
ولہذا فرمودند حیر صفوف الرجال و سب و شرح
آخرھا و خیر صفوف النساء آخرھا و شرھا اولھا
آخرجہ المسنۃ الا لیس فی عن ابی ہریرۃ و الطبرانی
فی التبیان عن ابی امامۃ و عن ابن عباس رضی اللہ
تعالیٰ عنہما و فرمودند صلاۃ المسنۃ فی بیتھا
افضل من صلاتھا فی حجرتها و صلاتھا فی
معدنھا افضل من صلاتھا فی بیتھا آخرجہ
ابو داؤد عن ابی سعید و الحاکم عن

ابن خزیمہ اپنی صحیح میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ
عزہ عنہ ہی روایت لائے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی معیت میں نماز پڑھنے کا شرف پایا تو
آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں پر رکھ کر سینے پر ہاتھ باندھ
چونکہ ان کی تاریخ کاظم نہیں کرکون کسی روایت پہلے کی
ہے اور کون سی بعد کی اور دونوں روایات ثابت و
مقبول ہیں تو لاجرم دونوں میں سے کسی ایک کو ترجیح
ہرگی۔ جب ہم نماز کے اس فعل مکلف کے تمام افعال
پر نظر فرماتے ہیں تو وہ تمام کے تمام تعظیم پر مبنی نظر
آتے ہیں اور مسلم و معروف تعظیم کا طریقہ ناف کے نیچے
ہاتھ باندھنا ہے لہذا امام محقق علی الاطلاق بفتح میں
فرمایا ہے اقامہ میں قصد تعظیم ہاتھ باندھنے کا معاملہ
مرد و عورت پر پور جائے اور قیام میں تعظیماً ناف
کے نیچے ہاتھ باندھنا ہی معروف ہے لہذا مردوں کے
بارسہ میں ابن ابی شیبہ کی روایت راجح ہے اور
چونکہ خواتین کے معاملہ میں شرح مطہر کا ملاحظہ کمال
سترد و جواب ہے اسی لئے فقہائے فریاد مردوں کی
پہلی صف افضل اور آخری حیر افضل اور خواتین کی
آخری صف افضل اور پہلی غیر افضل یہ حدیث صحیح
کی تمام کتابوں میں ہے سوائے بخاری کے۔

صحیح ابن خزیمہ باب وضع الیمین علی الشمال فی الصلاۃ الم
مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۲۴۳

فتح القدیر باب صفۃ الصلوۃ - فرید رضویہ سکھر ۱/۲۴۹

سنن ابن داؤد باب صفۃ النساء و ما خر عن الصف الاول مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۹۹

سنن - کتاب الصلاۃ باب التمشید فی ذلک - مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۸۴

اسلمة رضی اللہ تعالیٰ عنہا بسند حسن صحیح
وعبد اللہ بن مسعود قمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اقروہن
من حیث احسنہ اللہ اخو جہ عبد الرزاق
فی المصنف ومن طریقہ الطبرانی فی المعجم
وزنای را حکم شد کہ در سجدہ بزمیں چسپند یا آنکہ سنت
وہر دای خلوت آنست ابوداؤد فی المسامیل
عن مزید بن جبیب ان من سول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم صری امرأتین تصحیان
فقاب اذا سجدتا فضا بعض النحر الى بعض
الامرئ فان المرأة یستقی ذلک کالرجل
وبرقی موصولا بوجهین قل یشقی ھو
احسن مھما و سنت مرایشان را تور کہ شد رواہ
بہام ابو حنیفہ عن ناقد عن ابن عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہما و فی ابواب عن علی کریم اللہ تعالیٰ
وجہہ قال اذا وضعت المرأة ھتحتہا قال
الجوہری تنضیجاً اذا حلت و اذا سجدت
و اگر جماعت غہند نام آنہا میاں آنہا ایست
قال الامام محمد فی الاثار الخبرنا
ابو حنیفہ عن حماد بن ابی سلیم عن
ابراہیم النخعی ان عائشة رضی اللہ تعالیٰ
عنہا کانت تؤم النساء فی شہر رمضان

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے اور طبرانی نے المعجم الکبیر
میں حضرت ابوالامرؤد حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ
تعالیٰ عنہم سے روایت کیا ہے یہ بھی فرمایا عورت کی
نماز کمرے میں گھر کے صحن میں نماز پڑھنے سے افضل اور
خاص چھوٹے کمرے میں اسی سے بھی افضل ہے۔
اسے ابوداؤد نے حضرت ابی مسعود سے، حاکم نے
حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سند صالح سے روایت
کیا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے
انہیں اسی طرح دیکھو رکھو جیسے خیں اللہ نے دیکھے
رکھا ہے اسے، امام عبد الرزاق نے مصنف میں اور
اسی سند سے طبرانی نے المعجم میں ذکر کیا ہے نیز خواتین
کے لئے حکم ہے کہ بوقت سجدہ زمین کے ساتھ چٹ جائیں
عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے اس کے خلاف کرنا سنت ہے
ابوداؤد نے المراسیل میں یزید بن جبیب سے روایت
کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دو خواتین کے
پاس سے گزے جو نماز ادا کر رہی تھیں فرمایا جب تم
سجدہ کرو تو اپنے جسم کا کچھ حصہ زمین کے ساتھ ملا دو کہ
سجدہ کی حالت میں عورت مرد کی طرح نہیں اور یہ روایت
دوسندوں سے متصل مروی ہے۔ بہیقی فرماتے ہیں یہ
سند دونوں سے احسن ہے، خاص کر عورتوں کے لئے
تور کہ (حالت قعدہ میں زمین کے ساتھ چٹ کر بیٹھنا)

اختیار کرد نہ لانه اشق وافضل الاعمال اشقها
 ودر زمان تورک رحمہ لانه استودا یسود مبدی
 امرھن عن السور والیسور محلات مصلحت
 شافعیۃ وھن وافقہم کدوست بریکم بستن است
 نہ برسیہ کہ فی المنہاج ۳ والیوزان وغیرھما
 کہ برگزوری باب حدیث یافتہ نمی شود خود انہ ایشاں
 رحمہ اللہ تعالیٰ علیہم وعلیٰ عہدہ منہاج امام وبلوغ المرام
 حدیثے مؤید مذہب خود شانی نیاد و نہ جز حدیث
 ابی خزیمہ ومن فقیر و عجم از اساتذہ لال ایشاں بانچو مساک
 تدار مذہب ایشاں کہ در تحت الصدور علی الصدور
 ہست کہ پیداست وقد فہم الکلام فی محصل
 اخبر فی ما ذکرنا کفایۃ لمن احسن نظر واللہ
 سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

رکھی گئی ہے۔ ترجمہ نے سند حسن کے ساتھ حضرت جلیل
 بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، عورت تمام کی تمام
 قابل سترو حجاب ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ
 عورتوں کے حق میں بیسنے پر ہاتھ باندھنا زیور ناف باندھنے
 سے زیادہ حجاب اور اس کے قریب ہے۔ اور خواتین کا
 تعلیم کنی سترو حجاب کی صورت میں ہے کیونکہ تعلیم ادب
 کے بغیر اور ادب حیا کے بغیر اور حیا کے بغیر عمل نہیں ہوتا لہذا
 خواتین کے حق میں حدیث ابن خزیمہ زیادہ راجح ثابت ہوئی
 اور ثابت ہو گیا کہ دونوں مسائل میں ایسی حدیث موجود ہے
 جس کی سند جیدہ ہے اور ماہر علماء حدیث نے دونوں
 مقامات پر حدیث و ترجیح پر ہی عمل فرمایا ہے رحمہ اللہ
 علیہم ہمیں اس کی ایک نظیر مسند قزوینی کے اس کے
 دونوں طریقے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول ہیں ہمارے علماء نے مردوں کے لئے دایاں پاؤں کھرا کرنا اور
 بائیں پر بیٹھنے کو اختیار کیا ہے کیونکہ یہ شاق ہے اور بہتر عمل وہی ہوتا ہے جس میں مشقت ہو اور خواتین کے لئے تورک کا
 قول کیا کیونکہ اس میں زیادہ سترا اور آسانی ہے اور خواتین کا مساطہ سترا اور آسانی پر مبنی ہے بخلاف شوافع اور ان کے
 موافقی کے کہ ان کے ہاں عورت شکم پر ہاتھ باندھے نہ کہ سیدنہر۔ جیسا کہ منہاج، میزان وغیرہ میں ہے کہ اس
 بارے میں کوئی حدیث نہیں ملے، خود ان کے ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے حلاصہ، امام نووی کی منہاج اور بلوغ المرام
 میں اپنے مذہب کی تائید میں سوائے حدیث ابن خزیمہ کے کوئی حدیث ذکر نہیں کی بلکہ فقیر کو ان کے اس استدلال پر
 تعجب ہے کہ یہ حدیث ان کے مذہب کی دلیل کیسے بن سکتی ہے ایک کہ تحت الصدور (بیٹنے کے نیچے) اور
 علی الصدور (بیٹنے کے اوپر) میں نمایاں فرق ہے ہم نے دوسرے مقام پر اس پر تفصیل گفتگو کی ہے، جاری
 یہ مذکورہ گفتگو ہر اس شخص کے لئے کافی ہے جو دقت نظر رکھتا ہے واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (ت)
 مسئلہ حل کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ انگشت شہادت سے انہیات میں اشارہ کیسا ہے
 اور ہمارے فقہاء سے ثابت ہے یا نہیں، جینوا تو جردا

مقدمه وسطاً عبد الرزاق فی المصنعت و
الدارقطنی ثم المیهقی فی سننہا واللفظ
لصاحب الرزاق عن سريضة المحففة ان عائشة
رضی اللہ تعالیٰ عنہا امتحن و قامت بینہن
فی صلاة مكتوبة وفي الباب عن احمد سلمة و
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم و
یروی فیہ حدیث مرفوع لیس بذلک بالجملہ
زمان را غورے مستورہ داستہ اذ وہ بنا سے کار
آنها برتر نہادہ الترمذی بسند حسن عن
ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المرأة عورة
و شک نیست کہ در حق آنہا دست برینہ لیکن استہ
اقرب بجا است از دست زیر نام نہاد و تعلیم پر
و رایشان ہم بقدر احتیاج باشد اذ لا تعظیم الا
بالادب و لا ادب بالخباء و لا خیاء الا بالاعتدال
پس در باب زمانہ حدیث ابن فریمہ از نزع برآمد و
ثابت شد کہ ہر وہ مسئلہ بحدیث جیدہ استناد دارد و
اصحاب ماہر و بجا بحدیث و تزیجی عمل فرمودہ اذ رزق اللہ
تعالیٰ علیہم اجمعین نظیر تن مسئلہ قعود است کہ ہر وہ
از نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منقول است و
علی سے مادر مروان نصب میخی و مجلس علی یسری

سنت ہے، اس کو امام ابو حنیفہ نے نافع سے اور انہوں
نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے
اس مسئلہ میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے یہ
مروی ہے کہ جب عورت نماز پڑھے تو وہ راتوں پر سری
کے بل بیٹھے۔ جوہری نے اس کا معنی یہ کیا ہے کہ سجدہ
کی حالت میں زمین سے چمٹ کر بیٹھے، اگر خواتین
جماعت کروانا چاہیں تو ان کی امام خاتون ان کے درمیان
کھڑی ہو جائے۔ امام محمد نے کتاب الآثار میں کہا امام
ابو حنیفہ عمار بن ابی سفیان سے انہوں نے پرانیم نخس
سے ہمیں حدیث بیان کی کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہا رمضان کے مہینہ میں عورتوں کی جماعت کروائیں
تو وسط میں کھڑی رہیں، امام عبد الرزاق نے مصنف
میں وردہ زہلی و یحییٰ بن یسعی میں یہ روایت کی،
انہا عبد الرزاق کے ہیں کہ رابطہ حقیقہ بیان کرتی ہیں
کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خواتین کی جماعت
کروائیں تو قرآن کی نماز میں ان کے درمیان کھڑی
ہوتیں، اس بارے میں حضرت ام سلمہ اور حضرت
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی مروی ہے،
ایک حدیث مرفوعہ بھی مروی ہے جو اس کی طرح
نہیں ہے بلکہ خواتین حوریت مستورہ کی مالک ہوتی
ہیں اور ان کے تمام افعال کی بنا پردہ و حجاب پر

مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ص ۴۴
المکتب الاسلامی بیروت ۱۴۱/۳
ایم کیو دہلی ۱۴۰/۱

سہ کتاب الآثار لشیبانی باب المرأة تؤم النساء
سہ المصنف لعبد الرزاق
سہ جامع الترمذی
باب الرضا

الجواب

اخرج مسلم في صحيحه عن سيدنا عبد الله بن عمر رضي الله تعالى عنهما قال قال فيكون اذا اجلس العبد
وصلى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم (كعبه اليمنى على ثغره اليمنى وقبض
بأصابعه كلها وأشار بأصبعه التي على الأبهام) يعني رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم في تشييع بنينا بنات
وہی ران پر رکھا اور سب انگلیاں بند کر کے، انگوٹھے کے پاس کی، انگلی سے اشارہ فرمایا۔

واخرج ابن السكيت في صحيحه عنه رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى
عليه وسلم الاشارة بالاصبع اشد على الشيطان من الحديد یعنی فرمایا رسول الله صلى الله تعالى عليه
وسلم نے انگلی سے اشارہ کرنا شیطان پر دھاردار ہتھیار سے زیادہ سخت ہے۔

وحسنه رضي الله تعالى عنه ايضا عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال هي من حيرة
الشيطان یعنی رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم نے فرمایا وہ شیطان کے دل میں خوف ڈالنے والا ہے۔

واخرج ابو داود والبيهقي وغيرهما عن سيدنا دامل بن جابر عن النبي صلى الله تعالى عنه ان
النبي صلى الله تعالى عليه وسلم عقد في جلوس القشهد الخضا والبنصر ثم حلق الوسطى
بالاوتها وأشار بالسبابة یعنی ہی رسول الله تعالى علیہ وسلم نے اپنے اپنے ہاتھ میں چھوٹی انگلی اور اس کی
برابر والی کو بند کیا پھر سچ کی انگلی کو انگوٹھے کے ساتھ ملے بنایا اور انکشت شہادت سے اشارہ فرمایا۔ وسمنا
اخرج ابن جابر في صحيحه (ابن جابر نے بھی اپنی جگہ میں اسی طرح کی حدیث ذکر کی ہے۔ ت۔

اور اس باب میں احادیث و آثار بکثرت وارد ہمارے معتقین کا بھی یہی مذہب صحیح و معتد علیہ ہے وغیری
میں فتق و شرح ہدایہ سے اس کی تصحیح نقل کی اور اسی پر علامہ فہرست حق علی الاطلاق مولانا کمال الدین محمد بن الہام و
علامہ ابن امیر الحاج علی وفاضل بھٹائی وفاضل ابراہیم طرابلسی وغیرہم ائمہ نے
اعتقاد فرمایا اور انھیں کا صاحب درختار فاضل رفیق علامہ الدین عسکری وفاضل اجل سید احمد طحاوی وفاضل
بن عابدین شامی وغیرہم اجازت سے اتباع کیا، علامہ بدر الدین عسکری نے تحفہ کے کتب استجاب نقل فرمایا اور صاحب محیط و

۲۱۶/۱	مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی	باب صفة الجلس في الصلاة	سنن صحیح مسلم
۱۱۹/۲	دار الفکر بیروت	باب من روى انه اشار بها	سنن احمد بن حنبل و سنن ترمذی ابن مسعود
۱۳۱/۲	دار صادر بیروت	باب من روى انه اشار بها	سنن السنن الکبری للبیہقی
۱۳/۲	"	باب ما روى في تخليق الوسطى بالابهام	سنن

وشرح النہادی صاحب الفقیہ اور انہی سے مروی ہے پھر امام محمد نے فرمایا اشارہ کرنا میرا قول ہے اور قول
ابن حنیفہ رحمہ اللہ کا۔ علامہ علی نے ذخیرہ اور شرح الاذہی صاحب فقیہ سے اسے نقل کیا۔

حلیہ مذکورہ اور کبریٰ اور رد المحتار میں اسے امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعلق سے روایت کیا یہاں تک کہ
شافعی نے اس حاشیہ میں تصریح کی :

هو منقول عن ائمتنا الثلاثة

(یہ ہمارے تینوں ائمہ سے منقول ہے۔ ت)

اور اسی میں ہے :

هذا ما اعتمدناه المتأخرون لثبوته عن النبي
صلى الله تعالى عليه وسلم بالاحاديث
الصحيحة ولصحة نقله عن ائمتنا الثلاثة
فلن اقل في الفتحة ان الاول (يعني عدم
الاشاره) خلاف للدرية والرواية وفيه عن
القهستاني وعن اصحابنا جميعا انه سنة فيخلق
ابوابا ليسى ووسطا هاما ملصقا راسها
براسها ويشير بالسبابة

کبریٰ میں ہے :

قبس الاصابه عند الاشارة وهو لم يروى
عن محمد في كيفية الاشارة وعنه كثير من
الشافعية لا يشيرون اصلا وهو خلاف الدرية
والرواية فعن محمد ان ما ذكره في كيفية الاشارة
هو قوله وقول ابن حنيفة رحمه الله تعالى
مخصصا

اسی پر متاخرین نے اعتماد کیا کیونکہ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے احادیث صحیحہ کے ساتھ ثابت ہے اور ہمارے
قیوں نامہ سے اس کا منقول ہونا صحیح ہے اسی سے
فتح میں کہا ہے (یعنی اشارہ کرنا) روایت و روایت
کے خلاف ہے اور اسی میں قہستانی سے ہے کہ ہمارے
تمام احناف کے نزدیک یہ سنت ہے لہذا دائیں ہاتھ
پر اندھے درویش یا انگلی کے سروں کو ملا کے صغیر
بنا کر بائیں اشارہ کرے (ت)

اشارہ کے وقت انگلیاں بند کر لے، طریقہ اشارہ میں
امام محمد سے یہی مروی ہے اور متعدد مشائخ کا قول ہے
کہ اشارہ اصلا نہ کیا جائے یہ روایت و روایت کے
خلاف ہے۔ امام محمد سے منقول ہے کہ کیفیت اشارہ
میں جو کچھ ذکر کیا ہے یہ ان کا اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ
تعالیٰ کا قول ہے مختصا (ت)

اور اسی طرح عقیق علی الاطلاق نے فتح القدر میں فرمایا۔ بالجمہ اشارہ مذکورہ کی خوبی میں کچھ شک نہیں۔
 احادیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اقوال ہمارے مجتہدین کرام کے اسی کو مفید، بعد اس کے اگر کتب
 متاخرین مثل تنویر الابصار و دلائل الجہ و کتبیس و علامہ بزازیر و واقعات و عمدة المفتی وغیرہ مفتی و تبیین و کبری و
 مضمرات و ہندیہ وغیرہ عارفانہ میں عدم اشارہ کی ترجیح و تصحیح منقول ہو تو قابل اعتماد ہیں جو کئی علماء نے ان
 اقوال پر اتفات نہ فرمایا اور خلافت عقل و نقل سمہرایا کما سعت حرارہ، الحمد للہ لیلہ و نہارہ و جہد
 و اسرارہ واللہ تعالیٰ اعلم

محکم دلائل و احوال ۱۳۱۱ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ رفع یدین حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
 کیا یا نہیں اور کب تک کیا؟ یہ بات ثابت ہے کہ ہمیشہ آپ نے کیا، اور مسلمانوں کو کرنا چاہیے یا نہیں، مکمل
 ارشاد فرما کر مشکور و ممنون فرمائیے، فقط۔

الجواب

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہرگز کسی حدیث میں ثابت نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 سلم نے ہمیشہ رفع یدین فرمایا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا خاص ثابت ہے، نہ، عادیث میں
 اس کی مدت مذکور۔ ہاں حدیثیں اس کے فعل و ترک دونوں میں وارد ہیں، سنن ابی داؤد و سنن نسائی و
 جامع ترمذی وغیرہ میں ایسی سند سے ہے جس کے رجال صحیح مسلم ہیں بطریق عام بن کلب بن عبد الرحمن بن الاسود
 عن علقمہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی۔

قال الا أخبرک بصلاة رسول اللہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم قال فقام فرفع یدہ
 اول مرة ثم لم یعد۔
 یعنی انہوں نے فرمایا کیا میں تمہیں خبر نہ دوں کہ حضور
 پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کس طرح
 پڑھتے تھے، یہ کہہ کر نماز کو کھڑے ہوئے تو صرف بکیر
 تحریر کے وقت ہاتھ اٹھائے پھر نہ اٹھائے (ت)

ترمذی نے کہا،

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما
 حدیث حسن و بہ یقول غیر واحد من
 یعنی حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث
 حسن ہے اور یہی مذہب تھا متعدد علماء و مشہلہ

اهل العلم من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم
والذين هم قولي سفیان واهل الكوفة
مسند الامام مالك الاثر ما لم يرد في مسند
اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم واما
وامام سفیان وعلمائے کوفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا

عن تاجد عن ابراهيم عن علقمة والاسود
عن عبد الله بن مسعود عن النبي صلى الله تعالى
عليه ان رسول الله صلى الله تعالى عليهما
وسلم كان لا يرفع يديه الا عند افتتاح
الصلاة ولا يعود لشي من ذلك
ہیں تاجد نے ابراہیم سے علقمہ و اسود سے عبد اللہ
بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صرف نماز کے شروع میں
رفع یدین فرماتے پھر کسی جگہ نہ اٹھاتے۔

امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ شرح معانی الآثار میں فرماتے ہیں

حدثنا ابی بکر قال ثنا مؤمل ثنا قال ثنا
سفیان عن المغيرة قال قلت لابراهيم حديث
واثنائه رأي النبي صلى الله تعالى عليه
وسلم يرفع يديه اذا افتتح الصلاة
واذا ركع واذا رفع رأسه من
الركوع فقال ان كان واثنائه مرة يفعل
ذلك فقد رآه عبد الله خمسين مرة
لا يفعل ذلك
ابو بکر نے ہیں حدیث بیان کی کہ میں مول نے حدیث
بیان کی کہ میں سفیان نے حدیث بیان کی کہ میں
اور مغیرہ کہتے ہیں کہ میں نے امام ابراہیم غسانی سے حدیث
وال میں ان سے اس حدیث کی نسبت دریافت کیا کہ انھوں
نے حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو
دیکھا کہ حضور نے نماز شروع کرتے اور رکوع میں چبھ
اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین فرمایا ابراہیم
نے فرمایا اہل نے اگر ایک بار حضور قدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کو رفع یدین کرتے دیکھا تو عبد اللہ رضی اللہ
عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پچاس بار
دیکھا کہ حضور نے رفع یدین نہ کیا۔

صحیح مسلم شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

لما جامع الترمذی باب رفع الیدین عند الركوع
مسند امام عظمیٰ اجتماع الاوزاعی والی حقیقہ
شرح معانی الآثار باب التکبیر عند الركوع
مطبوعہ بین کینی دہلی
فور محمد کتب خانہ کراچی
ایچ ایم سعید کینی کراچی
۳۵/۱
ص ۵۰
۱۵۴/۱

صافی ادا حکم رافعی ایدیکو کا نہا اذنا مب
 خیل شمس اسکون فی الصلاۃ
 کیا ہوا کہ میں تمہیں دفع یدین کرتے دیکھتا ہوں گیا
 تمہارے ہاتھ چل گھوڑوں کی ڈن میں قرار سے
 رہو نمازیں۔

احول کا قاعدہ متفق علیہا ہے کہ اعتبار علوم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا۔ اور جان فریب پر مقدم ہے۔
 ہمارے ائمہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے احادیث ترک پر عمل فرمایا حنفیہ کو ان کی تقلید چاہئے۔
 شافعیہ وغیرہم اپنے ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی پیروی کریں کوئی محل نزاع نہیں، ہاں وہ حضرات تقلید مہ دین کو
 شرک و حرام جانتے ہیں اور بآئینہ علماء مقلدین کا کلام سمجھنے کی لیاقت نصیب اہل اپنے لئے منصب اجتہاد
 مانتے اور خواہی خواہی تفریق کلمہ مسلمین و اہل اہل فتنہ بین المؤمنین کرن چاہتے بلکہ اسی کو اپنا ذریعہ شہرت و
 ناموری سمجھتے ہیں ان کے راستے سے مسلمانوں کو بہت دور رہنا چاہئے۔ مانا کہ احادیث دفع ہی مرجع ہوں تاہم
 اگر دفع یدین کسی کے نزدیک واجب نہیں، غایت وجہ اگر ٹھہرے گا تو ایک امر مستحب ٹھہرے گا کہ یہ تو اچھا نہ کیا تو
 کچھ بڑائی نہیں، مگر مسلمانوں میں فتنہ اٹھنا دو گروہ کر دینا نماز کے مقدسے انگریزی گورنمنٹ تک پہنچا تا شاید اہم
 واجبات سے ہوگا۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے،

وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنْ الْقَتْلِ
 فتنہ قتل سے بھی سخت تر ہے۔

خود ان صاحبوں میں بہت لوگ صبر و گناہ کبیرہ کرتے ہوں گے انہیں نہ چھوڑنا اور دفع یدین نہ کرنے پر ایسی شورشیں
 کون کچھ معلوم ہوتا ہوگا (ہرگز نہیں) اللہ سبحانہ و تعالیٰ بذات قہر آمین، واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
 مسئلہ ۴۲۳ از آجین مکان میرحامد علی صاحب اسسٹنٹ مرسلہ حاجی یعقوب علی خاں صاحب

۶۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ شافعیہ ایک ہاتھ کے فرق سے نماز میں پاؤں کشادہ رکھتے
 ہیں یا یہ میں نے کعبۃ اللہ میں دیکھا، اس کی کیا وجہ ہے؟ اور نہ سبب حنفیہ میں چار انگشت کے فاصلہ پر ایک
 پاؤں سے دوسرا پاؤں رکھتے ہیں کس طرح کرنا چاہئے، جیوا تو مروا۔

الجواب

چارہی انگل کا فاصلہ رکھنا چاہئے یہی ادب اور بھی سنت ہے اور یہی ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

منقول ہے۔

رد المحتار میں ہے کہ دونوں قدموں کے درمیان ہاتھ کی چار انگلیوں کی مقدار حاصل ہونا چاہئے کیونکہ یہ شروع کے زیادہ قریب ہے۔ ابو اھر و بوسی سے اسی طرح منقول ہے کہ وہ یہی کرتے تھے کذا فی الکبریٰ اھ
اقول (میں کتابوں) بلکہ نور الایضاح اور اس کی شرح مراقی الفلاح خلاصۃ الشریعت میں ہے کہ حالت قیام میں دونوں قدموں کو چار انگلیوں کے فاصلہ پر رکھنا سنت ہے کیونکہ یہ شروع کے زیادہ قریب ہے اسیہ خلاصۃ الشریعت میں فرمایا کہ کتاب و قرآن امام صاحب نے اس پر نص کی ہے اور اس میں اختلاف بیان نہیں کیا اھ (ت)

قال فی رد المحتار یسعی ان یکون بینہما مقدار اربع اصابع البید لانه اقرب الی الخشیوع هكذا روی عن ابی نصر السدوسی انه کان یفعله کذا فی الکبریٰ اھ اقول بل فی نور الایضاح و شرحه مراقی الفلاح للعلامة الشرنبلالی یسن تحریرہم النقد میں فی القیام قد ر اربع اصابع لانه اقرب الی الخشیوع اھ قال السید الطحطاوی فی حاشیۃ نص علیہ فی کتاب الاثر عن الامام ولہ یحک ثبید خلافا اھ۔

امام علامہ جمال الدین یوسف ارادہ شافعی سے بھی کتاب وار میں کہ جل مشرقات خرب شافعی سے ہے اسی چار انگلیوں کے مستحب ہونے کی تصریح فرمائی ا

حدیث قال ینکر الفواق النقد میں نیست حسب المقریق بینہما بقدم اربع اصابع اھ

ہاں یہی علامہ شیخ زکریا انصاری شافعی قدس سرہ نے شروع دروض الطالب میں بالشت بھر کا فاصلہ تحریر فرمایا۔ حاشیۃ لکھنوی علی الانوار میں ہے ،

قوله بقدم اربع اصابع علیہا متفرقة کان فی شرح الخروض بقدر مشیو
اس کا قول چار انگلیوں کی مقدار شاید متفرق طور پر مراد ہوں کیونکہ شروع دروض میں ہے کہ حاصل ایک بالشت ہونا چاہئے۔ (ت)

رد المحتار باب صفة الصلاة مطبوعہ مجتبائی دہلی ۲۹۹/۱

مکملہ و مراقی الفروع و حاشیۃ مراقی فصل فی بیان شرائط الصلاة مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت آرام باغ کراچی ص ۱۳۳

مکملہ الانوار ج ۱۔ یوسف الکلیب، الصلاة المطبعة الجمالیة مصر ۹۵/۱

حاشیۃ لکھنوی علی الانوار

مگر ایک ہاتھ کا فرق نہ کسی مذہب کی کتاب میں نظر سے گزرانہ کسی طرح قابل قبول ہو سکتا ہے کہ پادشہ طرز و روش اوبہ دشوار سے جدا ہے، جس شافعیہ نے ایسا کیا غالباً کوئی عذر ہوگا یا شاید ناواقف کی بنا پر کہ مکہ معظمہ کا ہر شخص تو عالم نہیں اعتبار احوال و افعال علما کا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نفل نماز بیٹھ کر ادا کرے تو رکوع کس طرح ادا کریں عینی سرین اٹھیں یا نہیں، در صورت مخالفت نماز مکروہ تحریمی یا تنزیہی یا فاسد یا بینہ اقویہ و ا۔

الجواب

رکوع میں قدر واجب تو اسی قدر ہے کہ سر جھکانے اور بیٹھ کر قدر سے خم دے مگر بیٹھ کر نماز پڑھے تو اس کا درجہ کہاں و طریقہ اعتدال یہ ہے کہ پیشانی جھک کر گھٹنوں کے مقابل آجائے اس قدر کہ سترین اٹھانے کی حاجت نہیں تو قدر اعتدال سے جس قدر زائد ہو گا وہ جھٹ دیجا میں داخل ہو جائے گا۔

فی الحاشیة الشامیة فی حاشیة الفتح علی
البرجندی ولو کان یصلی قاعدا ینبغی ان
یجذی جہتہ قدر ما یرکبہ لیحصل الركوع
او قلت ولعلہ محمول علی تمام رکوع
والا فقد حلت حصولہ باصل طأطأة
الراس ای مع انحناء الظهر شامل انتہی

حاشیہ شامیہ میں ہے برجندی کے حوالے سے حاشیہ
فتح میں ہے اگر کوئی بیٹھ کر نماز ادا کرتا ہو تو وہ اپنی پیشانی کو
گھٹنوں کے برابر جھکانے تاکہ رکوع حاصل ہو جائے
قلت شاید یہ کہ رکوع پر تحمل ہو کیونکہ آپ جان چکے
ہیں کہ رکوع سر کو صرف جھکانا دینے سے یعنی ساتھ کچھ بیٹھ
کو جھکانے سے ادا ہو جاتا ہے، خود کرو انتہی

اور نماز میں جو ایسا فعل کیا جائے گا لا اقل ناپسند و مکروہ تنزیہی ہوگا۔

وقی الدار المحتر ویکرمہ ترک کل سة انتہی
ملقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
در مختار میں ہے کہ ہر سنت کا ترک مکروہ ہے انتہی
ملقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۴۰۵

۵ محرم الحرام ۱۳۰۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نماز کھڑے ہو کر بوجہ عذر بیماری کے نہیں پڑھ سکتا

سہ رد مختار باب صفۃ الصلوۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۴۷۷/۱
سہ رد مختار باب ما یفسد الصلوۃ و ما یکرہ ۳۱ مطبوعہ مجلس جمعیۃ دہلی ۴۲/۱

لیکن اس قدر طاقت اس کو ہے کہ تکبیر تحریر کھڑے ہی ہو کر باندھ لے اور باقی نماز بیٹھ کر رکوع و سجود کے ساتھ ادا کر سکتا ہے تو اس صورت میں آیا اس کو ضروری ہے کہ تکبیر تحریر کھڑے ہی ہو کر کہے اور پھر بیٹھ جائے یا سر سے سے بیٹھ کر نماز شروع کرے اور ادا کر لے، دوسری شے میں نماز اس کی ادا ہو جائے گی یا نہیں؟ جینا تو حرج والا۔

الجواب

صورت مستفسرہ میں بیشک اس پر لازم کہ تحریر کھڑے ہو کر باندھے جب قدرت نہ دے بیٹھ جائے۔ یہی صحیح ہے، بلکہ اگر رضوی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے اس کا خلاف اصل منقول نہیں۔ تنزیہ الالبصار و در مختار میں ہے:

ان قدر علی بعض النقیب مردونہ تکنا علی عصا او حدیث قمار لزو ما بقدر ما یقدر و لزو قدر ایدۃ او تکبیرۃ علی الصدف لان البعض معتبر بالکل
اگر نمازی قیام پر قدم سے قادر ہو اگرچہ وہ عصا یا دیوار کے ذریعے ہو تو اس پر حسب طاقت قیام کرنا لازم ہے خواہ وہ ایک آیت یا تکبیر کی مقدار ہو۔ مختار مذہب یہی ہے کیونکہ بعض کامل کے ساتھ اعتبار کیا جاتا ہے۔ (د ت)

تبیین الحقائق شرعاً کہ رضوی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے:

ولو قدر علی بعض النقیب مردونہ تکنا علی عصا او حدیث قمار لزو ما بقدر ما یقدر و لزو قدر ایدۃ او تکبیرۃ علی الصدف لان البعض معتبر بالکل
اگر کچھ قیام پر قادر ہو تمام پر نہ ہو، مثلاً کھڑے ہو کر تکبیر یا تکبیر اور کچھ قرأت پر قادر ہو تو اسے قیام کا حکم دیا جائے اور وہ حسب طاقت قیام کے ساتھ بیٹھ جائے پھر جب ماجر آئے تو بیٹھ جائے۔ (د ت)

ولو قدر علی ان یکبر قائماً ولا یقدر علی اکثر صفت ذلك یکبر قائماً ثم یقعد
اگر کھڑے ہو کر صرف تکبیر کہے پر قادر ہے اس سے زیادہ پر قادر نہیں تو کھڑے ہو کر تکبیر کہے پھر بیٹھ جائے۔ (د ت)

۱۰۴/۱	مطبوعہ مجتہدانی دہلی	سہ در مختار شرح تنزیہ الالبصار باب صلوۃ المریض
۲۰۰/۱	مطبوعہ امیریتہ کبریٰ مصر	سہ تبیین الحقائق
۸۲/۱	نو کشور گھنٹہ	سہ فتاویٰ قاضی خان

غنیۃ شرح الغنیۃ للعلامة ابن تیمیہ علیہ السلام ہے :

لو قدر علی بعض القیام لا یحصل له لزومه ، ولذا
القدر رحتی لو کان لا یقدر الا علی قدر المحترمة
لزومه ان یتحرر من قدر ما شئ یقتضی

غلامہ وغیرہ میں ہے :

قال سراج الاشیۃ الحلوی هو والد
الصحیح

بحوالہ سراج الاشیۃ طحاوی علی الدرہ میں ہے :

لا یروى عن اصحابنا خلافاً

ہمارے اصحاب سے اس کے خلاف مروی نہیں ہے
پھر اگر اس کا خلاف کیا یعنی باوجود قدرت تحریر بھی بیٹہ کر باندھی نماز نہ ہوئی۔

لقول المعبیۃ لزومه وقول الدار لمزوما
قول لعلامة الشرنبلالی جہت یا للمزوم لکونه
اقوی لان هذا یفوت الحوریموتہ
ولقول المحقق العلائی وغیرہ ان البعض
معتبر بالکل۔

کیونکہ غنیۃ میں اس پر لازم ہے۔ درمیں ہے لازم ہے
اور علامہ شرنبلالی کی تصریح باللمزوم کے ساتھ ہے ،
وہ کہتے ہیں میں نے اس مردم کے تعبیر اس لیے کیا ہے
کہ یہ اقوی ہے کیونکہ اس کے فوت ہونے سے جواز
بہ فوت ہو جاتا ہے اور محقق طحاوی وغیرہ نے کہا
کہ بعض کا کل کے ساتھ اعتبار کیا جاتا ہے (ت)

فقیر غیر اللہ کو اللہ تعالیٰ تحقیق حق القا کرے علیاً تصریح فرماتے ہیں کہ تحریر کے لیے قیام شرط ہے اگرچہ جو
بلکہ آنا جگہ ہے کہ ہاتھ گھٹنوں تک نہیں تحریر باندھے ہو کر صحیح نہ ہوگی اور تحریر شرط نماز ہے کہ بے اس کے نماز باطل
تو جبکہ تحریر کے لیے قیام کر سکتا ہے اور نہ کیا شرط تحریر فوت ہوئی تو تحریر صحیح نہ ہوئی تو نماز ادا نہ ہوئی اذ غات المشروط
فات المشروط (جب شرط فوت ہوئی تو مشروط لازماً خود فوت ہو جائے گا۔ ت) درمختار میں شرح ابن تیمیہ للعلامة
حسن بن عمار سے ہے :

ص ۲۶۲

لغنیۃ المستملی شرح غنیۃ المصلی الثاني القیام مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور

۱۹۳/۱

مکملہ خلاصۃ الفوائد الخادی والعشرون فی صلوة المریض مطبوعہ مکتبہ جمعیۃ کوئٹہ

۳۸/۱

سہ حاشیۃ الطحاوی علی الدر المنثور باب صلوة المریض مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت

شروط تحریر حقیقت بجمعہا ۛ مہذبۃ
حسن مدی لدھرتز ہرۃ دخول الوقت
واعتماد دخولہ وسند ووضو والقیام
المحسوس ۛ دخول وقت کا اعتماد، سند ووضو، اور
روانحمار میں ہے،

الحرر بان لا تنال ید الا سربیتہ کما مر
فلو ادرك الا سربۃ کفا فکبر عن حنیالہ تصح
تحریرتہ ۛ۔

قیام محروم ہے کہ اس کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ سکیں جیسا
کہ عزیمت کا۔ اگر نمازی نے امام کو رکوع میں پایا اور
جھک کر تکبیر تحریر کر کے شامل ہو تو اس کی تحریر صحیح
نہیں ہے (دست)

شرح التوہید للعلانی میں ہے،

من فرائضہ المکی لا تصح بدونها التحریۃ
قائما ۛ

ان فرائض میں سے جن کے بغیر نماز نہیں ہو سکتی ایک
کھڑے ہو کر تکبیر تحریر کرنا بھی ہے۔ (دست)

عاشیہ علامہ ابن سبین میں ہے

قوله قائم هو احد شروطها العشرین
الاکمۃ ۛ

اس کا قول "قائم" یہ ان بینیں شروع میں سے
ایک ہے جن کا ذکر آ رہا ہے (دست)

آج کل بہت جہال ذرا سی بے طاقتی مرض یا کبر سن میں سہ سے جھٹک کر فرض پڑتے ہیں حالانکہ اوکا
ان میں بہت ایسے ہیں کہ جنت کریں تو پورے فرض کھڑے ہو کر ادا کر سکتے ہیں اور اس واسطے نہ ان کا مرض بڑھ
نہ کوئی نیا مرض لاحق ہو نہ گر پڑنے کی حالت ہو نہ دوران سر وغیرہ کوئی سخت الم شدید بوجھت ایک گونہ مشقت و تکلیف
جس سے بچنے کو صراحتہ نمایاں کھاتے ہیں ہم نے مشاہدہ کیا ہے کہ وہی لوگ جنہوں نے بکلیہ ضعف و مرض فرض بدینہ کر
پڑھتے اور وہی باتوں میں اتنی دیر کھڑے رہے کہ اتنی دیر میں دس بار رکعت ادا کر لیتے ایسی حالت میں ہرگز قعود کی

۱ / ۱	مطبوعہ مجتبیٰ دہلی	باب صفۃ الصلوۃ	سک ۱ در مختار
۳۳ / ۱	مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر	باب صفۃ الصلوۃ	سک ۲ در مختار
۷۰ / ۱	مجتبیٰ دہلی	- - -	سک ۳ در مختار
۳۲۶ /	مصطفیٰ البانی مصر	- - -	سک ۴ در مختار

مسئلہ: اذکار الحرام ۱۳۱۳ھ

11

11

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ الحمد للہ کے بعد سورۃ پڑھی جائے اُس پر بھی بسم اللہ شریف پڑھنی چاہئے یا نہیں، بعض لوگ کہتے ہیں یہ ناجائز ہے اس لیے کہ ضم سورۃ واجب ہے اور بسم اللہ شریف پڑھنے سے ضم نہ ہوا فصل ہو گیا، یہ قول اسی کا کیا ہے؟

الجواب

ہمارے علمائے متعین رحمہم اللہ تعالیٰ عظیم اجماعی کتب معتدہ میں دو شخص تصریح فرما رہے ہیں کہ ابتداء سورۃ پر بھی بسم اللہ شریف پڑھنی مطلقاً مستحب و مقس ہے، خواہ نماز ہر جہز یا جہز۔ اوصاف ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کا ناجائز ہونا درکنار ہمارے ائمہ مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں کوئی اس کی کراہت کا بھی قائل نہیں بلکہ سب ائمہ کرام باہ اتفاق اسے خوب و بہتر جانتے ہیں اختلاف صرف سنت میں ہے کہ میں طریح بہتر فاتحہ پر بسم اللہ شریف بلا مشہد سنت ہے یا نہی بہتر سورۃ پر بھی سنت ہے یا مستحب۔ امام محمد کے نزدیک مترہ میں سنت ہے، محیط و مختصرات و فتاویٰ دستخطی وغیرہ میں اس کی تصریح فرماتی اور مذہب امام احمدی استثنائاً ہے اور اس پر فتویٰ اور یہی حکایت متون لایا، فی ذلک لیس ذلک اور نہ بسم اللہ پڑھے۔ ت) سے مراد مدد حال اس کی خوبی و حسن پر ہمارے سب ائمہ کا اتفاق ہے پھر اس کے بعد تہذیب و تمدن کو اپنا رائے لگانے اور اتفاق کر کے اس کے خلاف جہاد کرنے کی بجائے دورہ بات بھی تو کہہ چکے ہیں کہ جس نے چند حرف فقہ کے پڑھے یا کسی عالم کی صحبت پائی وہ خوب جانتا ہے کہ ضم سورۃ ہوا واجب ہے اس کے یہ معنی نہیں کہ خاص سورۃ ہی طائی واجب ہے یہاں تک کہ بعد فاتحہ وسط سورۃ سے کسی رکوع کا پڑھنا ناجائز و موجب ترک واجب ٹھہرے کہ سورۃ یعنی معرفت کا طائاً اس پر بھی صادق نہیں بلکہ اس سے مراد قرآن عظیم کی بعض آیات طائا ہے کہ خواہ سورۃ ہو یا نہ ہو بسم اللہ شریف دو ایک آیت قرآن عظیم ہے قرآن کا طائاً قرآن عظیم ہی کا طائا ہوا نہ کسی غیر کا، جو صاحب آئنا بھی خیال نہ فرمائیں انھیں احکام شریعت میں رائے زنی کیا مناسب ہے، اب تصریحات علمائے کرام سنئے، درخت میں ہے،

(لا) تسن (بسم اللہ فاتحۃ و السورۃ مطلقاً) (نہیں ہے) بسم اللہ پڑھنا سنت (فاتحہ اور سورۃ کے درمیان مطلقاً) اگرچہ نماز سری ہوا و نہ مکروہ ہے اتفاقاً استناداً رد المحتار میں ہے،

صوفی الذ خیرۃ والحبیبی بانہ امت صبی ذنیرہ اور حبیبی میں اس بات کی تصریح ہے کہ فاتحہ اور

بين الفاتحة و السورة المقرؤة سرا و جهرا
كان حسنا عند ابی حنیفة و سجدته المحقق
ابن الهمام و تلمیذه العلی لشبهة الاختلاف
فی كونها آية من كل سورة بحر

اس سے طائی جانے والی سورت کے درمیان بسم اللہ
آہستہ یا بلند پڑھنا امام ابو حنیفہ کے نزدیک حسن ہے
امام ابی الہمام اور ابی کے شاگرد علی نے اسی کو ترجیح
دی ہے اور اس کی وجہ یہ بیان کی کہ بسم اللہ کے ہر سورت
کا شروع ہونے میں اختلاف کا شہد ہے۔ بحر (اس نے
پڑھ لینا ہی بہتر ہے) (ت)

طحاوی میں ہے :

قوله ولا تكثر اتفاقا بل لا خلاف في انه لو
سعى لكان حسنا

اس کا قول کہ با اتفاق مکروہ نہیں بلکہ اگر بسم اللہ پڑھی
تو اس کے حسن ہونے کے بارے میں کوئی اختلاف
نہیں، قہر۔ (ت)

امام ابن امیر الحاج نے میر میں عن الذخيرة عن المعلى عن ابی يوسف عن ابی حنیفة ماضی اللہ
تعالی عنہم (ذخیرہ سے معلى سے ابو یوسف سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ سے) — ت روایت
فرمایا :

انه اذا قرأها مع كل سورة فحسن

اگر نمازی ہر سورت کے ساتھ بسم اللہ پڑھتا ہے تو
یہ حسن ہے۔ دشتا

بحر الرائق میں ہے :

لا تسن تسمية بين الفاتحة و السورة مطلقا
عندهم وقال محمد قسنا اذا خذت لا امنت
حمر و صححة في اليد ثم قولهما و الاختلاف
في الاستئذان اما عند ما نكر اهة فمتفق عليه
ولهذا السورة قبل السورة خيرة و

شیخین کے ہاں فقہ اور سورت کے درمیان بسم اللہ پڑھنا
مطلقاً سنت نہیں۔ امام محمد کہتے ہیں کہ بہری نماز میں
سنت مجزہ جہری میں سنت نہیں، بدیع میں شیخین کے
قول کو صحیح کہا گیا لیکن یہ اختلاف سنت ہونے میں ہے
پڑھ لینا مکروہ نہیں اس پر اتفاق ہے، اسی لیے ذخیرہ

والجنتی الی آخر ما مر۔

اور فقہی میں اس کی تصریح کی ہے جس کا ذکر ہو چکا ہے۔

علامہ حسی شریانی غنیہ ذوی الاحکام میں فرماتے ہیں :

المرا و نفی سببہ الا تیان بہا بعد الفاتحة و
هذا عندہما وقال محمد یسوع الاتیان
بہا فی السریة بعد الفاتحة ایضا للسورة
وانفقوا علی عدم کراهة الاتیان بہا بل ان
سعی بین الفاتحة والسورة کان هنا سواء
کانت الصلاة بجمہریة او سریة۔

اس سے مراد فاتحہ کے بعد بسم اللہ پڑھنے کی سنت کی
نفی ہے اور یہ شخص کی کے نزدیک ہے۔ امام محمد کا قول یہ ہے
کہ نماز بستی میں فاتحہ کے بعد سورت کے لئے بسم اللہ
پڑھنا بھی سنت ہے لیکن اگر کوئی پڑھ لیتا ہے تو اس کے
مکروہ نہ ہونے پر سب کا اتفاق ہے بلکہ نہ اور
سورت کے درمیان اگر پڑھ لیتا ہے تو یہ جس سے خود
نماز جہری ہو یا بستی۔ (ت)

مراقی الفلاح میں ہے :

لا کراهة فیہا ان فعلہا اتفقا للسورة سواء
جمہری و خفی بالسورة۔

سورت سے پہلے بسم اللہ پڑھ لینا باتفاق مکروہ میں
نہ خواہ سہوت جہراً پڑھے یا بسترآ۔ (ت)

رحمانیہ و برجندی وغیرہ میں مذکور ہے :

وکر الفقید ابو جعفر عن ابی حنیفۃ رضی اللہ
تعالی عنہ انہ اذا قرأھا مع حکم سورة فحسنت
وہو قول محمد بن محمد بن عبد اللہ بن علی ، واللہ تعالیٰ

فقہ ابو جعفر امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کرتے ہیں کہ جب ہر سورت کے ساتھ بسم اللہ پڑھا
تو یہ جس سے اور یہی امام محمد کا قول ہے ، واللہ تعالیٰ

اعلم۔ (ت)

محکم دلائل سے مزین و متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
حاضر اوصافاً مختصراً نواز اذکم اللہ محمدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس طرف پورے ماضی شریفہ آنجناب
مثل حیات الموات و شراح البیہ لیس الحاضر ، ازالۃ العار وغیرہ کے مکمل حصے شرف اندوزی حاصل ہوئی تیکر یہ

لہ البھار الرقی فصل واذا اراد الخول
لے غنیہ ذوی الاحکام حاشیہ در الاحکام باب صفة الصلوة مطبوعہ مطبع احمد کابل الکائنہ در ستاد بیروت ۶۹/۱
سہ مراقی الفلاح مع حاشیہ المطاہی فصل فی کیفیت ترکیب افعال الصلوة مطبوعہ نور محمد تہجد کتب کراچی ص ۱۵۴
لے شرح النقایۃ للبرجندی کتاب الصلوة مطبوعہ نو کشتور بالسور و نکھو ۲۴/۱

اس کا حراک قلم نہیں ہو سکتا ہے واقعی آپ کا طرز ایسے مسائل میں تحقیق کا ادروں سے نفاذ ہے اور ہمہ وجہ سے، علیٰ ہے
آپ نے پایہ تحقیق مسائل نزاعیہ میں مراتب عالیہ کو پہنچا دیا ہے جو الحمد للہ خیر الجزیرہ۔

اس میں نیز کی تسطیر کی بالفضل یہ ضرورت درپیش ہے کہ وقت رکوع در مختار میں الصاق کعبین کو مسنون
دو مقام پر تحریر کیا ہے شامی نے ثبوت مسنونیت میں کوئی حدیث تحریر نہیں کی بلکہ کچھ زیادہ تعرض اور لیاؤ نہیں فرمایا۔
صاحب مفتاح الصلوٰۃ نے احادیث اور ظاہر الروایۃ میں وارد ہونا تحریر کر کے الصاق کو بمسنی قرب والصال
تصریح کر کے زیادہ تحقیق کا حوالہ اپنے حواشی پر لکھ دیا، دریافت طلب امر صرف امور ذیل ہیں:

(۱) مسنونیت الصاق کعبین فی الركوع کہاں سے ثابت ہے، کوئی حدیث دلیل قول صاحب در مختار ہے
اور وہ کہاں تک قیل وعل اور اعتقاد ہے، صاحب مفتاح الصلوٰۃ کا بیان نسبت اس مسئلہ کے بحقیقہ صحیح ہے یا یک
دیگر متونی معتدہ فقہ مذہب حنفی میں اس سنت رکوع کا بیان کیوں نہیں درج ہوا ہے تساہل بعض فقہائے کباروں کو
فرمایا جہارت فتاویٰ در مختار بہرہ و مقام سے اور عبارت مفتاح الصلوٰۃ لقیہ صفحہ ذیل میں درج ہے، غایۃ الاوطار
ترجمہ در مختار صفحہ ۲۱۹ و ۲۲۰ سنن نماز و طریق ادا سے نماز و تکبیر الركوع و کذا المرفوعہ منہ بحیث یستوی قاسما و
التبسیح فیہ ثلاثا والصلاق کعبیہ و ینصب ساقیہ (تکبیر رکوع اور اسی طرح رکوع سے ساقیہ ابراہیم) اس
میں نہیں دفعہ تبسیح پڑھنا، ٹخنوں کا متصل ہونا، پائیوں کو کھڑا کرنا، ت
مفتاح الصلوٰۃ صفحہ ۹۴،

امام زاہدی کی کتاب مجتبے میں سنی رکوع کی بحث میں
ٹخنوں کو متصل کرنا اور پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ
کرنا سنت بیان کیا گیا ہے یہی حدیث صحیح اور کتب
ظاہر الروایۃ میں یہ وارد نہیں ہے زیادہ سے
زیادہ اتنا ظاہر ہے کہ ایک ٹخنے کا دوسرے ٹخنے کی
طرف میلون ہو، جیسا کہ صاحب قاسوس نے، سکا معنی
لصوق بیان کیا ہے ورنہ رکوع میں اتصال کی صورت میں
حرکت کثیرہ لازم آئے گی یا انکم ہیں کے ساتھ، انگلیوں کا
رخ قبلہ کی طرف نہیں رہے گا، اور سنت قائم نہ ہوگی
کہ حالت قیام میں دونوں قدموں کے درمیان
چار انگلیوں کی مقدار کا فاصلہ سنت ہے، یہاں

مجتبے کی تصنیف امام زاہدی استہ از مسنونات رکوع
الصاق کعبین یا استقلال انگشتان بسوئے قبلہ
مسنون گفتہ است لیکن در حدیث صحیح و در کتب
ظاہر الروایۃ ظاہر لہی شود ظاہر مراد امام رکعب بسوئے
کعب دیگر باشد چنانکہ صاحب قاسوس معنی لصوق
گفتہ است زیرا کہ اگر الصاق در وقت رکوع کنند
حرکت کثیرہ لازم آید یا آنکہ استقبال انگشتان
نہی ماند و سنت قیام سے رو کہ فرجہ چہار انگشت
مسنون است و مؤید الامر قول نحیرین است الباء
للاصاق یعنی القرب و در حدیث نیز الصاق
الکعب بمعنی القرب و المتبادل واقع است پس

مقابلہ کعبہ کعب نیز ارادہ می توان نمود چنانکہ تحقیق این
مسئلہ در حاشی بجز اراتق کاتب تفصیل مذکورہ نموده
واللہ اعلم۔
حدیث میں بھی اصاق الکعب کا معنی قرب اور مقابلہ
واقع ہوا ہے، لہذا یہاں کعب کا کعب کے مقابل ہونا مراد لیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ اس مسئلہ کی تفصیل و تحقیق
راقم نے ابجہ اراتق کے حاشی میں ذکر کی ہے۔ - واللہ اعلم (ت)

الجواب

مکرمی کرم فرمایا اکرم اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ خاتمہ المہ تقیین علامہ ملائی دمشقی صاحب در مختار
اعلیٰ اللہ تعالیٰ مقام اس مسئلہ میں متفقہ نہیں ان سے بھی پہلے ملا نے اس کی تصریح اور ان کے بعد ناقلین ناظرین
نے تقریر و توضیح فرمائی۔ علامہ ابراہیم علی غنیہ شرح منید میں فرماتے ہیں،
السنة ایضاً فی الموضع اصباق الکعبین و
استقبال الاصابہ بالقبلة۔
شترت بقایہ بعلامۃ الشمس القوسانی میں ہے،
یعنی ان یزاد مجالیاً مصلوبہ مصطف

یہاں اس بات کا احوال کرنا مناسب ہے کہ بازو
پیشہ سے اور ٹخنے متصل اور پاؤں کی انگلیوں کا
قبل راج ہونا سنت ہے جیسا کہ زاہدی میں ہے،
بعینہ اسی طرح علامہ سید ابوالسعود ازہری نے فتح اللہ المعین میں علامہ سید حموی سے نقل کیا علامہ
بکر بک زبیر الفقہ بجز اراتق میں شرح قدوری سے نقل فرماتے ہیں،
والسنة فی الموضع اصباق الکعبین و استقبال
الاصابہ للقبلة۔
درج میں ٹخنوں کا متصل ہونا اور انگلیوں کا قبلہ
رُج ہونا سنت ہے۔ (ت)

خطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے،

ص ۳۱۵	مطبوعہ سبیل الکیہی لاہور	سہ غنیۃ المستمل شرح غنیۃ المسلم	صفۃ الصلوۃ
۱۵۲/۱	مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاسم ایران	جامع الرموز	فصل صفۃ الصلوۃ
۳۱۵/۱	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	مکملہ ابجہ اراتق	فصل و اذکار الدخول الی

وسم ابعاد مرفقیہ عن جنسیہ والاصاق کعبیہ
 فیہ واستقبال اصابعہ القبلة ای اصابع جلیہ
 کذا فی القہستانی عن الترمذی
 رکوع میں کعبیوں کا پہلوؤں سے دُور ہونا اور ٹخنوں کا
 متصل ہونا اور پاؤں کی انگلیوں کا قبلہ رخ
 ہونا سنت ہے۔ قہستانی میں زاہدی کے حوالے سے اسی
 طرح ہے۔ (ت)

طحاوی علی الدر میں ہے
 والاصاق کعبیہ حالة الركوع هذا ان یسر له
 والا فیکف یتسر له علی الظاہر۔
 روا الترمذی ہے
 حالت رکوع میں اگر آسانی ہو تو ٹخنوں کو طایفہ سے دور نہ جس
 طرح آسانی ہو ویسے کرنا جائز ہے ہر روایت پر۔ (ت)

والاصاق کعبیہ ای حیث لا عذر لہ
 مسائل خارجہ الروایہ میں مسور نہیں نہ ظاہر الروایہ خولہ متون میں ہم ذکر ذکر عدم متون مختصرات ہیں اور غالباً نقل
 ظاہر پر معتبر روایت۔ شرح معتبرین اگر مسلم نہ ہوں تو مذہب کا ایک معتزلہ ہاتھ میں رہ جائے بتایا ہے گا کہ سسلی
 درکنار بعض واجبات و فرض و مفہومات، تو اقص تک ملزم حق میں نہیں۔ بری دلیل وہ مجتہد کے پاس ہے، نہ ہمارا عدم
 وجدان وجدان عدم ہمارے سے غرض فقہیہ نس میں اور غرض ہی لا مکان طاس پر محمول اور جہت تک حقیقت بنے
 ہمارے طرف مدوں نامقبول، الصاق کے معنی تحقیق و مل و چسپا نیدن چیز سے چیز سے (ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ ملانا،
 ہے، نہ مجرد محاذات یا امار (محض متقابل یا مائل ہونا نہیں)، قاسم کس میں فقیر نے اس معنی کا نشان نہ پایا۔

وان کان للہ من الصغار وقد عد وامن عیوبہ
 القاموس کہ ذکرہ علامۃ الزرقانی فی
 عدة مواضع من شرح المواہب وغیرہ فی
 غیرہ انہ ینکر المعانی المجازیة ای فیوہم
 الوضع لہ لان موضوع کتب اللغة بیان
 المعنی الموضوع لہ اللفظ۔
 اور اگر یہ معنی قاسم کس میں ہے تو یہ معنی مجازی ہوگا۔ جہل علم
 نے قاسم کس کے یروب تحریر کئے ہیں مثلاً زرقانی نے
 شرح المواہب میں متعدد جگہ پر اور دیگر علما نے اپنی کتب
 میں تصریح کی ہے کہ صاحب قاسم لفظ کے مجازی
 معنی ذکر کرتے ہیں جس سے اس کے حقیقی ہونے کا وہم ہوتا،
 کیونکہ ان لغت کی کتب کا موضوع الفاظ کے ان معانی
 کو بیان کرنا ہے جس کے لئے اس کی وضع ہے (ت)

سہ ما شیتہ طحاوی علی مرقا الفروع فصل فی بیان سنن الصلوۃ مطبوعہ نور محمد تجلوت کتب کراچی ص ۱۴۵
 سہ ما شیتہ الطحاوی علی الدر المختار باب صفۃ الصلوۃ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۳۱۳/۱
 سہ ما شیتہ روا مختار باب صفۃ الصلوۃ مطبوعہ البانی مصر ۲۵۱/۱

زمانہ عرب میں استعمال "تبہ" مواضع الصاق حقیقی سے متعلق نہیں وہ جس طرح واحصوا بید و سکوین اپنی حقیقت پر ہے یونہی صورت پر نہیں تو الباء والا لاصاق کا بطریق قلم مجاز معنی قریب پر عمل واجب، یوں ہی مدیث صحیح نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما،

سأيت الرجل من يلقك بكعبه صاحبہ
میں نے دیکھا کہ ہم سے کوئی شخص اپنے ٹکے کو دوسرے
کے ٹکے کے ساتھ ملا کر صوف میں گھرا رہا ہے۔ (ت)

وحدیث اصح انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما

کان احد نا یلرزق منکبه یمنکب صهاجه و
قدمه بقدمه۔

ہم میں سے ہر ایک اپنے کانڈے کو دوسرے کے کانڈے
سے اور اپنے قدم کو دوسرے کے قدم سے ملاتا تھا۔ (ت)

مشى مستقبل القبلة هل تصدق قد رخصت
ثم وقف قدر ركعتين ثم مشى و وقف كذلك و
هكذا لا تصدق ان كثرة ما لم يخلف المسكن
نمازی اگر قبلہ رخ چلا تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں، اگر
وہ صحت کی مقدار میں پھر رکن کی مقدار کھڑا رہا اور پھر چلا
اور رکن کی مقدار کھڑا رہا نماز فاسد نہ ہوگی اگرچہ یہ عمل

۱۰۰/۱	مطبوعه امص، المطابع قیدی کتب خانہ کراچی	بابہ الزقاق النکب بالنکب الخ	سلسلہ صحیح البخاری
۱۰۰/۱	" " " " " "	" " " " " "	" " " " " "
۹۰/۱	" " " " " "	باب یقین الصلوۃ الخ	سلسلہ درمختار

وتمام تفہیم و تحقیق فی سہد المحتاس۔
 کثیر مرتبہ کتب حجت مکہ جگہ تبدیل نہ ہوا اور اس شکی
 تمام تحصیل و تحقیق رد اعتبار میں ہے۔

اور اگر کثیر سے کثیر فقہیہ مراد نہ لیجئے تو وہاں سرگز کثیرہ لغویہ بھی نہیں اور برقی بھی تو نفی سنیت پر اس سے استدلال
 از قبیل مصادر ہر گاہ تحصیل سنت کے لیے کوئی قلیل قطعاً مطلوب اگرچہ بالاضافہ لغت کثیر ہو، تو اس فعل پر بوجہ
 لزوم حرکت اعتراض اس پر موقوف کہ سنیت معرّفہ باطل ہو کہ فعل حبث و خارج عن افعال الصلوٰۃ قرار پائے اور
 حقیقت امر یہ نظر کیجئے تو یہاں اقدام کو ان کے مواضع سے تحریک کی ضرورت ہوتی ہے نہ انگلیوں کے استقبال میں فرق
 آتا ہے نہ فرج چار انگشت ہاتھ سے جاتا ہے یہ تو برگز نہ مسنون نہ مطلوب کہ پاؤں اپنی وضع خلق کے مطابق رکھ جائیں
 اور ان کی سطح طرف برگر ہوا، رئیس تو پنجوں سے ایڑیوں تک ہر جگہ چار انگشت کا فرج ہونا غیر مقصود بلکہ قطعاً مقصود
 یہ ہے کہ حدود اقدام میں اتنا فرج رکھا اور پاؤں کو اپنے حال فطری پر چھوڑ دیا کہ نہ یک ایڑیوں میں بھی اس قدر فرج حاصل
 کرنے کے لیے انھیں دبے بائیں ہٹائے، پاؤں کی تخلیق اس طرح واقع ہوئی ہے کہ حدود یعنی پنجوں میں فصل زائد اور
 عقاب یعنی ایڑیوں میں کم ہے، جتنا فصل پنجوں میں رکھنے اور پاؤں وضع فطری پر رہنے دیکھتے تو ایڑیوں میں یقیناً اس
 سے فصل کم ہوگا اور کعبین میں کہ جندہ برآمد ہیں اور بھی کم ہوگا تو دونوں طوسے کھائے خود بجے رہنے کے ساتھ ایک خفیف
 مالہ کعبین میں کھنچے بلا تکلف مل جائیں گے جس پر کم ایڑیوں پر نہ ہوں گے، نہ تیر، نہ چار، نہ کہ آخر تصریحات مذکورہ علی
 دیکھنے کہ اصاق کعبین اور ان کے ساتھ ہی استقبال اصابع کی سنیت کھڑے ہیں ان میں تنافی برقی تو کی متناہیں
 کو معاً مسنون بتاتے، ہاں مجھے فرج ہی مفروضہ کوئی عذر ایسا ہو کہ سرے سے پنجوں ہی میں چار انگل فصل نہ رکھ سکے
 بلکہ مقصد زیادت پر محدود رہیں شد بالشت بھر کا فاصلہ تو وہ بیشک کعبین نہ ملا سکے گا جب تک پنجوں کو دبے بائیں اور
 ایڑیوں کو ادر کی جانب حرکت نہ دے اور اب بیشک تو یہ بھی پائی جائے گی اور استقبال اصابع بھی نہ رہے گا غالباً
 یہی صورت خاصہ اس وقت صاحب معائنہ کے خیال مبارک میں ہوئی ایسا شخص اس سنیت قیام یعنی فرج چار انگشت
 پر قادر نہ ہو اس کے لئے اصاق کعبین مسنون کہیں، علامہ طحاوی کا ارشاد شمس چمکے کہ ہذا ان تیسو (یہ آسانی
 کے وقت ہے۔ ت) علامہ شامی کا افارہ گزارا کہ ی حیث لا عذر (یعنی جہاں عذر نہ ہو۔ ت) اس قدر
 کلام کا جواب فرج بتوفیقہ تھائے ہنگامہ اولیں معاً ساتھ خارجاً تر بنوا، قی ان کا مانتیہ بھر اگر ملے دیکھنا رہا مگر بعد
 تعالیٰ امید یہ ہے کہ اس بیان کے بعد کسی اعتراف کوئی گہا کش نہیں و بامثلہ التوفیق واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم۔

۱۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۸ھ

بعض مقدسین و غیر مقلدین عموماً قوم و جلسہ میں دیر تک ٹھہرتے ہیں، یہ کیسا ہے؟

الجواب

تومر و جلسہ کے اذکار بطریقہ نوافل پر محمول ہیں ولہذا ہمارے ائمہ فرائض میں انہیں مستنون نہیں جانتے اور شک نہیں کہ فرائض میں تطویل و احتشاع عین سنت ہے اور امام کے لئے تو قطعاً مستنون جبکہ مقتدیوں میں کسی پر بھی گراں ہو، ہاں منفرد بعض کلمات یا ثورہ بڑھائے تو حرج بھی نہیں، یہ تو بھی امام بھی جبکہ مقتدی محصور اور سب راضی ہو رہا مقتدی وہ آپ ہی اتباع امام کرے گا، اگر امام کہے کہے ورنہ نہیں۔

و فی الدرامحتاسر یجلس بین السجۃ تیس
مطہنا و لیس یدینہما ذکر مسنون و کذا البس
بعد دفعہ من المکرر و عاود و کذا دیا ق و
مرکوع و سجد و یدیر التسمیۃ علی الذہب
وما ورد معمول علی اسل سب
در مختار میں ہے نمازی دو سجدوں کے درمیان جلسہ میں
الطہان سے بیٹھے، دو سجدوں کے درمیان کوئی ذکر
سنت نہیں، اسی طرح رکوع سے کھڑے ہونے کے
بعد قریب کوئی دعا مسنون نہیں۔ اسی طرح رکوع و
سجد میں تسمیہ کے علاوہ کوئی دعا نہ کرے۔ یہ صحیح مذہب
یہی ہے اور جو روایات میں آیا ہے وہ نوافل پر محمول ہے۔

حرر مذہب سید امام محمد رحمہ اللہ کے جامع سفیر میں فرماتے ہیں :

قال ابو یوسف سألت ابا حنیفۃ عن الرجل یرکع
مراسۃ من رکوع فی العریضۃ ویقول اللہم
اغفر لی قال یقول رہا لک الحمد ویسکت
(کذا لک) میں السجدتین یسکت۔

مار و یوسف بیان کرتے کہ میں نے امام ابو حنیفہ سے
اس شخص کے بارے میں پوچھا جو فرائض میں رکوع سے
سراٹھانے کے بعد یہ کہتا ہے اللہم اغفر لی (سے
اللہ مجھے معاف فرما)۔ آپ نے فرمایا وہ صرف دہن
لک الحمد (اے رب ہمارے ایتھے سے لئے حمد)
کے پھر خاموش ہو جائے اور اسی طرح دونوں سجدوں کے
درمیان جلسہ میں بھی خاموش رہے (ت)

علیہ میں زیر قول من ولایزید علی ہذا (اس پر اضافہ کرے۔) فرمایا :

ای اراء الزیادۃ ما ورد فی السنۃ فیمنی اب
یکون ہذا فی حق الامام مہذا اذا خاف التثلیل
اگر زیادتی سے مراد وہ اذکار ہیں جو سنت میں وارد ہیں تو
یہ حق امامت کے بارے میں ہو گا جبکہ مقتدی بوجہ

عن النور وفي حق المقتدي اذا لم يفعل الاحام
ذلك اما المشرع او الامام اذ كان لا يشغل على
النور ايتانه بذلك او المقتدي ادا كان
امامه قد اتى به ما يوافق ما يصنعون من زيادة
على ذلك ولا سيما منشر في التوافق ومن
ادلى ذلك فمصلحة البيت -

اسی میں رد و ردی ہے،

مخرج مشائخنا يحملي ما في حديث علي رضي الله
تعالى عنه عن السواهل على انه ثبت في السكوية
فليكن في حالة الانفراد وفي حاله كونه اماما
والما حرم من محصورون لا يشقون بذلك كما
نعت عليه السلام فعليه ولا في غير في الالتزام
والله سبحانه تعالى اعلم

محسوس کریں اور مقتدی کے حق میں اس وقت ہے جب
امام یہ نہ پڑھ رہا ہو رہا معاملہ منفرد یا وہ امام جس کے
مقتدی اس کے پڑھنے کو بوجہ محسوس نہ کریں یا وہ مقتدی
جس کا امام پڑھ رہا ہو تو ایسی صورت میں ان کے لئے ان
اذکار کا اضافہ ممنوع نہیں، خصوصاً وہ منفرد جو نواسل
پڑھ رہا ہو اور جو اس کا مدعی ہو وہ اس پر دلیل ملے۔

ہمارے مشائخ نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ حضرت
سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث کو نقل
پر محمول کیا جائیگا علاوہ ازیں فقرہ میں ثابت ہے تو اس وقت جب
نمازی تنہا فرائض ادا کر رہا ہو، امامت کی حالت میں
اس وقت جب مقتدی محصور ہوں جو بوجہ محسوس نہ کریں
جیسے شروع سے تصریح کی ہے اور اس کے التزام میں
کوئی نقصان نہیں اور اللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ از مدہ مصباح التہذیب مسئول مولوی محمد سلطان الدین صاحب بنگال

۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندر یہ مسئلہ کہ نمازیں دو دنوں سجدے فرض ہیں یا ایک
فرض اور دوسرا واجب؟ اگر یہ مسئلہ اختلافیہ ہے تو قول قوی اور رائج کون ہے اور اس کی دلیل کیسے ہے اور دوسرے
کے مروج و ضعیف ہونے کی کیا دلیل؟ مع دلائل معتبرہ بکا اکتب بیان فرمایا جائے بینوا تو جو دعا عند الجلیل۔

الجواب

یاجابر امت دو دنوں سجدے فرض ہیں، اصلاً اس میں کسی عالم کا اختلاف نہیں کہ قوی و رائج بتایا جائے،
اس کا منکر اجماع امت کا منکر ہے۔ دور دراز ہونے ایک طالب علم نے فقیر سے یہ مسئلہ پوچھا تھا فقیر نے عرض کی

سے حیلہ العملی شرح غیۃ المصلی

سے " " " "

دونوں فرض ہیں، رات مسنون تھا کہ مدرسین مدرسین معصباح التہذیب و اشاعت العلوم سے مولوی محمد عثمان صاحب ولایتی قزلباشی بتاتے ہیں باقی سب خلاف پر ہیں سجدہ اولیٰ کو فرض اور ثانیہ کو واجب کہتے ہیں اور اسی کی سند شرح وقایہ و ہدایہ کی عبارت بتاتے ہیں بلکہ ایک سے مولوی صاحب محمد نام کہ دیوبندی تعلیم کے فاضل ہیں فقیر کے قول کو محض بے دلیل فقیر کا اپنا اجتہاد علیل قرار دیتے ہیں یہ سنیں کہ صرف تعجب بلکہ نام علم پر سخت اغویں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ فقیر غفرلہ اللہ بظاہر و توکلہ مات علمائے کرام سے اس کی سنیں پیش کر سکتا ہے جن سے ثابت ہو کہ غی نہیں مسند کو فقہ سے کسی قدر غفلت ہے مگر مسئلہ نہایت و خروج سے واضح ہے اور اطالہ برجب طالت ہسزا صرف دس تھریں صریح پر قناعت،

نقص اول: بحر الرائق میں کنز الدقائق کے قول فرضہا التحریمة والقیام والقرادة والسرکوع و السجود نماز کے فرائض تحیر تحریر، قیام، قرات، رکوع اور سجود ہیں۔ تنہا کی شرح میں فرمایا،

القول تعالیٰ اس رکوع اور سجود والا جمع علی فرضیتہما و رکیتہما والسراد من السجود البحتا حاصلہ ثابت بالكتاب والسنة والاجماع وكونه مثنی فی کل رکعة بالسنة والاجماع سے ثابت ہے اور سجدہ کا ہر رکعت میں دو دفعہ ہونا سنت اور اجماع سے ثابت ہے۔ دت۔

نقص ثانی: امام محمد رحمہ اللہ ابن امیر الجماع علیہ شرح غیری میں فرماتے ہیں،

مر والممارسة السجدة ش ای والممارسة الخامسة من الفرائض المت المشتغل علی فرضیتہا الصلاة السجدة والاولی السجدتان فی کل رکعة ثم من السجدة ثابت بالكتاب والسنة والاجماع وكونه مثنی فی کل رکعة بالسنة والاجماع ولا خلاف فی كونهما من اركان الصلاة

میں پانچواں فرض سجدہ ہے، شرح یونی چھ فرائض میں ہر نماز مستقل ہے ان میں پانچواں فرض سجدہ ہے اور لا سجدتان فی کل رکعة کما بہتر یعنی ہر رکعت میں دو سجدہ فرض ہیں پھر سجدہ کی اصل کتاب، سنت اور اجماع سے ثابت ہے اور اس کا ہر رکعت میں دو دفعہ ہونا سنت اور اجماع سے ثابت ہے اور ان دونوں کے رکعت نماز ہر سجدہ میں کوئی اختلاف نہیں (دت۔)

ص ۳۰	مطبوعہ ایچ ایم سیہ کیپ کراچی	باب صفۃ الصلوۃ	لے کنز الدقائق
۲۹۲/۱	" " " "	" " "	لے البحر الرائق
			لے حلیۃ المحلی شرح نیتہ المصلی

ایضا یہاں تصریح ہے کہ فرضیت درگتہ ردونوں سجدہ سے یا اجماع رکعت نماز میں۔

نقص ثالث : مبسوط انام شیخ الاسلام پھر حدیث میں دو سجدہ سے فرض ہونے کی حکمت بیان فرماتی،

هذا ما روي في الاخبار ان الله تعالى لما اخذ الميثاق من ذرية آدم عليه الصلاة والسلام حيث قال عز وجل واذا اخذ ربك من بني آدم من ظهورهم ذريتهم الآية امرهم بالسجود تصديقاً قال فجعل السجود حكمهم وبقى الكفار فما رفع لهم السجود رؤسهم وروا الكفار لم يسجدوا فسجدوا ثانياً شكراً لما وفقهم الله تعالى على السجود الاول فصار لمفروض سجدتين لهذا الركوع مرة.

یہ اس بنا پر ہے جو روایات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب اولاد آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عہد یا جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کیا ہے، اور یہاں ذکر اس وقت کو جب اسے حبیب: آپ کے رب نے بتایا آدم سے ان کی پشتوں میں اکیں اولاد سے عہد لیا آیت تو انہیں بطور تصدیق کے سجدہ سے کا حکم دیا تو اللہ کے حکم پر تمام مسلمان سجدہ یز ہو گئے لیکن کافر کفر سے محروم رہ گئے جب مسلمانوں نے سجدہ سے سرائیٹا یا اور دیکھا کہ کفار نے سجدہ میں کیا تو وہ دوبارہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے سجدہ یز ہو گئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں سجدہ کی توفیق دی۔ ہر نمازیں دو سجدہ سے محروم نہ ہو گئے اور رکعت ایک ہی

رکعت۔

نقص رابع : مراقی الفلاح میں تھا :

یہ فرض السجود (سجدہ فرض) کیا گیا ہے۔

علامہ طحاوی نے حاشیہ میں فرمایا :

المراد منه الجنس ای السجود تات (مراد اس سے جنس سجدہ یعنی دو سجدہ سے ہیں۔ ت۔)

نقص خامس : در الکام ثمر غرہ الکام للعلامہ مونی خرمی میں ہے :

فان قيد فرضية الركوع والسجود ثبتت بقوله تعالى امكروا واسجدوا لولا انهم لا يوجب التكرار لم يثبت فرض الركوع والسجود بل ثبتت فرضية الركوع والسجود في كل ركعة (تکرار کے بغیر اور سجدہ کر کے)

لہ حیۃ بحلی شرح زیۃ المصلی

سے مراقی الفلاح مع حاشیہ الطحاوی باب شروط الصلوة مطبوعہ نور محمد تجارت کتب کراچی ص ۱۳۵

عند مائتۃ الطحاوی علی مراقی الفلاح " " " " " " " " " " " "

نص ثامن : فتح الله المعين للعلامة السيد ابی السجود الازہری میں ہے ،

السجدتان (لانہما) فرضان فی محل کیونکہ دوسرے ہر رکعت میں دونوں سجدے فرض رکعتین

نص ناسخ : علامہ شرنبلالی اپنے متن نور الایضاح اور اس کی شرح میں فرماتے ہیں ،

(د) یعنی (العود فی السجود) الشافعی (اور فرض ہے) نوٹنا سجدہ کی طرف میں دوسرے سجدے کی طرف کیونکہ دوسرا سجدہ پہلے کی طرح ہی فرض ہے (الاعمال) اور اس پر امت کا اجماع ہے (د) ،

نص عاشر : مجتہبی شرح قدوری پھر منبرہ میں ہے ،

السجودان فی (فرض) کا لاوہ باجماع اس پر اجماع امت ہے کہ دوسرا سجدہ پہلے کی طرح فرض ہے ۔ (د) ،

ہاں کہ طرف اس زعم باطل و وہم باطل کی نسبت تو محض غلط و بے غشاست اور شرح و تالیف سے یہ مطلب سمجھنا عدم تردید سے یہاں امام صدرائے حق کی جہالت یہ ہے ،

فی الہدایۃ و مراعاة الترتیب یہ شرح مکررہ ، منوالافعال ، و ذکر حواشی الہدایۃ فقلا من الميسوط كالسجدة فانه لو قام المح الثبیت بعد ما سجد سجدة واحدة قبل ان يسجد الاخری یقضیہا ویکون القیام معتبرا لانه لم یترك الا الواجب

ہذا یہی ہے ان افعال میں رعایت ترتیب واجب ہے ،

حق میں مکرر شروع ہوا ہے اور حواشی ہدایہ میں جسوط کے حوالے سے مذکور ہے مثلاً سجدہ پس اگر نمازی دوسری رکعت کی طرف صرف ایک سجدہ کے بعد مکرر ہو اور دوسرا سجدہ نہیں کیا تو اس سجدہ کی قضا کرے اور اس کا قیام معتبر ہو گا کیونکہ نمازی کے صوت واجب (یعنی ترتیب) کو چھوڑا ہے (د) ،

قلت فہم نے یہ بھی یا کہ لیتروک الا الواجب (اس نے واجب ہی ترک کیا ہے ۔ ت) میں واجب ہے

۱۶۹/۱	مطبوعہ راجع ایم سعید کمپنی کراچی	باب صفة الصلوة	فتح الله المعين
۱۶۷ ص	مطبوعہ فورم تجارت کتب کراچی	باب شروط الصلوة	مراۃ الفلاح مع شفاء الطوطی
۷۰/۱	مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور	الفصل الاول فی فرض الصلوة	فتاویٰ ہندیہ
۱۶۱/۱	مطبوعہ المکتبۃ الرشیدہ دہلی	باب صفة الصلوة	شرح الوقایہ

سجدہ ثانیہ مراد ہے حالانکہ یہ واضح الفساد ہے سجدہ ثانیہ کو تو فرما دیا یقتضیہا (اس سجدہ ثانیہ کی قضا کئے تے) آگے فرمایا کیونکہ انقیام معتدلاً اس کا قیام معتبر ہے۔ (ت) جب سجدہ ثانیہ مراد ہو حالانکہ اس کی قضا کر چکا پھر سجدہ متروک کب ہوا موقوف ہوا ترک و تاخیر میں جو فرق ہے ہر عالم پر روشنی ہے ترک فرض مبطل صلاۃ ہے اور تاخیر موجب سہو بلکہ واجب سے مراد ترتیب ہے کہ بوجہ تاخیر سجدہ ثانیہ قیام قیام ترتیب متروک ہوئی یہ خود نفس کلام سے واضح ہے کہ یہاں گفتگو واجب ترتیب میں ہے ابتداء میں بشمار واجبات فرمایا تھا وعلیہ الترتیب فیما تکرر کلام مذکور کے بعد فرمایا،

اقول قوله فیما تکرر ینسب یوجب فی الحکمہ
جماعاً من مراعاة الترتیب فی الامر کانت
التی لا یتکون فی رکعة واحدة کالوکوع و نحوه
واجبة ایضاً
آخر میں اس تمام کلام پر تفریق فرمائی معلومان رعایۃ الترتیب واجبة مطلقاً (پس واضح ہو گیا کہ رعایت ترتیب مطلقاً واجب ہے۔ ت)

دیگر علامتے کرام نے مراد کو غیب واضح کر دیا کہ ترتیب ہی کو واجب کہا گیا نہ کہ سجدہ ثانیہ کو علامہ اکل الدین بابر علی شریعہ میں فرماتے ہیں،

(مراعاة الترتیب فیما شریع مکرر) یعنی فی الركعة
الواحدة کالسجدة الثانیة من الركعة الاولى
فان ترکها سبب وقصر وانقص صلاته ثم
تذکر فان علیہ ان یسجد السجدة المتروکة
ولیسجد للسہو ولترک الترتیب۔

(شکر افعال میں رعایت ترتیب مطلقاً واجب ہے) یعنی
رکعت واحدہ میں شکر پہلی رکعت کا دوسرا سجدہ
جس نے اسے بھول کر چھوڑ دیا اور دوسری رکعت کی
طرف کھڑا ہو گیا وہ نماز پوری کرنے کے بعد متروک سجدہ
یاد آیا تو اس پر لازم ہے کہ پہلے متروک سجدہ کرے
پھر سجدہ سہو کرے کیونکہ ترتیب باقی نہ رہی۔ (ت)

حلیہ میں ہے،

لو ترک السجدة الثانیة من الركعة الاولى

من ترویج الوفاة باب صحة الصلوة مطبوعہ المکتبۃ الرشیدیہ دہلی

۱۹۱/۱

۱۹۲/۱

۲۰۱/۱

تکلیف النیۃ مع فتح القدر باب صحة الصلوة مطبوعہ فرید روزنامہ سبکدھری

سہو واقام الی الركعة الثانية ثم تذکوها فی
آخر صلاتہ لو تعدد صلاتہ بل یسجد المتروكة
ثم یسجد للسہو ولترك الترتیب لا یتروك. لو وجب
لاصلی ما هی یا وجب سجود السہو یا لا تنفی.

جوہرہ نیر میں ہے :

لو ترك السجدة الثانية من الركعة الاولى
ما هی واقام وصلی تمام صلاتہ ثم تذکرھا
فعلیہ ای یسجد المتروكة ویسجد للسہو
لترك الترتیب فیما شرع مکرراً.

رکعت کا قیام کیا پھر آخر نماز میں (مترکہ سجدہ) یاد
آگیا تو اس کی نماز خاسر نہ ہوگی بلکہ پہلے چھوڑا ہوا سجدہ
کرے پھر ترک ترتیب کی وجہ سے سجدہ سہو کرے کیونکہ
واجب اصل کو بھول کر چھوڑنے سے بالاتفاق سجدہ
سہو لازم آتا ہے (ت)

اگر پہل رکعت کا دوسرا سجدہ بھول کر چھوڑ دیا اور دوسری
رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا آخر میں نماز پوری کر سنے پر
مترکہ سجدہ یاد آیا تو اس پر لازم ہے پہلے مترکہ سجدہ
ادا کرے پھر سجدہ سہو کرے کیونکہ ان افعال میں
ترتیب ترک ہوئی جو حکم مشروع ہوئے تھے (ت)

فتح القدیر وغیرہ شرح غیہ و بحر الرائق وحاشیۃ الشیخ علی بن عیینہ الحنفی وغیرہ اکتب کثیرہ میں ہے :

یہ اکتب کثیرہ نے اتفاقاً ہیں نماز میں مشروع فراموش
چار اولیاء کے ہیں، ایک وہ جو پوری نماز میں ایک ہو
خلفہ قدہ یا پوری رکعت میں ایک ہو جیسے قیام و رکوع
اور کچھ وہ ہیں جو پوری نماز میں متعدد ہیں مثلاً رکعتیں
یا پوری رکعت میں متعدد ہوں جیسے سجود، بہر حال وہ
فرض جو پوری نماز میں ایک ہو اور اس کے ماسوا
مذکورہ تینوں انواع کے درمیان ترتیب شرط ہے
حتیٰ کہ قدہ کے بعد سلام سے پہلے یا بعد بشرطیکہ ابھی
اس نے نماز کے منافی کوئی عمل نہ کیا ہو کیونکہ اگر رکعت
یا چھوڑا ہوا سجدہ نماز یا سجدہ ثلاث یاد آگیا تو پہلے

وهذا لفظ العینۃ مختصراً علم ان المشروع
فربما فی الصلاة اربعة انواع ما یتم فی کل
الصلاة كالقعدة ادی فی کل رکعة كالقیام و
المرکوخ و ما یتم فی کل رکعة كالسجدة ادی
کل رکعة كالسجود فالترتیب شرط بین
ما یتم فی کل الصلاة و بین جمیع ما سوا
من الثمۃ لاخری حتی لو تذکر بعد القعدة
قبل السلام او بعدة قبل ای یاقی بعتان رکعة
وسجدة صلیبۃ او سجدة تلاوة فعلھا و
اعاد القعدة و سجد للسہو والترتیب بین

سلیۃ المحلی شرح نیتہ المصلی

سکۃ الجہرۃ النیرۃ باب صفۃ الصلوۃ

سکۃ غیۃ المستمل شرح نیتہ المصلی واجبات الصلوۃ

مطبوعہ مکتبۃ اندویر طہانی

سہیل امین علی لاہور

12

12

ما یستکسر فی کل رکعة کالمسجود و بین ما بعدہ
واجب حق لوترک سجدة من رکعة ثم تذکرها
فیما بعد ہا من قیام اور رکوع اور سجود فانسہ
یقضیہا ولا یقصی ما فعلہ قبل قضائہا ہا ہو
بعد رکعتہ من قیام اور رکوع اور سجود ببل
یلزمہ سجود السہو فحبب لیکن اختلاف فی
لزمہ قضائہا تذکرہ فقط ہا فیہ کب نو تذکر
وہو رکعہ او ساجد اتہ لم یسجد فی الرکعة
التي قبلہا فائہ یسجد ہا و ہل یعید المرکوع
او السجود المتذکر فیہ فی الہدایۃ انس
لا یجب اذ ذہ بل تستحب محلا بامت
الترتیب لیس بضرر بین ما استکسر من
الافعال ولی فتاوی قاضی خان اسہ یعیدہ و
لوم یعدہ عندت صلاتہ محلا بانہ لرفع
بالعود الی ما قبلہ من الاعمال لانہ قبل
الرفع یم یقبل الرکعت بخلات ما لو تذکر
السجدة بعد ما رفع من المرکوع لافہ بعد
ما تم بالرفع لا یقبل الرکعت

اسے بی لائے پھر قعدہ لوٹائے اور سجدہ سہو کرے (اس
طرح نماز ہو جائے گی) اور پوری رکعت میں جو متکثر افعال
ہیں مثلاً سجود میں اور ان کے بعد والے افعال میں
ترتیب لازم ہے حتیٰ کہ اگر کسی نے ایک رکعت کا سجدہ
ترک کر دیا اور بعد میں قیام رکوع یا سجدہ میں یاد کیا تو
سجدہ کو قضا کرے اور اسکی جگہ پہلے اور اس سجدہ والی رکعت
کے بعد جو کچھ قیام رکوع یا سجدہ کر لیا ہے اس کا اعادہ
نہ کرے بلکہ آخر میں صرف سجدہ سہو کرے کافی ہے لیکن
چھوٹا ہوا سجدہ جس رکن میں قضا کر لیا مثلاً رکوع یا سجدہ
میں چھوٹا ہوا سجدہ یاد کیا تو وہاں اس نے وہ سجدہ
قضا کر لیا تو کیا یہ رکوع یا سجدہ قضا کرنا پڑے گا یا نہیں
اس میں اختلاف ہے تو ہمدانیہ میں ہے کہ اس
رکن کا اعادہ واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے انہوں
نے وجہ یہ بیان کی ہے کہ تکرار والے افعال میں ترتیب
فرض نہیں ہے۔ اور فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ
اس رکن کا اعادہ ضروری ہے، اگر اعادہ نہ کیا نماز
قاسد ہو جائے گی۔ انہوں نے وجہ یہ بیان کی ہے کہ
اس رکن کو چھوڑ کر یا قبل کی طرف لوٹنے سے وہ رکن
(درمیان میں چھوٹ گیا اور مکمل نہ ہوا) کیونکہ رکن کو مکمل کر کے اٹھنے سے پہلے وہ مکمل نہیں ہوتا بخلاف جبکہ رکن کو
مکمل کر کے اٹھنے کے بعد چھوٹا ہوا سجدہ یاد آئے اور قضا کرے تو رکوع کا اعادہ ضروری نہیں کیونکہ رکوع سے اٹھنے
پر رکوع مکمل ہو گیا تو اب رکوع کے چھوٹنے کا احتمال نہ پڑا۔ (ت)

اب ان عبارات میں اس فائدے کے علاوہ وہ فائدہ زیادہ ہیں ایک سجدہ کو فرض مکرر کرنا معلوم ہوا کہ دونوں
سجدے فرض ہیں، دوم وہ تعیل کر جب پہلی رکعت میں ایک سجدہ بھول گیا اور مثلاً دوسری کے رکوع میں یاد کیا کہ مثلاً اسکی

تفاسر کی تو اس رکوع کا پھر اعادہ کر سہ کہ رکوع سابق کی طرف خود کھینے سے یہ رکوع کات لم یکن یعنی کلام ہو گیا معلوم ہوا کہ سجدہ ثانی
صرف فرض ہی نہیں بلکہ رکوع سہا وید آیہ میں ہوا اس رکوع کا اعادہ صرف مستحب جاء اور بھی رائج ہے اس کی وجہ یہ فرمائی کہ
جو فرض ایک رکعت میں ہو جہاں سجدہ اس میں اور اس کے بعد فرض مثل قیام و رکوع و سجدہ رکعت آئندہ میں ترتیب
فرض میں صرف واجب ہے کہ اس کے ترک کی تلافی سجدہ سہو حاصل عرض مسئلہ آفتاب کی طرح روشن ہے مقدس
در سین سے بظہر خورشیدی گزارش کہ فرض قطعی واجب است امت کا انکار سہل نہیں لہذا اگر مناسب جائیں کہ اسلام و
نکاح کی تجدید فرمائیں آئندہ احتیاطاً ما التوثیق الا بالی اللہ العزیز الغفار - واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ مدرسہ مظہر حسین اہم مسجد گول بازار ضلع بلاسپور - سی - پی - دکان شیخ سلیمان عمر صاحب جنرل منشی
۲۷ محرم ۱۳۳۰ھ

زید نماز میں صرف یکا تب رکوع و سجدہ الصاق کعبین کرتا ہے ٹھوکتا ہے کہ یہ فعل و بابوں کا ہے حرام ہے
اور واجب است ترک ہے حنفی رنگ اس فعل کو جائز بھیجیں یا مکروہ تحریمی؟

الجواب

حاشائے نہ فصل و باب کا ہے نہ زمرہ نہ واجب الکرہ بلکہ رکوع میں الصاق کعبین غیض شرع فیہ جامع اور
و غیر شرع قدری و ذکر الراق و در مختار و حاشیہ ترمذی و فتح الباری و مسند و طحاوی علی مرقی و فلاح و علی و در مختار و غیرہا میں
سنت لکھا۔ و قد ذکرنا تصویبہا جمیعاً فی فتاوانا (بم نے ان سب کی عبارات و تفصیلات کو اپنے فتاویٰ میں
ذکر کیا ہے۔ ت۔ در مختار میں ہے۔

سننھا تکبیر الرکوع و التسبیح فیہ ثلاثا و
الصاق کعبیہ لہ

اسی کی صفت الصلاة میں ہے۔

یفرج اصابعہ و یسین ان یلصق کعبیہ لہ

اور سجدہ میں الصاق کعبین کو علامہ سیّد السجود ازہری نے حواشی کثر میں سنت بتایا۔ سنن میں فرمایا۔
الصاق کعبیہ فی السجود سنة (سجدہ میں ٹخنوں کو ملانا سنت ہے۔ ت)

۴۳ / ۱	مطبوعہ مجتہائی دہلی	باب صفة الصلوة	سہ در مختار
۴۵ / ۱	"	"	سہ "
۱۷۷ / ۱	مطبوعہ پچ ایم سعید کتب پزیر کراچی	بحث سنن الصلاة	سہ فتح اللہ العین

صفحة الصلاة میں فرمایا،

كما يسن الصاق الكعبين في الركوع فكذلك في السجود أيضا۔
جیسا کہ رکوع میں ٹخنوں کا ملنا سنت ہے اسی طرح سجدہ میں بھی سنت ہے۔ (ت)

ہاں دوبارہ سجود یہ صرف انہیں کا بیان ہے اگرچہ علامہ طحاوی نے اُن کا اتباع کیا اور شرح عطائی کا حوالہ سہوً واقع ہوا اس میں صحت دوبارہ رکوع مذکور ہے اور علامہ شامی نے جو اس کی توجیہ فرمائی محل کلام ہے۔ ملحوظ رہے علی الدین ہے،

قوله يسن ان يهبط الخ اي في الركوع والسجود
ابو السعود۔
رواها میں ہے،
اس کا قول یسن ان یهبط الخ (۱) الصاق سنت ہے یعنی رکوع اور سجدہ میں، ابو السعود۔ (ت)

قال السيد ابو السعود وكذا في السجود (ايضا)
ومبني في السنن ايضا اهـ والذي ثبت هو
قوله الصاق كعبيه في السجود سنة، دراهـ
ولا يخفى ان هذا سبق لظرفان شارح
لعمري كذا في الدر المختار ولا في
الدر المنقذ ولما راى غيرنا ايضا ففهم نعم
ربما يفهم ذلك من انه اذا كان السنة في
الركوع الصاق الكعبين ولعمري كذا تعريجهما
بعد ف لا يصل لقاؤهما ملحقين في حالة
السجود ايضا تأمل ثم صافي الشايع و
مرايتني كتبت عليه ما نصه (اقول) تأملنا
فلم نجد دواعيا فان الحركة الاستقلالية
سید ابو السعود کہتے ہیں اسی طرح سجود میں بھی،
اور بیان سنن میں بھی گرہ پکا ہے اور گزرے لکے قول
کے الفاظ یہ ہیں کہ سجدہ میں الصاق کعبین سنت ہے دراهـ
و اسے رد کرنے کے اس قول (جو مجھے گزر پکا ہے) میں
نظر کی خطا ہے کیونکہ ہمارے شارح نے اسے رد اور مختار
میں ذکر کیا اور نہ ہی درستی میں، اور میں نے کسی غیر کی
جہالت میں بھی نہیں دیکھا اسے سمجھو، ہاں اکثر اوقات
اس سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ جب رکوع میں ٹخنوں کا
ملنا سنت ہے اور اس کے بعد ان کا کشت وہ رکنا
انہوں نے بیان نہیں کیا تو اصل یہی ہے کہ حالت
سجود میں ٹخنے متصل ہی رہیں، غور سے کچھ نوادہ شامی
کا حاشیہ شتم۔ ادب مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے بھی شامی

۱۸۹/۱	مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	فصل واذا اراد الزول في الصلاة	سنة فتح المعين
۲۲۶/۱	دار المعرفة بیروت	دار المختار	سنة حاشية الطحاوي على الدر المختار
۳۶۴/۱	مطبوعہ مسطفی البابا بی مصر	باب صفحة الصلاة	سنة رد المختار

الی السجود ان خلی فیہا الطبع اقلی ما لتقریج
الا ان یحافظ علی الاتصاف بالقصد الخاف
و مثل همد لا یحتاج الی البیان بل الاختصاص
علی ذکره فی السکون دلیل علی انه لا یطلب
الافیہ والا لذکره فی السجود ایضا فاعرفه
فان الامروا صریحاً

پر کچھ لکھا جس کا ظاہر میں (اقول) ہم نے تامل کیا
مگر کم کا لفظ اس مسئلہ کو نہ پاسکے کیونکہ حرکت افعال
سجدہ کی طرف اگر طبعاً و فطرتاً ہو تو اس صورت میں
کشاہدی ہوگی مگر اس صورت میں جب اتصال کا
خصوصی اہتمام کیا جائے اور اس طرح کے مسائل کے بیان
کی احتیاج نہیں بلکہ صرف رکعت میں اس کا ذکر ہونا
دلیل ہے کہ صرف اسی میں اس کا مطالبہ ہے ورنہ اس کا ذکر سجدہ میں بھی کیا جاتا، اسے جان لے کیونکہ معاملہ
واضح ہے (ت)

اور بعض متاخرین علما نے دوبارہ ذکر بھی سفیت میں کلام کیا،

ولد فی ذلک رسالۃ عندی و اقصى ما یقال
ہنا ان عامۃ کتب المذہب خالیۃ عنہ
وانما انہ بینہ للزائد و الباقون انہ تبصرہ و
قد بینت فی کتابی کفیل الفیہ الفاہم ان
الطراۃ لا تشدقہ بکثرۃ سابقین اذ لم
یکن مرجعہم الا واحد الا سیما مثل الزائد

اس مسئلہ سے متعلق میرے پاس ایک رسالہ ہے
زیادہ سے زیادہ جو کہا جاسکتا ہے وہ یہ ہے کہ عامۃ
مذہب اس سے خالی ہیں صرف زاہدی نے اسے بیان
کیا اور باقی فقہائے ان کی اتباع کی ہے اور میں نے
اپنی کتاب کفیل الفیہ الفاہم میں یہ بیان کیا ہے
کہ کثرت ناقلین کی وجہ سے غرابت غم نہیں ہوجاتی
بلکہ ان سب کا مرجع ایک ہو خصوصاً زاہدی جب آدمی رہتا

بہر حال اسے حرام و فہل و ہایہ کہنا ناواقف ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ مستور از نجیب آباد ضلع بجنور، ۱۳۲۹ھ

نماز میں سبحانک اللہم پڑھنا فرض ہے یا واجب، مقتدی سبحان ختم نہ کرنے پایا تھا کہ امام نے
قرأت شروع کر دی اسس کو تمام چھوڑ کر خاموش بر جانا پڑے یا فوراً ختم کر کے خاموش ہو جانا چاہئے،
ایک دہائی وائٹے سبحانک اللہم کے بارہ میں ایک شخص سے یہ مسئلہ بیان کیا کہ اگر امام نے قرأت شروع کر دی ہو
اور اب کوئی شخص اگر جماعت میں شامل ہو تو اس کو کیا ہے کہ سبحانک اللہم اس طرح پڑھے کہ جہاں جہاں
امام سانس لینے کی غرض سے ذرا بھی رُکے اس وقت ایک ایک بول کر کے سبحانک اللہم کر پڑھ لیا جائے
مثلاً جب اول مرتبہ رکعت پڑھو رکے سبحانک اللہم پھر جب دوسری مرتبہ پڑھو رکے سبحانک اللہم
پھر جب تیسری بار سانس لے تو کہنا چاہئے و تبارک اسو ک غرض اسی طر ت ختم کر دیا جائے ایسا ہر نماز
میں کر سکتے ہیں مگر مغرب میں خواہ پہلی رکعت میں شامل ہو یا دوسری میں سبحانک اللہم تیسری رکعت میں اور عشر

میں تیسری یا چوتھی رکعت میں بھی پڑھ سکتے ہیں خواہ دوسری ہی رکعت میں شامل ہوں، کیا یہ طریقہ ٹھیک ہے؟
بغیر سبحنک اللہم کے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

الجواب

سبحنک اللہم اسی وقت پڑھ سکتے ہیں کہ امام قراءت باذان شروع نہ کئے جب قرأت جہری شروع کر دی اب خاموش رہنا اور صغیر فرض ہے، وہ جو وہابی نے بتایا کہ امام کی ٹھہرنے کی جگہ ایک ایک دو لفظ کہہ کر پُر کر کے ضعیف وغیرہ ترک کر دے جسے استثناء کیا کہ ایسا ہر نماز میں کر سکتے ہیں مگر مغرب میں نہیں یہ محض باطل اور اس کی اپنی ایجاد ہے جس روایت ضعیفہ میں یہ طریقہ ہے اس میں مغرب میں بھی ایسا ہی ہے اور مذہب صحیح میں کہ اس کی اجازت نہیں بلکہ مغرب و عشاء کسی میں ایسا نہیں اور اس کا یہ کہنا بھی محض غلط ہے کہ جو دوسری رکعت میں شامل ہوا ہو وہ تیسری یا چوتھی میں سبحنک پڑھ سکتا ہے سبحنک اللہم کی جگہ ابتدائے نماز ہے جب دوسری میں ملا تو تیسری یا چوتھی ابتدائے نماز کہ ہے کہ اس میں سبحنک پڑھے، ہاں وہ جو ایک رکعت اس کی رہ گئی بلکہ سلام امام جب اسے پڑھنے کھڑا ہو اس کی ابتدا میں پڑھے یہ اس کی پہلی رکعت ہے سبحنک پڑھنا سنت ہے بغیر اس کے نماز ہو جاتی ہے مگر بلا ضرورت ترک سنت کی اجازت نہیں اور عادت ڈالنے سے گناہ گار ہو گا اور جو مشاء پہلی رکعت ہماری میں ملا اور قراءت شروع ہو جانے کے باعث سبحنک نہ پڑھ سکا اس پر کوئی الزام نہیں کہ اس نے یہ ترک ادا سے فرض خاموشی کے لئے بحکم شرع کیا واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۱۱۳۳۱ از موضع منصور پور متصل ڈاک خانہ قصبہ شیش گڑھ تحصیل بہیڑی ضلع بریلی مرسلہ محمد شاہ خاں ۲۹ محرم الحرام ۱۳۳۲ھ۔

بمافراتے میں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس باب میں کہ دونوں سجدوں کے درمیان میں
اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي (اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما اور مجھے ہدایت
فرما۔ ت) پڑھنا چاہئے امام کو یا مقتدی کو یا دونوں کو یا امام و مقتدی بلا اس کے پڑھے دونوں سجدے
ادا کریں۔

الجواب

اللہم اغفر لی گناہ امام و مقتدی و منقر و سب کو مستحب ہے اور زیادہ طویل دعا سب کو مکروہ
ہاں منقر کو نوافل میں مضائقہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۱۳۳۲ از امرتسر دفتر پولیس مرسلہ عبدالعزیز بیڈ کانسٹیبل ۲۷ صفر النظر ۱۳۳۲ھ
بعد سہم علیک حضور کی خدمت میں میری عرض یہ ہے کہ مجھے درود شریف جو نماز میں پڑھا جاتا ہے

لعنکوترحمون لے۔ خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ (ت)

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

انما جعل الامام ليؤتريه فاذا اكبر فكبوا اذا قرأوا لعنوا۔ امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اتباع کی جائے جب تکیر کے تم تکیر کو جب قرأت کرے تو خاموش رہو۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں،

”مجھے بتا ہے کہ جو امام کے پیچھے پڑے اس کے منہ میں آگ ہو۔“

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں،

”قدرت پاتا تو اس کی (امام کے پیچھے پڑنے والے کی، زبان کاٹ دیتا) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) آمین باد ازلہ کہنا نماز میں مکروہ و خلاف سنت ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے،

ولادعوا من بعدك تسرعوا وخفية۔ تم اپنے رب کو عاجزی اور تواضع سے آہستہ آہستہ پکارو (ت)

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

واذا قالوا الصلوات فقولوا آمین۔ جب نماز پڑھیں گے تو آمین کہو کیونکہ الامام یقولہا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ امام اسے کہہ رہا ہے۔ (ت)

سۃ القرآن ۲۰۴/۷

سۃ مصنف ابن ابی شیبہ فی الامام یصلی جالساً مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۳۲۶/۷

سۃ القرآن ۵۵/۷

سۃ سنن النسائی جہر الامام بآمین مطبوعہ المکتبۃ السلفیۃ لاہور ۱۱۳/۱

نوٹ، حدیث شریف کے الفاظ سنن نسائی میں ابو ہریرہ کے حوالہ سے یوں منقول ہیں،

اذا قال الامام غیر المعصوب علیہم ولا الضالین فقولوا آمین فان المذککۃ

تقول آمین وان الامام یقول آمین

اور فتح الباری جلد دوم مطبوعہ بیروت صفحہ ۲۱۹ میں یوں منقول ہیں،

اذا قال الامام ولا الضالین فقولوا آمین فان المذککۃ تقول آمین وان الامام

یقول آمین۔ الحدیث نذیر احمد سعیدی

(۳) تراویح میں رکعت سنت موکدہ ہیں سنت موکدہ کا ترک بد ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين
عصوا عليها بالنواحي
ترجمہ میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے
اسے اپنی ڈانٹوں کے ساتھ مضبوطی سے تمام کر لیتے
اور میری حدیث میں ہے :

انه سيحدث بعدى اشياء وان من احبها الى
لما حدث عصره
میرے بعد بہت سی اشیاء ایجا دیوں گی ان میں سے
مجھے وہ سب سے زیادہ پسند ہیں جو عصر عباد
کریں گے۔ (۱) (ت)

(۴) ایک رکعت وتر خواہ نفل باطل محض ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آخری فعل تین رکعت وتر ہے :

وانما يؤخذ بالآخر فهو الاخر من فعل رسول الله
صلى الله تعالى عليه وسلم
آپ کے آخری عمر کے اعمال پر عمل کیا جاتا ہے اور آپ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آخری عمل یہی ہے (ت)

آئیادور ہے کہ یہاں ان مسائل میں فی حدیث کرنے والے غیر متقدمین و دایہ میں ہیں پر پورچہ کثیرہ ان کے ضلال
کے سبب کفر لازم، جس کی قدر سے تفصیل ہمارے رسالہ الکوکبة المشهابیہ میں ہے وہ کہ مسلمان ہی نہیں انھیں
ایسے فروعی مسائل اسلامی میں دخل دینے کا کیا حق ان سے تو اصول پر گرفت کی بجائے گی کہ متقدمی فاتحہ پڑھے نہ پڑھے
آمین جہر سے کہے یا آہستہ، تراویح آٹھ رکعت ہوں یا چھ، وتر ایک رکعت ہو یا تین۔ یہ تو سب اس پر موقوف ہیں
کہ نماز بھی صحیح ہو جس کا اسلام صحیح نہیں اس کی نماز کیسے صحیح ہو سکتی ہے وہ ان مسائل میں اس طرف عمل کرے تو اس
کی نماز باطل اس طرف عمل کرے تو باطل، پھر لایعنی فضول ذق ذق سے کیا فائدہ ! اور مسلمان کو ہوشیار رہنا چاہیے
کہ نہ ان سے ملنا جائز، نہ ان کی بات سننی جائز، نہ ان کے پاس میںنا جائز۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے :

لله سنن ابی داؤد باب فی لزوم السنۃ
مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۲۷۹/۲
مختصر العمال فی سنن الاقوال والافعال، فضائل فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، مکتبۃ التراث الاسلامی، حوضۃ السالۃ بیروت
نوٹ : حدیث کے الفاظ کثر العمال میں یوں مستقول ہیں :

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال سيحدث بعدى اشياء فاجبها
الى ان تنزمو اما احداث عمر رضي الله عنه -
نذیر احمد سعیدی

واما يسيدك الشيطان فلا تقعد بعد الذكرى
مع القوم الظالمين۔
اور جب کہیں تجھے شیطان بھلائے تو یاد آئے پر
ظالموں کے پاس مت بیٹھ۔ (د)

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
ایاکم وایاہم لا یصلو تکم ولا یغتو تکم
واللہ تعالیٰ اعلم۔
تم ان سے سخت بچو کہ وہ تمہیں گمراہ کریں اور نہ ہی
فہم میں ڈالیں۔ (د)

مسئلہ ۱۸: از نزہۃ سفر لاندیا براہ سہروردی میرزا محمد بیگ عرف محمد میاں صاحب وکیل

شعبان ۱۲۳۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم، حامد آدمی و مصلیا و مسلما۔ ہر تسلیہ ہاوت التعلیم قبول ہو! مزاج عالی! الحمد للہ علی احسانہ راقم بحیرت دعا گوئے عافیت مزاج سامی ہے زسئلہ لہ میں انگریزی تعلیم کے طرہ انداز کو بڑھتا ہوا دیکھ کر نیاز مند نے اور یہاں کے مسلمانوں نے ایک مدرسہ اسلامی جاری کیا ہے فی الحال میں روپے ماہوار کا ایک مدرسہ فکر رکھا ہے جس وقت بہت سے لوگوں کی درخواست آئی تھی میں نے دیوبند کے متعلق درخواست بالکل نامنظر کی ایک صاحب مولوی شفاعت دہلوی خلیف مولوی عنایت رسول جو خود کہ جناب کا شاگرد اور مددگار تھے میں عنایت جناب سے قسمت رکھنے کے سبب یہاں مقیم رہنے لگے میں مغربیت سے ان کی بعض باتوں پر قرآن شریف بالکل صحیح نہیں پڑھ سکتے اور مجھ سے فرماتے کہ میں نے سنا ہے کہ آپ اشارہ پر سبب التہیات میں نہیں کرتے، میں نے کہا ہاں میں اشارہ نہیں کرتا ہوں، فرماتے تھے کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب مدظلہ العالی تو اشارہ کرتے ہیں، میں نے کہا کہ مجھ کو یقین نہیں آسکتا کیونکہ الکوکبۃ الشہابیۃ میں اس کی مفصل بحث ہو کر آہ کتب امام ربانی موجود ہے چنانچہ جناب والا نے مجھ کو جب میں ۱۸۹۹ء میں حاضر خدمت ہوا تھا وہ رسالہ عطا فرماتے تھے اور میں نے وہ رسالہ مولوی شفاعت رسول کو دکھایا تھا ضعیف ریاض الدری جو بارہ مرتبہ شریف کے پہنے واسطے میں کئے گئے بڑی حیرت کی بات ہے اگر مولوی احمد رضا خاں صاحب مدظلہ العالی انگل سے اشارہ کرتے ہوں چنانچہ جناب والا کی خدمت اقدس میں مکلف ہوں کہ اس باب میں جناب والا کا کیا معمول ہے براہی مستفیض فرمائیں میں نے اس باب میں مولوی عبدالحی مرحوم کا رسالہ نفع الحقیقی والمسائل اور دیگر کتب مشکوٰۃ شریف و ہدایہ سب کو دیکھا ہے لیکن میں تو معتقد ہوں اور جمہور امت کا جس پر اجماع و اتفاق ہے وہی میرا مسئلہ مختار ہے

لہ العقرآن ۶۸/۶

باب انہی عن الروایۃ عن الضعفاء، الخ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۰/۱

جناب والا کے ارشاد سے اور مضبوطی ہو جائے گی اور یہ تعجب جو اجتماع نفیقین کے قبل سے ہے رفع ہو جائیگا کہ جناب والا کتابوں میں ایسا لکھیں اور عمل اس کے خلاف ہو۔

الجواب

بیشک اسلام درجۃ اللہ و برکاتہ - اشارہ ضرور سنت ہے۔ محمد مذہب سیدنا امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ

سے فرمایا،

صنعہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فتصعہ کما صنعہ رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم و هو قول ابی حنیفۃ و
اصحابنا علیہ السلام
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا
تو ہم بھی اشارہ کرتے ہیں جس طرح رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا اور یہی مذہب
امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ ہمارے اصحاب کا ہے۔

امام ملک العلما نے بدائع اور امام محقق علی الاطلاق نے فتح القدر اور دیگر کبار نے اس کی تحقیق
فرمائی۔ فقیر اور فقیر کے باوجود اساتذہ و مشایخ کرام قدست امراد ہم سب اس پر عمل رہے مگر ہر وہی صاحب
نے زیادہ نہیں تو حضرت شاہ ابوالحسن نوری میاں صاحب قدس سرہ کو ضرور دیکھ جو کلمہ شہابیہ میں مسئلہ اشارہ
کی بحث نہیں بلکہ اس بات کی کہ ہمیں دینی سے معاذ اللہ نہایت شیعہ عہدہ کو بھی مشرک ٹھہرا دیا ہے جو وجوہ
انہوں نے یہاں لکھے انھیں کہتا ہے کہ ان کا قائل مشرک ہے اس کو تناقض سے کیا ملاقہ، مولوی شفا حق رسول
میرے ایک خالص دوست مرحوم و معذور کے صاحبزادے ہیں ان کو یہاں بیعت بھی ہے میرے مدرسہ میں پڑھا ہے
اگرچہ مجھ سے نہ پڑھا نہ میں نے ان کا قرآن مجید سنا، لیکن جس طرح سچ کل اکثر علما و حضرات غلط پڑھتے ہیں ان پر بھی
اسی تاثیر پڑے گا اثر ہمد حبیب اللہ و نعمہ المویکیلی و اللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از شہر دہلی پہاڑ گنج مسجد غریب شاہ مرسلہ سید محمد عبد الحکیم صاحب ۹ شعبان ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں ملائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک پیش امام صاحب نماز کی حالت میں جب رکوع سے
خارج ہو کر سجدۃ اللہ لمن سجدۃ کو سجدہ کے قریب جا کر غم کر کے بوسل اللہ اکبر کہتا ہے اور جب سجدہ
اماموں کو دیکھا ہے وہ سجدۃ اللہ لمن سجدۃ کو قیام میں ختم کرتے ہیں اور وہاں سے اللہ اکبر کہتے ہوئے
سجدہ کرتے ہیں۔ اب جو امام سجدہ کے قریب سجدۃ اللہ لمن سجدہ کو غم کرتا ہے تو مقتدی سجدۃ اللہ
الحمد کہاں پر کہیں، کھڑے رہیں یا امام کے ساتھ سجدہ سے میں جا کر کہیں، اگر اسی طرح کریں گے تو ان

جاہلوں کو عادت پڑ جائے گی، اور اب سوال یہ ہے کہ نماز میں تو کوئی نقصان نہیں ہوگا؟

الجواب

سنت یہ ہے کہ سمع اللہ کا سین رکوع سے سر اٹھانے کے ساتھ کہیں اور حمدہ کی تلاوت ہو جائے۔ ساتھ ختم، اسی طرح ہر تکبیر انتقال میں حکم ہے کہ ایک فعل سے دوسرے فعل کو جانے کی ابتداء کے ساتھ اللہ اکبر کا لفظ شروع ہو اور ختم کے ساتھ ختم ہو، امام مذکور جو اس طرح کرتا ہے دو باتیں خلاف سنت کرتا ہے سمع اللہ لمن حمدہ کا سجدہ کو جاتے ہوئے ختم کرنا اور سجدہ کو جانے کی تکبیر سجدہ کو جھکنے کی ابتداء سے شروع نہ کرنا، ان وجوہ سے نماز دو رکعتوں سے مکروہ ہوتی ہے اسے سمجھایا جانے کہ خلاف سنت ذکر۔ اگر نہ مانے اور اس سے بہتر امام شافعی صحیح العقیدہ صحیح القراءۃ صحیح الطہارۃ مل کے قوال کو بدل دیا جائے مقتدی خلاف سنت میں اس کی پیروی نہ کریں بلکہ رکوع سے سر اٹھانے کے ساتھ اللھم ربنا لك الحمد کا لفظ اور جو صولت ربنا لك الحمد پڑھتا ہو وہ سبنا کی سنت شروع کریں اور سید سے ہو جانے کے ساتھ حمدہ کی قائل ختم ہو جائے پھر سجدہ کو جانے کے ساتھ اللہ اکبر کا لفظ شروع کریں اور اللہ کے نام کو بڑھائیں جب سر رکھنے کے قریب پہنچیں اللہ کی حمد اور عین سر زمین پر پہنچتے وقت اکبر کی سر ختم کریں۔ نام کو بڑھانا اس لئے کہ یہ راستہ مل گئے ہیں اگر نام کو نہ بڑھایا تو احکام سے میں پہنچے سے پتہ ختم ہو جائے گا، یہ غریب سنت ہے یا راستہ اور کہنے کو اکبر کا لفظ یا رب بڑھائیں گے اور اس سے نماز قائل ہوئی ہے، یا سب بڑھائیں گے اور یہ غلط و خلاف سنت و اللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از موضع میوندی بزرگ مسئلہ سید امیر عالم حسن صاحب ۲۶ شبان ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں زیرہ کہتا ہے کہ نماز فرضہ بجاہت جو شخص ادا کر لے تو اس پر لازم ہے کہ جب تک امام بعد سلام کے دُعا نہ مانگے تب تک مقتدی بھی دُعا نہ مانگے اگرچہ کیسا ہی ضروری کام ہو خواہ نماز فجر ہو یا ظہر ہو یا عصر ہو یا مغرب یا عشاء، اگر امام سے پہلے دُعا مانگ کر مقتدی اُٹھ جائیگا تو وہ گناہگار ہو جائے گا اور امام کی اطاعت سے نکل جائے گا۔ عمرہ کہتا ہے کہ اگر امام نے سلام پھیر دیا تو مقتدی امام کی اطاعت سے نکل گیا اب مقتدی کو اختیار ہے کہ وہ انتظار دعا سے امام کرے یا نہ کرے اگر انتظار کیا تو فہما ورنہ چلے آنے سے گناہگار نہ ہو گا اور نہ اطاعت امام سے دور۔ اب علمائے دین کی خدمت میں عرض ہے کہ اس کا پورا پورا اثر یہ کیوں نہ دیا جائے کہ زیرہ کا قول ثابت ہے یا نہ ہو گا اور اس کا بھی ثبوت دیا جائے کہ کھانے پر خاتم پڑھنا درست ہے یا نہیں، اور غیر مقتدی کا بڑا و قلیل ماخوذ سے دیوبند کے جیسے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں، متنبواً تو جبروا۔

الجواب

عہد کا قول صحیح ہے ہاں جماعت کے ساتھ دعائیں برکت ہے اس کے لئے انتظار بہتر ہے اور اگر کوئی ضرورت جلدی کی ہو تو جاسکتا ہے کوئی حرج نہیں وہ مسلمانوں کی جماعت کے خلاف بات پسندیدہ نہیں کھانے پر ناگہان پر ناگہان دست سپاس میں گناہیں تصنیف ہو چکیں جو ناگہان دست کے وہ بتائے کہ اللہ و رسول نے اسے منع فرمایا یا تم منع کرتے ہو، اگر اللہ و رسول نے منع فرمایا تو بتاؤ اور اگر تم منع کرتے ہو تو تم شارع نہیں اپنا سر کھاؤ غیر مقلدہ بابی دیوبندی سب اسلام سے خارج ہیں اور ان کے پیچھے نماز باطل محض و التفصیل فی حسابہم الحرمین و النہی الاکید و غیرہ (اور اس مسئلہ کی تفصیل حسام المؤمنین اور النہی الاکید و غیرہ میں ہے) واللہ بخیر و تعالیٰ اعلم

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کتا ہے کہ عورتوں کو نیست کار میں ہاتھ سینہ پر باندھنا چاہئے اور بوقت قعدہ انقیات میں دونوں پاؤں بچھا کر بیٹھا چاہئے اور پاؤں کی گرہ بھی ڈھکی رکھنا چاہئے اور بعض کہتے ہیں کہ گرہ نہ ڈھکی جائے۔ اب علمائے دین فرمائیں کہ عورتوں کا نیست کار میں ہاتھ باندھنا اور قعدہ انقیات میں پاؤں بچھا کر بیٹھا جائز ہے یا نہیں، اور بعض کہتے ہیں کہ مردوں کی طرح عورتوں کو بھی نماز پڑھنا چاہئے جس طرح مرد ایک پاؤں بچھا کر قعدہ میں بیٹھے اور زید زینت ہاتھ باندھتے ہیں اور پاؤں کی گرہیں مکمل کرتی ہیں اسی طرح عورتوں کو بھی پاؤں باندھنے کی ضرورت ہے یا نہیں، اور یہی عورتوں کا ہے۔ اب صفحہ ۱۷۷ امیدواریں کہ اس کا پورا پورا ثبوت حوالہ کتب و آیت و حدیث کے کیوں نہ دیا جائے کہ عورتوں کو کس طرح اور کس وقت سے نماز پڑھنا چاہئے۔

الجواب

زید کا قول صحیح ہے سب کتابوں میں اسی طرح ہے اُن بعض کا توں محض باطل ہے اور عورت کے لئے ستر عورت میں ان کا کھلنا جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از گروہ ضلع راولپنڈی مکان حضرت پیر صاحب عرمد حمید اللہ صاحب پیر المعروف بہ نمان ملا۔ ۱۲ صفر ۱۳۲۸ھ۔

رفیع سہابہ کے بارے میں جناب کا کیا عمل ہے؟

الجواب

فقیر اور فقیر کے آگے کرم و شایع عظام و اساتذہ اعلام قدس سرار ہم کا ہمیشہ معمول بہ تابع احادیث متواترہ و ارشادات کتب متکاثرہ رفیع سہابہ ربہ اور اسے سنت جانتا ہے تفصیل کلام بدائع امام حکم العلماء و فتح القدر امام محقق علی الاطلاق و غیرہ مآکلات شراح محققین و فتاویٰ فقیر میں ہے واللہ

تھانے اعلم۔

مسئلہ ۲۲۳ از بریلی در مسئلہ الاسلام مسئلہ مولوی عبد اللہ صاحب برنگانی ۱۴ صفر ۱۳۳۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نماز کے بعد چاروں جہات میں کسی ایک جہت کو متوجہ ہو کر
دعا کرنا درست ہے یا نہیں؟ اور ہندوستان کے لئے ان چاروں جہت میں سے کوئی جہت مخصوص ہے یا نہیں؟

الجواب

جہت قبلہ ہر جگہ افضل ہے مگر امام کے لئے کہ بعد سلام اسے قبلہ رو رہنا مکروہ ہے پہننے یا بایں پھر جائے
یا مقتدیوں کی طرف نہ کرے اگر سامنے کرنی نماز پڑھنا نہ ہو واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۲۲۴ از قلعہ لندی کوئل ڈاکا نہ خالص ضلع پیشاور بمعرفت شیربان صوبہ ارمیر خیبر و افضل مرسلہ افغان ششوار
۲۴ صفر ۱۳۳۸ھ۔

بخدمت جناب مولوی صاحب دام اقبالہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ التیات میں انگلی سے اشارہ کرنا منع ہے
یا جائز ہے؟ آپ مہربانی کر کے بندے کو تحریر کریں کہ نماز میں انگلی کا اشارہ کرنا جائز ہے یا نہیں اور کس کس طریقہ پر
جائز ہے؟

الجواب

القیات میں انگلی کا اشارہ سنت ہے جب اشہد پر پہنچے چنگیل اور اس کے برابر کی انگلی کی گروہ
باندھے اور ٹکٹے اور نیچ کی انگلی کا صلہ بنائے اور لپا پر لکے کی انگلی اٹھائے اور آٹا پر لکے ہاتھ کھڑی کو
محرر مذہب سنیہ امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں،

صعدہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قہصہ کما صہنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
یہ اشارہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا تو
ہم کریں گے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا اور یہی مذہب امام ابو حنیفہ اور ہمام
اصحاب کا ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین واللہ
تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۲۵ مرسلہ سید احمد حسین صاحب از مقام سید پور ڈاکا نہ وزیر علی بدایوں بتاریخ ۹ جمادی الآخر ۱۳۳۸ھ
آپ ان مسئلوں میں کیا فرماتے ہیں،

(۱) محمد کے فرض کی نیت کس طرح کرنا چاہئے اور بعد نماز جمعہ دو رکعت کے کیا کیا نماز پڑھنا چاہئے کل معصل عار رکھ
(۲) اور درمیان نماز میں ہر الحمد شریف سے پہلے اور قتل ہو اللہ شریف سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھنا چاہئے
الحمد شریف سے پہلے بسم اللہ کا بی بگوئی یا قتل ہو اللہ سے پہلے بھی پڑھنا چاہئے؟

الجواب

(۱) اتنی نیت کافی ہے کہ آج کے فرض جو اور چاہئے دو رکعت بھی کے اور بعض یہ بھی پڑھاتے ہیں کہ وہ
ساقط کرنے ظہر کے، اس میں بھی نہ حرج نہ حاجت، فرض جمعہ کے بعد چھ رکعت سنت پڑھیں، چار پھر دو، اور
ان میں سنت بعد جمعہ کی نیت کریں اور پہل چار میں قبل جمعہ کی۔ بعد کی سنتیں پڑھ کر دیا جتنے چاہیں فصل پڑھیں، ان
سے زائد عام لوگوں کو حاجت نہیں۔

(۲) سورۃ فاتحہ کی ابتدا میں تو قسیمہ پڑھنا سنت ہے اور بعد کو اگر سورت یا شروع سورت کی آیتیں
خلاصہ تو ان سے پہلے قسیمہ پڑھنا مستحب ہے پڑھے تو اچھا نہ پڑھے تو حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۲۲۵ ملکہ از شہر گل ملان ملکہ ذخیرہ مستولر سید مشتاق علی صاحب ۵ اذی الحجہ ۱۳۲۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بر حوالہ اہل اسلام محاذ ذخیرہ مسکنان بریلی گل ملان نے
تارکان صلاۃ کی تنہید و تاکید کے لئے اصحاب دیل کو منتخب کیا اور خبر دیا ہے ان حضرات کو تارکان صلاۃ کے
ساتھ ان کے عذرات اور اکرانے کے بعد کسی قسم کی کارروائی اذدوئے شرع مطہر عمل میں لانا چاہیے۔ اس کے گرامی
عبداللہ ہادی حسین، شیخ مختار احمد، قرب محمد، محبوب حسن، مشتاق علی، سید حسین، عابد حسین، سید اطہر علی
ہر شخص کے نام کے نیچے انکو طے کا نشان ہے۔

الجواب

بروزی سبھی میں ترک نماز و ترک جماعت و ترک مسجد پر قرآنی عظیم و احادیث میں جو سخت وعیدیں ہیں بار بار
سنائیں جن کے دلوں میں ایمان ہے انہیں ضرور نفع پہنچے گا اللہ عزوجل فرماتا ہے :
وَذَكَرْ هَانَ الذِّكْرِ تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ اور سجدہ کہ کچھ نا مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے ات
اللہ کے کلام و احکام یاد دلانے کے بیشک ان کا یاد دلانا ایمان والوں کو نفع دے گا۔
اور جو کسی طرح نہ مانیں اس پر اگر کسی کا و باؤ ہے اس کے ذریعہ سے و باؤ ڈالیں اور ان بھی مازنہ آئے تو اس سے
سلام و کلام، میل جول یک نعت ترک کر دیں

قل الله تعالى واما يسئلك الشيطان فلا
تقع بعد الذكر مع النجوم الظلمين
اور جب کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر
ظالموں کے پاس نہ جھٹھرتے،

واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۲۲۰ رفیق آباد محلہ کوکل علی بیگ مسٹر سید عبداللہ صاحب سب انسپکٹر ۱۳۳۱ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید اپنی نماز پانچ وقتی و دیگر نوافل
مثل تہجد وغیرہ میں زبان سے قراءت نہیں کرتا بلکہ اپنی کل نثاروں میں زبان کو تالو سے لٹکا کر دل خیال کے
ساتھ ادا کرتا ہے قرآن شریف و کتاب درود و شریف وغیرہ سب دل و حیا سے ادا کرتا ہے کتنا ہے کہ
قرآن شریف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب پر القا ہوا تھا یا اس وجہ بمقابلہ زبانی پڑھنے کے دل میں خیال
کرتا زیادہ افضل و موجب مزید ثواب ہے زید اپنی زبان کو تالو سے لٹکا کر بالکل معطل اور بیکار کر دیتا ہے،
زید کہتا ہے کہ یہ مسئلہ اہل ذوق اور اصفیائے کرام کے ہیں۔ غابرین ان مسائل کو نہیں سمجھ سکتے۔ اب بابت طلب
یہ امر ہے کہ اس طریقہ مذکورہ بالا پر زید کی نماز صحیح اور اعلیٰ درجہ کی ہوئی ہے یا نہیں اگر اعلیٰ درجہ کی ہوئی
ہے تو ہم لوگ بھی اس طریقہ سے کیوں نہ پڑھا کریں کہ مستحق ثواب عظیم کے ہوں۔ اور اگر زید کی نماز اس طریقہ
مذکورہ پر صحیح نہیں ہوئی ہے اور نہ ہوئی ہے تو یہ کہ اپنی ان نثاروں کو بت جن کو وہ ادا کر چکا ہے کیا کرنا
چاہئے، زید اگر امامت بھی کرتا ہے پس ایسی حالت میں زید کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں اور آئندہ زید کے پیچھے
نماز پڑھنا چاہئے یا نہیں اور جو مقتدی زید کے پیچھے نماز پڑھ چکے ہیں ان کو اپنی نمازوں کی بابت کیا کرنا چاہئے؟
کیا لوٹنا واجب ہے؟

الجواب

زید نے شریعت پر اقرار کیا، صوفیہ کرام پر اقرار کیا، اپنی نمازیں سب برپا رکھیں، اُس کی ایک نماز بھی
نہیں ہوئی نہ اس کے پیچھے دوسروں کی ہوئی، اس پر فرض ہے کہ جتنی نمازیں ایسی پڑھی ہوں سب کی قضا کرے
اور جتنی نمازیں اور اس نے اس کے پیچھے پڑھی ہیں اُن پر فرض ہے کہ اُن کی قضا کریں۔ قرآن عظیم حضور اقدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور قلب مبارک پر نازل ہوا اگر پڑھنے کے لئے۔ تعالیٰ اللہ تعالیٰ،
وقر ما هر قنہ لتقره علی الناس علی مکث۔ اس قرآن کو تھوڑا تھوڑا کر کے اتار کر تم لوگوں
پر ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔

نمازیں قرآن کا پڑھنا فرض ہے قال اللہ تعالیٰ :

ما قُواْ وَاَعَاتِسُوْا مِنْ الْقُرْاٰنِ ۚ
نمازیں قرآن پڑھنا آسان ہو۔

اس کا نام پاک ہی قرآن ہے قرآن قرأت سے اور قرأت پڑھنا اور پڑھنا ہو گا مگر زبان سے ، دل میں تصور کرنے کو پڑھنا نہیں ، حالت جنابت میں قرآن پڑھنا حرام ہے اور تصور منع نہیں۔ نمازیں قرأت کلام مجسید پر اجماع مسلمین کا خلاف جسم کا خیال ہے۔ قال اللہ تعالیٰ :

وَمَنْ يَشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ ذٰلِكَ جَهَنَّمُ وَاَصْحٰبُهَا ۚ
جو شخص ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتا ہے اور مومنین کی راہ کے علاوہ راہ چلتا ہے ہم پھیر دیں گے اسے

اس راہ پر جس پر وہ چلا اور اسے جہنم میں ڈال دیں گے اور وہ بہت بڑی جگہ ہے۔ (ت)

مسئلہ از شہر محلہ کوہر مسلولہ شفیق احمد صاحب ۲۶ محرم الحرام ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مقتدی کو آخری رکعت کے قعدہ میں کیا پڑھنا چاہئے

الجواب

الحقیقت ، درود ، دو اگر اسے دل سے مار ملی ہو اور اگر کسی رکعت کے پڑھنے کے بعد شغل ہوا تو امام کے ساتھ قعدہ اخیرہ میں التحیات پھر پھر کہ اس قدر تریل کے ساتھ پڑھے کہ اس کی التحیات امام کے سلام کے وقت ختم ہو ، اور اگر یہ التحیات پڑھ چکا اور امام نے ابھی سلام نہ پھیرا تو پچھلے دونوں کلمہ شہادت بار بار پڑھتا رہے یہاں تک کہ امام سلام پھیرے ، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از دھوراجی کاٹھیاوارہ مدینہ منورہ فرما عالم مرسلہ مولانا مولوی قاضی غلام گیلانی صاحب ، صفر ۱۳۲۹ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ اگر نماز فرض یا نفل بیٹھ کر پڑھے جائیں تو سجدے میں پاؤں سے سرین کو نہ اٹھائے ورنہ نماز ٹوٹ جائے گی ، چنانچہ طحاوی و عینی و دہلیہ و جوہر نفیسہ و کثر العباد و عنایہ و کنایہ نے اس کو ذکر کیا ہے مینا تو جہود۔

الجواب وهو الموقن للصدق والصواب واليه المرجع والمآب

مجاوی وغینہ، ہدایہ و کفایہ و حایہ میں تو یہ مسئلہ بالکل نہیں غلط مشہور ہے تاقل پر تصحیح نقل ضروری ہے جو اہر تفسیر و کنز الباری دونوں ضعیف کتابیں ہیں اور اول غیر مشہور بھی ہے اور اس کا مصنف بہت ہی کم علم ہوا ہے چنانچہ اس کے دیکھنے سے پورا حال اس کا معلوم ہوتا ہے اس میں بڑے ضعیف و خلاف تحقیق و غلط مسائل ہیں ایک ہی جگہ میں بلاوجہ ترجیح یجوز و لا یجوز کو جمع کیا ہوا ہے یہ چھوٹا سا رسالہ ہے عربی زبان میں جنازہ کے غسل و کفن و دفن و غیرہ کے متعلق مسائل بیان کئے ہیں، اور دوسری کا مصنف علی بن نعمان خودی ہے اس کو ضعیف کہا ہے۔ علامہ علی قاری نے و جمال الدینی مرشدی نے مفید المفتی صفر ۱۹۴۳ اور علامہ شامی نے بھی اس کو ضعیف کہا ہے۔ بعض کتابوں کے مباحث یا وقایہ پر یہ عبارت اس طور پر ہے:

جو شخص بیٹھ کر نماز ادا کرے وہ سجدہ کے وقت سرین نہ اٹھائے اگر اس نے سرین کو اٹھایا تو اس کو نماز فاسد ہو جائیگی اسی طرح دونوں پاؤں کا حکم ہے محیط چلی ہی کسی طرح اصل یہ ہے کہ مریض و غیرہ جب بیٹھ کر نماز پڑھے تو دوسرین نہ اٹھائے جیسا کہ وہ سجدہ میں پاؤں نہیں اٹھاتا اور جب کسی نے ایک پاؤں اور ایک سرین اٹھایا تو نماز فاسد نہ ہوگی، چلی ابی الملک میں اسی طرح ہے، اور مختار یہ ہے کہ اسی طرح بیٹھ جائے جس طرح تشهد میں بیٹھا ہے، اسے فقیہ ابواللیث و شمس الامام شری نے اختیار کیا ہے، امام ابویوسف رحمہ اللہ نے فرمایا جب رکوع و سجود کے وقت جھکے تو اس طرح بیٹھے جس طرح تشهد میں بیٹھا جاتا ہے، جینی شرح ہدایہ ص ۱۶ میں اسی طرح ہے ۱۵۔ (ت)

من صلی قاعد افسجد لا یرفع الیتیہ و ان رفع الیتیہ صدت صلاتہ فکذا رعلیہ کذا فی المحيط النجلی والاصول ان المریض و غیرہ اداصلی قاعد لا یرفع الیتیہ کما لا یرفع رعلیہ فی السجود و اذا رفع رجلہ واحد او الیتیہ واحدة لا تصد کذا فی چلی ابن الملک و المختار ان یقعد کما یقعد فی حالۃ التشہد و هو الذی اختارہ فقیہ ابواللیث و شمس الامام السرخسی و قال ابویوسف رحمہ اللہ اذا احاط وقت الركوع و السجود یقعد کما یقعد فی التشہد کذا فی العینی شرح الہدایۃ ص ۱۶ ۵۱۔

حالانکہ عینی و چلی میں اس عبارت کا پتا بھی نہیں اور محیط متعدد ہیں معلوم نہیں کہ کون سی محیط ہے وہ خود موجود ہیں جو دیکھی جائے۔ معلوم ہوا کہ یہ عبارتیں مصنوعی ہیں کہ جن کتابوں کا ذکر کرتے ہیں اُن میں اُن کا نشان تک نہیں۔

ایضاً یہ عبارت اگر کسی معتبر کتاب میں مل بھی جائے تو اس مطلب سے اُس کو ماسس بھی نہیں کیونکہ عبارت ادنیٰ میں جو دلیل بیان کی ہے لان الیتیہ فی صلوۃ القاعد (قاعد کی نماز میں اسکے سرین کی حالت)

وہ دعویٰ مذکور پر منطبق نہیں ہوتی اگر یہ حالت سجدہ کا بیاض ہوتا تو دلیل میں بچاؤ ہے واذ اسرافہ قد صیہ فی صلاۃ
القائم (جب قائم نماز میں دونوں قدم اٹھائے۔ ت) کے رفع قد صیہ فی السجود (دونوں قدم
حالت سجدہ میں اٹھائے۔ ت) ہوتا ورنہ قید فی صلاۃ القائم سے لازم آتا ہے کہ صلاۃ قائم میں رفع
قدیم فی السجود مفسد صلاۃ نہ ہو اور صلاۃ قائم میں ہر حالانکہ اطلاق دلائل بطل تفاوت ہے اس سے غالب
ظن یہ ہوتا ہے کہ اس عبارت میں لفظ فسجد ناقلاً یا کاتب کی غلطی ہے، پس جبکہ اس لفظ کو غلط مانا جائے
تو اس عبارت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ حالت قیام عکس میں رفع الیتین نہ کرے ورنہ وہ ایسا ہوگا جیسے قیام حقیقی
میں کوئی شخص رفع قدیم کرے کہ وہ مفسد صلاۃ ہے۔ پس اس تقریر پر یہ عبارت سائل کے مطلب سے ہے
اور عبارت ثانیہ میں لایرفع الیتین (سری کو نہ اٹھائے۔ ت) کے ساتھ قید فی السجود کی بھی مذکور نہیں
لہذا اس سے بھی وہی مراد ہوگی کہ لایرفع الیتین فی القیام الحکم (قیام عکس میں سر نہ اٹھائے۔ ت)
اور آگے جو مشبہہ کے ساتھ فی السجود مذکور ہے سوجہ تخیل ہے کہ صرف لایرفع سحلیہ (پاؤں اٹھائے۔ ت)
کے ساتھ متعلق ہو اور تشبیہ محض فساد میں ہو اگر یہ احتمال متعین بھی نہ ہوتا ہم مستدل کو مضر ہے لہذا
جاء الاحتمال بطل الاستدلال (کیونکہ جب احتمال آگیا تو استدلال باطل ہو گیا۔ ت)

ایضاً متروک و شروع و فتاویٰ مشہورہ متداولہ میں ایدی السلی میں جو مطلقاً سجدہ رباعی کی ہیئت
لکھی وہ اس کے خلاف ہے اور بقاعدہ رسم الفقی وہ مقدم ہیں۔ اس قدر کتب معتبرہ کا خالی ہونا اسی پر
مشعر ہے کہ یہ مستند عظیم الرواج ہے یا غیر معتبر ہے۔ شامی جلد اول ص ۱۵۲ میں ہے
عدم الذکر مشہر باختیار عدد ۱۵۷ عدم ذکر واضح کر رہا ہے کہ وہ مختار نہیں (ت)
اسی جلد ص ۱۵۱ میں ہے

عدم الذکر کنکر العسد۔ عدم ذکر۔ ذکر عدم کی مانند ہے (ت)
ایضاً سلف کامل اس پر نہیں پایا گیا لہذا اگرچہ صحیح بھی ہو اس پر عمل نہ ہوگا۔ شامی جلد اول
ص ۱۵۲ طبع خرو میں ہے
هذا لعدم ولا يعمل علیه لغایہ من
معلوم کر رہا ہے اس پر عمل نہیں کیا جائے گا کیونکہ
اس میں سلف کی مخالفت ہے۔ (ت)

ایضاً ہوا بر تفسیر اور دوسری بعض کتابوں میں جو یہ مسئلہ بتایا جاتا ہے کتب غیر معتبرہ مجہولہ ہیں اور جو معتبرہ ہیں ان کا حوالہ غلط ہے اور طاہر ہے کہ علم فقہ کا ایسے غیر مشہور و مجہول حواشی و فتاویٰ سے نہیں لیا جاتا اسی شامی اسی جدید میں ہے،

الفقه لا ينقل من الواحش المجهولة و مسائل فقہ حواشی مجہولہ سے نقل نہیں کئے جاتے
ان قال معتمد انه بخط ثقة اه اگرچہ کوئی معتمد یہ کہے کہ یہ ثقہ کی تحریر ہے (ت)
بر خلاف استصحاب کے کہ وہ نقل کرنا حواشی مجہولہ سے بھی درست ہے،

لانه لما ثبت ابقاء ما كان على ما كان فيه كفى كبره كبره کسی شے کو اپنی اصل حالت پر باقی رکھنے کی
المدفع وان لم يكن المدفع عامت المدفع تائید کے لئے ہوتا ہے تو دفع کو کفایت کرے گا اگرچہ
اسهل من المدفع ما فهمه وثبت ولا تهت دفع کو کفایت نہ کرے کیونکہ دفع دفع سے اسهل ہے تو
غور کر ثابت قدم رہ اور بزدل نہ بن۔ (ت)

ایضاً یہ قول مختص کا ہے اور یہ معتبر نہیں شامی جلد اول ص ۱۵۱ میں تخصیص القول
يفيد انه خلاف المعتمد اه (تخصیص قول مفید سے اس بات کے کہ یہ معتمد کے خلاف ہے اور ت)
ایضاً اس طرح سجدہ کرے سے متعد دستوں کے ترک لازم ہوتا ہے پس من حیث التيسيل بھی
ضعیف ہے اگرچہ اس پر عمل و فتویٰ بھی ہونا ایک فقیر و امام بلکہ بہت اماموں کا اسی شامی جلد اول ص ۱۱۱
میں المرجح بقوة الدلیل هو الامر جرح وان عسر حبان الفتوى على غير ۵۱ (جو
قول قوت دلیل کی بنا پر ترجیح پائے وہ ہی ارجح ہوتا ہے اگرچہ اس بات پر تصریح ہو کہ فتویٰ اس کے
غیر پر ہے اور ت) ص ۸۱۶ میں ہے،

ليس لمطلق الافشاء بالضعيف ولا يشتق معنی کے لئے ضعیف پر فتویٰ جاری کرنا درست
الضعف بافتاء كثير من ائمة خوارجہ نہیں اور اکثر ائمہ خوارجہ کے افتاء سے ضعف ختم
نہیں ہو سکتا۔ (ت)

ایضاً اس میں احتمال ہے کہ یہ امر بدعت ہو اذا تردد الحكم بين سنة وبدعة

کان شرکۃ اولیٰ (جب کسی حکم کے سنت اور بدعت ہونے میں تردد ہو تو اس کا ترک اولیٰ ہوتا ہے۔) شامی
جلد اول ص ۳۷۰، بحر الرائق جلد دوم ص ۷۸، ایضاً ہے،

ما تردد بین بدعة و واجب یؤتی بہ اربعین جب کسی چیز کے بدعت اور واجب ہونے میں تردد ہو تو اس پر عمل کیا جائے گا اور جب سنت یا جس چیز سنت واجب ہونے میں تردد ہو تو پھر عمل نہیں کیا جائے گا (ت)

اور ظاہر کہ اس طور پر سجدہ کرنا غیر معتبر ہے پس اگر مسئلہ درست ہونے کی تقدیر پر جبکہ لوگوں سے نہ ہو سکے گا لوگ گنہگار ہوں گے اور اس میں حرج عظیم ہے۔ شامی جلد ثالث ص ۲۳۹ میں ہے،
فیہ حرج عظیم لانه یلزم منه تأثیر اس میں حرج عظیم ہے کیونکہ اس سے امت کا
الامة آھ۔ گنہگار ہونا لازم آتا ہے (ت)

لوگوں کے ساتھ یہی ارفق و ادنیٰ ہے کہ سجدہ میں سرین کو جنبہ کریں تاکہ سجدہ آسانی سے ادا ہو جائے شامی
جلد پنجم ص ۳۴۶ میں ہے،

وہو ارفق باہل هذا السرمان ملا یقم فی السجدۃ یسائل ہر کے لئے آسان تاکہ ارفق اور عین
العصیان آھ۔ (تافہائی، میں واقع نہ ہوں (ت)

اسی جگہ میں ہے،
لکن اطلاق المتن موافق لاطلاق
الادلة ولکنہ ارفق باہل هذا السرمان آھ
متن کے اطلاق کو دلائل کے اطلاق کے ساتھ
موافقت کی وجہ سے تقدیم حاصل ہوگی اور اس لئے
بھی کہ لوگوں کے لئے یہ نہایت ہی آسان ہے (ت)

فقہ کی معتبر کتابوں میں یہ مسئلہ بالکل نہیں ہے اور تصرف و اورداد کی کتابوں میں سے ناقل نے نقل
کیا ہے کیونکہ کنز العباد اورداد و وظائف کی کتاب ہے اور تکلیف کا محل و باب کتب فقہ میں اور یہ قاعدہ فقہیہ ہے

۴۷۵/۱	مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر	سہ رد المحتار مطلب اذ ترددوا لکم فی سنتہ بدعة الا
۱۶۵/۲	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	سہ بحر الرائق آخر باب العیدین
۱۷۰/۳	مصطفیٰ البابی مصر	سہ رد المحتار کتاب الحدود مطلب فین دفنی من زفت ایہ
۲۲۹/۵	" " " "	سہ رد المحتار کتاب محظوظ الایاتہ فصل فی التلبس

شخص کو غلطی ہو جاتی ہے اور بعد کے لوگ اس کی غلطی یعنی صحت نقل کرتے چلے جاتے ہیں۔ شامی جلد ۴ ص ۴۵۱ میں ہے :

قد يقع كثيرا ان مؤلفا يذکر شيئا خطأ فينقلونه
بلا تبديله فذلك اثران قلوب واصله لواحد
مختص به

اور اگر ہم اس امر کا بعد عرق ریزی کے ثابت بھی کر دے کہ یہ ہی مطلب ہے اور فلاں فلاں کتاب میں اس
کو لکھا ہے تو ہمارے تسلیم پر جواب ہے کہ یہ قول غلطی کا ہے جبکہ شرح وقایہ کے متفرق الحواشی میں ہے :

قال الشيخ الامام العاصم المحقق
ابو عبيد الله في صلاة النافلة قاعدة
ثلاثة احوال قول الروافض، وقول اهل السنة
والجماعة، وقول المخطئ اما قول الروافض
فهم يقولون ان المصلي اذا صلى النافلة قاعدا
فصلاته كصلاة القائم لا د سركه وسجد
يرفع الايتين في الركوع والسجود ولا منهم قالوا
صلاته على صلاة القائم واما قول المخطئ فهو
يقول لا يرفع الايتين لا في الركوع ولا في السجود
لان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فعل كذلك
واما قول اهل السنة والجماعة فهو يقولون بعدم
الرفع في حال الركوع وما الرفع في حال السجود
والمصلي رأى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم
من بعيد ولم يفت بحاله عليه الصلوة والسلام
اوله صلى في حالة المرحى بالاماء كما هو شأن
الركوع والسجود للمؤمن في الصلوة وسجد

اکثر ایسا واقع ہوا ہے کہ مولف سے کوئی غلطی ہو گئی
تو لوگ اسے بلا تبديل نقل کرتے رہتے ہیں حتیٰ کہ اس کے
تألیفیں کثیر ہو جائیں حالانکہ اصل کے اعتبار سے ایک غلطی ہوتا ہے۔

شیخ فاضل مفتی ابو عبید اللہ نے کہا کہ بیٹھ کر نوافل
ادا کرنے کے بارے میں تین اقوال ہیں : روافض کا
قول ، اہلسنت وجماعت کا قول اور غلط کرنے والے
کا قول۔ (تفصیل) روافض کا قول یہ ہے وہ کہتے
ہیں نمازی جب نوافل بیٹھ کر ادا کرے تو اس کی نماز
تمام کی طرح ہی ہے البتہ وہ رکوع و سجدہ کے وقت
سرین نہ کرے۔ اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس کی
نماز کا درجہ قائم کی نماز کی طرح ہے۔ غلط کرنے
والے کا قول یہ ہے کہ وہ کہتا ہے رکوع اور سجدہ دونوں
وقت سرین نہ اٹھائے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایسا ہی کیا ہے۔ اہلسنت وجماعت کہتے ہیں
حالت رکوع میں سرین نہ اٹھائے لیکن حالت سجدہ میں
اٹھائے، اور غلط کرنے والے نے حضور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کو دور سے دیکھا لہذا وہ کامل طور پر آپ
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حال سے آگاہ نہ ہو سکا یا یہ
بھی امکان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

انخفض قريبا من الركوع قريبا من
الارض ولم يرقم اليه لانت في
هداة الصلاة لايحتاج المصلي الى
رفعها فظن الراي انه عليه الصلاة
والسلام صلى في حالة الصحة قاعدا
وسجد بوضعه الصحيحة على الارض ولم
يرقم اليه فحكم على الاطلاق
كما في مسح العمامة اخطا الراي
حيث مسح النبي صلى الله تعالى
عليه وسلم على رأسه ثم وضع
العمامة على الرأس وظهر ان مسح العمامة
تجوز بدلا عن مسح المراسم و
الحال انه عليه الصلاة والسلام
لم يمسح على العمامة هذا اكنه العبد
المذنب الجاني القاصي غلام كيطا في
السني الحسن المقتضب من الرضوي
كان الله له ولشأنه أمين بحرمة
المنهي الا من الامين .

حالت مرض میں اس طرح اشارہ کے ساتھ نماز ادا
فرمائی ہو جس طرح اشارہ سے نماز ادا کرنے والا نماز کا
رکوع و سجدہ ادا کرتا ہے آپ نے سجدہ زمین کے قریب
رکوع سے زیادہ جھک کر کیا ہوا اور پچھلے جسے کو نہ
اٹھایا ہو کیونکہ اس حالت میں نمازی سرہوں کو اٹھانے
کا محتاج ہی نہیں ہوتا تو دیکھنے والے نے گمان کر لیا
کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حالت صحت میں
بیٹھ کر نماز ادا فرمائی ہے اور سجدہ کے وقت پیشانی
زمین پر رکھی اور جسم کے پچھلے جسے کو نہ اٹھایا تو اس نے
مطلقاً حکم جاری کر دیا جیسا کہ عمامہ پر مسح کے معاملے
میں دیکھنے والے سے خطا ہوئی کہ نبی اکرم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے سراقہس پر مسح فرمایا پھر عمامہ سر پر
کر لیا لیکن دیکھنے والے نے گمان کیا کہ عمامہ پر مسح سر کے
مسح کے بدل میں جائز ہے حالانکہ آقا سے دو جہاں
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمامہ پر مسح نہیں فرمایا تھا
یہ الفاظ ایک گناہگار بندہ سے قاضی غلام حیلانی سنیں
حضرت نقشبندی رضوی نے لکھے ہیں اللہ تعالیٰ نبی امین کے
صدقے اس کا اور اس کے مشائخ کا ہو جائے ۔ (ت)

الجواب

الحمد لله وحده (تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جو وحدہ لا شریک ہے ۔ ت) فاضل سلم
والقریب المحیب نے جو حکم تحقیق فرمایا وہی صحیح و حق صریح ہے اور سجدہ قاعدا میں رفع الیتین منفسد صلاۃ ہونا
زعم باطل و مردود و قبیح ہے اور بن معتبر معتد کتابوں کا مدعی نے نام لیا ان سب پر بعض اقرا ہے اور جو دہم
دلیل بنام دلیل ذکر کیا یکسر یاد رہو اسے صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن ابی داؤد و نسائی و ابن ماجہ میں
جد اللہ بن جہاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
اصوت ان اسجد علی سبحة اعظم میرے رب نے مجھے حکم فرمایا کہ سات استخوانوں پر سجدہ

عن الجہۃ والیدین والمرکبتین والہرات
القد میں۔
کروں پیشانی اور دونوں ہاتھ اور دونوں زانو اور
دونوں پاؤں کے نیچے۔

اب میں دونوں سرین ملانا زیادت فی الشرع ہے اور زیادت فی الشرع حرام،
قان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من احدہ
فی امرنا ہذا مالیس منہ فہو سداً خروجه
البخاری ومسلو ابوداؤد وابن ماجہ عن
امر المؤمنین العبد یقۃ رضی اللہ عنہا۔
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے
ہمارے اس امر (شرع) میں بہمت ایجاد کی جو شریعت
میں نہ ہو تو وہ مردود ہے۔ بخاری ومسلم و ابوداؤد
اور ابن ماجہ نے اسے حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہ
صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیلئے (ت)

اور زیادت بھی اس ادعا سے کہ فرض ہے اور اس کا ترک مفسد نماز اس کے ثبوت کو تو احادیث احاد بھی ناکافی
ہوتیں گے تفسیر فی مقصدہ و علم من حبیبہ اصحابنا رضی اللہ تعالیٰ عنہم فی سورۃ الفاتحہ وغیرہا
(جیسا کہ اپنے مقام پر اس کی تقریر ہو چکی ہے اور سورۃ الفاتحہ وغیرہ اسے متعلق ہمارے (سنتی) احکام رضی اللہ تعالیٰ
عنہم کے طریقے سے معلوم ہو چکا ہے۔ ت) نہ کہ وہ کہ جس کا پتا نہ حدیث میں نہ فقہ میں جس پر دلیل درکنار شہد
نہیں ایسی جگہ غیر فرض کو فرض کرنا بہت سخت عزم رکھنا ہے فقہر استہد مستہد (کیا تم باز نہیں آؤ گے ت)
اول تو الیتین کی بجائے قد میں ہونے پر کیا دلیل اور بغرض غلط ہو بھی تو قعود میں کہ صلاۃ القاعدہ میں
بجائے قیام ہے اور معہ قعود میں الصاق الیتین داخل کما فی بدائع صلاۃ الحداء (جیسا کہ بدائع
حکام العلماء میں ہے۔ ت) سجدہ کہ نہ قیام ہے نہ قعود نہ الصاق مذکور اس سے مفہوم نہ اس میں مقصود بلکہ
سجدہ رجال میں احادیث متواترہ قرلیہ وعلیہ وخصوص متخافہ متون و شروح و فتاویٰ فقہیہ میں صراحت اس کی نفی
موجود اس میں الصاق مذکور سے نفی کرنا بہت و مخالفت سخت بھی قطعاً مردود نہ کہ ارعائے فرہیت کہ اشنع
باطل و اخص مطرود و نسأل اللہ العفو والعافیۃ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العفو واللہ ود۔ واللہ
تعالیٰ اعلم۔

منتہی سلمہ از مولوی عبداللہ صاحب مدرس مدرسہ منظر الاسلام محلہ سوداگران بریلی ۹ صفر ۱۳۳۹ھ
دکوع کرتے وقت نظر کس جگہ رکھنا چاہئے؟

سہ صحیح البخاری باب السجود علی الاغص
سہ " باب اذا صلا علی سطح یور فیہ مردود
سہ القرآن ۵/۹۱
۱۱۲/۱
۳۴۱/۱
مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

الجواب

رکوع میں قدموں پر نظر ہو، واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

مسئلہ ۲۲۲ از مکتبہ تبلیغیہ مدرسہ عظیمہ مسئلہ تصدق حسین صاحب ۱۰ رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ قریضہ نمازوں کے بعد دعائے مانگ کہ ہاتھوں کو منہ پرستے ہوئے زور کی
آواز کے ساتھ چومنا کیسا ہے؟ جینوا توجروا۔

الجواب

نماز کے بعد دعائے نگنا سنت ہے اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا اور بعد دعائے منہ پر ہاتھوں کو پھیر لینا یہ
بھی سنت سے ثابت ہے مگر چومنا کہیں ثابت نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۲۳ از مدرسہ منظر الاسلام بریلی مسئلہ مولوی عبداللہ بہاری ۳ سوال ۱۴۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ الحمد شریف کے بعد آمین آہستہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ امام سورۃ
فاتحہ پڑھ کر آمین کے یا نہیں؟ اور جماعت کے ساتھ مقتدی بھی کہے یا نہیں؟ منفرد کو تیسری چوتھی رکعت
میں آمین کتنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر نہیں اور زبان سے نکل جلتے تو سجدہ سہو ہوگا یا نہیں؟ جینوا توجروا۔

الجواب

نماز کی ہر رکعت میں امام و منفرد کو دلائل الضمائم کے بعد آمین کتنا سنت ہے۔ جہری نماز میں
مقتدی بھی سر رکعت جہری میں کہیں اور غیر جہری رکعت یا سری نماز میں اگر نماز میں ولا الضمائم ایسی خفی
آواز میں کہ اس کے کان تک پہنچی تو اس وقت بھی یہ آمین کہے ورنہ نہیں اور آمین سے سجدہ سہو کس وقت
نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۲۴ از شہر محلہ گرجیا مسئلہ مولوی حسرت علی صاحب بریلی ۱۰ ذی الحجہ ۱۴۳۹ھ
عالی جاہ دام ظلکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اگر کوئی شخص ٹھہری ہوئی ریل میں قبلہ رخ ہو کر
اس طرح نماز پڑھے کہ ریل کی دونوں پٹریوں کے درمیان جو جگہ خالی ہے اس میں کھڑا ہو کر رکوع کرے اور کوتاہی
جگہ سے ایک پٹری پر سرین رکھ کر دوسری پٹری پر سجدہ کرے اور پاؤں اسی خالی جگہ میں قائم رہیں یونہی پیچھے کی
پٹری پر بیٹھ کر آگے پاؤں نکال کر جلسہ قعدہ کرے تو نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟ جینوا توجروا۔

الجواب

مولانا اگر مکہ آمد و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس طرح سجدہ ہرگز ادا نہ ہوگا، نماز نہ ہوگی اور
ایسا قعدہ بھی محض خلاف سنت اور اس کی ضرورت بھی نہیں۔ قعدہ میں پاؤں سمیٹ کر اسی خالی جگہ میں

بیٹھ سکتا ہے اور سجدہ کے لئے سر ذرا خم کر کے سامنے کی پٹری کے نیچے داخل کر کے بخوبی ادا کر سکتا ہے میں نے بار بار اس طرح ادا کی ہے۔ جب مولانا عبد القادر رحمہ اللہ تقاضے کی ہمراہی میں تیسرے درجے میں سفر کرنا ہوتا تھا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۲۵ مسئلہ مرسلہ مولوی سید غلام امام صاحب سسوانی ۳ جمادی الآخرہ ۱۳۰۸ھ

بخدمت مولوی صاحب سر جمیع اہل فضل و کمال مسلم الشرف والاعظام بقائم اللہ دائم البقاء علی اطریق المسنون۔ السلام علیکم وعلیٰ اہل بیتہ و مراد سے ہزاروں دعا و ثنا سے خلی عالم نواز و سلام مخلصانہ کے بعد کچھ تصدیق ہے آپ کے رد و ایک جمعہ کی نماز کے بعد میں نے ذکر فضیلت علامہ کا جو آپ سے کیا تو آپ نے فرمایا کہ ایسا ہی ہے اور کچھ عربی فقرہ بھی پڑھا تھا لہذا میں چاہتا ہوں کہ اگر میری یاد صحیح ہے تو اس کو کلمہ شکر عنایت قرآنی میں نہایت منوئی سرور و فی کے ساتھ شکر عنایت عالی کو اچھا ضمیدہ کروں گا۔ فقط

الجواب

جناب من ادام اللہ تعالیٰ کرامتکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، فضل صلاۃ بالعلماء میں احادیث مروی وہ اگرچہ ضحافت میں مگر دربارہ فضائل ضحافت مقبول اور عند تحقیق ان پر حکم بالوضع محل کلام۔

حدیث اول : حر۔ بصراۃ فی التکبیر من انی الدرد و من صلی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ عز وجل و ملائکتہ یصلون علی اصحاب العمامۃ یوم الجمعة یعنی عمامہ اللہ عز وجل اور اس کے فرشتے جمعہ میں عمامہ پاندے ہوؤں پر درود بھیجتے ہیں۔

اقتصر المختار فی العراقی و الصقلانی فی تخریج احادیث الاحیاء و المراقی علی تعبیرہ قالہ النیسوطی فی اللالی و اور الحدیث فی جامعہ الصغیر ملقوماً لا یورد فیہ موضوعاً۔

دو حقاہد محمد بن عیسیٰ عراقی اور عسقلانی نے تخریج احادیث الاحیاء علوم الدین اور تخریج احادیث المراقی التکبیر میں اس کی تصنیف پر اقتصار کیا ہے یہ بات سیوطی نے لالی میں بیان کی ہے اور اپنی کتاب جامع صغیر میں ہے نقل کیا ہے تاکہ انہوں نے اس کتاب جامع صغیر میں اس بات کا التزام کر رکھا ہے کہ کوئی موضوع روایت اس میں ذکر نہ کی جائے گی (ت)

مجبور اس کے محاذات میں اگرچہ اخیر صفت میں نماز پڑھ رہا ہو تو مشرق کو یعنی جانب مقتدیان منہ نہ کرے ،
بہر حال پھرنا مطلوب ہے اگر نہ پھرے اور قبلہ رو بیٹھا رہا تو مبتلا سے کراہت و تارکِ سنت ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۴۳۳ از اردو نگار خانہ اچھیر ضلع آگرہ مستولہ جناب محمد صادق علی صاحب رمضان شریف ۱۳۳۰
اکثر دیہات میں نماز پڑھ کر جب اٹھتے ہیں کونا مصلیٰ کا اُٹھ دیتے ہیں اس کا شرعاً ثبوت ہے
یا نہیں ؟

الجواب

ابن عساکر نے تاریخ میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

الشیاطین یستعملون شیا بکوفاذ انزع احدکم
ثوبہ فلیطوہ حتی ترجع الیہا نعا سہا فان
الشیطان لا یلبس ثوبا عطویا
مبہم اوسط طرائی کے لفظ یہ ہیں :

اطووا شیا بکم ترجع الیہا روا احمد و
الشیطان اذا وحده الثوب عطویا لم یلبسہ
وان وحده منشورا لبسہ
کپڑے پیٹ دیا کر دے ان کی جان میں جا نا آجئے
اس لئے کہ شیطان جس کپڑے کو پٹا ہوا دیکھتا ہے
اسے نہیں پہنتا اور جسے پھیلا ہوا پاتا ہے اسے
پہنتا ہے۔ (ت)

ابن ابی الدنیا نے قیس ابن ابی حازم سے روایت کی ،
قال ما من فرأش یكون مغر و شالا ینام علیہ
احدا الا نام علیہ الشیطان یث
ان احادیث سے اُس کی اصل نکل سکتی ہے اور پورا لپیٹ دینا بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سے کنز العمال بحوالہ ابن عساکر عن جابر الباب الثالث فی اللباس غشوات مکتبۃ التراث الاسلامی حلب بیروت ۱۵/۲۹۹
۱۰ مجمع الارسط حدیث نمبر ۵۹۹ مکتبہ المعارف، الیامن ۴/۳۲۸
۱۱ ابن ابی الدنیا۔

مسئلہ ۴۴۴ از جرودہ ضلع میرٹھ مرسلہ سید صاحب جیلانی صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر پیروں کے نیچے کپڑا نہ ہو اور صرف ناف اور سجدہ کی جگہ ہر تو نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب

نماز ہو جائے گی اور بہتر اس کا عکس ہے پاؤں کی احتیاط پیشانی سے زیادہ ہے ولہذا اگر انگریز یا گرتا کچا نماز پڑھے تو چاہئے کہ گریبان کی جانب پاؤں رکھے اور دامنوں پر سجدہ کرے کہ گریبان پر نسبت دامن احتمال بجاست ہے۔

مسئلہ ۴۴۵ ۲۵ شعبان ۱۳۲۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ہادیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ امام کو قبلہ کی طرف دعا، گن مطلقاً مکروہ ہے تو اس کی کراہت کا کیا اثر پڑنا چاہئے اور درحالیہ کہ ولس آدمی سے زیادہ ہوں مقتدی میں سے اگر اخیر صفوں تک کوئی نماز میں نہ ہو بشرط محاذات تو امام کو چاہئے کہ مقتدیوں کو بیٹھ نہ کرے لیکن اس صورت میں اگر مقتدیوں کی مقتدیوں کو بیٹھ ہو تو اس کا کیا جواب ہے اور ایضاً مطلقاً مکروہ کے کیا معنی ہیں؟ بینوا تو ہر دہا۔

الجواب

کراہت کا اثر نا پسندی اور اس کا واسطہ درجہ اسارت ہے یعنی بڑا کیا اور اعلیٰ درجہ کراہت تحسیرم اس کا اثر گنہگار و مستحق عذاب ہونا مطلق مکروہ غالباً تحریم کا افادہ کرتا ہے اور جبکہ خاص یعنی کراہت تنزیہ بھی مستعمل ہوتا ہے مقتدیوں کے لئے شرعاً اتنا مستحب ہے کہ نقص صفوں کریں اور نماز کے بعد اس انتظام پر نہ بیٹھ رہیں جیسے نماز میں تھے پھر بھی سب کو پھر کر بیٹھنے کا حکم نہیں کہ اس میں حرج ہے اور مقتدی سب ایک حالت پر شریک نماز ہوئے تھے ان میں سے کسی کا آگے ویچھے ہونا کوئی بالخصوص مقصود و مطلوب و لازم نہ تھا بلکہ اتفاقی طور پر واقع ہوا جو پہلے پہنچ گیا اس نے پہلی صف میں جگہ پائی اور جو بعد کو پہنچے انہوں نے بعد کی صف میں، اگر یہ بعد والے پہلے پہنچتے تو یہی پہلی صف میں ہوتے اور وہ کہ اگلی صف میں ہیں بعد کہ آتے تو وہی بعد کی صف میں ہوتے، ان کا بیٹھنا ایسا ہے جیسا مجلس کثیر میں لوگوں کا بیٹھنا کہ ایک دوسرے کی طرف پیٹھ ہوتی ہے مگر وہ سب ایک حالت میں ہیں قصداً و التزاماً ان میں ایک دوسرے پر تقدم نہیں بخلاف امام کہ وہ بالقصد آگے ہوتا اور انہیں پیٹھ کرتا ہے اور یہی واجب و لازم اور متعین ہے تو اسے اس قصدی پشت کرنے سے انحراف کا حکم ہوا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از پنی بحیث مسئلہ جناب مولانا مولوی محمد وحی احمد صاحب محدث سورتی م ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ

حدیث صلاۃ تطوع اوقی یضہ بعامة تعدل خمساً وعشورین صلاۃ بلا عمامۃ و جمعة بعامة تعدل سبعین جمعة بلا عمامۃ (عمامہ کے ساتھ نفل یا فرض نماز کا پڑھنا بغیر عمامہ کی نماز سے بچس گنا افضل ہے اور عمامہ کے ساتھ جہد کا پڑھنا بغیر عمامہ کے جہد سے ستر گنا افضل ہے۔ ت) محدثین کے نزدیک موضوع یا ضعیف ہے، اور اگر کوئی شخص بسبب نفس پروری کے اس حدیث کو موضوع کہے اور کتب معتبرہ فقہیہ کی عبارات جو عمامہ مانہ ذکر نماز پڑھنے کے ثواب پر والی ہیں مثل تلخیص و کنز و فتاویٰ جہد و آداب اللباس مؤلفہ شیخ محدث دہلوی و قنیہ و غیرہ تسلیم نہ کرے اور اس حدیث کے بیان کرنے والے پر لعن و طعن کرے اور مفتی علی الاعادیت قصور کرے اور لوگوں کو تاکید اس امر کی کرے کہ عمامہ باندھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور قصداً عمامہ اتار دیا اے اور عمامہ باندھنے کو باوجود تاکید احادیث ثواب نہ جانے تو وہ شخص قابل الزام شرعی ہو گا یا نہیں؟ جامع الرموز میں الفاظ دلیل کی حدیث ملی،

و نص عبارتہ تنفی ان یصلی مع العمامۃ اس کی عبارت یہ ہے عمامہ کے ساتھ نماز ادا فی الحدیث الصلاۃ مع العمامۃ خیر من سبعین صلاۃ بغیر عمامۃ کہہ کرے دل مار بغیر عمامہ والی نماز سے ستر گنا افضل ہے۔ اسی طرح قنیہ میں ہے۔

اس حدیث کے حال سے بھی آگاہ فرمائیے اور یہ تفسیر جس کا حوالہ جامع الرموز نے دیا ہے یہی قیۃ المصلیٰ مروج ہے یا اور کوئی قیۃ ہے؟ بینوا ترجمہ ۱۔

الجواب

عمامہ حضور پرورد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت منوارہ ہے جس کا اتوار قیۃ سرحد فردیات دین تک پہنچا ہے و لہذا علمائے کرام نے عمامہ تو عمامہ ارسال مذہب یعنی شلہ چھوڑنا کہ اس کی فرقا اور سنت غیر مؤکد ہے یہاں تک کہ مرقاۃ میں فرمایا،

سہ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح الفصل الثانی من کتاب اللباس مطبوعہ مکتبہ ابدودہ ملتان ۲۵۰/۸
سہ جامع الرموز فصل فی نفسہ الصلوٰۃ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ گنبد قافزس ایران ۱۹۳/۱

قد ثبت فی السیر پر آیات صحیحہ انہ النبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یزنی علامتہ
احیاءا بین کتفیه و احیاءا بیلحس العمامۃ
من غیر علامۃ فعمدات الاتیان بکل واحد
من تہا الا مورسۃ۔

کتب سیر میں روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ نبی اکرم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی عمامہ کا شملہ و دونوں
کاندھوں کے درمیان چھوڑتے اور کبھی بغیر شملہ
کے باندھتے۔ اس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ ان
امور میں سے ہر ایک کو بجا مانا سنت ہے (ت)

اس کے ساتھ استہزاء کو کفر ٹھہرایا گیا نص علیہ الفقہاء الکرام و امر و ابقرحہ حدیث
یستہزیئ بہ العوام کیل یقعوا فی الہلاک بسوء الکلام (جیسا کہ فقہاء کرام نے اس پر
تصریح کی ہے اور وہاں اسکے ترک کا حکم دیا جہاں عوام اس پر مذاق کرتے ہوں تاکہ وہ اس کلام بد
سے ہلاکت میں نہ پڑیں۔ ت) تو عمامہ کی سنت لازمہ و ائمہ سے یہاں تک کہ علما نے خالی ٹوپی پہننے کو مشرکین
کی وضع قرار دیا اور حدیث آئی مرکانہ مرضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس پر عمل کیا۔ علامہ علی قاری نے شرح
مشکوٰۃ میں فرمایا،

لہریرہ انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یس
القلنسوة بعین العمامۃ جیتین، س
یکون ہذا ذی المشرکین۔

یعنی اصلاً مروی نہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے کبھی بغیر عمامہ کے ٹوپی پہنی ہو،
متعین ہوا کہ یہ کافروں کی وضع ہے (ت)

اسی میں بعد ذکر بعض احادیث فضیلت عمامہ سے،

ہذا مکمل یدل علی فضیلۃ العمامۃ مطلقاً
لعم مع القلنسوة افضل فلبسہما
وحدھا مخالف للنسۃ کیف وہم ذی
الکفرۃ و کذا البتدعۃ فی بعض البدان۔

یعنی ان سب سے عمامہ کی فضیلت مطلقاً
ثابت ہوئی اگرچہ بے ٹوپی ہو، ہاں ٹوپی کے ساتھ
افضل ہے اور خالی ٹوپی خلاف سنت ہے، اور
کیونکہ نہ ہو کہ وہ کافروں اور بعض بلاؤں کے بد مذہبوں
کی وضع ہے (ت)

اس کا انکار کس درجہ اشد و اکبر ہو گا اس کا سنت ہونا متواتر ہے اور سنت متواترہ کا استغناء کفر ہے۔
و نیز کردی پھر نہرا لغائی پھر رد المحتار میں ہے،

لو لم یرا المسلم حقاً کفر لافس
اگر کوئی شخص سنت کو حق دیکھ نہیں جانتا تو اس

استخفاف ہے۔

نہ کفر کیا کیونکہ یہ اس کا استغناء ہے۔

عمامہ کی فضیلت میں انادیشہ کثیرہ وارد ہیں بعض اُن سے کہ اس وقت پیش نظر ہیں مذکور ہوتی ہیں،

حدیث اول: سنن ابی داؤد و جامع ترمذی میں رکابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

فرق مابین و بین المسلمین لعمامہ علی القلائس

ہم میں اور مشرکوں میں فرق ٹوپیوں پر عمامے ہیں۔ (مت)

علامہ ذی بیسیر شرح جامع سفیر میں اس حدیث کے نیچے لکھتے ہیں،

فالمسلمون یلبسون القلنسوة و فوقها العمامة
و لبس القلنسوة واحد ما فری المشرکین
فیس العمامة سنة

مسلمان ٹوپیاں پہن کر اوپر سے عمامہ باندھتے ہیں
تہا ٹوپی کا فروں کی وضع ہے تو عمامہ باندھنا سنت
ہے۔

یہی حدیث باوردی نے ان لفظوں میں روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

العمامة علی القلنسوة فصل مابینا و بین
المشرکین یعطی یوم القیمة بکن کورۃ یدورھا
عن ساسہ خوراء

ٹوپی پر عمامہ ہمارا اور مشرکین کا منسرق ہے
ہر بچہ کو مسلمان اپنے سر پر جسے گا اس پر روز قیامت
ایک نور عطا کیا جائے گا۔

حدیث ۲ و ۳: قتبا علی شہداء میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے اور ولئی منہ الفردوس میں مولیٰ علی و جہد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
العمامہ تیجان العرب (عمامے عرب کے تاج ہیں)۔

حدیث ۴: مسند الفردوس میں انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

- ۱۔ الفتاویٰ البرانیۃ مع الفتاویٰ النبیۃ نوع فی السنن من کتاب الصلوۃ مطبوعہ نوری کتب خانہ پشاور ۲۸/۴
۲۔ سنن ابی داؤد باب العمامہ مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۲۰۶/۲
۳۔ التفسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث فرق مابینا و بینا الم مکتبۃ اسلام شافعی المریات ۱۹۹/۲
۴۔ کنز العمال بحوالہ باوردی عن ربنا نوع فی العمامہ مطبوعہ منشورات مکتبۃ التراث الاسلامی حلب سیرت ۳۰۵/۱۵
۵۔ الفردوس باثر الخطاب حدیث ۲۲۲۲ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۶۶/۳

العیاض تیجات العرب فاذا وضعوا العیاض
وضعوا عزهم وذلک فظہرہم اللہ عزہم -
عماے عرب کے تاج ہیں جب وہ عمامہ چھوڑیں گے
تو اپنی عزت اتار دیں گے۔ اور ایک روایت
میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی عزت اتار دے گا۔

حدیث ۵ : ابن عدی امیر المؤمنین مولیٰ علیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم فرماتے ہیں :

ایستوا للعباد محسنوا ومقنعین ، فامت
العیاض تیجات المسلمین۔
مسجدوں میں حاضر ہو سر پر ہنہ اور عمامے باندھے
اسی لئے کہ عمامے مسلمانوں کے تاج ہیں۔

حدیث ۶ : طبرانی معجم کبیر اور حاکم صحیح مستدرک میں حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
اعتصموا بزادوا حلما والعیاض
عمامہ باندھو تو تمہارا علم بڑھے گا۔

صحیحہ الحاکم (حاکم نے اسے صحیح قرار دیا۔ ت)
حدیث ۷ : ابن عدی کامل دہشتی شعب الایمان میں اسامہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی
کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اعتصموا بزادوا حلما والعیاض تیجات
العرب۔
عمامہ باندھو تو تمہارا زیادہ ہو گا اور عمامے عرب کے
تاج ہیں۔

وروی عنہ الطحاوی صدرہ واشار المناوی الی تقویٰ (طبرانی نے اس کا ابتدائی صدر روایت کیا، امام
مناوی نے اس کا قوی ہونا بیان کیا ہے۔ ت)

حدیث ۸ : دینی عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وان اسلمہ حصین فعنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

العیاض وقاس المؤمن وعز العرب فاذا وضعت
عمامے مسلمان کے وقار اور عرب کی عزت میں توجہ

۱۔ الجامع الصغیر مع فیض القدر بحوالہ مسند فروق علی بن عباس مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۲/ ۲۹۲
۲۔ الکامل فی ضعفاء الرجال اسمی شمس من ابتداء اسامیہم میم - المکتبۃ الاثریہ سانگلہ بل شیخ پورہ ۶/ ۲۴۱۳
۳۔ المعجم الکبیر باب ما جاء فی لبس العاتم الا مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱/ ۱۹۳
۴۔ شعب الایمان حدیث ۶۲۶۰ - دار الکتب العربیۃ بیروت ۵/ ۱۶۶

العرب عما شها وضعت عزها۔
عرب علمے آثار میں اپنی عزت آثار میں گئے۔
حدیث ۹: وہی رکاتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
لا تنزل امتی عن الفطرة ما لبسوا العمامة میری امت ہمیشہ دین حق پر رہے گی جب تک وہ
علی الفطرة نہ گئے۔
نہیں پر علمے باندھیں۔

حدیث ۱۰: ابوبکر ابن ابی شیبہ مصنف اور ابو داؤد طیالسی وابن طیب مسانید اور سیوطی سنن میں امیر المؤمنین مولی
علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
ان الله اهداني يوم بدر وحنين بمكة
بیشک اللہ عزوجل نے بدر وحنین کے دن ایسے طائفہ
يعتصمون هذه العروة وقال ان العروة حاجرة
سے میری مدد فرمائی جو اس طرز کا عمامہ باندھتے ہیں
بين الكفر والايمن۔
بیشک عمامہ کفر و ایمان میں خارق ہے۔

حدیث ۱۱: دیکھیں مسند الفردوس میں جہ الا علی بن عبدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا،
هكذا افاضوا فان العمامة سبحة الاسلام
اسی طرح علمے باندھو کہ عمامہ اسلام کی نشانی ہے
وهي حاجرة بين المسلمين والمشركين۔
اور وہ مسلمانوں اور مشرکوں میں خارق ہے۔
حدیث ۱۲: ابن شاذان پی شخت یہ کہی علی کریم اللہ تعالیٰ وجہہ کرم سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے عمامہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا،
هكذا تكون نيجات المذنب
فرشتوں کے تاج ایسے ہی ہوتے ہیں۔

حدیث ۱۳ و ۱۴: طبرانی کبیر میں جہاد بن عمر اور سیوطی شعب میں عباد بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہم
سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
عليكم بالعمامة فانها سبحة الملائكة وارجوا لها
خلف ظهوركم۔
علمے اختیار کرو کہ وہ فرشتوں کے شعار ہیں اور اسی
کے شکلے اپنے پس پشت چھوڑو۔

مسند الفردوس بماثر الخطاب بحوالہ ابن عباس حدیث ۴۴۹
مسند السنن الکبریٰ للبیہقی باب التحریض علی الرمی
مسند کنز العمال بحوالہ الدیلمی
حدیث ۴۱۹۱۱ کتاب التعمیم غشور مکتبۃ التراث الاسلامی حلب سیرۃ ۴۸۳/۵
حدیث ۴۱۹۱۳ بحوالہ ابن شاذان فی شیوۃ
مسند البیہقیم الکبیر حدیث ۱۳۴۱۸ مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۳۸۳/۱۲

حدیث ۱۵: ابو عبد اللہ محمد بن وضاح فضل البساسی الجعفی نے خاند بن سعدان سے مرسلہ راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اللہ تعالیٰ اکرمہن الامۃ بالعصائب الحدیث۔
 بیشک اللہ عزوجل نے اس امت کو عصائوں سے مکرم فرمایا، الحدیث۔

حدیث ۱۶: بہیقی شعب الایمان میں انہی سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: نفث ملأ باندھوا کل اُمتوں یعنی یہود و نصاریٰ کی کٹھن کر کہ وہ ہمارے نہیں باندھتے۔

حدیث ۱۷: مجمع کبیر طبرانی میں ہے:

حدثنا محمد بن عبد اللہ المحض و محمد بن علی بن عمر والحنفی حدثنا ایوب بن مردک عن مکحول عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ عزوجل و ملئکتہ یصلون علی اصحاب العمامہ یوم الجمعة۔
 بیان کیا محمد بن عبد اللہ انصاری نے، بیان کیا العلاء بن عمرو انصاری نے، بیان کیا ایوب بن مردک سے مکحول سے ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ بیشک اللہ تعالیٰ و اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں جمعہ روز عمامہ والوں پر۔

حدیث ۱۸: دلی السیاحی نے عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: الصلاة فی العمامة تعدل بعشر الاف حسنة۔ ہمارے ساتھ نماز کس ہزار نیکی کے برابر ہے۔ فیہ ان (اس کی سند میں ابان راوی ہے۔ ت)

حدیث ۱۹: زائمنہ زری کتاب الامثال میں معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الاقوال الافعال حدیث ۲۱۱۳۵ مطبوعہ مکتبۃ التراث الاسلامیہ بیروت ۲۰۴/۱۵
 شعب الایمان حدیث ۶۲۶۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۶/۵
 مجمع الزوائد بحوالہ مجمع کبیر باب الباس للجمہ دار الکتب بیروت ۱۴۶/۲
 الفردوس بآثار الخطایب حدیث ۵۰۰۴ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۴۰۶/۲
 نوٹ: جس کتاب سے حدیث کا حوالہ دیا گیا ہے اس میں تصحیح کا لفظ نہیں ہے۔ نذیر احمد سعیدی

علیہ وسلم فرماتے ہیں :

العبد ثم يتجان العروب فاعتموا متزدا حوا
 حلما ومن اعظم فله نكل كور حنة فدا
 حط فله بكل حطة حط خطيئة بل
 قصير (انا سے توہم اٹانے پر ایک خطا ہے یا جب (بضرورت بلا قصد ترک بلکہ بارادہ معاودت) انا سے
 توہم ہرج اٹانے پر ایک گناہ اترے ۔

دونوں معنی تحمل ہیں واللہ تعالیٰ اعلم والحديث اشد ضعف فيه ثلثة متركوت هتلمسوت
 حم. ابن الحصبی عن ابی علاثة عن ثویو (اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے ۔ اس حدیث میں شدید
 قسم کا ضعف ہے کیونکہ اس کے تین راوی متروک و متہم ہیں عمرو بن حصین انہوں نے ابو علاثة سے اور انہوں
 نے ثریب سے روایت کیا ۔ ت)

حدیث ۲۰ : مسند الفردوس میں جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی رسول اللہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ،

مرکفتان بعبد مة خير من سبعين ركعة
 بلا عمامة بل
 ی م رکے ساتیہ دو رکعتیں بے عمامے کی ستر
 رکعتوں سے افضل ہیں ۔

یہی حدیث مذکور سوال ۱۷ میں ہے اس کے تائید و تفسیر اور ابن النجار نے تاریخ بغداد
 اور یحییٰ نے مسند الفردوس میں بطریق عریضہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ،

ابن عساکر بطریق احمد بن محمد بن محمد بن یونس
 ابن عباس بن کثیر حدیث بیان کرج اور یحییٰ نے بطریق حسین
 بن اسحق النخعی از اسحق بن یعقوب قطان از سفیان بن زیاد
 الخمری از عباس بن کثیر القرشی از یزید بن ابی حبیب یزید بن مر
 حدیث بیان کی گئی ہیں سالم بن عبد اللہ بن عمر کمرمت میں
 حاضر سواتر انہوں نے حدیث اللہ کرائی پھر میری طرف متوجہ
 ابن عساکر بطریق احمد بن محمد بن محمد بن یونس
 ثنا عیسیٰ بن یونس حدیثا العباس بن کثیر
 ح والذیل من بطریق الحسن بن الحسن بن اسحق
 العجفی حدیثا اسحق بن یعقوب القطان
 حدیثا سفیان بن زیاد المخرمی حدیثا
 العباس بن کثیر القرشی حدیثا یزید بن

لے کزوالہ مال جو دارالمعروف فی الشام حدیث ۲۱۱۴ مطبوعہ منشورہ مکتبۃ التراث الاسلامی حلب بیروت ۳۰/۱۵
 ثلثه الفردوس یا ثورا الخطاب حدیث ۳۲۳۳ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۶۵/۲
 نوٹ : جس کتاب سے حوالہ نقل کیا گیا ہے اس میں لفظ "خیر" کی بجائے "افضل" ہے ۔ نذیر احمد سعیدی

ابی حنیبل عن میمون بن مہدی قال دخلت
على سالم بن عبد الله بن عمر رضی اللہ تعالیٰ
عنہم فحدثنی علی ثورا نقت الی فقال
یا ابا ایوب الا اخبرک بحديث تعبد وتحمده
عنی وتحدث به فقلت بلی قال دخلت علی
عبد الله بن عمر بن الخطاب مرضی اللہ
تعالیٰ عنہما وهو یتمسک فلبا فسرغ
النقت فقال اتحب العمامة قلت بلی قال
اجبها تکرم ولا یرک الشیطان الا ولب
(ہاس بالی) سمعت رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم یقول صلاۃ تطوع او
فریضۃ بعمامة تعدل خمسا وخمسين
صلاۃ بلا عمامة وجمعة بعمامة تعدل
سبعین جمعة بلا عمامة ای بقی اعتمر
فان المنسکة یشہدون یوم الجمعة
معتمین فیسلمون علی اهل العمامہ حتی
تغیب الشمس۔

ہو کر فرمایا اسے ابو ایوب! کیا تجھے ایسی حدیث کی خبر نہ دے
جو تجھے پسند ہو میری طرف سے روایت کرے اور اسے
بیان کرے۔ میں نے عرض کیا کیوں نہیں۔ تو
سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے
ہیں میں اپنے والد ماجد عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ
عنہما کے حضور حاضر ہوا اور وہ عمامہ باندھ رہے تھے
جب باندھ چکے میری طرف التفات کر کے فرمایا
تم عمامہ کو دوست رکھتے ہو؟ میں نے عرض کی
کیوں نہیں! فرمایا اسے دوست رکھو عورت پاؤ گے
اور نبی شیطان تمہیں دیکھے گا تم سے پیٹ پھیر لے گا
میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے
سنا کہ عمامہ کے ساتھ ایک نفل نماز خواد فرض ہے عمامہ
کی پچیس نمازوں کے برابر ہے اور عمامہ کے ساتھ
ایک جمعہ ہے عمامہ کے شترعموں کے برابر ہے۔ پھر
ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا، اسے فرزند! عمامہ
باندھ کر فرشتے جمعہ کے دن عمامہ باندھے آتے ہیں اور
سورج ڈوبنے تک عمامہ والوں پر سلام بھیجتے رہتے ہیں
تو یہ سب کچھ حدیث مرفوعہ نہیں اس کی سند میں نہ کوئی وضاحت ہے نہ متہم بالوضع نہ کوئی کذاب
نہ متہم بالکذب نہ اس میں نقل یا نقل کی اصل مخالفت لا جرم اسے امام حلیل خاتم الفخا جہول الملہ والیرین سیوطی نے
جامع صغیر میں ذکر فرمایا جس کے خطبہ میں ارشاد کیا،
ترکت القشور و احدث الباب و ہنتہ ہما تفرہ
بہ و ضاع او کذب۔
میں نے اس کتاب میں پوست چھوڑ کر خالص مفرغ کیا،
اور اسے ہر ایسی حدیث سے بچا یا جسے تنہا کسی وضع
یا کذاب نے روایت کیا ہے۔

لے لسان المیزان حرف العین ترجمہ العباس بن کثیر مطبوعہ دارۃ المعارف النظامیہ چورہ آباد دکن ۲۴۴/۳
نوٹ، جن کتابوں کا حضرت نے ذکر کیا ہے وہ نہ ملے کی وجہ سے اس کتاب سے حوالہ دیا ہے۔ نیز احمد
لے الجامع الصغیر مع بعض التقدیر و خطبہ کتاب مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۲۰/۱

اما ابن النجار فاخرجہ من طریق محمد بن
مہدی المصونی اما ابو بشر بن سيار
الرقی حدیثنا عباس بن کثیر الرقی عن یزید
ابن جبیب قال قال لی مہدی بن میمون
حدثت علی سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی
اللہ تعالیٰ عنہم وهو یستعمل فقال لی یا ابا ایوب
الا احد ثلث بعد یت تجہ وتحمیلہ وترویہ
ہذا کرمیلہ وقال لا یرالون یصلون علی اصحاب
العباس حق تعیب الشمس قال الحافظ فی
اللسان هذا حدیث مسکوب موضح ولم
اسألہ عن بن کثیر ذکر فی الغریب لا ہن
یونس ولا فی دینہ لا بن الطعن واما ابو
بشر بن سيار فلو ینکرہ بر احمد لکم
فی الکفی و ما عرفت محمد بن مہدی الشریک
ولا مہدی بن میمون الراوی لهذا الحدیث
من سالم و لیس هو البصری المخرم فی
الصحیحین و ذلک لیکفی ابایحیی ولا ادری
ممن الافۃ ۱۱

ابن نجار نے اسی کی تخریج اس سند سے کی ہے کہ محمد
بن مہدی مروزی بیان کرتے ہیں کہ میں ابو بشر بن
سیار رقی نے خبر دی وہ کہتے ہیں میں عباس بن کثیر
رقی نے زید بن ابی حبیب کے حوالے سے حدیث بیان کی
کہا مجھے مہدی بن میمون نے بتایا کہ ایک دفعہ میں
سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس
گیا تو وہ عمامہ باندھ رہے تھے انہوں نے مجھے فرمایا
اسے ابو ایوب! میں سمجھے ایک حدیث نہ بیان
کروں جسے تو محبوب رکھے حاصل کرنے کے بعد اسے
بیان کرے، پھر انہوں نے اسی طرح کی حدیث بیان
کی اور فرمایا کہ فرستے عمامہ باندھنے والوں پر غروب
آفتاب تک صلوٰۃ پڑھتے ہیں حافظ نے لسان میں
فرمایا یہ حدیث شریک موضوع ہے اور میں نے جس
بن کثیر کا ذکر ابن یونس کی غریب میں اور اس کے حاشیہ
لابن طحان میں نہیں پایا اور ابو بشر بن سيار کا تذکرہ
ابو احمد حاکم نے الکفی میں نہیں کیا اور نہ ہی میں محمد بن
مہدی مروزی اور اس حدیث کے راوی
مہدی بن میمون کو جانتا ہوں اور یہ وہ بصری بھی نہیں

مسلم و بخاری کے راوی ہیں ان کی کیفیت الیٰی ہے اور نہ میں اس کی آفت سے آگاہ ہوں۔ دت۔

اقول حافظ پر اللہ تعالیٰ رحم کرے اس روایت

میں وضع کو کہاں سے لئے ہیں؟

اقول رحمہم اللہ الحافظ من ایت

یا تہیہ النوضم و لیس فیہ ما یحیلہ عقل ولا

لکھ لسان میزان حرف العین ترجمہ عباس بن کثیر مطبوعہ دائرۃ المعارف النظامیہ جدید آباد دکن ۲۴۲/۳

نوٹ، یہ حوالہ بھی اصل کتاب نہ ملنے کی وجہ سے لسان المیزان سے ذکر کیا ہے۔ نذیر احمد

لکھ لسان میزان حرف العین ترجمہ عباس بن کثیر مطبوعہ دائرۃ المعارف النظامیہ جدید آباد دکن ۲۴۲/۳

الاعمال والتعريف عن الادب في حاضرة
الله وليس فيه ما يحيله الشرع ولا العقل
بل ولا فيه احد من رواية الموضوعات
كابي عقاب فكيف يتجه الحكم عليه بالظنون
بل الموضع لمجرد كون بعض من رواية عموم
لم يعرفهم لم يحفظوا ولم يذكروا فلو كانت و
فلا تاعلان مهدي بن ميمون حسدي
وهم من بعض من رواية ابن المجار لان ميمون
بن يونس عند ابى نعيم وسفيان بن زياد
عند الديلمي انما يروى عنه عن العباس بن
يزيد عن ميمون بن مهران كما تقدم و
ميمون هو ابو ايوب الجزري الرقي ثقة
فقيه من رجال مسلم والاربعة كما
قاله الحافظ في التقریب الاحرم لم يسمع
كلام الحافظ هذا خاتم الحافظ السيوطي
عن ابى داود في ما وعد بتبريمه عن الموضوع
اما قول تلميذه الحافظ المسعودي حديث
مسئلة خاتم تعدل سبعين مسئلة يعبر
خاتم هو موضوع كما قال شيخنا وقد امدوا
الديلمي عن حديث ابن عمر مرفوعا بلفظ
مسئلة بعامة الحديث الصد كود ومحت
حديث انس مرفوعا المسئلة في العمامة
تعدل بعشرة الاف حسنة اهـ فليدكر وجهه

موضوع فعل کرتا ہے جو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے بالکل بیان نہیں کیا ہذا کسی صورت میں بھی
اس سے استدلال نہیں کیا جاسکتا اور امام ذہبی
نے میزان میں کہا یہ باطل ہے۔ اور خودی فطابری جرح
نے اس روایت کے بارے میں کہا یہ روایت ضعیف
اعمال سے متعلق ہے اس میں اللہ کی راہ میں جہاد
کی ترغیب اور شوق دلایا گیا ہے اس میں ایسی کوئی
بات نہیں جسے عقل و شرع محال قرار دیتی ہو ہذا محض
اس لئے اسے باطل قرار دینا کہ اس کا راوی ابو قتال
ہے قابل ثقت ہیں۔ اور امام احمد احادیث احکام میں
قد نہیں لیکن احادیث فضائل میں تسامح سے کام لیتے
ہیں ان کا یہ طریقہ مودف ہے اور میری کج سے باہر ہے
کہ یہی قول راوی حدیث میں کہیں نہیں کیا گیا حالانکہ
یہ حدیث بھی فضائل اعمال سے متعلق ہے اور اس سے
بارگاہ النبی کے ادب پر شوق دلایا گیا ہے اور اس میں
بھی کوئی ایسی بات نہیں جسے شرع و عقل محال قرار
دیتی ہو بلکہ اس میں کوئی راوی بھی ایسا نہیں جسے
ابو قتال کی طرح موضوعات کا راوی قرار دیا گیا ہو تو اس
روایت پر بطلان بکلام موضوع ہونے کا حکم محض اس بنا پر کہ
بعض روایات کا ایسے راویوں سے ہونا جن کو حافظ ابن حجر
نہیں جانتے یا فلاں فلاں سننے کو باکر نہیں کیا،
کیسے درست ہو سکتا ہے، علاوہ انہیں میرے
نزدیک ابی بخار کے بعض رواۃ میں سے

واما تتبع شيعه وقد علمت ما فيه وكذا
حديث انس انما فيه ايات متروكة ومتروكة
الراوي لا يقضي موضع الحديث كما بيته
في الهاء الكاف في حكم الضعافات والله
تعالى اعلم.

عبدی بن یحییٰ کے بارے میں وہم ہوا ہے، کیونکہ
ابو نعیم کے نزدیک عیسیٰ بن یونس اور یحییٰ کے نزدیک
سفیان بن یحییٰ دونوں نے عباس سے انہوں نے
یزید سے انہوں نے یحییٰ بن مہران سے روایت
کیا ہے جیسا کہ گزرجکا اور یحییٰ سے مراد ابو یوسف

جزری اسی ہے جو نہایت ثقہ اور فقیہ ہے اور مسلم اور چاروں سنن کے رواۃ میں سے ہے جیسا کہ حافظ نے یہ
بات تقریب میں لکھی ہے، بلاشبہ حافظ بن جریر کی یہ گفتار قائم الحفاظ سیوطی کی اس روایت کو الجامع الصغیر
دجس کے بارے میں انہوں نے وضع کیا تھا کہ اس میں موضوع روایت ذکر نہیں کروں گا، میں نقل کرنے سے
مانع نہیں رہا۔ ان کے شاگرد رشید حافظ سخاوی کا قول کہ حدیث "انکوئی کے ساتھ نماز سترہ مری بغیر انکوئی الی
نمازوں کے برابر ہے" یہ موضوع ہے جیسا کہ ہمارے استاد محترم نے فرمایا، اور اسی طرح وہ حدیث جس کو یحییٰ نے
حضرت ابن عمر کی حدیث سے مراد حاصلہ بخاری حدیث مذکور کے الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے اور حضرت انس سے
مراد حدیث کے الفاظ یہ ہیں: "ہمارے نماز دس ہزار سیکوں کے برابر ہے" اہل انہوں نے اسے ضعیف قرار دیا کہ وہ بیان
نصیر کی صرف اپنے شیخ کی اتباع میں آیا ہے، یہ سب وہی ہے کہ آپ اسی کے قبل طرح سے ہر آگاہ ہو چکے۔ اسی طرح حدیث
اکس میں صرف ابان راوی متروک ہے اور ایک راوی کا متروک ہو یا حدیث کے موضوع ہونے کا فیصلہ نہیں ہو سکتا۔
یہ تفصیلی گفتار میں نے "الہاد الکاف فی عمر الضعافات" میں کی ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ (د)

جابل اگر حدیث کو محض ہوا سے نفس موضوع کے واجب التقریر ہے اور کتب معتبرہ فقہیہ کو نہ ماننا جہالت و
ضلالت اور اسی حدیث کے بیان کرنے والے پر فحنت کا اطلاق خود اس کے لئے سخت آفت کہ حکم احادیث صحیحہ جو لغت
غیر مستحکم پر کی جاتی ہے کرنے والے پر پٹ آتی ہے والیہا ذب اللہ تعالیٰ اور مسلمانوں کے عامے قصداً اتروا وینا اور اسے
ثواب و جانا قریب ہے کہ ضروریات دینی کے انکار اور سخت قطعیت متواترہ کے استحقاق کی مدد تک پہنچے ایسے شخص پر فرض
ہے کہ اپنی ان حرکات سے توبہ کرے اور توبہ نہ کرے اسلئے کہ اسلئے اور اپنی عورت کے ساتھ تجدید نکاح کرے، حدیث
کہ جامع العزم میں وہ حدیث لستم مذکور کے قریب قریب ہے اور تعدیر تعدیر نہ ہو تو اسی کی نقل بالحق ہے۔ یہ فقہ حنفیہ المصل
نہیں مگر فقہ الدین بدیع بن ابی منصور عرقی استاد زاجی کی حیرۃ العباس کی غلطی سے واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۳۳ از کالج محمد ما محمد ریم گلی چرامین در سلسلہ محمد مصطفیٰ ۲۶ شعبان ۱۳۴۷ھ

عالم میل فاضل حلیل و فقہ اللہ الحلیل بتا بعد یتہ الایاء صاحب الکوشد السلبیل السلام علیک و علیک و علیک و علیک
معرض خدمت ہے کہ قبل اس کے ایک عریضہ دربارہ حصول قری مسند دہل روانہ کیا تھا جواب سے

مشرف نہیں ہوا منہم ہوں امید کرتا ہوں کہ امر حق ظاہر کرنے میں توقف نہ فرمائیے گا اور سند کے استغناء و حسی خاتمہ کی واسطے بدنگاہ خدا ہو جائیے گا۔ مسئلہ پاک وہیں کی طہارت میں قطعی یقین حاصل ہو جیسے نیا، جو آہیں کر کوئی سی نماز نوافل یا فرائض ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ فقہ وحدیث کی مطابقت کا حوالہ دیں تو بہت خوب ہے۔

الجواب

جناب میں! وحکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ۔ اس سے پہلے کا سٹیج سے یہ سوال بصورت دیگر مرسل عباد اللہ حان کا آیا اور جرائدے کیا اب اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اگر جو نابالغ غیر استعمالی ہو کہ صرف مسجد کے اندر پہنایا جائے اور پنجہ اتنا سخت نہ ہو کہ سجدہ میں انگلیوں کا پیٹ زمین پر نہ بچنے دے تو اس سے نماز میں کچھ حرج نہیں بلکہ بہتر ہے، اور یہی امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی سنت ہے کہ دو جوڑے رکعت ایک راہ میں پیستے اور سبب کنہ مسجد پر آتے اُسے اتار کر غیر استعمالی کو پسینے لیتے اور اگر استعمالی ہو تو اُسے پسینے کر مسجد میں جانا بے ادبی ہے اور غیر مسجد میں بھی نماز میں اتار دیا جائے اور اگر پنجہ اتنا سخت ہے کہ کسی انگلی کا پیٹ زمین پر نہ بچنے دے گا تو نماز ہی نہ ہوگی کما حقہ فی قتلاؤنا (جیسا کہ اس کی تحقیق میر نے اپنے فتاویٰ میں کی ہے۔ ت۔ و اللہ تعالیٰ اعلم۔)

مسئلہ از دام نکر مصلح مبینی مال مسئلہ مابیت اللہ حال اپنی پوسٹ سائبر ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۱۲ھ
قبلہ و کعبہ و اری دام ظلم! کلمہ طیبہ شریف جب درود کر کے پڑھا جائے تو اس میں ہر کلمہ پر جب نام نامی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آدھے درود پڑھنا چاہیے یا ایک مرتبہ جبکہ وہ جلسہ ختم کرے؟
بیہودا تو جردہ۔

الجواب

جواب مسئلہ سے پہلے ایک بہت ضروری مسئلہ معلوم کیجئے سوال میں نام پاک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بجائے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھا ہے۔ یہ جہالت آج کل بہت جلد بازوں میں رائج ہے کوئی معلوم لکھتا ہے کوئی تم کوئی م، اودیہ سبب بیہودہ و مکروہ و سخت ناپسند و موجب محرومی شدید ہے اس سے بہت سخت احتراز چاہئے اگر تحریر میں ہزار گنا نام پاک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آئے ہر جگہ پورا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھا جائے ہرگز ہرگز کہیں معلوم وغیرہ نہ ہو علماء نے اس سے سخت مخالفت فرمائی ہے یہاں تک کہ بعض کتابوں میں تو بہت شدت حکم لکھ دیا ہے، علامہ خطاوی حاشیہ درخشاں میں فرماتے ہیں،

ویکثر الرموز بالصلوة والقرآن بالکتابۃ
بل یکتب ذلك حکمہ بکمالہ وفقی لبعض المواضع
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جگہ وغیرہ اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جگہ رکھنا مکروہ ہے بلکہ اسے کامل طور پر

من التمس حامية من كتب عليه السلام
بالهزيمة واليمين بكفر لامة تخفيف وتخفيف
الابناء كغير بلا شك ولعله ان صرح النقل
فهو مقيد بقصد ولا يظهر انه ليس بكفر
وكون لا شره الكفر كغير ابعث تسليم كونه
مذهبا محتسرا محله اذا كان اللزوم نبييا
لعم الاحتياط في الاحتراز عن الازمها
الشبهة

کلیا پڑھا جائے تاکہ رخصت میں بعض جگہ پر سے جس نے
درود و سلام ہر (۶) اور ہم (۱) کے ساتھ کھاس
نے کفر کیا کیونکہ یہ عمل تخفیف ہے اور انبیاء علیہم السلام
کی بارگاہ میں یہ عمل بلاشبہ کفر ہے۔ اگر یہ قول
صحیح کے ساتھ منقول ہو تو یہ مقید ہوگا اس بات کے
ساتھ کہ ایسا کرنے والا قصد ایسا کرے، ورنہ
ظاہر یہ ہے کہ وہ کافر میں باقی لازم کفر سے کفر
اس وقت ثابت ہوگا جب اسے مذہب حق تسلیم
کیا جائے اور اس کا عمل وہ ہوتا ہے جہاں لازم بیان شدہ اور ظاہر ہو البتہ احتیاط اس میں ہے کہ ایسا م اور شہ
سے اقرار کیا جائے۔ (ت)

اب جو پ مسئلے کے نام پاک حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مختلف مجلسوں میں جتنے بار لے
یا سنے ہر بار درود شریف پڑھنا واجب ہے اگر نہ پڑھے گا گنہگار ہوگا اور سخت سخت وعیدوں میں گرفتار، ان
اس میں اختلاف ہے کہ اگر ایک ہی مجلس میں پانچ نام پاک لیا یا ستر بار واجب ہے یا ایک بار کالی اور ہر بار
مستحب، بہت علماء قول اول کی طرف گئے ہیں ان کے نزدیک ایک جلسہ میں ہزار بار کثر شریف پڑھے تو ہر بار درود شریف بھی
پڑھنا جائے اگر ایک بار بھی چھوڑا گنہگار ہوا محض وہ درود غیر عام میں اس قول کو مختار واضح کیا۔

في الدر المنثور اختلاف في وجوبه على
السامع والذاكر كلما ذكر صلي الله تعالى
عليه وسلم والمختار تكرار النوحون كلما ذكر
ولو اتحد المجلس في الاصل اه بتدعيه
درود میں ہے کہ اس بارے میں اختلاف ہے کہ
جب بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم گرامی
ذکر کیا جائے تو سامع اور داکر دونوں پر ہر بار
درود و سلام عرض کرنا واجب ہے یا نہیں، اصح
مذہب پر مختار قول یہی ہے کہ ہر بار درود و سلام واجب ہے اگرچہ مجلس ایک ہی ہو اور خلعت نہ (ت)
دیگر علمائے بنظر آسانی امت قول دوم اختیار کیا ان کے نزدیک ایک جلسہ میں ایک بار درود
ادا ہے واجب کے لئے کفایت کرے گا زیادہ کے ترک سے گنہگار نہ ہوگا مگر ثواب عظیم و فضیل جسم سے بیشک
محروم رہے گا، کافی وقیفہ وغیرہا میں اسی قول کی تصحیح کی۔

فی سہ المختار صحیحہ الراہدی فی السجۃ
لکن صحیح فی الکافی وجوب الصلوۃ مرة فی
کل مجلس کسجود التلاوة للحریر الا انہ
انہ یندب تکریر الصلوۃ فی المجلس
الواحد بخلاف السجود فی القنۃ قیل
یکفی فی المجلس مرة کسجدة التلاوة وبہ
یعنی وقد حرم ہذا القول المحقق است
الہمام فی سہاد الفقیر اہ ملقطا۔

رد المحتار میں ہے کہ اسے زایدی نے الجتہ میں صحیح قرار
دیا ہے لیکن کافی میں ہر مجلس میں ایک ہی دفعہ دو
کے وجوب کو صحیح کہا ہے، جیسا کہ سجدۃ تلاوت کا
حکم ہے تاکہ مشکل اور تنگی لازم نہ آئے۔ اجنبہ مجلس
واحد میں تکرار درود مستحب منہ ہے کلاۃ سجدۃ
تلاوت کے۔ فقیر میں ہے ایک مجلس میں ایک ہی دفعہ
درود پڑھنا کافی ہے جیسا کہ سجدۃ تلاوت کا حکم ہے
اور اسی پر فتویٰ ہے۔ ابن ہمام نے زاد الفقیر میں اسی
قول پر جرم کیا ہے اہ ملقطا دت

بہر حال مناسب یہی ہے کہ برابر اصل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کتابت جائے کہ ایسی چیز جس کے کرے میں، اتفاق
بڑی بڑی برکتیں ہیں اور نہ کرنے میں بلاشبہ بڑے فضل سے محرومی اور ایک مذہب قوی پر گناہ و محصیت
عادل کا کام نہیں کہ اسے ترک کرے و باللہ التوفیق۔
مسئلہ ۲۲۵ ۶۔ جادی، دن ۳۰۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص وظیفہ پڑھتا ہے اور نماز نہیں پڑھتا یہ جائز
ہے یا ناجائز؟ بیروا الزہودا۔

الجواب

جو وظیفہ پڑھے اور نماز نہ پڑھے غاسق و فاجر مرکب کہا تو ہے اسی کا وظیفہ اس کے منہ پر مارا جائے گا
ایسوں ہی کو حدیث میں فرمایا،
لن یصلیٰ فیہ یصلیٰ والقرآن یلعنہ
بیتہ قرآن پڑھتے ہیں اور قرآن انہیں لعن
کرتا ہے۔
والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

مسئلہ ۲۲۶ از حکمدنگاہ ۱۹ محرم الحرام ۱۳۱۱ھ

بسم الله الرحمن الرحيم محمد وفضل علی و موله اکرم

چون فرمایند علامہ دین و مفتیان شریعتیں اندریں مسئلہ کہ در ملک بنگالہ یک گروہ نو پیدا شدہ کہ آں را جمادوی گویند و ایشان یک شاخ غیر عقیدین اند لیکن از اہل طائفہ و رچند امور زائدہ یکے اینکہ می گویند کہ بعد نماز مناجات خواستی درست نیست بلکہ نسبت بدتش می کنند علم فقہ و اصول بخیر ایں قوم تسلیم نمی کنند بلکہ دشنام می دهند و دشنام می گویند و گویند کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا نہ کرہ پس اگر ایشان از قرآن شریف و صحاح ستہ استحضار مسائل کردہ فرستند نہایت خوب جواب شد۔ والسلام

علامہ دین و مفتیان شریعتیں کی اس بارے میں کیا رائے ہے کہ بنگالہ کے علاقے میں ایک گروہ پیدا ہوا ہے جنہیں جمادو کہا جاتا ہے یہ غیر عقیدین کی ایک شاخ ہے لیکن چند امور میں یہ ان سے آگے بڑھ گئے ایک یہ کہتے ہیں کہ نماز کے بعد دعا کرنا درست نہیں بلکہ ہرعت ہے۔ یہ علم فقہ و اصول فقہ و نحو کو تسلیم نہیں کرتے بلکہ اسے برا بھلا کہتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی دعا نہیں کی اگر قرآن شریف اور صحاح ستہ کے واسطے سے اس مسئلہ کے استخراج پر دوائل مسئلہ ہم فرمائیں تو بہت خوب ہوگا۔ والسلام

الجواب

بسم الله الرحمن الرحيم

حمد لك اللهم يا عظيم صل على نبيك الكريم والہ وصحبہ اولی التکریم و مجتہدی دینہ النقیوم اھلین الحمد للہ سلسلہ سخن دراز ست و در فیض الہی باز حمد اگر تفصیل گراید بماناں نامہ رود آوردن باید لاجرم ایک آیت و ہفت حدیث بسند دومی نماید یہ قال اللہ عزوجل فاذا فرغت من نصب والی مرکبک فامسح بکفک قول اصح در تفسیر آیت کریمہ قول سلطان المفسرین ابن علم النبی صلی اللہ علیہ

اے اللہ! حمد تیری ہے اے عظیم! اپنے کریم نبی پر رحمتیں نازل فرما ان کی صاحب شرف آل و اصحاب اور دینی قریم کے ہمہ دین پر بھی آمین۔ الحمد للہ اگر اس پر تفصیلی گفتگو کی جائے تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بات بڑی طویل ہوگی بحال اس سلسلہ میں یہاں ایک آیت اور سات احادیث سے سند ذکر کی جائیں گی آیۃ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: پس جب تم نماز سے فارغ ہو تو دعا میں محنت کرو اور اپنے ہی

یا ذالجلال والاکرام یعنی چوں حضور سید المرسلین
صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین از غار بر گشتے
وسلام دادے بسیار از حق سبحانہ و تعالیٰ مغفرت
خواستے و این دعا گفتے خدایا توئی مسلم (مکریم عیث
نقحے را اگر دسر پرده عز و جلال تو ہا ز نیست، و از قست
مسلم (مکریمت ما بندگان از ہر آفات و بلیات ہیں
بعثت و ارادت و لطف و رحمت قست، برکت و عظمت
متر است اسے صاحب بزرگی و بزرگی دہے یا رب
مگر این حدیث در صحاح مشہور و متداول نیست
یا از خدا طلب مغفرت و سوال سلامت دعا نباشد
آرے جل بلا نیست نہ سہل و چون مرکب شود و آئے
نذار و الصیذان اللہ تبارک و تعالیٰ۔

۵ دعا کرتے اللہم انت السلام و منک السلام تبارکت
۵ یا ذالجلال والاکرام [اے اللہ! تو سلام ہے (یعنی
تیری ذات جل مجدہ کی طرف کوئی عیب یا نقص نہیں
پاسکتا) اور تیری طرف سے سلام (کہ ہم بندوں کی
تمام مصیبتوں اور بلیات سے سلامتی تیری قدرت،
ارادے، مہربانی اور کرم سے ہے) برکت و عظمت
تیرے ہی لئے ہے اسے صاحب بزرگی اور بزرگی
حفاظ فرمائے و اے یا رب۔ کیا یہ حدیث صحاح
میں مشہور و متداول نہیں یا مغفرت کی طلبت سلامتی
کا سوال دعا نہیں ہوتا۔ جہالت ایسی مرض ہے کہ
اس کا علاج آسان نہیں اور جب یہ مرکب ہو جائے
تو اس کا کوئی علاج ہی نہیں والعباد باللہ تبارک و

تسائے رب
حدیث دوم و سوم و چہارم بخاری و مسلم و
ابوداؤد و نسائی و ابویزید ابی اسحاق و ابوالقاسم طبرانی
از مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و بزار و طبرانی از
عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما و نیز بزار و جابر
بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کنند
و ہذا حدیث المعیروۃ و اللفظ للنسائی قال کتب
معیروۃ الی مغیرۃ بن شعبۃ اخبرنی بشئ
سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم قال کان رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم اذا قضی الصلاۃ قال لا الہ

عید و مسلم کا یہ معمول مبارک تھا کہ جب ماز سے فارغ
ہوتے تو یہ پڑھتے لا الہ الا اللہ و بعدہ لا شریک
لہ لما للک و لہ الحمد و هو علی کل شئ
قدیر اللہم لا مانع لما اعطیت و لا معطل لما
منعت و لا ینفک ذال الجید منک المجید (اللہ کے
سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا و مکتا ہے اس کا کوئی
شریک نہیں حکمت بادشاہی اور حمد اسی کے لئے ہے
اور وہ ہر شئی پر قادر ہے اے اللہ! جو تو عطا کرے
اسے کوئی روک نہیں سکتا جسے تو روک لے اسے کوئی
دے نہیں سکتا کسی کا بخت و دولت تیرے قہر و
خشب سے اسے نفع نہیں دے سکتا اللہم لا مانع
لما اعطیت الخ یہ کلمات دعا نہیں تو کیا ہیں؟ بلکہ
لہ الحمد تو بہترین دعا ہے۔ ترمذی، نسائی،
ابن حبان اور حاکم نے اول بطور تحقیر اور آخری بطور
تصحیح حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
روایت کیا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
فرمایا سب سے افضل ذکر لا الہ الا اللہ ہے
اور سب سے افضل دعا الحمد للہ کہنا ہے۔

(ت)

پانچویں حدیث سنن نسائی میں عطارد بن ابی مرثد
سے ان کے والد گرامی کے حوالے سے مروی ہے کہ
حضرت کعبہ اجار نے ابو مروان کے سامنے قسم اٹھائی

الا للہ و حمدہ لا شریک لہ لہ المک و لہ الحمد
و هو علی کل شئ قدیر اللہم لا مانع لما اعطیت
و لا معطل لما منعت و لا ینفک ذال الجید منک
المجید یعنی امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا بن شعبہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ راغوشت کہ مرا آگئی وہ بکھر سے
کہ از رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شنیدہ یا شعی
مغیرہ گفت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چوں نماز ختم
نمودے چنان فرمودے یکس نتراسے پر نقش نیست
جو جدا کئے کئے ہے بہت نراہ راست پادشاہی و مراد است
سناش و او برہر کہ خواہد تواناست خدا یا یہ سچہ بذر بار
نیست چیزے را کہ تو دہی و بیچ و چندہ نیست چیزے را
کہ تو باز داری و سوزندہ و خداوند بخت و دولت را از کہ
و عذاب تو آن بخت و دولتش اللہم لا مانع لما اعطیت
اگر دعا نیست آخر چیست بلکہ لہ الحمد غرہ بہترین
دعا است ترمذی و نسائی و ابن حبان و حاکم و ابی نعیم
آخر تصحیح از جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما آرد کہ
سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودہ افضل الذکر
لا الہ الا للہ و افضل الدعاء الحمد للہ بہترین
ذکر لا الہ الا للہ و بہترین دعا الحمد للہ گفت است۔

حدیث پنجم در سنن نسائی از عطارد بن ابی مروان
از پدرش مروی است ان کعبہ حلف لہ باللہ الذی
ملک البحر و موی انا للہ و فی التوراة ان

داؤد نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان اذا
انصرف من صلاته قال اللهم اصلح لی دینی
الذی جعلت لی عصیة واصلاح لی دنیا
الذی جعلت فیها معاشی اللهم الی اعود ورجو
من سخطک و اعود یعنی یعفوک من نعمتک
و اعود بک منک لانا انما لما اعطیت ولا معطى
لما منعت ولا یفقد الی الجدد منک الی الجدد قال
وحدثنی کعب ان مریداً حدثه ان محمداً صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یقولون عند انصرافه
من صلاته یعنی کعب اجابہ پیش الی مران بکف
گفت کہ سو گندہ بخدا نیک دربارا ہر موی علیہ الصلوٰۃ و
السلام شگافت ہر آئینہ ما بتر زینت مقدس می یا ہم
کہ داؤد نبی اعلیٰ الصلوٰۃ والسلام چون از نماز برگشتے
ایں دعا کرد سے انھی بیار ابرہ من دین مرا اور اہ پناہ
من کردہ و بیار ابرہ من دنیا کے مرا کہ درو سامان
زندگی میں نہادہ خدا یا پناہ می برم بخوشنودی تو از
خشم تو دنیا سے برم (دایمجا کلمہ گفت کہ معیش پنین باشد)
بر درگزشتی تو از سخت گرفت تو دنیا می برم تو از تو بیج باز
دارند نیست دادہ ترا و زہنتہ باز داشتہ ترا و سود نکند
بختور از تو بخت او ابرہ و ان گوید کعب بن حدیث
گفت کہ مصیب رضی اللہ عنہ اورا تحریر کرد و خبر داد
کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نیز ایں دعا دم برگستن
از نماز سے کرد۔

اس اللہ کی قسم جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے
سمندر کو پھاڑ دیا کہ یقیناً ہم سے تورات مقدس میں
یہ تحریر پائی ہے کہ اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ
والسلام جب نماز سے فارغ ہوئے تو یہ دعا پڑھتے تھے
اللهم اصلح لی دینی الذی جعلت لی عصیة واصبح
لی دنیا الذی جعلت فیها معاشی اللهم الی
اعود ورجو منک من سخطک و اعود یعنی یعفوک
من نعمتک و اعود بک منک لانا انما لما اعطیت
ولا معطى لما منعت ولا یفقد الی الجدد منک
الجد (اے اللہ! میرے دین کو میرے لئے بہتر بنا دے
تو نے میرے لئے محافظ بنایا ہے اور میرے لئے اسی
دنیا کو بہتر فرما جس کو تو نے میری معاش کا ذریعہ بنایا
ہے، اے اللہ! میں تیری رضا کے ساتھ تیرے
غضب سے پناہ مانگتا ہوں اور میں (اس جگہ جو
کلمہ کہ ہے اس کا معنی یہ بنتا ہے) اے اللہ! تیری
معافی کے ساتھ تیری سخت گرفت سے پناہ مانگتا ہوں
اور میں تیری ذات کے ساتھ تجھ سے پناہ مانگتا ہوں
تیری عطا کو کوئی روک نہیں سکتا اور مجھے تو روکے اسے
کوئی عطا نہیں کر سکتا اور کسی بے تو کو اس کا بخت
تجھ سے نفع نہیں دے سکتا اور پھر حضرت ابوہریرہؓ
نے کہا کہ کعب نے مجھے حدیث بیان کی کہ مصیب نے
ایں کو خبر دی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی عانے سے
فارغ ہونے کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ (ت)

چھٹی حدیث صحیح مسلم میں حضرت برادر بن عاصب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب جم بنی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تو ہمیں آپ کے دائیں طرف کھڑا ہونا زیادہ محبوب ہوتا تھا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام کے بعد چہرہ انور ہماری طرف پھیری، کہا پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی بتا دیا کہ جس دن سنا سب ققی عذابک یوم تعثت او تجتمع عبادک (اے میرے رب! مجھے اپنے اس دن کے عذاب سے محفوظ فرما جس دن تو اپنے تمام بندوں کو عذاب کا یا جمیع کرے گا)۔ (ت)

ساتویں حدیث برادر نے مسند، طبرانی نے معجم اوسط، ابن السنی نے کتاب عمل الیوم واللیلہ اور خطیب بغدادی نے تاریخ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز ادا کر کے فارغ ہوتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے سر پر پھیرتے اور پڑھتے بسم اللہ الذی لا الہ الا هو الرحمن الرحیم اللہم اذهب عنی الہم والحزن (اللہ کے نام سے جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ رحمن و رحیم ہے اے اللہ! مجھ سے غم و حزن دور فرما دے)

حدیث ششم صحیح مسلم از برادر بن عاصب رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت است گفت کنا اذا صلینا خلف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجینا ان نکون عین یمینہ یقبل علینا بوجہہ قل فسمعتہ یقول سب ققی عذابک یوم تجتمع عبادک بودیم کہ چون پس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نمازی گزاردیم دوست می داشتیم کہ از دست راست او یا بشیم تا پس از سلام دادن روئے مبارک شویںے ما کند پس شنیدیم اور اگر سے گفت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اے پروردگار من نگاہ را مرا از عذاب نمودت روزیکہ برانگیزی یا فرمود گرد آری بدگان خود را۔

حدیث ہفتم برادر نے مسند و طبرانی معجم اوسط و ابن السنی در کتاب عمل الیوم واللیلہ و خطیب بغدادی در تاریخ از انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت دارند کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا صلی وخرج من صلوٰتہ مسح بیمینہ علی ساسہ و قال بسم اللہ الذی لا الہ الا هو الرحمن الرحیم اللہم اذهب عن الہم والحزن۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چون از نماز فارغ شدے دست راست بر سر مبارک خود شس سو دے دایں دعا نمودے

۱/۲۴۶ صحیح مسلم باب جواز الانصراف من الصلوة عن الیمن والشمال مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی
۱۲/۴۸ تاریخ بغداد للخطیب باب الکفاح عن اسمہ کثیر حدیث ۶۹۵۳ دار الکتاب العربیہ بیروت

بنام خدا نیکو عز و ادب بکس ہزارے پرستیدن نیست
 بخشا شد مہربان خدا یا پریشانی و غم از من بکن طرفہ
 آنکہ ایں ہوشمندان را از قول امام وقت و مجتہد العصر
 صاحب الزمان خود شای خبر سے نیست تا بدر کہ
 احادیث و ادراک و اہل پر رسد مولیٰ عبدالحی صاحب
 لکھنوی نہ بھی در ثبوت و عابکہ و اثبات رفع یدین از
 برائے دعا بعد از نماز قرائتے نوشت امام اینان میاں
 نذیر حسین دہلوی کہ بر قولش ایمان آوردہ اند وین
 را بگوئے لشکرند و فقہ و فقہ را دشنام و ہند تصدیق
 و تائید او کرد حدیثے حبیب لکھنوی آوردہ بود حدیثے دیگر
 ایں کس افزودہ فتویٰ نیست چہ می فرمایند ملائے وین
 اندرین مسئلہ کہ رفع یدین در دعا بعد نماز چنانکہ معمول
 آنکہ در راست ہر چند فقہا مستحسن می نویسند و سادہ
 و مطلق رفع یدین در دعائے وار و دیرین مخصوص ہم حدیثے
 داروست یا نہ بنیوا تو جہودا۔ ہوا المحبوب
 وین مخصوص نیز حدیثے داروست حافظ ابوبکر احمد
 بن محمد بن اسحق ابن السنی در کتاب علل الیوم واللیل
 سے نویسنده ثنی احمد بن الحسن حدیثنا
 ابو یعقوب اسحاق بن خالد بن یزید ابوالحسن
 حدیثنا عبد العزیز بن عبد الرحمن القرظی
 عن خصیف عن انس عن النبی صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم، انه قال ما من عبد بسط
 کفہ فی دبر کل صلوۃ ثم یقول اللہم الہی
 والد ابراہیم واسحق و یعقوب والدہ جبرئیل
 و میکائیل و اسرافیل علیہم السلام اسئلك ان تستجیب

اور طرفہ تریہ کہ ان عطلندوں کو اپنے امام وقت اپنے دہ
 اور زمانے کے مجتہد کی خبر تک نہیں چہ ہائیکہ یہ احادیث
 اور اہل سے آگاہ ہو سکیں مولوی عبدالحی لکھنوی
 نے صحت ثبوت دعا ہی نہیں بلکہ نماز کے بعد باتھا اٹھا کر
 دعا کرنے پر فتویٰ جاری کیا ان کے امام میاں نذیر حسین
 دہلوی (جی کے قول پر ایمان رکھتے ہیں حالانکہ وہ دین الہی
 کے اندر کو کسی شمار میں نہیں لاتا، فقہ اور فقہاء کو گاہا
 دیتا ہے) انہوں نے فتویٰ میں حبیب لکھنوی کی حدیث
 اور لکھنوی کی تائید و تصدیق کی ہے دوسری حدیث کا
 اس سے خود انکار کیا ہے، وہ فتویٰ یہ ہے کیا تھا
 ہیں ملائے دین اس مسئلہ میں زمانہ کے بعد دعا
 کے لئے باتھا اٹھانا جس کا اس علاقے کے اندر میں
 معمول ہے کہ ہے، اگرچہ فقہانے اسے مستحسن لکھا اور
 مطلق باتھا اٹھانے اور دعائے وار و دیرین موجود ہیں کیا اس
 عمل خاص در رفع یدین، پر بھی کوئی حدیث ہے؟
 جواب غایت کروا جہاؤ گے، وہی صواب کی توفیق
 دینے والا ہے خاص اس بارے میں بھی حدیث موجود
 ہے، حافظ ابوبکر احمد بن محمد بن اسحق ابن السنی نے
 اپنی کتاب علل الیوم واللیل میں لکھا ہے مجھے احمد بن
 عیسیٰ نے انہیں ابو یعقوب اسحاق بن خالد بن یزید
 ابوالحسن نے انہیں عبد العزیز بن عبد الرحمن القرظی
 نے خصیف سے انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ
 سے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
 جس شخص نے بھی ہر نماز کے بعد دعا کے لئے ہاتھ پھیلائے
 اور عرض کیا اے اللہ میرے مہربان اے ابراہیم امی،

دعوتِ قافی مضطر، و تعصمتی فی دینی قافی
 مبتلی، و تنالنی بر حمتک قافی مدتب، و تسقی
 عن العقر قافی متمسکن، الاکات حقا علی
 الله عز و جل ان لا یردید یہ تعابثتین و الله
 قافی اعلم **ابو الحسنات محمد عبد الحق**
 حاصل ایں حدیث کہ حدیثِ ششم ہاشمہ ہا شد آنست
 کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امت را
 دعا سے می آموزد کہ ہر کہ بعد ہر نماز ہر دو دست خود
 برداشتہ ایں دعا کند بر حضرت بل و علا حق باشد
 دستہا سے اور انومید باز نکر داند باز تصدیق امام
 الطائفہ خود بشیعی می سرائیہ الجواب صحیح و
 یؤیدہ عامر و ابوبکر بن ابی شیبہ سیستانی
 المصنف عن الاسود العاصری عن ابيه قال
 صلیت مع رسول الله صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم العجر فلما سلم انصرف و رفع ید ید یہ
 ودعا الحدیث ثبت بعد المبلوغ المضر و ضحی
 مرقم النیدین فی الدعاء عن سید الامبیاء و
 اسوة الاتقیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کہ لا یخفی عن العلماء الاذکیا **سید محمد حسین**
 لیکن ایں حدیث ششم کہ ابوبکر بن ابی شیبہ

اور یعقوب کے معبر! لے چریل، میکائیل اور اسرائیل
 علیہم السلام کے معبر! میری عرض ہے کہ میری دعا
 قبول فرما کہ پریشانی ہوں میری دین میں حفاظت
 فرما میں ابتلا میں ہوں مجھے اپنی رحمت سے
 نواز میں گنہگار ہوں مجھ سے میرے فقر کو دور
 فرما میں مسکین ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکرِ کرم
 یہاں کہ اس کے ہاتھ خالی نہیں ٹانگہ و اذنی اللہ اعلم
ابو الحسنات محمد عبد الحق اس حدیث ۱ جو کہ
آٹھویں حدیث ہے کلام حاصل یہ ہے کہ حضور
 رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو علا دعا کی
 تعلیم دی ہے اور فرمایا جو شخص اس طرح دعا کرے بعد از
 دعا کرے گا اللہ تعالیٰ بل و علا نے اپنے ذکرِ کرم میں
 ہاں کہ اس نے تائید نہیں فرمائی گا۔ پھر اپنے امام
 کی تصدیق ہی دیکھتے تو بات واضح ہو جاتی، وہ
 کہتے ہیں یہ جواب صحیح ہے اور اس کی تائید اس
 روایت سے ہوتی ہے —————
 جسے ابوبکر بن ابی شیبہ نے مصنف میں اسود عاصری
 سے اور انہوں نے اپنے والدِ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ سے بیان کیا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم کے ساتھ فجر کی نماز ادا کی جب آپ نے سلام

لکھ کتاب علی ایوم والیلۃ باب ما یقول فی دبر الصلوة مطبوعہ دارۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد دکن ۳۸/۱
 لکھ مصنف ابن ابی شیبہ من کان یستحب اذا سلم ان یقول اویخوت مطبوعہ دارۃ القرآن العلوم الاسلامیہ کراچی ۲۰۲/۱
 نوٹ: اس تراویح کے لئے بڑی کوشش کی ہے لیکن جو حوالہ دیا ہے اس کے الفاظ اتنے ہیں صلیت مع رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم العجر فلما سلم انصرف و رفع ید ید یہ و دعا کے الفاظ نہیں ہیں۔ تیز راہ سید

کہا، رُخِ اَنور پھرا، ہاتھ اٹھائے اور دعا کی (الحديث)
 اس حدیث کے متعلق ان کا امام کہتا ہے کہ اس سے
 فرض نماز کے بعد دعائیں ہاتھ اٹھانا خود سید الانبیاء
 اسوۃ الاتقیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت
 ہے جیسا کہ علما اذکیا پر مبنی ہیں **سید محمد نذیر حسین**
 میں کہتا ہوں کہ تمہارے جہتوں کی بیماری کا علاج
 کیا ہو سکتا ہے؟ تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے جو
 اہل سنت کو لڑائی کے لئے کافی ہے۔ میں نے
 سات احادیث کا وعدہ کیا تھا جو میں نے پورا کر دیا،
 اس لئے کہ سات کا عدد افضل اعداد میں سے ہے اور
 مذکورہ فتویٰ کے حوالے سے دو احادیث کا مزید ذکر آگیا،
 اب میں چاہوں گا کہ ایک اور حدیث ذکر کروں تاکہ
 اس کے ساتھ تین مشکقات کا وعدہ مکمل ہو جائے
 وبالله التوفیق۔ (د ت)

و صومی حدیث امام احمد نے مسند، ترمذی نے
 معجمی، ابن حبان نے صحیح میں مارث بن مسلم سے،
 ابوداؤد نے سنن میں اس کے والدہ سلم بن عمار سے
 رضی اللہ عنہ سے (اور یہی صواب ہے جیسا کہ حافظ
 قندری نے ترمذی میں ذکر کیا ہے) روایت کیا کہ
 نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے منبر پر
 جب تم فجر کی نماز ادا کرو تو لوگوں سے پہلا سلام ہوئے
 پہلے سات دفعہ یہ دعا پڑھو اللھم اجرنی من
 النار (اے اللہ! مجھے روزِ آخر کی آگ سے آزاد فرما)
 اب اگر تو اس دن فوت ہو گیا تو اللہ تعالیٰ تجھے
 جہنم سے آزاد ہی عطا فرمائے گا اور جب مغرب کی

مصنعت از اسود عامری از پدر او رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت
 کردہ است کہ میں با حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم نماز فجر گزارم چوں سلام داد برگشت و مردود
 دست پاک برداشتم و عافرمود امام ایسا ہی فرمود کہ
 پس خود از سید انبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد
 نماز فریضہ دست بہر دعا برداشتم ثبوت پرست
 چنانکہ بر علما نے اذکیا پوشیدہ نیست، می میگویم
 مگر مجتہدین انبیاء شمار دارند ماں صیت المحمد لله
 کفی الله اهل السنة ان قتال ہفت حدیث را
 وعدہ کردم و یکی آوردم کہ ہفت از افضل اعداد بود
 سالہ تقریب ذکر ایں فتویٰ و حدیث دیگر مذکور
 شد می خواہم کہ حدیث دیگر خوانیم و عدد بہ ثلث عشر
 کاملہ رسانیم وبالله التوفیق

حدیث و حکم امام احمد و مسند و نسائی در مجتبے
 و ابن جبار در صحیح از عمار بن مسلم و ابوداؤد و
 سنن از پدرش مسلم بن عمار رضی اللہ عنہ و هو
 الصواب کما افاد الحافظ الصندی فی
 الترمذی روایت کنند سید عالم صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم را و فرمود اذ اصلیت المصیغ فقبل
 قبل ان تکلم احدا من الناس اللهم اجرنی
 من النار سبع مرات فانک ان مت من
 یومک دلت کتب اللہ لک حوارا من النار
 و اذ اصلیت المغرب فقبل قبل ان تکلم
 احدا من الناس اللهم اجرنی من النار

سیدہ صرأت فانك ان صحت من ليلتك كتب الله لك جوارا من الملائكة يحنون نماز با مدا و اگر کئی پیش از آنکه بلکے سخن گوئی ہفت بار ایس دعا کن خدا یا مزار دوزخ پناہ دہ کر اگر آں روز میری حق عمل و عبادتے تو پناہ از دوزخ نویسد و چوں نماز شام گزار ی بچن کن اگر آں شب میری بچن شوم اللهم اجونا من النار بر رحمتك يا عزيرو يا عفا و جعلی الله تعالیٰ علی نبیہ المختار و اللہ الاطهار و بارک وسلم۔ واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از تہی باری علی علاقہ ریاست گویا رگوتا بدو ریوسے ڈاک خانہ بدی ذکر مر سید کرامت علی صاحب محمد علی محمد امین صاحب شکیہ ریوسے ذکر ۳ رمضان المبارک ۱۳۲۵ھ

بخدمت فیض و رحمت مولانا و مرشد نامولوی محمد احمد رضا خاں صاحب دام اقبالہ السلام مدیک واضح رائے شریف ہو کہ بوجہ چند ضروریات کے آپ کو تکلیف دیتا ہوں کہ بنظر قہر بزرگانہ جواب سے معزز نہ فرمایا جاؤں۔ وغیرہ یاد و شریف بنے بدعا مست شبہ یا میں ان مساعلات میں کچھ شبہ ہے اور کچھ دلیل بھی ہوئی ہے لہذا دریافت کی ضرورت ہوئی۔

الجواب

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ درود شریف خواہ کوئی وظیفہ یا دوزخ نہ پڑھا جاسے جبکہ اُس کے باعث کسی نمازی یا سوتے یا مریض کی ایذا ہو یا ریائے کا اندیشہ اور اگر کوئی محذور نہ موجود ہو نہ مظنون تر عند التفتیس کوئی حرج نہیں تاہم اخفا افضل ہے لہذا فی الحدیث خیر الذکر الخفی (جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ذکر خفی بہتر ہے۔ ت) واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از میرٹھ دفتر طلسمی رئیس مرسلہ مولوی محمد حسین صاحب تاجر طلسمی رئیس ۱۳ رمضان ۱۳۲۸ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر حرکت لوگ جمع اور عصر میں بعد سلام اول قیامات پڑھ کر دعا مانگتے ہیں اور وہاں بعد سلام فوراً دعا، ان میں کون سا طریقہ سنت ہے اور کیا ثبوت ہے؟

الجواب

نماز کے بعد دعائے ثابت ہے اور تسبیح تحفہ ستول زہر راضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی صحیح حدیثوں میں ہے۔

صبح اور عصر کے بعد سنتیں نہیں ہیں کے بعد ذکر طویل کا موقع ہے مگر مسلمانوں میں رسم یہ پڑھنی ہے اور ضرور محمود ہے کہ بعد سلام نام کے ساتھ دعا مانگتے ہیں اور اگر وہ دعائیں دیکر کئے منظر رہتے ہیں ان کے ساتھ دعا مانگنے کے بعد متفرق ہوتے ہیں اس حالت میں قسبیات کی تقدیم اگر غرض تحقیق ثابت ہو کہ ان میں کسی ایک فرد پر بھی ثقیل نہ ہوگا تو کچھ حرج نہیں ورنہ یہی بہتر ہے کہ خیف دعا مانگ کر فارغ کرے پھر جس کے جی میں آئے قسبیات میں شامل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۴۹ از راموچک کوں ضلع چٹاگانگ مدرسہ عزیز مرسلہ سید مفیض الرحمن

۱۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۲۹ھ

درد و شریف یا بھر پڑنا جائز ہے یا نہیں بر تقدیر ثانی مطلقاً ناجائز ہے یا جواز مع انکراہت اور کراہت تحریمی ہے یا تنزیہی؟

الجواب

درد و شریف ذکر ہے ذکر بالجر جائز ہے جبکہ نہ ریا نہ کسی نمازی یا مرض یا سوتے کی ایذا نہ کسی اور مصلحت شرعیہ کا خلاف، یونہی درد و شریف جہاں جائز و مستحب ہے جس کے جواز پر دلیل اجماع کی قرار است حدیث و ذکر نام اقدس میں مطلقاً صحت نام شروع و نہیں صل شدتوں میں و سب اسی آواز سے کہتے ہیں جتنی آواز سے قرائت حدیث و کلام کر رہے ہیں اور یہ صریح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۵۰ از بریلی محلہ بہاری پور صاحب فواب مولوی سلطان احمد خاں صاحب مہ صفر المظفر ۱۳۳۰ھ جس فرض کے بعد سنت ہے اس فرض کے بعد مناجات کرنا درست ہے یا نہیں؟ یا بغیر مناجات کے سنت ادا کرے یا محقر مناجات کے بعد سنت شروع کرے؟ دلیل حدیث یا فقہ کی کتاب سے مع جہات ہوئی چاہے مع نشان باب و نام کتاب۔ جینا تو جروا۔

الجواب

جائز و درست تو مطلقاً ہے مگر فصل طریل مکروہ تنزیہی و خلاف ادنیٰ ہے اور فصل قلیل میں اصلاً حرج نہیں، درمختار فصل صفۃ الصلوۃ میں ہے:

یکرمہ تاحیر السنۃ الا بقدر اللہم انت
السلام وقال الحلوانی لا یاسی بالقصص
سنتوں کو توڑ کرنا مکروہ ہے مگر اللہم انت
السلام الخ کی مقدار۔ حلوانی نے کہا اوراد اور

بالا اور ادا و اختصار: اکمال قال الحلی
ان امرید بالکراهة التزیمیة اس رفع
الخلافت قلت وفي حفظی حملة على القیلة
ختم ہو جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں مجھے یاد آتا ہے کہ علوانی نے اسے اور اقلید پر محمول کیا ہے۔ (مت)
فتح القدر میں ہے:

قول الحنوائی لا یاس الخ والمشہور فی هذه
العبارة کون خلافة اولی فکان معناها ان
الاولی ان لا یقرأ ای الاوراد قبل السنة
ولو فعل لا یاس الخ مختصراً نقله الشامی
ثم قال وتبعه علی ذلك تلخیصاً فی الحلیة
وقال فتحمل الکراهة فی قول ابی علی
التزیمیة لعدم دلیل التعمیمیة حقیق
لوصلاها بعد الاوراد وقته ستة مزارع مکی
لا فی وقتها المسنون
مکی کہا اگر کسی شخص نے اوراد کے بعد سنتیں ادا کیں تو وہ ادا ہی ہوں گی البتہ وقت مسنون میں ادا نہیں ہوئیں گی۔
رد المحتار میں ہے:

مسلم والترمذی عن عائشة رضی اللہ
تعالی عنہا کان رسول اللہ صلی اللہ تعالی
علیہ وسلم لا یقعد الا بمقدار ما یقول
اللهم انت السلام الخ قال وقول عائشة
یسقداً امر لا یفید انه کانت یقول

مسلم اور ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی
عنہا سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ
وآلہ وسلم نماز فرض کے بعد (اللهم انت السلام الخ)
کی مقدار ہی بیٹھتے تھے۔ شامی نے کہا کہ حضرت
عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے قول بمقدار سے

۱/۴۹ مطبوعہ مجتہدانی دہلی باب صفة الصلوة
۱/۳۸۲ مطبوعہ زورید رضویہ سکرم باب النوازل
۱/۳۹۲ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر باب صفة الصلوة

یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ اس وقت میں بعینہ یہی
کلمات پڑھتے تھے بلکہ مقصد یہ ہے کہ آپ اتنا وقت
بیٹھتے جس میں تقریباً یہی دُعا یا اسی طرح کی کوئی
دوسری دعا پڑھی جاسکتی تھی۔ لہذا ان کا یہ قول
بخاری و مسلم کی اس روایت کے منافی نہ ہوگا کہ
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد یہ
دُعا پڑھتے: لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ
لہ الملك ولہ الحمد وهو علی کل شیء قدیر
اللہم لا مانع لما اعطیت ولا معطل لما منعت
ولا ینفم ذالجد منک الجد (اللہ کے سوا
کوئی معبود نہیں وہ وحدہ لا شریک ہے) حک اس کا
حد اس کی اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔ اے اللہ! تیری عطایں کوئی رکاوٹ نہیں بن سکتا، جو تو نہ دے
وہ کوئی اور دے نہیں سکتا اور کسی کرم یا نعت اور امت تیرے قہر و عذاب سے بچا نہیں سکتا، اس کی
تفصیل شرح النبیہ اور اسی طرح فتح القدیر کے باب الزمر والنوازل میں ہے اور اختصاراً (ت)

ذلك بعينه بل كان يقصد بقدر ما يسعه
ونحوه من القول فقريباً فلا ینافی فی
الصحیحین من انه صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کانت یقول دبر کل مکتوبۃ
لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ
الملك ولہ الحمد وهو علی کل شیء قدیر
اللہم لا مانع لما اعطیت ولا
معطل لما منعت ولا ینفم ذالجد منک
الجد و تمامہ فی شرح المنیۃ و
کذا فی الفتوح من التور و
النوازل آھ مختصراً۔

اسی طرح وہ حدیث (یعنی حضرت عائشہ کا قول اس
حدیث کے بھی منافی نہیں) ہے جس کو مسلم وغیرہ
نے حضرت عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے
روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم جب نماز سے سلام پھیرتے تو بلند آواز سے
کہتے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے کسی کا کوئی
شریک نہیں، سلطنت اسی کی، حمد اسی کے لئے،
اور وہ ہر شے پر قادر ہے، برائی سے پھیرنا نیکی کی

و کذا ما روی مسلم وغیرہ عن عبد اللہ بن
الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کان رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا سلم من
صلوۃ قال بصوتہ الاعلی لا الہ الا اللہ
وحدہ لا شریک لہ لہ الملك ولہ الحمد
وهو علی کل شیء قدیر ولا حول ولا قوۃ
الا باللہ ولا نعبد الا ایاہ لہ النعمۃ ولہ
الفصل ولہ الثناء الحسنی لا الہ الا اللہ

مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون لان
المقداس المذکور من حیث التقرب
دون المتحدید قد یسیر کل واحد من نحو
هذا الاذکاس عدم التقادرات انکشیروینھا
دیں کو اگرچہ کافرا سے ناپسند کریں کیونکہ مقدار نہ کو تقریبی اعتبار سے ہے نہ کہ تحدیدی اعتبار سے، اس
مقدار میں ان اذکار میں سے ہر ایک پڑھا جاسکتا ہے کیونکہ ان کے درمیان زیادہ تفاوت نہیں ہے الخ
اشتماعاً شرح مشکوٰۃ باب الذکر بعد الصلوٰۃ میں ہے :

پایہ دانست آنست کہ تقدیم روایت منافی نیست
بحدیثی را کہ در باب بعض ادعیه و اذکار در احادیث
واقع شدہ است کہ بخواند بعد از نماز فجر و مغرب وہ بار
لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ لہ المثلث
ولہ الحمد و هو علی کل شیء قدیر (مختصر)
وہ یکتا ہے ذات و صفات میں کس کا کوئی شریک نہیں، عظمت اسی کی ہے، حمد اسی کی ہے اور وہ
ہر شے پر قادر ہے (مختصر)۔ (ت)

یہاں سے ظاہر ہو کہ آیۃ الکرسی یا فرض مغرب کے بعد دس بار کلمہ توحید پڑھنا فصل قلیل ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۵ از شہر گنہ محلہ روہیلہ قولہ مسئلہ نوروی رحمہ اللہ ۱۹ رجب المرجب ۱۳۳۰ھ
زید بعد ہر نماز جماعت فریضہ قبل از مانگنے دعا روز ایک مرتبہ کلمہ توحید روز بعد مانگنے دعا کلمہ طیبہ
تین مرتبہ اور ایک مرتبہ کلمہ شہادت با و از بلند بنیت مع عارضین جماعت پڑھا کرتا ہے یہ فعل اس کا
جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

جائز ہے مگر عارضین کو ان کی خوشی پر رکھا جائے مجبور نہ کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

باب القراءة (قرأت کا بیان)

مسئلہ ۴۵۲ از بریلی مسئلہ سید احمد علی ساکن زادہ شیخانی ۳ صفر ۱۳۲۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تلاوت کلام مجید مصلحتی یا غیر مصلحتی پر با ترتیب پڑھنا
فرض ہے یا واجب یا مستحب؟ اور امام نمازیں بے ترتیب سورہ پڑھے تو اس پر کیا حکم ہے؟
الجواب

نماز ہو یا تلاوت بطریق معتد بہ دونوں میں لحاظ ترتیب واجب ہے اگر عکس کرے گا گنہگار
ہوگا۔ سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایسا شخص خوف نہیں کرتا کہ اللہ
عز وجل اس کا دل الٹ دے۔

ہاں اگر غارح نماز ہے کہ ایک سورت پڑھ لی پھر خیال کیا کہ دوسری سورت پڑھوں وہ پڑھ لی اور یہ
اس سے اوپر کی تھی تو اس میں حرج نہیں۔ یا مثلاً حدیث میں شب کے وقت چار سورتیں پڑھنے کا ارشاد
ہوا ہے۔ یسین شریف کہ جو اسے رات میں پڑھے گا صبح کو بخشا جائے گا۔ سورہ دخان شریف کہ جو اسے
رات میں پڑھے گا صبح اس حالت میں اٹھے گا کہ ستر ہزار فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے ہوں گے۔ سورہ
واقعہ شریف کہ جو اسے ہر رات پڑھے گا محتاجی اس کے پاس نہ آئے گی۔ سورہ تبارک الذی شریف کہ جو آگے
ہر رات پڑھے گا غائب قبر سے محفوظ رہے گا۔

ایں سورتوں کی ترتیب یہی ہے مگر اس فرض کے لئے پڑھنے والا چار سورتیں متفرق پڑھنا چاہتا ہے
کہ ہر ایک مستقل جہدِ عمل ہے اسے اختیار ہے جس کو چاہے پہلے پڑھے جسے چاہے چوتھے پڑھے۔
امام نے سورتیں بے ترتیبی سے سہواً پڑھیں تو کچھ حرج نہیں، قصداً پڑھیں تو گنہگار ہوا، نماز
میں کچھ خلل نہیں واللہ تعالیٰ اعلم و علما اقموا حکم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مقتدی کو دھام کے پیچھے قرأت سورہ فاتحہ یا اور کسی سورت کی جائز ہے یا نہیں۔ بینوا متواضعوا۔

الجواب

مذہب ضعیفہ دربارہ قرأت مقتدی عدم ایاحت و کراہت تحریر ہے۔ نماز سری میں روایت، استجاب کہ حضرت امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف نسبت کی گئی محض ضعیفہ
کما یسطو المحقق علی الاطلاق فقیہ النفس مولنا کمال اللہ
مولنا کمال اللہ والیدین محمد و محمد رحمہ اللہ
تعالیٰ صفا قالہ فی الدر المختار۔
جیسا کہ محقق علی الاطلاق فقیہ النفس مولنا کمال اللہ
والیدین محمد و محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس پر
تصنیف گفتگو کی ہے۔ جیسا کہ ذکر نماز میں بیان
کیا گیا ہے۔ (دست)

خود تصانیف امام محمد میں جا بجا عدم ہوا از مصرع آثار میں فرماتے ہیں یہی مذہب ہمارا مختار اور اسی پر
عامہ حدیث و اخبار وارد، اور فرمایا ایک جماعت صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین قرأت مقتدی کو مضہر نماز
کہتی ہے اور اقویٰ الیقین پر عمل کرنے میں احتیاط ہے۔

مولانا میں بہت آثار روایت فرماتے ہیں سے عدم برائے بات قادمہ اشیعہ المحقق مولانا
عبد الحق المحدث الدہلوی قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز فی المسعات (یہ بات شیخ محقق حضرت
مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز نے اشعہ المسعات میں کہی ہے۔ ت) بایں ہمہ خلاف
تصریحات نام ایک روایت مرحومہ مجروحہ سے نماز سری میں جواز خواہ استجاب قرأت ان کا مذہب ٹھہرانا اور فقہ
حنفی میں اس کا وجود مجہول محض باطل و دہم مائل۔ ہمارے علمائے محمدین بالاتفاق عدم جواز کے قائل ہیں اور
یہی مذہب جمہور صحابہ و تابعین کا ہے حتیٰ کہ صاحب جلیہ امام علامہ برہان اللہ والیدین مرغینانی رحمۃ اللہ تعالیٰ
نے دعویٰ اجماع صحابہ کیا ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ احادیث و آثار کہ اس باب میں وارد بیحد شمار
یہاں بحرف طوالت بیان بعض پر اقتصار۔

حدیث ۱: صحیح مسلم شریف میں سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی روایت عالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اذا صلیتم فاقیموا صوفکم ثم لیسوا بکم احدکم فاذا کبر فکبروا واذا قروا فاصتوا۔ یعنی جب تم نماز
کرتے ہو تو اپنے منہ کو اٹھادو اور اپنے منہ کو کسی کے منہ کی طرف نہ کرنا۔ باب التہجد فی الصلوۃ
حدیث ۲: صحیح مسلم میں حدیث کے آخری الفاظ واذا قروا فاصتوا اسی جگہ پر قنادہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی
کہ حدیث میں ہیں۔ تذاویر احمد سعیدی

پڑھو اپنی صفیں سیدھی کرو پھر تم میں کوئی امامت کرے پس جب وہ تکبیر کے تم بھی تکبیر کرو اور جب وہ قرأت کرے تم چپ رہو۔

حدیث ۲: ابو داؤد و نسائی اپنی سنن میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اَمَّا الْاِمَامُ لِيُؤْتِيَهُمْ فَاِذَا كَبِرَ فَكَبِرُوا اِذَا قَرَأَ مَا نَصَبْتُمْ اَلاَ هَذَ الْفَظَّ النَّسَائِيُّ۔ یعنی امام تو اس لئے ہے کہ اس کی پیروی کی جائے پس جب وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کرو اور جب قرأت کرے تم خاموش رہو یہ نسائی کے الفاظ ہیں۔ امام سلم بن جراح نیشاپوری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی تصحیح میں اس حدیث کی نسبت فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک صحیح ہے۔

حدیث ۳: ترمذی اپنی جامع میں سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی: مَنْ مَلَئَ مَرَكَةَ لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِلَا مَرَكَةٍ فَلَمْ يَصِلْ اِلَّا اَنْ يَكُونَ وِرَاءَ الْاِمَامِ یعنی جو کوئی رکعت سے سورہ فاتحہ کے پڑھنے اس کی نماز نہ ہوئی مگر جب امام کے پیچھے ہو۔ ہکذا امروا ما لک فی موطا موقوفہ اسی طرح اس حدیث کو امام مالک نے مؤلف میں موقوفہ روایت کیا ہے۔ (ت) اور امام ابو جعفر احمد بن سلاطین راوی: رَحِمَہُ اللہ تعالیٰ علیہ نے معانی الآثار میں اسے روایت کیا اور شادات سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قرار دیا، واللہ تعالیٰ اعلم۔ حافظ ابو یونس ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ سیدنا امام اللہ مالک اللہم سر لک اللہم کاشفت اللہم امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوئی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن مقلدہ با حسان روایت فرماتے ہیں،

حدیث ۴: حدثنا ابو الحسن مونس بن ابی عائشة عن عبد اللہ بن شداد بن الیہاد عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انه قال من صلی خلف الامام فان قراءۃ الامام لم یقرأ یعنی حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کا پڑھنا اس کا پڑھنا ہے۔

فقیر کہتا ہے یہ حدیث صحیح ہے رجال اس کے سب رجال صحاح ستہ ہیں ورواہ محمد ہکذا

سلف سنن النسائی "تادیل قولہ عز وجل وَاِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ" حدیث ۹۲۳ مطبوعہ المکتبۃ السلفیہ لاہور ۱/۱۱۲
سلف جامع الترمذی باب ما جاء فی ترک القراءۃ خلف الامام اذا جہرا بالقراءۃ مطبوعہ امین کمپنی دہلی ۱/۴۲
سلف مسند الامام الاعظم کفایۃ قراءۃ الامام علامم مطبوعہ محمد کادرخانہ تجارت کتب کراچی ص ۹۱

صرفوعاصی طریق آخر (اس کو امام محمد نے مرفوعاً و مری سند سے روایت کیا ہے۔ ت) حامل حدیث کا یہ ہے کہ مقتدی کو پڑھنے کی ضرورت نہیں امام کا پڑھنا اس کے لئے کفایت کرتا ہے۔ ہذا مروی عند محمد بن حماد اللہ تعالیٰ مختصراً و رواۃ الامام قاسمۃ اخری مستوحیاً (حدیث ۵) قال صلوا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالناس فقرا رجل خلفہ فلما قضی الصلوۃ قال ایکم قرأ خلفی ثلاث مرات فقال رجل انا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من صلی خلف الامام فان قرأ الا حاکم لہ قرأۃ ثلاثہ مضمون یہ ہے کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھانی ایک شخص نے حضور کے پیچھے قرأت کی سید اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہو کر ارشاد فرمایا کسی نے میرے پیچھے پڑھا تھا، اگ بسبب خوف حضور کے خاموش ہو رہے ہیں ان تک کہ تین بار تکرار یہی استفسار فرمایا، آخر ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں نے۔ ارشاد ہوا کہ جو امام کے پیچھے ہو اس کے لئے امام کا پڑھنا کافی ہے۔

حدیث ۱۲۴ ابو حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن حماد بن ابی اسحاق عن حماد بن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ لم یقرأ خلف الامام الا فی المکعبین الاولین ولا فی غیرہما یعنی سیدنا جد امیر بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام کے پیچھے قرأت نہ کی۔ پہلی دو رکعتوں میں نہ ان کے گھر میں۔

فقیر کہتا ہے جب اللہ بن مسعود اور کون عبد اللہ بن مسعود جو افاضل صحابہ و مومنین سابقین سے ہیں حضور سفر میں ہمراہ رکاب سعادت اقتساب حضور رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رہتے اور بارگاہ نبوت میں بے اذن لیے جانا ان کے لئے جائز تھا بعض صحابہ فرماتے ہیں ہم نے راہ و روش سرور انبیاء علیہ التیمۃ و الثناء جو چال و حال ابی مسعود کی ملتی پاتی کسی کی نہ پائی، خود حضور اکرم اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

لے منہ الامام الا عظم کفایت قرأت الامام الامام مطبوعہ نور محمدیہ خانہ تجارت کتب کراچی ص ۶۱
لے الموطا للامام محمد باب القراءة فی الصلوۃ خلف الامام مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ص ۱۰۰
نوٹ: ۱۔ مجھے جب اللہ بن مسعود کے تلمذ مسد امام اعظم سے نہیں ملے اس لئے موطا امام محمد سے نقل کی ہے جو کتب میں آکر ہے الفاظ یہ ہیں: اصعبہ اللہ بن مسعود کان لا یقرأ خلف الامام فیما یجہد فیہ و فیما یخافت فیہ فی الاولین و لا فی الاخرین و اد اصابی و حدہ قرأتی الاولین بقائتہ الکتاب و سورۃ و لم یقر فی الاخرین شیئاً۔
فقیر احمد سعیدی

ولا اصحاب عبد الله جميعا یعنی علقمہ بن قیس کہ کبار تابعین و اعلا علم مجتہدین اور افضل علماء سیدنا ابن مسعود ہیں امام کے پیچھے ایک حرف نہ پڑھتے پہلے ہر کہ قرأت ہو چاہے آہستہ کی اور نہ کھل رکعتوں میں غارت پر پڑھتے اور نہ اور کچھ جب امام کے پیچھے ہوتے اور نہ کسی نے حضرت کے اصحاب عبد اللہ بن مسعود سے قرأت کی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اثر ۲ : محمد بن الموطا اخبارنا بکیر بن عامر ثنا ابراہیم التیمی عن حلیمة بن قیس قال لا یأمن علی جمعة احب الی من ان اقرا خلف الامام یعنی حضرت علقمہ بن قیس فرماتے ہیں البتہ آگ کی چٹکاری میں نہیں لینا مجھے اس سے زیادہ پیاری ہے کہ میں امام کے پیچھے قرأت کروں۔

اثر ۳ : محمد بن ایضا اخبارنا اسرائیل بن یونس ثنا منصور بن ابراہیم قال ان اول من قرا خلف الامام رجل اتهم یعنی ابراہیم بن سوید الخنزی نے کہ روئے اسے تابعین و ائمہ دین متین سے ہیں تحدیث و نقابست ان کی آفتاب نیروز سے فرمایا پیچھے جس شخص نے امام کے پیچھے پڑھا وہ ایک مرد متہم تھا۔ حاصل یہ کہ امام کے پیچھے قرأت ایک بدعت ہے جو ایک بے اعتبار آدمی نے احدث کی۔

فقیر کہتا ہے رجال اس حدیث کے رجال صحیح مسلم میں

حدیث ۹ : امام مالک اپنی موطا میں امام عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں :
وهذا سابق ما لك عن نافع ان عبد الله بن عمر رضي الله تعالى عنهما كان اذا شئلا هل يقرأ احد خلف ادم قال اذا صلى احدكم خلفت الامام فحسبه قراءة الامام في اذا صلى وحده فليقرأ قال وكان عبد الله بن عمر رضي الله تعالى عنهما لا يقرأ خلف الامام. یعنی سیدنا ابن سیدنا عبد اللہ بن امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جب دوبارہ قرأت مقتدیہ سرال ہوتا فرماتے جب کوئی تم میں امام کے پیچھے نماز پڑھے تو اسے قرأت امام کافی ہے اور جب اکیلا پڑھے قوت نہ کرے۔

نافع کہتے ہیں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خود امام کے پیچھے قرأت نہ کرتے۔ فقیر کہتا ہے

۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰																																																		

ہی خدا جی خدا حج حاصل یہ کہ جس نے کوئی نماز بے فاتحہ پڑھی وہ ناقص ہے ناقص ہے ناقص ہے۔
اس کا جواب بھی بعینہ مثل اول کے ہے نماز بے فاتحہ کا نقصان مسلم اور قرأتِ امام قرأتِ امام
سے معنی۔ خلاصہ یہ کہ اس قسم کی احادیث اگرچہ کھول ہوں تمہیں اس وقت بکار آمد ہوں گی جب ہمارے
طور پر نماز مقتدی ہے اُمّ الکتاب رہتی ہو وہو ممنوع (اور یہ ممنوع ہے۔ ت) اور آخر حدیث میں
قول حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اقرا بھا فی نفسک یا خاسر ہی (اپنے دل میں پڑھ اسے
فدوی۔ ت) کہ شافعیہ اس سے بھی استناد کرتے ہیں فقیر تو فقیہ النبی اُس سے ایک جواب حسن طویل
الذیل رکھتا ہے جس کے ذکر کی یہاں گنجائش نہیں۔

تیسری دلیل حدیث جہادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ لا تفعلوا الا باجماع القرآن
امام کے پیچھے اور کچھ نہ پڑھو سوائے فاتحہ کے۔

آدھار حدیث ضعیف ہے اُن صحیح حدیثوں کی جو ہم نے مسلم اور ترمذی و نسائی و مولائی امام مالک
و موطائے امام محمد وغیرہ اصحاح و معتبرات سے نقل کیں کب مقاومت کر سکتی ہے، امام احمد بن حنبل وغیرہ
حفاظ نے اس کی تضعیف کی، یحییٰ بن معین جیسے ناقد جن کی نسبت امام مہدوی نے فرمایا جس حدیث کو
یحییٰ نہ پہچانے حدیث ہی نہیں ذراستے میں سنیں گے نہ فتح فیہ محفوظ ہے،
ثانیاً خود شافعیہ اس حدیث پر دو دہرے سے عمل نہیں کرتے،

ایک یہ کہ اس میں ماورائے فاتحہ سے نہی ہے اور ان کے نزدیک مقتدی کو ضم سورہت
جی جائزہ سورہ بد لامام النووی فی شرح صحیح مسلم (امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں اس کی
تصریح کی ہے۔ ت)

دوسرے یہ کہ حدیث مذکور جس طریق سے ابو داؤد نے روایت کی یا داؤد بن مندائی کہ مقتدی کو
جہراً فاتحہ پڑھنا روا اور یہ امر بالا جماع ممنوع صحیح بہ الشیخ فی اللغات و فیئیدہ الکلام النووی
فی الشیخ (شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لغات میں اس بات کی تصریح کی ہے اور امام نووی کا کلام

۱۶۹-۷۰/۱	مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی	باب وجوب قرأۃ الفاتحہ الخ	سلہ الصبح سلم
۱۶۹/۱	"	"	سلہ
۳۲۲/۵	دار الفکر بیروت	حدیث جہادہ بن صامت	سلہ مسند احمد بن حنبل
۳۱۸/۱	نشر السنۃ طہان	باب وجوب قرأۃ ام الکتاب الخ	سنن الدارقطنی

شرح میں بھی اس کا فائدہ دیتا ہے۔ (ت) پس جو حدیث خود اُن کے نزدیک متروک ہم پر اُس سے کس طرح احتجاج کر سکتے ہیں۔

باجملہ ہمارا مذہب مہذب بحمد اللہ صحیح کا فہم و دلائل و اقیدہ سے ثابت، اور غنی لغین کے پاس کوئی دلیل قاطع ایسی نہیں کہ اُسے معاذ اللہ باطل یا مضحکہ خیز مگر اس زمانہ پُر فتن کے بعض جہال بے لگام جنوں نے ہوئے نفس کو اپنا امام بنایا ہے اور انتظام اسلام کو درہم برہم کرنے کے لئے تعقیدائد کرام میں خدشات و ادبام پیدا کر کے ہیں جس ساز و سامان پر ائمہ مجتہدین حصہ فرما امام الائمہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن مقدیر کی مخالفت اور جس بضاغت مزاجات پر ادعا ہے اجتہاد و فتاوت ہے علقائے متصفین کو معلوم اصل مقصود ان کا اغوائے عوام ہے کہ وہ پیار سے قرآن و حدیث سے ناواقف ہیں جو ان دجیان خام کار نے کر دیا انھوں نے مان لیا اگرچہ خواص کی نظر میں یہ باتیں موجب ذلت و باعث فضیلت ہوں، اللہ سبحانہ و تعالیٰ وسوسہ شیطان سے مان بچنے، امین ہذا والعلم عندواہب العلوم العالمہ کل سر مکتوم (اسے قبول فرما اور حقیقی علم اس ذات کے پاس ہے جو تمام علوم عطا فرمائے والا ہے اور تمام غنی رازوں سے واقف ہے۔ ت۔

۲۵۴ھ تک کیا فرماتے ہیں علمائے دین اسی مسئلہ میں کہ جو حافظ نماز میں اس طرح قرآن مجید پڑھتا ہو کہ نہ تو صحیح اعراب کا دھیان رکھتا ہے اور نہ وقت لا رہا ہو وقت کرتا ہے اور ماضی مع مکمل کے صیغے ایسے ادا کرتا ہے کہ سامعین کو جمع مونث غائب کا شبہ ہوتا ہے اور اکثر جڑ حروف و کلمات بھی فرو گذاشت ہو جاتے ہیں تو اس کے سننے میں کچھ ٹو اب کی امید ہے یا بالکل نہیں اور نماز اس کی پیچھے درست ہے یا نہیں اور یہ عذر ترک جماعت کے لئے مقبول ہو گا یا نہیں یا دوسری مسجد میں جماعت کے لئے جائز ضروری ہے یا صرف فرض جماعت سے ادا کر کے باقی نماز مکان پر پڑھے بقیۃ التوجہ و (بیان کرو اور اجر پاؤ۔ ت)

الجواب

خطائی اعراب یعنی حرکت، سکون، تشدید، تخفیف، قصر، مد کی غلطی میں علمائے متاخرین رحمہم تعالیٰ علیہم اجمعین کا فتویٰ قویہ ہے کہ علی الاطلاق اس سے نماز نہیں جاتی۔

فی الدار المختارہ رولۃ القاسری لوفی اعراب لا تقصد وان غیر المعنی بہ یفتی۔ برازیہ۔
در مختار میں ہے کہ قرأت کرنے والے کی غلطی اگر اعراب میں ہو تو نماز فاسد نہیں ہوگی اگرچہ اس سے معنی بدل جائے اسی پر فتویٰ ہے، برازیہ (ت)

رد المحتار میں ہے :

لا تقصد في الحصل و به يفتى بزازير و خلاصة
ان تمام صورتوں میں نماز کا سبب نہ ہوگی اور اسی
پر فتویٰ ہے بزازیر و خلاصہ (ت)

اگرچہ صحنے متقدمین و خود ائمہ مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہم در صورت فساد معنی فساد نماز مانتے ہیں اور یہی
من حیث الدلیل اقویٰ اور اسی پر عمل احوط و احوالی۔

في شرح غنية الكبير هو الذي صاحب
المحققون و فرغوا عليه الفرج فاعل بما تختار
و لاحتياط اولي سيجافى امر الصلوة ، لست
هي اول ما يحاسب العبد عليها (مختصا)

اور وقف و وصل کی غلطی کوئی چیز نہیں یہاں تک کہ اگر وقف و وصل پر نہ مٹھرا بڑا کیا مگر نماز نہ گئی۔

في التيسيرية ان وصل في غير موصلة الوصل
كما لو لم يقف عند قوله اصحب التبريد
وصل بقوله الذيت يحسنون العرش لا تقصد
لكنه قبيح هكذا في الخلاصة۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے اگر قاری نے وہاں وصل
کے بعد وصل کا مقام نہ تھا جیسا کہ قاری نے
وقف نہ کیا اللہ تعالیٰ کے ارشاد اصحب التبريد
بكر الدین یحسبون العرش کے ساتھ مل دیا
تو نماز فاسد نہ ہوگی البتہ یہ غلط ہے۔ خلاصہ میں
اسی طرح ہے۔ (ت)

طیہ میں ہے :

صريح غير واحد منهم صاحب الذخيرة
على ان الفتوى على عدم الفساد بكل حال
لا في مراعاة الوقف و الوصل و الابتداء
متعدد علماء جن میں صاحب ذخیرہ بھی ہے نے
اس بات کی تصریح کی ہے کہ ہر حال میں عدم فساد
پر فتویٰ ہے کیونکہ وقف و وصل اور ابتداء کی

رد المحتار باب ما يقصد الصلوة
غنية المستمل شرح غنية المصل فائد من زلة القاري
فتاویٰ ہمدانی الفصل الخامس في زلة القاري
مطبوعہ معیطہ البانی مصر ۱/ ۲۶۷
مہمل اکیدھی لاہور ص ۲۹۳
مطبوعہ فورانی کتب خانہ پشاور ۸/

ایقاع الناس في الحرج خصوصاً في حق العوام
والحرج مد فوج شوعاً۔
رعایت لازم کرنے سے لوگوں خصوصاً عوام پر تنگی
لازم آئے گی اور شرعاً تنگی مرفوع ہے۔ (د ت)

یوں ہی ظہیر نامیں الف مسحور نہ ہونا مفید نہیں۔
لما صرح به الفقیہ ان من العرب یکشفی
عن الالف بالفتح والباء بالتکسیر والموا
بالضمه تقول اَعِذْ بِاللّٰهِ مَكَانِ اَعُوذْ بِاللّٰهِ قُلْتُ
وَعَلَيْهِ یُخْرَجُ مَا صَرَحَ بِهِ فِي الْفِقْهِ اَنْ حَذَفَ
الْبَاءُ مِنْ تَعَالٰی فِي تَعَالٰی جَدَّ مِنْ بَنٍ لَا تَفْسِدُ
اتِّفَاقاً۔

کیونکہ فقہ میں تصریح ہے کہ بعض عرب الف کے عوض
فتح، یا ب کے عوض کسر اور واو کے عوض ضمہ پر
اکتفا کرتے ہیں جیسے تو کہے اَعُوذْ بِاللّٰهِ کی جگہ
اَعِذْ بِاللّٰهِ پڑھے۔ میں کہتا ہوں فقہ کی تصریح سے
بھی یہی مستفاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد تعالیٰ جَدَّ
میں بتائیں تعالیٰ کی یا ب حذف کرنے سے بلا اتفاق ناز
قاسد نہ ہوگی۔ (د ت)

اسی طرح حروف و کلمات کا فرد گزاشت ہو جانا بھی دواماً موجب فساد نہیں ہوتا بلکہ اسی وقت
کہ تفسیر معنی کرنے کا ہوا وضابطۃ الامتۃ المتقدّمین میں صحیحہ اللہ تعالیٰ (جیسا کہ ائمہ متقدمین رحمہم اللہ
تعالیٰ کا مسلک ضابطہ ہے۔ ت)

بآئجلہ اگر حافظہ نہ کرے وہ خطائیں جو مسجد نمازیں، اربع نہیں ہوتیں تو نماز اس کے پیچھے درست،
اور ترک جماعت کے لئے یہ حذر نا مسحور، اور اگر خطایا سے مخفیہ صادر ہوتے ہیں تو بیشک وہ نماز نمازی
نہیں، نہ وہ ان ثواب کی گنجائش بلکہ حیا ذی اللہ عکس کا خوف ہے نہ اہل محلہ کو دوسری مسجد میں جانے کی حاجت
کہ یہی مسجد جو ان پر حق رکھتی ہے ہنوز محتاج نماز جماعت ہے۔ نماز قاسد کا تو قدم وجود شرعاً یکساں،
پس اگر ممکن ہو تو دوبارہ جماعت وہیں قائم کہے ورنہ آپ ہی مسجد میں تنہا پڑھ لے کر حق مسجد ادا ہو،

کما اُحَادِدُ فِي الْفَقَاوِي الْخُتَابِيَّةِ وَفِيهَا اَيْضاً مَوْذِعٌ
بِمَسْجِدٍ لَا يَحْضُرُ مَسْجِدٌ اَحَدٌ قَالُوا
يُؤْذَنُ هُوَ وَيَقِيمُ وَيُصَلِّي وَحْدَهُ
وَاللّٰهُ اَحَبُّ مَسْجِدٍ يَصَلِّي

فی مسجد آخری

مسجد میں نماز ادا کرنے سے بہتر ہے دت

اور اگر یہ صورت ہو کہ حافظ مذکور فرضوں میں قرآن مجید صحیح پڑھتا ہے اور خطایائے مفیدہ صرف تراویح تراویح میں بوجہ غفلت و بے احتیاطی واقع ہوتی ہیں تو فرض میں اس کی اقتدا کرے تراویح میں وہی حکم ہے ورنہ در صورت فساد فرضوں میں بھی اقتدار درست نہیں کمالا یحییٰ (جیسا کہ ظاہر ہے۔ ت۔ واللہ تعالیٰ اعلم)

مسئلہ ۲۵۵ ۴ روایت آخر ۱۳۰۰

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر امام یا منفرد تیسری یا چوتھی رکعت میں کچھ قرأت جہر سے پڑھ جائے تو سجدہ سہو واجب ہو گا یا نہیں؟ جہنوا تو جہروا۔

الجواب

اگر امام ان رکعتوں میں جن میں آہستہ پڑھنا واجب ہے جیسے ظہر و عصر کی سب رکعات اور عشاء کی پہلی دو اور مغرب کی تیسری اتنا قرآن عظیم جس سے فرض قرأت ادا ہو سکے (اور وہ ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب میں ایک آیت ہے) مجہول کہ باذان پڑھ جائیگا تو بلاشبہ سجدہ سہو واجب ہو گا، اگر بلا مذہب تیسری سجدہ نہ کیا یا اس قدر قصد آبادان پڑھا تو نماز کا پھیرنا واجب ہے اور اگر اس مقدار سے کم مثلاً ایک آدھ کلمہ یا اربینہ حل جائے تو نہ اسباب راجع میں کچھ حرج نہیں۔ رد المحتار میں ہے،

الاسرار یجب علی الامام والمنفرد فیما یسوفیہ وهو صلوۃ الظهر والعصر والثالثة من المغرب والاخريان من العشاء وصلوة الکسوف والاستسقاء کما فی البحر المحیط۔

سری نمازوں میں امام اور منفرد دونوں پر اسرار (سرا قرأت) واجب ہے اور وہ نماز ظہر، عصر، مغرب کی تیسری رکعت، عشاء کی آخری دو رکعات، نماز کسوف اور نماز استسقاء ہیں۔ جیسا کہ بحر میں ہے الخ (ت)۔

در مختار میں ہے،

تجب مسجدتان بآئک واجب سہو اکالھم فیما یخافان فیہ وعکسہ والاصح تقدیرہ بقدر ما تجوز بہ العتیلوۃ

سہو ترک واجب سے دو سجدہ سے لازم آتے ہیں مثلاً سری نماز میں جہراً قرأت کر لے یا اس کا عکس اور اصح یہی ہے کہ دونوں صورتوں میں اتنی قرأت

فی الفصلین آٹھ ملخصاً۔

سے سجدہ لازم ہو جائے گا جس سے نماز ادا ہو جاتی
ہو اور ملخصاً۔ (ت)

غزیر میں ہے،

صحیح ظاہر روایت ہے اور وہ اتنی مقدار ہے کہ اس کے
ساتھ نماز بغیر کسی تفرقہ کے جائز ہو جائے کیونکہ سر کی
جگہ جہر قلیل معاف ہے الخ (ت)

الصحيح ظاهر الرواية وهو التقدير بما تجوز
به الصلوة من غير تفرقة لان التقدير من
الجهر في موضع الصلوة عفو الخ۔

ما سجدہ شامی میں ہے،

اس کو ہایہ، کح، تجبین اور غزیر میں صحیح کہا ہے الخ
اور اس میں تفصیل لکھو ہے۔ (ت)

صححه في الهداية والفتح والتبيين
المنية الخ وتعامه فيه۔

تشریح الیٰساریں ہے،

فمن القراءة آية على المذهب

(مذہب مختار کے مطابق ایک آیت

کی قرأت فرض ہے۔ ت)

بکر الاتی وعلگیری میں ہے،

لا يجب السجود في العمود

عمدہ ترک وابتی، سجدہ سہو واجب نہیں کیونکہ اس کے

جبر لنقصانہ۔

نقصان کو پورا کرنے کے لئے نماز کا اعادہ ضروری ہے

یہ حکم امام کا ہے اور منفرد کے لئے بھی زیادہ احتیاط اسی میں ہے کہ اس فعل سے عذاب کے اور سہو واقع

ہو تو سجدہ کر لے۔

ہو تو سجدہ کر لے۔

اور یہ اس لئے ہے کیونکہ اس میں علماء کا شدید اختلاف

وذلك لان علماء اختلفوا فيه، اختلافاً

ہے بعض منفرد پر سری نمازیں سر آقرأت کو واجب قرار

شدید اقمستہم من لم يوجب عليه

نہیں دیتے جیسا کہ جہری نمازیں بالاتفاق جہراً

الاسرار فيما يسركما لا يجب عليه

۱۰۲/۱	مطبوعہ مجتہائی دہلی	باب سجدہ السہو	ملہ در مختار
۴۵۸ ص	مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور	فصل فی سجدہ السہو	ملہ غنیۃ المستملی شرح غنیۃ المصلی
۵۴۸/۱	مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر	باب سجدہ السہو	ملہ رد المحتار
۸۰/۱	مطبوعہ مجتہائی دہلی	فصل یجر الامام	ملہ در مختار
۱۲۶/۱	مطبوعہ کتب خانہ پشاور	ابواب الثانی عشر فی سجدہ السہو	ملہ فتاویٰ ہندیہ

البحر فمما يجهر بالافتاق وعليه مشى
في الهداية والمحيط والتاسر خانيته
وغيرها ونص في النهاية والكفاية و
الغنية ومصارج الدراية وغيرها من
شروح الهداية والذخيرة وجامع الرموز
شرح النقاية وفي كتب آخر يطول عدها انه
هو ظاهر السواية وان خلافة سواية
النوادر ومنهم من جعله فيما يسر كالامام
به حزم في الحلية والمنية والبحر والنهر
والمنع والملتقى والبحر واليه اشار في
كنز الدقائق ونور الايضاح وصححه
في البدائع والتبيين والفتح والدرر
والهندية وقال في البحر والدرر
المذهب يظهر كل ذلك بالمرجعة للبعض
الى مرد المحتمد لبعض اخر الى ما سجدنا
من الاستدراك كان الاحوط ما قلنا والله
تعالى اعلم۔

قرأت لازم نہیں، اور یہی ہدایہ، محیط اور تاتار خانیہ
وغیرہ میں ہے۔ ہدایہ کی شروع نہایت، کفایہ،
غنیہ اور مستدرج الدراية وغنیہ میں
اور ذخیرہ اور جامع الرموز شرح النقاية اور دیگر
کتب جن کا شمار طویل ہے
میں اسے طلب ہر الروایۃ کہا ہے اور اس کے
مخالفت روایت کو نادر الروایۃ کہا ہے اور بعض
نے سری ناز میں منع ذکر امام کی طرح قرار دیا ہے
علیہ، غنیہ، بحر، نھر، منج اور ملتقى الذکر میں
اسی پر حرم ہے، کنز الدقائق اور نور الايضاح
میں بھی اسی طرف اشارہ ہے۔ بدائع، تبیین،
فتح، درر اور ہندیہ میں اسی کو صحیح قرار دیا گیا ہے
پھر اور در میں ہے کہ مذہب یہی ہے۔ اس
مذکورہ گفتگو کا بعض حصہ رد المحتار سے واضح
ہے اور دوسرا حصہ دیگر معتبر کتب سے جن کا
نام ہم نے ذکر کیا ہے پس احوط وہی ہے جو ہم
نے بیان کیا، واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ مستولہ جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب دوم جمادی الاول ۱۳۰۴ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص جسے لوگوں نے مسجد جامع کا امام معین
کیا ہے بعد وجہات میں گروہ مسلمین کی امامت کرتا ہے اور سورہ فاتحہ شریفین میں بجائے الحمد والرحمن و
الرحیم کے الحمد والرحمن والرحیم پڑھتا ہے، ایسے شخص کو امام بنانا جائز ہے یا نہیں اور
اس کے پیچھے نماز درست ہوتی ہے یا نہیں؟ یندوا تو جروا۔

الجواب

اُسے امام بنانا ہرگز جائز نہیں اور نماز اس کے پیچھے نا درست کہ اگر وہ شخص ح کے ادا پر
بالفعل قادر ہے اور باوجود اس کے اپنی بے خیالی یا بے پروائی سے عہدات مذکورہ میں ہرگز پڑھتا ہے

تو خود اس کی نماز عاصد باطل، اوروں کی اس کے پیچھے کیا ہو سکے، اور اگر بالفصل ح پر قادر نہیں اور سیکھے پر جان لڑا کر کوشش نہ کی تو بھی خود اس کی نماز محض اکارت، اور اس کے پیچھے ہر شخص کی باطل، اور اگر ایک ناکافی زمانہ تک کوشش کر چکا پھر چھوڑ دی جب بھی خود اس کی نماز پڑھی بے پڑھی سب ایک سی، اور اس کے صدقہ میں سب کی گئی، اور برابر صدقہ کی کوشش کئے جاتا ہے مگر کسی طرح ح نہیں نکلتی تو اس کا حکم مثل اُتی کے ہے کہ اگر کسی صحیح پڑھنے والے کے پیچھے نماز مل سکے اور اقدانہ کرے بلکہ تنہا پڑھے تو بھی اس کی نماز باطل، پھر امام ہو نا تو دوسرا دور ہے، اور پرخا ہر ہے کہ اگر بالفرض عام جماعتوں میں کوئی درست خواں نہ ملے تو جمعہ میں تو قطعاً ہر طرح کے بندگان خدا موجود ہوتے ہیں پھر اس کا ان کی اقدانہ کرنا اور آپ امام ہونا خود اس کی نماز کا باطل ہونا اور جب اس کی گئی سب کی گئی۔

بہر حال ثابت ہوا کہ نہ اس شخص کی اپنی نماز ہوتی ہے نہ اس کے پیچھے کسی اور کی، تو ایسے کو امام بنانا حرام، اور ان سب مسلمانوں کی نماز کا وبال آپہ سر لیتا ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ البتہ اگر ایسا ہو کہ تا حد ادنیٰ امید کہ یہ شخص ہمیشہ ہمیشہ برابر ات دن تقیم عرف میں کوشش بین کئے جائے اور با وصف بقائے امید واقعی محض طول مدت سے گھبرا کر نہ چھوڑے اور واجب الحمد شریف کے سوا اول نماز سے آخر تک کوئی آیت یا سورۃ یا ذکر دیگر اصل ایسی چیز مگر کر پڑھے جس میں ح آتی اور اسے ہٹ پڑھنے سے نہ زجاتی ہو بلکہ قرآن مجید کی دو سو تیس احتیاد کرے جن میں ح نہیں جیسے سورۃ کافرون و سورۃ ناس اور ثناء تسبیحات رکوع و سجود و تشہد و درود وغیرہ کے کلمات میں جن میں ایسی ح آتی ہے اُن کے مرادفات عقاربات سے بدلے مثلاً بجا ہے سبحانک اللہم و بحمدک لک الحمد اللہم عشیا حدیث و حق ہذا القیاس اور اسے کوئی شخص صحیح خواں ایسا نہ ملے جس کی اقدانہ کرے اور جماعت بھر کے سب لوگ اسی کی طرح ح کو ہٹ پڑھنے والے ہوں تو البتہ جب تک کوشش کرتا رہے گا اس کی بھی صحیح ہوگی اور اُن سب اس کے مانندوں کی بھی اس کے پیچھے صحیح ہوگی اور جس دن با وصف تنگ آکر کوشش چھوڑی یا صحیح القراءۃ کی اقدانہ ملتے ہوئے تنہا پڑھی یا امامت کی اُسی دن اس کی بھی باطل، اور اس کے پیچھے سب کی باطل، اور جبکہ معلوم ہے کہ یہ شرائط متحقق نہیں تو حکم وہی ہے کہ جمعہ وغیرہ کسی میں نہ اس کی نماز درست نہ اس کے پیچھے کسی کی درست۔ یہ جو کچھ مذکور ہوا یہی صحیح ہے یہی راجح یہی مختار یہی مفتی بہ اسی پر عمل اسی پر اعتماد و ثقہ الہی دی الی سبیل الرشاد۔

در مختار میں ہے،

لا یصح اقتداء غیر الا لشغی بہ و حرمہ غیر قتلے کی اقدانہ کے پیچھے درست نہیں (الفتح اس

الحلی وابن الشحنة انه بعد بذل جهده
 واثباتا كالاتي فلا يؤمر الا مثله ولا تعمر
 صلواته اذا امكنه الاقتداء بهن يحسنه
 او تركه جهده او وجد قدر الغرض مما
 لا يشغ فيه هذا هو الصحيح المختار في
 حكم الاشغ وكذا من لا يقدر على التلفظ
 بحرف من الحروف اذ ملقطا۔

پن کے پڑھ سکتا ہے ان صورتوں میں کی نماز درست نہ ہوگی۔ توتے کے متعلق یہی مختار اور صحیح حکم ہے اور اسی
 طرح اس شخص کا بھی یہی حکم ہے جو حروف تہجی میں سے کوئی حرف نہ بول سکے یعنی صحیح تلفظ پر قادر نہ ہو اور لفظاً
 فتاویٰ مفتی علامہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ غازی ترمذی میں ہے،

الراجع المفتی به عدم صحة امامة
 الاشغ لغيره ^ت
 رد المحتار میں ہے،

من لا يقدر على التلفظ بحرف من الحروف
 كالرهنن الرحيم واليتمات الرحيم و
 الالمين و اياك نابذ و اياك نستعين السوا
 انما فت فكل ذلك حكمه ما مر من بذل
 الجهد واثما والا فلا تصح الصلوة به
 ملخصها۔

انصحت پڑھتا ہے، ان تمام صورتوں میں اگر کوئی ہمیشہ درست ادائیگی کی کوشش کے باوجود ایسا کرتا ہے
 تو نماز درست ہوگی ورنہ نماز درست نہ ہوگی۔ ملخصاً۔ (د ت)

۸۵/۱	مطبوعہ مجتہائی دہلی	باب الامامة	سلسلہ در مختار
۴۳۰/۱	مصحف ابی بکر	مطلب فی التلغ	سلسلہ رد المحتار بحوالہ فتاویٰ امام غازی
۴۳۱/۱	"	"	"

حاشیہ لفظ ویہ میں زیر قولہ بذل جہدہ دانشا ہے ،

قوله دانشا ای اناء اللیل و اطراف النهار
کما صرحن القهستانیؒ

ان کے قول دانشا کا مطلب یہ ہے کہ وہ رات کے
حقول اور دن کے اطراف میں بھرپور کوشش کرے
جیسا کہ قہستانی کے حوالے سے گزرا۔ (ت)

رد المحتار میں ہے ،

قوله دانشا ای فی اناء اللیل و اطراف
النهار فسادا فی التصحیح و التعلم
ولم یقتد علیہ فصلاته جائزۃ و
ان ترک جہدہ فصلاته فاسدۃ کما فی
المحیط وغیرہ قال فی الذخیرۃ و انه
مشکل عندی لان ما کان خلقه فالجہد
لا یقتد علی تغیرہ اھ و تمامہ فی شرح
المنیۃؒ

ان کے قول دانشا سے مراد یہ ہے کہ رات اور دن
کے اطراف میں تصحیح کی بھرپور کوشش کرے ، پس
اگر وہ ہمیشہ تصحیح و تعلم میں بھرپور کوشش کے باوجود
اس پر قدرت نہ رکھے تو اس کی نماز درست ،
اور اگر وہ کوشش ہی ترک کر دے تو اس کی نماز
فاسد ہوگی جیسا کہ محیط وغیرہ میں ہے ، ذخیرہ
میں کہا یہ میرے نزدیک مشکل ہے کیونکہ جو چیز
فطری اور ذاتی ہو بندہ اس کی تبدیلی پر قادر
نہیں ہو سکتا اھ اس پر تفصیلی گفتگو شرح میں ہے۔

تغیر میں ہے ،

قال صاحب المحیط المختار للفتویٰ انه
ان ترک جہدہ فی بعض عمرہ لا یسعه ان
یتروک فی باقی عمرہ ولو ترک قصد صلواتہ
قال صاحب الذخیرۃ اھ مشکل عندی الا
و ذکر فی فتاویٰ الحنفیۃ ما یوافق المحیط
فانہ قال حل جواب الفتاویٰ الحنفیۃ
ماداموا فی التصحیح و التعلم باللیل

صاحب محیط نے کہا ہے یہ من ر للفتویٰ ہے و اگر
اس نے عمر کے بعض حصے میں یہ کوشش ترک کر دی
ہو تو باقی عمر میں ترک کی گنجائش نہیں اگر ترک کرے
تو نماز فاسد ہوگی ، صاحب الذخیرہ نے کہا
میرے نزدیک یہ بہت مشکل ہے الا فتاویٰ حنفیہ
میں جو کچھ ہے وہ محیط کے موافق ہے کیونکہ انہوں
نے فتاویٰ حنفیہ کے جواب پر کہا ہے کہ

17

شرط کے متقنی کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ

17

خزانہ الکمل میں فتاویٰ ابو الیث سے نقل کرتے

ہوئے کہا اگر نمازی نے الھمد للہ یا کل ھو اللہ

احد پڑھ لیا تو جائز ہے بشرطیکہ وہ اس کے غیر پر

قادر نہ ہو یا اس کی زبان میں رکاوٹ (کنکت)

ہو۔ فقیر (ابو الیث) نے کہا اگر اس کی زبان میں

رکاوٹ (کنکت) نہ تھی لیکن اس کی زبان پر یہ چیز

اگرچہ اس نے یہ شرط ذکر نہیں کی اگرچہ اس کے بعد والی

ابراہیم بن یوسف اور حسین بن مطیع کے حوالے سے ذکر کی ہے۔ (ت)

اسی میں ہے

ابھی آپ نے پڑھا کہ اس شخص کے لئے کوشش کرنے

کی شرط لگانا مناسب نہیں جس میں وہ چیز خلعت

(مطرۃ) ہو یا ایسے مارضہ کی وجہ سے ہو جو عادت

زائل نہیں ہوتا۔ (ت)

ابن امیر الحجاز کے کلام سے پتا چلتا ہے کہ اس شرط

میں اختلاف ہے اور اکثر ملہار نے اس کا ذکر

نہیں کیا کیونکہ اس میں حرج عظیم ہے اور میں کہتا ہوں

مجھے یاد آ رہا ہے کہ مراقی الفلاح پر طحاوی کے حاشیہ

پر میں نے حاشیہ لکھا ہے جہاں بت یہ ہے میں کہتا ہوں

بعض فقہاء ایسا ہوتا ہے کہ جو چیز خلعت وطرۃ ہو اسے

فی خزائنة الکمل فی سیاق النقل عن فتاویٰ

ابی الیث لو قال الھمد للہ او کل ھو اللہ احد

جانہ اور یقیناً علی غیر ذلک ادبسانہ عقلۃ

قال منقیہ فان لو تکن بسانہ عقلۃ وکنت

جری علی سانہ ذلک لا تفسد انتھی قلوبی ذکر

ھذا الشرط وان کان بعد ذلک ذکرہ عمت

ابراہیم بن یوسف والحسین بن مطیع۔

از خود جاری ہو گئی تو نماز فاسد نہیں ہوگی انتھی پس انھوں نے یہ شرط ذکر نہیں کی اگرچہ اس کے بعد والی

ابراہیم بن یوسف اور حسین بن مطیع کے حوالے سے ذکر کی ہے۔ (ت)

اسی میں ہے

قد مضیٰ انفاً لا یسعی اشتراط الاجتہاد

فی ذلک لمن ھو فیہ خلعتہ او لھا مرض لیس

مما یزول عادتاً۔

طحاوی حاشیہ مراقی الفلاح میں ہے

کلام ابن امیر الحجاز یفید ان ھذا الشرط فیہ

خلع و الاکثر لو یذکرو لان فیہ حرجا

عظیماً اھ اقول ورایتنی کتبت علی ھامش

حاشیتہ علی المراقی ما فیہ اقول مرہا کان

خلعتہ یتبدل بالثکلب و رب ما لا یشوقہ یاتی

الجمہ فیہ بالفرج ، ولعل القول الفصل

ملہ علیہ النحلی شرح نیتہ لصلی

سہ ایضاً

سہ حاشیہ الطحاوی علی مراقی الفلاح باب الامتہ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی ص ۱۵۸

ایجاب الجہد ما کان یجی العلم ولو سراجاً
 ضعیفاً فاذا ائیس تحقیقاتہا وسعہ البرک
 لا یکلف اللہ نفساً الا و سہا و فیہ رعایۃ
 الجاہلین و یؤید عدم اشتراط اداۃ
 الجہد ما فی بحیۃ عن خزائۃ الاکمل ادا
 قرأ مکان الظاد صداد او مکان الضاد غدا
 فقال القاصی المحسن الا حسن یقال انت
 تعتمد ذلک تبطل ہلوتہ عالما کانت او
 جاہلا وان جری عن لسانہ اولو یکن یمیز
 بین الحر و بین فظن انہ ادى الکلمۃ کما ھب
 جائزۃ صلاتہ و ھو قول محمد بن حقائق
 و بہ کان یفتی الشیخ اسمعیل الزاہد لان
 لسنۃ الاکراد و اھل السواد و لا تراکب
 غیرہ لئلا فی مخارج ہذا الحروف و فب
 ذلک خرج عظیم و الغب ھو ان ہذا الجھل
 ما فی جمیع الفتاویٰ اھ یا ختہر مر ، فقد
 عذرہم لھم لھم و لہ یلزمہم اداۃ جہد
 و لنن تبعت فبک تجد شواہد بوضر
 و کثر و اللہ یحب الیسر و یقبل العذر و ھو
 سبختہ و قد فی اعلم۔

متکلفہ لا جا سکتا ہے بعض غیر متوقع چیزوں کو اسلئے کہا لایا جا سکتا
 شاید قول فیصل یہ ہو کہ اس وقت تک کوشش واجب
 ہے جب تعلم کے ذریعے تبدیلی کی امید ہو اگرچہ ضعیف
 سی امید ہی سی ، اور جب یقیناً امید ہی ہو جاتے
 تو اب ترک کی گنجائش کا نہ ہونا زیادتی ہے ، اللہ تعالیٰ
 کسی ذات کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں
 دیتا ، اور اس میں جاہلین کی رعایت ہے اور دائمی
 طور پر کوشش کا واجب نہ ہونا بھی اس کی تائید کرتا
 ہے ۔ حلہ میں خزائۃ الاکمل کے حوالے سے ہے کہ ظاہر
 کی جگہ ضاد یا ضا کی جگہ ظار پڑھا تو قاضی عمن نے
 کہا ہے کہ احسن یہ ہے کہ اگر ایسا عدا کیا ہے تو کہا
 جائے نماز باطل ہو گئی خواہ وہ شخص عام ہو یا باطل
 اور اگر وہ پڑ خود جاری ہو گیا یا وہ اہل نول جہد
 کے درمیان اختیار نہیں کر سکتا کہ وہ سمجھ رہا ہے کہ کلمہ
 اسی طرح ادا ہو گیا ہے جس طرح ہونا چاہئے تھا تو
 اس کی نماز درست ہو گی ، اور یہی محمد بن مقاتل کا
 قول ہے ، اور اسی پر شیخ اسمعیل الزاہد نے فتویٰ جاری
 کیا ، کیونکہ کزو ، اہل سواد (عراق) اور ترک لوگوں کی
 زبانیں ان حروف کے متعارف کی صحیح ادائیگی نہیں
 کر سکتیں ، اور اس میں حرج عظیم ہے اور ظاہر یہ
 ہے کہ یہ تمام فتاویٰ کے بیان کا اجمال ہے اور مختصر آپس ان کو جہز کے پیش نظر مندرجہ دانا اور ان پر دائمی کوشش
 لازم نہیں کی ، اگر آپ محنت سے تلاش کریں گے تو بہت اسکے شواہد آپ کو مل جائیں گے ۔ اللہ تعالیٰ
 اسلئے کو پسند کرتا ہے اور عذر قبول فرماتا ہے اور وہ پاک ذات ہی سب سے زیادہ جانتے والی ہے ۔ (ت)

صغیری میں ہے :

لو قرأ الحمد لله بالهاء مكان الحاء المحكم
فيه كالحكم في الا لشغ على ما ياتي قريباً اه
ملحوظاً۔

پھر فرمایا ،

المحارف في حكمه انه يجب عيسى بذل المحمد
والثاني تصحيح لسانه ولا يعذر في تركه وان
كان لا ينطق لسانه فان لم يجد آية ليس
فيها ذلك الحرف الذي لا يحسنه تجوز
صلاته به ولا يؤم غيره فهو بمنزلة الامي
في حق من يحسن ما يجز هو عنه واذا امكنه
اقتداً لا يبيح يحسنه لا يجوز صلته منفرداً
وان وجد قدومه تهورية العسرة ما يبيح
فيه ذلك الحرف الذي يجز عنه لا يجوز صلته
مع قرأاً ذلك الحرف لان هو از صلته
مع التلطف بذل الحرف ضروري فينعدم
بانه اتمام الضرورة هذا هو الصحيح في
حكم الا لشغ ومن يصدق صحت تقدم
انفائه

نماز کا دہر دہی نہ ہو گا۔ تو تے اور اس جیسے شخص کے لئے یہی حکم ہے اور یہی صحیح ہے۔ (ت)

دوا الجیر میں ہے ،

ان كان يمكنه ان يتخذ من القرأت

اگر کوئی حاء کی جگہ ہائے ہوئے الحمد لله
پڑھے تو اس کا حکم تو تے کے حکم کی طرح ہے جیسا کہ
عنقریب آئے گا اور قطعاً (ت)

حقاری میں ہے کہ اس پر صحیح زبان کے لئے ہمیشہ کوشش
کرنا ضروری ہے اور اس کے ترک پر معذور نہیں
سمجھا جائے گا اگرچہ اس کی زبان کا اجزاء درست نہ ہو
پس اگر وہ ایسی آیت نہیں ، تا جس میں ایسا حرف نہ ہو
جس کو وہ اچھی طرح ادا نہیں کر سکتا تو اب اس کی
نماز اس آیت سے درست ہوگی البتہ وہ غیر کی
امامت ذکر وائے ، پس وہ صحیح ادا کیلئے کرنے والے
کے حق میں انہی کی طرح ہو گا اس آیت میں جس سے
عاجز ہے اور جب مذکورہ شخص کو ایسے آدمی کی اقتدا
نہ ہوگی اور اگر وہ ایسی آیت پر قاصر ہے جس میں مذکورہ
حرف نہیں تو اس حرف والی آیت پڑھنے کی وجہ سے
نماز نہ ہوگی کیونکہ اس حرف کا درست پڑھنا نماز
کے لئے ضروری تھا جب وہ تعاضاً دوم ہے تو

اگر تو تے کے لئے قرآن مجید کے دیگر مقامات سے

آیات میں فیہا تلك الحروف يتخذ الا فاختصة
الكتاب فانہ لا یدع قرأتها فی الصلوة انتہی
اقول ولا منشأ لاستثناء العتمة الا لاختلاف
فی مرکبیتها فیترأی لی تفتید ذلك فی المكتوبات
بالاولیین حتی لو قوا فی ارض خربین قسمت
والله تعالی اعلم۔

کرنا ضروری ہے حتیٰ کہ اگر آخری دو رکعتوں میں پڑھے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۵ از سہرام مرشد مولوی محمد نور صاحب ولایتی ۱۳۰۹ھ

غلام فتویٰ مرشد مولوی صاحب مذکور کہ بہر تصدیق نزد فقیرہ آید

ماہرین شریعت پر پیشیہ نہ ہے کہ ضاد کا شُبہ الصوت ہونا ساتھ ظا سے بھج کے جملہ کتب تفسیر وفقہ
و صرف و تجوید سے ثابت ہے کہ بخلاف دال کے کہ ضاد اور دال میں سات صفتوں کا فرق ہے اور قاعدہ کلیہ
جملہ کتب فقہیہ کا یہ ہے کہ جن دونوں حروف میں فرق باسانی ممکن ہے اُس کے بدل جانے سے نماز فاسد ہوتی ہے
اور اگر فرق و دھرت میں مشکل ہے تو اکثر کا مذہب یہ ہے کہ نماز فاسد نہیں ہوتی اور یہی مذہب متاخرین کا
مستدل و پسندیدہ ہے اور مذہب متقدمین کا یہ ہے کہ ضاد کے ظا پڑھنے سے بھی نماز فاسد ہوتی ہے پس لفظ
ولا الضالین کی جگہ والین پڑھنے سے سب کے نزدیک نماز فاسد ہوتی ہے اور ظا پڑھنے سے اکثر کے
نزدیک فاسد نہیں ہوتی اور اسی پر فتویٰ ہے۔ حاصل یہ کہ جس شخص سے مخرج ضاد کا نہ آوے وہ ظا پڑھے
هذا هو الحق والصواب ثم سئل ان کو چاہئے کہ بہت جلد اس کے عامل ہو جائیں واللہ اعلم بالصواب
فی الواقع ہذا مذہب متاخرین کا ہے کہ ضاد کی جگہ ظا پڑھے گایا ذال نماز فاسد نہ ہوگی واللہ اعلم

ابو الحسنات محمد عبدالحی لکھنوی

الجواب

اللهم هداية الحق والصواب - بسم الله الرحمن الرحيم

اس قدر تجویہ جس کے باعث حرف کو حرف سے امتیاز توں تلبیس و تبدیل سے احتراز حاصل ہو و اجابت
جینیہ و اہم مقامات وغیرہ سے آدمی پر تصحیح تمام میں سہی تمام اور ہر حرف میں اُس کے مخرج سے ٹھیک ادا کیے گا

قصہ و اہتمام لازم کہ قرآن مطابق ما اُنزل اللہ تعالیٰ پڑھنے میں معاذ اللہ مہلت و سبے پروائی کو آج کل کے عوام ملکہ یہاں کے کثیر بلکہ اکثر خواص نے اپنا شمار کر لیا، فقیر نے بگویش خود بعض مولوی صاحبوں کو پڑھتے سنا نقل ہو، اللہ اہد عا لک نہ ہرگز اللہ الاحد نے اہد فرمایا نہ امین وحی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اہد پہنچایا نہ صاحب قرآن صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہد پڑھایا، پھر اسے قرآن کیونکر کہا جائے فنا اللہ وانا الیہ مرجعون عاشا فتویٰ متاخرین پروا نہیے پروائی نہیں، باوصف قدرت تعلیم تعلیم نہ کرنا اور براہ سہل انگاری غلط نوائی قرآن پر مہر و تھادی رہنا کون ہائز رکھے گا، اتقان شریف میں ہے:

من المهمات تجوید القرآن وهو اعطاء الحروف حقوقها ورد الحروف الى مخارجها واحده ولا شك ان الامة كلها هم متعبدون بفهم معاني القرآن واقامة حدودها هم متعبدون بتصحيح الفاظه واقامة حروفه على الصفة المتفق عليها عن ائمة القراءة المتصلة بالحقبة النبوية وقد عد معجم القراءة لغیر تجوید الحجاب۔
 اصل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے، اور علماء نے تجوید کے بغیر قرآن پڑھنے کو غلط پڑھنا قرار دیا ہے (ت) اور احسن الفتاویٰ فتاویٰ بزازیرہ وغیرہ میں ہے، ان اللعن حرام بلا خلاف غلط پڑھنا بالاجماع حرام ہے۔

ولذا ائمة دین تصریح فرماتے ہیں کہ آدمی سے اگر کوئی حرف غلط ادا ہوتا ہو تو اس کی تصحیح و تعلم میں اس پر کوشش واجب بلکہ بہت علانیہ اس سہی کی کوئی مدقرر نہ کی اور حکم دیا کہ ہر بھر روز و شب ہمیشہ جسد بکے جائے کسی اس کے ترک میں معذور نہ ہو گا علامہ ابراہیم علیہ غنیہ میں فرماتے ہیں،
 يجب عليه بذل الجهد دائما في تصحيح لسانه ولا يهتزل في رهناء فوری ہے ترک کی صورت میں معذور نہیں

سے اتقان فی علوم القرآن الفصل الثانی من المهمات تجوید القرآن مطبوعہ مصطفیٰ ابراہیمی مصر ۱۰۰/۱
 لکھ فتاویٰ بزازیرہ علی حاشیۃ الفتاویٰ الہندیۃ الثانی فی العبادۃ من کتاب الکواہیۃ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۲۵۳/۹

ترکہ

بجھایا جائے گا (یعنی اس میں جہد کو ترک کرنا قابلِ عقوبت نہیں)

تہمت فی وظیفہ وغیرہ میں ہے :

قولہ دائماً ایاماء اللیل واللیل واطراف النہار

دائماً سے رات کا کچھ حصہ اور دن کے اطراف

مراد ہیں۔ (ت)

اسی طرح ادرکتب کثیرہ میں ہے، تو کیونکر جائز کہ جہد و سعی بالاسنہ طاق سر سے سے حرف منزل فی القرآن کا قصد ہی نہ کریں بلکہ عمدتاً اسے متروک و مجہور، اور اپنی طرف سے دوسرا حرف اس کی جگہ قائم کر دیں۔ فقیر کہتا ہے غفر اللہ تعالیٰ لہ جس اس کے کہ عرش تحقیق مستقر ہو چکا کہ قرآن اتم نظم و معنی جمیعاً بلکہ اتم نظم من حیث الارشاد الی المعنی ہے اور نظم تام مروف علیٰ ہذا الترتیب المعروف اور حرفت باجم قباہین اور تبدیل جزو قطعاً مستلزم تبدیل کل کرمولف من مبائن یقیناً غیر مولف من مبائن آخر ہے۔ میں نہیں جانتا کہ اس تبدیل عمدی اور تحریف کلام اللہ میں کتنا تغذات مانا جائے گا۔ لاجرم امام اجل ابو بکر محمد بن الفضل فضل و امام برہان الدین محمد بن الصمد السعید وغیرہما اجل کرام نے تو یہاں تک حکم دیا کہ جو قرآن عظیم میں عمدتاً حق کی جگہ ظ پڑھے کافر ہے۔

أقول ولا حاجة الی استثناء
 دو ماہو علی العیب لغیب، دن ہینا
 لیس اقامۃ الظہاء مقام الضاد لان انقام
 لیس مقام الضاد خاصۃ بل مقامہما جمیعاً
 لان اللفظ قرئی بہما فی القرآن، فكان مثل
 صراط و سراط و بسطۃ و لہوطة و یسط
 و یبسط و مصیطر و میطر، ان اشباہ
 ذلک بخلاف ضالین و طالین و سجد و
 صحیل فانہ تبدیل۔

میں کہتا ہوں ماہو علی لغیب لغیبین کے
 استثناء کی حاجت نہیں ہے کیونکہ اس مقام پر ضاد کی جگہ
 ظا کو رکھنا نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ مقام ضاد کے ساتھ
 ہی مخصوص نہیں بلکہ دونوں کا مقام ہے کیونکہ قرآن میں
 یہ لفظ دونوں قراتوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ یہ ان
 الفاظ کی طرح ہے صراط اور سراط، بسطۃ اور بسط،
 یسط اور یبسط، مصیطر اور میطر، اور ان کی طرح
 دوسرے الفاظ بخلاف ضالین و طالین کی جگہ ظ لین اور یحیل
 کی جگہ صحیل کے کیونکہ یہاں تبدیل ہے۔ (ت)

ملہ غنیۃ المستمل شرح فیہ لمصنی فصل فی زمرۃ القاری مطبوعہ سبیل الیکیمی لاہور ص ۳۸۳

نوٹ، غنیۃ کی عبارت جو مجھے ملی ہے وہ اس طرح ہے : یجب علیہم الجہد دائماً و صلوٰتہم

جائزۃ ماداً ہو علی الجہد۔ اور اس سے کچھ قبل یہ الفاظ ہیں : ینبغی ان یجتہدوا ولا یعتدوا

فی ذلک الخ۔ المبتدع صغیری شرح فیہ الفصل مطبوعہ دہلی میں یعنی یہی الفاظ تین ص ۲۵ پر موجود ہیں۔ نیز احمد سعیدی

ملہ حاشیۃ الطحاوی علی الدر المختار باب الامارۃ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱/۲۵۱

کہ جو غلط قصد ہے اختیاری نہیں اور جو اختیاری نہیں اس پر حکم جاری نہیں اور اگر اپنی طرف سے غاص ارادہ احد الا غلط کا حکم دیکھتے تو یہ وہی قلم غلط ہے کہ یقیناً ممنوع و لذت علامہ شامی قدس سرہ السامی نے عبارت تاتارخانیہ ۱

اذا لم يكن بين المحرفين اتحاد المخارج ولا قربه الا ان فيه بلوى العامة كالذال مكان الضاد والزاء المحض مكان الذال و الف و مكان الضاد لا تفسد عند بعض الث غم لعل کر کے فرمایا ،

قلت فينبغي على هذا عدم العاد في ابدال الشاد سيناء القات همزة كما هو لغة عوامهم ساها نهم لا يميزون بينهما و يصعب عليهم جدا كالذال مع الزاء و لا سيما على قول القاضى ابو عاصم و قول الصغار وهذا كله قول المتأخرين قد ثبت انه اوسع وان قول المتقدمين احوط قال في شرح المسية وهو الد ف صححه المحققون وقرعوا عليه فاعمل بما تتخذوا الاحتياط اولى مما في امر الصلوة التي هو اول ما يحى صبا العبد عيها .

اس میں سب سے پہلے سوال ہوگا (ت) اس تحقیق انیق سے ظاہر ہوا کہ تمہ نہ غلطو کا جائز نہ دواؤ کا کہ نہ وہ غلط ہے نہ دال مفہم اور بعد قصد من و ارادہ حرف صحیح و استہالی مخرج معین براہ غلط جو کچھ ادا ہو تیسیراً صحت نماز پر فتویٰ لتعسر

المرمی وتكثر البلوی هذا عندی فتنطی نفس ماذا تری (کیونکہ ادائیگی مشکل اور استعمال زیادہ ہے یہ میری رائے ہے پس تمہاری رائے اس میں کیا ہے اس پر غور و غوض کرو۔ ت) ہندیہ و علیہ وقرآنہ الاکمل میں ہے،

ان جری علی لسانہ اولایعرف التسمیہ لا تقصد هو المختار۔
اگر زبان پر از خود جاری ہو گیا یا امتیاز کی معرفت نہیں تو نماز قاسد نہ ہوگی یہی مختار ہے۔ (ت)

وجیز کردی میں ہے،

هو اعدل الا قادیل وهو المختار۔
واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدہ
اتعدوا حکم عن شانہ احکم۔
یہ سب سے معتدل قول ہے اور یہی مختار ہے (ت)
اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ سب سے بہتر جانتے
والا ہے اس کا علم سب سے کامل اور اس کی
شان حاکیت سب سے اعلیٰ و مستحکم ہے (ت)

مشکلہ مسئلہ جناب نواب مولوی سید سلطان احمد خاں صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ اذ بریل

۳ رمضان المبارک ۱۳۱۰ھ

چہ فرمائیے ملائے گرام وری مسئلہ کہ در صورت
ذیل حکم نماز چہیت عام از انکہ فرض ہو یا نقل
کہ در ہر رکعت ہماں سورت تکرار کردن۔
درین دین مسئلہ کی نماز میں ملائہ کی کیا رائے ہے
خواہ نماز فرض ہو یا نقل کہ ہر رکعت میں ایک
سورت کا تکرار کرنا کیسا ہے؟

الجواب

بغیر ضرورت ورفرائض مکروہ تنزیہی است پس
نشاید وراولی قرأت ناس مالعد کردن تا حاجت
بتکرار نیستند اما اگر خواند لبہو یا عمد ناچار در ثانیہ
تیر ہوں باید خواند کہ قرأت معکوسہ سخت تر از تکرار
است بخلاف نتم کنندہ قرآن عظیم کہ اورا باید در
رکعت اولی تا ناس خواندن و در ثانیہ از
بغیر ضرورت فرائض میں مکروہ تنزیہی ہے، پس
پہلی رکعت میں سورۃ الناس عمداً نہیں پڑھنی
چاہئے تاکہ تکرار کی ضرورت نہ پڑ جائے اگر سہواً
یا عمداً پڑھ چکا تو اب دوسری رکعت میں بھی وہی
سورت یعنی سورۃ الناس دوبارہ پڑھے، کیونکہ
ترتیب بدل کر پڑھنا تکرار سے بھی سخت ہے بخلاف

۱/۴۹ فتاویٰ ہندیۃ الفصل الخامس فی زلۃ القاری

۲۲ فتاویٰ ہزاریۃ علی ہمش الفتاویٰ الہندیۃ الثانی عشر فی زلۃ القاری۔ نورانی کتب خانہ پشاور

الحد ثا مفلحون لحدیث الحال الصوات علی
کذا فی النہر ورد المحتار اقول وانہ مراد
انیت کہ بجات ختم فترآن مجید ایں خود نکس و
عکس نیست بلکہ از سر گرفتن باشد چنانکہ لفظ حال
مترعل نیز برآں دلیل است فافہم و للہ تعالیٰ
اعلم۔

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، منزل میں اُترنے والا اور پڑھنا یعنی جو شخص قرآن شریف ختم کرے فوراً شروع کرے اور
یوں ہی کرتا رہے، جیسا کہ نہر اور رد المحتار میں ہے۔ میں کہتا ہوں اس سے مراد یہ ہے کہ ختم قرآن کی
صورت میں یہ عکس اور ترتیب کا بدلنا نہیں بلکہ قرآن کو نئے سوسے سے شروع کرنا ہے جیسا کہ لفظ حال
مترعل ہی اس پر دلیل ہے فافہم واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ در یک رکعت چند سورت خواندن (ایک رکعت میں متعدد سورتیں پڑھنا کیسا ہے؟)۔ ت

الجواب

در رکعت زیادہ بریک سورت خواندن درہر اثن
نباید اما اگر کند مکروہ نہ باشد بشرط اتصال سورت و
اگر سورت متفرقہ در رکعت جمع کند مکروہ باشد کما
فی الغنیثم رد المحتار اقول و بجات امامت شرط
دیگر نیز است و آن عدم تشغیل بر مقتدی و رزق است
تقریبی است۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وہ یک مقتدی اسے بوجہ سوسے نہ کرے ورنہ کراہت تفسیری ہوگی واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ یک سورت فرد گزاشتہ خواندن (ایک سورت چھوڑ کر پڑھنا کیسا ہے؟)۔ ت

الجواب

سورت متروکہ اگر بعد است کہ بر تقدیر قرائت در
ثانیہ اطاعت ثانیہ بر اول لازم آید پس ازانی گزشتہ
دوسری رکعت پہلی رکعت سے طویل ہو جائے گی تو

سورت ٹالٹھ خواندن یا کے تدارد چنانکہ در اول و التبع و در ثانیہ قدس و رند و فرائض مکررہ چنانچہ نص و اخلاص و اگر دوسورت در میان باشد مضائقہ نہ ہو نص و خلق - واللہ تعالیٰ اعلم۔
اور سورہ اخلاص کا پڑھنا اور اگر در میان میں دو سورتیں ہوں تو پھر کوئی مضائقہ نہیں مثلاً سورہ نص و سورہ خلق - واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ در یک رکعت یک سورت یا یک آیت چند بار خواندن (ایک رکعت میں کسی سورت یا آیت کا تکرار کے ساتھ پڑھنا کیسا ہے ؟ - ت)

الجواب

چون تکرار یک سورت و دو رکعت و دو سورت و دو رکعت ہر دو در فرائض ناباستہ بود تکرار یک سورت و یک رکعت اول ناباستہ باشد و بخلاف تکرار آیت خاصہ موجب اطاعت نماید بر اولی باشد و کل خلاف العادۃ و التواتر فی بعضی نماز گاہت تحریم را و بجہ نیست جز در فائز کہ دو رکعتیں اولین پیش از قرات سورۃ اعادہ کل یا اکثر او کند اقول تسنویت واجب الضم پس اگر عادیست اعادہ کند و اگر سبب ہی است سجدہ سہو بخلاف تکرار فائز و در آخرین اقول لعدم الضم فیما یا بعد سورت و در اولین اقول لبحصول الضم من قبل و لا یجب المکرر انما السورة بل کلما تلا من القرات کان لہ ان یتلوک اقول و از صورت تشقیل بر مقتدی غافل نباید بود کہ یک سورت زائد بر قدر مستحسن است پس اگر گرائی آر و مطلقاً ناجائز و مکروہ تحریمی باشد و ای حکم عام است مرفوضہ و نافلہ سجدہ و پس ہر جا از

جب فرائض کی دو رکعتوں میں ایک سورت کا تکرار یا ایک رکعت میں دو سورتوں کا مناسب نہیں تو ایک رکعت میں ایک سورت کا تکرار بطریق اول مناسب نہ ہوگا۔ اسی طرح کسی قسم میں آیت کا تکرار دوسری رکعت کے پہلی رکعت کے حویل ہونے کی وجہ سے منع ہے، اور یہ تمام باتیں فرائض کے بارے میں منقول ماثور کے خلاف ہیں لیکن اس کو مکروہ تحریمی قرارینے کی کوئی وجہ نہیں ماسوائے پہلی دو رکعات میں قرات سورت سے پہلے کل سورہ فاتحہ یا اکثر کا اعادہ کرنا کیونکہ یہ مکروہ تحریمی ہے۔ میں کہتا ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ سورت کا ملانا واجب تھا، اعادہ کی صورت میں وہ فوت ہو جاتا ہے۔ پس اگر کسی شخص نے حمد اویسا کیا تو اعادہ کرے اور اگر سو کیا تو سجدہ سہو ہوگا بخلاف آخری دو رکعات میں سورۃ فاتحہ کے تکرار کے۔ میں کہتا ہوں کیونکہ ان میں ضم سورت واجب نہیں یا ضم سورت کے بعد پہلی دو رکعات میں کیونکہ

صورت جواز مستثنیٰ بایک شخص خفیہ واللہ تعالیٰ اعلم۔
 ختم سورت (واجب) پہلے حاصل ہو چکا اور سورت کے
 بعد رکعت ختم واجب نہیں ہوتا بلکہ جب تک نمازی تلاوت کرنا چاہے کر سکتا ہے۔ میں کتابوں مقتدی پر بوجہ ہونے
 کی صورت سے غافل نہیں ہو جانا چاہئے کیونکہ مثلاً قد مسنون قرأت سے زائد اگر نمازی بوجہ محسوس کرتا ہے تو ایسی صورت
 مطلقاً ناجائز اور مکروہ تحریمی ہے اور یہ حکم ہر مقام پر ہو گا خواہ نماز فرض ہو یا نفل، البتہ ہر جا صورت جواز کو مستثنیٰ کر کے
 لینا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۹۲ **مسئلہ** از یک سورۃ طویلہ آیات متفرقہ در رکعت
 خواندن مثلاً در اول آیت الکرسی و در ثانیہ آمین
 طویل سورت سے مختلف رکعات میں متفرق
 آیات پڑھنا کیسا ہے؟ حلقہ پہلی میں آیت الکرسی
 اور دوسری میں آمین الرسول۔

الجواب

ایں چنی قرأت در دو رکعت جائز است و کذا
 تدارک بشرط آنکہ میان ہر دو موضع فصل کم از دو آیت
 نباشد قاضی بہتر آنست کہ بے ضرورت ایں ہم نمکند
 لکن یوہم الاغراض عن بعض والعیاذ
 باللہ تعالیٰ و اگرچہ فصل یک آیت است یا در رکعت
 واحد یا بے ضرورت از کتاب ایں معنی کر دکر وہ است اگرچہ
 فصل چند آیت باشد اقول و گمان دارم کہ
 نفل دین باب مخالفت فرض نباشد لہذا ذکر فی فتح
 القدیر من قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 لبطل مرہنی اللہ تعالیٰ عنہ اذا ابتدأت
 بسورۃ فاتمہا علی نحوہا قالہ حین سمعہ
 ینتقل فی التہجد من سورۃ الی سورۃ حکما
 مروا کا بود او و غیرہ فقول صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم ہذا کما کان نہیا عنہ

یہ قرأت دو رکعت میں بلا کراہت جائز ہے بشرطیکہ
 دونوں قرأت کے درمیان دو آیات سے کم مقدار
 نہ ہو اور بہتر یہ ہے کہ بغیر ضرورت ایسا بھی نہ کرے
 کیونکہ بعض آیات سے اعراض کا وہم ہوگا العیاذ
 باللہ تعالیٰ، اگرچہ فاصلہ ایک آیت کی مقدار ہو یا
 ایک ہی رکعت میں بغیر ضرورت کے ایسا کرے ترک وہ
 ہے اگرچہ فاصلہ متعدد آیات کا ہو۔ اقول (۱) میں
 کتابوں میں یہ سمجھتا ہوں اس معاملہ میں نوافل
 قرآن کے مخالفت نہیں کیونکہ فتح القدیر میں ہے
 نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمایا جب تو کوئی سورۃ
 شروع کرے تو اسے مکمل کر، آپ نے یہ اس وقت
 فرمایا جب انھیں مسجد میں ایک سورت سے دوسری
 سورت کی طرف منتقل ہوتے ہوئے سنا، جیسا کہ

الانتقال من سورة الى سورة كذلك اذا انتهى
عن الانتقال من آية الى اخرى ايها بالاول
ولكن في فيه كلام مياتي والله تعالى اعلم
دال ہے اسی طرح ایک آیت سے دوسری آیت کی طرف انتقال کے منع ہونے پر بھی بطریق اولی دال ہے، لیکن
اس میں مجھے کلام ہے جو عنقریب آ رہا ہے واللہ تعالیٰ اعلم (ت)
مسئلہ سورۃ مائدہ کس خواندہ (الٹی سورت پڑھا کیسا ہے؟) (ت)

الجواب

بالقصہ جائز و ممنوع است و در حدیث برای تہ یہ شیعہ
فرمودہ اند و اگر سہواً باشد چنانکہ در اہلی فہم خوانندہ
در ثانیہ قصد فعلی داشت کہ بجائے قل اعدو ذکر قل
یا برزبان رفت انگاہ ہمیں سورت کا فردن با تمام رساند
و نگہدایں را اگر داشتہ بسورت دیگر فرستادن سبب ورت
مکروہ است پس ای رجوع باشد ارجع را بہت
بگاہست دھو کہما تہی عنی گفتنی بلند از انکیر منی در نفل
ہم مکروہ باشد یا غیر در مختار بہیمت خصوصاً ایں را و
چیز سے چند از جنس ایں را کہ در فرائض کہ بہت اشت
ذکر کردہ میگوید و لایکوفہ فی النقل شفی من ذلک
اما امام محقق حیث اطلق فرمود عندی فی ہذا
الکلیۃ نظر ملام علی مثنی در ہم در مسئلہ دائرہ بریں
کلیہ مقرر عرض آمد کہ قرأت مشکوکس بیرون نماز مکروہ
و ممنوع است در نفل چنان مکروہ نباشد اقوی دھو
حسن ظاہر و ما اجاب عنہ العلامة الطحطاوی
واقراً لعلامة الشافعی و ما لجملة فالاحوط
الاحتراز و الله تعالى اعلم و علیہ جل مجدہ اتم و احکم
کہا کہ الٹی قرأت نماز سے باہر جب مکروہ و ممنوع ہے تو زافل میں کیوں نہ مکروہ ہوگی۔ اقول (میں کہتا ہوں)

ابوداؤد وغیرہ اسکو روایت کیا ہے، تو آپ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی جس طرح ایک سورت
سے دوسری سورت کی طرف منتقل ہونے سے منع پر
دال ہے اسی طرح ایک آیت سے دوسری آیت کی طرف انتقال کے منع ہونے پر بھی بطریق اولی دال ہے، لیکن
اس میں مجھے کلام ہے جو عنقریب آ رہا ہے واللہ تعالیٰ اعلم (ت)
مسئلہ سورۃ مائدہ کس خواندہ (الٹی سورت پڑھا کیسا ہے؟) (ت)

الجواب

ارادۃ ایسا کرنا ممنوع و ناجائز ہے حدیث میں اس پر
سخت تاکید ہے اگر یہ سہواً ہوا جیسا کہ پہلے رکعت میں
سورہ نصر پڑھی دوسری میں سورہ نمل پڑھنے کا قصد تھا مگر
قل اعدو کی جگہ زبان پر قل یا ایہا الکفران جاری
ہو گیا تو ایسی صورت میں سورہ کا فردن مکمل کرے،
اسے پوزکر دوسری کی طرف نہ جائے، کیونکہ
بغیر فردن کے ترک مکروہ ہے، پس یہ عدم کراہت
سے کراہت کی طرف رجوع ہوگا اور وہ اسی طرح
جس طرح تم جانتے ہو اب اس معاملہ میں یہ
گفتہ گزشتہ گئی کہ کیا نفل میں بھی ایسا کرنا مکروہ ہے
یا مکروہ نہیں بلکہ درست ہے تو در مختار میں خلاصہ
کی اتباع کر سکتے ہوئے اسے اور اس کے علاوہ یہی
طرح کی چیزیں جو فرائض میں مکروہ ہیں ذکر کر کے منسرایا
البتہ ان میں سے کوئی شے بھی زافل میں مکروہ نہیں،
لیکن امام محقق علی الاطلاق نے انہما کر کے فرماتے
کہا مجھے اس کلیہ میں اعتراض ہے۔ علامہ علی مثنی
نے بھی مذکورہ مسئلہ میں اسی کلیہ پر اعتراض کیا، اور
کہا کہ الٹی قرأت نماز سے باہر جب مکروہ و ممنوع ہے تو زافل میں کیوں نہ مکروہ ہوگی۔ اقول (میں کہتا ہوں)

یہ ہی بہتر ہے۔ اور علامہ طحاوی نے ان کی طرف سے اس کا جواب نہیں دیا، اور علامہ شامی نے اسے ثابت رکھا لغرض اس طرح قرأت سے احتراز ہی بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ عمل مجتہد ائمہ و احکم۔ (ت)
مسئلہ ۳۶۴ کی دہشی در قرأت رکعات کردن (رکعتوں میں قرأت کی کی بیشی کیسی ہے؟)۔ (ت)

الجواب

احاطت ثانیہ بر اونی در قرآن مکررہ است بالاتفاق و در نوافل علی الاصح و عکس اول را در نوافل کرہ ہے نیست و در صبح نیز جائز است بالاتفاق و الاطلاق یعنی ہر چہ تطویل کند باک نہ باشد و بقدر ثلث خود مستحب است و بعضے تا نصف گویند و زیادہ برآں با نصف جواز خلاف اولی است و در غییر فجر از قرآن اختلاف است نزد امام محمد ہر جا احاطت اولی باید و شیخی رضی اللہ تعالیٰ عنہما بہ تسوید رفتہ اند و فتویٰ مختلف است و باید کہ از جمیع را در قول شیخین باشد فان کلام الامام احمد الکلام واللہ تعالیٰ اعلم۔

شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما برابری کی طرف مائل ہیں بعد فتویٰ بھی مختلف ہے لیکن شیخین کا قول راجح ہوتا مناسب لگتا ہے کیونکہ کلام امام احمد کلام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۳۶۵ پس سورت اسمائے الہی منم کرد (سورت کے ساتھ اسمائے الہیہ کا ملانا کیسا ہے؟)۔ (ت)

الجواب

در قرآن مکررہ است ہر سوال و استعاذہ نزد آیات ترغیب و ترہیب و در نوافل نیز تغیر نظم الصلوٰۃ و انچہ وارد و ثابت باشد کہ فی صلوٰۃ التسمیہ قال فی رد المحتار و الطعن فی ندبہا بان فیہ تعیر لا نظم الصلوٰۃ انما یتأقی علی ضعف حدیثہا فاذا اسرقق الی درجۃ و ترہیب میں رحمت کا سوال اور عذاب سے پناہ مانگنا بھی مکررہ ہے اور یہ نوافل میں بھی مکررہ ہے کیونکہ ایسے عمل سے نظم نماز میں تبدیل آجاتی ہے اور جو معمولات کے بارے میں احادیث میں وارد نہ ہیں جیسا کہ نماز تسمیہ میں ہے۔ رد المحتار میں کہا اس کے

الْحَسَنُ أَشْتَهَاوَانِ كَانَتْ فِيهَا ذَلِكَ أَهْ وَاللَّهُ
تَعَالَى أَعْلَمُ۔

مستحب ہونے پر یہ اعتراض کہ نظم نماز میں تبدیلی ہ
باعث نہیں گئے تب ہو سکتا ہے جب اس کی حدیث
ضعیف ہو، پس جب اس کی حدیث درجہ حسن پر فائز ہو چکی تو اس کا اثبات ہو گیا اگرچہ اس میں وہ معمولات ہوں
(جو اس نماز میں مذکور ہیں) اے واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۲۸ ربیع الآخر ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و معنیان شریف متین اس مسئلہ میں کہ یہ کوستری صاحب اور اہل محلہ نے جو
نہ زپڑے مسجد میں آتے ہیں امام کیا اور زید حروف کو مخارج سے ادا کرتا ہے اب اس میں چند آدمی یہ کہتے ہیں کہ تم ضاد
نہیں پڑھتے بلکہ ضاد کو مشابہ ظاء کے پڑھتے ہو، اور زید کہتا ہے کہ میں مخارج سے، کرتا ہوں اور تم لوگ زبان کو
دانتوں سے نکال کر نکالتے ہو وہ "د" ہے اور میں ڈاٹھ سے زبان کی ٹوک نکال کر نکالتا ہوں وہ ضاد ہے اور ایک شخص
کہیں نماز پڑھا دیتا ہے ضاد کو مخارج "د" سے ادا کرتا ہے آیا ان میں کسی کے پیچھے نماز جائز ہوگی صاف صاف
فرمائیے کلام اللہ وحدیث رسول اللہ سے بیہنا تو جروا۔

الجواب

ظاد اور ڈو لو دونوں محض نندہ میں دور اس کا مخارج بھی نہ رہا کہ وہ اس سے نکال کر ہے نہ زبان کی
ٹوک کو مارے سے نکال کر بلکہ اس کا مخارج زبان کی ایک طرف کی کروٹ اسی طرف کی بالائی دانتوں سے مل کر رازی
کے ساتھ اور ہونا اور زبان اور ٹوک ٹوک کر تاؤ سے ملنا اور وہاں سختی و قوت ہونا ہے اس کا مخارج سیکھنا مثل تمام
حروف کے ضروری ہے، جو شخص مخارج سیکھ لے اور اپنی قدرت تک اس کا استعمال کرے اور خط یا د کا قصد
نہ کرے بلکہ اسی صفت کا جو طرہ و جل کی طرف سے اترتا ہے پھر جو کچھ نکلے بوجہ آسانی صحت نماز پر فتویٰ دیا جائے گا۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۹ کیا فرماتے ہیں علمائے دین میں اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص نماز میں ضاد کو مشتبہ بظاء پڑھے
تو اس کی نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟ اور اس شخص کا کیا حکم ہے؟ بیہنا تو جروا۔

الجواب

اللہم ھدایۃ الحق والصلوٰۃ

یہ حرف و شواہد ترین حرف ہے اور اس کی ادا خصوصاً غم پر کر ان کی زبان کا حرف نہیں سمجھتا مشکل،

مسلمانوں پر لازم کہ اس کا غرض صحیح سے ادا کرنا سیکھیں اور کوشش کریں کہ ٹھیک ادا ہو اپنی طرف سے نہ غلطی کا قصہ کریں زوداد کا کہ دونوں محض غلط ہیں اور جب اس نے حسب وسیع و طاقت جہد کیا اور حرف صحیح اور سنے کا قصد کیا پھر کچھ نکلے اس پر مواخذہ نہیں لایکلف اللہ نفساً الا وسعاً واللہ تعالیٰ کسی ذی نفس کو اس کی طاقت سے بڑھ کر مکلف نہیں ٹھہراتا۔ ت، خصوصاً ظار سے اس حرف کا جہد کرنا تو سخت مشکل ہے پر ایسی جگہ ان سخت حکموں کی گنجائش نہیں تکفیر ایک امر عظیم ہے لایخرج الانسان من الاسلام الا وجود ما ادخله فيه (انسان کو اسلام سے خارج نہیں کرتی مگر جب اس چیز کا انکار کرے جس سے دین میں داخل کرتی ہے) اور مجبور متاخرین کے نزدیک فساد نماز کا بھی حکم نہیں

فی رد المحتار ان کات الخطأ باہد ال حروف
بحرف فان ممکن الفصل بينهما بلا کلفة
كالضاد مع الطاء فاتفقوا على انه مفسد و
ان لو یکن الا بمشقة كالطاء مع الضاد
فاكثرهم على عدو الفساد لعموم البدوی
اد مخصصا في الدرر المختار لان بقیق
تمییزة كالضاد والطاء فاكثرهم لاد فساد

میں ہے مگر جن حروف میں امتیاز نہ مشکل ہو جیسے ضاد اور ظار، تو اکثر کے نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی۔ اور ائمہ متقدمین بھی علی الاطلاق حکم فساد نہیں دیتے جب کی بات ہے کہ ابنا سے زمانہ ان باتوں میں بے طور جھگڑتے اور ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہیں حالانکہ اصول ایمان و اہمات اعتدائیں جو فتنے طوائف جدیدہ پھیلا رہے ہیں ان سے کام نہیں رکھتے اور لطعت یہ ہے کہ وہ جہال جن سے سہل حرف بھی ٹھیک ادا نہیں ہوتے ضاد اور دواو پر کئے مرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم اہل اسلام کو نیک توفیق عطا فرمائے۔ ہاں اگر کوئی معاند بد باطن بقصد تعبیر کلام اللہ و تبدیل وحی منزل من اللہ اس حرفت خواہ کسی حرف کو بدلے گا تو وہ بیشک اپنے اسی قصد غیث کے سبب حکم کفر کا مستحق ہوگا، اس میں ظا و دواو

سہ القرآن	۲۸۶/۲	
سہ رد المحتار	مطلب مسائل زلزۃ القاری	مصطفیٰ البابی مصر
سہ در مختار	باب ما یفسد الصلوۃ الخ	مجتبائی دہلی
۳۶۶/۱		
۹۱/۱		

۸ و سین سادسب برابر ہیں و هذا هو محمل التعمد المذكور في كلام الامام الفاضل رحمه الله
 8 تعالیٰ علیہ (امام فضلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام میں مذکور تعمد کا محمل یہی ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم
 مسئلہ ۲۶۸ ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام مغرب میں رکوع لقد صدق الله ورسوله پڑھ رہا تھا جب فی الانجیل تک پڑھ لیا آیت پارہ ۲۲ کا متشابہ لگا اس کے بعد یہ آیت انما یزید الله لیذہب تک پڑھی پھر جب یاد آیا اسے چھوڑ کر مقام اصل سے شروع کیا اور نماز ختم کی اور سجدہ سہو نہ کیا اس صفت میں نماز ٹوٹی یا نہیں۔ بیضا تو جردا۔

الجواب

نماز ہو گئی اور سجدہ سہو کی بھی حاجت نہ تھی اگر بعد ادا سے رکھ سوچتا نہ رہا ہو، ہاں اگر بھولا اور سوچنے میں اتنی دیر غاموش رہا جس میں کوئی رکھ نماز کا ادا ہو سکتا ہے تو سجدہ سہو لازم آیا کف فی الدر المختار وغیرہ (جیسا کہ در مختار وغیرہ میں ہے۔ ت) اگر نہ کیا تو نماز جب بھی ہو گئی مرکز ناقص ہوئی پھر ناجواب ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۶۹ ۹ شعبان المعظم ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ امام جب نماز میں کھڑا ہو کر قرأت شروع کرے اگر اس وقت بعد یعنی قرأت بند ہونے کی وجہ سے گلا صاف کرنے کے لئے کھانسا تو نماز جائز ہو جائے گی عمر کہتا ہے کہ نہیں خواہ کسی حالت میں ہو یا عذریا بلا عذر اگر پے در پے تین مرتبہ کھانسا تو نماز باطل ہو جائے گی، اس مسئلہ میں کون حق پر ہے۔ بیضا تو جردا۔

الجواب

صورت مذکورہ میں نماز میں اصل کچھ غلط نہ آیا کھانسا کھنکارنا جبکہ بعد یا کسی غرض صحیح کے لئے ہو جیسے گلا صاف کرنا یا امام کو سہو پر متنبہ کرنا تو مذہب صحیح میں ہرگز مفسد نماز نہیں۔

فی الدر المختار فی المصنوعات (دالتحذیر) در مختار کے باب نماز کے مفسدات میں ہے (اور بلا عذر) اما یہ بان نشأ صفت طبعہ بغیر عذر کے کھانسا، ہاں اگر عذر کی بنا پر ہو مثلاً طبعاً فلا (اور) بلا (غرض صحیحہ) فلو لم یحییٰ ایسا ہوا تو فاسد نہیں (یا) بغیر (غرض صحیح کے ہو)

مہوتہ اولیٰ ہتدی امامہ اولاد علیہ السلام فہ
 الصلوة فلا فساد علی الصبیحۃ واللہ تعالیٰ
 اعلم۔ تم مکملہ مسئلہ جناب حافظ مولوی امیر القادری صاحب ۲۳ شعبان ۱۳۱۵ھ

بیشاوی میں قرأت مضنین کو بتایا اور فساد کا مخرج اور ظار کا اس سے محشی اشارہ بتاتا ہے قرأتین
 واحدہ کی جائیں اس کے متعلق جو جو حاشیے یا شرح ہوں ان میں سے یہ بات بتائی جائے کہ کوئی باوجود مخبر صبی
 جدا ہونے کے اور استعلا و اطلاق میں ایک ہونے کے مشتبہ الصوت کون کوئی بتاتا ہے اور اس قضیہ کا کیا
 حال ہے صرف مشتبہ الصوت مان لینے سے طواذ یا دواذ صحیح ہو سکتا ہے فقہانے دواذ مخم اور طواذ دواذ مشتبہ
 کا صریح حکم کیا بتایا ہے؟ ینوا تو جہودا۔

الجواب

ص و ظ قدرے مشتبہ الصوت ہونا یقینی ہے یہاں تک کہ قیز و شوار مگر نہ یہ خط جو عام حوام کھاتے
 ہیں یہ ذم مخم ہے، ط جب اپنے مخرج سے صحیح طور پر برعایت استعلا و اطلاق لسان ادا کی جائے گا ضرور مشابہ
 الصوت بعض ہرگی یہاں تک کہ اگر استعلا و اطلاق جو ص ہو جائے دواذ مستحسن ہے نہ مستہین بلکہ محض غلط
 اسی طرح دواذ اور صحیح طواذ بھی نہیں فقہانے کو ام سب کا ایک حکم دیتے ہیں کہ بحالت فساد معنی نماز فاسد
 جیسے منقلب اور مخدوب اور بحالت صحت معنی صحیح جیسے ظالین دواذین حکما فی الغنیۃ وغیرہا
 (جیسا کہ غنیہ وغیرہ میں ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔)

مسئلہ از شہر کنگ ضلع آگرہ بخشی بازار مدرسہ شیخ طاہر محمد بن عثمان ۲۵ رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متبنی اس مسئلہ میں کہ آنریری مجسٹریٹ کی امامت جائز ہے یا نہیں؟
 اور جو تزیل سے نہ پڑے اس کی امامت جائز یا ناجائز اور نیز تزیل کی حد معلوم ہو۔ ینوا تو جہودا۔

الجواب

تزیل کی تین حدیں ہیں ہر حد اعلیٰ میں اس کے بعد کی جدا خود طوطا ہے
 حد اول یہ کہ قرآن عظیم ٹھہر ٹھہر کر یا ہستی تگدات کرے کہ سامع پاس ہے تو ہر گز کو جدا جدا لگنی سکے

کہا قال تعالیٰ در تلاوت ترتیل آئی اور تلاوت نجوا نجوا
 علی حسب ما تجدوت الیہر حاجات العباد
 ومثلہ قولہ تعالیٰ وقرانا قرنا لنتقرأ علی
 الناس علی صکت ونزسا کہ ترتیل تلاوت
 جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ورتلاک ترتیل
 یعنی ہم نے اسے بندوں کی ضروریات کے مطابق
 تھوڑا تھوڑا نازل فرمایا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کا
 یہ فرمان ہے ہم نے قرآن کو تھوڑا تھوڑا کر کے نازل
 فرمایا تاکہ آپ لوگوں پر پڑھیں ٹھہر ٹھہر کر ادب ہم نے اسے تدریجاً
 نازل فرمایا۔ (ت)

الفاظہ تفہیم ادا ہوں حروف کو ان کی صفات شدت و جہر و امثالہا کے حقوق پورے دے جائیں انہار و اخفاد
 تفہیم و ترتیل وغیرہ محسنات کا لحاظ رکھا جائے یہ مستوی ہے اور اس کا ترک محروہ و ناپسند اور اس کا اہتمام
 فرض و واجبات میں تراویح اور تراویح میں نقل مطلق سے زیادہ جلالین میں ہے، مرتل القرآن تثبت فی
 تلاوتہ (مرتل القرآن کا معنی قرآن کی ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرنا ہے۔ ت) مکالمین میں ہے،
 ای تن و اقرا علی تودہ ص غیر تعجب بحیث
 یشکون السامع من عدایاتہ و کلماتہ
 یعنی قرآن مجید کو اس طرح آہستہ اور ٹھہر کر پڑھو کہ
 سننے والا اس کی آیات و الفاظ سنے سکے۔ (ت)

اتقان امام سیوطی میں ہر زبان، م کش سے ہے
 کمال الترتیل تفہیم الفاظہ و الابیاتہ ص
 محروہ وان کایدہم معرف فی حرف و قیل
 ہذا اقلہ۔
 کمال ترتیل یہ ہے الفاظ میں تفہیم (حرف کو پڑکے پڑھنا)
 اور حروف کو جدا جدا کر کے پڑھا جائے، ایک حرف کو
 دوسرے حرف میں نہ ملا یا جائے۔ بعض نے کہا یہ
 ترتیل کا کم درجہ ہے۔ (ت)

اُسی میں ہے

یس الترتیل فی قرآۃ القرآن قال اللہ تعالیٰ
 قرأت قرآن میں ترتیل سنت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا

سہ القرآن ۳۲/۲۵

سہ القرآن ۱۰۶/۱

سہ تفسیر جلالین زیر آیت و مثل القرآن الخ
 ۴۷۶/۱ مطبوعہ مکتبائی دہلی

سہ مکالمین علی ما تفسیر جلالین زیر آیت مذکورہ
 ۴۷۶/۲ " " "

سہ الاتقان فی علم القرآن النوع الخ مس و امثالہا ثون فی آداب تلاوتہ الخ
 ۱۰۶/۱

در مختار میں ہے :

يقرأ في الفرض بالتبديل حرفاً حرفاً وفي التراويح
بين بين وفي النفل ليلاً له ان يسرع بعد ان
يقرا احكاماً يعهد به
فرض نماز میں اس طرح تلاوت کیے کہ جدا جدا ہر حرف
کچھ آگے اور واپس میں متوسط طریقے پر اور رات کے نفل
میں اتنی تیز پڑھ سکتا ہے جسے وہ سمجھ سکے۔ (ت)
اُس کے بیان تراویح میں ہے : ویجتنب هذه القراءة (اور جلدی جلدی قرات سے اجتناب
کرے۔ ت)

دوم مد وقت و حمل کے غرویات اپنے اپنے مواقع پر ادا ہوں گے پڑھنے کا لحاظ ہے حروف
مذکورہ جن کے قبل نوک یا میم ہوں گے بعد فتح نہ پڑھے اناضلاً کہ ان کس یا اتان کثان نہ پڑھا جائے یا وجم
ساکنین جن کے بعد ت ہو بشت ادا کئے جائیں کہ پ اور ح کی آواز نہ دیں جہاں جلدی میں ابتر اور مجتنبہ کو
اپتر اور مجتنبہ پڑھتے ہیں حروف مطبوعہ کا کسر و ضم کی طرف مائل نہ ہونے پائے۔ جہاں جب مراد وقت طبع میں
ہے وہ طابق کہتے ہیں حرکت تابع حرف ہو کر کسر و مشابہ ہو جاتا ہے کوئی حرف بے مل اپنے مجاور کی رنگت
نہ پکڑے ت و ط کے اجتماع میں مثلاً یسطیعون لا تقطعون غیائی کرنے والوں سے حرف : بھی مشابہ ط ادا
ہو تا ہے بلکہ بعض سے متوفی بھی ہو رہے ہیں دوسرے ت و ط پڑھتے ہیں : بعد کوئی حرف و حرکت بے حمل
دوسرے کی شان اخذ نہ کرے نہ کوئی حرف چوٹ جائے نہ کوئی اجنبی پیدا ہو نہ محدود و مقصور ہو نہ محدود و
زیادہ اجنبی کے قبیل سے ہے وہ ان جو بعض جہاں استقباب بقاء عوا اللہ وقال الحمد لله ذاقا النجوة
کے قیاس پر کلمات احسنین قیل ادخلوا النار میں نکالتے ہیں حالانکہ یہ محض خاصہ زیادہ باطل و کاسد
واجب و اجتماعی مد متصل ہے منفصل کا ترک جائز و لغو اس کا نام ہی مد جائز رکھا گیا اور جس حرف مد کے
بعد سکون لازم ہو جیسے جنالیں : اللہ وہاں ہی مد بالاجماع واجب اور جس کے بعد سکون عارض ہو جیسے
العالمین ، الرحیم ، العبد ، یوقون بحالت وقف یا قال اللهم بحالت ادغام وہاں مد و قصر دونوں
جائز اس قدر تبیل فرض واجب ہے اور اس کا تارک گنہگار ، مگر فرائض نماز سے نہیں کہ ترک مفسد صلاۃ
ہو۔ تارک التبریل میں ہے :

ومثل القرآن ان ترتیلا ای اقرأ علی تسوید
قرآن کو آہستہ اور ٹھہر کر پڑھو ، اس کا معنی یہ ہے

بتدیس الحروف وحفظ الوقوف واشتباع
الحركات ترتیلہ ہو تاکید فی ایجاب الامر
به وانہ لا ید منه لفق س ی۔
کہ الطینان کے ساتھ حروف جدا جدا وقف کی
صفاخت اور تمام حرکات کی ادائیگی کا فاس خیال
رکنا ہے ترتیلہ " اسی مسئلہ میں تاکید پیدا
کر رہا ہے کہ یہ راست تلاوت کرنے والے کے لئے نہایت ہی ضروری ہے۔ (ت)

رواۃ میں ہے :

یصد اقل صد قلہ القراء والاحرم لتوکل
الترتیل الف صوریہ بشرط
سہ در نہ مامور بہ ترتیل کی خلاف ورزی ہوگی اور
یہ شرعا حرام ہے (ت)

سینما عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک شخص کو قرآن عظیم پڑھا رہے تھے اس نے
انما الصدقات للفقراء کو بغیر مد کے پڑھا، فرمایا، ما ھکذا، اقرا ینہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم (مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یوں نہ پڑایا، عرض کی، آپ کو کیا پڑھایا؟
فرمایا، انما الصدقات للفقراء مد کے ساتھ اور اگر کے بتایا سواۃ سعید بن منصور فی سننہ و
الطبرانی فی الکبیر بسند صحیحہ (اسے سعید بن منصور نے اپنی تفسیر دار امام طبرانی نے المعجم الکبیر
میں صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ت)

اتقان میں ہے :

قد اجمع الفقراء علی مد فوکی المتصل و
ذی الساکن، الا انہم وان اختلفوا فی مقدار
وانتقلوا فی التمرین الاخریین واما المتصل
وذو الساکن العارض فی قصرہما
تمام قرارہ متصل کی دونوں اقسام متصل اور ساکن لازم پر
متفق ہیں اگرچہ ان کی مقدار میں انہوں نے اختلاف
کیا ہے مد کی آخری دو انواع میں اور وہ متصل اور ساکن
عارض ہیں اور ان دونوں کی قصر میں بھی ان کا اختلاف
ہے۔ (ت)

۱۔ تفسیر دارک التزیل المعروف بتفسیر التفسیر سورۃ منزل زیر آیۃ وتزل القرآن ۱۰ دارالکتاب العربیہ بیروت ۱۴۰۴
۲۔ رواۃ الحداد فصل فی القراءہ مطبوعہ مکتبۃ ارباب مصر ۱۴۰۱
۳۔ الاتقان فی علوم القرآن النوع الثانی والثلاثون بحوالہ سنن سعید ابن منصور ۹۶/۱
۴۔ ۹۴/۱

پہنچنے میں ہے :

اذا وقف في غير موضع الوقف او ابتداء في غير موضع الا ابتداء ان لم يتغير به المعنى تغيرا فاحشاً نحو ان يقرأ ان الدين اهلوا وعملوا الصلوات ووقف ثم ابتداء بقوله اولئك هم خير البرية لا تفسد بالاجتماع بين صلواتنا هكذا في المحيط ، وكن ان وصل في غير موضع الوصل كما لو لم يقف عند قوله اصحاب الناس بل وصل بقوله الذين يحملون العرش لا تفسد لكنه قبيح هكذا في الخلاصة وان تغير به المعنى تغيرا فاحشاً نحو ان يقرأ اشهد الله انه لا اله ووقف ثم قال لا اله لا تفسد صلاته عند عامة علماءنا وعند البعض تفسد صلاته والفتوى على عدم الفساد بكل حال هكذا في المحيط^۱

جب کسی نے غیر وقف کی جگہ وقف کیا یا مقام ابتداء کے غیر سے ابتداء کی تو اگر معنی میں فحش تبدیلی نہیں ہوئی ، مثلاً پڑھنے والے نے ان الذین امنوا وعملوا الصلوات پڑھ کر وقف کیا پھر اولئك هم خير البرية سے ابتداء کی تو ہمارے علم کا اتفاق ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی ، محیط میں اسی طرح ہے ، اسی طرح اگر وصل کی جگہ کے عوض میں وصل کر لیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے قول اصحاب الناس پر وقف نہ کیا بلکہ اسے الذین يحملون العرش کے ساتھ ملا لیا نماز فاسد نہ ہوئی لیکن ایسا کرنا سخت ناپسند ہے ، خلاصہ میں اسی طرح ہے : اور اگر معنی میں فحش تبدیلی ہو مثلاً کسی نے اشهد الله انه لا اله پر وقف کر کے پڑھا ”الا هو“ تو ہمارے علم کے نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی اور بعض کے ہاں فاسد ہو جائے گی اور فتویٰ اس پر ہے کہ ہر صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی محیط میں اسی طرح ہے ۔ (د ت)

جو شخص اس قسم تریل کی مخالفت کرے اس کی امامت نہ چاہئے مگر نماز ہو جائے گی اگرچہ بکراہت عالمگیر میں ہے :

من يقف في غير مواضعه ولا يقف في مواضعه لا ينبغي له ان يؤمر وكن امن يتنحصر عند القراءة كثيرا^۲

جو شخص مقامات وقف میں وقف نہیں کرتا بلکہ مقامات وقف کے غیر میں وقف کرتا ہے تو اسے امام نہ بنایا جائے اسی طرح اس کو امام نہ بنایا جائے جو اگر کھانسا رہا ہو وقت

۱۔ فی فتاویٰ ہندیہ الفصل الخامس فی زلة القاری
۲۔ الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماماً لغيره
۱/۸۱
۱/۸۶

سوم جو حروف و حرکات کی تصحیح ا، ح، ط، ث، ص، ح، ذ، ن، ظ وغیرہا میں تمیز کے
 فرض پر نقص و زیادت و تبدیل ہے کہ مفسد معنی ہو احترامیہ بھی فرض ہے اور علی التفصیل فرض نماز سے بھی ہے
 کہ اس کا ترک مفسد نماز ہے جو شخص قادر ہے اور بے خیالی یا بے پروائی یا جلدی کے باعث اسے چھوڑتا ہے
 یا سیکھے تو آجائے مگر نہیں سیکھتا ہمارے ائمہ کرام مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک اس کی نماز
 باطل اور اس کی امامت کے بطلان اور اس کے پیچھے اوروں کی نماز فاسد ہونے میں تو کلام ہی نہیں علمائے
 متاخرین نے بظہر قیاس جو تو سیمیں کیں وہ عند الحقیق صورت لغزش و خطا سے متعلق ہیں کہ صحیح جانتا ہے اور
 صحیح پڑھ سکتا ہے مگر زبان سے بہک کر غلط ادا ہو گیا نہ کہ معاذ اللہ فتویٰ بے پروائی و اہانت غلط خوانی و
 ترک قلم و کوشش، جیسا کہ عوام زمانہ بلکہ اکثر خواص میں بھی وہاں عالمگیر کی طرح پھیلا ہوا ہے اور مذہبی سہی
 تو وہ عوام کی نمازیں میں نہ کہ غلط خوانوں کو امام بنانے کے لئے وہی علماء جو وہ توسیعات کہتے ہیں بطلان
 امامت کی تصریح فرماتے ہیں اور جو قدر ہی نہیں کوشش کرتا ہے محنت کرتا ہے مگر نہیں عطا جیسے کی زبان و لہجہ
 گنوار کو قاف کو کاف، ذال کو کیم پڑھیں۔ صحیح مذہب میں صحیح خواں کی نماز ان کے پیچھے بھی نہیں ہو سکتی تفصیل
 اس مسئلہ جلید کی جس سے آج کل یہ حرفت عوام بلکہ بہت علماء و مشائخ تک غافل ہیں۔ فقیر خفرا اللہ تعالیٰ
 لہ کے فتاویٰ میں ہے در مختار میں ہے،

لا یصح اقتداء غیر لاشعہ ای بالاشعہ علی الاصح
 کہ فی البحر عن المجتبی و حرم
 الحبی و ابن التحنة انه بعد
 بذل جهدہ و انما احتی کلامی فلا یؤمر
 الا مشد ولا تصح صلاته اذا
 امکانہ الاقتداء بمن یحسنہ
 او ترک جہدہ او وجد قدر الفرق
 مما لاشعہ بہ فیہ هذا هو الصحیح
 المختار فی حکم الاشعہ و کذا عن
 لا یقدر علی التلفظ بحروف من
 الحروف

لہ در مختار باب الامامہ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۸۵/۱

اور غیر توتے کی اقتداء توتے کے پیچھے اصح قول کے
 مطابق درست نہیں جیسا کہ البحر الرائق میں لکھتے
 سے منقول ہے (الشعہ بر وزن افضل اس شخص
 کہ کہتے ہیں جس کی زبان سے ایک حرف کی جگہ
 دوسرا نکلے مثلاً رک بکمل جملے) حبی اور ابن تحنہ
 نے تنقیح کی ہے کہ تو تلاپن رکھنے والے شخص ہمیشہ
 صحت حروف کے لئے کوشاں رہے، اس کے
 بعد وہ اُتی کی طرح ہے یعنی وہ اپنے ہم مثل کا
 امام بن سکتا ہے اس کی نماز صحیح نہ ہوگی جب آ
 صحیح پڑھنے والے کی اقتداء ممکن ہو یا اس نے
 کوشش ترک کر دی ہو یا بعد فرض قرأت کی وہ

آیتیں حاصل کر لے جن میں تو تلاپن نہ ہو، تو تلاپن رکھنے والے شخص کے ہارے میں یہی صحیح و مختار قول ہے اسی طرح حکم ہے اس شخص کا جو حروف تہجی میں سے کسی حرف پر صحیح تلفظ کی قدرت نہ رکھتا ہو۔ (ت)

اور جو شخص خلاف شریعتِ مطہرہ کے فیصلہ کرے اسے امام بنانا جائز نہیں قال اللہ تعالیٰ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک هم الفسقون (اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو لوگوں کے درمیان اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے وہ لوگ فاسق ہیں۔ ت)

غیر میں ہے، لو قد موافقا سقایا ثموت (اگر فاسق کو لوگوں نے امام بنایا تو وہ تمام گنہگار ہوں گے۔ ت) اور اس کے نیچے نماز سخت کا یہ وہ

کما حققه المحقق الحلبي في القنیة و
العلامة الشرنبلالی في المرقی وفي غیرهما
فقد بینا فی غیر موضع من ہما ونا و ہب
قضیة الذیل فعلیہ فلیکن التحویل واللہ
سبحانہ وتعالیٰ اعلم وحکمہ جل مجدہ
اتمروا حکم۔

جیسا کہ محققِ حلبی نے غنیۃ اور علامہ شرنبلالی نے
مرآۃ میں اس کی تحقیق کی اور ان دونوں کے غیر نے
اپنی اپنی کتابوں میں تحقیق کی ہے ہم نے اپنے
فتاویٰ میں متعدد جگہ پر اسے بیان کیا ہے اور
ہیں (سر کا خلاصہ ہے اور اسی پر اعتماد ہونا چاہئے)
واللہ اعلم بالصواب

مرسالہ
تعم الزاد لروم الضاد
(ضاد کے پڑھنے کا بہترین طریقہ)

نَعَمْ الزَّادُ لِرُومِ الضَّادِ

(ضاد کے پڑھنے کا بہترین طریقہ)

يسمى الله الروحاني الوحيد

۲۲ شوال ۱۳۱۵ھ

۲۳ شوال ۱۳۱۵ھ

علامہ شریع متین اس بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ
 بغیر المغضوب علیہم ولا الغضالیں کے پڑھنے
 میں کچھ لوگوں کا اختلاف ہے اکثر رسائل اور فتاویٰ
 اس بارے میں مختلف ہیں بعض لوگ تو ریشہ میں اناس
 (معمولی) کو دلیل بناتے ہوئے ضاد کو دال کے ساتھ
 پڑھنے کا کہتے ہیں اور بعض اسے ظا اور زاء کے ساتھ
 تبدیلی کے قائل ہیں اور آواز میں مشابہہ ہونے کی
 دلیل پیش کرتے ہیں قاری عبد الرحمان مرحوم پانی پتی نے
 کہا کہ رسائل اور فتاویٰ میں اس بارے میں خلاصہ
 تحقیق یوں بیان کیا گیا ہے کہ ضاد کی جگہ دال یا کوئی

چرے فرامیہ علمائے دین و مفتیان شرع متین وری
باب کہ در قرأت بغیر المعصوب علیہم ولاد انصافین
در چند اشخاص نزاع ہے مانند اکثر رسائل و فتاوی وری
باب مختلف ہستند بعضے خواندن خدا و راہدالی تو را است
بین الناس دلیل ہے آورد و بعضے برائے تبدیل ظاہر
را انشا بر صوت دلیل ہے گردانند و قاری عبد الرحمن مرزا
پانی پتی در رسائل و فتاوی خلاصہ تحقیقی بدین منہج رقم کردہ
اند کہ بجائے خدا و دالی یا حرفے خواندن مجہول غلط است
ہر حرفت خصوصاً خدا و را از مخارج خود مع صفاتش ادا کردن
بر ہر شخص واجب است وری بہنگام شور و شغب

لغض خواص و عوام سند خواندن والی از شرح کبیر بیان
کردند از استمالش در چند امور غلطی واقع گردید ترجمہ
از علمائے ماہرین و معتبرین کہ از جواب رافع غلطی احقاق
حق و ابطال باطل فرمایند اجور کہ اللہ تعالیٰ فی حق
الداہمین امر سے چند موجب اشتباہ و غلطی مخصوص
اد سے ضاد شبیر بدال معلوم یا ظالم مجہد دریافت طلب
از علمائے دین۔

اد حرف پڑنا محض غلط ہے، ہر حرف خصوصاً ضاد کو
ایسے مخرج سے اس کی صفات کے ساتھ ادا کرنا
ہر شخص پر لازم ہے، اس معاملہ میں بڑا اختلاف اور
شور ہے بعض خواص و عوام اسے والی پڑھنے پر
شرح کبیر سے سند ذکر کرتے ہیں، اس معاملہ میں چند
امور سے غلطی واقع ہو رہا ہے ماہرین شریعت پٹنے
جواب سے انہیں رفع کریں تاکہ حق ثابت ہو اور باطل کا
بطلان ہو جائے، اللہ تعالیٰ دایں میں تجھے اجر سے نوازے، ضاد کو والی یا ظا پڑھنے کی صورت میں جن امور
میں اشتباہ و غلطی واقع ہو رہا ہے وہ علماء سے دریافت طلب ہیں (وہ یہ ہیں)۔

اول فصل زلۃ قاری کہ در کتب فقہ طبرہ
ذیل حکم قرأت فی الصلوۃ مرقوم شدہ آیا حکم مسائل
آن مخصوص بہاں صورت است کہ از قاری بلا قصد و
ارادہ حرفے بجائے حرفے فجاءت بر زبان جاری شدہ
باشد یا علی العموم است قاری و تالی بالقصد و
ارادہ حرفے بجائے حرفے خواندہ باشد بر تقدیر تسلیم
لشئ عموم ہر گاہ حکم قرأت بالارادہ نرشتہ شدہ باشد
معنوی کہ در فیصل ہر زلۃ القاری چھیست حالانکہ
در زلۃ کہ معرب لغزش است ارادہ مفقود است۔

اول کتب فقہ میں نماز کی قرأت کے ضمن میں
زلۃ القاری (قاری کا پھسلنا) کی جو فصل قائم کی گئی ہے
اس کے مسائل کا حکم صرف اسی صورت کے ساتھ
مفسوس ہے جب قاری سے بلا قصد و ارادہ ایک حرف
کی جگہ دوسرا حرف اچانک زبان پر جاری ہو جائے
یا حکم عام ہے خواہ قاری اور تلووت کرنے والا عمدتاً
اور قصد کسی حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑ دے اگر
عموم حکم وال (لشئ) تسلیم کر لی جائے تو جب اس میں قصد
قرأت کا حکم بھی تحریر ہوا ہے تو پھر اس فصل کا عنوان
زلۃ القاری کیوں رکھا گیا، حالانکہ فضا زلۃ لغزش سے مراد
ہے جس میں قصد و ارادہ مفقود ہوتا ہے۔

دوم در صورت عموم صرف بر اتحد و
مخرج و تشابہ است عموم و سہولت لہذا اکثر فکروہ
خواہ شد یا لفظ معنی ہم داشتہ خواہ شد و
بصورت تبدیل معنی و ضاد آن حکم فساد نماز و ارادہ
خواہ شد و دریں صورت کسیکہ در ابدال ضاد

دوم عموم کی صورت میں صرف اتحد و مخرج یا
قرب مخرج اور تشابہ کی صورت میں عام و آسان
ادائیگی پر اتحد کر لیا جائے گا یا معنی کا بھی خیال رکھنا
ضروری ہے اور بصورت تبدیل معنی و ضاد حکم فساد
نماز کا ہوگا اس صورت میں جو شخص ضاد کو ذال سے

بدل کر پڑھنے پر مطلقاً لوگوں کے معمول کو دلیل بنانا ہے
تو اس پر غور فرمادے۔

سوم چنانکہ صاحب غنیۃ المستملی شرح غیہ
در فصل زلۃ قاری بمقام حکم ابدال حرفے بگرنے مدار
بر صحت و فساد معنی دہشتہ بصورتیکہ معنی صحیح از بدل می شود
حکم صحت نماز نہ نکاشته و چنانکہ از بدل فساد معنی شد
حکم فساد نماز داده ہیں حکم در ابدال فساد بادل مہلہ ہم
جاری خواہد شد و ہر جا کہ فساد بادل مہلہ فساد معنی لازم
است حکم فساد نماز داده خواہد شد یا نہ اگر شق اول
مسلم است پس ابدال فساد بادل مہلہ بصورت دال
خواندن مراد مطلقاً چگونہ صحیح خواہد شد و اگر شق ثانی
است فخص آن و موجب تخصیص کہ ام دلیل است۔

کو دال سے بدل کر دال کی آواز میں پڑھنا مطلقاً کیسے ہوگا اور اگر وہ سری شق ہے تو اس کا فخص
اور موجب تخصیص کون ہے؟

چهارم کسیکے از عبارت شرح کبیر
ولا الضالین بالظار المبرور الدال المہلہ لا فساد
خواندن دال بجائے فساد ہوں نماز مخالف و تباہ معنی
علی العموم قیاس کردہ قیاس فساد خواہد شد یا نہ زیرا
کہ وہی یہ کہ کہ ہل مند کم علی س جل الخ صاحب
شرح کبیر از بدل قرب معنی ثابت کردہ و حکم صحت نماز
دادہ و ممکن است کہ بزرگ مقام از ابدال فساد بادل
فساد معنی شود معنی آن خواہد شد تباہ شوند یا در
اکواب موجود کہ بمعنی بہ ترتیب چیدہ شدہ است
ہر گاہ مود و خواندہ شود معنی آن پدید و کردہ شدہ
خواہد شد کہ مشعر بر القطاع آن مست علی ہذا بسیار

بدل کر پڑھنے پر مطلقاً لوگوں کے معمول کو دلیل بنانا ہے
اس کے قول کی صحت کی توجیہ کیسے ہوگی؟

سوم جس طرح غنیۃ المستملی نے شرح غیہ کی
فصل زلۃ القاری میں ایک حرف کو دوسرے حرف
سے بدلنے کی صورت میں مدار معنی کی صحت و فساد پر
رکھا ہے جس صورت میں تبدیلی حرف کے باوجود معنی
درست ہو گا نماز کی صحت کا حکم دیا جائے گا اور جہاں
تبدیلی حرف کی وجہ سے معنی فساد ہو گا وہاں نماز کے
فساد ہونے کا حکم جاری ہو گا اور جب فساد کو دال
پڑا جائے تو پھر بھی یہی حکم جاری ہو گا جہاں فساد کو
دال پڑنے سے فساد معنی لازم ملے وہاں نماز کے فساد کا
حکم جاری ہو گا یا نہیں؟ اگر شق اول مسلم ہے تو فساد
کیسے ہوگا اور اگر وہ سری شق ہے تو اس کا فخص

چهارم جس شخص نے شرح کبیر کی عبارت
ولا الضالین بالظار المبرور الدال المہلہ لا فساد
سے ضا کی جگہ دال پڑنا بغیر خلاف مخالفت تباہ معنی علی العموم
قیاس کیا ہے وہ قیاس فساد ہے یا نہیں؟ کیونکہ
آیہ کریمہ ہل مند کم علی س جل الخ میں صاحب
شرح کبیر نے تبدیلی سے قرب معنی ثابت کیا ہے و
صحت نماز کا حکم دیا ہے اور ممکن ہے کہ دوسرے
مقام پر فساد کو دال سے بدلنے سے فساد معنی لازم
آئے اور اس کا معنی یہ ہو گا کہ وہ تباہ ہو گئے، یا
اکواب موضوع میں اس کا معنی ہے وہ برتن جو ترتیب سے
رکھے گئے ہوں، اگر اسے مود و قدر پڑ جائے جس کا

معنی یہ بنے گا نصت کیا ہوا، یہ معنی دہ ہے جو اس کے انقطاع کی طرف مشعر ہے علیٰ ہذا القیاس بہت سی آیات قرآنی ہیں جن کا حال پر صاحب مطالعہ اور باتر شخص سے مخفی نہیں ہیں اس صورت میں یقیناً نماز کے فساد کا حکم ہی دیا جائے گا جب فساد کو ظاہر اور ال سے بدل کر پڑھنے میں نماز کی صحت و فساد کے حکم کا لحاظ دے۔ اس شرح کبیر کی تحریر کے مطابق صحت معنی و فساد معنی کی تبدیلی پر ہے، تو پھر علوم بلوی کی بنیاد پر عوام کے حق میں عدم فساد نماز کا قول جس کی وجہ یہ ہے کہ صحت لفظ اور تبدیلی معنی کا فرق عوام نہیں کر سکتے اسی طرف خواص جو ہر قسم کا فرق کر سکتے ہیں

آیات ہستند کہ حالتش بر تنقش بغیر پوشیدہ نخواہد ماند پس در آن صورت لا محالہ حکم فساد نماز دادم خواہ شد و برگاہ مدار حکم صحت و فساد نماز بصورت ابدال فساد بظاہر و دال خود حسب تحریر صاحب شرح کبیر بر صحت و فساد معنی بدل شدہ چگونہ قیاس نہ کور بسبیل عموم بلوی بخصوص عدم فساد صلاۃ چنانکہ در حق عوام است کہ بیچ اقتیاز در صحت لفظ و فرق معنی نمیدارند چناناں در حق خواص کہ اقتیاز ہرگونہ دارند جاری خواہ شد یا نہ۔

تو کیا ان پر بھی یہ حکم جاری ہو گا یا نہ؟

چہ پنجم جب امام جزی کی تمہیدی عبارت، شیخ الاسلام زکریا انصاری کی شرح مقدمہ جزی اور شرح علی قاری میں ہے کہ لوگوں کی زبانیں ضاد کی ادائیگی میں مختلف ہیں بعض نا، بعض دال، بعض ذال اور بعض اسے زاکا بوسہ کر پڑھتے ہیں اور یہ تمام حضرات قرآن عرب میں شمار ہوتے ہیں اس صورت میں ضاد کو دال مملہ پڑھنے پر قدرت کا دعویٰ کیسے تسلیم کیا جاسکتا ہے؟ جیڑا تو جروا۔

چہ پنجم برگاہ از عبارت تمہید جزی و شرح شیخ الاسلام زکریا انصاری بر مقدمہ جزی، ہذا شرح ملاحظہ قاری ہاں ثابت است کہ استنساخ ادبک ضاد مختلف است بعض طائے مملہ بعض دال مملہ بعض ذال مملہ و بعضے نحوہ ہاشام زائے مملہ سے خوانندہ این ہمہ حضرات از قراء عرب معدودند و در صورت دعویٰ قرائتہ ادائے ضاد بصورت دال مملہ چگونہ قابل تسلیم خواہ شد۔ بینوا تو جروا۔

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام حمد اللہ کے لئے جس نے اپنے ہی پر حق (قرآن عظیم روشن عربی زبان میں) نازل کیا اور صلوة و سلام اس ذات پر جس نے حق کو فصیح زبان سے ادا کیا (قرآن کی تلاوت سب سے اعلیٰ فرمائی) اور آپ کی آل و

الحمد للہ الذی انزل علی نبیہ ص و الصلوٰۃ والسلام علی اقصیٰ من نطق بقرآن و علی الہ وصحبہ الذین اقتدوا بہ و ہوسلفہ الخیرۃ تبارک و تعالیٰ و بارک و سلو علیہ و

عالیہ صوفیہ دحق جل و علا و تبارک تسوان عظیم
 بلسان عربی میں برنی عربی قرشی علی
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرستاد و برائے تلاوت و
 استماع و استفادہ و انتفاع عباد آں صفت کریم
 قدیر خود را بکسوت حروف و اصوات بجل و ادب عالم
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کما انزل الیہ بعبارہ کریم تبارک
 و صحابہ بتابعین و تابعین بر تبیح و بچیاں قرنا بعترنا
 و طبقہ قطبہ ہر ہر حرف و حرکت و صفت و ہیئت
 براقصہ غایات تو اترکہ مافوق آن تصور نیست بما
 رسید و الحمد للہ العلی الجید و ذلک قولہ تعالیٰ انا
 نوحی نزولنا الذکر و انا لہ لحفظہ و
 بس بکہ اللہ چنانکہ درایتی کلمات کریمہ اش
 اصلا محل تو ہے نیست کہ شاید کہ سے الحمد للہ
 نازل شدہ باشد پچہاں بہشت مولیٰ عز و جہل
 و ربیع حرفے از دون طیارش زہار جائے تردد سے
 نیست کہ شاید بجل لام قرینیم قرین بودہ باشد پس
 نہجیکہ بقیں قاطع میدانیم کہ او ساق و زبان عربی
 جدا گانہ است و در مستزآن عظیم الاء علا و غلا بر معانی
 مختلف برہاں و جہتیں جازم می شناسم کہ حق و ظ
 و د نیز در مسان عرب سحر و قباہین است و
 در فرقان کریم ضل و غل و دل بہ دولت متخالف پس
 حق را ظیاد خوانند بعینہ بہاں مانہ کہے آرا
 ع یافت خوانند و عاے تورش در اداسے د بچئے

صحاب بہ ہوں نے آپ کی اقتداء کی جبکہ وہ سفر
 اترتے تھے سامان میں اللہ جل جلالہ رحمتیں برکتیں
 در سلاحتی آپ پیاہان سب پر نازل فرماتے اور
 زیارہ کرے، قرآن عظیم مدشن عربی زبان میں اللہ عزوجل
 سے اپنے عربی قریشی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا
 اور اس کی تاروت و سماعت اور اس سے استفادہ و
 نفع کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت کریمہ قدیمہ کو حروف و
 تبدیلی صولات کا لباس پہنا کر اپنے بندوں کو غایت فرمایا
 نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ تک قرآن پاک کو اسی
 طرح سننے دیا جس طرح وہ نازل ہوا تھا صحابہ نے تابعین تک
 تابعین تک تابعین تک اسی طرح بردہ اور طبقہ میں تک
 ہر حرکت ہر صفت احد بیست تو اترکہ اعلیٰ درجہ کے
 ساتھ تک رسد بہ بر اعلیٰ بڑھ کر تو اترکہ تصور
 بھی نہیں ہو سکتا، حمد ہے اللہ کے لئے جو بلند
 بزرگی والا ہے اسی سے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد
 عزامی ہے، بلاشبہ ہم نے اس ذکر کو نازل کیا ہے
 اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں، الحمد للہ قرآن مجید کے
 کلمات میں سے کسی ایک کلمہ کے بارے میں بھی ہرگز
 کسی قسم کا دہم نہیں کیا جاسکتا کہ شاید الحمد کی جگہ
 الشکر نازل ہوا تھا، اسی طرح اللہ تعالیٰ کا شکر ہے
 کہ مستزآن کے کسی حرف کے بارے میں کوئی شک
 تردد نہیں کہ شاید الف لام کی جگہ قرین کے لئے ہم
 نازل ہوا تھا، جس طرح میں نقلی نقی ہے کہ اعلیٰ

ہو سکتے ہیں غلط و پر بیخیزہ۔ تو ارش
اگر در علمائے معتبرین قرأت مقتضی خود باطل و
مردود و اگر در عوام ہند مراد از ایں چہ کثرت
سکات سورۃ فاتحہ از حد ہا سال و رعایاں
راج است و جسد برائے توجیہ آنہا
ہفت نام شیطان و دوسے تراشیدہ اند
دل ہوب کیونکہ کس تعلیٰ تعلیٰ
و بعض دیگر فرمودند صما و صمما ،
و کذلک کانت ینبغی علیٰ مزمعہم
شدت تخطی ایشاں بریں سکات بیشتر و
فرد تر از تخطی بر واجبات اجماع توجیہ
سمرینم ، و ہر کہ مراعات آنہاں کنند این
نادانان اور از توجیہ مشہر آن مایل ، حاصل
دانشہ فائز کیفت صما فیہم
المعروف منکر و المنکر
معروف صما۔ ایں اخر اعاستہ باطلہ
حقیقت بیش از ایں نیست کہ امت
الا اسماء سمیتہا۔ علماء
ایں سکات باطلہ را تقبیح کردہ اند و
بطان آنہا تصریح علامہ ابراہیم حبلی
ورغیۃ المستمل فراید قل ف فتاویٰ
الحجۃ المصلیٰ اذا بلغ ف
انفا تحبہ ایاک نعبد و ایاک
نستعین لا ینبغی امت یقف علی
تولہ ایاک ثم یقول نعبد

حرئی زبان میں جدا جدا حروف ہیں اور قرآن میں الہ
علا و غلا کے الگ الگ مختلف معانی ہیں، اسی طرح ہم
اس رسم تہجیین کہتے ہیں کہ ض، ظ اور د زبان عرب
میں آپس میں قبائلی تین حروف ہیں اور فرقان عظیم میں
ض، ط اور ذ کے معانی مختلف اور قبائلی ہیں پس
ض کو بعض ظ یا د پڑھنا اسی طرح ہے جیسے کئی الفاظ
عین یا فا پڑھا کر سہ باقی اس تواریث کا دعویٰ کہ
ض کی جگہ وال ہے سمیت غلط ہے کیونکہ اس تواریث
سے مراد قابل اعتماد قرآن کا تفسیر توجیہ از خود باطل و مردود
ہے دوسرے ایسے بات کیسے کر سکتے ہیں، اور اگر مراد
عوام ہند کا تواریث ہے تو اس سے مقصد کیسے حاصل
ہو سکتا ہے، عوام کا حال تو یہ ہے کہ سہ ہا سال سے
سورۃ تحریریں سات سکتے رائج ہیں اور جاہل ان
کی توجہ میں سات شیطانی کانام لیتے ہیں دل و حرا
کیو، کنس، تعلیٰ، تعلیٰ، اور بعض ان دونوں
تھا اور مصرعہ کا اضافہ کرتے ہیں کہ زعم پر نہیں نہی ست نظریہ
اپنے غلط علم کے مطابق ان سہ سکات کا تخطی توجیہ اجماعی
واجب ہے بڑھ کر کرتے ہیں، اور جوان کی پابندی نہیں کرتے
یہ فرقان اسے توجیہ قرآن سے جاہل اور غافل قرار دیتے
ہیں آج سے یکمیں کیسے عوام کے ہاں معروف منکر اور
منکر معروف بن چکا ہے۔ ان خرافات باطلہ کی کوئی
حقیقت اس سے زیادہ نہیں کہ یہ ان کے خود ساختہ
نام اور تصرعات ہیں اہل علم نے ان باطل سکات کی
سخت تقبیح کی ہے اور ان کے باطل ہونے کی تصریح کی ہے
علامہ ابراہیم حبلی غنیۃ المستمل میں فرماتے ہیں فتاویٰ الحجۃ

وامسا الاولف والا صحت امت یصل
ایاک نعبد وایاک نستعین انتھ
فلا احتیاس بموت یفصل ذلك
السکت من الجهال المتفقهین
بغیر علم آھ۔

کہ جب نمازی فاتحہ میں ایاک نعبد وایاک نستعین پر
پہنچے تو وہ یہ نہ کہے کہ ایاک پرک جائے پھر فہم کہ
بلکہ ادنیٰ اہم ہی ہے کہ ایاک نعبد وایاک نستعین
کو متصل کر کے پڑھے انتھی اگر بعض جاہل ان پڑھ لوگ
بغیر کسی دلیل کے سسکتہ کرتے ہیں تو ان کا ہرگز اعتبار
نہیں کیا جائے گا آھ۔

علامہ علی قاری علیہ رحمۃ الباری درمنہ الفکر
بعد از ادجارت فتاویٰ الحجۃ سے فریاد اقول و
ما اشتہر علی لسان بعض المحمدا
من القرامت فی سورة
الفاتحة فلیطامن کذا من
الاسماء فی مثل هذه التراکیب
من البناء فخطاء واحش
اعلا فقبیح شر سکتہم عن نحو
دال الحمد وکاف ایاک و امثالها
خطہم سریت علامہ محمد بن عمر بن منالہ
قرشی حنفی در رد ایں مزعوم رسالہ مستقلہ نوشت
کما ذکرہ کشف الظنوت فی ذکر
الرسائل من فیرور عنخوان امر غوم پیش از
وقوف بریں کلمات ایں سکتات باطلہ وابطالی کریم
و منشاء اختراع انہامی و انہم کہ اگر خرابیت سخن مانع نبود
بقلم می سپردم علما کہ اختلاف السنہ ناسی او الحق بیان فرمودند

علامہ علی قاری علیہ الرحمۃ الباری منہ الفکر
میں فتاویٰ الحجۃ کی عبارت ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں
میں کہتا ہوں بعض جاہل لوگوں کی زبان پر یہ جو
مشہور ہے کہ قرآن کی سورۃ فاتحہ میں اس ترکیب سے
شیطان کے نام ہیں یہ بات صراحتہ غلط ہے اور اس کا
قیح بالذکر ہے، اور پھر ان کے سکتوں سے مراد
الحمدی نہ آھ ایاک کا کاف ہے اہ ان کی مثل
دوسرے مقامات ہیں جو نہایت ہی غلط اور باطل
ہیں علامہ محمد بن عمر بن منالہ قرشی حنفی نے اس باطل
خیال کے رد میں ایک مستقل رسالہ لکھا جس کا ذکر
صاحب کشف الظنوت نے رسائل میں کیا ہے
فیقر نے اپنے ابتدائی دور میں علما کے مذکورہ ارشاد
پر اطلاع نہ ہونے کے باوجود ان سکتوں کا رد کیا
اور ان خرافات کے خشا سے بھی آگاہی حاصل ہے اگر
طراست سخن مانع نہ ہوتی تو میں اسے احاطہ تحریر میں
ضرد تھا۔ علما خدا کی ادائیگی میں لوگوں کی مختلف

حاشا مراد نہ آنت کہ اس طبعی اداستداری
عرب است بلکہ مقصود بیان غلط و خطائے عوام در
ادائے ایں حرف و تنبیہ بر بطون و تحذیر از آفات
مبارت مولانا قاری در شرح مقدمہ حسنہ یہ
زیر قول ما تن والصاد باستطالہ و خروج میز من
الظفار و کلہا تخی فی الظعن طیل ظہر عظم
الحفظ و یقظہ انظر عظم ظہر اللفظ
پہناں ست قد انظر والصاد بالاستطالہ
حققی متصل بخروج اللام لما فیہ من
قوة الجہور و لا طباق والاستعلاء
ولیس فی الحسوف ما یفسر علی اللسان
مثله و لستہ الناس فیہ مختلفہ فسمہ من
یخرجہ فاء و صہم من ینخرجہ ذالا مہمۃ و
معجمۃ و صہم من ینخرجہ طہ
مہمۃ کالہیریہ و منہم من
یشمہ ذالا و منہم من یشیر بہا
یا فاء المعجمۃ کتف لما کانت
تمییزۃ عن الفاء مشکلا بالنسبۃ الی
غیرہ امر ان ظہر بتمییزہ عنہ نطقا ثم
بین ما جاء فی القراءت یا فاء لفظاً
ایں شدت تحت علامت بر تبار حروف و
آنچن کہ امام ناظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے
کلمات متہ آنیہ واروہ بطائے مجملہ را ضبط

زبانوں کا جو تذکرہ کیا ہے اس سے مراد یہ ہرگز نہیں ہے
کہ قراء عرب کی ادائیگی کا یہ طبع لائق ہے بلکہ اس
سے مقصود صرف اسی حرفت کی ادائیگی کے واسطے
میں عوام کی غلط اور غلطی کی نشان دہی کرنا ہے اور اس کے
بطوان پر تنبیہ اور اس پر سیر پر متوجہ کرنا ہے مثلاً علی کی
شرح مقدمہ ہرگز یہ میں ما تن کے اس قول "فادیں
استطالہ ہے اور اس کا خروج ظا سے الگ ہے اور
ظا ان تمام میں ہے اظن، ظن، ظہر، عظم الحفظ
ایقظ، اظہر، عظم، ظہر اللفظ و کے تحت یہی کوضا
استطالہ میں منفرد ہے حتی کہ وہ لام کے خروج کے ساتھ
متصل ہے کیونکہ اس میں کوئی جہر، اطلاق اور استطالہ
یا اجات سے اجزوف میں کوئی حرف و لیس نہیں جس
کی ادائیگی صا کی طرح شکل ہواں کی ادائیگی میں لگن کی
زبان مختلف بلکہ فیض الفاضل یا ذال کے خروج
سے اور بعض ظا کے خروج سے پڑتے ہیں جیسے صرک
لگن اور بعض اسے ذال کی بودیتے ہیں بعض ظا سے
ظا کر پڑھ دیتے ہیں لیکن چونکہ اس کا اتیاز دیگر
حروف کی نسبت ظا سے مشکل ہے اس لئے ناظم
دامن نے مراۃ اس سے قضا کرنے کی بات کی
پھر وہ مقامات بیان کئے جہاں قرآن مجید میں ظا غلط
استعمال ہوا ہے انج یہ شدت حروف کے امتیاز
کے تحفظ و علماء کے کار بند ہونے کے لئے ہے اور وہ
جو امام ناظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے کلمات قرآنی ذکر کئے

فرمودہ تابدا نند کہ ایں صفت بقرآن عظیم در میں مراد است
 و آنچه غیر اینهاست برہم بضاد است بچنان فاضل
 ادیب حریری در مقام جلید عامر لغات عربی و لغات
 را مضبوط نمود و چنانکہ فرمود ایھا السائل عن
 الضاد والظاء ۴ و لکیلا قصیدہ الالفاظ
 است حفظ الظاء آت یغنیک فاسمعھا
 استماع امری ولد استیقاظ غیر طائفة
 فی مضامیر هذه الحروف و فی
 ذلک شرح عظیم و الظاہرات
 هذا مجمل ما فی جمیع الفتاوی
 باز فرمود شعر فی الخزانة ایض لو قسرا
 ولا الضالین بالظاء فسدت
 مملوئته و علیس اکثر لائنة منهم
 ابو مطیع و محمد بن مقاتل و محمد بن
 سلام و عبد اللہ بن الکثریری و علی
 هذا القیاس فی جمیع القرائ و لو قسرا
 بالظاء مکان الضاد تفسد صلاتہ الا
 فی قولہ تعالی و ما هو علی الغیب لغتین
 بالظاء و الضاد فہما قرأت متبیین
 پر قدر تصور روشن است کہ ایں تبیین ہما
 اندک کج زبانی ہائے گردیاں و ترکیاں و
 دہقانان کو قدر و غیر جموع و الجہام است و لہذا

میں جن میں خلا ہے تاکہ ہر کوئی جان لے کہ قرآن کریم
 میں خلا کے ساتھ یہی کلمات ہیں اور ان کے علاوہ
 میں ضاد سے اسی طرح فاضل ادیب حریری نے
 مقام جلید میں خلا کے الفاظ عربی ذکر کرتے ہوئے کہا
 جس جگہ کہلے ضاد اور خلا کے بارے میں پوچھنے
 والے تاکہ الفاظ میں غلط ملط نہ ہو، اگر تو ظاہر
 کے تمام مقامات محفوظ کرے تو بے نیاز ہو جائیگا
 پس اب تو انہیں خوب سے سن جس طرح ایک بیدار
 آدمی سنتا ہے، ایک گروہ ان حروف کے نتائج میں تیزو
 تبدیل کیا ہے اور اس میں حرف عظیم سے اور ظاہر
 پر ہے کہ تمام فتاوی کا اجمال ہی ہے، پھر فرمایا کہ
 خزانہ میں بھی ہے کہ اگر وہ الفالین میں ظاہر پڑھی
 تو نماز فاسد ہو جائے گی، اکثر ائمہ اسی پر ہیں
 ان میں سے ابو مطیع، محمد بن مقاتل، محمد بن سلام
 عبد اللہ بن الزہری بھی ہیں اسی پر قیاس کرتے
 ہوئے کہا کہ تمام قرآن میں ضاد کی جگہ اگر ظاہر پڑھی
 تو نماز فاسد ہو جائے گی البتہ اللہ تعالیٰ کا
 قول و ما هو علی الغیب بعضین مستثنیٰ ہے کیونکہ
 اس میں ظاہر و ضاد دونوں کے ساتھ دو قرأتیں آتی
 ہیں آپ نے دیکھا کہ کس قدر واضح تصریحات ہیں
 کہ یہ تبدیلی کر دو، ترک اور کوفہ کے باور نشینی وغیرہ عام
 ادبی و کون کی زبانیں گنڈ ہونے کی وجہ سے یہی وجہ کہ

اکثر علمائے متاخرین کہ محل مشقت و وجہ تفسیر کردہ اند
 اس ترخیص را ہم بکنی عامیاں مقصود استند باز علم
 جمهور انکہ تفسیر کن کہ بریں ابدال بنجام فساد معنی
 حکم بفساد نماز فرمودند و ہمیں است مذہب
 ائمہ ثلاثہ سیدنا الامام الاظم و امام ابی یوسف و
 امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین علی خلاف
 بینہم فی ما اذا كانت مشلہ فی
 القرأت او لاحکما فصلہ فی الغنیۃ
 بہ حسن تفصیل فانہ یجزیہ الجواز
 الجلیل و رخصہ و خلاصہ و بزازیرہ و غنیہ و
 حلیہ و خزائنہ المقتیین و غیرہ کتب معتبرہ مذہب بکثر
 فروغ بریں تبدیلیا است کہ دروے حکم بفساد نماز
 داده اند من شاء علیہا جمعہا ماس فی
 نقلہا طولا و کسیرا و نحوہ علامہ قاری در شرح
 جزیریہ فرمود (وان تلاقیا) اے الضیاد
 والہ (البیان) ای فیما کل مہما لا تہرم
 ولا یجوز الا دغام بعد مخرجہما
 قال الیمنی فلو قرأ یا کلا دغام تفسد
 الصلوة وقال ابن المصنف و تبعہ
 الرومی و لیت حرم من عدم بیانہما
 فانہ لو ابدل ضیاد بظاء او بالکس
 نطقت بصلواتہ لفساد المعنی و
 قال المصری فلو بیدل ضیاد بظاء
 فی العاتحۃ لم تصح قرأتہ
 بتلک لکلمۃ مصلحاً باز کلام ابن الہمام و کلام مذکورہ

اکثر علمائے متاخرین جو مشقت کے مقام پر آسانی
 کی طرف گئے ہیں انہوں نے بھی اس رخصت کو حرام
 کے حق میں جائز رکھا ہے پھر جو رائے کا حکم دیکھو انہوں نے
 اس تبدیلی پر بناوحتی کے وقت فساد نماز کا حکم دیا ہے
 اور بھی مذہب ائمہ ثلاثہ سیدنا امام اظم
 امام ابی یوسف اور امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا
 ہے اس اختلاف کے ساتھ کہ اس کی مثل قرآن مجید
 میں ہے یا نہیں اس کی پوری اور عمدہ تفصیل غنیہ میں
 ہے پس اللہ تعالیٰ انہیں بزازیرہ غیر عطا فرمائے۔
 خانیہ، خلاصہ، بزازیرہ، غنیہ، حلیہ و خزائنہ المقتیین و
 دیگر کتب معتبرہ مذہب میں ایسی تبدیلی کے متعدد
 جزئیات کا ذکر کر کے نماز کے فساد کا حکم بیان کیا گیا
 جو حسن تفصیل پر ہوتا ہے ان کی طرف رجوع کو
 کیونکہ ان تمام کے نقل کرنے میں طوالت کا خدشہ ہے
 خود علامہ علی قاری شرح جزیریہ میں فرماتے ہیں (اور
 اگر یہ دونوں اکٹھے ہوں) یعنی ضیاد و ظاء تو ہر ایک
 کا اقرار ضروری ہے، ان کے بعد مخرج کی وجہ سے
 ادغام جائز نہیں یعنی نے کہہ کہ اگر کسی نے بدلم کر کے
 پڑھا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ ابن مصنف اذان
 کی اتباع میں رومی نے کہا ان دونوں کے عدم اختیار
 سے احتراز چاہئے، کیونکہ اگر ضیاد کو ظاء سے بدل دیا
 اس کا حکس کہا تو فساد معنی کی وجہ سے نماز باطل
 ہو جائے گی، اور مصری نے کہا اگر کسی نے فائو میں
 ضیاد کو ظاء سے بدل کر پڑھا تو اس کلمہ کی قرأت
 درست نہ ہوگی، پھر ابن الہمام اور غنیہ کی مذکورہ

اقول وبالله التوفيق يتحققنا هذا
 ظهور لك الخصاص ما نزع بعض النخاسة وهو
 ابن النضر ابى انكوفى حيث كان يقول جازنى
 كلام العرب انت يعاقبوا
 بيت الغضاد والطاء فلا يحط
 من يجعل هذا في موضع هذا
 وينشد

الى الله اشكو من خليل اودة
 ثلث عدل حلهالى خائف
 بالضاد

ويقول هكذا سمعته من فصحاء العرب
 نقله ابن خلكان في وفیات الاعيان
 ذلك لانه لو كان ما نزع همه صحيحا لما
 حكوا ثمة الفقة وهو ما هم في جميعه
 فنون العربيه وغيره من العلوم الدينيه
 بفساد المصلوة في غير المقضوب وامثاله
 مما يفسد به المعنى ولما فرقوا بينه وبين
 ظنين وظنين فامت هذا مما مر
 عن الخلية عن الخزانة عن الاثمة
 ان في جميع القران ان تفسد به المصلوة
 ما خلا ظنين ومنت سوغ فانما نظر الى
 التيسير على العوام لانه صحيح في جميع
 الكلام اما البيت فلا حجة له فيه فقد يكون

اقول (میں کہتا ہوں) اللہ تعالیٰ کی توفیق و
 عنایت سے جو ہم نے تحقیق کی ہے اس سے ایک غوی
 ابن الاعرابی کوئی کے اس قول کی کزوری بھی واضح ہوتی
 ہے جو اس نے کہا تھا کہ ضاد اور ظا کو ایک دوسرے
 کی جگہ کلام عرب میں پڑھا جاسکتا ہے جو ایک کی جگہ
 دوسرے کو پڑھ دے اسے غلط دار نہیں کہا جائیگا
 اور اس نے یہ شعر پڑھا

اشر کے دن ہی میری شکایت ہے اپنے محبوب دوست
 کی تین عادتوں کی جو سب مجھے ناپسند ہیں
 (اس شعر میں غائض ضاد کے ساتھ ہے)

اور یونہی میں نے فصحاء عرب سے سنا ہے، اسے بن سلطان
 نے وفیات الاعیان میں نقل کیا ہے اور یہ اس لحاظ سے
 کہ ان کا قول درست ہو تا تو یہ تمام اگر فقہ جو علوم
 وغیرہ اور فنون عربیہ کے ماہر ہیں بغیر المقضوب اور
 اس جیسے دیگر الفاظ جن میں فساد معنی لازم آتا ہے سے
 نماز کے فاسد ہونے کا حکم جاری نہ کرتے اور ظنین و
 ظنین اصدا کو یہ لفظ کے درمیان فرق نہ کرتے، یہ
 اس میں سے کہاں ہے جو علیہ سے قرآن سے ان کے ہونے
 سے گزرا کہ ظنین کے علاوہ تمام قرآن میں (جب
 فساد معنی ہو) تو نماز فاسد ہو جائے گی، اور جسی لوگوں
 نے اسے جائز قرار دیا تھا انہوں نے عوام پر آسانی
 کی خاطر ایسا کیا ہے یہ نہیں کہ ایسا کرتا فی الواقع فصیح
 کلام میں صحیح ہے، رہا معاملہ شعر کا وہ اس سلسلہ

من عاضه اذا نقصه قال الاسود ج
يعضه

اماترینی قد غنیت وعاضنی

فایل من بصری ومن اجلادی

قال ف تاج العروس معناه نقصنی

بعد تمام و هذا ابن

العربی قد انشد بنفسه

ولو قد عض معطسه جویری

نقد لانت حرکتہ و خاض

وسه فقال اشرفی انفسه حتی یذل

وقد قال ابن سیدہ فی ذلك البيت

يجوز عندی ان یکون غائض

غیر بدل و کنه مع عاضی

نقصه و یکون معناه حیث انہ

یقضی و یتهمضنی نقلها فی التاج

ایضا و عن هذا حکو علیا و تا بعد الفساد

فیما لو قرأ لیضض بهم الکفار یا لفساد

مکان الظاء کما فی الخانیة قال ف

العنیة لان معناه مناسبا لی نقص

بهم الکفار و کذا قال فی قوله

تف لب قل موتوا بغيظکم و

سک تاج العروس فصل العین من باب اعضاء

سک فتاوی قاضی خان فصل فی قرآء القرآن خطا

سک فنیة المستمل شرح فنیة المصلی فصل فی زلة اتقاری

سک فتاوی قاضی خان فصل فی قرآء القرآن خطا

میں ان کی محبت نہیں بن سکتا تو کبھی یہ غاصد سے آتا ہے

اس وقت اس کا معنی نقص ہوتا ہے چنانچہ امون یعفرہ کہا

کیا تو دیکھتی نہیں کہ میں قفا ہو چکا ہوں اور میری آنکھیں

اور اعضاء کے حارشات نے مجھے ناقص کر دیا ہے۔

تاج العروس میں ہے: اس کا معنی یہ ہے کہ اس نے

مجھے کماں تک پہنچنے کے بعد ناقص کر دیا، اور اس

ابن عربی نے خود یہ شعر کہا:

اگر جبری نے اس کی ناک کو کاٹا ہے تو ضرور اس

کی ناک کی ہڈی نرم اور ناقص ہوگی۔

اور اس کی شرح کہتے ہوئے کہا کہ اس نے اس کی ناک

کو داغدار کر دیا حتیٰ کہ وہ ذلیل ہو گیا۔ اور ابن سیدہ

نے اس (پیشہ) شو کے متعلق کہا کہ اس میں "غائض"

نقص سے نہیں بدلا بلکہ وہ غاضض سے ہے جس کا معنی

نقص ہے، لہذا اب معنی یوں ہو گا کہ اس نے مجھے ناقص

کر دیا، اس کو تاج العروس نے بھی نقل کیا ہے اور

اسی بنا پر ہمارے علمائے فرمایا کہ اگر کسی نے

لیغیظ بھم الکفار میں غاض کی جگہ ضاد پڑھا

تو نماز فاسد نہ ہوگی جیسا کہ غازیہ میں ہے۔

غیر میں ہے کہ اس کا معنی مناسب ہی رہتا ہے

یعنی ان سے کافروں میں نقص و اضطراب ہوا

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ارشاد دگر امی قل موتوا

مطبوعہ احیاء التراث العربی ۶۵-۶۴/۵

مطبوعہ فوٹکسٹورنگٹون ۶۸/۱

مطبوعہ سیل اکیڈمی لاہور ص ۴۸

مطبوعہ فوٹکسٹورنگٹون ۶۹/۱

بالجملة مخالفه لا یؤخذ من قول نحوی
خالف نصوص الاشارة بل الانصاف عند
من توسل الله بهمیرته فقد یس
قولهم علی اقوال النحاة فی العربیة
ایضا خات الاجتهاد لا یتاق
الامت مسلم مهاب مقتدوف فی قلبه
نور الالهی فاحرف ذلك فانه یحس
مهم آدے مارا انکار نیست کہ در کلام
عرب معاقبہ میان ضرب و خط اصطف
نیامد کلمات عبیدہ بہر درخت وارد شدہ چون
عقل الحرب والزمان و عقل الزمان جنگ گزیہ
و گزند رسانید و تماضوا و تماظرا باہم جنگ
افتادہ و بریک دیگر زبانی گفتن شد اند
فاض فلاں و فاظ مرد و بط الضارب اوتارہ
و بعض چنگ زن اوتار را برائے زدن جنبانید
و مہیا نمود و تعتریز و تعتریفی در کزند
بعض و بیض خایہ مور و بقر و بضر و سہ الی
غیر ذلک ماعداہ ابن مالک فی کتاب
الاعتصاد فی معرفۃ النصار و الضاد اما این معنی
مستلزم آن نباشد کہ ہر جا ابدال روا بود
چنانکہ میان لام و را جا یا معاقبہ است
و در مجمع بحار الانوار آورد و فیہ کان
یکرا تعطر النساء و تشبہت
بالرجال انما عطرنا یظہور یحہ
کما یظہر عطر الرجل و قيل اراد تعطل

بلفظ کو میں کہا، بالجلدین و فقہ، مسئلہ نحوی کے ایسے
قول سے نہیں لیا جاسکتا جو ائمہ کی تصریحات کے خلاف
ہو، بلکہ ہر شخص جسے اللہ تعالیٰ نے نور بصیرت سے
نوازا ہے وہ ائمہ کے اقوال کو فخر میں عربیہ میں بھی نجات
کے اقوال پر مقدم رکھے گا کیونکہ اجتہاد وہ کر سکتا ہے
جس میں اس کی کامل صلاحیت ہو اور اس کا دل
نور الہی سے پُر ہو اسے اچھی طرح محفوظ کر لو کیونکہ یہ
نہایت ہی اہم اور قیمتی تحقیق ہے، البتہ ہمیں اس
بات سے ہرگز انکار نہیں کہ کلام عرب میں ضاد اور ظا
ایک دوسرے کی جگہ آہی نہیں سکتے بہت سے کلمات
ان دونوں حروف کے ساتھ ملا ہیں مثلاً عطف الحوب
و الذمان و عطف زمان دونوں کا معنی یہ ہے کہ
برنگ نے کائنات کا عطف پہنچائی تھا ضوا اور نماظو
آپس میں جنگ و غیرہ کرنا اور ایک دوسرے پر زبان
کھرنے "فاض فلاں" اور "فاظ" فلاں فوت ہرابط
الضارب اوتارہ اور بن صاحب برسیقی کا تار کو بجانے
کے لئے حرکت دینا۔ تقریظ اور تقریفین تعریف کرنا۔
بعض و بیض مور کا انٹہ۔ بقر و بضر عورت اور
شرمگاہ الی غیر ذلک وہ ہیں جن میں ابن مالک نے
"کتاب الاعتصاد فی معرفۃ النصار و الضاد" میں شمار
کیا ہے لیکن یہ اس بات کو مستلزم نہیں کہ ابدال
ہر جگہ جائز ہوگا مثلاً م اور را کئی مقام پر ایک دوسرے
کی جگہ آتے ہیں۔ مجمع بحار الانوار میں ہے کہ اس حد
میں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواتین کے
خوشبو لٹکانے اور مردوں کے ساتھ مشابہت کرنے کو

النساء باللاد وهو من لاحتل عليها
ولا خصب واللاه والراء يتعاقبان
وزنهما جائز بود کہ ہر جا خواہند یکے بجائے دیگر سے
خوانند علامہ تصریح فرمودہ اند کہ در یوم تہی السرائر
سراطل یا در یوم ترجعت الارض والجبالی بجائے جبال
چہار خوانند نماز فاسد شود کما فی الثانیة و
الثنیة وغیرہما باز ایں جملہ کہ گفتہ آید ہم
در خصوص غائے مجملہ است و حاشا کہ جاچہ
و کیزے و دہقانے از عرب بجائے غن
دیاطا مصطفی یا ذی انہ مجتبی بر زبان راند
سخن من و عرب خالص است نہ در قوسے
کہ بالعجم مخاطب مشہد و در زبان نیز مخاطب
مطلوب مشہد رجعت قمقری را بگویی کہ
و ثلث عشر و ثلث عشر و ثلث عشر و ثلث عشر
و دان مملۃ الی غیر ذلک من التفرات المملۃ و
ہا بعضے از اعراب و اطراف میں طاقی مشہد
کہ بکذا را بپای گفتہ و منک خطاب بانہی
را منہ بحیم فارسی و بعضے دیگر ویدم کہ جیم را
کاف فارسی مسجد را سگد و جمال را جمال
سے گفتہ قال الرضی الباء اللق
کالفاء قال السیراف صح
کثیرة فی لغة المعجم و اظن

نا پسند فرماتے تھے، یہاں عطر سے وہ خوشبو مراد ہے
جو اس طرح محکم دار ہو جو مرد لگاتے ہیں۔
بعض نے کہا کہ یہاں را کی جگہ لام ہے یعنی تعطل
الفساد لام کے ساتھ، یعنی عورت کا بغیر زیور اور
جمندی کے ہونا مراد ہے کہ لام اور را ایک دوسرے
کی جگہ مستعمل ہوتے ہیں (یہ اگرچہ جائز ہے) مگر یہ بعض
مقام پر جائز نہیں ہوتا کہ جہاں پارس ایک کو
دوسرے کی جگہ پڑھ لیں۔ علامہ نے تصریح کی ہے
کہ یہ وہ تہی السرائر کی جگہ سرائر یا
یوم ترجعت الارض والجبالی میں جہاں کی
جگہ حصار پڑھنے سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ جب
کہ غائیہ اور غیہ وغیرہ میں ہے، پھر یہ تمام گفتگو جو
میں نے لی ہے یہ صرف علامہ کے لئے فاسد ہو سکتا
ہے کوئی جاہل، لوندی یا دیہاتی از عرب ضاد کی جگہ
ذال، طال یا را اپنی زبان پر حساباری
کرے کیونکہ ہماری گفتگو عرب خالص میں ہے نہ کہ
اس قوم میں جو عجم کے ساتھ ملی ہو اور اس کی
زبان خلط ملط ہو گئی ہو مثلاً رجعت قمقری کی جگہ
رجعت گمری اور ثلث عشر کی جگہ ثلث عشر، خد کذا کو
خد کذا، خد کذا کاف کے کسرہ اور ذال کی جگہ پڑھتے ہیں
ان کے علاوہ دیگر بے مقصد و لایعنی تغیرات یا بعض
ایسے بدوی اور عجمی لوگوں سے طاپوں جو بکذا کو بپای

پڑھتے تھے موتش کو خطاب کرتے ہیں منک کی جگہ منچ
پڑھتے ہیں، بعض دیگر ایسے لوگ بھی ہیں نے دیکھے کہ حجیم کو
گات کے ساتھ مثلاً مسجد کو مسجد، جمال کو جمال بولتے
ہیں۔ رخصی نے کہا وہ بار جو فاء کی طرح ہے سیرتی کتا،
یہ لغتِ عجم میں کثرت کے ساتھ مستعمل ہے اور میرا
گمان ہے کہ عرب نے عجم سے اخلاط کی وجہ سے یہ
اخذ کیا ہے پھر خدا کی جگہ خاصاً یا اشمازا پڑھنے کے
بار میں جاہل لوگوں نے علماء کے کلام سے جو کچھ نقل
کیا ہے وہ بھی محفوظ نہیں البتہ جن بعض عوام زہد
سے تشابہ صوت سنایا ہے کہ وہ ض کی جگہ ظار
پڑھنا چاہتے ہیں اور بعض دوسرے لوگ ادائیگی کی
طاقت نہ رکھتے ہوئے بھی کوشاں رہتے ہیں خدا
اور ان کے درمیان پڑھتے ہیں یہ لوگ بہتر اور اوسط راہ
پر ہیں، ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ہر
معاملہ حقیقی حق پر چلنا نصیب کرے (آمین)
باجملہ حق واضح یہی ہے کہ تمام حروف صفت
آپس میں تباہ اور ان کے مخارج الگ الگ
ہیں لہذا خدا کا کسی بھی حرف کے ساتھ بدل کر
پڑھنا مردود اور ناجائز ہے۔ اس حرف (خدا)
کو اللہ تعالیٰ نے آستہ جدا پیدا کیا ہے کہ
کوئی حرف بھی اس کا قریبی نہیں گزانا جاسکتا اسی لئے
سیبویہ نے کہا اور ثوب کہا اگر صا میں اطلاق
نہ ہو تو وہ سین بن جائے، اگر ظا میں نہ ہو تو

انت العرب انما اخذوا ذلك
من لعجم لسخالتهم اياهم
بازا حشر ارج ضرر معمر بجائے ضب
یا اشمازا در کلام علماء نقلش از حوام
بہ سال نیز زیادتیست البتہ بعض
عامیاں نہاں کہ تشابہ صوت شنیدہ اند
بجائے ضب ظ بر آوردن سے خواہند
و بعض دیگر کہ تحفظ کنند و نتران
چیزے بن الضاد و الظا برمی آند
و اولئک امثلہم طریقتا
فسأل اللہ انت یونہ قننا
العتق فی کل باب
تحقیقا۔

باجملہ حق واضح ہیں است کہ ایں ہم
حروف ہا هم تباہ است و
بر ہم حشر ارج جدا ابدال ض با ہر حرفیکہ
ہا شد مردود و نادرہ ایں حرفے است
کہ حق جبل و علا او را تنہا آفرید
و بیح حرفے را قریش نگر دانید و
لہذا سیبویہ گفت و در صفت نوکلا
الاطباق فی الصاد لکان سینا و فی الظاد

كان دالاً وفي الطاء كان دالاً وخرجت
 الضاد من الكلام لانه ليس
 شيء من الحروف من موضعها
 غير هذا احد من الهمزة انما هو قاري پانی پت نقل کر۔
 اقول تحقیق آنست که در صفات حروف
 بعضی صفات لازم است که فقدانش مستلزم فقدان
 ذات باشد چنانچه اطلاق در ط و انفراج در د
 او قطعاً واجب المرافاة است و بعضی زچنان است
 اگر بماند ذات حرف در هم خورد و چون متواتر در
 همزه و تشبیه در ش و هو کما فی المسح انتار
 المعصوت عند خروجها حتف تتصل
 بحروف طو و التمام منها
 مخرج الطاء المثالية والحالی
 انت مخرجها حافة اللسان
 من مع ذات وسطه
 پس مراعات صفات مطلقاً واجب نیست
 بلکه از صفات حروف آنست که ترکش واجب
 است و آن صفت تکریر در رائے مخفف مطلقاً
 در مشطه بیش از یک معنی دین صفت در رائے آنست
 که قابل تکرار است نه آنکه تکرارش باید بایں
 معنی توفیق الله تعالى بخاطر خطور کرده
 بود که قصص کش در کلام مولانا

وہ زال ہی جائے اگر طاء میں نہ ہو تو وہ دال ہی جائے،
 ضاد و کلام سے ہی خارج ہو جائے کیونکہ اس کے متبادل
 کوئی حرف ہی نہیں اور اسے نقل کرنے کی وجہ انہوں
 نے قاری پانی پتی سے نقل کیا ہے۔ اس کے
 بارے میں کہتا ہوں تحقیقی بات یہ ہے کہ حروف کی صفات
 میں بعض ایسی صفات لازم ہیں جن کے فقدان سے حرف
 کی ذات کا فقدان لازم آتا ہے مثلاً "طاء" میں اطلاق
 اور "تاء" میں انفراج اس کی تنگ نہایت ہی ضروری
 ہے اور بعض حروف ایسے نہیں یعنی گراہیں ان صفات
 سے ادا کیا جائے تو ان کی ذات ختم نہیں، مثلاً ہمزه
 میں متواتر اور شین میں تشبیه، یہ وہی ہے جو کتب میں ہے
 کہ اس کے خروج کے وقت آواز کا اس طرح
 اختیار کیا کہ ہر حرف کے ساتھ حرف لسان متصل
 ہو جائے، ایسے حروف میں سے طاء کا مخرج بھی ہے
 حالانکہ اس کا اصل مخرج اس کے معی ذات وسط سے
 اور حافظ زبان ہے پس صفات حروف کی رعایت ہر
 جگہ لازم نہیں بلکہ بعض حروف کی صفات ایسی ہیں جن کا
 ترک ضروری ہے اور وہ رائے مخفف میں معصوم
 اور رائے مشطہ میں ایک بار سے زائد تکرار ہے یعنی ر
 میں اس صفت کی موجودگی کا معنی یہ ہے کہ قابل تکرار
 ہے یہ نہیں کہ اس میں تکرار ضروری ہے یہ معنی اللہ تعالیٰ
 کی توفیق سے میرے ذہن میں آیا اور اس کی تصدیق

علی قاری چہرہ کشود حدیث قال تحت قول العاتق
والراء بتکریر جعل بمعنی قولہم ان
الراء مکرر ہوا انت الراء لہ قبول
التکرار لا من تضاد طرف التمام بہ
عند التلفظ کقولہم لغير الضاحک
التمام ضاحک یعنی انہ قابل
للتضحک وفي جعل اشارة الى ذلك
وتكريره لحسن فيجب معرفة المتحفظ
عنه للتحفظ به كمعرفة السحر
ليتجنب من تفسيره وليعرف
وجه رفعه قال الجعفي وطريقة
السلامة انه يلحق اللفظ بظاهر لسانه
يا علم عندك لعمري محكما مرة
واحدة ومتى ارتعد حدث من
هكل مرة مراد قال مكعب لا يبدأ
في القراءة من اخفاء التكرير و
قال واجب على القاري ان ينحني
تكريره وصلى اظهر فتن جعل من
الحرف المشدد حروفه من المتحفظ
حرفين اذ بعض اختصاره ووجوب ادا
ازخارج بمعنى کہ مسلم است جند حروف متساوية
الاقدام است بیج خصوصیت من رانیست بلکہ
توال گفت کہ چون ادائے صلوٰۃ در اعمر

مرود علی قاری کے اس کلام میں ظاہر ہوئی جہاں
نے مانتی کے قول "والراء بتکریر جعل" کے تحت کی
سہ کہ قرآن کے قول "را میں تکرار ہے" کا معنی یہ ہے
کہ راء تکرار کو قبول کرتا ہے کیونکہ اس کے تلفظ کے
وقت طرف زبان حرکت کرتی ہے جیسا کہ غیر ضاحک
کو انسان ضاحک کہتا ہے کہ وہ ضحک
کے قابل ہے، اس جعل میں اسی طرف اشارہ ہے
اور اس کا تکرار غلط ہے، پس اس کے ساتھ تلفظ
کے لئے اس سے پہلے کی معرفت ضروری ہے تاکہ غلطی
بچا جاسکے، جیسا کہ جادو کا علم اس لئے حاصل کیا جائے
تاکہ اس کے نقصان سے بچا جائے اور اس سے
دفاع کی معرفت جو علم اور اس کو اٹھایا جائے جبری
لے لیا سلاخی کا طریقہ یہ ہے کہ تلفظ کرنے والا اپنی ہانی
کے اوپر لے لے جسے کو تالو کے بلند حصے کے ساتھ ایک دفعہ
مضبوط طریقہ سے طے اب جب وہ حرکت کرے گی تو
ہر دفعہ را پیدا ہوگا۔ مگر نے کہا ہے قرأت میں اختفاء تکریر
ضروری ہے اور فرمایا قاری پر لازم ہے کہ اس کے تکرار
میں اختفاء کرے اور جب اظہار کرے گا تو حرف مشدد
میں کئی حروف پیدا کرے گا اور مخفف میں دو حروف سے کرے
احادیث عبارت کہ اختصار کے ساتھ ہے اور ہر حرف کو
اس کے خروج سے اس طرح ادا کرنے کا وجوب اس معنی
پر ہے کہ تمام حروف کا قساوی الاقسام ہونا
مسلم ہے اس میں صوابی کی کوئی خصوصیت نہیں بلکہ یہ

از جملہ حروف است حکم و جوب بعارض مشقت درو
 نسبت سائر حروف و نیز تخفیف است قات
 المشقة تجلب التيسير و ما خاف امر
 الاتساع ولا يكتف الله نفسا الا وسعها و ما
 جعل عليكم في الدين من حرج يريد
 الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر
 و الحمد لله رب العلمين آری خصوصیت
 هن دو چیز را در شست احتیاج یا تمام در آن
 تحفظ و تيقظ در ادائے آنست ۔

کہا جاسکتا ہے کہ جب اس کی صحیح ادائیگی دیگر حروف کی
 نسبت زیادہ مشکل ہے تو اس مشقت کے پیش نظر
 دیگر حروف کے اعتبار سے اس کے حکم و جوب میں تخفیف
 ہوگی کیونکہ مشقت آسانی لاتی ہے ۔ ہر مشکل معاملہ میں
 تمہا ش ہے اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی طاقت سے
 بڑھ کر حکم تکلیف نہیں دیتا ، اللہ تعالیٰ نے تم پر دین کے
 معاملے میں تنگی نہیں رکھی ، اللہ تعالیٰ تم پر آسانی کا
 ارادہ رکھتا ہے اور تنگی کا ارادہ نہیں فرماتا ، اور تمام غریبی
 اللہ تعالیٰ کے لئے جو تمام جانوں کا رب ہے ، ہاں
 خدا میں تنگی کی وجہ سے اس کی ادائیگی کے لئے خوب ہتمام
 اور تحفظ ہونا چاہئے اور ادائیگی میں سوش سے کام لیا جائے دت

الْجَامِ الصَّادِعُ عَنْ سُنَنِ الضَّادِ^{۱۳}

(ضاد کے طریقوں سے روکنے والے کے منہ میں لگام دینا)

مسئلہ اردو محنت عملہ تسمیل حج ذک خانہ لہر اسرا سے فرسہ مران محمد حسین صاحب
۱۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ان اطراف بنگالہ وغیرہ میں کچھ لوگ ایسے پیدا ہوئے ہیں کہ
حنبل مجاہد کو قصداً ظہر یا ذبلکہ شہر بھارت پڑھتے ہیں اور اسی کا دوسوں کو امر کرتے ہیں اور عام عوام ہندوستان
میں جس طرح یہ عرفہ ادا کیا جاتا ہے جس سے بوسے دال مہلہ پیدا ہوتی ہے اُس سے نماز مطلقاً فاسد و باطل بتاتے
ہیں اور اپنے دعووں کی سند میں اہل نہروہ وغیرہ سندیان زمانہ کے چوتھے سے دکھاتے ہیں جن کا خلاصہ کلام و محصل مہرم
نماز میں حنبل کو مشابہ و مہلہ پڑھنے پر حکم فساد اور اس پر ان دو وجہ سے استناد ہے۔
اولاً فی فتاویٰ قاضی خانؒ

ولو قرأ الظالمین بالظنء و بالبدال لا تفسد	اگر الظالمین کو الظالمین یا الظالمین پڑھا تو نماز
صلاۃ و لو قرأ السد الیبت بالبدال	فاسد نہ ہوگی اور اگر السد الیبت دال کے ساتھ پڑھا
تفسد۔	تو فاسد ہو جائے گی۔ (دست)

ثانیاً فسادِ شاربِ ظلمتِ دال کے بیانِ فسادِ دال کے صفتوں کا فرق ہے جب فسادِ دال میں صورتِ تغایر ہے تو فصل اُن میں بلامشقت ممکن۔

فتویٰ ندوہ کی عبارت یوں ہے، ایسی صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی کہ فسادِ دال و حرف متغایر المعنی ہیں جن میں امتیاز بلامشقت ممکن اور ایسی صورت میں فقہاء فسادِ نماز کو لکھتے ہیں شامی میں ہے :

اداکر حرف مکان حرف و غیر المعنی انت
أمكن الفصل بينهما بلامشقة قصد والا
يمكن الاستمقة كالظاء مع الضاد قال
أكثرهم لا تفسد (مبغض)
جب کسی حرف کی جگہ دو مرا بولا جائے اور معنی بدل جائے
اگر ان کے درمیان امتیاز بغیر مشقت کے ممکن ہو
تو نماز فاسد اور اگر امتیاز بغیر مشقت ممکن ہو جیسا کہ
ظا اور ضاد کا معاملہ ہے، تو اکثر علماء نے کہا ہے
کہ نماز فاسد نہ ہوگی۔ (ت)

پانچ فتوؤں کا حاصل تو صرف اس قدر ہے اور ایک یعنی پانچویں میں اتنا بیان اور ہے کہ خط آئین پڑھنا بھی
خط ہے لیکن چونکہ ان میں قشایہ صوفی ہے اور امتیاز متعزز اکثر فقہاء کے نزدیک نماز فاسد نہیں ہوتی لیکن قسماً
یہاں بھی مفسد ہے، یہی مذہب مختار ہے کما فی المسبغ الشریعہ (جیسا کہ تازیہ میں ہے۔ ت)، ان فتوؤں کا
کیا حال ہے اور یہ ان لوگوں کے برقی و بریہ میں یا نہیں، اور جو دگ سن نہ کا قصد کریں اور ضن سمجھ کر پڑھیں مگر
بوجہ عدم قدرتِ صاف اوانہ ہو اور سننے میں وال سے مشابہ ہو تو ان کی نماز ہوگی یا نہیں؟ اور جو قصاص
کو نہ پڑھے اُس کی نماز کا کیا حکم ہے؟ اور ہنگامِ تغیرِ حرف و تفاوتِ معنی میں حکمِ فساد ہے وہ صرف
ص و د و ظ ہی سے خاص ہے یا باقی حروفِ خلل (ح، ت، ط، س، ث، ص، ح، ک) کا
کو بھی عام ہے اگر عام ہے تو آج کل یہ جھگڑا اسی حرف میں کیوں ہے جواب مختصر ہو کہ حوام مطول کو نہیں
پڑھتے۔ جیسا توجروا

الجواب

اللهم هداية الحق والصواب

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي نزل به سبيل الرشاد عن تحريف كل حد وأوعى بالهذاب من عاد
وضاد والصلوة والسلام على الكريم الجواد على صون العباد مولى المراد وأله الاسياد و
صحب الامجاد ما اخلت الصاد واعجمت الضاد كشف حجاب وايضا جواب کو چند محل سے ملے

سہ رد المحتار مطلب مسائل نزہۃ القاری مطبوعہ مصطفیٰ البابا بی مصر ۱/۳۹۸

ملفوظ ہیں،

اول من خط ذنہ مجتہد سب حروف قبائذ متعارفہ ہیں ان میں کسی کو دوسرے سے تبادلات قرآن میں قصداً بدلنا اس کی جگہ اُسے پڑھنا نماز میں جو نواہ بیرونی نماز حرام قطعی و گناہ عظیم، اختراع علی اللہ و تخریف کتاب کریم ہے۔ فقیر نے اپنے رسالہ فہم الزاد لروم العباد میں اس پر دو لکلی قاہرہ باہر قائم کئے ہیں یہاں تک کہ امام اجل ابو بکر محمد بن الفضل فضل و امام برہان الدین محمود صاحب ذخیرہ وغیرہ و علامہ علی قاری مکی رحمہم اللہ قائلے تصریح فرماتے ہیں کہ جو قصداً من کی جگہ خط پڑھے کافر ہے، محیط برہانی میں ہے۔

مسئل اکامام الفضل عن یقرأ الظاء المعجده مکان الضاد المعجده او علی العکس فقال لا یجوز امامتہ ولو تعدد یکفر۔ (ملخصاً)

امام فضلی سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جس نے ضاد کی جگہ ظ یا غا کی جگہ ضاد پڑھا تو کفر پایا اس کی امامت جائز نہیں اور اگر اس نے قصداً ایسا کیا تو یہ کفر ہے۔ (ت)

منع الروض الازہر میں ہے، اما کون تعدد کفر فلا یصلح فیہ (عمداً ایسا کرنا کفر ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ ت) عالمگیری میں من کی جگہ نہ عمداً پڑھنے کو کفر لکھا

حيث قال مسئل عن یقرأ لزم مقام الضاد وقرأ اصحاب الجنة مقام اصحاب النار قال لا یجوز امامتہ ولو تعدد یکفر۔ (ملخصاً فی النسخة الهندیة الضاد المعجده فی المصبریة العباد وکلاهما محتمل والحکم واحد لا یتبدل۔)

جہاں یہ سب سوال یہ کیا گیا کہ کوئی ضاد کی جگہ ز اور اصحاب النار کی جگہ اصحاب الجنة پڑھے تو کیا حکم ہے؟ فرمایا اس کی امامت جائز نہیں اور اگر اس نے ایسا عمداً کیا تو اسے کافر مسترار دیا جائے گا اور اس فتاویٰ کے ہندوستانی نسخہ میں ضاد اور مصبری میں ضاد ہے اور ان دونوں کا احتمال ہے حکم ایک ہی ہوگا اس میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ (ت)

اس طائفہ حادثہ کا حکم تو یہی ہے ظاہر ہو گیا۔

سہ من الروض الازہر شرح فقہ اکبر، ج ۱، محیط فصل فی القراءة والصلوة مطبوعہ مطبع قیومی کانپور ص ۲۰۵
سہ من الروض الازہر شرح فقہ اکبر فصل فی القراءة والصلوة مطبوعہ مطبع قیومی کانپور ص ۲۰۵
سہ فتاویٰ ہندیہ باب التاسع فی احکام المرتدین مطبوعہ فرمانی کتب خانہ پشاور ۲۸۱/۲

ووم قاری سے بے قصد تبدیل اگر حق مشاہدہ بلکہ عین دہوا تو اس پر مطلقاً فساد نماز کا حکم
غلط و فاسد ہے، عبارت اہم قاضی میں اگر ذکر ہے تو صرف ایک لفظ کا نہ کہ برہنہ کے تباہی صوت و سہولت
تیسیر بلکہ مطلق ہنغیہ کرام کا اصل مذہب یعنی مذہب حمید امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ جاہلہ تحقیقی نے اُن کی
تصحیح کی اُس پر اعتماد فرمایا خود واضح و آشکار کہ اس میں صرف صلاح و فساد معنی پر نہ کہ کار و قرب جہاں
ص کی جگہ د پڑھ جانے سے معنی نہ بگڑیں فساد ہرگز نہ ہوگا

مثلاً افسد و ابتضین معنی المن والافحام
فی قولہ تعالیٰ افیضوا علینا من الباء
و مثلاً اکواب مودوعة موضع مودوعة
ورادیة مودیة مکان ماضیة موضیة
کہا بیٹا کافی لہم الزاد۔

یہ علمائے متاخرین کہ حوام کی ہر آسانی کے لئے عسرویسر تیز کا لحاظ رکھتے ہیں کیا آسانی تیز کی حالت
میں مطلقاً حکم فساد میں آئے اگر مسمیٰ مقرر ہو، اصل سبب سے آسانی ہوئی یا اور شدت و گرائی
نہیں، ان کا حکم قطعاً اس صورت میں مقصور جہاں معنی بگڑیں اور ان حروف میں تیز آسان ہو دیکھنے والے
اگر کلمات علما پر نظر رکھتے اُس امر کے نفوس واضح شد، یہی امام اجل قاضی خان اپنے اس فتویٰ میں
فرماتے ہیں،

اذا اخطأ بذا کہ حرف مکان حرف و کلمہ ولہ
یتعیر المعنی بان قرأ ان المسلمون
ان الظلمون و ما اشبه ذلك لہم تفسد
صلوۃ لانہ لا یعیر المعنی، و ان
ذکر حرفا مکان حرف و غیر المعنی فان
امکن الفصل بین الحرفین من غیر
مشقة كالطاء مع الهماد فقرأ
الطالحات مکان الہدخت تفسد
صلوۃ عند الكل وان کان لا یمکن

جب خطا ایک حرف کی جگہ دو سرائف ایک لکھیں پڑھیں
لیکن معنی میں تبدیلی واقع نہ ہوئی مثلاً المن
المسلمون اور ان الظالمون اسی کی طرح دیگر مقامات
تو نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ اس سے معنی متغیر نہیں
ہوتا اور اگر ایک حرف کی جگہ دو سرائف پڑھنے سے
معنی میں تبدیلی آجائے تو اگر دونوں صوف کے
درمیان بغیر مشقت کے امتیاز ممکن تھا جیسے ط
اور صا و معنی صالحات کی جگہ طاحات پڑھا
تو تمام کے نزدیک اس کی نماز فاسد ہو جائیگی اور اگر

الفصل بین الحرفین الا بمشقة قال اکثرهم
لا تقصد صلوتہ آہ مختصراً۔
دونوں حرفوں کے درمیان مشقت کے بغیر امتیاز
نہ تھا تو اکثر علماء کا قول یہی ہے کہ نماز فاسد
نہ ہوگی اور اختصاراً۔ (ت)

اسی طرح فتاویٰ ہندیہ میں فتاویٰ خانیہ سے منقول ابن امیر الحاج علیہ شرح فیہ میں فرماتے ہیں،
فی الخانیة والخلصة انه ان لم يتخير المعنى
جاءه مطلقاً وان تغير المعنى فانت له
يشق التمييز بين الحرفين قصدت عند
النكل وان شق فاكشهم لا تقصد
خانیہ اور خلاصہ میں ہے اگر معنی میں تبدیلی نہیں آتی
تو نماز (مطلقاً) ہر حال میں جائز، اولاً اگر معنی
میں تبدیلی آجائے تو اب ان دونوں حروف کے
درمیان امتیاز مشکل نہیں تو تمام کے نزدیک نماز
فاسد، اور اگر امتیاز میں مشقت ہے تو اکثر کے
دیکھ فاسد نہ ہوگی۔ (ت)

سوم قطع نظر اس سے کہ دال و مشابہ دال میں فرق بدیہی دہلوی میں یہ تھا اور سند میں وہ۔ اور
قطع نظر اس سے کہ جہارت غلامی میں اگر حال مہملہ ہے تو مستدل کے صریح خلاف اور مجرہ ہے تو مہملہ کا ذکر اصلاً
نہیں، تو سند دہلوی سے بے علاقہ صاف ہیں جہارت قاضی حاس سے بحث کرتی ہے جس سے فتویٰ مذکورہ نے
بھی استناد کی اس جہارت میں دال و ذال کے صوف اسما رکھے ہیں انہیں صفت مہملہ و مجرہ سے مقید نہ فرمایا اور
تقریر خلاصہ مطابق میں قاطعاً کفر کوئی نئی بات نہیں مگر علامہ محقق ابراہیم علی نے بغیر شرح فیہ اور علامہ محقق مرزا علی قاری
کی نے منہ فکر شرح مقدمہ عربیہ میں یہی جہارت قاضی خاں بتصریح اہمال و اہمال لعل فرمائی جس میں صراحت مذکور کہ
خالین کی جگہ دالین بر دال مہملہ پڑھے تو نماز نہ جائے گی اور ذالین بر ذال مجرہ پڑھے تو جائز رہے گی، اول نے
فرمایا ہے،

هذا فصل وهو يدل على ان هذه الاحرف
الثلاثة هي الضاد والطاء والظاء من غير
ظنوس وما ذكر في فتاوى قاضى خان من هذه
القبيل قرأ ولا الضالين بالطاء المعجمة
او الدال المعجمة لا تقصد لوجود لفظها
من فتاوى قاضى خان فصل في قراءة القرآن خطأ
له حجة على شرح فيہ المصلى
اس کی تفصیل یہ ہے کہ ان تین حروف یعنی ضاد، طاء
اور ذال کو کسی دوسرے حرف سے تبدیل کر کے پڑھنا
اس سلسلہ میں فتاویٰ قاضی خان میں جو کچھ بیان ہوا
اس کا منقریب ہم مذکور کرتے ہیں اگر خالی کی جگہ
خالین اجماعاً دالین اہمال پڑھا تو نماز فاسد ہوگی کیونکہ ان
مطہرہ نوکثورہ کثرت

فی القرآن وقرب المعنى ولو قرأ بالذال المعجمة تفسد بعد معناه ملقطاً۔
 دونوں کا وجود قرآن میں ہے اور معنی بھی قریب ہی ہے،
 اسی طرح ذال کے ساتھ پڑھا تو نماز فاسد ہوگی
 کیونکہ اس کے معنی میں بعد ہے (مختصاً دت)

ثانی نے فرمایا،

فی فتاویٰ قاضی خان ان قرأ غیر المضمویہ
 بالنظر او بالذال تفسد صلاته ولا الضالین
 بالنظر المعجمة او بالذال المهملة لا تفسد
 ولو بالذال المعجمة تفسد۔
 فتاویٰ قاضی خان میں ہے اگر کسی نے غیر المضمویہ کو
 نظر یا ذال کے ساتھ پڑھا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور
 ولا الضالین کو نظر یا ذال کے ساتھ پڑھا تو نماز
 فاسد نہ ہوگی اگر ذال کے ساتھ پڑھا تو نماز فاسد
 ہو جائے گی۔ (دت)

اب اس سے استناد کرنے والے دیکھیں کہ عبارت قاضی خان ان دونوں اکابر کی نقل پر ان کے صریحاً منی لغت و
 محکم مراد ہے، نہ وہ کا دار الافتاء اپنا مبلغ علم دکھائے ورنہ تحقیق باطل و متیقہ بازخ کے لئے بکھار دے گا
 فقیر کا رسالہ نعم الزاد ہے۔

چہارم ض و ط میں دشواری تیز اس حدیث کا واسطہ معید ہیں وہ ایک گروہ متاخرین کے نزدیک
 ہنگام لغزش و غلط بیلی آسانی ہے نہ کہ معاذ اللہ قصد تبدیل کلام اللہ کی دستاویز جو بال قصد مغضوب کی جگہ
 مغضوب، مغذوب، مغزوب پڑھے اس کی نماز جو شبہ فاسد اور وہ پڑھنے والے مغضوب و مغذوب، تو یہ سب
 فتویٰ اس کے حق میں بیکار و ناموید۔ علامہ خطاوی حاشیہ مراۃ الفلاح میں فرماتے ہیں،

محل الاختلاف فی الخط والنسیان اما
 فی العمد فتفسد به مطلقاً بالانقطاع اذا
 کان مما یفسد الصلاة اما اذا کان ثناء
 فلا یفسد ولو تعدد ذلك افادہ امت امیر
 الحاج ینہ۔ تو نماز فاسد نہ ہوگی اگرچہ حمد ہو، ابی امیر الحاج نے اس طرح بیان کیا ہے۔ (دت)

سہ غنیۃ المستمل شرح فیہ المصلی فصل فی احکام زلۃ القاری
 سہ المنع افکرۃ شرح مقدم جزیریۃ باب التحذیرات
 سہ حاشیۃ الخطاوی علی امراتی باب ما یفسد الصلوۃ
 مطبوعہ سیل الیومیۃ لاہور ص ۷۷
 تجارت الکتبہ ممبئی ص ۳۳
 نور محمد کتب خانہ کراچی ص ۱۸۹

علیہ میں ہے،

ثم ما سئل عن الخلاف من المتقدمين
والتأخرين في هذا على ما في الخاتمة ينبغي
ان يكون محله ما اذا لم يتعمد فتيه له.

پھر اس مسئلہ میں ہم متقدمین و متأخرین کا جو اختلاف
خامیہ کے حوالے سے بیان کریں گے اس کا محل و
مقام اسی صورت میں ہے جو عمدانہ ہو تو اس پر
توجہ کرو (ت)

پانچویں فتویٰ کی عبارت سوال میں مذکور اس میں تو عداۃ تعدّظ پر حکم فساد مسطور، پھر اسے مفید سمجھنا
کس قدر عقل و فہم سے دور، اس خاص جزئیہ کی عبارتیں بکثرت ہیں علیہ میں خزانۃ الفوائد وغیرہ سے منقول؛
اگر غیر المنضوب کو خطا کے ساتھ، انظار الیہ
کو ذال یا ضا کے ساتھ پڑھا تو بعض معمار کی رائے
یہ ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی ان کے اسما یہ ہیں
ابو القاسم الصفار، محمد بن سلمہ اور متعدد مشائخ نے
عموم بلوی کی وجہ سے اسی پر فتویٰ دیا ہے کیونکہ عوام
معارض حروف سے نگاہ نہیں ہوتے اور امام
ابو الحسن اور قاضی امام ابو القاسم نے کہا اگر ایسا عمدانہ
کیا تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر زبان پر از خود جاری
ہو گیا یا دونوں حروف میں احتیاز کرنے والے نہیں
تو نماز فاسد نہ ہوگی اور یہی مختار ہے۔ (ت)

اسی میں خزانۃ الاکل سے ہے،

اذا قرأ مكان الخطاء ضا او مكان الضاد
خطاء فقال القاضي المحسن الاحسن
ان يقال ان تعدد ذلك تطل جهلا به عالمها
كان او جاهلا امالوكان محطتا اراد الصواب

جب کسی نے ظار کی ضا یا ضا کی جگہ پر ضا تو قاضی
حسن نے کہا احسن یہ ہے کہ اگر اس نے عمدانہ ایسا کیا
تو کہا جائے کہ نماز باطل ہے خواہ وہ عالم ہو یا
جاہل، لیکن اگر خطا ایسا ہو یعنی درست پڑھنے

سہ علیہ النجی شرح نیت المصلی
سہ ایضاً

قجری هذا على لسانه اوله يكن ممن يميز
بين الحرفين فظن انه ادى الكلمة كما هي
فقط جازت صلواته وهو قول محمد بن
مقاتل وبه كان يفتي الشيخ اسمعيل الزاهد
وهو احسن لان السنة الاكراة واهل السواد
والاكثر اذ غير طائفة في مخارج هذه
الحروف وفي ذلك حرج عظيم والظاهر
ان هذا اجمل ما في جميع الفتاوى.

اقول انما يشير الى اطلاق الضاد
في العمد انه مطمح انطاس هم جميعها
والا فاطلاق عدمه في الخطاء لا يمكن
ان يجعل عيسى ما في جميع الفتاوى
منهم من يفصل بعض الفصائل ومنهم من
يفرق بقرب مخرج
غيره من

اما اذا قرأ مكان الذال ظاء او مكات
الضاد ظاء او على القلب فتفسد صلواته
وعليه اكثر الائمة وروى عن محمد بن
سلمة رحمه الله تعالى انها لا تفسد
لان العجم لا يميزون بين هذه الحروف
وكان القاضي الامام الشهيد المحسن
يقول الاحسن فيه ان يقول ان جبرى

کا ارادہ تھا مگر زبان پر از خود جاری ہو گیا یا وہ ان دون
حرفوں میں امتیاز نہ کرنے والا ہو اور اس کا گمان یہی
ہو کہ اس نے کلمہ صحیح ادا کیا ہے لیکن درحقیقت غلط تھا
تو اس کی نماز ہو جائیگی۔ یہی محمد بن مقاتل کا قول ہے
اور شیخ اسمعیل الزاہد نے اسی پر فتویٰ دیا ہے اور
یہی احسن ہے کیونکہ کرو، عراقی اور ترکی لوگوں کی
زبانیں ان حروف کی صحیح ادائیگی پر قادر نہیں اور اس
میں بہت تنگی ہے، اور ظاہر یہی ہے کہ تمام
فتاویٰ جات کی گفتگو کا اجماع بھی یہی ہے۔ (ت)
میں کہتا ہوں یہ جو مطلقہ فساد کی طرف اشارہ
ہے یہ قصد کی صورت میں ہے کیونکہ ان تمام کے آراء
کا ملکی ہے نہ خطا کی بشر میں عدم فساد کا اطلاق ہوگا اور اس
پر اس کے کلام و تحریر نہیں کیا جاسکتا کیونکہ بعض ان
میں سے عمر امتیاز کے ساتھ اور بعض قرب مخرج
کی بنا پر فرق کرتے ہیں۔ (ت)

جب کسی نے ذال کی جگہ ظاء یا ضاد کی جگہ ظاء یا
اس کا عکس کیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور
اکثر ائمہ اسی پر ہیں۔ محمد بن سلیمان رحمہ اللہ تعالیٰ سے
مدوی ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ عجمی لوگ ان
حروف میں امتیاز نہیں کر سکتے، اور قاضی امام
الشہید القاضی فرمایا کرتے تھے کہ احسن یہ ہے کہ
یہ کہا جائے کہ اگر زبان پر اس طرح از خود جاری ہو گیا

عن لسانہ ولعلیٰ یکن صبیحاً ذوقی ثم حمہ انہ
ادی الکلمۃ علی وجہہا لا تقصد وکذا
روى عن محمد بن عقیل والشیخ الامام
سما عییل الزاهدؒ

اور وہ امتیاز کرنے والا نہ تھا اور اس کا گمان یہی
تھا کہ اس نے کلمہ کو صحیح طور پر یاد کیا ہے تو نماز فاسد
نہ ہوگی، محمد بن عقیل اور شیخ امام اسمعیل الزاہر
سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ (ت)

بزانیر میں وبارۃ مغلوب و فزائین ہے۔

قال القاضی ابو الحسن والقاضی ابو عیاسم
ان تعدد فساد وان جری علی لسانہ او کان
لا یعرف التیمیز لا یفسد وهو اعمد ل
الاقاویل وهو المختار۔

قاضی ابوالحسن اور قاضی ابوعیاسم نے کہا کہ اگر
ایسا عذر کیا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر زبان
پر از خود اس طرح جاری ہو گیا یا وہ امتیاز نہ
کر سکتا تھا تو نماز فاسد نہ ہوگی اور یہ تمام اقوال
میں معتدل ہے اور یہی مختار ہے۔ (ت)

اسی طرح ہندیہ میں اس سے منقول۔

اقول والظاہرات ہذہ
الاختیارات ترجع الی شق الخواص عند
الخطأ اما الفساد عند العمد فیستبقی
الاتفاق علیہ کما تعدد ما یفید کمال
العلیۃ والتصویح بہ عن الطحطاوی
وہو معنی استظہار الاکمل انہ مجمل
ما فی جمیع الضاوی کیف واذاجعلوا التعمد
من السارۃ فما بقاء الصلوۃ ہذا واضح
جدا۔

اقول (میں کہتا ہوں) ظاہر یہ ہے
کہ تمام اختلافات میں مختار اقوال جواز کی طرف اسی
صورت میں راجع ہوتے ہیں جب ایسا معاملہ
خطا نہ واقع ہو۔ رہا معاملہ عمد آکا تو اس صورت
میں فساد نماز پر اتفاق ہے جیسا کہ علیہ کے حوالے
سے افادہ کے طور پر گزرا۔ اور غلط دوی کی تصریح
محذری اور اکمل کا بطور استنباط کہنا کہ تمام فتاویٰ جہاں
کا جہاں ایسی ہے کا معنی بھی یہی ہے اور یہ کیسے نہ ہو
حالانکہ انہوں نے عمد آکا ایسا کرنے سے ارتداد کا
حکم لگایا ہے تو نماز کے باقی رہنے کا کیا معنی! اور
یہ نہایت ہی واضح ہے۔ (ت)

چشم ضاد و دال میں فرق صفات کا ذکر نمود و فضل اور عمل بحث سے یکسر معزول، متقدم میں کامسک معلوم ہے کہ ان کے یہاں تشابہ و عدم تشابہ پر اصلاً نظر نہیں اور متاخرین قرب قرع یا عسر تیز پر لحاظ کرتے ہیں صفات سے انھیں بھی بحث نہیں یہ صفات خواہی نہ خواہی آسانی تیز کو مستلزم ہند ان کا تشابہ و شوازی پر حاکم ط مطر دال مطہ سے سوائے الطباق کے کچھ فرق نہیں اور فرق تیز کی آسانی میں اور تاسے شنا سے متعدد صفات میں تباین تام اور شوازی فصل منصوص اعلا ط مجرورہ و مستعلیہ مطبقہ قلعہ ہے اور ت مہر مستقل منضمہ بے قلعہ غائیرہ خلاصہ و حلیمہ و ہندیہ و رد المحتار وغیرہ میں ہے ۱

ان کان لا یملک الفصل بین الحرفین الا
بمشقة كالطاء مع التاء الخ۔
اگر دو حرفوں کے درمیان مشقت کے بغیر امتیاز ممکن نہ ہو جیسے طاء اور تاء الخ دت۔

شرح جزیریہ میں ہے ۱

قال السمرقانی وغیرہ لولا الاطلاق لهابت
الطاء والالانہ لیس مینہما فرق الا
الاطلاق۔
رہائی وغیرہ نے کہا ہے کہ اگر اطلاق نہ ہو تو طاء
دال ہو جائے گی اس لئے کہ اطلاق کے علاوہ
ان دونوں کے درمیان کوئی فرق ہی نہیں۔ (ت)

ششم فتری نہ دی کا قول کہ صاد و دال دو حرف متغیر المسمی عجیب الفاظ متغیر المعنی ہیں
اگر مسمی مراد تو ان کے لئے معنی کہاں، مجھ بتائیے تو کہ مجرد حرف حق کے کیا معنی ہوئے، اور اگر اسما مقصود
یعنی حدود دال کو نہ دو حرف نہ ان میں متعال، شاید یہ کہنا چاہا اور کہنا نہ آیا کہ ض و د دو حرف جدا گانہ ہیں
کسی کلمے میں ان کا تغیر معنی کے لئے مستلزم تقابیل یعنی فی البطن اگر مقصود بھی ہوں تو اولاً اصطلاح ممنوع
ثانیاً ہر تغیر میں تغیر کبر فساد و فرح ہر کلمہ ضالین و دالین میں کس قدر تغیر معنی ہے مگر محقق جلی نے تغیر نہ مانا
و هذا بعد ائہ غنی عن ابانۃ زیہات بدیعی ہونے کی وجہ سے محتاج بیان نہیں۔ (ت)

مفہم دو حرفوں میں تغیر صوت ہرگز سب کے لئے سہولت تیز کو مستلزم نہیں ح و خ کی آوازیں
کتنی جہاں ہیں مگر ترک کو ان میں تیز سخت و شمار۔ غنیہ میں ہے ۱

ذکر محمد بن الفضل فی فتاواہ ان الترتک
لا یمکنہ اقامۃ الحاء الا بمشقة الخ۔
محمد بن فضل نے اپنے فتاویٰ میں تحریر کیا کہ ترک (گوں کیلئے)
حاء کی ادائیگی مشقت کے بغیر ممکن نہیں الخ دت۔

رد المحتار مطلب مسائل زلۃ القاری
مطبوعہ مطبعۃ البانی مصر ۱ / ۴۶۶
المنہج الکبریٰ شرح المقتدرۃ الجزیریہ مطلب بیان ان الاسنان علی اربعۃ اقسام مطبوعہ تجارۃ کتب علی محلہ جلی ص ۱۵
تہ غنیۃ المستملی شرح نیت المصلیٰ فصل فی احکام زلۃ القاری مطبوعہ سیل الکیڈی لاہور ص ۸۲ - ۸۱

ان سے زیادہ مجزہ وقت کی آوازوں کا تباین ہے مگر علامتِ شامی قریبے ہیں ہمارے زمانے کے عوام پر
 اُن میں تیز کمال مشکل ہے۔ رد المحتار میں ہے :

فی المتناسخانية ادا لویکن بین الحروفین
 اتحاد المخرج ولا قریبہ الا انه فیہ بلوی
 العامة كالذال مکان الصاد وظاء مکان
 الضاد ولا تغسل عند بعض المتأخرین قلت
 فینبی عن هذا عدم الفساد فی ابدال القاء
 همزة حکما هو لغة عوام زماننا فانهم
 لا یبیزون بینهما ولیمصب علیهم جدا
 كالذال مع الزاء وهذا قول المتأخرین
 نہیں کر سکتے سیے فال اور زاء کے درمیان فرق کرنا ان پر نہایت ہی دشوار و مشکل ہے، یہ تمام متاخرین
 کے قول پر ہے اور باختصار (ت)

ان عبارات سے واضح ہو کہ دشواری تیز میں ہر قوم کے سے اُس کا حال معتبر ہے۔ قریب مخرج یا
 تشابہ وغیرہ کو ضرور نہیں تو عوام ہند اگر ض و د میں تیز پر قادر نہیں تو وہ ان کے لئے اسی مشقتِ فصل کی
 فصل میں ہیں جس میں ض و ظ و ط کا شمار ہوا اب جہارتِ شامی منقولہ فتویٰ ندوہ اور اس کے
 مثل تمام جہارتِ بحث سے محض بیگانہ بلکہ استناد کرنے والوں کے صریح خلاف مراد ہوں گی اور دالین پر
 بطور متاخرین حکم جواز دیا جائے گا اور قصداً مضطرب پڑھنے والے پر باتفاق متقدمین و متاخرین حکم
 بطول نماز۔

ہشتم یہاں تک مدارک اپنے سے مصر پر کلام تھا مگر جانِ برادر عربی جہارت میں جن عنانی کا
 ترجمہ لکھ لینا اور بات ہے اور مقاصد و مراد و مرام علامتے اعلام تک رسائی اور سے
 ایں سعادت بزورِ بازو نیست
 تا نہ بخشد خداے بخشندہ

مشقت جس سے فتویٰ ندوہ نے استناد کیا اس بحث سوال سے اصلاً متعلق ہی نہیں علماء کا وہ قول صورت

خطا و زلت میں ہے کہ فزیشی زبان سے باوصف قدرت ایک حرف کی جگہ دوسرا نکل جائے اور یہاں صاف صریح
عجز ہے کہ یہ ظالمین یا اس کے مشابہہ والین پڑھنے والے ہرگز ادا سے حق پر قادر نہیں جس طرح قرآنہ لاکل و
حلیہ کی عبارت گزری کہ

ان السمة الاكراد واهل السواد والا تراك
غيره ثمة في معنای ج هذه الحروف
کرد و آئی اور ترک و گوں کی زبانیں ان حروف کی
اور ایک پر قادر نہیں۔ (ت)
فتاویٰ امام قاضی خان وغیرہ کی عبارت اور گزری کہ اس قول کو اذ اخطأین کو حرف ممکنات
حرف (یعنی اگر ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف خطا زبان سے نکل گیا۔ ت) میں ذکر فرمایا اب محقق علی الاعلاق
کا ارشاد اجل و اجلے سینہ، فتح میں فرماتے ہیں،

اما الحروف فاذا وضع حرفا مكان غيره فاما
خطأ واما عجزا فالاول ان لم يغير المعنى
لا تقصد وان غير فسدت فالتعبية في عدم
الفساد عدم تغير المعنى، واما هذا
ان كان الفصل بلا مشقة فسد واما
كان بمشقة قيل فسد واما كثر هم لا تقصد
هذا على ما في هولا والمشاخ، ثم لم
تنضبط فروعهم فاورد في الخلاصة ما ظاهره
التباني للفت مل فالاو في قول المتقدمين
وان في وهو الا قامة عجزا كالحم، لله
الرحمن الرحيم اللهم صل على محمد وآل محمد
الصديقين ان كان وجه الدليل و
النهار في تصحيحه ولا يقدر فصلوته
جائزة ولو ترك جهده ففاسدة ولا

رہا معطر حروف کا، تو جب ایک حرف کو کسی دوسرے
حرف کی جگہ رکھ دیا جائے تو یہ غلط ہو گا یا عجزاً
پہل صورت میں اگر معنی نہیں بدلاتو نماز فاسد
نہیں ہوگی اور اگر معنی بدل گیا ہو تو نماز فاسد
سو جائے گی پس نماز کے عدم فساد میں معنی کے
تبدیل نہ ہونے کا اعتبار ہے، اس کلام کا حاصل
یہ ہے کہ اگر حروف میں امتیاز بغیر مشقت کے
ممکن ہو تو نماز فاسد ہوگی اور اگر اس میں مشقت
ہو تو بعض نے کہا نماز فاسد ہوگی لیکن اکثر کے
نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی، یہ ان مشائخ کی رائے
کے مطابق ہے، پھر ان کی تمام فروعات و جزئیات
کو منضبط نہیں، پس خلاصہ میں ایسی چیز کو وارڈ
کیا گیا ہے جو بظاہر صاحب خود و فکر کے ہاں ملتی ہے،
پس متقدمین کا قول اولیٰ ہے اور دوسری صورت

لہ ملکہ الملک شرح غیۃ المصل

فتاویٰ قاضی خان فصل فی قرآۃ القرآن خطا و عجز مطبوعہ نوکشمورنگو ۱/۲۸

یسعہ ان یتک فی باقی حصہ آہ مختصرا۔ کہ یہ عمل مجزاً بمرثیۃ الحمد للہ، المرحمن الرحیم میں

ہا کے ساتھ، اے وہ میں دال کے ساتھ اور الحمد میں سین کے ساتھ پڑھتا ہے، اس صورت میں اگر اس نے
تصحیح کے لئے شب و روز محنت کی اور قادر نہ ہو سکا تو اس کی نماز درست ہوگی اور اگر بعد وجہ ترک کر دی تو نماز
فاسد ہوگی اور اس کے لئے باقی عمر میں بعد وجہ کو ترک کرنے کی گنجائش نہیں اور اختصار آیت

دیکھو غلط و مجز کو صاف دو صورتیں متقابل قرار دیا اور وہ فرق مشقت کا قول صرف صورت خطا میں کر
کیا صورت مجز میں اس فرق کا اصف نام نہ لیا بلکہ سن و ص و ذ کی مثالوں سے صورت مشابہ الصوت و
غیر مشابہ دونوں کا یکساں حکم ہونا صراحتاً ظاہر فرمادیا تو بحالت مجز مضروب مغدوب بلکہ بالفرض منکوب مغلوب
سب کو قطعاً ایک حکم شامل اور حرف و دو حرف کا فرق باطل۔

تھم مانگہ نہ ظاہر طائفہ جدیدہ کی قصدیت پر نظر پڑتی نہ دال عوام پر نہ اقوال علماء میں فرق مجز و
خطا و غیرہ پر اور باتجاری بعض علماء نے متاخرین ارشاد اقدس اصل امر مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہم صحیح و مختار
بحکم و تحقیق بھی پسند نہ آیا یہ سب مسلم متاخرین کا صرف ایک ہی قول تفرقہ مشقت نہ تھا متعدد اقوال تھے از انجملہ
امام قاضی ابومحکم و امام محمد ابن متاکل و امام اسماعیل زادہ و غیر ہم اکابر اجداد کا قول بہت باقوت تھا جس پر امام زادہ نے
فتویٰ دیا، امام محسنی و صاحب حرر لائل نے اس کی حرمان، انصافی و میر و میر جہا میں مختار بنایا، و جیز کروری
و ہندیہ و غیرہ جہا میں اعتدال الاقوال فرمایا کہ یہ سب عبارات زیر امر چارم گزیر یعنی اگر غلط ایک حرف کی جگہ
دوسرا زبان سے نکل گیا یا تمیز نہیں جانتا تو نماز فاسد نہیں، اس قول میں مشقت و غیرہ کا کچھ تفرقہ نہ تھا صوبہ
خطا نہ یا عدم تمیز پر حکم ہے اس تقدیر پر واجب تھا کہ غلط و د کا ایک حال ہوا بحال عدم تعدد صحت نماز پر فتویٰ دیا جائے
کوئی فقہی نظر موجب ہوتی کہ قول متاخرین ہی لینا تھا قریہ قول جلیل نہ لیا جائے حالانکہ اس کی قوت جلیلہ شائے
دارد، پھر جس مصلحت کے لئے قول امر متقدمین سے عدول ہوا یعنی حرام پر آسانی، وہ بھی اسی میں اتم و ازید،
ہاں اگر منطوق یہ ہو کہ وہابیہ غیر مقلدین ہندی کے برادران ممکن کی نماز میں درست پائیں اور عوام اہلسنت کی نماز میں
برباد جائیں، اس لئے وہ قول تفرقہ اختیار کیا تو اختیار ہے۔

دوہم جگہ یہاں ایک اور قول باقوت تھا جسے امام ابوالقاسم صفار و امام محمد بن سب و غیرہ اجداد نے
اختیار فرمایا اور بہت مشائخ نے اس پر فتویٰ دیا کہ نظر علوم بلوی پر ہے جہاں ابتلائے عام ہو صحت پر فتویٰ دیں گے
اسی مشائخ میں ہیں علماء

وفي القياس خاتمة عن المجاوزي حكى عن
الصفار انه كان يقول الخطاء اذا دخل في
الحروف لا يفسد لان فيه بلوى عامة الناس
لا يفسد لا يقيمون الحروف الا بمشقة اه
وفيها اذا لم يكن بين الحرفين اتحاد المخرج
ولا قرينة الا ان فيه بلوى العامة لا تفسد
عند بعض المشائخ اه مختصرا وقد مر
تمامه -

ظاہر میں ہے :

قال بعضهم لا تفسد منهم ابو القاسم
الصفار ومحمد بن سلمة وكثير من
المشائخ افتوا به لعموم البلوى فامس
العوام لا يعرفون محاسن الحروف

تأثر خاتمہ میں عادی سے منقول ہے کہ امام صفار کہا کرتے
تھے کہ حروف میں خطا ہو جائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی کیونکہ
اس میں عوام الناس کو شدید ضرورت ہے
کیونکہ وہ مشقت کے بغیر ان حروف کو ادا نہیں کر سکتے
اہ، اسی میں ہے جب دو حرفوں کے درمیان اتحاد
مخرج اور قرب مخرج نہ ہو البتہ اس میں ٹم بلوی ہو تو
بعض مشائخ کے ہاں نماز فاسد نہ ہوگی اہ اختصار
اور تمام جہات پہنچے گزر چکی ہے - دت،

بعض علماء نے کہا کہ نماز فاسد نہیں ہوگی، انہی میں
سے شیخ ابو القاسم الصفار اور محمد بن سلمہ ہیں، اور
کثیر مشائخ نے ضروریات عامہ کی بنا پر اسی پر فتویٰ
دیا ہے کہ عوام مجاز حروف سے واقفیت
نہیں رکھتے - دت،

اس قول پر تو صراحتاً عکس مراد ہوتا تھا۔ یہاں خلاص طائفہ قلیلہ ذلیلہ و بایہ پڑھتے ہیں اور دیا
مشابہہ میں عام ابتداء خود انھیں فتوؤں سے سائل نے نقل کیا کہ ایک بلا عام اس زمانے میں یہ ہو گئی ہے کہ
حنی کو بصورت پڑھتے ہیں اب تو لازم تھا کہ ان ظاہریوں نذریوں کے بھائیوں کی نماز فاسد کرتے اور عامہ
عوام کی نماز صحیح الحمد لله تلك عشرة كاملة وقد سبق خبايا في نروا ايا لو لانا السائل او صحف
بالاجمال لا يتناها تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے یہ دلائل کامل دلائل مکمل ہیں، ابھی کچھ دلائل
نفا کے گوشے میں رہ گئے ہیں اگر سائل نے اجماع لیکنے کا نہ کہا ہوتا تو ہم ان کا بھی تذکرہ کر دیتے۔ ت یہاں
تک ان فتوؤں کی حالتیں ظاہر ہو گئیں اور یہ بھی کہ وہ اس طائفہ حادثہ کو مفید اصلاً نہیں امور مسئلہ میں صرف اس
کا جواب دیا کہ یہ نزاع خاص اس حرف میں کیوں ہے چل اور حرام اہلسنت کے جملہ کا علم حنفی کا دشوار ترین

حروف ہونا تو ہی بڑا دانہ ہو سکتے ہیں وہ علماء اور یہ جملہ برابر مگر فرق یہ ہے کہ ہمارے حوام نے معاذ اللہ کلام اللہ و تحریف حروف منزل من اللہ کا قصہ نہ کیلئے یہی چاہتے ہیں کہ جو حرف یہاں اللہ عزوجل نے اتارا ہے اسی کو پڑھیں اسی کا ارادہ کرتے اسی کی نیت رکھتے اور اپنے زعم میں یہی سمجھتے ہیں کہ یہ حرف جہاں تک ہم سے ادا ہو سکتا ہے اس کی یہی آواز ہے مگر علمائے وہابیہ کو کہاں تاب کہ بجز وہم و جمل کے طعنے کبھیس موقوف و شوارہوں کی کشاکش میں رہیں وہاں تو نہ سب کی بنا ہی آرام پروری ہے۔ تراویح کی آواز، وتر کی ایک رکعت میں قسمت سے انھیں اوروں کے قول مل گئے وہ نہ اصل مقصود ہی آرام نفس ہے۔ جاڑا لگتا ہے تیمم کرو، جمار میں ازال نہ ہو غسل نہ کرو، سال دو سال عدت کی خبر نہ اسے عورت کا نکاح کر دو، تین طلاقیں ایک جلسہ میں کہیں بے حوائج ہو، چھ چیز کے سوا سب میں سود و با، خون و مردار و غیرہ وہ ایک چیزیں ناپاک باقی تمام اشیا حتی کہ شراب بھی طہر۔ بے ہنگام رفع ضررت کو نہ لے خود اپنی میٹھی رضائی، بھتیجی، سوئی، خار سب مٹا بلکہ سسکی ٹھنڈی کے لئے بھی یہی خیال۔ انتہائے آرام طلبی یہ کہ دفن میں سر سے تمامہ و شوارہ اوپر ہی سے مس کر لو، مولیٰ بسنہ و تھالی نے و احصا و امر وہ مسک فرمایا تم بھلا متکم بھلاؤ تو وہ شکل یہ ہے کہ ہاتھوں کے لئے حکم غسل آیا اور ان کے دھونے سے استینین دھونا و شوارہ کہ پیچھے بھی بیگ لہر کپڑا بھی تڑو نہ انھیں ابد تک کی جگہ آستین کہ سنا لینا کیا و شوارہ تھا یہاں ایک غیر مقدمہ صاحب کا قول تھا صاحب جو تم نے تہجد میں آپ رسول کا زبان بڑی تہذیب و سبب آگے مل چکے پر ہاتھ مار کر منہ پر پھیرنے اور چار پائی پر بیٹھے بیٹھے دو رکعتیں پڑھیں اور لحاف میں ڈبک رہے۔ مسلمان نو عمر تہجد و احاء کے معنی کچھ یعنی جب چار پائی پر رکھا ہوا گھڑا نہ لے تو تکیہ پر ہاتھ مار لو اگر چہ نام کو مٹی نہ خبا نہ تکیہ دار کو مرض نہ آراء و دل و قوۃ لقا باللہ اوالہ و اعدا القہار۔ یوں بھی جبکہ وہ قصہ کی تحریف سہاویہ مجز یا اصل یا غلط کی تعصیف تو وہی احق بالانکار ہے اور حوام کا اس کے علمائے اعظم ہونا واضح و آشکار، اصل اس قدر ہے کہ آفرادہ و قریب واجب الخذر۔ یہ جواب امور مستورہ سہاویہ اس مسئلہ خاص میں حق تحقیق حقیق بالقبول و مطر تھیں اکابر قول یہ ہے کہ مولیٰ عزوجل و تبارک و تعالیٰ نے قرآنِ مجید اتارا اور وہیں بجز اللہ اس کے نظم و معنی دونوں سے متعبد کیا ہر مسلمان پر حق ہے کہ اسے جیسا اترا ویسا ہی ادا کرے، حرف کی آواز نہ ملنے میں بیشمار جگہ الفاظ بدل رہتے یا معنی کچھ سے کچھ برجاتے ہیں یہاں تک کہ معاذ اللہ کفر و اسلام کا فرق ہو جاتا ہے آواز صحیح سے جو معنی تھے ایمان تھے اور بدلنے پر جو پیدا ہوئے ان کا اعتقاد صریح کفر تو معاذ اللہ وہ کلام اللہ کی نگر نبوا، آج کل یہاں حوام بلکہ کثیر بلکہ اکثر خاص نے اس امر خفیہ میں مہانتی بے پروائی اپنا شمار کر لی فقیر نے جو شخص خود مولیٰ صاحبوں، اصحاب و عطا و دروس و فتویٰ کو خاص غماست میں بر ملا پڑھتے سنا قتل ہو اللہ اھل حالہ کہ ہرگز نہ اللہ نے اھل فرمایا نہ ایمان و حق علیہ صلوٰۃ و التسلیم نے اھل پستی یا نہ صاحب قرآن صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اھل پڑھایا پھر یہ قرآن کیونکر ہوا احد کے معنی ایک کیسی ہو

شریکہ نظیر ہے پاک نرا اور اھد کے معنی معاذ اللہ بزدلی کمزور فی القاموس الالہد الجبان نراذ فی مساج
العروس فی الضعیف (قاموس میں ہے الالہد بزدل ، تمنع العروس میں کمزور کا اضافہ کیا ہے ۔ ت)

بہیں تفاوت رہا زکاست بکجا

(ان میں بڑا فرق ہے یہ کہاں اور وہ کہاں)

لاحرم اس قدر تجویز کہ ہر حرف و دو سوسہ سے متاثر اور تبدیل و تبدیلی سے احتراز ہو ہر مسلمان پر لازم ہے تصحیح مخارج و
اقاۃ حروف کا اہتمام فرض مستحکم ہے اس کے متاخرین کا فتویٰ معاذ اللہ پر وانی نہیں کہ قرآن کو کھیل بنائے
اور خلاف ما انزل اللہ جو کل میں آئے پڑھ لینا مناسب با وصف قدرت کلمہ بقلم نہ کرنا اور اس امر ہم کو ہلکا
سمجھنا غلط خوانی قرآن پر جے رہنا کون جائز کہے گا ، اسی سہل انگاری کی ایک نظیر سن چکے اللہ کو احد ماننا یہی
اسلام اور معاذ اللہ اھد کہنا صریح دشنام ، مانا کہ تمہیں قصہ دشنام نہیں پھر اس سے کیا ہوا کفر سے بڑے گئے
بات کی شناخت کیا جاتی رہے گی ، تعریف کیجئے اور اسی کا قصہ ہرگز غلط نہ نکلیں جو صریح ذم ہوں کیا علیٰ متاخرین
اسے حلال بنا گئے ہیں ! کلا ، واللہ ، حاشا اللہ صیح حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ،
اذا نزل احدکم و هو یصلی فلیرقد و یستوی
یذہب عنہ الشرف فان احدکم واصل
و هو ناعس لا یدری لعلہ یذہب لیستغفر
فیسب نفسه ۔ مروا ما لک و البخاری و
مسلم و ابوداؤد و الترمذی و ابن ماجہ
عن احمد المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت
کیا ہے ۔

جب اونگھتے ہیں نمائش سے منع کیا کہ احتمال ہے شاید اپنے لئے دعا سے بد نکل جائے اگر قصہ دعا ہے تو خود
جانتے ہیں خود اللہ عز و جل کی شان میں سخت گستاخی کا کلمہ نہ فقط احتمال بلکہ تجربہ بار ماٹھ سے نکالنا کیونکر حرام
ہو سکے اگر قصہ دشنام ہے ۔ اتھالی شریف میں ہے ،
عن الیہدات تجوید القرآن و هو اھل
تجوید قرآن اہم امور میں سے ہے اور وہ حروف کو

تصویر تلفظ کے وقت موجود ہوا نہیں کی کہ آواز سے بھر جاتی ہے اور جب تک اُس کا تلفظ ختم ہو دوسری ہوا نہ آتی جیسے نثر نثر طوطی غرض یہ امر قوت اعتماد کو لازم ہے کہ دہن یا حلق کے کسی حصے پر اعتماد قوی ہے آواز بھی جالس دم سے کھلا یا بختی جب اس جگہ سے اس طور پر حرف نکلے گا تو وہ ہن ہی ہوگا نہ اُس کا غیر۔ فرق جو پڑتا ہے اُس کا منشا انہیں سے کسی بات کا رہ جانا ہے مثلاً زبان اگلے دانتوں کو لگی یا زبان کی نوک سے کام لیا کہ وہ آغاز فخرج لام کی طرف جھکی۔ پسوئے زبان کا وسط و اڑھوں کی جانب خلاف کو چلا حالانکہ اُن کی طرف میل درکار تھا یا زبان تا نو کی طرف نہ اٹھائی یا اٹھانا چاہی مگر حرف کی دشواری و غراست اُس سے آئی کہ زبان دب گئی کما شیبی اطلاق نہ ہو جس طرح لڑائی میں نا تجربہ کار کا ہاتھ ہوا صفت قصہ بھگ کر دھما پڑتا ہے یا اعتماد میں ضعف رہا یا فخرج لام تک استطاعت نہ ہو یا یہ بیان دل پر لکھنے اور حلق میں رکھنے کا ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ صحت اور اس میں بہت مددگار ہے و باللہ التوفیق اب بعد اس کے کہ آدمی حرف منزل میں اللہ ہی کا قصد کرے اور اس کا فخرج و طریقہ استعمال جان بھی لے ادا کرنے والے مشابہت دے سے تو اس تقریر آخری کا خیال کر کے نکال سکتے ہیں اور اگر آدمی تا آخر جو کچھ ہم نے فخرہ صفات میں بیان کیا اُس سب کے مراعات تمہیک طور پر ہو جائے تو یقیناً اب جو حرف نکلے گا وہ خالص صمیم و فصیح صفا ہوگا اگرچہ ناواقف سننے والا اپنی نامشنائی کے باعث اسے کچھ بکھے یا کچھ نہ بکھے اور بتدریج وہ اس کے برتنے میں کمی بھی نہ کرے تو اب جو کچھ بھی ادا ہوگا صحت نماز کا فتویٰ دیں گے کہ عشر متقی ہو لیا اور غنہ روا فتح ہو چکا اور عمر جانب یسر ہے ۔

قال الله تعالى لا يكف الله نفسا الا وسعها
وقال الله تعالى يريد الله بكم اليسر ولا
يريد بكم العسر وقال تعالى ما جعل
عليكم في الدين من حرج وقال رسول
الله صلى الله عليه وسلم يسروا ولا
تفسروا بشروا ولا تنفروا رواه الشيخان
عن انس رضي الله تعالى عنه ۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے اللہ تعالیٰ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔ دوسرا فرمان ہے اللہ تعالیٰ تم پر آسانی پہنچاتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا۔ تیسرے مقام پر فرمایا اس نے تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔ چہی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے آسانی پیدا کرو، مشکل میں ڈالو، محبتیں پیدا کرو، نفرت نہ ڈالو۔ اسے بخاری و مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے (ت)

پھر ایسی حالت میں عند الانصاف مشترک صفات خواہ اشتباہ اصوات کسی کی تخصیص نہیں ہو سکتی کہ براہ مجزہ ہے
اختیاری نہیں اور غیر اختیاری پر حکم جاری نہیں کیا قدرتی جعل الاتراك المحاذ خاد و عوام عصر العداۃ الشامی
الغاف حمزة (جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا کہ ترک لوگ حار کو خا اور غاف مرثیہ کے زمانہ کے لوگ ق کو حمزہ بنایتے ہیں)
واضح ہوا کہ یہ طائفہ جدیدہ جس نے قصد اخلا و پڑھنا ٹھہرایا ان کی نماز تو باجماع ائمہ متقدمین و اتفاق اقوال
مذکورہ متاخرین کسی و لا تضالین تک نہیں پہنچے پاتی پہلی ہی رکعت میں مضروب کی جگہ مغلوب پڑھا اور نماز
رضعت ہوئی اب افعال بے معنی کئے جاؤ۔ اسی طرح اگر کوئی جاہل حرف منزل ضح کا قصد نہ کرے بلکہ عمداً اس
کو وال خواہ کوئی حرف پڑھنا ٹھہرائے اس کی نماز بھی مضروب سے آگے نہ چلے گی تعلم مخرج و طریق ادا و قصد صحیح
بقصد قدرت ہر شخص کو لازم پیر جو کچھ ادا ہو افتویٰ تیسیر صحت پر حاکم۔

نسأل الله تيسير كل عسير انه وليه وعليه
قد يروى عن النبي صلى الله تعالى على البشير والنذير
والله وصيه۔

ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں وہ ہر مشکل کو آسان
فرمادے کیونکہ وہی مالک ہے اور اس پر وہ قادر
ہے، اللہ کی رحمتیں نازل ہوں اس ذات اقدس پر
جو بشر و نذیر ہے آپ کی آل اور اصحاب پر بھی۔ (ت)
باجملہ عمداً یا ادا دونوں زام یہ قصد کرے کہ یہی سے ضح یا د پڑھوں گا ان کی نماز بھی تمام
فاتحہ تک بھی نہ پہنچے گی مضروب مغلوب کہتے ہی بلاشبہ فاسد و باطل ہو جائے گی اور جو حرف منزل ہی کا
قصد کھتا اور کسی کو ادا کرنا چاہتا ہے پھر اگر ایسی جگہ غلطی پڑے جس سے معنی نہ بدلے تو نماز فاسد نہ ہوگی
اور اگر معنی بدل گئے تو دو حال سے خالی نہیں یا تو یہ شخص ادا سے حرف پر قادر تھا براہ لغزش زبان یا جھٹ
یا سہواً زبان سے نکل گیا تو جہاں سے مذہب سیدنا امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ و محمد مذہب سیدنا امام محمد
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک نماز مطلقاً فاسد اور اگر یہ بدلا ہوا کلمہ قرآن مجید میں نہیں تو امام ابو یوسف
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھی اتفاق ہو کہ اجماع ائمہ متقدمین کہ نماز باطل ہے اور متاخرین کے اقوال کثیرہ و
مضطرب ہیں۔

مسئلہ از دیرگنج پرگنہ جہاں آباد ضلع پٹی بھیت مرسلہ خلیفہ النبی جس ۱۸ رجب ۱۳۱۴ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اکثر جملہ قواعد تجوید سے انکار ہے اور ناحق جانتے ہیں۔

الجواب

تجوید نہیں قطعی قرآن و اخبار متواترہ سید الانس و الجن علیہ و علی آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام و اجماع تمام
صاحب دین و سائر ائمہ کرام علیہم الرضوان المستدام حتی و واجب لہ علم دین شریع الہی ہے قال اللہ

تعالى ورتل القرآن ترتیلاً (اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔ ت) اسے مطلقاً حق
بتانا مکلف کفر ہے والیذاذ باللہ تعالیٰ۔ ہاں جو اپنی تاواضع سے کسی قاعدہ سے پر انکار کرے وہ اس کا جہل ہے آگاہ
و متنبہ کرنا چاہئے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از بریل محلہ ذخیرہ مرسلہ محبت حسین یکم ربیع الاول ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اکثر نمازی معنی نماز کے نہیں جانتے
ہیں اور نہ کلمہ شریف کے معنی جانتے ہیں پس جاننا معنی کلمہ شریف اور نماز کے کما و پر عمل کرنا بہت ہی ضرور ہے پس
اگر اہل عرب اور عربی جانتے والے عربی میں پڑھیں اور باقی اہل زبان اپنی اپنی زبان میں عربی کا ترجمہ کر کے پڑھیں
تو نماز درست اور صحیح ہے یا نہیں یعنی انگریزی خواں انگریزی میں اور ناگری والے ناگری میں اور اردو والے اردو
میں پنجگانہ نماز پڑھیں بتینوا تو جبروا (بیان کرداد اجبر پاؤ۔ ت)

الجواب

گمراہی کہہ کر نہیں آتی، گمراہی کا پہلا پھانک یہی ہے کہ آدمی کے دل سے اتباع سبیل مومنین کی قدر
نکل جائے تمام امت پر حرم کو بوقوف جانے اور انسانی رائے مانگ جائے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
زمانہ آدھس میں یہی عجیب و غریب مشرف باسلام ہوئے حضرت بل حبشی تھے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ حضرت سلمان
فارسى و ابو بکر و غیر ہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمیعاً اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں جو بزرگوں بلا و علم
فتح ہوئے انھوں نے عجیب مشرف باسلام ہوئے کہیں بھی حکم فرمایا، کہ تم لوگ اپنی زبان میں نماز پڑھا کرو، اب تیرو سو
پرس کے بعد یہ مصیبت بعض ہندی بے علموں کو شوجھی ہمس قد رکا ملاحظہ آنا سمجھنے کو کافی ہے کہ یہ الہام رحمن
نہیں بلکہ وسوسہ شیطانی ہے، قرأت قرآن فرض ہے اور وہ خاص عربی ہے غیر عربی میں اور انہ ہونگے اور نماز
نا درست ہونگے اور اس کے بار میں گنہگاری ہے، ہاں جو عاجز محض ہو تو مجبوری کی بات چدا ہے واللہ سبحنہ
تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تہذیبی عادت ہمیشہ نماز مغرب میں باقرات ایک یا نصف
رکوع یا سورۃ الفاتحہ یا اللکرم یا الشمس حاجت امامت میں پڑھنے کی ہے بعض مقتدی اس کو نا پسند کرتے ہیں اور بعض
اس طریقہ کو نا پسند جو یہ خرافات ایسی صورت میں امام اپنی عادت کے موافق کرے یا مقتدیوں کی تابعداری اختیار
کرے اور یہ سورتیں ایسے وقت میں کچھ زیادہ تو نہیں ہیں، ایک روز نماز مغرب میں زید نے ۱۶ پارہ کا ۳ رکوع

احسب الذین کفروا اور دوسری رکعت میں ۲۹ پارہ کا آخری رکوع ان المستقین فی ظلل پڑھا اس سے زیادہ پڑھنے پر مقتدی نہایت شاک کی ہوئے اور ایک مری صاحب نے فرمایا کہ یہ امام گنہگار ہوتے ہیں اتنا بڑا رکوع پڑھنے سے ایسی صورت اور ایسے وقت میں نہیں چاہئے منع کیا ہے، پست بہت مقتدیوں کی شکایت شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور امام صاحب پر شرعاً کیا الزام اور گناہ ہے؟ سو آدمی کی جماعت میں وہ مقتدی علیل پرانہ سالی کی وجہ سے زیادہ شکایت اور امام کو برا بھائی وہ بھی الزام دینے سے گنہگار ہیں یا نہیں!

الجواب

نماز محضر یعنی غیر سفر میں ہمارے ائمہ سے تین روایتیں ہیں،
 اول فجر و عصر میں طوالت مفصل سے دوسریں پوری پڑھے ہر رکعت میں ایک شورت اور عصر و عشاء میں اوساط مفصل سے دوسریں اور مغرب میں قصار مفصل سے۔ مفصل قرآن کریم کے اس حصہ کو کہتے ہیں جو سورہ ہجرات سے اخیر تک ہے اس کے تین حصے ہیں ہجرات سے بعد تک طول، بروج سے لم یکن تک اوساط، لم یکن سے تا کن تک قصار۔

دوم فجر و عصر میں سورہ فاتحہ کے علاوہ دونوں رکعت کی مجموعہ قرأت چالیس پچاس آیت ہے اور ایک روایت میں ساٹھ آیات سے سو تک۔ اور مشرورش کی دونوں رکعت کا مجموعہ پندرہ بیس آیت اور مغرب میں مجموعہ دس آیتیں۔

سوم کچھ مقرر نہ رکھے جہاں وقت و مقتدیوں و امام کی حالت کا مقتضی ہو ویسا پڑھے، مثلاً نماز فجر میں اگر وقت تنگ ہو یا مقتدیوں میں سے کوئی شخص بیمار ہے کہ بقدر سنت پڑھنا اس پر گراں گزرے گا یا بوجہ ضعف ناتواں یا کسی ضرورت والا ہے کہ دیر لگانے میں اس کا کام حرج ہوتا ہے اسے نقصان پہنچے گا نہ پیشہ ہوگا تو جہاں تک تخفیف کی حاجت ہے کچھ تخفیف کرے، خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز فجر میں ایک پنجے کے رونے کی آواز سن کر اس خیال رحمت سے کہ اس کی ماں جماعت میں حاضر ہے طول قرأت سے اوجھر بچھڑکے گا اور حرام کا دل بچیں ہوگا صرف قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس سے نماز پڑھا دی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اکبر و اصحاب و بارک و سلم اجمعین، اور اگر دیکھے کہ وقت میں وسعت ہے اور نہ کوئی مقتدیوں میں بیمار نہ ویسا کلامی تو بقدر سنت قرأت ان روایات میں پہلی اور تیسری روایت مختار ہو جائے ہے و اما قول لا خلاف بینہما و انما الثالثہ تقييد لا ولی کمالا ینخفي (میری رائے میں ان دونوں روایات کے درمیان کوئی تعارض نہیں تیسری پہلی کو مقید کر رہی ہے جیسا کہ واضح ہے۔ ت، تو حاصل مذہب معتدیر قرار پایا کہ جب گنجائش بوجہ وقت خواہ بیماری و ضعف و حاجت مقتدیوں کو دیکھے تو قدر گنجائش

پر عمل کرے ورنہ وہی طرالیہ و اسلاد و قصار کا حساب ملحوظ رکھے اور قلت گنجائش کے لئے زیادہ مقتدیوں کا ناتواں
یا کام کا ضرورت مند ہونا و کار نہیں بلکہ صرف ایک کا ایسا ہونا کافی ہے یہاں تک کہ اگر ہزار آدمی کی جماعت ہے اور
صبح کی نماز ہے اور غروب و صبح وقت ہے اور جماعت میں ۹۹۹ آدمی دل سے چاہتے ہیں کہ امام بڑی بڑی سورتیں
پڑھے مگر ایک شخص بیمار یا ضعیف بوڑھا یا کسی کام کا ضرورت مند ہے کہ اس پر تطویل بار ہوگی اسے تکلیف پہنچے گی
تو امام کو حرام ہے کہ تطویل کرے بلکہ ہزار میں اس ایک کے لحاظ سے نماز پڑھائے جس طرح مسیطی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے صورت اس حدوت اور اس کے بچے کے خیال سے نماز فجر مودتین سے پڑھا دی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اور معاد ابن جبریل رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تطویل میں سخت ناراضی فرمائی یہاں تک کہ رضا رہا کہ شدت جلال سے
سرخ ہو گئے اور فرمایا،

افتان انت یا معاذ افتان انت یا معاذ	کیا تو لوگوں کو فتنہ میں ڈالنے والا ہے، کیا تو لوگوں
افتان انت یا معاذ کما فی الصحاح وغیرہا	کو فتنہ میں ڈالنے والا ہے کیا تو لوگوں کو فتنہ میں
وفی الہدایۃ مرفوعاً لقولہ علیہ الصلوۃ	ڈالنے والا ہے اسے معاذ! جیسا کہ صحاح وغیرہ میں
و سلام من امر قوم فیصل بہم	ہے اور بدذاتیہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی
صلوۃ اضعفہم فان فیہم لمریض	ہے کہ جو شخص کسی قوم کا امام بنے وہ انہیں ان کے
انکبیر و الذی حاجۃ	ضعیف کے اعتبار سے نماز پڑھائے کیونکہ ان میں
	مریض، بوڑھے اور صاحب عجز جت بھی ہوں گے، دت،

اس بیان سے واضح ہوا کہ امام کا مغرب میں سورۃ والشمس یا والنجم یا اول میں انصاف
الذین کفروا دوسری میں ان المتقین یہ دونوں رکوع پڑھنا خلاف سنت اور تینوں سے الگ ہوا کہ نہ یہ
قصار مفصل سے ہے نہ دونوں رکعت میں صرف دس آیت نہ یہی کہ مقتدیوں پر گراں نہ گرا، ایسی حالت میں
مقتدیل کی شکایت برجل ہے اور امام پر ضرور الزام ہے ہاں المہکمہ التکاثر ایک رکعت میں اور اس سے پہلی
میں اقامۃ یا دوسری میں والعصر پڑھنا مطابق سنت ہے یہاں مقتدیوں کی شکایت حاجت ہے
مگر اس حالت میں کہ کوئی بیمار یا بوڑھا نہ ہو تو اس قدر تکامل نہ رکھتا ہو تو وہاں اس سے بھی تخفیف کا حکم ہے
فی فتح القدیر قد بحثنا ان التطویل هو فتح القدیر میں ہے ہم نے اس پر بحث کی ہے کہ قراۃ

میں طوالت وہ زیادتی ہے جو قرأت مسنونہ پر ہو
 کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسی ہی نیادتی
 سے منع فرمایا ہے اور آپ کی قرأت قرآن مسنونہ
 ہی تھی لہذا جس سے آپ نے روکا وہ اس مسنونہ
 کے علاوہ ہوئی مگر ضرورت کے وقت اہل اور دیگر
 مسائل جو ہم نے ذکر کئے وہ در مختار، رد المحتار اور
 دیگر متداول کتب میں معروف ہیں اس لئے تمام
 عبارات کے تذکرے کی ضرورت نہیں۔ (ت)

الزيادة على القراءة المسنونة فانه صلى
 الله تعالى عليه وسلم نهى عنه وكانت
 قراءته هي المسنونة فلا بد من كون
 ما نهى عنه غير ما كان دأبه الا لفروقة
 اهل و باقى ما ذكرنا من المسائل معروفة
 فى الدر المختار و رد المحتار وغيرهما
 من الكتب المتداولة فلا حاجة بايراد
 العبارات.

والله سبحانه وتعالى اعلم۔

مسئلہ ۲۷ شوال ۱۳۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے نماز میں بعد الحمد شہ اور تین یا زائد آیتوں کے
 کہا قال رسول اللہ پھر رکوع کر دیا یا قرآن مجید اور تلاوت کی تو اس صورت میں نماز ہوئی یا نہیں ؟ اور
 سجدہ سہو کی حاجت ہے یا نہیں جینا تو جردا۔

الجواب

اگر اس لفظ سے اُس نے کسی شخص کی بات کا جواب دینے کا قصد کیا مثلاً کسی نے پوچھا فلاں حدیث
 کس طرح ہے اُس نے کہا قال رسول اللہ اور نماز کا خیال آگیا غامض ہو رہا یا ابتداء کسی سے غلط
 کا ارادہ کیا مثلاً کسی کو کوئی فعل منوع کرتے دیکھا اسے حدیث حافظت سنائی چاہی اس کے خطاب کی نیت
 سے کہا قال رسول اللہ پھر یاد آگیا آگے نہ کہ اتوان دو صورتوں میں ضرور نماز فاسد ہو جائے گی
 کہ نصوا علیہ فیما ہو ذکر و ثناء محض
 کلامہ الا اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ و
 انا الیہ راجعون وغیر ذلک اذا قصد
 بہ الجواب او الخطاب فکیف ما لیس
 كذلك۔
 جیسے کہ فقہاء نے ان الفاظ کے بارے میں تصریح
 کی ہے جو کہ فقط ذکر و ثناء ہی ہیں مثلاً لا اللہ الا
 اللہ، لا حول ولا قوۃ الا باللہ اور اللہ ونا لہ راجعون
 دیگر کلمات جب ان سے مقصد کسی کا جواب یا کسی کو
 خطاب ہو تو ان کلمات کا کیا حال ہوگا جو محض ذکر و ثناء نہیں۔

اور اگر یہ جوڑیں نہ تھیں تو اس کا جزئیہ اس وقت نظر میں نہیں اور ظاہر کلام ملائے کلام سے یہ ہے کہ اگر یہ شخص نہ خانی کا عادی تھا اس عادت کے مطابق زبان سے قال رسول اللہ نکلا تو نماز فاسد ہو گئی لکن من کلامہ و لیس ثناء او دعاء بیل اخیار (کیونکہ یہ اس کا اپنا کلام ہے نہ تیار و عانی نہیں بلکہ خبر دینا ہے۔ ت۔) اور اگر ایسا نہ تھا تو نماز فاسد نہ ہو گی کیونکہ یہ کلمہ کا کلمہ ہے قال اللہ تعالیٰ معاذ اللہ رسول اللہ ناقصہ اللہ وسقیہ (اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے تو ان سے اللہ کے رسول نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ناقد اور اس کی پیٹنے کی باری سے بچو۔ ت۔) بکر الرائق و در مختار وغیرہ جہاں ہے،

لو جری علی لسانہ نعم ان کان هذا الرجل یعتد فی کلامہ نعم تفسد صلوٰتہ و ان لم یکن عادی لہ لا تفسد لان هذا الکلمۃ فی القرآن فتجعل صلوٰۃ۔ اگر کسی کی زبان پر لفظ نعم جاری ہو گیا تو اگر وہ آدمی ایسا ہے جو اپنے کلام میں لفظ نعم کو اکثر لاتا رہتا ہے تو نماز فاسد ہو گی، اور اگر اس کلمہ کو ذکر کرنا اس کی عادت نہیں تو نماز فاسد نہ ہو گی۔

کیونکہ یہ کلمہ قرآن پاک میں موجود ہے لہذا اسے کلام کی بجائے قرآن پاک کا حصہ ہی سمجھا جائے گا۔ (ت۔) اور سجدہ سو کی کسی حالت میں حاجت نہیں مگر یہ کہ صورت اخیر پانی نمی ہو جس میں جواز نماز ہے اور جو سہو اتنی دیر تک چپکا کچھ سوچتا رہا ہو جس قدر وہ زمین ایک رکعت اور اس کے تو اس سکوت کے باعث سجدہ سہو لازم آئے گا کما فی التنبیہ (تنویر میں اسی طرح ہی ہے۔ ت۔) واللہ تعالیٰ اعلم

۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں،

- (۱) اللہ کے الف کو حذف کر کے پڑھے تو جائز ہے یا نہیں؟
- (۲) الف کے لام کو پڑ کر ناسفت ہے یا نہیں؟
- (۳) الف اللہ کو تکبیرات میں کچھ دراز کر کے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟
- (۴) قعدہ ادنیٰ میں شک ہو اگر یقین نہیں اور سجدہ سو کا کیا تو نماز جائز ہے یا نہیں؟
- (۵) جس نماز میں سہو نہ ہو اور سجدہ سو کا کیا تو نماز جائز ہے یا نہیں؟
- (۶) ہاتھ ملا کر دعا پڑھنے یا علیحدہ علیحدہ کر کے۔ بیٹو! توجروا۔

سہ القرآن ۱۳/۹

سہ البحر الرائق باب یفسد الصلوۃ الخ مطبوعہ ریح ایم سعید کمپنی کراچی ۸/۲

الجواب

- (۱) نماز جائز ہے مگر قصد اکبر سے تو حرام و گناہ۔
- (۲) ہاں سنت متوارثہ ہے جبکہ اس سے پہلے فقہ یا ضمیمہ ہو۔
- (۳) تھوڑا دراز کرنا تو مستحب ہے اسے بڑے تعظیم کہتے ہیں اور زیادہ دراز کرنا کہ حد اعتدال سے خرچ فاش ہو کر وہ اور اگر صاف اللہ تان کے طور پر ہو کہ کچھ حروف زوائد پیدا ہوں مثل ا ا تو مقصد نماز ہے۔
- (۴) جائز ہے۔
- (۵) بے حاجت سجدہ سہو نماز میں زیادت اور منوع ہے مگر نماز ہو جائے گی۔ ہاں اگر یہ امام ہے تو جو مقتدی مسبوق تھا یعنی بعض رکعات اُس نے نہیں پائی تھیں وہ اگر اس سجدہ بے حاجت میں اس کا شریک ہوا تو اس کی نماز باقی رہے گی لانہ اعتدی فی محل الانفراد (کیونکہ اس نے محل انفراد میں اس کی اعتدا کی۔ ت)

(۶) دونوں ہاتھوں میں کچھ حاصل ہو۔

فی الحد والصفت سربسید یہ حد اربعہ
 نحو السماء لا مہا قبلۃ الہی ویکوم
 بینہما فرجۃ فی سہد المحتار ای وامت
 قلت قدیۃ فی واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔
 مسئلہ از شہر کنبہ بالنس بر علی کا کر ثولہ ۱۴ اشوال ۱۳۱۹ھ

نماز چار رکعت میں نیزہ اس طرح پڑھتا ہے اول رکعت میں بعد سورۃ فاتحہ سورۃ یس شریف دوسری میں سورۃ دخان شریف تیسری میں سورۃ تنزیل، چوتھی میں سورۃ ملک، اس طرح سے یہ نماز پڑھنا خلاف ترتیب ہو گا یا نہیں اور تنزیل سے کون سی سورۃ مراد ہے؟ بینوا تو جہودا۔

الجواب

یہ نماز اسی ترتیب سے حدیث میں حفظ قرآن کے لئے ارشاد ہوئی ہے، جامع ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے سورۃ تنزیل سورۃ الم تنزیل السجدہ ہے۔

روایت ترمذی میں بھی پورا نام آیا ہے اس میں خلاف ترتیب اصدقی نہیں کہ نفل کا ہر شفع نماز جدا گانہ ہے اور شک نہیں کہ ترتیب قرآن عظیم میں تسبیح شریف حم الدخان سے مقدم ہے اور تنزیل المسجد سورہ ملک سے ، تو روایت ترتیب ہر شفع میں ہوگی اگر چاروں کے لحاظ سے سب میں پہلے تنزیل المسجد ہے پھر تسبیح پھر دخان پھر ملک یہ مخالف ترتیب نہیں کہ ہر شفع صلاۃ علیہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲ رمضان المبارک ۱۳۳۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص نماز میں سورہ فاتحہ میں لفظ نستعین اور مستقم کی جگہ تسبیح اور مستقیم بدو ق تاح کے پڑھے تو اس کی نماز باطل ہوگی یا مکروہ یا نہیں ، جواب دیکھئے موجب ثواب ہے۔

الجواب

نماز ہو جائے گی لا جمل الادغام (ادغام کی وجہ سے۔ ت) مگر کراہت ہے لا جمل الاحداث فلا ادغام صحیفہ فی الف تحۃ کہ نفس علیہ فی غیث النفع (کیونکہ اس نے یہ خود ایجاد کیا دیکھئے فاتحہ میں ادغام نہیں ہے جیسا کہ غیث النفع میں اس پر تصریح موجود ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۰ ربیع الاول شریف ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرح تین ان مسائل میں کہ سورہ فاتحہ سے ایک آیت کا تلاوت کرنا نماز میں فرض ہے یا اس کے ما سوا دوسری صورت میں سے ایک آیت پڑھنا فرض ہے مثلاً زید نے نماز پڑھی اور فقط الحمد للہ رب العالمین پڑھ کر بھول گیا اور رکوع و سجود کیا اور سجود سہو کیا مسلم پھر اس حالت میں نماز زید کی ہوئی یا نہیں ؟ اور نیز دوسری صورت یہ ہے کہ امام صاحب نے نماز پڑھائی اور وہ کشمکش کرنا اول کا بھول گئے اور مقتدی نے دو مرتبہ کھڑے ہونے امام سے پیشتر کہا التحیات نہ کہ امام صاحب کھڑے ہو گئے اور قرأت بالجمہر پڑھی اور فقط سورہ فاتحہ پڑھ کر رکوع کیا اور سجود سہو کیا اس صورت میں مقتدی کی نماز میں کوئی نقصان آیا یا نہیں ؟ اور نیز اس صورت میں کہ امام صاحب قرأت میں بھول گئے اور مقتدی نے لقمہ دیا اور امام صاحب نے نہیں لیا تو نماز مقتدی میں کوئی نقصان آیا یا نہیں ؟ اور وقت ظہر میں اگر جماعت ہو رہی ہو تو شریک ہو جاوے اور چار رکعت سنت جو رہیں ان کا پڑھنا کس وقت اولیٰ ہے آیا دو پہلے پڑھے یا چار ؟ بیہوا تو جبروا۔

الجواب

قرآن مجید کی ایک آیت سورہ فاتحہ سے ہو خواہ کسی صورت سے پڑھنا فرض ہے نہ خاص فاتحہ کی تفصیل سے نہ کسی صورت کی ، جو فقط الحمد للہ رب العالمین پڑھ کر بھول گیا اور رکوع کر دیا نماز کا فرض ماقہ ہر جائز

محرمانہ قصہ ہوئی کہ واجب ترک ہوا الحمد شریف تمام و کمال پڑھنا ایک واجب ہے اور اس کے سوا کسی دوسری صورت سے ایک آیت بڑی یا تیس آیتیں چھوٹی پڑھنا واجب ہے اگر الحمد نہ پھولا تھا اور واجب اول کے ادا کرنے سے باز رکھا گیا تو واجب دوم کے ادا سے عاجز نہ تھا فقط ایک ہی آیت پر قناعت کر کے رکوع کر دینے میں قصداً ترک واجب ہوا

عن ما هو الظاهر وترتيب السورة على الف تحة
واجب ثالث كما ان ترك الفصل بين ما باجنبي
واجب سابع فاستقظ وجوب السورة للعجز
عن العاجلة لا يظهر فيه يظهره الله تعالى
اعلم -
جیسا کہ واضح ہے فاتحہ اور سورۃ میں ترتیب تیسرا واجب
جس طرح ان کے درمیان اجنبی کے ساتھ ترک فصل
چوتھا واجب ہے پس بظاہر فاتحہ سے عاجز نہ آنا
وجوب سورۃ کے استقظ کا سبب نہیں بن سکتا
واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

اور جو واجب قصداً چھوڑا جائے سجدہ سہرا اس کی اصلاح نہیں کر سکتا تو واجب ہے کہ نماز دوبارہ پڑھے،
ہاں اگر ایسا بخیر لا کر ترقیہ فاتحہ یا آتا ہے نہ قرآن عظیم سے کہیں کی آیتیں اور تاہم رکوع کر دیا اور جیسے میں جلتے تک
فاتحہ و آیات یاد نہ آئیں تو اب سجدہ سہرا کافی ہے اور اگر سجدہ کر جانے سے پہلے رکوع میں خواہ قرعہ الکرکع میں یاد
آجائیں تو واجب ہے کہ قرأت پوری کرے اور رکوع کی پھر عذر دے کہ قرأت پوری نہ کی تو اب پھر قصداً ترک
واجب ہوگا اور نماز کا عذر کرنا پڑے گا اور اگر قرأت بعد الکرکع پوری کر لی اور رکوع دوبارہ نہ کیا تو نماز ہی
جاتی رہی کہ فرض ترک ہوا

وذلك لان الركوع يرتفع بالعود الى القراءة
لانها فرضية وكل ما يقرأ أو لو القراء ان العظیم
كله فانما يقع فيها كما نصوا عليه -
اس لئے کہ قرأت کی طرف لوٹنے کی وجہ سے رکوع
ختم ہو گیا کیونکہ قرأت فرض ہے اور قرأت جتنی بھی
کی جائے خواہ تمام قرآن پاک کی قرأت ہو اس سے

ایک ہی فرض ہوا ہوگا جیسا کہ اس پر فقہانے تصریح کیا ہے۔
(۳) جبکہ امام پہلا قعدہ قبول کر آئے کہ ہوا اور ابھی سیدھا نہ کھڑا ہوا تھا تو مقتدی کے بتانے میں کوئی حرج
نہیں بلکہ بتانا ہی چاہئے، ہاں اگر پہلا قعدہ چھوڑ کر امام پورا کھڑا ہو جائے تو اس کے بعد اسے بتانا جائز نہیں اگر
مقتدی بتائے گا تو اس کی نماز باقی رہے گی اور اگر امام اس کے بتانے پر عمل کرے گا تو سب کی جائے گی کہ پورا
کھڑا ہو جانے کے بعد قعدہ اولیٰ کے لئے لوٹنا حرام ہے تو اب مقتدی کا بتانا محض یہی بلکہ حرام کی طرف بتانا اور بلا ضرورت
کلام ہوا اور وہ مقصد نماز ہے قرأت میں صحیح قعدہ دینا مطلقاً جائز ہے نماز فرض ہو خواہ نفل امام تین روایت زائد پڑھنا
خواہ کم تو اس صورت میں قعدہ دینے سے مقتدی کی نماز میں کچھ نقصان نہیں، ہاں اگر وہ غلطی کہ امام نے کی مغیر معنی مقصد نماز

تھی اور مقتدی نے بتایا اور اس نے نہ لیا اسی طرح غلط پڑ کر آگے چل دیا تو امام کی نماز جاتی رہی اور اس کے سبب سے سب مقتدیوں کی بھی گئی اور اگر غلطی مقصد نماز نہ تھی تو سب کی نماز ہو گئی اگرچہ امام غلطی پر قائم رہا اور نعتہ نہ لیا اور امام نے صحیح پڑھنا مقتدی کو دھوکا ہوا کہ اُس نے غلط بتایا تو اس مقتدی کی نماز ہر طرح جاتی رہی پھر اگر امام نے نہ لیا تو امام اور دیگر مقتدیوں کی نماز صحیح رہی بعد اگلے لیا تو سب کی گئی۔ ظہر کی پہلی سستیں نہ پڑھی ہوں تو علماء کبے و دنوں قتل ہیں اور دونوں باتوں میں ایک یہ کہ فرض کے دو سستیں پہلے پڑھے پھر وہ چار پڑھے اور دوسرے اس کا عکس کہ فرض کے بعد پہلے چار پہلی پڑھے پھر وہ، اور پہلا قتل زیادہ قوی ہے لمطابقہ لفظ الحدیث الصریح (کیونکہ وہ حدیث صریح کے الفاظ کے مطابق ہے۔ ت۔ واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم۔)

مسئلہ ۲۹ صہ سوال ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نماز فجر و عشا میں سورہ طوال پڑھنا مسنون ہے یا نہیں؟ اور اگر ایسے وقت کہ ابتدائی وقت ہو اور طوئی یا سنی پڑھی جائے گی اور السم تو وغیرہ سے پڑھا دے اور مقتدی جماعت سے محروم رہیں تو جماعت خلاف سنت اور مخالفت سے جماعت مکروہ ہوگی یا نہیں؟ بینہما جروا

الجواب

قرآن عظیم سورہ جرات سے آج تک مفصل کہتا ہے اس کے تیس نسخے ہیں جرات سے بروج تک طوال مفصل، بروج سے لم یکن تک اوسا مفصل، لم یکن سے ناس تک قصار مفصل، سنت یہ ہے کہ فجر و ظہر میں ہر رکعت میں ایک پوری سورت طوال مفصل سے پڑھی جائے اور عصر و عشا میں ہر رکعت میں ایک کامل سورت اوسا مفصل سے اور مغرب کے ہر رکعت میں ایک سورت کا طہ قصار مفصل سے۔ اگر وقت تنگ ہو یا جماعت میں کوئی مریض یا بوڑھا یا کسی شدید ضرورت والا شریک جس پر اتنی دیر میں ایذا تکلیف و حرج ہوگا تو اس کا نماز کرنا لازم ہے جس قدر میں وقت مکروہ نہ ہونے پائے اور اس مقتدی کو تکلیف نہ ہو اسی قدر پڑھیں اگرچہ صبح میں انا اعین و قل هو اللہ احد ہوں یہی سنت ہے اور جب یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو اس طریقہ مذکورہ کا ترک کرنا اور صبح یا عشا میں قصار مفصل پڑھنا ضرور خلاف سنت و مکروہ ہے مگر نماز ہو جائے گی واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۰ صہ ۲۱ ربیع الآخر ۱۳۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ امام کے جیسے مقتدی لفظ آئین کو کس قدر آواز سے کہے اگر برابر والے نمازی جو اس سے دوسرے یا تیسرے درجے پر ہیں سنیں تو کوئی حرج ہے یا نہیں؟

(۲) سوئے نطق اہلین کے اور جو کچھ پڑے تو کس قدر آواز سے پڑھنا چاہئے؟

(۳) حقہ، تمباکو پینے والے کے منہ کی جو نمازیں دوسرے نمازی کو معلوم ہوئی تو کوئی قباحت تو نہیں ہے؟
بیّنوا توجروا۔

الجواب

(۱-۲) اہلین صلب کو آہستہ کہنا چاہئے امام جو خواہ مقتدی خواہ اکیلا یہی سنت ہے، اور مقتدی کو سبکچہ آہستہ ہی پڑھنا چاہئے اہلین جو خواہ تکبیر، خواہ تسبیح جو خواہ التیات و درود، خواہ سو حکم اللہ وغیرہ۔ اور آہستہ پڑھنے کے یہ معنی ہیں کہ اپنے کان تک آواز آنے کے قابل ہو اگرچہ بوجہ اس کے کہ یہ خود بہر اسے یا اس وقت کوئی فعل شور ہو رہا ہے کان تک نہ آئے اور اگر آواز اصلاً پیدا نہ ہوئی صرف زبان ہی تو وہ پڑھنا ہو گا اور فرض واجب و سنت و مستحب جو کچھ تمنا وہ ادا نہ ہو گا فرض ادا نہ ہو گا تو نماز ہی نہ ہوئی اور واجب کے ترک میں گنہگار ہوا اور نماز پختہ نہ ادا واجب رہا اور سنت کے ترک میں عقاب ہے اور نماز مکروہ اور مستحب کے ترک میں ثواب سے محرومی۔ پھر جو آواز اپنے کان تک آنے کے قابل ہوگی وہ غالب یہی ہے کہ برابر والے کو بھی پہنچے گی اس میں عرج ضعیف یہی آواز آتی چاہئے جیسے راز کی بات کسی کے کان میں منہ دکھ کر کہتے ہیں ضرور ہے کہ اس سے ملا ہوا جو بیٹھا ہو وہ بھی سنے گا مگر اسے آہستہ ہی کہیں گے، و الله اعلم

(۳) منہ میں پلٹو ہونے کی حالت میں نماز مکروہ اور ایسی حالت میں مسجد میں جانا حرام ہے جب تک منہ صاف نہ کر لے اور دوسرے نمازی کو ایذا پہنچی تو حرام ہے اور دوسرا نمازی نہ بھی موقوفہ بدو سے ملکہ کو ایذا پہنچی ہے، حدیث میں ہے:

«الله المستكة تتأذى بسايتا ذی به بنو آدم»
والله تعالیٰ اعلم
یعنی آدم اذیت پاتے ہیں۔ (ت)

مسئلہ ۹۵۵ الحمد شریف قرآن شریف سے ہے نماز میں کیوں واجب کی گئی؟ اور سورت کا ملانا کیوں فرض رکھا گیا؟ اور اگر مصطفیٰ الحمد بخیر ہو جائے تو اس پر سجدہ سہو واجب ہوتا ہے اور آیتیں پڑھنا قبول ہائے تو نماز جاتی رہتی ہے اس کے بدلے میں سجدہ سہو نہیں رکھا گیا اس کی وجہ ہے اور الحمد واجب ٹھہری اور مقتدی بیچے امام کے الحمد نہیں پڑھتا؟ اور الحمد کے نہ پڑھنے سے سجدہ سہو لازم آتا ہے تو اس مقتدی کی نماز بغیر سجدہ سہو کے ہوئے کیونکر صحیح ہو جاتی ہے؟
بیّنوا توجروا۔

الجواب

سورۃ طہ بھی فرض نہیں، نہ اس کے ترک سے نماز جائز ہو بھی مثل فاتحہ واجب ہی ہے اور اس کے ترک کی بھی سجدہ سہو سے اصلاح ہو جاتی ہے جبکہ ٹھوکر جو یہی حال فاتحہ کا ہے۔ تو یہ مسئلہ ہی مسائل کو غلط معلوم ہے جس کی بنا پر طالب فرق ہے فرض صرف ایک آیت کی تلاوت ہے سورۃ فاتحہ سے ہو یا کسی سورت سے۔

قال اللہ تعالیٰ فاتحراً واما یسرو من القرآن ^۱ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے قرآن سے جو آسان ہو وہ پڑھو۔ سورۃ فاتحہ اور فرضوں کی پہلے دو رکعتوں میں ضم سورت کا وجوب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی موافقت اور بعض احادیث احادیث سے ثابت ہوا کہ وجوب ہمارے ان کے نزدیک صرف امام و منفرد پر ہے مقتدی پر نہیں تو لزوم سجدہ کی کوئی وجہ نہیں نہ ترک قصدی میں نہ سہو مقتدی سے اس پر سجدہ لازم آئے گا اگرچہ دس واجب ترک ہوں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۹۶ صفر ۱۳۱ھ

امام نے نماز جمعہ میں ایک آیت پر ہی بسبب ٹھوکر جانے کے اس کو دوسری بار پڑھ کر دوسری آیتوں کی طرف منتقل کیا ایسی صورت میں نماز مکروہ تحریمی یا جائزہ کراہت یا سجدہ لازم ہے یا نہیں؟ بینوا تو جہود!

الجواب

جبکہ مجبوری سہو تھا کچھ کراہت نہیں اور اگر آیت کے یا کلمے میں بقدر کن ساکت نہ رہا تو سجدہ سہو بھی نہیں ورنہ سجدہ لازم ہے کما فی الدر المنخت ^۲ (جیسا کہ در مختار میں ہے۔ مت) واللہ تعالیٰ اعلم مسئلہ ۲۹۷ کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ نماز میں مثل سورہ وائیل کے درمیان چھوڑ کر پڑھنا اگرچہ سہو ہو کیا ہے مثلاً رکعت اولیٰ میں وائیل اور رکعت ثانیہ میں وائیل پڑھے۔

الجواب

فرضوں میں قصداً چھوٹی سورت یا پنج میں چھوڑ دینا مکروہ ہے اور سہو آصل کراہت نہیں وائیل وائیل سے پانچ آیت زائد ہے ایسی صورت میں کراہت نہیں، فی الدر المنخت دیکھو الفصل بسورۃ قہیۃ ^۳ در مختار میں ہے کہ چھوٹی سورت کے ساتھ فاصدہ

سہو القرآن ۳/۲۰

۱۰۲/۱ مطبوعہ مجتبیٰ دہلی باب سجود السہو ۲۰/۲۰
۸۲/۱ " " " فصل دیگر اہام ۲۰/۲۰

فی سہد المحدث را ما بسوق طویلہ بحیث یلزم منه
اطالة الركعة الثانية فلا یکره شرح المنیة
ان فی السہد اطالة الثانية عن الاول یکره
تدریجها لاجتماع ان بشدت آیات ان تعسرت طولا
وقصر او الا اعتبار الحروف والكلمات واعتبر
الحس فی حشر الطول لا عدد الایات، واستثنی
فی الجہود ما وردت به سنة واستظهر فی التعلیل عدم
الکراهة مطلقا وان با قبل لا یکره لانہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلی بالمعوضۃ تسبیح
واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

(چھوڑ دینا) مکروہ ہے اور دلالت میں ہے کہ اگر وہ
چھوڑی جانے والی سورت اتنی بڑی ہے کہ اس سے
دوسری رکعت کا پہلی رکعت سے نہایت ہی طویل ہونا
لازم آتا ہو تو پھر مکروہ نہیں شرح المنیۃ ام در مختار میں
دوسری رکعت کو پہلی پر مین آیتوں کی مقدار فبا کرنا بلا جہاد
مکروہ تنزیہی ہے اگر دونوں رکعتوں کی آیتیں بڑی اور
چھوٹی ہونے میں قریب قریب ہوں اگر گنتیں ایک سی
نہ ہوں تو حروف اور کلمات کا اعتبار ہوگا۔ اور علی نے
فحش طول کا اعتبار کیا ہے نہ کہ آیتوں کے شمار کا۔ اور
بحر الرائق میں ان سورتوں کو مستثنیٰ کیا ہے جن کے متعلق

حدیث وارد ہے (یعنی ان کے پڑھنے میں کراہت نہیں ہے) اور نفلوں میں مطلقاً (یعنی اس کے متعلق حدیث
وارد ہو یا نہ ہو) عدم کراہت کو ترجیح ہے اگر دوسری رکعت کی زیادتی تین آیات سے کم ہو تو مکروہ نہیں، کیونکہ
سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود تین سے زائد آیتیں پڑھائی ہیں وائد بحمدہ تعالیٰ اعلم (ت)
مشکلہ اس میں کیا حکمت ہے کہ فرضوں کی دو رکعت خالی اور دو رکعت بھری پڑھی جاتی ہے اور سنت اور نفلوں
میں چاروں بھری۔

الجواب

نماز میں صرف دو ہی رکعت ہیں تلاوت قرآنی مجید ضرور ہے سنت و نفل کی ہر دو رکعت نماز ہذا کا نہ ہے لہذا ہر رکعت
میں قرأت لازم ہو کر چاروں بھری ہو گئیں واللہ تعالیٰ اعلم۔
مشکلہ زید نے اول وقت نماز پڑھی اور بعد فراغ سنن مغرب سے دو رکعت نفل جماعت سے بالجہد سو پانچ سے
پڑھے پھر اس کے متعلق نماز عشاء کا وقت آیا یہ دو نفل نفل جو مابین عشاء و مغرب باجماعت جہر سے پڑھے جائز ہیں
یا نہیں؟

الجواب

اگر اس جماعت نفل میں صرف دو یا زیادہ سے زیادہ تین مقتدی تھے اور ان میں کسی پر اتنی قرأت

۴۰۴/۱

مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر

فصل و بکیر الامام

سہ در مختار

۸۰/۱

مطبوعہ مجتہدانی دہلی

-

سہ در مختار

طویل قرآن تکلیف دہ نہ تھی تو یہ جماعت و قرائت جائز نہ منع و کراہت ہوئی ورنہ مکروہ و منہوع، بحر الرائی میں ہے،
 قال شمس الامثة الحلواني ان كان سوى
 الامام ثلثة لا يكتفى بالافتراق وفي الامام بم
 اختلاف المشايخ والاصح انه يكره اه هكدا
 في مشرح المعية۔
 شرح المنيز میں اسی طرح ہے۔ (ت)

اُسی میں ہے،

والظاهر انها في تطويل الصلوة كراهة تحريم
 للامرين لتخفيف وهو للوجوب لا لصداف ولا لادخال
 الضرر بل العيثره والله تعالى اعلم۔
 ظاہر یہی ہے کہ نماز میں طالت مکروہ و تحریمی ہے کیونکہ
 تخفیف کے لئے امر و اور ہے جو کائے صارف کے
 اور اس لئے کہ یہاں غیر کو نقصان ہوتا ہے لہذا اللہ

تعالیٰ اعظم (ت)

مسئلہ ۵ از بنارس تھانہ ہلو پورہ محلہ اعظم روہیلہ مرسلہ عبد الرحمن رڈ نمبر ۲۸ محرم ۱۳۲۶ھ
 حضرت کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ اذاجاء کے آخر میں جو پڑھا کرتے تھے انہ کان تو ابابا کے پاس پڑھا کرتے
 تھے مگر ابجد علی صاحب تو وہ ذرا سا کھدیکہ کا فتنہ۔

الجواب

مستحب طریقہ یہ ہے کہ آخر سورہ میں اگر نام الہی ہے جیسے سورہ اذاجاء میں انہ کان تو ابابا تر اس پر
 وقف نہ کرے بلکہ رکوع کی بحیرہ اللہ اکبر کا ہمزہ وصل قرار کر اس سورہ کا آخری حرف لام اللہ سے ملائے جیسے
 اذاجاء میں تو اماں اللہ اکبر اب قیام کی حالت میں کے اور دونوں لام سے ملتا ہوا رکوع کے لئے جھکے کی حالت
 میں اس طرح کہ رکوع پورا نہ ہونے تک اکبر کی من ختم ہو جائے تو نہی سورہ والستین میں احکم الحاکمین کے
 ن کو زبردستی کہ اللہ اکبر کے ل میں ملا دے، اور جس سورہ کے آخر میں نام الہی نہ ہو اور کوئی لفظ نام الہی کے
 مناسب بھی نہ ہو وہاں یکساں ہے چاہے وصل کرے یا وقف، جیسے اللہ فاشرح میں فاشرب اللہ اکبر
 اور جوں کوئی لفظ اسم الہی کے نامناسب ہو جیسے سورہ کوثر کے آخر میں ہوا لا یتر وہاں فصل ہی چاہئے وصل نہ چاہئے۔
 واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ صبح کی نماز طلوع آفتاب سے کس قدر پہلے ہونا چاہئے اور کتنی آیتیں پڑھ چاہئے اور اگر کوئی خرابی نماز میں ہو جائے تو کیا اسی آیت کو جو کہ پہلے پڑھی گئی اُس کی مقدار پڑھنا چاہئے یا کم،
 بینوا تو جہروا

الجواب

نماز صبح میں جہاں گنجائش وقت و عدم عذر چالیس سے ساٹھ آیت تک پڑھنا چاہئے اور طلوع آفتاب سے اتنے پہلے ختم ہو جانا چاہئے کہ اگر نماز میں کوئی خرابی ظاہر ہو تو چالیس آیتوں سے قبل طلوع ادا وہ ہر سیکے اور اس کے لئے دس منٹ کافی ہیں اور اگر وقت کم رہ گیا اور خرابی ظاہر ہوئی تو بعد گنجائش وقت آیات پڑھے اگرچہ سورہ کوثر و اخلاص جو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نید نے نماز پڑھائی والعصر ان الا انسان نفی خبر الا الذین میں آلا پڑھ کے وقت کیا پھر الا الذین امنوا سے آخر تک ختم کیا نماز درست ہے یا نہیں وقیل من (سکتہ) مراق وظن انه الفراق میں سکتہ کیسا ہے اور لفظ من کے نون کو مراق کی مرا میں ادغام نہ کرنا کیسا ہے؟

الجواب

نماز ہو گئی ہر آیت پر وقف جائز ہے اگرچہ آیت لا جو ہماری یعنی امام خاص کی قرأت میں نون پر سکتہ ہے کہ دغام سے کلر واحد نہ مفہوم جو۔ مراق بدورن مراق اور تمام باقی قرار ادغام کرتے ہیں، تو وہ نون میں مگر یہاں عوام کے سامنے ادغام نہ کرے کہ وہ معترض نہ ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نماز میں اگرچہ آیت لا جو ہماری یعنی امام خاص کی قرأت میں نون پر سکتہ ہے کہ دغام سے کلر واحد نہ مفہوم جو۔ مراق بدورن مراق اور تمام باقی قرار ادغام کرتے ہیں، تو وہ نون میں مگر یہاں عوام کے سامنے ادغام نہ کرے کہ وہ معترض نہ ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حضرت امام محمد کی آواز یا دال مہملہ کی آواز کے مشابہ پڑھنا چاہئے اور جو اسے محض دال پڑھے اس کی نماز درست ہوگی یا نہ؟ ہمارے ملک میں تقریباً تمام عوام اسے دال کے مشابہ پڑھتے ہیں

نماز کے مشابہ بہت قلیل رنگ پڑھتے ہیں جواب دے کر

اجبیر پاؤ۔ (ت)

الجواب

صوت این حرف را خانی عز وجل از ہر حرفت جبہ

اللہ تعالیٰ نے اس حرفت کی ادائیگی اور آواز کو دوسرے

آفریدہ است حقیقۃً بیچ حرف مشابہ نیست فرض قطعی
آنست کہ مخبرش آموز و طرز ادائش یاد گیرد و قصد
حرف منزل من اللہ کند و از پیش خویش نہ ظاہر خواند
نہ وال کہ بر دو مباحین دوست و شبانہ روز سعی بر فور
بجائے آورد تا کہ کمی کو شد برچہ بر آید روا باشد و یکلف
اللہ نفساً الا وسعہ فاما اگر بر صبح قادر نہ شود امامت
بیچ نتوان کہ در فتاویٰ خیرہ است امامت الشیخ
بالفصح فاسدہ فی راجح الفصح و براد فرض باشد کہ
تا پس صبح خواندن نماز تراں یافت تنہا نہ گزارد کہ
در اقتداز قرأت بے نیاز باشد و اگر مخبر نہ یا موقت
یا در صبح توسعی نہ کرد اگر از بالش ظاہر وال ادا شود
برچہ با قصد معنی شود نماز فاسدہ شود و نہ سلفہ اگر بہرود
فساد معنی نہ نماید چنانکہ مغلوبہ و عہد و ب بہرودنی نہ
شود و ایں ہم آنگاہ بہست کہ قصد حرف منزل من اللہ کند
و نہاں یاوری شود و ظاہر وال ادا شود چنانکہ صورت اخیرہ
در حرام ہند و بنگالہ است و اگر بالقصد بجائے او تحریف
و دیگر نشاندن خواہد حکم اوخت تر شود زیرا کہ تبسیر علی
کلام اللہ میکنند چنانکہ بعض نامقلدان تصریح کردہ اند کہ
فساد تراں ظاہر از امام اہل ابوبکر محمد بن الفضل و جمعی
تجائے عبیدہ و بی صورت حکم کفر فرمودہ است کمانی من الرد
الازہر و ما را در بی مسئلہ رسالہ ایست مختصر جامعہ
الجام الصاد عن کسین الفصاد آنجا در راجع تفصیل

تمام حروف سے جدا پیدا فرمایا ہے حقیقی طور پر کوئی بھی
اس کے مشابہ نہیں اس لئے فرض قطعی یہ ہے کہ اس
کا مخبرج سیکھا (جانا) جائے، اس کی ادائیگی کا طریقہ
یاد کیا جائے اور اس حرف کا ہر وہ کیا جائے جو اللہ کی طرف
سے نازل ہے، اپنی طرف سے نہ اسے ظاہر چاہئے
اور نہ ہی وال، کیونکہ یہ دونوں اس کے مخالفت ہیں
شبانہ روز کی محنت و کوشش کے بعد جو پڑھا جاسکے
وہ درست ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی جان پر بوجہ نہیں
ڈالت مگر اس کی طاقت بھر۔ اگر حرف کی صبح ادائیگی
پر قادر نہ ہو اگر اس کو امامت کرانا درست نہیں،
فتاویٰ خیرہ میں ہے کہ قوتے کا فصح کی امامت کرنا
راجح اور صبح مذہب میں فاسد ہے اور ایسے شخص پر
فرض ہے کہ وہ کہ صبح کی اقتدار میں نماز ادا کرے
اگر اقتدار ممکن ہو تنہا نہ پڑھے کیونکہ اقتدار کی صورت
میں وہ قرأت سے بے نیاز ہو جائے گا، اور وہ
شخص جس نے حق کا مخبرج نہ سیکھا یا اس کی صحت
کے لئے کوشش نہ کی ہو اگر اس کی زبان سے ضد کی
جگہ ظاہر وال ادا ہو جس کے ساتھ فساد معنی ہو گا اس
سے نماز بھی فاسد ہوگی اور جس کے ساتھ فساد معنی نہ ہوگا
اس سے نماز ہو جائے گی اگر وہ دونوں صورتوں میں فساد
معنی پوشلا مغلوب اور مغلوب تو دونوں صورتوں
میں نماز فاسد ہوگی۔ یہ تمام اس وقت سہ جہاں سے

۱ واوہ ایم و باللہ التوفیق واللہ تعالیٰ اعلم۔
۲ قصد اسی حرف کا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کر دیا

۱ ہے مگر زبان معاون نہ بنی اور نطق یا والی اور ہو گیا جیسے کہ عوام اہل ہندو بنکار کا معاملہ آخری صورت میں اسی طرح
۲ ہے اور اگر قصد اسی کی جگہ کوئی دوسرا حرف پڑھا تو اس کا حکم شدید ترین ہو گا کیونکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کے کلام میں
تبدیلی کرنا ہے جیسا کہ بعض غیر مقلدین نے تصریح کی کہ خدا کو نہ پڑھا جائے تو پڑھے۔ امام ابو بکر محمد بن فضل
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مذکورہ صورت میں کفر کا حکم جاری فرمایا ہے جیسا کہ مجمع المومنین الاذہر میں موجود ہے، ہم نے
اس موضوع پر ایک مختصر مکرر جامع رسالہ لکھا ہے جس کا نام لہجہ انصاف عن سنن لہجہ ادرکھا ہے۔ اس
مسئلہ کی تفصیل وہاں خوب کی ہے و باللہ التوفیق واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ازراہی پور گجرات قریب احمد آباد مرسلہ حکیم محمد میاں صاحب ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

حمد کی اذان کے بعد بہت آدمی مہر میں جمع ہو کر سورۃ کھف پڑھتے ہیں بلند آواز سے اور بغیر پڑھے جو رک ہیں
یعنی ان پڑھ نمازی بھی ہوتے ہیں جن کو کلام مجید پڑھنا ہی نہیں آتا وہ نمازی سورۃ کھف شوق سے سنتے ہیں اور بعض
نمازی جو دیر سے آتے ہیں وہ نفل پڑھ کر سنتے ہیں نفل پڑھنے والے کہتے ہیں سورۃ کھف بلند آواز سے مت پڑھنا
نفل میں غرابی آتی ہے نفل کا ثواب زیادہ ہے یا سورۃ کھف پڑھنے کا بعد ختم ہونے سورۃ کھف کے تمام نمازی سنتیں
پڑھتے ہیں مولوی مذکور فرماتے ہیں۔ اور ہرگز پڑھنا نفل نہیں پڑھنا کی جے آیا سورۃ کھف کو بلند آواز سے
پڑھیں یا نہیں یا نفل نماز کو چھوڑ دیں؟

الجواب

حدیث صحیح میں قرآن مجید بآواز ایسی جگر پڑھنے سے جہاں لوگ نماز پڑھ رہے ہوں ممانعت فرمائی ہے اور
قرآن عظیم نے حکم دیا ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے گا نہ لگا کر سنو اور چپ رہو، تو ایسی جگہ ہر سے پڑھنا ممنوع اور
دو یا زیادہ آدمیوں کا بآواز پڑھنا حدیث یہ ممنوع کہ نفی حکم قرآن اور قرآن عظیم کی بے حرمتی ہے اہل لوگوں کو جابہ
کہ آہستہ پڑھیں اور نفل پڑھنے والے نفل سے نہیں روکے جاسکتے نفل نماز مستحب تلاوت سے افضل ہے کہ
اُس میں تلاوت بھی اگر کوئی سمجھ دیکھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از کھنڈرہ ڈاک خانہ خاص ضلع ہوشیار پور مرسلہ امجد علی خاں صاحب معرفت مولوی شفیق احمد صاحب
مستطعم مدرسہ اہلسنت ۱۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۶ھ

زید کہتا ہے کہ مخارج حروف معلوم کرنا اور ان سے حروف تکلف بننا باوجود کوشش کے کہ

ماہی یعنی ادا نہ ہونے تو اس قدر میں محذور رہیگا اور اگر مخارج ہی نہیں معلوم یا معلوم ہیں نکالتا نہیں تو نماز ہرگز نہ ہوگی اگر صحیح ہے تو اکثر مسلمان فرض کو چھوڑ دیں یا کسی حرام کے ترکیب ہوں تو ان کے اس فعل سے ساقط یا حلال نہ ہو جائے گا یوں تو اکثر مسلمان نماز ہی نہیں پڑھتے اور جو پڑھتے ہیں ان میں اکثر موافقت نہیں کرتے سو میں نہ مانوں یا اس کے قریب طبیعت سے پرہیز نہیں کرتے تو قول زید صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب

زید کے اقوال مذکورہ سب صحیح ہیں سوائے اتنے لفظ کے کہ اگر مخارج معلوم نہیں تو نماز صحیح نہ ہوگی مخارج معلوم ہونا ضرور نہیں حروف صحیح ادا ہونا ضرور ہے بہتر یہ ہیں کہ سنن کریم پڑھتے ہیں اگر ان سے پوچھا جائے تو مخارج بتا نہیں سکتے اردو زبان والی ہر جاہل اپنی زبان کے حروف ٹھیک ادا کرتا ہے اور مخارج نہیں بتا سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از بریلی مرسلہ حضرت محمد میاں صاحب مدظلہ العالی

یہ ارشاد فرمائی کہ قرآن کریم کی اس قدر تجدید کہ ہر حرف اپنے غیر سے ممتاز ہے فرض میں ہے کتب فقہ میں مذکور ہے اگر ہے تو کس کتاب میں کس جگہ؟ جناب کی نظر میں اس بارہ میں صریح تصریح کس کتاب کی ہے؟ اور اگر کوئی حدیث اس بارہ میں اس وقت پیش نظر ہو تو قرآن کا ارشاد ہو۔

الجواب

تمام کتابوں میں تصریح ہے کہ ایک حرف کی جگہ دوسرے سے تبدیل اگر عجزاً ہو تو مذہب صحیح و معتد میں اور غلطاً ہو تو ہمارے اکثر مذہب کے نزدیک مفسد نماز ہے بلکہ مفسد معنی ہو یا امام ابی یوسف کے نزدیک جبکہ وہ کلمہ فسد آن کریم میں نہ ہوا اور اس سے بچنا ہے تو نماز حروف ناممکن اور فساد نماز سے بچنا فرض میں ہے قال اللہ تعالیٰ ولا تبطلوا اعمالکم (اللہ تمہارے کاموں کو خراب نہ کرے تم اپنے اعمال باطل نہ کرو۔ ست) مقدمہ امام بزرگ دی میں ہے،

اذ واجب علیہم محکم قبل الشروع اذ لا ان یسموا محاسن او حروف و الصفات، قرآن پاک میں شروع ہونے سے پہلے اذ نا قاریان قرآن پر حروف کے مخارج و صفات (ذاتیہ و غریبہ) کا جاننا قطعاً ضروری ہے تاکہ قاریان قرآن صحیح ترین نفاذ کے ساتھ قرآن پاک کا نقل کر سکیں (یعنی پڑھ سکیں۔ دت)

سلطۃ القرآن ۴۷/۳۳

مقدمہ بزرگ خلیۃ الکتاب مطبوعہ مسجد کتب خانہ قمر خوانی بازار پشاور ص ۴

مسئلہ ازاد ہر مصلو ضلع ایئر درگاہ شریف مرسلہ صاحبزادہ حضرت سید شاہ محمد میاں صاحب دامت برکاتہم والانا میں متعلق تجوید ارشاد جناب ہے دو ایک حرف کہ دوسرے سے تبدیل اگر بجز اہر تو مذہب صحیح و معتد میں مفید نماز ہے جبکہ مفید معنی ہوا امام ابنی یوسف کے الفاظ میں اس میں یہ تامل ہے کہ الشخ کی نماز صحیح ہے جبکہ وہ اپنی سعی و کوشش اور صحیح حرف نکالنے میں کوتاہی نہ کرتا ہو اس کوشش کے بعد کوئی تعینہ مفید معنی یا غیر مفید معنی کی خود جناب نے بھی اپنے اصلاح رسالہ مباحث امامت میں نہیں زادہ فرمائی۔

الجواب

الشخ کی نماز جہی تو صحیح ہے کہ وہ تصحیح حرف میں کوشش کئے جاسے یہ بھی بے تعلیم صحیح نامکمل یہی تعلیم تجوید ہے تو اس کی فرضیت قطعاً ثابت، اگر صحیح کو نہ سیکھے یا سیکھے اور اس کے لہذا کرنے کی کوشش نہ کرے تو نماز ضرور باطل ہوگی تو علم و عمل دونوں فرض ہوئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ازاد ہر مصلو ضلع ایئر درگاہ شریف مرسلہ صاحبزادہ حضرت سید شاہ محمد میاں صاحب دامت برکاتہم

حرف ضاد کو بصوت دواد یعنی دال پر پڑتے ہیں یہ صحیح ہے یا غلط؟ اگر غلط ہے تو نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں؟ اور اکثر لوگ ضاد اور ظ میں بسبب سونے مشابہت کے فرق نہیں کر سکتے ان کی نماز درست ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب

یہ حرف نہ د ہے نہ ظ صورتیں تین ہیں،

(۱) قصد اعراف منزل میں اللہ کی تبدیل کہے یہ دواد والوں میں نہیں وہ اپنے نزدیک ضاد ہی پڑتے ہیں نہ یہ کہ اس سے ہٹ کر دال مخم اس کی جگہ بالقصد قائم کرتے ہیں البتہ ظاد والوں میں ایسا ہے ان کے بعض نے تصریحاً لکھ دیا کہ ضاد کی جگہ ظ پڑھو اور سب مسلمانوں اس پر عمل پیرا ہو جائیو یہ لام قطعاً ہے اور ارشاد ائمتہ کبیرہ بلکہ امام اجل ابو بکر فضل وغیرہ اکابر ائمہ کی تصریح سے کفر ہے کافی منہ عنہم وض الاماہر والفتاویٰ العمدگیوریہ وغیرہما (جیسا کہ منہ عنہم الا زہر، فتاویٰ عالمگیری اور دیگر کتب میں ہے۔ ت) ان کی نماز پہلی ہی بار مغلوب پڑتے ہی ہمیشہ باطل ہے۔

(۲) غلط تبدیل ہو یعنی اداسے ضاد پر قاور سہجائی کا قصد کیا اور زبان بہک کر دال یا ظ ادا ہوتی اس میں متاخرین کے اقوال کیثروہ مضطرب ہیں اور ہمارے امام مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ مذہب ہے کہ اگر فساد معنی ہو تو نماز فاسد و مذہب صحیح۔

(۳) یہ کہ بجز تبدیل یعنی قصد تو ضاد کا کرتا ہے مگر ادائیگی نہیں کر سکا دیا ظ ادا ہوتی ہے اور ہندوستان

میں اکثر دواؤں والے ایسے ہی ہیں ان پر فرض عین ہے کہ من کا مخرج اور اس کا طریقہ اور سیکس اور شبہ نہ روز
حد و سب کے کرشمش اُس کی نصیح میں کریں جب تک کوشاں رہیں گے اُن کی نماز صحیح کہی جائے گی، جبکہ صحیح خواں کے
پچھے اقد پر قادر نہ ہوں اور اس وقت تک امثال کی امامت بھی ہو سکے گی اور جب کرشمش آگیا کہ چھوڑیں یا
یا سوسے سے کوشاں نہ ہوں اُن کی اپنی بھی باطل اور ان کے پیچھے امدوں کی بھی باطل، یہی حکم ظاہروں کا ہے جبکہ
قصد تبدیل نہ کرتے ہوں یہ خلاصہ حکم ہے اور تفصیل چار سے رسالہ الجہام العباد عن حسن النضاد میں ہے
واللہ تعالیٰ اعظم۔

مسئلہ از جرودہ ضلع میرٹھ مسئلہ سید صاحب بریلوی صاحب
کیا سورۃ تبت کا نماز میں پڑھنا بہتر ہے؟

الجواب

سورۃ تبت کے پڑھنے میں استغفر اللہ اصلاً کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ از شہر ربی محلہ سوداگران حدسہ منظر الاسلام مولوی محمد افضل صاحب
۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۷ھ

چرمی فریادہ علمائے دین دریں مسئلہ کہ تبت بعد
منہ الا نضر خاندہ شد لہما، نماز شد بغیر
کراہت یا نہ؟
اسن سدر میں علمائے دین کی کیا رائے ہے کہ ایک
شخص نے تبت بعد جتر منہ الا نضر میں لہما
شد کے ساتھ پڑھا نماز بغیر کراہت کے درست
ہوگی یا نہیں؟

الجواب

نماز درست یا شد و بحال سہو زلت کراہت
نیت و منف جزا برائے ولایت بر غلط شائش
شائع است قال اللہ تعالیٰ قلنا اسلمنا و تسلہ
لجبین و نادینہ ان یا ابراہیم جواذکر نمرود
پہنچاں ایں جا تاویل شود کہ و ان منها صایکوی
منہ شئی عجیب لہما تبت جتر منہ الا نضر بالجہ
نماز درست ہوگی، مجول اور پھسل جانے
کی صورت میں کراہت نہیں، اس کی غلط نشان
کے پیش نظر جزا کا حذف مشہور و معروف ہے، اللہ
تعالیٰ کا ارشاد ہے قلنا اسلمنا و تسلہ الجبین
و نادینہ ان یا ابراہیم یہاں جزا کو ذکر نہیں
فرمایا اسی طرح مذکورہ مقام میں تاویل ہو سکتی ہے کہ

دریں صورت فسادِ معنی نیست۔ واللہ تعالیٰ اعلم ان میں سے بعض وہ ہیں جن سے شئی عجیب صادر ہوتی ہے کہ جب وہ پختے ہیں تو اس سے نہریں جاری ہوتی ہیں، الغرض اس صحت میں فسادِ معنی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (د)

مسئلہ ۱۱۵ از الہ آباد محلہ نخاس کہنے بر مکان دھوم شاہ صاحب مرحلہ محمد ناظم آزاد حقانی مغلطہ پروری مقیم حال الہ آباد ۱۱ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع تین اس مسئلہ میں کہ نماز جمعہ میں امام الحمد کی تین آیتوں سے زیادہ پڑھ چکا ہو اور قمرت سے رک رک گیا ہو پچھلے سے کبھی مقتدی نے لقمہ دیا اس نے بجائے لقمہ لینے کے خود سورت کو ادا کیا جس آیت پر پڑھا تھا اس آیت کو نکال کر سورت کو پورا کیا بعد ازاں رکوع و سجود وغیرہ کیا بعد میں لقمہ دینے والے مقتدی سے امام نے کہا کہ تمھاری نماز باطل ہو گئی، اب سوال یہ ہے کہ اس صورت میں مقتدی کو لقمہ دینا چاہئے یا نہیں؟ اور ایسی صورت میں امام کو لقمہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ اور صورتِ مسئلہ میں مقتدی کی نماز ہو گئی یا نہیں؟

الجواب

مقتدی و امام سب کی مار ہو گئی۔ مقتدی لقمہ دے سکتا ہے اگرچہ امام سو آیتیں پڑھ چکا ہو یہی صحیح ہے، امام نے جس خیال پر نماز مقتدی باطل مانی امام کی خود کب ہوئی، اگر وہ خیال صحیح ہو تو امام کی بھی باطل ہوتی کہ لقمہ دینا کلام ہے اور وہ باجائز شرع جائز رکھا گیا، اگر تین آیتوں کے بعد باجائز شرع نہ تھی تو مقتدی کی نماز گئی اور اس کے لقمہ دینے سے امام کو یاد آ گیا تو اس نے خارج از نماز سے تعلیم پاکر آیت پڑھی اور شروع سورت کا احوال کرنا اس یاد دہانی کو باطل نہیں کر سکتا تو امام کی اپنی بھی گئی اور اس کے سبب سے سب کی گئی۔ رہا یہ کہ صرف اس مقتدی کی نماز باطل ہوئی امام و جماعت کی ہو گئی یہ محض باطل ہے اور صحیح وہ ہے کہ سب کی ہو گئی، ورنہ مختار میں ہے۔

فتحد علی امامہ فانہ لا یفسد مطلقاً لہاتقہ
و اخذ بکل حال الا اذا سمعہ الموقوم من
غیر مصل ففتح بہ تفسد مطلقاً لکل
مقتدی کا اپنے امام کو لقمہ دینا نماز کے لئے مطلقاً ہر
حال میں فسادِ نماز نہیں ہوتا، مطلقاً کا مطلب یہ ہے
کہ نہ لقمہ دینے والے کی نماز ٹوٹی ہے اور نہ لینے والے
کی، اور ہر حال میں اس کا مطلب یہ ہے برابر ہے امام اس قدر بڑھ چکا ہو جس سے نماز درست ہوتی ہے یا نہ پڑھ چکا

البتہ اس صورت میں تمام کی نماز فاسد ہو جائے گی جب مقتدی نے کسی غیر نمازی سے سنا اور اپنے امام کو
 لقمہ سے دیا اور امام نے بے لیاقت (ت)
 رد المحتار میں ہے :

قوله بكل حال ای سواء قرا الامام ما تجاوز
 به الصلوة ام لا انتقل الى آية اخرى
 ام لا تكرر الفتح او لا هو الاصح فنهى ، قوله
 الا اذا سمع الموتى توفي البحر عن القنينة
 يجب ان تبطل صلوة الكل لان التلقين من
 حاسر جبهه واقرا في النهي والله تعالى اعلم
 صورت میں خارج نماز شخص سے تلقین پائی گئی ،
 مقتف کے قول "بكل حال" سے مراد یہ ہے کہ خواہ
 امام نے اتنی قرات کر لی ہو جس سے نماز ہو جاتی ہے
 یا نہ کی ہو وہ کسی دوسری آیت کی طرف منتقل ہو گیا یا
 نہ ، خواہ لقمہ بار بار دیا گیا ہو یا نہ ، اصح یہی ہے نہر ۔
 اس کا قول "الا اذا سمع الموتى" بحر میں فقیر سے
 ہے کہ تمام کی نماز باطل ہو جائے ضروری ہے کیونکہ میں
 اور اسے نہر میں ثابت دکھایا ، واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۵۱۲ از منہ سیرنی چہرہ محمد قاضی قریب مسوہ خفیہ مرسلہ طور الحسن طالب علم
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ تجوید سے پڑھنا فرض ہے کیونکہ قرآن کا
 صحیح طور سے پڑھنا فرض ہے قرآن پڑھنا بغیر تجوید کے آج سے سو سال پہلے تو اس وجہ سے تجوید بھی فرض ہے بتائیے کہ
 کون حق پر ہے ؟ فقط محمد طور الحسن طالب علم

الجواب

بلاشبہ ہر اتنی تجوید جس سے صحیح حروف ہواہر غلط خوانی سے بچے فرض میں ہے ، بزازیر وغیرہ میں جو
 اللحن حرام بلا خلاف نہ (لحن بلا خلاف حرام ہے ۔ ت) جو اسے بدعت کہتا ہے اگر جاہل ہے اُسے
 سمجھا دیا جائے ، اور دانستہ کہتا ہے تو کفر ہے کہ فرض کو بدعت کہتا ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 مسئلہ ۵۱۳ چمنخص حافظ ہوقاری برہنہ اب میں فعلی کرتا ہوں یعنی زیر کا زیر جیسے غیر المضبوط کے غ پر زیر
 پڑھنا ہوا اور ایک کے کاف پر زیر پڑھنا ہر نماز مکروہ تحریمی ہو سکتی ہے یا نہیں اور متنی بدعت میں نہیں اور اگر متنی بھی کرا تا ہے
 اور مغرور و متکبر ہو جس پر کھرا زیر ہو جیسے سب بدعت اس کی آیت آجائے پر وقفہ کے وقت میں بدعت پڑھے یا سب بدعت ۔

الجواب

ایاتك تعبد وایاتك تستعين میں اگر کاف کو زیر پڑھے گا معنی فاسد ہوں گے اور نماز
 رد المحتار باب ما یفسد الصلوة الخ مطبوعہ مصطفیٰ اہلبائی مصر ۱/۶۹
 سنہ فتاویٰ ہندیہ بحوالہ برزیز باب الرابع فی الصلوة قد تسبیح وقرآۃ القرآن الخ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۵/۳۱۶

باطل، غیر المغضوب کے مع کو لوگ زیر پرستے بلکہ صحیح ادا پر قادر نہ ہونے کے سبب بوسے کمر پید ہوتی ہے اور یہ مفسد نماز نہیں۔ اور اسی کتروانے والے کو امام بنانا گناہ ہے اور اس کے تیجے نماز مکروہ تحریمی، اور مغرور و متکبر اس کے بعد ہو جیسا کہ علی الاعلان تکبر سے معروف و مشہور ہو۔ وقعت کی حالت میں سر بند پڑھا جائے گا اور مرتبہ کوئی چیز نہیں، اور مرتبہ میں سنت یہ ہے کہ محض کمر نہ ہو بلکہ خفیف بوسے یا پید ہونہ یہ کہ بالکل ی، اس کا فرق اذان بان سے سن کو معلوم ہو سکتا ہے تحریر میں آنے کا نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵۵۵ مسئلہ از شہر رسول احسان علی طالب علم مدرسہ نظر الاسلام ۵ شوال ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ پارہ دوم لو ان رکوع تیسری آیت یعنی کان الناس ائمة و اجدنا فیہم واحداً کو باظہار تری پڑھنا چاہئے یا وقف کے ساتھ یعنی واحداً یا واحداً۔

(۲) اول رکعت میں ایک بڑی آیت اور دوسری رکعت میں دو تین چار چھوٹی آیتیں پڑھ سکتے ہیں یا نہیں جیسے آیت مذکور کو پوری اول رکعت میں پڑھا اور دوسرے میں اھ حببتکم ان تدخولوا الجنة سے دو آیتیں وما تفلحوا من غیر فان الله به علیہم حکم، تو جائز ہے یا نہیں۔ بیوا تو جروا

الجواب

دونوں صورتیں جائز ہیں یہاں علامت وقف ہے اور وصل اولی ہے۔

(۲) بیشک جائز بلا کراہت ہے اور یہ صورت خاصہ ای خاص آیتوں سے کہ سورۃ میں ٹکئی میں عدل ہے کہ یہ دو آیتیں انس آیت کے تقریباً بالکل مساوی ہیں۔ واللہ تبارک و تعالیٰ اعلم

۵۵۶ مسئلہ از شہر ربیع مدرسہ نظر الاسلام مولوی احسان علی صاحب ۱۱ شوال ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آیت یا کوزرہ الصلوۃ کتنی مقدار ہے؟

الجواب

وہ آیت کہ چھ حرف سے کم نہ ہو اور بہت سے انس کے ساتھ یہ بھی شرط لگائی کہ صرف ایک کلمہ کی نہ ہو تو ان کے نزدیک صدھائمتی اگرچہ پوری آیت اور پھر حرف سے زائد ہے جو ان نماز کو کافی نہیں، اسی کو علیہ و تہمیر یہ و سراج و بیح و فتح التذیر و البحر الرائق و در مختار وغیرہ میں اصح کہا اور امام اجل سیبانی و امام حاکم العلما ابو بکر مسعود کاشانی نے فرمایا کہ ہمارے امام احکم رحمی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک صرف صدھ متش سے بھی نماز جائز ہے اور اس میں اصل ذکر خلاف نہ فرمایا و در مختار میں ہے،

اقلها ستة احرف ولو تعدیہا کلمہ یلذ

اس آیت کے کم از کم چھ حرف ہوں اگرچہ وہ

الاذا كانت كلمة طاهرة عدم الصحة ^{لها} لفظان من بلکہ تقدیر انہوں مثلاً لحدید (کہ اصل میں لحدید تھا) مگر اس صورت میں کہ جب وہ آیت صرف ایک کلمہ پر مشتمل ہو تو واضح عدم صحت نماز ہے (ت) ہندیر میں ہے ،

الاصح انه لا يجوز كذا في شرح المجموع
لاستحالة ذلك، وهكذا في الظهيرية
والسراج الوهاج وفتح القدير
فتح القدير میں ہے ،

لو كانت كلمة اسماً وحرفاً معومداً مش
صقن فان هذه آيات عند بعض القراء
اختلف فيه على قوله والاصح انه لا يجوز
لانه ليس من عاد الاقارنات۔

کیونکہ ایسے شخص کو قاری نہیں کہا جاتا بلکہ شمار کرنے والا کہا جاتا ہے۔ (ت)۔
بحر الرائق میں اسے ذکر کے فرمایا ،

كذا ذكر المشايخ وهو مسلم في
نحوه اما في حد هامتن فذكر الاسيبجاني
وهما حب المذاهب لا يجوز على قول الجنيفة
من غير ذكر خلاف بين المشايخ

شاہین نے اسے یوں ہی بیان کیا ہے اور یہ بات
صوفیہ میں تو مسلم ہے مگر حد هامتن کے بارے
میں اسیبجانی اور صاحبہ دائع نے کہا ہے کہ امام
ابو حنیفہ کے قول کے مطابق یہ جواز نماز
کے لئے کافی ہے اور انہوں نے شامخ کے درمیان کسی
اختلاف کا ذکر نہیں کیا (ت)۔

بدائع میں ہے ،

في ظاهر الرواية قد مر ان في المفسر
له در مختار فصل في بحر اللام
له فتاوى هندیہ ابواب الرابع في صفة الصلوة
له فتح القدير شرح البداية فصل في القراءة
له البحر الرائق شرح كنز الدقائق فصل واذا اراد الدخول في الصلوة

۸۰/۱

مطبوعہ مجتبیٰ دہلی

۶۹/۱

مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور

۲۸۹/۱

نوریہ رضویہ سکھر

۳۳۸/۱

مطبوعہ عروج یکم سعید پکڑی کراچی

الجواب

اگر قبول کر لیا گیا نماز میں حرج نہیں اور سجدہ سون چاہئے تھا اور قصداً ایسا کیا تو گنہگار ہو گا نماز ہو گئی سجدہ سہواً بھی نہ چاہئے تھا قہر کرے، پہلی میں اگر سورۃ ناس پڑھی تھی تو اسے لازم تھا کہ دوسری میں بھی سورۃ ناس ہی پڑھتا کہ فرض کی دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورت پڑھنا صرف خلافِ اولیٰ ہے اور ترتیب اٹا کر پڑھنا حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۲۸ از بیکانیر مارواڑ محلہ مہادان مسئلہ قاضی تمیز الدین صاحب ۹ ربیع الاول شریف ۱۳۳۸
میں نے ایک معلم صاحب کی زبانی سنا ہے کہ نماز میں تین آیت شریف سے کم مضمون پڑھا جائیگا یعنی دو آیت شریف پڑھی جائے گی تو نماز نہیں ہوگی اگر غلطی سے پڑھی گئی تو نماز کو دہرانا چاہئے، ایک امام نے پہلی رکعت میں ایک رکوع پڑھا دوسری رکعت میں وان یکاد الذین کفرو الذین یقولون انہ لیسوا بمو الذکری ویقولون انہ لیسوا بمو الذکری ویکفرون واما هو الا ذکر للظالمین تو قبلہ وکعبہ یہ دوسری رکعت میں جو پڑھا گیا وہ میں نے لکھا ہے یہ صرف دو آیت شریف ہیں آیا نماز صحیح ہو گئی یا نہیں یا دہرانا پڑے گی۔
بیٹو! تو جدوا۔

الجواب

نماز میں ایک آیت پڑھنا فرض ہے مثلاً الحمد للہ رب العالمین اس کے ترک سے نماز نہ ہوگی اور پوری سورۃ فاتحہ اور اس کے بعد متعلقہ تین آیتیں چھوٹی یا چھوٹی یا ایک آیت کر تین چھوٹی کے برابر ہو پڑھنا واجب ہے اگر اس میں کمی کرے گا نماز تو ہو جائے گی یعنی فرض ادا ہو جائے گا مگر وہ تحریمی ہوگی قبول کرے تو سجدہ سہو واجب ہوگا اور قصداً ہے تو نماز پھیرنی واجب ہوگی اور بلا عذر ہے تو گنہگار بھی ہوگا مثلاً تین آیتیں یہ ہیں ثم نظر ثم عبس ثم ادبر واستکبر یا یہ الرحمن ۵ علو القران ۵ خلق الانسان ۵ ظاہر ہے کہ وہ دو آیتیں وان یکاد الذین کفرو والیک اس میں کی پہلی ہی آیت ان تین چھوٹی آیتوں سے بڑی ہے تو نماز صحیح واجب ادا ہو گئی دہرانے کی حاجت نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۵۲۹ ربیع الاول شریف ۱۳۳۸
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں؟

(۱) امام کو قرأت میں مخالطہ لگا اور امام ایک آیت کلاں یا ایک چھوٹی تین آیت سے زیادہ پڑھ چکا ہے یا جو اس کے کوئی مقتدی امام کو نقد دے اور بتا دے تو امام کو نقد لینے میں یا مقتدی کو نقد دینے میں کوئی نماز میں فساد یا نقصان نہ آوے گا؟

(۲) امام کو تشابہ لگا اور اوپر کی دو ایک آیت کو لوٹا یا اوپر دہرایا تو اس صورت میں دُہرانے سے نماز میں کچھ فعل تو نہ آئے گا؟ اور آئے گا تو کیا سجدہ سو کرنے سے جبر نقصان ہو جائے گا یا نہیں؟

الجواب

کسی کے نماز میں صحیح بتانے سے کچھ فساد نہ آئے گا اگرچہ ہزار آیتیں پڑھ چکا ہو دُہرانے سے کچھ نقصان نہیں، ہاں اگر تین بار سبحان اللہ کہنے کی قدر چُپکا کھڑا سوچا رہا تو سجدہ سو آتا، واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۵۲۱ از ریاست رام پور دکان ملا قیہ محلہ کندہ مرسلہ محمد اسد الحق صاحب ۱۳ رمضان ۱۳۲۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ میں والی پر تنوین ہے اس کو کسر سے کراہت سے وصل کر کے نماز میں پڑھے، ہوگئی یا نہیں؟ اور گناہ تو نہیں؟ ضروری ہے یا جائز یا منہی؟

الجواب

نون تنوین کو کسر سے کہام میں ملا کر پڑھنا ہر سب کوئی حرج نہیں۔ اس سے نماز میں کوئی فعل، اور یہاں وقت بھی جگہ کا ہے جو وصل کی اہانت دیتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۲۲ از سر اسٹیشن پٹیلہ ضلع بلہ شہر مرسلہ راحت اللہ امام مسجد جامع ۱۹ رمضان ۱۳۲۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام قرأت میں صا قالوا دکان عند اللہ وجیہا کی جگہ دکان الخ پڑھ جائے تو نماز درست ہوگی یا نہیں مگر قول صا قالوا پڑھا پھر خیال ہو کہ کا خوا ہے۔

الجواب

نماز ہر طرح ہوگئی کہ فساد معنی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۵۲۳ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہاں راجکٹ میں الرحمن پڑھتے ہیں اور ۲ رکعت تراویح سورہ رحمن میں ہی ختم کرتے ہیں پہلی رکعت میں چار آیات اور دوسری میں دو آیات تو اس سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب

یوں سولہویں رکعت میں یہ دونوں آیتیں واقع ہوں گی قباہی الا مہر بکما شکذب ذواتا افسان بہتر یہ ہے کہ ان کے ساتھ ایک آیت اور ملائی جائے کہ ان میں صرف ستائیس حرف ہیں اور رد المحتار میں

کم از کم تیس حرف در کار بتائے وان کان فیہ کلامہ بینا علی ہامشہ مع ان المقصودات فیہا ثلثون (اگرچہ اس میں کلام ہے جیسے ہم نے حاشیہ رد المحتار میں تحریر کیا ہے علاوہ انہیں بن آیات میں مقروءات تیس ہیں۔) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۲۵ از شہرہ تحصیل جامعہ ضلع دیہہ غازیوں مسئلہ عبد الغفور صاحب ۴ محرم ۱۳۲۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نمازِ ظہر و عصر میں جو قرأت بالجہر نہیں پڑھی جاتی باقی شام اور
عشاء اور فجر کی نماز میں بالجہر پڑھی جاتی ہے اس کی وجہ اور رموزات سے مطلع فرمائیے؟

الجواب

یہ احکام ہیں بندہ کہ حکم ماننا چاہئے حکمت کی تلاش ضرور نہیں۔ اس کے دو سبب بتائے جاتے ہیں
ایک ظاہری کہ کفار قرآن عظیم گنہگار ہوئے بکا کرتے ظہر و عصر دونوں وقت ان کی میداری و بیکاری کے تھے اس لئے
ان میں قرأت خفی ہوئی کہ وہ سن کر کچھ بکس نہیں، فروع شام کے وقت وہ سوئے ہوتے تھے اور مغرب کے وقت گنا
میں مشغول، لہذا ان میں قرأت بالجہر ہوئی، مگر یہ سبب چنداں قوی نہیں۔ دوسرا سبب صحیح و قوی باطنی وہ ہے
جو ہم نے اپنے رسالے انہماک الانوار میں ذکر کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۲۶ از شہرہ محلہ کاندھلہ مسئلہ محمد صاحب ۱۵ محرم ۱۳۲۹ھ
قرأت کتنی فرض ہے اور واجب اور سنت اور مستحب کہاں تک؟

الجواب

قرأت ایک آیت فرض ہے اور الحمد اور اس کے بعد اس کے متصل ایک آیت بڑی یا تین آیتیں
چھوٹی پڑھنا واجب، اور فروع ظہر میں جہرات سے بروج تک دونوں رکعتوں میں دو سورتیں ۱ اور عصر و عشاء
میں بروج سے لم یکن تک، اور مغرب میں لم یکن سے ناس تک سنت یا ان کی مقدار دوسرے مقام سے،
اور جماعت میں کوئی مریض یا ضعیف وغیرہ ایسا ہو کہ تطویل سے مشقت ہوگی تو اس کے حالت کی رعایت خواہ
اور نوافل میں جس قدر تطویل اپنے اور شائق نہ ہو مستحب ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۲۷ از شہرہ محلہ ملوکپور مسئلہ شفیق الحق صاحب ۲۶ محرم الحرام ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہر نماز میں کتنی مرتبہ اور کس کس
مقام پر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا چاہئے؟

الجواب

سورہ فاتحہ کے شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم سنت ہے اور اس کے بعد اگر کوئی

سورت اول سے پڑھے تو اس پر لیسم اللہ کتنا مستحب ہے اور کچھ آیتیں کہیں سے پڑھے تو اس پر کتنا مستحب نہیں اور قیام کے سوا کوئی دوسرا دوسرا کوئی جگہ لیسم اللہ پڑھنا جائز نہیں کہ وہ آیت قرآنی ہے اور نماز میں قیام کے سوا اور جگہ کوئی آیت پڑھنی ممنوع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مشتملہ از مشہر مکتبہ سوداگران مستولہ مولوی احسان علی مرحوم طالب علم مدرسہ منظر الاسلام

۱۸ صفر ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اول رکعت میں ایک رکوع یا سورہ پڑھی دوسری رکعت میں اگر اس سے مقدم کی سورہ یا رکوع زبان پر سہوا جاری ہو جائے تو اس کو پڑھے یا تو فرقی سورہ یا رکوع پڑھے اس کو چھوڑ کر اگر پڑھ کر نماز تمام کر لی تو بیوقوفی یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب

زبان سے سہوا جس سورہ کا ایک کلمہ نکل گیا اسی کا پڑھنا لازم ہو گیا مقدم ہو خواہ مکرر، ہاں قصداً تبدیل ترتیب گناہ ہے اگرچہ نماز بربط بھی ہو جائے گی، واللہ تعالیٰ اعلم

مشتملہ از تحصیل اترولی صلح علی گڑھ مستولہ محمد حسین غریب جوڈیشل ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم، محمد ﷺ و اہل علی و آلہ السلام

ایک مسئلہ پر بحث در پیش ہے اور آپس میں مباہلہ لفظی ہو رہا ہے وہ یہ کہ امام نے بوقت نماز مغرب رکعت اول میں سورہ دھرقرات کی اور اس قدر پڑھا اور سہوا ہو گیا پھر رکوع کر دیا و بطاف علیہم بالنبیۃ من قصۃ و اکواب کانت قواں یراء قواں یراء من قصۃ نشانی آیت پر حرف کا موجود ہے امام اعظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں اس قدر قرات پڑھنے سے نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب

نماز بے تکلف بلا کراہت ہوگئی، یہی آیات کی قدر سے واجب ادا ہو جاتا ہے اور یہ تو پندرہ آیتیں ہو گئیں بلکہ مغرب میں اتنی تطویل مناسب بھی نہ تھی کہ اس میں قصار مفصل یعنی لعین کے آخر تک ہر رکعت میں ایک سورت پڑھنے کا حکم ہے یہ اس سے زائد ہو گیا، تنویر در مختار میں ہے:

یسن فی الحضر لا محذور منفرد طوال	(مقیم ہونے کی صورت میں امام و منفرد دونوں کی)
المفصل فی الغجر و الظہر و ادسا طہ	نماز قیام اور ظہر کی نماز میں طوال مفصل اور عصر
فالعصر و العشاء و قصارہ	عشاء میں ادسا طہ مفصل اور نماز مغرب میں
فالمغرب اے ف حکل	قصار مفصل پڑھنا مستحب ہے یعنی ہر رکعت میں

۲ رکعت سورۃ ۔
 ایک سورۃ ان سورتوں میں سے جو نہ کو رہو نہیں پڑھے دت
 در مختار میں ہے ۔

من الحجرات الى آخر المبروج ومنها الى آخر
 لم يكن اوساطه وما قبله قصارۃ والله
 تعالی اعلم ۔
 حجرات سے آخر مبروج تک طوال مفصل ،
 مبروج سے لم یکن کے آخر تک اوساط مفصل
 اور سورتوں کا بقید حصہ قصار مفصل کہلاتا ہے ۔
 واللہ تعالی اعلم دت

مسئلہ از شہر محلہ سوداگران مدینہ منظر الاسلام ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۲۹ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام کو تین آیتوں کے بعد غلطی ہوئی معنی بگڑ گیا جبکہ
 سورۃ یوسف شریف میں چار آیات کے بعد ترایتھو کی جگہ ترایتھو پڑھا اس حالت میں نماز ہو گئی
 یا نہیں ؟

الجواب

فساد معنی اگر ہزار آیت کے بعد ہو نماز جاتی رہے گی ، مگر یہاں محض آیتھو میں ت کا ز پر پڑنا
 مفید نماز نہیں ۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ از بزرگ مسئلہ محمد علی ۹ رجب المرجب پنجشنبہ ۱۳۲۹ھ
 قبلہ و کعبہ جناب مولوی صاحب دام اظہارکم ، السلام علیکم بعد ادا کے آداب دست بستہ تسلیات
 گزارش خدمت میں یہ ہے کہ نماز جمعہ عصر کے وقت امام کے پیچھے مقتدی کو حسب معمول پڑھنا چاہیے یا سکوت
 واجب ہے ؟

(۲) نماز مغرب و عشا کے فرضوں کی ادائیگی میں مقتدی کو چاروں رکعتوں میں سکوت لازم ہے یا اول کی
 دو میں اور آخر کی دو میں نہیں ؟ بیوا تو جروا

الجواب

مطلقاً کسی نماز کی کسی رکعت میں مقتدی کو قرأت اصلاً جائز نہیں قطعاً خاموشی کھڑا ہے ، صرف
 سبحنک اللہم شامل ہوتے وقت پڑھے جبکہ امام نے قرأت بکھر شروع نہ کی ہو ۔ در مختار میں ہے ،
 المستوفی لا یقرأ مطلقاً ولا الماتحة فی مقتدی مطلقاً قرأت ذکر سے نہ جہری نماز میں نہ

السرية، اتفاقاً قبل یستمع ۱۳۱۱ھ وینصبت
ادانست۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سری نمازیں، اور نہ ہی سری نمازیں خاتمہ ہا اتفاق
یعنی اس پر ائمہ ثلاثہ کا اتفاق ہے، بلکہ جب امام
جہاز پڑھے تو مقتدی نے اور جب امام ستر پڑھے تو
مقتدی چپ رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

۵۳۲ھ مسئلہ از ہزار ضلع بلہ اندا شیش بسوہ متعلق ملکہ پور مسئلہ سراج الدین ۱۳ رمضان ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ :

- (۱) آیت قرآن شریف کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے نمازیں پڑھنے کے متعلق شرع شریف میں کیا حکم ہے ؟
- (۲) سورہ نیس شریف میں مسلمہ قول کی جگہ سلام قولاً پڑھنا یا سلام پر آیت کرنا صحیح کس طرف پر ہے ؟

الجواب

(۱) سائل نے صاف بات نہ کہی کہ ٹکڑے کرنے سے کیا مراد ہے، اگر آیت بڑی ہے اور ایک سانس میں نہیں
پڑھ سکتا تو جہاں سانس ٹوٹ جائے مجبوراً وقف کر کے گا موقیع موقیع پر پھرتا ہوا چلا جائے گا، ۱۲۰ بلا ضرورت
بے موقع ٹھہرنا خلاف سنت ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) دونوں صحیح اور دونوں جائز ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵۳۳ھ مسئلہ از ہے پھر بیرون امیری دروازہ مکان جہد الراعد خاں مسئلہ حامد حسن قادری ۱۴ رمضان ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ نیکو خیال ہے کہ عام لوگ تکبیر انتقال نمازیں اللہ اکبر کی را کو اس
قدر کھینچتے ہیں کہ اس کی وجہ سے نمازیں نقصان واقع ہوتا ہے اللہ اکبر کی را کو اس طرح خراب کرنا کہ عام لوگ
بجائے اس کے ۱۰۰ محسوس کریں کیسا ہے ؟

الجواب

کہیں میں اس کو د پڑھنا مفید نماز ہے کہ فساد معنی ہے، ایہ بات کہ وہ صر پڑھتا ہے اور سب
سننے والے د سنتے ہیں بہت بعید ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵۳۴ھ مسئلہ از شہر عباسہ ضلع مشرقی افریقہ دکان حاجی قاسم اینڈ سنز مسئلہ حاجی عبداللہ حاجی یعقوب
۲۶ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اول رکعت میں سورہ کھنہ دن پڑھی دوسری میں

کوشش کی ایک آیت پڑھی پھر اس کو چھوڑ کر اخلاص پڑھی، ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور نماز میں کچھ غلط واقع ہو گیا یا نہیں؟ بینوا تو جبردا

الجواب

نماز تو ہو گئی مگر ایسا کرنا جائز تھا، جس صورت کا ایک لفظ زبان سے نکل جائے اُسی کا پُر صنف لازم ہو جاتا ہے خواہ وہ قبل کی ہو یا بعد کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۲۵ ازمانہ دار کا طہیاء اثر مسئلہ ماسٹر اسماعیل صاحب ۲ سوال ۱۳۳۹ھ

نماز میں قرآن شریف اس طرح پڑھنا کہ اول میں الھوتو، دوسری میں قل ھو اللہ، تیسری میں لایلف، چوتھی میں پھر قل ھو اللہ مکروہ تنزیہی ہے یا نہیں حالانکہ الھوتو کے بعد لایلف اور پھر ترتیب وار بھی پڑھ سکتا ہے۔

الجواب

زائل میں مکروہ نہیں کہ اس کی ہر دو رکعت نماز علیمہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۳۵ ازمانہ دار کا طہیاء اثر مسئلہ مستقیم نور ۲۳ رمضان المبارک ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی حافظ مسجد میں تراویح میں کلام مجید صبح پڑھتا ہو اور اپنا تک اس کے پیچھے دُسر کوئی حافظ اس کو بکھانے کو آجائے تو ایسا کرنا اور نماز میں اگر فساد ڈالنا جائز ہے یا ناجائز؟ بینوا تو جبردا

الجواب

اگر فی الواقع اس نے دھوکا دینے اور نماز خراب کرنے کے لئے قصداً غلط بتایا تو سخت گناہ عظیم میں مبتلا ہو اور شرعاً سخت سزا کا مستحق ہے، ایسے لوگ جو مسجد میں اگر فساد ڈالیں اور ناجائز نقل وچالیں اور بلاوجہ فوجداری پر آمادہ ہوں جیسا کہ سائل نے بیان کیا موذی ہیں اور موذی کی نسبت حکم ہے کہ اُسے مسجد میں نہ آنے دیا جائے کہنا نص علیہ الصلاۃ البدور العینی فی عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری و عسہ فی الدار المختار وغیرہ (جیسا کہ علامہ عبد الدین عینی نے عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں تصریح کی ہے اور اس کے حوالے سے درج ذیل فقیر میں بھی مذکور ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چرمی فرمایند جو ہر شہر ساکن نکات فرمائی و دقتہ
قرآنی نکات اور حبیب خدا کے ارشادات عالیہ سے
رساں علم حبیب رحمانی اندریں باب کرام و قرأت نماز
آگاہ و واقف اہل علم و دانش اس بار سے ہیں کیا

مغرب و خضت و فجر و جمعہ و عیدین و درمیان قرأت سر آیت
یا زائد از سر آیت سہرورد و مقتدی اور ایمان نماز نہ کر رہا بالاقول
لو تقرر مقتدی خود گرفت نماز امام و مقتدی و دست مشہ
یا نہ - جینوا تو جروا

قرابت ہے کہ امام نماز مغرب، عشاء، فجر، جمعہ اور
عیدین میں قرأت کرتے ہوئے تین آیات یا تین آیات
سے زائد پڑھ کر قبول کیا ایسی صورت میں مقتدی نے
تقرر دیا اور امام نے اس کا تقرر قبول کر لیا تو امام اور
مقتدی کی نماز درست ہوگی یا نہ؟ جینوا تو جروا (ت)

الجواب

صحیح است مطلقاً و در ہر نماز و ہر حال اگرچہ بعد سر آیت
باشد یہی است قول صحیح فی اللہ المختار فتوحہ علی
امامہ لا یضد مطلقاً ہذا تہ و أخذ بکل حال
فی رد المحتار ای سواد قرأ الا امام قدیم
ما یجوز بہ الصلوۃ امر لا استقل الی آیۃ
اختری املا تکرر الفتح امر لا ہو الا صبح نہد
واللہ سبحنہ تعالی اعلم۔

نماز مطلقاً درست ہے ہر نماز میں ہر حال میں تقرر دینا
اگرچہ وہ تین آیات کے بعد ہو درست اور صحیح قول
یہی ہے۔ رد مختار میں ہے امام کو تقرر دینے سے نماز
خاصہ نہیں ہوتی نہ تقرر دینے والے کی اور نہ لینے
والے کی ہر حال میں الزم رد المختار میں ہے خواہ امام
اتنی قرأت کر لی ہو جس سے نماز ہو جاتی ہے یا نہ کی ہو
کہ دود آیت کی طرف منتقل ہو چکا ہو یا نہ ہوا ہو
تقرر بار بار ہو یا نہ، اصح یہی ہے تہ۔ واللہ سبحنہ
تعالی اعلم

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا ان شائک کہ نماز میں انا شائک یا لا کہ
لا یا لا کہ لا ہم مفعلاً یا شیعاً فتم یا الحمد للہ الحمد لیلہ یا شیعاً کسو یا قل کو قول یا شیعاً
ضمہ پڑھنا صحیح یا سہواً مشبہ صلوۃ ہے یا نہیں؟ جینوا تو جروا

الجواب

عند اگنہ حکیم ہے اور سہواً معاف اور قسا و نماز کسی حالت میں نہیں لان الا شیعاً لغتہ مرقوم صحت
المراب کا لا کتفاء عن المدة بالحرکۃ کما نص علیہ فی الغنیۃ وغیرہما (کیونکہ اشباع عرب کی
معروف لغت ہے جیسا کہ مدہ کی جگہ حرکت پر اکتفا کر لیا جاتا ہے غنیۃ اور دیگر کتب میں اس پر تصریح ہے ستہ
واللہ تعالی اعلم۔

سہ و در مختار باب ما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا مطبوعہ مطبعہ مجتہدین دہلی ۹۰/۱
سہ و در مختار " " " " مصطفیٰ الیابی مصر ۴۹۰/۱

مسئلہ ۵۲ مسئلہ احمد شاہ صاحب از موضع نگر یا سادات ضلع بریلی یکم ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ
اگر امام نماز پڑھتا ہو اور وہ کسی صورت میں درمیان کے دو ایکہ لفظ چھوڑ گیا ہو تو وہ نماز صحیح ہوگی یا
نہیں؟ جینا تو جروا

الجواب

اگر ان کے ترک سے معنی نہ بگڑے تو صحیح ہوگی ورنہ نہیں، پھر اگر یہ سورۃ سورۃ فاتحہ ہے تو اس میں
مطلقاً کسی لفظ کے ترک سے سجدہ سہو واجب ہوگا جبکہ سہو ہر وقت احادیث اور کسی صورت سے اگر لفظ یا
الفاظ متروک تھے اور معنی فاسد نہ ہوئے ادتیں آیت کی تکرار پڑھ لیا گیا تو اس ٹھوٹ جانے میں کچھ عرج نہیں
واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۳ مسئلہ مولوی عبد الجلیل صاحب مرقطی بنکال ۱۵ صفر ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے دو رکعت فجر کی فرض پڑھائی بعد الحمد شریف کے منہ مورت
میں کسی لفظ کو تین مرتبہ تکرار کیا پھر مشتبہ ہونے کے اب اس کی نماز شرعاً درست ہے یا نہیں؟ اگر اس کا بقول
فقہ احمد کیا جائے اگر اور لوگ اگر اقتدا کریں بعد ان کی نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب

لفظ کے تکرار سے نماز میں فساد نہیں آتا احادیث میں جو سننے لوگ طیس گئے اُن کی نماز نہ ہوگی لانہما
مفتی خضون خلیفہ منتقل (کیونکہ وہ فعل پڑھنے والے کے پیچھے فرض ادا کر رہے ہیں۔ تہا واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۵۴ از جنوبی افریقہ زفسوال مقام کروگر کس دروپ تکس ۳۳ مسئلہ ایم ایم داؤد احمد موسیٰ بی ساہوکی
۱۴ رمضان ۱۳۲۶ھ

اولاً تحریر حال ملک زفسوال کرتا ہوں کہ مسئلہ ذیل کے جواب میں سہولت ہو یہاں پر حکومت کفار ہے
اور یہاں کے باشندے بھی کفار ہیں، ہاں کچھ لوگ مسلمان شافعی الذہب بھی ہیں باقی مسلمان انڈیا کے تاجرو وغیرہ ہیں مگر
مجموعہ مسلمان کفار کی نسبت بہت کم ہیں، گھاؤں کا تو میں ذکر نہیں کرتا مگر اس ملک کے شہروں میں تحفینا مفصل ذیل
تعداد ہوگی کسی جگہ دس بیس کسی جگہ تیس چالیس کسی جگہ اسی تو سو اسے ایک شہر کے میرے خیال کے موافق کہیں
پانچ سو پانچ سو کا مجمع نہ ہوگا، مساجد کا یہ حال ہے کہ کہیں تو گراہ میں مکان یا ہوا ہے اور اس میں نماز جمعہ و
عید ادا کی جاتی ہے اور کسی جگہ مسجد ہے مگر وجہ قلت وہ بھی نہیں بھرتی البتہ ایک جگہ تین مسجدیں ہیں اور مسلمانوں کی
جماعت بڑی ہے تحفینا پانچ سو سے کم نہ ہوگی نماز جمعہ و عید سب جگہ ادا کی جاتی ہے
عید کے موقع پر گاؤں کے مسلمانان عہد شریک نماز ہو کر تعداد بڑھا دیتے ہیں میرے علم میں یہاں
کبھی اسلامی حکومت نہیں چلی اور حکام کی طرف سے کوئی حکم شریعی یہاں جاری نہیں مگر نماز جمعہ و عید کو
منع نہیں کرتے جس جگہ کے لئے تحریر کی جاتی ہے وہ بھی شہر ہے اور ایک مسجد بھی ہے تعداد مسلمانان

ساتھ شہر سے زیادہ نہیں مسجد نہیں بھر سکتی مگر عید کے موقع پر گاؤں والے شریک ہوتے ہیں اور مسجد بھر جاتی ہے۔

- (۱) جمعہ کی ادا کے لئے شہر شرط ہے یا نہیں؟
- (۲) شہر کس کو کہتے ہیں اکبر مساجد کی تعریف روایت مذہب ہے یا نہیں؟
- (۳) جب قدرت اجزائے محدود شرط ہے اور بالفعل ضرور نہیں تو توانی کی وجہ سے تعریف مذکور کا اختیار کرنا اور ظاہر مذہب کو ترک کرنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے؟
- (۴) علمائے حنفیہ کے اختلاف کی وجہ امتیالی ظہر تجویز بخوبی مگر جہاں حنفی مذہب کے موافق تحقق شروط مذہب اور دیگر مذاہب کے موافق ہو وہاں کیونکر جائز نہیں۔ خروج اختلاف کی علت دونوں جگہ موجود ہے احنی وہاں بھی جمعہ اور امتیالی ظہر پڑھ لینا چاہئے؟
- (۵) کل موضعہ لمہ امیر و قاضی (۱) (برودہ مقام جہاں کوئی ایسا امیر اور قاضی ہو الخ۔ ت) سے استدلال عدم جواز جمعہ دارحرب پر ہو سکتا ہے یا نہیں؟
- (۶) کیفیت مذکور کی دوسرے کہاں جمعہ جائز ہے اور کہاں نہیں؟
- (۷) جہاں ناجائز ہے انہیں منع کیا جائے یا نہیں، اور ان کی تلہ کا کیا حکم ہے؟
- (۸) جہاں بادشاہ مسلمان نہ ہو وہاں جمعہ کا کیا حکم ہے اور سکونت کفار میں جمعہ کیوں جائز؟
- (۹) یہ ملک دارحرب ہے یا نہیں؟
- (۱۰) دارحرب کی کیا تعریف اور کس طور سے دارحرب دار اسلام بنتا ہے اور دار اسلام دارحرب؟
- (۱۱) جہاں شروط جمعہ نہ پائے جائیں وہاں عید کی نماز کا کیا حکم، اگر جائز نہیں تو پڑھ لینے سے کیا خرابی ہے اگر اپنے مذہب کے طور پر واجب نہیں تو دوسرے مذہب مثل شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے تو واجب ہے اور خروج عن الاختلاف ہو جائے گا؟
- (۱۲) جاری بلکہ شہر گنا جاتا ہے اور ایک مسجد سے مصلیٰ باشندے اسے بھر نہیں سکتے، یہاں جمعہ کا کیا حکم ہے؟

جینوا تو جبروا۔

الجواب

جمعہ کے لئے ہمارے ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اتفاق و اجماع سے شہر شرط ہے شہر کی صحیح تعریف مذہب حنفی میں یہ ہے جو خود امام مذہب سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمائی، وہ آبادی جس میں متعدد محلے اور دواخی بازار ہوں اور وہ ضلع یا پرگنہ ہو اس کے متعلق دیہات ہوں اور اس میں کوئی حاکم یا اختیار ایسا ہو کہ اپنی شوکت اور اپنے یا دوسرے کے علم کے ذریعہ سے مظلوم کا انصاف ظالم سے لے سکے۔

امام علاء الدین سمرقندی نے تحفۃ الفقہاء اور امام ملک العلما ابو بکر مستوفی نے بدائع میں اسی کی تصریح مندرجہ ہے
غنیۃ شرح غنیۃ میں ہے ۔

صريح في تحفة الفقهاء عن أبي حنيفة
مرضى الله تعالى عنه انه بلدة كبرى
ليها سلك واسواق ولها رساتيق وفيها
والى يقدر على انصاف المظلوم من الظالم
بحشمته وعلمه او علم غيره يرجع الناس
اليه فيما يقع من الحوادث وهذا
هو الاصل.

تحفۃ الفقہاء میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
حوالے سے تصریح ہے کہ بڑے شہر سے مراد وہ بڑی
آبادی ہے جس میں سبکے اور بازار ہوں، اس کے
متعلق کچھ دیہات ہوں، وہاں کوئی ایسا با اختیار
شخص ہو جو اپنی شہمت اور علم یا دوسرے کے علم کے
ذریعے مظلوم کو ظالم سے انصاف دلا سکے اور لوگ
حوادث کی صورت میں اس کی طرف رجوع کریں اور
یہی اصل ہے۔ (ت)

کتب جلیہ معتدہ میں ظاہر الروایہ یعنی مذہب مذہب حنفی سے بالا الفاظ مختلفہ جتنی بقول ہیں سب کا
مالی یہی ہے شفا بلایہ تہذیبی کنز میں فرمایا،

هو كل موضع له اعيان قاضيه نفذ الاحكام
ويقوم الحد و الذم

ہر وہ مقام جہاں کوئی ایسا امیر یا قاضی ہو جو احکام
نافذ کر سکے اور حدود کا اجرا کر سکے۔ (ت)

اس میں سبک و اسواق و رساتیق کا ذکر نہیں اور عبارت آتیہ خیالہ میں بجائے سبک جماعات
ہیں اور رساتیق ذکر نہیں، اُسی کی دوسری عبارت میں فتاویٰ سے رساتیق کا ذکر فرمایا سبک اسواق
کو ترک کیا کہ

في الفتاوى لو هي المجمع في قرية بغية
مسجد جامع والقرية كبرى لها
قرى وفيها والى وحاكمها جازت المجمع
بنوا المسجد او لم يجنوه وامن كان
بخلاف ذلك لا يجوز وهذا قول ابي القاسم

فتاویٰ میں ہے اگر کسی نے قریہ میں بغیر جامع مسجد
جمہر چھوڑ دیا تو قریہ بڑا جو جس کے کچھ دیہات ہوں اور اس میں کئی مقام
والی بھی موجود ہو تو نماز جمہر درست ہوگی خواہ وہ
مسجد بنائیں یا نہ بنائیں، اور اگر اس کے خلاف
ہو تو جمہر درست نہ ہوگا یہ شیخ ابوالقاسم الصفار

ملہ غنیۃ المستمل شرح غنیۃ المصلی فصل فی صلوۃ الجمعہ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۵
ملہ کنز الدقائق باب صلوۃ الجمعہ - ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۴۷

الصفاً وهذا أقرب الأقوال إلى الصواب
کے قول کے مطابق ہے اور تمام اقوال میں سے یہ سب سے
صواب کے زیادہ قریب ہے۔ (ت)

اور محصل ایک ہے کہ عادت والی وقاضی ایسی ہی جگہ ہوتے ہیں جس میں آبادی کثیر ہو اور اسے تعدد محلہ و وجود اسواق
و لازم اور ہر گاؤں میں نیا عالم مقرر کرنا نہ محمود ہے نہ متیسرے بلکہ گرد و پیش کے دیہات آبادی کیسے کے عالم کے متعلق کرنے
جائے جس سے ضلع یا کم از کم پرگنہ ہونا لازم غنیمت میں ہے،

صاحب الہدایۃ ترک ذکر السکک والرسایق
بناء علی الغالب اذ لعالب ان الامیر والقاضی
شأنه القدرة علی تنفیذ الاحکام واقامة
الحدود لایکون الا فی بلد کذلک فالعاصل ان
اعظم الحدود ما ذکر فی التحفة لحد قحلی
مکة والمدینۃ وانہما الاصل فی اعتبار
المصنوعۃ۔
صاحب ہدایہ نے محلوں اور بازاروں کا ذکر اس لئے
ترک کیا ہے کہ غالب یہی ہے کہ ایسے عالم اور قاضی
جو احکام کا نفاذ اور حدود کا قیام کر سکتے ہیں وہ ایسے شہر
میں ہی ہوتے ہیں جو بڑا ہو، حاصل یہ ہے کہ تحفہ میں
بیان کردہ شہر کی تعریف اس سے کہیں کہ وہ مکہ اور مدینہ
پر صادق آتی ہے اور شہر ہونے میں یہ دونوں اصل
المصنوعۃ ہیں۔ (ت)

پھر ظاہر ہے کہ ان کتب میں تنقید و اقامت سے قدرت مراد ہے کہ عالم کا غلط حکم کرنا شہر کو شہر
ہونے سے خارج نہیں کرتا، ولہذا اعلام الحق ابراہیم علی نے اسی سے پختہ غنیمت میں فرمایا،

المحد الصبیح ما احتارہ صاحب الہدایۃ
الہدی لہ امیر وقاضی ینفذ الاحکام ویقیم
الحدود والمراد القدرة علی اقامة الحدود
ما عرر بہ فی تحفة الفقہاء عن ابی حنیفۃ
مرضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
صحیح تعریف وہ ہے جسے صاحب ہدایہ نے اختیار کیا ہے
وہ یہ ہے کہ ایسا شہر ہو جس میں عالم وقاضی ہر احکام
کا نفاذ اور حدود کا قیام کرے اور اس سے مراد قیام
حدود پر قدرت ہے، جیسا کہ تحفۃ الفقہاء میں امام
ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

امام اکمل نے عنایہ میں فرمایا، والی یقدر علی انصاف المظلوم من الظالم (ایر)

۳۹ ص	مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ	باب الحجۃ وشرائطها	سلہ فتاویٰ غیاثیہ
۵۵۱ ص	مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور	فصل فی صلۃ الحجۃ	سلہ غنیۃ المستملی شرح نیتہ المصلی
۵۵۰ ص	" " " "	" " " "	" " " "
۲۲/۲	مکتبہ نوریہ رضویہ سکسٹر	باب صلۃ الحجۃ	کتاب النایۃ مع فتح القدر

ایسا دانی مراد ہے جو فہم سے مظلوم کو انصاف دہانے پر قادر ہو۔ (ت) اسی طرح درخت آریں بلفظ یقیناً تعبیر کیا اور خود
فصل امام مذہب سے اس کی تصریح گزری۔ لہذا امام شمس الازہری نے مبسوط میں یوں تعبیر فرمایا،

ظاہر المذہب (عندنا) ان یکون فیہ سلطان وقاضی لا قامة الحدود وتنفيذ الاحکام۔ (مصر جامع کی تعریف میں) چار سے ہاں ظاہر مذہب کے مطابق وہاں اقامت حدود اور احکام کے نفاذ کے لئے کسی حاکم یا قاضی کا ہونا ضروری ہے (ت)

پھر آیہ وغیرہ میں امیر وقاض اور مبسوط میں سلطان وقاضی دو لفظ ہیں کہ عادت والی شہر اور ہوتا ہے اور وہ قاضی مقرر کرتا ہے اور مقصد فیصلہ مقننات ہے۔ لہذا امام مذہب نے ذکر دانی پر اکتفا فرمایا اور وہی سلطان سے مراد اس پر اس حدیث سے استناد اس بعد الی الولاۃ مہا الجمعۃ (چار پیریں مکرانوں کی ذمہ داری ہے ان میں سے ایک جمعہ ہے۔ ت) جو اہر اخلاطی وغیرہ میں نائب دانی بھی اضافہ فرمایا کہ وہیہا وال ادنا شبہ یقدر علی انصاف المظلوم الی قولہ وهو الاصل (وہاں دانی یا اس کا ایسا نائب ہو جو مظلوم کو انصاف دہانے پر قادر ہو، آگے چل کر فرمایا اور یہی امیر ہے۔ ت) اور علامہ قاسم نے تصحیح القدوری پھر علامہ مصطفیٰ نے درمستی پھر علامہ شامی نے رد المحتار میں کیا یکتہ ناقضی عن الامیر (امیر کی جگہ قاضی ہی کا لی ہے۔ ت) یہاں قاسم کے ساتھ شامی کی شرط نہ کی کہ ان ناموں میں قاضی نہ ہوتے مگر علامہ رد المحتار میں ہے،

ثم ینکر المعقبات کتفاء بذکر القاضی لان القضاء فی العدد الاول کاب وفلیفۃ المجتہدین (ت) ذکر قاضی پر اکتفا کرتے ہوئے معنی کا ذکر نہیں کیا کیونکہ صدر الاول میں قضاء بلا فیصلہ کرنا، اگرچہ بہترین کی ہی ذمہ داری ہوتی تھی۔ (ت)

اور بعض نے شرط معنی اضافہ کی۔ جامع الرموز میں ہے،

ظاہر المذہب ان ہا فیہ جماعات الناس (ت) ظاہر مذہب یہ ہے کہ شہر وہ جہاں کچھ محلے

۲۳/۲	مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت	باب صلوۃ الحجۃ	لے مبسوط سرخسی
۲۵/۲	"	"	لے
۲۲ ص	غیر مطبوعہ نسخہ	فصل فی صلوۃ الحجۃ	لے جو اہر الاخلاطی
۵۹۰/۱	مطبوعہ مطبعۃ البانی مصر	باب الحجۃ	لے رد المحتار
"	"	"	لے

وجامع واسواق ومفت و سلطان اوقاض
يقيد الحدود وينفذ الاحكام وقريب منه
ما في المصبرات وفيه انما لا يصح

جامع مسجد، بازار، مفتی، حاکم یا ایسا قاضی ہو جو
حدود کا قیام اور احکام کا نفاذ کر سکے۔ مصبرات کے
انفاذ بھی اسی کی تائید کرتے ہیں اور اسی میں ہے کہ
یہی اصح ہے۔ (د ت)

اکابر نے اس کی یہ توجیہ فرمائی کہ حاکم عالم نہ ہو تو عالم کا ہونا بھی لازم۔ خیائید میں ہے،

قال الشمس الاثمة السرخصى ظاهر المذهب
ان المصراحي مع ما فيه جماعات الناس
واسواق التجارات و سلطان اوقاض يقيد
الحدود وينفذ الاحكام اى يقدر على ذلك و
يكون فيه مفت ان لم يكن القاضى او
السلطان بنفسه مفتياً

شمس الاثمة سرخصی فرماتے ہیں کہ ظاہر مذہب یہ ہے
کہ جامع شہر وہ ہو گا جس میں کچھ محلے ہوں اور
بازار تجارت، سلطان یا قاضی جو حدود کو قائم اور
احکام کو نافذ کرے یعنی اس میں ان کے قیام اور نفاذ
کی قدرت ہو اور اگر قاضی یا سلطان خود مفتی نہ ہوں
تو وہاں کسی دیکسی مفتی کا ہونا بھی ضروری ہے (د ت)

امام ظاہر بکری نے فرمایا،

قال امام السرخصى فى ظاهر المذهب
عندنا ان يكون فيه سلطان وقاض
لا قامة الحدود وتنفيذ الاحكام ويشترط
المفتي ان لا يكون القاضى او الوالى
مفتياً

امام سرخصی نے فرمایا ہے کہ ظاہر مذہب میں ہمارے
ہاں یہی ہے کہ وہاں اقامت حدود اور تنفیذ احکام
کے لئے قاضی یا سلطان کا ہونا ضروری ہے اور جب
قاضی یا والی خود مفتی نہ ہو تو وہاں امام سرخصی نے
مفتی کا ہونا شرط قرار دیا ہے۔ (د ت)

امام مذہب نے اس طرف خود ہی اشارہ فرمایا تھا کہ لعلہ و علقہ غیریہ (وہ قاضی خود عالم ہو یا
عالم اس کا معاون ہو۔ د ت) فتح میں فرمایا،

اذا كان القاضى يفتى ويقيد الحدود واعتفى عن
المحدد

جب قاضی خود فتویٰ دیتا ہو اور حدود نافذ کرتا ہو تو
وہاں اگلی مفتی کا ہونا ضروری نہیں۔ (د ت)

۲۶۲/۱	مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ شہید قاسم ایران	فصل صلوۃ الحجۃ	سہ جامع الرموز
ص ۳۸	مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ	باب الحجۃ و شرائطها	سہ فتاویٰ خیائید
۲۰۶/۱	مطبوعہ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ	الفصل الثالث والعشرون فى صلوۃ الحجۃ	سہ خلاصۃ الفتاویٰ
۲۵/۲	مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر	باب صلوۃ الحجۃ	سہ فتح القدیر

بالجملہ عبارات مختلف ہیں اور مقصود اصرار ان تمام عبارات اور ان کے اشدلی صدق اور خود نص صریح
امام مذہب سے جس طرح جمعہ کے لئے اشتراط مصلیٰ ہر نویسی حکام و حدود و حقی کے الفاظ اور ان کی تفاریع مذکورہ کتب
مذہب سے دشمن کہ شہر سے یقیناً اسلامی شہر اور ہے نہ یہ کہ مثلاً بیت پرستوں کا کوئی شہر جو بادشاہ بت پرست اور
دوسرے کی آبادی سب پرست، چار پانچ مسلمان وہاں تاجر نہ جائیں اور پندرہ بیس دن صبر کرنے کی نیت کریں
اور ان پر وہاں جمعہ قائم کرنا فرض ہو جائے جبکہ وہ بادشاہ مانع نہ آتا ہو ہرگز شرع مطہر سے اس کا کوئی ثبوت نہیں
عمومات سے اعلیٰ مخصوص ہیں اور ظاہر الروایہ و اصل مذہب کی تعریفات یقیناً اسلامی شہر سے خاص بلکہ وہ
ضعیف روایت نہ درج ہو مجبورہ ماکلا یسمی اکبیر مساجد اہلہ (اس مقام کی سب سے بڑی مسجد وہاں
مقیم لوگوں کے لئے ناکافی ہو۔ تاہم تحقیق کے نزدیک اصطلاح صحت نہیں رکھتی اور بعد توفانی فی الحدود اس کے
اختیار کی رہ اسی ارادہ قدرت سے مسودہ اور ظاہر الروایہ و نص صریح امام اعظم صلی علیہ وسلم کے ہوتے ہوئے
روایت نو اور کی طرف ترجیح برزہ ممنون و مرفوعہ کا حقیقتاً حصول ذلک فی فتا و لنا وجہا کہ ہم نے اپنے فتویٰ
میں اس کی تحقیق کر دی ہے۔ تاہم اس سے زیادہ اُس کی غلطی کیا ہوگی کہ اُس پر مکتبہ عظمیٰ مدینہ طیبہ ہی گاؤں برہما
ہیں اور ان میں زمانہ اقدس سے آج تک جمعہ بار و باطل قرار پاتا ہے جمیع الانہر میں ہے۔

قد لواء ہذا الحد غیث صاحب حدیثنا
بن شمس یہ ترویج تحقیق کے نزدیک صحیح ہیں بات،
تخلیہ میں ہے۔

الفصل فی ذلک ما مکة والمدینۃ مہرمان
تقام بہما الجمعة من غیر منہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم الی الیوم کل موضع کان مثل
احد ہما فهو مہرمان کل تفسیر لا یصدق علی
احد ہما فهو غیر معتبر حتی الذی اختار
جماعة من المتأخرین و هو
مالو اجتمع اہلہ فی اکبر
مساجدہ لا یسمیہم قانہ منقوض
بہما اد مسجد کل منہما یسمی

اس میں تفصیل یوں ہے کہ تکرہ اور مدینہ وہ دونوں شہر
ایسے ہیں جن میں مصور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی ظاہری حیات سے ملے کر آج تک جمعہ دایا جا آ
رہا ہے تو جس جگہ اس طرح کے انتظامات ہوں گے
وہ شہر ہے اور جو تعریف ان میں سے کسی ایک پر
صادق نہیں آئے گی وہ معتبر نہیں ہو سکتی حتیٰ کہ
متاخرین کی ایک جماعت نے جو اختیار کیا ہے شہر
کی تعریف یہ ہے کہ وہاں کے لوگ سب سے بڑی
مسجد میں اکٹھے ہوں تو وہ مسجد لوگوں کے لئے کافی

اہلہ وغریبہ -

نہ ہو، یہ درست نہیں کیونکہ مکہ اور مدینہ دونوں کی مساجد وہاں کے لوگوں اور حزیبہ دوسرے لوگوں کے لئے کافی ہیں۔

اسے ابن تیمیہ نے امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت کیا، ہذا میں تعریف ظاہر الروایۃ بیان کر کے فرمایا۔

هذا عند ابی یوسف من حمہ اللہ تعالیٰ وعنه انہم اذا اجتمعوا فی اکبر مساجدہم لم یسعموا ولاول ختیب من الکوخی وهو الظاہر والثانی احتیاس الشلیح۔

یہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے اور انہی سے مروی ہے کہ جب وہاں کے وہ لوگ جن پر عہد فرض ہے سب سے بڑی مسجد میں جمع ہوں تو وہ مسجد ناکافی ہو، پہلے قول کو امام کو حجتی نے پسند فرمایا اور یہی ظاہر ہے اور دوسرے کو امام حجتی نے پسند فرمایا۔

خود امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے الفاظ کہ امام ملک العلماء نے بذیل پھر امام ابن امیر الحجازی نے علیہ میں ذکر کئے یہ ہیں کہ فرمایا۔

اذا اجتمع فی قریۃ من لایسعمہ مسجد واحد بنی لہم جامعاً ونصب لہم من یصلی بہم الجمعة۔

جب کسی قریہ کے لوگ ایک مسجد میں جمع ہوں اور وہ مسجد ان کے لئے نہ ہو تو ان کے لئے جامع مسجد بنائی جائے اور وہاں کوئی ایسا شخص مقرر کیا جائے جو انہیں جمع پڑھائے۔ (ت)

یہی ہے کہ بنی ادنصب کی فہمیر کی سلطان اسلام کی طرف میں اور اسی پر وہ حدیث ناطق جیسی سے طبقۃ فلبقۃ ہمارے ائمہ و علماء اسی باب شرائط جمعہ میں استدلال فرماتے رہے کہ لہ اہام عادل اد جاضر (اس کے لئے امام عادل یا ظالم ہو۔ ت) بشرط امام سہری میں ہے،

لانا وینا من حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولہ امام جاضر عادل فقد شرط رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ہماری دلیل وہ حدیث ہے جو حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اس کے لئے امام ظالم یا عادل کا ہونا ضروری ہے تو ہی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۵۵۰ ص	مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور	فصل فی صلوة الجمعة	سۃ غنیۃ المستقل شرح غنیۃ المصلی
۱۳۸/۱	المکتبۃ العربیۃ کراچی	باب صلوة الجمعة	سۃ البدایۃ
۲۵۹/۱	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	فصل فی بیان شرائط الجمعة	سۃ بدائع الصنائع

الامام لا لحاقه الوحيد بتارك الجمعة -
 علیہ وسلم نے تکبیر جمعہ پر محمد کے لائق ہونے کو امام
 کے ساتھ مشروط فرمایا ہے۔ (ت)

فتح القدیر میں ہے :

الحديث مراد ان ابن ماجة وغیره حدیث
 شریعتی لہذا وہاں امام کو کیا بغیر قید
 الجملة الواقعة حالا۔
 اس حدیث کو ابن ماجہ وغیرہ نے روایت کیا ہے اس
 میں جمعہ کے قیام کے لئے امام کا ہونا شرط قرار دیا ہے
 جیسے کہ اس کا فائدہ بطور حال واقع ہونے والے
 جملہ کی قید سے حاصل ہو رہا ہے۔ (ت)

غرض جو جوہر ظاہر ہو کہ محلیت جمعہ کو اسلامی شہر ہونا لازم ومن ادعی خلافہ فعلیہ البیان (اور جو
 شخص اس کے خلاف کا دعویٰ ہے اس پر دلیل کا لانا ضروری ہے۔ ت) شہر کی نسبت عرفاً بھی باعتبار آبادی
 ہوتی ہے یا بلحاظ سلطنت، مثلاً جس شہر میں نہ سید آباد ہیں نہ اُس میں سیدوں کی حاکماری ہے، یہ بھی اُسے
 سیدوں کا شہر نہیں کہہ سکتے، یونہی جبکہ وہاں عام آبادی کفار ہیں اور اسلامی سلطنت نہ اب ہے نہ کبھی تھی تو اگرچہ اس
 بنا پر کہ حکام کی طرف سے مسلمانوں کو پناہ اور نماز وغیرہ کی اہانت ہے انھیں ان کے شہر کیسے مگر مسلمانوں کے شہر
 نہ کہلاتیں گے تو اہم فتویٰ ہے چرچا ہے انھیں محل جمعہ وعیدین میں ہو سکتے، عیدین کے لئے بھی سوائے خطبہ
 وہی شرائط ہیں جو جمعہ کے واسطے تنویر الابصارہ در مختار باب العیدین میں ہے :

تجب صلاۃ تہما علی من تجب علیہ الجمعة
 بشرائطها المقدمة سوى الخطبة
 عیدین کی نماز جمعہ کی سابقہ شرائط کے ساتھ سوائے
 خطبہ کے انہی لوگوں پر واجب ہے جن پر نماز جمعہ
 واجب ہے۔ (ت)

ہاں جہاں ثابت ہو کہ پہلے کبھی اسلامی سلطنت تھی مسلمانوں کا آزاد خود مختار شہر تھا اور وہ نوز صدیوں میں غیر مسلم
 نے مسلط ہو کر شعائر اسلام بند نہ کئے وہ بدستور اسلامی شہر و ملک رہے گا جیسے تمام بلاد ہندوستان، اور
 وہاں حسب سبب سابق جمعہ فرض اور عیدین واجب رہیں گے لیکن جمعہ وعیدین کی اقامت کو یہ ضرور ہے کہ بادشاہ
 یا والی خود اقامت فرمائے یا دوسرے کو ان نمازوں میں اپنا نائب مقرر کر امام بنائے، جہاں یہ صورت میسر نہ رہے

۲۵/۲	مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت	باب صلوۃ الجمعة	صلوۃ مشروطہ شرعی
۲۴/۲	• نوید رضویہ سکھر	•	صلوۃ فتح القدیر
۱۱۳/۱	• مطبعہ تحقیقاتی دہلی	باب العیدین	صلوۃ در مختار

وہاں ضرورت مسلمان جمع ہو کر جسے ان تین نمازوں کا امام مقرر کریں گے پڑھائے گا اور یہ فرض و واجب ادا ہو جائیگا،
تین گز نہیں ہے، شرط ادا تھا السلطان ادا نائبہ (جمہور کی ادائیگی کے لئے حاکم یا اس کے نائب کا ہونا شرط
اور ضروری ہے۔ ت) غنیہ میں ہے :

الشرط الثاني كون الامم فيها السلطان
او من اذن له السلطان
جامع الرموز میں ہے :

اقامة الجمعة حق الخليفة الا انه لم يقدر
على ذلك في كل الامصار فيقدم غيره نيابة
جمہور کا قیام خلیفہ وقت کی ذمہ داری ہے چنانکہ وہ تمام
شہروں میں امامت پر قادر نہیں ہو سکتا لہذا اس کے حکم پر
اس کا کوئی نہ کوئی نائب ہونا چاہئے۔ (ت)

در مختار میں ہے :

وذهب العامة الخطيب غير معتبر
وجود من ذكر، اما من عدم مهم في جواز
للضرورة
اشخاص مذکورہ کے ہوتے ہوئے عوام کا خطیب مقرر
کرنا معتبر نہیں، ہاں اگر اشخاص مذکورہ (خلیفہ وقاضی
یعنی سلطان یا قاضی) ہوں تو ضرورتاً عوام کا خطیب
مقرر کر لینا جائز ہوگا۔ (ت)

جامع الفصیح میں ہے :

كل معروفه وال من مسلم من جهته
لكفاس تجوز فيه اقامة الجمعة والاعباد
واما في بلاد طليق ولا كفاس فيجوز للمسلمين
اقامة الجمعة والاعباد (مختصا)
ہر وہ شہر جہاں کافروں کی طرف سے مسلمان اہل مقرر
ہو وہاں جمہور اور عیدین قائم کرنا جائز، رہا معاملہ ان
شہروں کا جہاں کافر حاکم ہوں تو وہاں عامۃ المسلمین
جمہور اور عیدین کی نمازیں قائم کر سکتے ہیں۔ (ت)

ایسی ہی جگہ جہاں تحقیق بعض شرائط میں مشبہ ہو احتیاطی رکعتیں رکھی ہیں نہ برائے مراعات خلافت

۳۸ ص	مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب صلوۃ الجمعة	سلہ کنز المقاتل
۵۵۲ ص	سمیل اکیڈمی لاہور	فصل فی صلوۃ الجمعة	شہ غنیۃ المستمل شرح غنیۃ المصلی
۲۶۳/۱	مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاسم ایران	فصل صلوۃ الجمعة	سلہ جامع الرموز
۱۰/۱	مطبوعہ مطبع مجتہدانی دہلی	باب الجمعة	سلہ در مختار
۱۴/۱	اسلامی کتب خانہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی	الفصل الاول فی الغضار الخ	شہ جامع الفصیحین

فی المذہب کافی وغیرہ علی گریہ میں ہے۔

فی کل موضع وقع الشك فی جواز الجمعة
لو وقع الشك فی المصروف غیره واقام اهله
الجمعة ینبغی ان یصلوا بعد الجمعة اس بعد
س رکعات الخ۔

فتح القدر و بحر الرائق میں ہے۔

قد وقع شك فی بعض قرى مصر مما یس
فیها والى وقاضى نادران بهابیل لها قاضى یس
قاضى الناحیه وهو قاضى یولی الحكومة
باصطحاب فی القرية احیانا فیفصل ما یجتمع
فیها من العلاقات ینصرفه وال كذلك
هل هو مصر نظرا لی ان لها والیا وقاضیا
اولا نظرا الی حد مهمما به واد الشبه علی
الانسان ذلك ینبغی ان یصلوا اس بعد
الجمعة الخ۔

برہہ مقام جہاں شہر وغیرہ کسی شرط کے ہونے میں شک کی
بنیاد پر جواز جمعہ میں شک ہو اور وہاں کے لوگ نماز جمعہ
پڑھتے ہوں تو وہاں کے لوگوں کو چاہئے کہ جمعہ کے بعد
چار رکعت (غنت ظہر) ادا کریں (الذات)

شک واقع ہوا ہے مصر کے بعض علاقوں میں جہاں
والی اور قاضی مستقل نہیں بلکہ ان کے لئے ایک عارضی
قاضی ہو جسے قاضی ناخیرہ کہا جاتا ہے یعنی وہ بالاصل
ضلع کا قاضی ہے جو اس قریہ میں کبھی کسی آتا ہے اور
جمع شدہ معاملات کے فیصلے کر کے واپس چل جاتا ہے
اسی طرح کا والی ہے کیا انھیں شہر کہا جائے گا؟ اس
سار پر کہ ان کا والی اور قاضی ہے یا شہر نہیں کہہ
جائے گا؟ اس بنا پر کہ وہ دونوں یہاں رہتے نہیں،
لہذا جب اس طرح کا کسی انسانی پر اشتباہ پیدا
ہو جائے تو اسے وہاں جمعہ کے روز چار رکعت (غنت
ظہر) ادا کر کے چاہئیں (الذات)

شہر میں متعدد جگہ ہوں اور سابق نامعلوم تو اس میں احتیاطی رکعات کا حکم جنہوں نے دیا وہ بھی مجرد رعایت
خلافت کے لئے نہیں کہ ایک امر مستحب ہے بلکہ شدت قوت خلاف کے باعث جس کے سبب برارۃ عمدہ بالیقین نہیں
ان کے نزدیک یہاں احتیاط اسکی پس ہے جلیہ میں ہے۔

قد يقع الشك فی صحة الجمعة
بسبب فقد شرطها ومن ذلك
بعض اوقات شرائط جمعہ نہ پاسے جانے کی وجہ سے
صحت جمعہ میں شک واقع ہو جاتا ہے ان میں یہ صورت

ما اذا تعددت في المصبر الواحد وجعل
اسبق او علمت المعينة على القول
بعد جواز التعدد وهو واقعة
اهل بسوء فيفعل ما فعلوه قال
المحقق امرتهم باعادة الامر بعد
بعد الجملة حتى الاحتياطاً

یہی ہے کہ ایک شہر میں متعدد مقامات پر جمعہ ہوتا ہے اور
سب سے پہلے ہونے والے سے آگاہی نہیں دیتے
کا علم ہے لیکن اس قول پر ہے جس میں متعدد مقامات
پر جمعہ جائز نہیں اور اہل مرو کا معاملہ اسی طرح کا ہے
پس آدمی انہی کی طرح کرے۔ محسن نے فرمایا کہ ایسی
صورت میں جمعہ کے بعد چار رکعت کی ادائیگی ان کے لئے
احتیاطاً ضروری ہے۔ (ت)

غیر میں ہے

اما من حيث جواز التعدد وعدمه
فالاول هو الاحتياط لامتناع
قوى اذ الجمعية جامعة للجتماعات
ولم تكن في من السلف تصل الى موضع
واحد من المصبر وكون المصبر جواز تعدد
للضرورة للفتوى لا ينم شريعة الاحتياط
للتقوى

رہا مسئلہ جواز تعدد وار عدم جواز تعدد کا تو پہلے قول میں
احتیاط ہے کہ اس میں قوت ہے کیونکہ جمعہ نام ہے
تمام جماعتوں کے مع کرنے کا، اور زمانہ اسلاف میں
شہر میں فقط ایک ہی جگہ جمعہ ادا کیا جاتا رہا ہے فرقہ
کے لئے متعدد جگہوں کے جواز رفتوی کا صحیح ہونا اس
بات سے مانع نہیں کہ تقویٰ کے پیش نظر شرعاً احتیاط
چار رکعت کا ادا کرنا جائز نہ ہو۔ (ت)

تمیز انہی میں ہے

هر منى على ان ذلك الاحتياط اى المختار وج
عن العهدة بيقين لتصوره بامتناع
العدة اختلاف العدا في جوازها اذا تعددت
وفيه شبهة قوية

وہ اسی احتیاط پر مبنی ہے یعنی آدمی کے ذمے سے فریضہ
بایستین ساقط ہو جائے کیونکہ ان کی تصریح ہے کہ اس
کی علت متعدد مقامات پر چار جمعہ میں علماء کا اختلاف ہے
اور اس میں اشتباہ قوی ہے۔ (ت)

ظاہر عیدین کی نماز نہ ہر امام شافعی میں سرے سے واجب ہی نہیں نہ شہر میں نہ گاؤں میں اگرچہ

لہ حلیۃ محل شرح غیۃ المصلی
لہ غیۃ المستملی شرح غیۃ المصلی
لہ منہ الخانی مع البحر الرائق

فصل فی صدۃ الجمعة
باب صدۃ الجمعة

مطبوعہ سید الکتب لاہور
ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

ص ۵۵۲
۱۳۳/۲

اسلامی ہوا ہاں سنت ہے ، اور غیر اسلامی آبادی اُن کے نزدیک بھی محلِ جمعہ و عیدین نہیں ، اور سب سے قطع نظر جو
تو رعایتِ خلافت وہاں تک ہے کہ اپنے مذہب کا مکروہ لازم نہ آئے نہ کہ فاسد و ناجائز محض ۔ ایک گناہ تو
یہ ہوا ، پھر مجاہد کہ صحیح نہیں نقل بداعی ہوئے اور یہ بدعت ہے ، پھر وہاں ظہر فرض ہے اور جماعت واجب اگر
جمعہ کے سبب ظہر اصلاً نہ پڑھیں تاہم ایک فرض ہوں ، اور نہ تھا تنہا بلکہ بذریعہ رکعات احتیاطی پڑھیں تو ترکِ جماعت کے
سبب تارک واجب کہ اول ہر بار اور ثانی بعد تکرار کبیرہ ہے ۔ در مختار میں ہے :

یہندب للفرج عن الخلاف لکن بشرط عدم
لزمہ اس تکاب مکروہ اصل ہے ۔
اس طرح عمل کرنا کہ خلافت نہ رہے مستحب ہے لیکن شرط
یہ ہے کہ وہاں ایسی چیز کا ارتکاب لازم نہ آئے جو
اس کے اپنے مذہب میں مکروہ ہو ۔ (ت)

ہاں ہم اپنا یہ مسلک ہے کہ ایسی جگہ عوام جس طرح بھی اللہ و رسول کا نام لیں روکا نہ جائے نہ خود شرکت
کی جائے اگر عدم شرکت میں فقہرہ ہو ورنہ بنیتِ نقلِ مشارکت ممکن کہ اختار اھونہما (دونوں میں سے آسان کا
اختیار رکھا گیا ہے ۔ تا در مختار میں ہے :

کونہ تھویبہ وکل ما لا یجوز مکروہ و صلاة مع
شروق الا العوام فلا یسعون من حدیث
لانہم یتزکونہا والاداء الحدیث عند البعض
اولی من الترتیب فی القنیۃ وغیرہا ۔
یہ مکروہ تحریرِ طوابع آفتاب کے وقت مطلق نماز اور ہر
وہ میں جو جائز نہیں ، مکروہ ہے ، مگر عوام لوگوں کو
اس وقت کی نماز کی ادائیگی سے روکا نہ جائے
کیونکہ وہ بالکل ہی ترک کر دیں گے ، اور اوجاہل بعض
علاء کے نزدیک بالکل چھوڑ دینے سے بہتر ہے ، جیسا کہ فقہیہ وغیرہ میں ہے ۔ (ت)
روا مختار میں ہے :

و عزاء صاحب المصطفی الی الامام حمید الدین
عن شیخہ الامام الحبوبی و الی شمس
الائمة الحلوانی و عزاء فی القنیۃ الی الحلوانی
والتسفیۃ
صاحب مصلی نے اس قول کی نسبت امام حمید الدین کی طرف
کہتے ہوئے کہا کہ انہوں نے اسے اپنے استاد امام حبوبی
کے حوالے سے بیان کیا ہے اور شمس لاکھڑوئی کی طرف بھی اسے
منسوب کیا ہے اور قنیہ میں اسے حلوانی اور تسفی کی طرف منسب
منسوب کیا ہے ۔ (ت)

۲۷/۱	مطبوعہ مجتہبی دہلی	کتاب الطہارۃ	سنہ در مختار
۶۱/۱	"	کتاب الصلوۃ	سنہ ر
۲۶۳/۱	مصطفیٰ البانی مصر	"	سنہ در المختار

نیز در مختار باب العیدین میں ہے،

لا یكبر فی طریقیہا و لا یتنص قبحہ مطلقا و كذا
 بعد ہائی مصلیٰ ہا خانہ مکروہ عند العنۃ
 و ہذا الخواص اما العوام فلا یمنعون من
 تکبیر و لا تنقل اصلا نقطۃ من غنیمۃ ف
 الخیرات بحروف ہا مشہ بہ خط ثقتہ ان علیا
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساری سجدایہ علی بعد
 لعید فقیل اما تمنعہ یا امیر المومنین
 فقال اخاف ان ادخل تحت الوعد قال اللہ
 تعالیٰ ارایت الذی یمنی عید اذا احتلقت

نماز عید کے لئے عید گاہ کو جاستے ہوئے راستے میں حکیرات
 نہ کرے اور اس سے پہلے نقل نہ پڑھے کیونکہ یہ اکثر علماء کے
 نزدیک مکروہ ہیں اور یہ معاذ خواص کا ہے، رہا عوام کا
 معاذ تو انہیں نہ بچکے سے روکا جاسے اور نہ ہی نعلین
 پڑھنے سے کیونکہ بھلائی میں ان کی رغبت بہت کم ہوتی ہے
 بحر اور اس کے حاشیہ میں ٹھہر کر یہیں سہے کہ حضرت علی
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو عید کے بعد نماز ادا
 کر کے ہوئے دیکھ کر یہ سے منع کیا گیا اسے امیر المومنین
 اسے آپ میں کیوں مینا، تھے، آپ نے فرمایا اے مجھے
 خوف آتا ہے کہ کہیں میں اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ اس وعید کے تحت داخل نہ ہو جاؤں، اللہ تعالیٰ سے، کیا آپ نے
 اس کو نہیں دیکھا جو بندے کوئی پڑھنے سے منع کرتا ہے۔ (دست)

دار الحرب حکومت اسلام سے دور رہے، ہر پانی بہتہ اور میاں ذابانہ فلس کے سے نقد حکومت کفر کا نہیں
 بلکہ شرط ہے کہ وہ جگہ کسی طرف دار الحرب سے متصل ہو اور کوئی مسلم یا ذمی پہلے امان پر نہ رہے اور شعار اسلام جس سے باطل
 بند کر دے جائیں والی عبادت باللہ تعالیٰ جب شعار اسلام سے کچھ بھی باقی ہے بدستور دارالاسلام رہے کی تہذیب ہے،
 لا تعیر دار الاسلامہ الحرب الا باجسراء
 احکام الشوک و پاتھا لہا دار الحرب و ہانت
 لا یبقی فیہ مسلحہ و ذمی یا لامانت الاول و
 دار الحرب تعیر دار الاسلامہ باجسراء احکام
 اہل الاسلام فیہا و اب بقی فیہ کافر
 اصلی وان لم یتمصل بہ دار الاسلامہ
 کافر اصلی موجود ہوں اور اگرچہ وہ کسی طرف سے دارالاسلام کے سے متصل بھی نہ ہو۔ (دست)

لا خلاف ان دار الحرب تصیر دار الاسلام باجراء
بعض احکام الاسلام فیہا واما تصیر ورتبہا
دار الحرب لعود بانہ منہ ففقدہ بشروط
احدھا اجراء احکام الکفر اشتہارہا
بن یحکو الخ کہ بحکمہم ولا یرجعون
الی قضیۃ المسالین کما فی الحسیرۃ و
الثانی الاتہال بدار الحرب والثالث
سؤل الامان الاول وقال شیخ الاسلام
والامام لا یمیج فی ان الدار محکومۃ
بن دار الاسلام ببقاء حکم واحد فیہا کما فی
الجمادی وغیرہ

ملک حادی علی الدریم ہے،

و ذکر الاستروشنی فی فصولہ عن فی الیسر
ان دار الاسلام لا تصیر دار الحرب ما لم
یمطل عیسیم ما بہ ہما سمتہ و اس
الاسلام، ذکر فی احکام المرتدین
و ذکر الاسبیج فی فی مبسوطہ ان دار
الاسلام محکومہ بکرمہ دار الاسلام یمسقی
ہذا الحکم بقاء حکم واحد فیہا ولا
تصیر دار الحرب الا بعد زوال
النقرا ثنت و دار الحرب تصیر دار
الاسلام بزوال بعض النقرات و هو ای

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ بعض احکام اسلامی کے اجرا
سے دار الحرب دار الاسلام بن جاتا ہے لیکن دار الاسلام
کا نود بانہ دار الحرب بننے کے لئے امام صاحب کے
ہاں کچھ شرائط ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ احکام کفر
اعلانہ جاری ہوں مثلاً حاکم کفر کے مطابق فیصلہ کرے
اور لوگ مسلمان قاضیوں سے رجوع نہ کر سکیں جیسا کہ
خیرۃ میں ہے، دوسری یہ کہ وہ جگہ دار الحرب کے ساتھ
متصل ہو، تیسری یہ کہ پہلی امان ختم ہو جائے شیخ الاسلام
اور امام سیبجانی کہتے ہیں اگر وہاں ایک حکم بھی اسلام کا
باقی ہے تو اسے دار الاسلام ہی کہا جائے گا جیسا
کہ حادی وغیرہ میں ہے۔ (د ت)

شیخ استروشنی نے اپنی فصول میں شیخ ابوالیسر سے بیان
کیا ہے کہ دار الاسلام اس وقت تک دار الحرب
نہیں بن سکتا جب تک وہ تمام احکام باطل نہ ہو جائیں
جن کی وجہ سے وہ دار الاسلام بنا تھا اس کو احکام
مرتدین میں ذکر کیا ہے اور اسبیجانی نے اپنی مبسوط میں
ذکر کیا ہے کہ دار الاسلام اس وقت تک دار الاسلام
ہی رہے گا جب تک اس میں کوئی ایک حکم اسلام
موجود ہو اور وہ تمام قرآن اور شعائر کے زوال کے بعد
ہی دار الحرب بنے گا لیکن دار الحرب بعض قرآن کے
زوال سے دار الاسلام بن جاتا ہے وہ اس طرح کہ

اس میں بعض احکام اسلامی کا اجرا ہو جائے، اور لامٹی
نے واقعات میں ذکر کیا ہے کہ ان تین علامات کے پائے
جانے پر وہ دارالاسلام بن جاتا ہے لیکن وہ دارالحرب
اس وقت تک نہیں بن سکتا جب تک ان میں سے
ایک کا وجود وہاں باقی رہے اور امام ناصر الدین نے
غشور میں کہا ہے کہ احکام اسلامی کے اجرا سے وہ
دارالاسلام بن جاتا ہے اور جب تک قرآن اسلام
میں سے کوئی ایک پایا جائے تو جانب اسلام کو ہی
ترجیح ہوگی انتہی اور تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے
واللہ تعالیٰ اعظم (دست)

تجری فیہا احکام اہل الاسلام و ذکر
الاسلامی و واقعاتہ انہا ہمارت دارالسلام
یہذا الاعلام الثلثة فلا تصیر دار
حرب ما بقی شیئ منہا و ذکر الامام
ناصر الدین فی المنشوران دار الحرب
ہمارت دار الاسلام یا حیو یا حیو
الاسلام فیما بقیت علقۃ من علاقت
الاسلام یتوجب جابب الاسلام انتہی
واللہ الحمد و اللہ تعالیٰ
اعظم۔

مشتملہ از قند چہرہ ضلع علی گڑھ مستور مقبول احمد صاحب ۴ رمضان ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین، ایک حافظ صاحب نے نماز میں پڑھا اور جمعۃ النعمانیین ولا یزیلہ
نون کو ساکن پڑھا اور سانس توڑ دی پورا وقت کیا یہ خیال تھا کہ یہاں آیت ہے پھر اپنے لئے پھر ار کیا، دوسرے صاحب نے
کہا یہاں لا ہے وصل ضرور تھا حافظ صاحب نے خیال نہ کیا انہوں نے نماز کا اعادہ کیا حافظ صاحب نے کہا اعادہ
درست نہیں گو عدا غلط پڑھا لیکن معنی میں کچھ فساد نہیں ہوا نماز میں سے انہوں نے کہا عدا کا یہ مطلب نہیں ہے
کہ قرآن کہان کر غلط پڑھو یہ تو سخت گناہ ہو گا حافظ نے کہا گناہ ہو گا لیکن نماز میں سے ارشاد فرمائیے کہ اعادہ درست
ہو یا وہی نماز صحیح ہے جس کتاب سے سند ہو اس کا پورا پاتا تحریر ہو۔ بینوا تو جرد

الجواب

وقف وصل میں اتباع بہتر ہے مگر اس کے نہ کرنے سے نماز میں اصل کچھ خلل نہیں آتا خصوصاً ایسی
جگہ کہ کلام تام ہے قصد وقف میں بھی حرج نہیں اعادہ محض بے معنی تھا ہاں قصد مخالفت البتہ گناہ جگہ بعض صورتوں
میں سب سے سخت تر حکم کا مستوجب ہو گا مگر وہ مسلمان سے متوقع نہیں، بلکہ یہ یہ ہے،

اذ وقف فی غیر موضعہ الوقت او ابتدا
فی غیر موضعہ الا ابتدا انت لہ
جب ایسی جگہ وقف کیا جو وقف کی جگہ نہ تھی یا وہاں
سے شروع کیا جو شروع کا مقام نہ تھا، اگر معنی میں

تراویح کی دو یا زائد جہاتیں ایک مسجد میں ایک وقت میں جبکہ ایک کی آواز سے دوسرے کو اشتباہ نہ ہو ،
 دور دور فاصلے پر ہوں جیسی کہ مسئلہ مسجد الحرام شریف میں ہوئی ہیں جائز ہیں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 مسئلہ ۵۵۹ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے نمازیں آخر سورۃ بقرہ پڑھا
 اور پچاسے سے بے سبب لا تو اخذنا مہینا ولا تو اخذنا یعنی مازید و حرف ولو سہوا پڑھ گیا تو نماز اس کی ہوئی
 یا نہیں ؟

الجواب

ہوئی لانہا لم توثر خلا فی المعنی (کیونکہ اس سے معنی میں خلل واقع نہیں ہوتا ۔ ت) واللہ
 تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۵۶۰ امام نے غیر المغضوب پڑھا اور علیہ سے اذراء سہو چھوٹ گیا نماز صحیح ہوئی یا سہو ؟

الجواب

نماز صحیح ہو گئی فرض اگر کیا نصیحة المعنی فان حذف اشغال الصلوات شائع کثیرا ومنہ المغفور
 المغفور لہ کما فی طہل م آیت فی حدیث عن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (معنی درست بخنے
 کی وجہ سے کیونکہ صلوٰۃ کا حذف مشہور و کثیر ہے اسی طرح لفظ مغفور ہے صلوٰۃ مغفور لہ ہے جیسا کہ طہ میں ہے
 بلکہ میں نے یہ اس حدیث میں بھی دیکھا ہے جو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ۔ ت) مگر جواب
 کہ قرأت سورۃ فاتحہ بتامہ تھی اس کی ہوا میں قصور ہوا سبب سہو چاہئے تھا اگر نہ کیا اعادۃ نماز چاہئے ۔ رد المحتار میں غلام
 رحمتی سے ہے ۔

بتلك شئ منها لایة اواقف ولو حرفا لایكون اتيا
 فاختصت کوئی آیت چھوٹ گئی یا اس سے کم اگرچہ ایک
 حرف نہ ہو تو ایسے شخص کو تمام فاتحہ (جو واجب تھی) کا
 پڑھنے والا قرار نہیں دیا جاسکتا ۔ (ت)
 واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۶۱ ۱۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس لفظ کے بارے میں کہ اگر یوزن قلم کو یوزن کر پڑھا جائے تو کیا خرابی او
 کس قسم کا گنہگار ہوگا ، خطبہ ٹوٹی میں لکھا ہے یوزن قلم اور قاری صاحب پڑھتے ہیں یوزن کہ اس لئے میں غلطی پکڑا ہوں
 اس میں اگر میرا قصور ہو تو میں تسلیم کروں اور قاری صاحب کی غلطی ہو تو ان پر کیا ؟ لفظ فاطمة اللہ ہوا و مد پار الف

قاری صاحب نے بے ہنگم ادا کیا کیا یہ لفظ میں خطا ہے؟ اس کے اولیٰ لفظ شدائد میں پارا الف اس نے دراز نہیں کیا اس میں کیسا ہے؟

الجواب

اگر خطبہ میں اس نے یونہی حکم کی جگہ یونہی کوفہ یا تشدید کاف پڑھا تو ضرور غلط پڑھا اور گرفت صحیح ہے مگر خطبہ میں ایسی غلطی کا اثر نماز پر نہیں پڑتا نماز ہو جائے گی اور یونہی کوفہ یا تشدید کاف پڑھا تو غلطی بھی نہیں کہتو لہٰذا تعالیٰ اللہ تعالیٰ تحکم من ماء صہین۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ یہ مدّ متصل ہے اور متصل واجب ہے تلاوت میں اسی کا ترک حرام ہے کما نص علیہ فی سہد الصحتہ ردّ بھیجے کہ ردّ التّاری میں اس پر تصریح ہے۔ تا مگر خطبہ کا حکم تلاوت کا سا نہیں ہو سکتا وہ ایک بات ہے کہ امام مقتدیوں سے کرتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۶۹۱ از جو ناگزیر سرکل مدار المہام مرسلہ مولوی امیر الدین صاحب ۲۰ ربیع ۱۳۱۶ ھ

ایک مسجد کا امام آیہ انذروا بالصلوٰۃ من یوم الجمعۃ کو جموعۃ مع الواو صاف پڑھتا ہے اور فی لیلة القدر کو فی لیلة الکھدر صاف پڑھتا ہے اب نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ اور ایسے شخص کو امام بنانا چاہئے یا نہیں؟ بیٹو اتوجروا

الجواب

یہ سوال دو مسئلوں پر مشتمل:

مسئلہ اولیٰ اشباع حرکات کہ اُن سے حرکات پیدا ہو جائیں مثلاً فتح سے الف، ضم سے واو، کسر سے یاء۔ اس میں متاخرین سے وہ آیات مختلف ہیں۔ عین اللامہ کراہیسی و جار اللہ زعمشری نے کہا اگر والصلوات کی جگہ والصلوات پڑھا نماز فاسد نہ ہوگی۔ عین اللامہ نے کہا فومن کو تو ہمیں پڑھنے میں فساد نہیں۔ زعمشری نے کہا ہدایت کو ہادیت پڑھا مفسد نہیں اور انھیں عین اللامہ نے کہا ہم یلذ کو ہم یا لذن پڑھا تو اعادۃ نماز احوط ہے، انھیں نے کہا اگر نشکورک یا نکضرک یا نترک میں اشباع کر کے نشکورک، نکضرک، نترک پڑھا نماز کا اعادہ کرے۔ فقیر میں ہے:

عین اللامہ کراہیسی اور جار اللہ زعمشری نے کہا کہ اگر کسی نے والصلوات کی جگہ والصلوات پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی، عین اللامہ نے کہا اگر کسی نے نشکورک اور نکضرک پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ جار اللہ نے کہا اگر ہدایت کو ہادیت پڑھا تو اس میں فساد	عک و جار اللہ والصلوات لا تقصد عک ولو قرأتستعینک او قومین ملک لا تقصد جار اللہ لو قرأتی صحت ہادیت لا تقصد لانه اشباع للفتحۃ عک فی الاخلاص لو یالسد خالاعبادۃ احوط وقف
---	---

قوله تشكروك ونكفرك ونستودك يعيد
 نہ ہوگی کہ اگر اس میں حرکت فتح کا اشباع ہے۔ عین الائمہ
 انتہی مختصراً۔

اعادۃ نماز اس طرح ہے اور اگر کوئی تشکروك، نكفرك اور نستودك پڑھے تو وہ اعادہ کرے انتہی مختصراً (ت)
 اور ہمارے ائمہ متقدمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قصیدہ مذہب پر تفصیل ہے اگر وہ عمل محل اشباع ہے جیسے
 مقامات وقت مثلاً نعبدک یا بکر لعیلاً (اگرچہ وہاں وقت نہ ہو جیسے اللہ اکبر میں اللہ یا شہادۃ ہا کہ وقت وصول
 کی تبدیلی اصلاً مقصد نہیں کما فی الہدایۃ والدر المختار وغیرہما) جیسا کہ ہندیہ، رد المحتار اور دیگر کتب میں ہے
 یا لہیہ، عنہ، منہ، یدخلہ، تشکروہ وانہ میں اشباع ہا تو قطعاً مقصد نہیں ورنہ اگر اشباع سے معنی
 بتغیر فاحش تغیر ہو جائیں جیسے ربنا کی جگہ ربنا یا اللہ اکبر میں کہ بدلت کے عوض اللہ یا اکبر کی جگہ اکبر یا
 قل اصم میں اکبر یا کہ محل ہر جائے جیسے یا سائے نعبد یا عبود یا الحمد کی جگہ الحمد بسکون میم تو فساد
 ہے ورنہ نہیں، غائیہ میں ہے :

لو قرأ یا ک نعبد واشبعہ ضم الدال حتی یصیر
 واو المع تصد صلاتہ
 اگر کسی نے یا ک نعبد کو اس طرح پڑھا کہ ضمہ دال میں
 اشباع کیا حتی کہ وہ واو ہو گیا تو اس کی نماز فاسد
 نہ ہوگی۔ (ت)

وجیز کردہ میں ہے :

لوح احر ف لا یحیر المعنی لا تصد عند ہما
 وعلم الثانی روایتان کما لوقرہ وانہن عنہ
 المتکون زیادۃ الیاء وانما رد وہ الیک زیادۃ واو
 اور و دھا علی ہر زیادۃ الواو او یعبد حد و دہ
 یدخلہ فارأ وان غیر اقصی الخ
 یا س و دھ علی میں واو کی زیادتی کے ساتھ یا یعبد حد و دھ یدخلہ و فارأ میں یدخلہ کی لاکے بعد واو یصدی کہنا
 پڑھا اور اگر معنی بدل جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی الخ (ت)

ملہ قفیر، فتاویٰ قفیریہ پایۃ الحلیۃ والزیادۃ المطبعتہ المشہورۃ بالمہاندۃ
 ملہ فتاویٰ قاضی خان فصل فی قرأۃ القرآن خلاص الخ مطبوعہ نوکشتہ رکشتہ ۶۸/۱
 ملہ فتاویٰ ہزازیہ مع الفتاویٰ الصندیۃ الثانی عشر فی زکات الخاری مطبوعہ نور فی تہذیب پشاور ۴۵/۴

رد مختار میں ہے :

کعب بالحدیث اذا دعا احدنا للمعزتين مفسد و
 قصد الكفر وكذا الياء في الاصل
 کسی ایک کو لمبا کرنا نماز کو فاسد کر دیتا ہے اور اگر عمدہ آلمبا کرتا ہے تو کفر ہے ، اور اصح قول کے مطابق اگر
 میں بار کو لمبا کرنا بھی مفسد نماز ہے ۔ (ت)

رد المحتار میں ہے :

السمد في الله فان كانت في
 اوله لم يصح منه شأنا عدا افسد
 الصلوة لو لم تكن في
 وسطه كسرة وفي اخره فهو حطاً
 ولا يفسد ايصال السمد في الكسرة
 في اوله مفسد وفي وسطه
 افسد وقال الصمد والمشيخ
 يصح وفي اخره قد قيل
 يفسد كذا في الحلية مخلصا
 اقول وينبغي الفساد بعد الياء
 لانه يصح جمع لاء كما صرح
 به بعض الشافعية تامل
 اه ما في رد المحتار مخلصا و
 رأيت في كذا على قوله قد قيل
 يفسد ما نصحه -

لفظ الله میں مد کا معاطہ یوں ہے کہ اگر اول میں ہو تو
 اس سے نماز شروع کرنے والے نہ ہوگا اور وہ نماز کو
 فاسد کر دے گا اگر ایسا دوران نماز ہو ۔ اور اگر مد
 لفظ اللہ کے درمیان میں ہو تو مکروہ ہے اور لفظ آخر
 کے آخر میں ہو تو وہ خطا ہے اور وہ نماز کو بھی فاسد
 نہیں کرتا ، اگر مد لفظ اکبر میں ہو اگر مد ابتداء میں
 ہو تو نماز فاسد ، اور اگر وسط میں ہو تو وہ نماز کو
 فاسد کر دے گا ۔ اہ صمد الشہید کہتے ہیں کہ نماز
 صحیح ہوگی اگر مد آخر میں ہو تو کیا گیا ہے کہ نماز فاسد
 کر دے گا کذا فی التحیۃ تخیفاً ، میں کہتا ہوں ہر کہ
 جسے بھی فساد نماز ہونا چاہیے کیونکہ اس صورت میں
 وہ لاء کا کچھ ہو جاتا ہے جیسے کہ اس پر بعض شوافع نے
 تصریح کی ہے اچھی طرح غور کرو اھ یہ رد المحتار کی عبارت
 کا خلاصہ ہے مجھے یاد آ رہا ہے کہ میں نے اس کی عبارت
 قد قيل یفسد پر یہ حاشیہ لکھا ہے انفاذ یہ ہیں :

اقول لا یظہر الفرق بین

مدراء من أكبر وأهم من الجلالة
وقد قال في البحر عن المبسوط لومدهاء
الله فهو خطأ لغة وكذا المومد
سواء له

اقول ويؤيد ما ياتي في الدون
المفسدات من البغائية شرعا
ان القراءة بالاحكام تفسد
ان غير المعنى والا لا له وكتبت
على قوله تأمل ما نصه
فانه خلاف المنقول عندنا
كما علمت وغايته ان يكون
متريدا بين الاشباع وهو غير
مفسد للمعنى كما قد مناه عن
الغائية وبين جمع اللاه و
هو مفيد بالاحتمال لو ثبتت
التفسير كما تدل عليه فروع
جمة لا تكاد تحصى وسيصرح به
المحشى في المفسدات حيث يقول
عند الاحتمال ينتفى الفساد لعدم تيقن
الخطأ فالوجه ما هو
المنقول -

اُس میں ہے

اور اسم جلالت کی ہا میں مد کے درمیان کوئی فرق
نہا نہیں ہر ہا بحر میں مبسوط کے حوالے سے ہے
اگر لفظ اللہ کی ہا میں مد کی تویہ لغت غلط ہے اگر
اکبر کی را میں مد کی تو اس کا معاذ بھی یوں ہی ہے
اقول دین کہتا ہوں، شرعی طور پر اس
کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے جو برازیر کے حوالے
در مختار میں نادر کے مفسدات میں آرہا ہے کہ الحان کساتھ
قرأت نماز کو فاسد کر دیتی ہے اگر معنی میں تبدیلی
آجائے ورنہ نہیں اور میں نے ان کے لفظ تامل
پر یہ حاشیہ لکھا جس کے الفاظ یہ ہیں یہ ہائے نزدیک خلافت
منقول ہے جیسا کہ آپ جان چکے زیادہ سے زیادہ اس
میں تردد پیدا ہوتا ہے درمیان اشباع کے اور
اشباع کی صورت یہ معنی میں فساد پیدا نہیں ہوتا
جیسا کہ ہم غائب کے حوالے سے بیان کر چکے ہیں اور
درمیان لاہی کی جس کے اور مد معنی ہے، مگر
محض احتمال کے ساتھ تبدیلی ثابت نہیں ہو جاتی
جیسا کہ اس پر بے شمار جزئیات دال ہیں اور مغرب
محشی آگے مفسدات نماز میں اس بات کی تصریح کر چکا
ہے، عبارت یہ ہے احتمال کے وقت فساد نماز نہ ہوگا
کیونکہ غلطی کا یقین نہیں اور پس بہتر وہی ہے جو
منقول ہے۔

قولہ بالاحداث ای بالصفات وحاصلہا کما
فی الفتح اشباع الحركات لیس اجات النقص
(قوله ان غیر المعنی) کما لو قرأ الحمد لله
مررب العیون واشبع الحركات حق اقی بواو
بعد الدال و بیاء بعد اللام والهاء
و یانف بعد الراء ومثله قول المبلغ مرابنا
لک الحاصد بالانف بعد الراء لان الراء
هو ی و ج و ک ما فی الصحاح و
القاموس ۱۰

اس کی عبارت بالاحداث سے مراد صفات ہیں اور فتح کے
مطابق اس کا حاصل یہ ہے فقرہ کی رعایت کرتے ہوئے
حرکات میں اشباع پیدا کرنا اور کسی کی عبارت میں
غیر الصغی سے مراد یہ ہے جیسا کہ کسی نے الحمد لله
مررب العیون پڑھتے ہوئے حرکات میں اتنا اشباع کیا
کہ دال کے بعد واو، لام اور ہا کے بعد یا و اور رار کے
بعد الف بڑھا دیا اسی طرح کسی مبلغ (آواز پہنچانے والے)
نے مرابنا لک الحاصد پڑھا یعنی را کے آگے الف
بڑھا دیا کیوں کہ مراب کا معنی ماں کے شوہر کے ہیں،
جیسا کہ صحاح اور قاموس میں ہے احدث

اقول ذکر التیان الاول بعد الدال
وايلاء بعد الهاء وقع في غير موقع لما علمت
انهما محل الاشباع، ولا يتخير فيه المعنى
وانما مشى المعنى رحمه الله تعالى علم
ما علم سابقا في اشباع هاء الجلالة وقد
علمت انه خلاف المقصود

اقول (میں کہتا ہوں) یہاں دال کے بعد
واو اور ہا کے بعد یا رکاتہ کرنا اس محل و مقام کے مناسب
نہیں کیونکہ ان دونوں حرفوں میں اشباع ہے مگر معنی
تبدیل نہیں ہوتا۔ محشی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے سابقہ
لگان پر چلے ہیں جو انھیں اسم صلات کی بار کے بارے
میں پڑا تھا اور آپ نے جان دیا کہ یہ غلط مفہوم ہے۔
متمم معتقین قول ائمہ متقدمین ہے کسبہ فی الغیۃ (جیسا کہ غنیہ میں بیان کیا ہے۔ ت) اور ظاہر
لفظ جموعۃ شئی ثانی سے ہے کہ اس کے معنی معلوم نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ثانیہ حروف کو کچی زبان سے ادا کرنا یہ اگر ایسی جگہ ہو کہ فساد معنی لازم نہ آئے جیسے لا تقهر کی
جگہ لا تقهر تو امام اعظم و امام محمد کے نزدیک مطلقاً مفسد نہیں ورنہ معتد ائمہ مذہب مطلقاً فساد ہے اور پت یا
حق یا گ بولنے میں فساد ظہر کر یہ حرف کلام اللہ تو کلام اللہ کلام عرب ہی میں نہیں۔ قنیہ میں،

سألت استاذنا برهان الأئمة المظهر زك
عن قرأ في صلاة كلمة فيها جيم بالجيم

میں نے اپنے استاذ برہان الائمہ المظہری سے اس
فمنص کے بارے میں پوچھا جو نماز میں جیم کی جگہ ج یا

اداباء پاء هل تفسد فتا هل فيه كثير
ثم تقرر رأيك على انه لحن مفسد قلت
ينبغي ان لا تفسد على ما احتسره المتأخرون
انه اذا تفسد المخرج لا يكون لحن مفسدا
الجملة ملحق -

یار کی جگہ پار پڑتا ہے کیا اس کی نماز فاسد ہوگی یا
نہیں؟ انہوں نے بڑے غور و فکر کے بعد اپنی اس پختہ
راے کا اظہار کیا کہ یہ لحن ہے جو مفسد نہیں ہے، میں
کتا ہوں اس صورت میں نماز فاسد نہیں ہوتی چاہئے
جیسا کہ متاخرین نے اس بنا پر اسے اختیار کیا ہے کہ
جب خمس قریب ہوں تو لحن مفسد نہیں ہوتا، لہذا تخصیصاً

یہ مسئلہ الشیخ ہے اور اس کی تفصیل و تحقیق جاسے فتاویٰ میں ہے اور عامراً کہ کاشفی پر یہی ہے کہ اس
کی مامت صحیح نہیں اور نماز اس کے پیچھے فاسد ہے۔

في الخيرية امانة الانشطة بالنقصان فاسدة في
المراجع الصعبة -

فتاویٰ خیرہ میں ہے کہ الشیخ (توتلا) کا صحیح پڑھنے والے
کا امام ہونا رائج اور صحیح قول کے مطابق فاسد ہے،
(یعنی درست نہیں)۔ (ت)

ترہ فی لیلة الکدر پڑھنے والے کے پیچھے صحیح نوا کی نماز باطل ہے اور اسے امام کرنا حرام، هذا جملة الكلام
والتفصيل غیر دلالت من استدل به (یہ علامہ حاتم ہے اور تفصیل کے لئے اس کے علاوہ مقام ہے۔ (ت)
والله سبحانه وتعالى اعلم۔

باب الامامة

(امامتہ کا بیان)

مسئلہ ۱۰۶۔ امام رفیع یدین کرتا ہے اور آپس پکا دینا ہے اور حسب مقتدی حنفی المذہب ہیں کہ یمین بالجہ اور رفیع یدین نہیں دینے دینے کی امامت سے پناہ مانگتے ہیں مگر وہ نماز جبراً پڑھتا ہے اور کہتا ہے کہ میں اس فعل کو جبراً میں مجبور ہوں تا خواہ میرے دل کے کوئی نماز پڑھے اور وہ علم بھی رکھتا ہے پس ایسے امام کے واسطے کیا حکم ہے اس کے بچے نماز جوگی یا نہیں کیا حکم شرع دیتا ہے؟

الجواب

ان بلاد میں یمین بالجہ و رفیع یدین والے غیر معتقدین ہیں اور غیر معتقدین گمراہ ہدیں اور ان کے بچے نماز ناجائز، کماحقہ فی انہیں الاکید عن الصلوۃ وراہ عدی التقید (اس کی پوری تحقیق ہم نے اپنے مسئلے میں الاکید عن الصلوۃ وراہ عدی التقید میں کی ہے۔ ت) (جو آگے آ رہا ہے) اور اگر باغرض کوئی مستحکم العقیدہ شافعی المذہب بھی آگیا ہو تو اسے ہرگز ملا نہیں کہ کہہ سکتا ہے جماعت و نفرت جملہ مقتدیان کے ساتھ بالجہ ان کی امامت کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ائین شخصی کی نماز ان کے کانوں سے بالشت بھراؤ پر نہیں اُٹھتی یعنی مرد وہ ہے قبول بارگاہ کی طرف بلند نہیں کی جاتی واحد منہم من، ہر قوم کا وہ عملہ کارہوں ان میں ایک دیکھو جو لوگوں کی امامت کرے اور وہ ناراض ہوں۔ (دوسرا وہ غلام ہے جو اپنے آقا سے بھاگ جائے، تیسری وہ عورت ہے جو ذات اس طرف گزاریں کہ اس کا شوہر اس پر غضبناک رہے۔

مسئلہ ۱۰۷۔ ایک شخص حافظ قرآن ہے مگر اس کا والد الا اللہ پڑھتا ہے اور خود ولی بن کر عورتوں مردوں کو نصف

نکڑ پڑھاتا ہے اور محمد رسول اللہ بطا ہر اس کی زبان سے نہیں سُنا جاتا ہے اور وہ امامت بھی کرتا ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز مُت محمد یہ حنفیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی درست ہے یا نہیں؟

الجواب

صوفیہ کرام نے تصفیۂ قلب کے لئے ذکر شریعت لا الہ الا اللہ رکھا ہے کہ تصفیۂ حرارت پہنچانے سے ہوتا ہے اور نگر طیبہ کا یہ غور گرم و بھلائی ہے اور دوسرا جو کریم سرد و خشک بھلائی ہے، اگر ایسے ہی موقع پر صرف لا الہ الا اللہ کی تلقین کرتا ہے تو کچھ حرج نہیں اور اگر غور و فکر طیبہ پڑھنے میں صرف لا الہ الا اللہ کافی سمجھتا ہے اور محمد رسول اللہ کہنے سے احتراز کرتا ہے تو اس کی امامت ناجائز ہے کہ یہ ذکر پاک محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے معاذ اللہ ہے پر وہی پر دلیل ہے اور اگر واقعی اسے محمد رسول اللہ کہنے سے انکار ہے یا یہ ذکر کریم اُسے مکروہ و ناگوار ہے تو صریح کافر و مستوجب تخلید فی النار، والیما ذبا اللہ تعالیٰ، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۶۱ ۴ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اگر امام نماز پڑھا ہے جماعت کی اور اللہ آواز سے کہے اور اکبر نہ کہے کہ کسی حضری کو نہ سنائی دے جائز یا ناجائز؟

الجواب

اللہ اکبر پڑھنا واجب و از کنا سنون ہے سنت ترک ہوئی نماز میں کراہت تفریحی آئی مگر نماز ہو گئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۶۲ از در ضلع غنی تال ڈاک خانہ کچھا مرسلہ عبدالعزیز خاں ۴ رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اسی مسئلہ میں کہ ایک شخص نے بائیں نماز سے ایک رکعت آخری پائی اور وہ شخص قعدہ اولیٰ کے واسطے دوسری رکعت میں قعدہ کرے گا، یا اس کو چاہیے کہ دوسری میں قعدہ کرے یا تیسری میں اور اگر تیسری میں قعدہ اولیٰ کیا تو اس پر جہاد سہرا سے گایا نہیں؟ بینوا قوجو دا۔

الجواب

قول اربع میں اسے یہی چاہئے کہ سہم امام کے بعد ایک ہی رکعت پڑھ کر قعدہ ادائی کرے پھر دوسری بلا قعدہ پڑھ کر تیسری پر قعدہ اخیرہ کرے، درختار میں ہے،

يقصو اول صلاته في حق قراءة
واخبرها في حق تشهد
فمد يده من غير فحوصيات
مسبق قرائت کے باب میں اپنی نماز کا اول اور تشهد کے باب میں اپنی نماز کا آخر پڑھے (یعنی فوت شدہ نماز کو قرائت کے حق میں شروع نماز سمجھے اور تشهد کے

برکتین بفتح تحة وصورة وتشهد بينهما
 وبرا بفتح الراء عی بفتح تحة فقط ولا یقعد
 قبلها
 تشهد بیٹھے اور چار رکعتوں والی نازکی پوتھی رکعت میں صرف فاتحہ پڑھے اور پوتھی رکعت سے پہلے تشهد نہ بیٹھے۔
 مگر اس کا عکس بھی کیا کہ دو پڑھ کر بیٹھا پہلی پر قعدہ نہ کیا پھر تیسری پر قعدہ اخیرہ کیا تو یوں بھی ناز جائز
 ہوگی سجدہ سہولت لازم نہ آئے گا۔ رد المحتار میں ہے،
 قل فی سورة المنية ولو لم یقعد جبار
 استحسانا لا قیاسا ولو یلزمه معبود السهو
 لكون الم رکعة اولى من وجہ۔
 شرح المنیہ میں ہے کہ اگر وہ پہلی رکعت پر قعدہ
 نہ بیٹھا تو استحسانا ناز ہے قیاسا نہیں اور چونکہ
 یہ من وجہ پہلی رکعت ہے لہذا اس پر سجدہ سہولت لازم
 نہ ہوگا۔ (ت)

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) یہ فیصلہ بعینہا فتویٰ سیدنا محمد بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے
 کہ ذکرہ معہ من المذہب محمد بن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ حیا کہ محمد بن سبب امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ
 نے ذکر کیا ہے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔
 ۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۷ھ

کی فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک اندھا ہے لیکن حافظ قرآن اور قاری ہے اور
 مسائل روزہ نماز سے بھی اچھی طرح واقف ہے اور نیز آیات قرآن مجید کا ترجمہ کر سکتا ہے اور بہت سی حدیثیں
 بھی جانتا ہے اور اس یاقوت کا کوئی شخص اس محلہ میں نہیں ہے اس کے چچے نماز درست ہے یا نہیں؟
 بیوا تو حردا۔

الجواب

مجماعت میں سب سے زیادہ مستحق امامت وہی ہے جو ان سب سے زیادہ مسائل نماز و طہارت
 جانتا ہے اگرچہ اور مسائل میں یہ نسبت دوسروں کے کم علم ہو مگر شرط یہ ہے کہ حروف اتنے صحیح ادا کرے کہ نماز میں
 فساد نہ آئے پائے اور فاسق و بد مذہب نہ ہو، جو شخص ان صفات کا جامع ہو اس کی امامت افضل، اگرچہ

انہا ہوں کہ زیادہ علم کے باعث کراہت نابینائی زائل ہو جاتی ہے، ہاں فاسق و بد مذہب کی امامت بہر حال
مکروہ اگرچہ سب حاضرین سے زیادہ علم رکھتے ہوں۔ یوں ہی اگر حرف ایسے غلط ادا کئے کہ نماز گئی تو امامت
جائز ہی نہیں اگرچہ عالم ہی ہو۔ در مختار میں ہے،

الاحق بالامامة الا علمه باحكام المصنوعة
فقط صحيحة وفاد بشرط اجتنبه للفواحش
انظاها له اهل علمها

امامت نماز کے زیادہ لائق وہ شخص ہے جو فقط احکام
نماز مثلاً صحت و فساد نماز سے متعلق مسائل سے
زیادہ آگاہ ہو بشرطیکہ وہ ظاہری گناہوں سے
بچنے والا ہو اور تلخیصاً (ت)

کافی میں ہے،

الاعلم بالسنة اولى الا ان يطعن عليه
في دينه

جو شخصی سنت سے زیادہ واقف ہو وہ امامت کھاتے
سب سے بہتر ہوتا ہے، مگر اس صورت میں نہیں
جب اس کے دین پر اعتراض ہو۔ (ت)

بکر ارائی میں ہے،

قيد كراهة امامة، الا علم في المحيط وغيره
بان لا يكون افضل النعم في مكان افضلهم
فهو اولى به

محدودہ میں کیسیج امامت اہم کی کراہت اس بات سے
مقیہ کی ہے کہ جب وہ قوم سے افضل نہ ہو، اگر
وہ افضل ہو تو اس کا امام بننا بہتر ہے (ت)

رد المحتار میں ہے،

اما العاصق فقد عدلوا كراهة تقديمه بانه
لا يهتم لامر دينه، وبان في تقديمه للامامة
تعظيم وقد وجب عليهم اهانتهم شرعا
ولا يخطئ انه اذا كان اعلم من غيره لا تزول
اصلة فانه لا يؤمن ان يصل به

فاسق کی امامت کے مکروہ ہونے کی فقہاء نے یہ علت
بیان کی ہے کہ وہ اپنے دین کی تعظیم و اہتمام نہیں کرتا
اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ امامت کے لئے اس کی
تقدیم میں تعظیم ہوگی حالانکہ شرعاً لوگوں پر اس کی اہانت کا
حکم ہے۔ واضح رہے کہ جب فاسق دوسروں سے زیادہ

بغیر ہمارے فہم کا مستند نہ ہوگا۔ اہل علم و فضل کے لئے یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ ہمارے ہاں جو لوگ کہتے ہیں کہ امام کا ہونا ضروری ہے، وہ خود اپنے لئے یہ بات کہتے ہیں کہ امام کا ہونا ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بدعتی کا طرد ہے جس کی امامت پر حال میں مکرہ ہے الخ واللہ تعالیٰ اعلم (د)۔
مسئلہ ۱۵۱: از چہ دلی کامی ضعیف ناگہر مرسلہ عاقل محمد بن النعمان صاحب رضوی ۱۹ شعبان ۱۳۰۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جن مسجدوں میں کئی درجے ہوں اور ہر درجہ سے درجہ پنی درجہ امام کو ان کی ہر محراب و در میں کھڑا ہونا مکرہ ہے یا صرف اندرونی محرابوں یا وسطانی دروں میں۔ بینوا متوجہ ہوا

الجواب

محرم میں وہی ہیں جو وسط میں قیام امام کی علامت کے لئے بنائی جاتی ہیں باقی جو فرجے کلاستون کے درمیان ہوتے ہیں وہیں اور امام کو بلا ضرورت تنگی مسجد ہر محراب و در میں کھڑا ہونا مکرہ ہے، پھر اطراف کے دروں میں قیام ناجائی کراہت نہیں بلکہ بسا اوقات اور کراہتوں کا باعث ہوگا کہ امام راتب کو محراب چھوڑ کر اور اندر کھڑا ہونا مکرہ ہے اور اگر مسجد کی صفت پوری ہوئی تو اس صورت میں امام وسط صفت کے محاذی نہ ہو گا یہ امام کے لئے مکرہ ہے اگرچہ غیر راتب ہو، تویر الابصار میں ہے، مکرہ قیام الامام فی المحراب مطلقاً۔
۱۔ مخصص الامام کا محراب میں کھڑا ہونا غلبہ کراہت ہے، بجز رتب میں ہے، حقیقی ظاہر المروءۃ، انکراہ مطلق (ظاہر الروایۃ کا تقاضا یہی ہے کہ یہ مطلقاً مکرہ ہے۔ ت) رد المحتار میں ہے،

فی معراج الدرایۃ من باب الامامۃ الاصل
ما روی عن ابی حنیفۃ انہ قال اکسرة
للامام ان یقوم بین المسابیتین
او فی اویۃ او ناحیۃ المسجد او الی
مسابیتہ لانیہ بخلاف عمل الامة
وفیہ یضبط السنۃ ان یقوم الامام
ازاد وسط الصف الاخری ان المسابیت
معراج الدرایۃ کے باب الامامۃ میں ہے کہ امام صاحب
سے جو کچھ مروی ہے اس میں اصح یہ ہے کہ امام کا دو
ستونوں کے درمیان یا مسجد کے کسی گوشے میں یا
مسجد کی کسی ایک جانب یا کسی ستون کی طرف کھڑا ہو
مکرہ ہے کیونکہ یہ امت کے عمل کے خلاف ہے اور
اور اس میں یہ بھی ہے کہ امام کا وسط صفت میں کھڑا ہونا
ہے کیا آپ نہیں دیکھتے کہ محراب مساجد کے درمیان میں

۱/۳۴	مطبوعہ معصومی دہلی	باب الامامۃ	رد المحتار
۱/۹۲	مطبع مجتہدی دہلی	باب ما یفسد الصلوۃ	رد المحتار مع شرح تنویر الابصار
۲/۲۹	ایک ایم سعید کمپنی کراچی	"	رد المحتار

ما نصبت الاوسط المساجد وهي قد عيذت
لنقد الامام اه وفي التماس خاضية ويكره
ان يقوم في غير المحراب الا لضرورة اه
ومقتضا ان الامام لو ترك المحراب وقام
في غيره يكره ولو كان قيامه وسط الصف
لانه خلاف عمل الامة وهو ظاهر في
الامام الواجب دون غيره والمتفرد
فاحتم هذه الفائدة اه

اُسی میں ہے :

عن المصريح عن الحلواني عن ابن الميث
لا يكره قيام الامام في الطابق عند الضرورة
بان صاق المسجد على النجوم اه والله سبحانه
وتعالى اعلم .

معارض سے وہ عزائی سے امام ابو الیث کے حوالے
سے فرماتے ہیں کہ :۔ م کا ضرورت کے وقت طاق میں
کھڑا ہونا مکروہ نہیں مثلاً اگر مسجد نمازیوں کے لئے تنگ
ہو تو ایسا کیا جاسکتا ہے اور اللہ بخیرہ تعالیٰ اعلم .

مشکلہ از سبیل ہیئت مسجد جامع مدرسہ مولوی احمدی صاحب ۲۰ وجب ۱۳۰۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کو کہ نہ حافظ قرآن ہے نہ مسائل دان نہ علم قرأت ہے
واقف ایک معرئی اردو و خانجک بازار میں کتب فروشی و تعلیم فروشی کی دکان کرنے والا ہے ایک مسجد کا امام بننا
چاہتا ہے حالانکہ دو عالم متقی و محتاط اسی مسجد میں اور بھی موجود ہیں اور مستم مسجد و اکثر نمازی اس شخص کی امامت سے
راضی نہیں اس صورت میں ایسے امام کے حق میں کیا حکم ہے اور ان علماء کی اقتدار کی نسبت کیا ارشاد ہے ؟
بینوا و اتقوا جبروا .

الجواب

صورت مستور میں اس شخص کو امام بننا جائز نہیں اگر امامت کرے گا گنہگار ہو گا کہ جب لوگ اس کی
امامت اس وجہ سے ناپسند رکھتے ہیں کہ اس سے زیادہ علم والے موجود ہیں تو اسے امامت کرنا شرعاً منہی ہے

در مختار میں ہے،

لو امد قوما و هم له كاس هون ان الكراهة
نفساد فيه ولا نهو احق بالامامة منه كره
له ذلك تحريما لا

اگر کوئی کسی قوم کا امام بنا حالانکہ وہ لوگ اس کو برا جانتے
ہیں تو اگر ان کی نفرت امام کے اندر کسی خرابی کی وجہ سے
سب یا ایسے وجہ سے کہ وہ لوگ بہ نسبت امام مذکور کے
امامت کے زیادہ سختی ہیں تو اس شخص کو امام ہونا مکروہ
تحریمی ہے! (د)

پس شخص مذکور ہرگز امامت نہ کرے بلکہ جو سختی صحیح العقیدہ غیر فاسق کہ عروفت بقدر صحت نماز ٹھیک
ادا کرتا اور وہاں کے نمازیوں میں سب سے زیادہ مسائل نماز کا علم رکھتا ہو اسی کو امام کیا جائے کہ حق صاحب حق کو
پہنچے اور مقتدیوں کی نماز بھی غیبی و خوش اسلوبی پائے۔ حدیث شریف میں ہے،

ان سرکہ ان تغسل صلوٰتکم فلیؤمکم علیما و کتم
س رواة الطبرانی فی الکبیر عن مرشد الغنوی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ و فی الباب عن ابی عمر
عن ابی امامة الباہلی عن ابی امامة عن ابی امامة عن ابی امامة

اگر تمہیں اپنی نماز مقبول ہونا منظور ہے تو چاہئے کہ
تمہارے علماء، تمہاری امامت کریں۔ اس کو طبرانی نے
المعجم الکبیر میں حضرت مرشد الغنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت کیا ہے اور اس مسئلہ کے بارے میں حضرت
ابن عروا اور حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی
حدیث بیان کی گئی ہے۔

کیا یہ شخص جس کے جمل کے باعث اکثر نمازی اس کی امامت سے ناراض ہیں اُن سخت دھیموں سے خوف نہیں
کرتا جو ایسے امام کے حق میں تائیں، حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ثمة لا یقبل الله منهم صلوٰة من تقدّم
قوما و هم له كاس هون۔ اخروجه ابو داؤد

تھی شخص ہیں جن کی نماز اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا ایک
وہ جو لوگوں کی امامت کرے اور وہ اسے ناپسند کرتے

سے در مختار باب الامامة مطبوعہ مطبعہ مجتبیٰ دہلی ۸۳/۱

سے مجمع الزوائد المعجم الکبیر، اسند مرشد الغنوی مطبوعہ المكتبة الفیصلیة بیروت ۶۲/۲

نوٹ: المعجم الکبیر میں فلیؤمکم علیما کہہ کی جگہ علیکم خیار کہہ ہے اور مجمع الزوائد فلیؤمکم علیما کہہ

ہے اس لئے مجمع الزوائد سے حوالہ نقل کیا ہے (تذیر احمد سعیدی)

سے سنن ابی داؤد باب الرجل یؤم القوم و ہم له كاس هون مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۸۸/۱

واجب حاجۃ عن عبد اللہ اجت عمر
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفي الباب
 عن ابن عباس وعن عمر و اجت حارث
 وعن جنادة بن امية وعن ابی امامة الباهلی
 رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

دوسری حدیث میں ہے :

عن امر قوما وفيهم اقلیٰ لکاتب اللہ منہ و
 اعلوہ یزل فی سفال الی یوم القیامة۔ اخرجہ
 العقيلي عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۲ ربيع الاول شریعت ۱۳۱۹ھ

ہوں۔ اس کو ابو داؤد اور ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ
 بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اور اس
 بارے میں حضرت ابن عباس، حضرت عمر بن حارث،
 حضرت بنادہ بن امیر اور حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ
 تعالیٰ عنہم سے بھی حدیث مروی ہے۔

جو کسی قوم کی امامت کرے اور ان میں وہ شخص موجود ہو
 جو اس سے زیادہ قاری قرآن و ذی علم ہے وہ قیامت
 تک فسق و خواری میں رہے گا۔ اس کو تحقیق نے ابن عمر
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ایک مسجد میں ہمیشہ سے امامت کے واسطے معین ہے اور
 ایک شخص اس سے افضل کسی شہر سے آیا چند آدمیوں سے پوچھا کہ یہ شخص عاقل ہے، اس وقت کی عازمی پر چمکے،
 امام قدیم سے پوچھا کہ آپ کی اجازت ہے یا نہیں؟ اس نے انکار کیا، مگر چند آدمیوں نے اس مسافر کو کھڑا کر دیا
 یہ لوگ اور مسافر امام قدیم کے تراخہ وار ہو گئے یا نہیں۔ بیتنا و جودا۔

الجواب

اگر امام قدیم مثل غلط قرآنی بجا فساد نماز یا ہند ہی مثل وایت وغیر مقلدی یا فسق ظاہر باشند
 شراب نوشی و زنا کاری کوئی مثل ایسا نہ ہو جس کے باعث اسے امام بنانا شرعاً ممنوع ہو تو اس مسجد کی امامت
 اسی کا حق ہوتی ہے اس کے ہوتے وہ سرے کو اگرچہ اس سے زیادہ علم و فضل رکھتا ہو بلکہ اسی کی اجازت کے امام بننا
 بنانا شرعاً پسندیدہ و خلاف حکم حدیث و فقہ ہے، حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
 لا یؤمن الرجل فی سلطانی سواک احمد و مسلم
 عن ابی مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 امام مسجد کی موجودگی میں کوئی دوسرا شخص امامت نہ
 کرائے۔ اس حدیث کو امام احمد اور امام مسلم نے منکر
 ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے (ت)

۱۔ کتاب النسخہ فی البکیر ترجمہ نمبر ۱۹۹۳، المیزان بن عتاب کوئی مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲۵۵/۴

۲۔ صحیح مسلم باب من اخط بالامانة مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۳۶/۱

دوسری حدیث میں ہے :

من شرا ما خلا يؤمهم وليؤمهم من اجل
عنهم من وانا احمد وابوداؤد والقومدي
والشافعي عنت مالك ابن الحويرث
مريض الله تعالى عنه۔

جو شخص کسی قوم کا مہمان ہے وہ ان کی امامت نہ کر دے
بلکہ اس قوم میں سے کوئی شخص اس کا امام بنے۔ اس
کو احمد، ابو داؤد، ترمذی اور نسائی نے حضرت
مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کیا ہے۔ (دست)

در مختار میں ہے :

صاحب النیت ومثله امام المسجد
الراتب اولی بالامامة من غیره مطلقاً
والختار میں ہے :

صاحب خانہ اور مقرر امام مسجد کا امامت کروانا دوسرے
لوگوں سے مطلقاً بہتر ہے الخ (دست)

عدان كانت خيرة من الخاضرين
صوت هو اهلهم واقرب ائمتهم

یعنی اگرچہ حاضرین میں سے کوئی شخص اس گھر والے
یا مقرر کردہ امام مسجد سے زیادہ عالم اہل سنت
و سنت

پس صورت متصور میں اگر اس امام قدیم میں اس قسم کا کوئی غلط نہ تھا تو بلاشبہ ہا وصفت اس کی
مخالفت کے اس مسافر کا امام بننا ناقص لگے گی میں دست اندازی کرنا ہوا اور یہ خود اور وہ چند آدمی جنہوں نے ایسی
حالت میں اسے امام بنایا، جتنا سے کراہت مخالفت حکم شریعت ہوئے۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
مسئلہ شملہ از سیتا پور محلہ تاس گنج مرسلہ حضور نور العارفین صاحب دام اللہم العین

۱۹ دین الاول شریعت ۱۳۰۹ ہجری

بخدمت علمائے قہرین طمس بول مثل کوئی لڑکا کہ عمر اس کی تیرہ یا چودہ برس کی ہے اور وہ قرآن شریف
پڑھا ہے لیکن کبھی نماز نہیں پڑھتا اور باوجود ہونے متعل مسجد مکان کے بیٹھا رہتا ہے اور نماز جمعہ کی قصداً نہیں
پڑھتا اور بالغ ہے اور اپنے گھر کی عورت کو لے کر میلہ بنو میں جیسے کہ میلہ گنبد اور میلہ رونا وغیرہ میں جاتا ہے

۸۸/۱	مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور	باب امامۃ الزائر	سہ شفی ابو داؤد
۸۳/۱	مطبع مجتہبی دہلی	باب الامامة	سہ در مختار
۲۱۳/۱	مصطفیٰ البابائی مصر	"	سہ رد المحتار

اور عورتیں اُس کے گھر کی دھو بیل پوش ہیں اور پرستش رسم ہنود کی کرتی ہیں، اُس کے بچے نماز پڑھنا درست سمجھتے ہیں اور اگر ایسا لڑکا نماز جنازہ پڑھائے تو درست ہے یا نا درست؟ مینوا تو جروا۔

الجواب

اگر فی الواقع اس کے یہاں کی عورت غیر خدا کو پوجتی ہیں یعنی حقیقتہً دوسرے کی عبادت کہ شرک حقیقی ہے نہ صرف وہ بعض رسوم جاہلیت یا افعال جہالت کہ حد فست و گناہ سے متجاوز نہیں گواہل تشدد و انہیں بنام شرک و پرستش غیر تعبیر کریں، اور وہ اس شرک حقیقی پر مطلع اور اس پر راضی ہے تو خود کافر و مرتد ہے خالص اس صبا یا نکھر کفر (کیونکہ کفر کے ساتھ رضامندی بھی کفر ہے۔ ت) اس تقدیر پر وہ بالغ ہو خواہ نابالغ کسی بچے کی بھی کوئی نماز اس کے بچے صحیح نہیں ہو سکتی نہ اس کے پڑھے سے نماز جنازہ کا فرض ساقط ہو فوات انکافریس من اهل العبادۃ اصلا (کیونکہ کافر عبادت کا ہرگز اہل نہیں۔ ت) اور اگر ان عورتوں کے افعال حد کفر تک نہیں یا ہیں مگر یہ اُن پر راضی نہیں تو مسلمان ہے پس اگر فی الواقع نابالغ ہے تو نابالغین کی نماز اُس کے بچے صحیح نہیں اگرچہ نماز جنازہ ہی ہو، اُن جنازہ میں امامت کو سے کا تو ظاہراً نماز فرض کفایہ بھی ادا ہو جائے گی کہ گو اہل کی نماز اس کے بچے نہ ہو اس کی اپنی تو تو ہو گئی سقوط فرض کے لئے اسی قدر بس ہے کہ نماز جنازہ میں جماعت شرط نہیں، و ہذا اُن عورت کی امامت سے بھی فرض ساقط ہو جاتا ہے۔

فی الدر المختار لا یصح قتل امرأه بامرأة و خنثی و صبی مطلق و لو جن ترقة۔
در مختار میں ہے کہ کسی مرد کا کسی عورت، خنثی یا بچے کی اقتداء کرنا صحیح نہیں، اگرچہ وہ نماز جنازہ ہی کیوں نہ ہو۔ (ت)

اُسی کے صلوٰۃ الجنائز میں ہے

لو امر بطلہا رقة و القوم بہا عیبت و بعکسہ لا کما لو امت امرأة و لو امة لسقوط فرضہا بواحد۔
اگر امام نے بغیر طہارت کے نماز پڑھائی اور قوم باطلہ یا عیبت ہو تو نماز ٹوٹ جائے گی اگر اس کے برعکس ہو تو نہیں جیسا کہ کسی عورت نے امامت کرائی خواہ وہ لونڈی ہی ہو کیونکہ شخص واحد سے فرض ساقط ہو گیا۔ (ت)

رد المحتار میں ہے

رد المحتار	باب الامارۃ	مطبوعہ مطبع مجتہبی دہلی	۸۴/۱
رد	باب صلوٰۃ الجنائز	” ” ”	۱۲۱/۱

قال الامام الاسترغشني في كتاب الاحكام
الصغار الصبي اذا غسل الميت جانبا له اقب
يسقط به الوجوب فسقوط الوجوب بصلاته
على الميت اولى لانها دعاء وهو اقرب
للاجابة من المكلفين۔

اسی میں ہے :

نقل في الاحكام عن جامع الفتاوى، سقوطها
بفعله كرد السلام اهو تمام تحقیقہ فیہ
مت الامامة ومن الجن نزل۔

امام استرغشنی نے کتاب احکام الصغار میں تصریح کی
ہے کہ بچہ اگر کسی میت کو غسل دے تو جائز ہے یعنی
اس سے وجوب ساقط ہو جائیگا لہذا میت پر بچے
کی نماز سے وجوب نسبتاً بطریق اولیٰ ساقط
ہو جائے گا کیونکہ نماز جنازہ دعا ہے اور بالغ لوگوں
کی نسبت بچے کی دعا جلدی قبول ہوتی ہے۔ (دست

لیکن احکام میں جامع الفتاویٰ سے منقول ہے کہ
بچے کے نماز جنازہ پڑھانے سے اس کا سقوط ہو جاتا
ہے جیسا کہ بچہ اگر سلام کا جواب دے تو اس کے
سلام کا جواب دینا درست ہے اور اس بارے میں
تمام تحقیق باب الامامة اور باب الجنائز میں ہے (تتبع)
اور اگر بالغ ہے تو بریں زیارت مکہ حرام ہے بچہ بھی اس کے پیچھے۔ تو جائیں گے کہ وارثی مرنے پر شرط
صحت امامت نہیں بلوغ و نکاح ہے اور وہ ظہور آثار مثل استلام وغیرہ سے لڑکوں میں بارہ برس کی عمر سے ممکن
لیکن جبکہ وہ تارک الصلوٰۃ اور بلا تاویل تارک جمعہ ہے اور بے حرمی ترک مسجد اور ہنود کے میلوں میں جانے اور اپنی
حورات کو لے جانے کا عادی ہے تو بوجہ کثیر فاسق ہے کہ ان میں سے ہر امر فاسق کے لئے کافی، تو اس کے پیچھے
نماز مکروہ ہے کہ پڑھی جائے تو شرعاً اس کا اعادہ مطلوب۔

جیسا کہ فقہانہ اس بات کی تصریح کی ہے کہ فاسق کے
پیچھے نماز مکروہ ہے، اور ہر وہ نماز جو کراہت حکماً تو
ادائی جائے تو مکروہ تحریمی کی صورت میں اس کا لوٹنا
واجب اور تفریحی کی صورت میں لوٹنا مستحب ہے اور
محقق حلی نے اقتدار فاسق کے مکروہ تحریمی ہونے
کو مختار قرار دیا ہے اور یہی دلیل کا قاضی ہے خصوصاً جبکہ

لما صرحوا به من كراهية الصلوة
خلف الفاسق وان فعل صلوة اذيت مع
كراهية فانها تعاد وجوباً ولو تحريمية و
ندى بالوتنزيهة وقد اختار المحقق
الحلي كراهية التحريم في الفاسق
وهو قضية الدليل لاسيما اذا كانت

مصلحت ۔

وہ فاسق معلن ہو۔ (ت)

اور نماز جنازہ میں اسے امام کرنا اور بھی زیادہ معصوب کہ یہ نماز بفرض و دعا و شفاعت ہے اور فاسق کو شفاعت کھٹے مقدم کرنا مباحقت، تاہم اگر پڑھائے گا تو جواز نماز و سقوط فرض میں کلام نہیں کمالا یہ خفی (جیسا کہ مخفی نہیں ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم یا مصواب۔

مسئلہ ۲۷۔ ریح الاول شریف ۱۳۰۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جس نے امام کے ساتھ کچھ رکعتیں نہ پائیں بعد سلام، امام وہ اپنی رکعات باقیہ ادا کرے اس صورت میں کسی نے اس کی اقتدا کی تو اس اقتدا کرنے والے کی نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟ بینوا تو جردا

الجواب

نہ۔ فی تنویر الابصار، المصبوب منفس دقین یقضیہ الا فی اسبوع لا یجوز الا اقتداء بہ (تنویر ابصار میں ہے مصبوب منفس ہے اس نماز میں کہ قضا کر لے یعنی وہ نماز جو امام کے ساتھ نہیں ملی اس کے پڑھنے میں منفس ہے مگر چار مسئلوں میں کہ وہ مثل مقدمی کے، اول مسئلہ یہ ہے کہ اس کی اقتدا رجا نہ نہیں ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۸۔ حکم جاری آن خزی ۱۳۰۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سود خور کے بیچے نماز کا کیا حکم ہے؟ اور اسے امام مقرر کرنا چاہئے یا نہیں؟ بینوا تو جردا

الجواب

سود خور فاسق ہے اور فاسق کے بیچے نماز ناقص و مکروہ اگر پڑھ لی تو پھیری جائے اگرچہ مدت گزری ہو، و لہذا اسے ہرگز امام نہ کیا جائے جہاں امامت کرتا ہو بشرط قدرت معزول کر کے امام متقی صحیح العقیدہ صحیح القراءہ مقرر کریں، اگر قدرت نہ پائیں تو جمعہ کے لئے دوسری مسجد میں جائیں، یوں ہی پنجگانہ میں خواہ اپنی دوسری جماعت میں کریں۔ صغیری میں ہے، یکراہ تقدیم الفاسق کراہۃ تخریجہ (فاسق کی تقدیم (یعنی امامت) مکروہ تحریمی ہے۔ ت) مراۃ المفاریح میں ہے،

لہ درمختار شرح تنویر الابصار باب الامامة
لہ صغیری شرح غنیۃ المصلی

مطبوعہ مطبع مجتہبی دہلی
مباحث امامت مطبوعہ مطبع مجتہبی دہلی ص ۲۶۲

تحریر بعد من اعتناہ یا موردینہ و تہا ہلہ
فی الایات طوائفہ فلا یجد منہ الا خلل
ببعض شروط الصلوۃ وفعل ما ینافیہا بل ہو
العالم بالنظر الی فسقہ ولذا لہ تجز الصلوۃ
خلعہ اصلا عند مالک وروایۃ عن احمد
واللہ تعالی اعلم۔

وجہ ہے کہ امام مالک اور ایک روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک فاسق کے بیچے نماز قطعاً
جائز نہیں ہے واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ مسئلہ مرزا باقی بیگ صاحب رام پوری م صفر ۱۳۰۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام کو درمیں یعنی دوستوں کے بیچ میں کھڑا ہونا کیسا ہے ؟
میتوا توجروا ۔

الجواب

۱۰

مکروہ ہے ۔

فی مکروہات الصلوۃ من رد المختار حسن
معراج الدرایۃ باب الامامۃ الاصح
ہاروی عن ابی حنیفہ اہ قال اکوۃ للامام
ان یقوم بین الناس یتیم (الی قولہ) لانہ
یخلو عن عمل الامۃ انتہی۔

واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از اربعین گرایار و مولوی یعقوب علی خان ۱۵ جمادی الاخری ۱۳۰۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان سنت و جماعت اس مسئلہ میں کہ زید مساکلی فقہ سے محض ناواقف
اور نہ مجرب حدیث و تفسیر، باوجود ان اوصاف کے باوجود اہل شریعہ بیان کرے کہ جو مرد اپنی بی بی سے قربت کرے

سنة غیة المستقل شرع نیۃ المصلی فصل فی الامامة
سنة رد المحتار مطلب مکروہات الصلوۃ
مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۳
مصحف الباب فی مصر ۴۷۸/۱

اور جب تک نہ نماز سے مورد لعنت ہے اور نہ کہ جو شخص دروازہ مسجد کو بکھٹا تخت مسجد بعد نماز عشا مقفل کرے اس مسجد میں نماز قطعی حرام ہے وہ آدمی سنگسار کیا جائے اور بغیر علم احادیث و تفسیر قرآن مجید کرے اور فرض کو سنت اور واجب کو مستحب بیان کر کے ٹھوٹے حوالے کتاب کے دے اور بعد پوسنے نماز جنازہ بارہ دویم تکبیر پانچ منسوختہ سے نماز جنازہ پڑھاوے اور بدوقفیت مسائل و ارکان نماز پیش امامی کرے نماز اس کے پیچھے جائز ہے یا نہیں؟ اور جائز کو ناجائز کہ اس کے حق میں اور اس کے عہد معاون کے حق میں شرعاً کیا حکم ہے؟ احکمو اللہ بحوالہ الکتب (اللہ تعالیٰ کا حکم بیان کر دھوالہ کتاب کے ساتھ۔ ت)

الجواب

زیر جاہل نخت جری ایسا کہ ہے۔

اولاً اس کا علی الاطلاق کہنا کہ جو اپنی بی بی سے قربت کرے جب تک نہ نماز عشا مقفل کرے اور لعنت ہے شریعت مطہرہ پر حمت افزائے ناپاک ہے حکم صرف اس قدر ہے کہ مہمعا احکمن (جتنا جلدی ممکن ہو۔ ت) نماز میں تعمیل مندوب و محبوب ہے اگر نہ نماز تو ضرور کرے کہ جہاں جنب ہوتا ہے وہاں فرشتے آنے سے احتراز کرتے ہیں مگر غسل میں تعمیل نہ کرنے والا معاذ اللہ مورد لعنت ہونا درکنار دوسرے سے گنہگار بھی نہیں سمیت تک تاخیر باعث طوبیٰ نماز یا دخول وقت کراہت تحریمی نہ ہو۔ راساً سب شرٹاسی مد تہائے علیہ وسلم نے تعلیم ہونے کے لئے بعض اوقات بلکہ خاص شبہائے ماہ مبارک رمضان میں صبح تک تاخیر عمل فرمائی ہے کہ حضور پروردہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فعل سے امت کو دو مسئلہ تخفیف و رحمت معلوم ہوں ایک یہی غسل میں تعمیل کو بہتر ہے پر واجب نہیں نماز تک تاخیر کا اختیار رکھتا ہے دوسرے یہ کہ بحالت جنابت صبح کو نہ سونے سے روزے میں کوئی خلل یا نقص نہیں آتا۔ احمد و بخاری و مسلم ام و مؤمنین صدیقہ و ام و مؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی،

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یصوم جنباً من جماع ثم یغتسل ویصوم
 رواہ فی سوانیۃ فی رمضان علیہ
 نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (بعض اوقات) جماع
 کا وجہ سے جنبی حالت میں صبح کرتے پھر غسل کرتے اور
 روزہ رکھتے تھے، ایک روایت میں رمضان کا بھی
 انما فرسے۔ (ت)

۲۵۸/۱	مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی	باب الصائم یصح جنباً	صحیح بخاری
۲۵۴/۱	-	باب صوم من طلع علیہ الفجر	صحیح مسلم
۲۱۲/۶	مطبوعہ دار الفکر بیروت	مروی عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	مسند امام احمد بن حنبل

ثانیاً و ثالثاً مسئلہ مسجد میں خدا و رسول پر دوا قرآن اور کئے ایک یہ کہ اس مسجد میں نماز حرام، دوسرا یہ
کہ وہ آدمی سنگسار کیا جائے۔ پہلے افراسے وہ ان لوگوں میں داخل ہوا جنہیں قرآن عظیم نے فرمایا،
ومن اظلم ممن منع مسجد اللہ ان یدکرو اُس سے بڑھ کر ظالم کون جو خدا کی مسجدوں کو ان میں
فیہا اسمہ و معنی فی خدرا مہا۔
یاد الہی ہونے سے روکے اور ان کی ویرانی میں کوشش
کرے۔ (ت)

اور دوسرے سے وہ ہے گناہ مسلم کے نافرمانی قتل کا فتویٰ دینے والا ہوا اظہار صاف اجازت دیتے ہیں کہ حاجت کے وقت
 غیر اوقات نمازیں حفاظت کے لئے دروازہ مسجد بند کرنا جائز ہے۔

کبریا حق باب المسجد لا یخوف علی متاعہ مسجد کے سامان کو چوری سے محفوظ کرنے کے لئے مسجد
ہد یفقی در مختار۔ کو بند رکھنا جائز ہے ورنہ بل ضرورت مسجد کو بند رکھنا

مکروہ ہے۔ اسی پر فتویٰ ہے۔ (در مختار (ت)
یسی صحیح ہے، تبیین الحقائق۔ اور یہ مسئلہ فتح، بحر،
نہر اور دیگر مشہور کتب مذہب میں نہیں مذکور ہے۔
کتب المذہب۔

ہاں یہ حاجت یا غیر وقت حاجت خصوصاً اوقات نمازیں بند کرنا منوع اور بند کرنے والا گناہگار مگر
 نہ ایسا کہ سنگسار کرنے کے قابل اور یہ سخت جماعت فاش دیکھنے کو اُس مسجد میں نماز حرام۔ لیکن اللہ! اُس نے
 تو ایک آدھ وقت دروازہ بند کیا یہ ہمیشہ کو تینا کئے دیتا ہے وہ سنگسار کرنے کے قابل ہوا یہ کسی سز کے لائق ہوگا
 راہباً ہے علم و فہم ترجمہ قرآن مجید میں دخل دینا گناہ کبیرہ ہے، خود قرآن مجید فرماتا ہے،

اور تقولون علی اللہ ما لا تعلمون یا تم اللہ کے بارے میں وہ بات کہتے ہو جو تم نہیں جانتے۔
 حدیث میں ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

من قال فی القبر ان بغیر علم فلیتبرأ مقصدہ من جو بغیر علم کے قسطن میں زبان کھولے وہ اپنا گھر

سلف القرآن ۱۳/۲

سلف در مختار باب ما یضد الصلوۃ الخ مطبوعہ مطبعہ مجتہدانی دہلی ۹۳/۱

تبیین الحقائق فصل کہ مستقبل القبلۃ بالفرج الخ المطبوعہ الکبریٰ الامیریۃ بولاق مصر ۱۶۸/۱

سلف القرآن ۸۰/۲

ابن عباسؓ - رواہ الترمذی و صحیحہ سنن
ابن عباسؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
جہنم میں بنائے۔ اسے حمزہؓ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ

خامساً سادساً شابعاً بے سمجھے بوجھے مسائل شریعہ میں داخل کرنا غلط سلسلہ جو منہ پر آیا
فرض کو سنت، واجب کو مستحب، ناجائز کو جائز بتا دینا بھی گناہ عظیم ہے۔ حدیث شریفہ میں ہے حضور سید عالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اجروکم علی الفیاء اجروکم علی الشارعیۃ
اخرجہ الدارمی عن حمید اللہ بن
جو رقم میں فتویٰ پر زیادہ بیباک ہے آتش دوزخ پر
زیادہ جری ہے۔ اس کو دارمی نے عبید اللہ بن الجعفر
سے مرسلہ ذکر کیا ہے۔

ثامنً تاسعاً عاشراً کتابوں کے جھوٹے حصے دینا کذب و افتراء اور وہ بھی علماء پر لکھ دہ بھی
اور یہی ہیں، یہ سب سخت گناہ ہیں۔ مسائل میں علماء پر افتراء، شرع پر افتراء اور شرع پر افتراء خدا پر افتراء۔
قال اللہ تعالیٰ لا تقولوا ما تعرفون المسکتکم
انکذب بهذا حلال و هذا احرام لتفتروا
علی اللہ انکذب ان الذین یفترون علی
اللہ انکذب لا یفدھون۔
ارشاد باری ہے اور نہ کہو اسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ
بیان کرتی ہیں یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ تعالیٰ
پر جھوٹ باندھو، بے شک جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ
باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا۔ (ت)

اور جنازہ کی نماز جب ایک بار ہو چکی تو بار بار ملتا ہے کرام کے نزدیک اس کا اعادہ جائز نہیں مگر یہ کہ
صاحب حق یعنی ولی میت کے لئے اذن دینے عام لوگوں سے کسی نے پڑھا دی اور ولی شریک نہ ہوا تو
اُسے اعادہ کا اختیار ہے پھر بھی جو پہلے پڑھ چکے اب نہ طیس کر اس کی تکرار مشروع نہیں۔

فی الدار المستأثرات علی غیر الولی صحیح
لیس له حق التقدم علی الولی ولہ
یتبعہ الولی اعاد ولو علی قبرہ ان
شاء لاجل حقہ لا لاسقاط الصریح
در مختار میں ہے اگر نماز جنازہ ولی کے علاوہ کسی لیے
شخص نے پڑھا دی جس کو ولی پر مقدم ہونے کا حق
نہ تھا اور ولی نے اس کی متابعت نہ کی تو ولی اگر
چاہے تو قبر پر بھی اعادہ کر سکتا ہے یہ اعادہ اس کے

ملک جامع الترمذی باب ما جاز فی الذی یفسر القرآن برأیہ
ملک سنن الدارمی باب الفیاء و ما فیہ من الشدة
مطبوعہ مکتب خانہ رشیدیہ امین کمپنی دہلی ۱۹/۱
۵۲/۱ نشر السنۃ ثمان

ولد اقلنا ليس لمن صلى عليها ان يعيد صوم
الولي لان تكرارها غير مشروع وامن صلى
من له حق التقدير من ليس له حق التقدم
وتابعه الولي لا يعيد وان صلى الولي بحق بات
لغيره حضور من يقدر عليه لا يصلي غيره بعده
اه مدغصا۔

ولی نے شرکت کرنی تو پھر جنازہ کا اعادہ نہیں کیا جاسکتا اور اگر ولی نے اپنے استحقاق کے بموجب جنازہ پڑھایا یا اس
طرح کر دیا اور کوئی صاحب حق تقدم نہیں تھا تو اس کے بعد کوئی دوبارہ جنازہ نہیں پڑھ سکتا (دعوت)

اور پانچ تکبیریں تو چار سے ائمہ بلکہ ائمہ اربعہ بلکہ جمہور ائمہ کے نزدیک منسوخ ہیں بلکہ امام ابو عمر یوسف بن
عبد البرکاتی نے فرمایا چار پر اجماع منعقد ہو گیا ولہذا ہمارے علماء کرام حکم فرماتے ہیں کہ امام پانچویں تکبیر کے وقت قری
ہرگز ساتھ نہ دیں خاموشی کھڑے رہیں، یہی صحیح ہے اور بعض روایات میں تو یہاں تک ہے کہ وہ تکبیر و تکم کے تو
یہ سلام پھیر دیں کہ اتباع منسوخ کا رد خوب واضح ہو جائے۔

في الدار المختار لو كبر معه صاحب له
يتبعه لانه منسوخ فيكث الموتى حتى يسلم
معه ادا سلو به يعني یت
اور مختار میں ہے کہ مقتدی کے امام نے پانچویں تکبیر کو تو
وہ امام کی اتباع نہ کرے کیونکہ یہ منسوخ ہے پس
مقتدی ٹھہرا ہے امام کے ساتھ سلام پھیرے
اسی پر فتویٰ ہے۔ (دعوت)

رد المحتار میں ہے :

وروي عن الامام انه يسلم للحال ولا
ينظر تحقيق المصلحة ط۔
امام عظیمؑ یہ بھی مروی ہے کہ مقتدی فی القبر سلام
کہ دے امام کا انتظار نہ کرے تاکہ کھل عزافت
ہو جائے ط۔ (دعوت)

زیر کی یہ حرکت بھی وہی جمل و جرات ہے یا غیر مقلدی کی آفت و علت۔ بہر حال اس کی اقوال مذکورہ سوال

۱۶۱/۱	مطبوعہ مطبع مجتبیٰ دہلی	باب صلوۃ الجنائزہ	سہ در مختار
۱۶۲/۱	" " "	"	سہ "
۶۲۵/۱	مصطفیٰ ابراہیمی مصر	"	سہ رد المحتار

شاہد عدل کہ وہ فاسق و بیباک ہے اور فاسق کے چپے نماز مکروہ ناکھس و خراب ہوتی ہے۔

مصرح بہ فی الغنیۃ شرح المغنیۃ والیہ اشار
فی فتاویٰ الحجۃ ورمی ما جہ الیہ فی
مد المحتار ووضاحتہ فی مسائل النہی
الاکید عن الصلوۃ وراء عدی التقلید۔

رسائل النہی الاکید عن الصلوۃ وراء عدی
التقلید میں کی ہے۔ (ت)

پس حتی الامکان ہرگز اس کی اقتداء نہ کریں اور جتنی غازیں اس کے چپے پڑھ چکے ہوں سب پھیریں اور ان
ہاتوں پر جو اس کے محدس و محدث ہیں وہ بھی جرم و گناہ میں اُس کے شریک ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ ولا تعادوا علی الاثم والعدوان۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا گناہ اور عدسے بڑھنے میں ایک دوسرے
کی مدد نہ کرو۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدہ اتہوا حکم۔

مشتملہ ۱۰ محرم الحرام ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مصیبات شریعتین اس مسئلہ میں کہ یہ مافوق قرآن ہے مگر نوکری خانہ ماں
(ہیرا) گیری کرتا ہے اب اس نوکری سے اس نے توبہ کی اور اب اس کے چپے لوگ نماز پڑھنے سے کراہت کرتے ہیں
آیا کراہت کرنا ان لوگوں کا جاسے ہے یا یہاں ہے، صاف صاف کتاب اللہ و حدیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سے فرمائیے۔ بینوا توجروا

الجواب

اگر صرف اس وجہ سے کراہت کرتے ہیں کہ اس نے وہ نوکری کی تھی اگرچہ اب توبہ کر لی تو ان کی کراہت
یہاں ہے کہ کوئی گناہ بعد توبہ باقی نہیں رہتا۔ حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
لنائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔
گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہو جاتا ہے
جس نے کوئی گناہ نہ کیا ہو۔ (ت)

واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدہ اتہوا حکم۔

ملہ القرآن ۲/۵

ملہ سستی ابن ماجہ

باب ذکر التوبہ

مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور

ص ۳۲۳

۱۹۔ مسئلہ از علی گڑھ کارخانہ مصر مسئلہ حافظ عبد اللہ صاحب محکمہ دار ۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۱ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کوئی مولوی مقلدین حنفیہ کو ذریعۃ الشیطان اور کتاب و سنت
 کا منکر سمجھے اور غیر مقلدی کی اشاعت میں ہر تن مصروف ہو اور مساکین خلافت مقلدین کا سخت مخالفت اور غیر مقلدین کا
 حامی اور معاون ہو اور مسائل حنفیہ کو مثلاً آئین باغیچہ کو اپنی تحریرات میں خرافات سمجھے اور بعض اوقات کسی
 مصلحت دنیوی سے اپنے آپ کو حنفی المذہب ظاہر کرے ایسے شخص کی اقتدار اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز
 ہے یا نہیں؟ اور ایسے شخص کو حنفی کہا جائیگا یا نہیں؟

دوم جس امام شہر سے شہر کے مسلمان بڑے شرعی ناراض ہوں اور اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں تو اس
 حالت میں اس کا امام بننا جائز ہے یا نہیں؟ جینا تو جروا

الجواب

اللهم انما نفوذك من الشيطان الرجيم

جو ذریعۃ الشیطان کتاب و سنت کا منکر حنفیہ کرام خصم اللہ تعالیٰ باللطف والاکرام کا نام رکھتا ہے پر ظاہر کہ
 وہ گمراہ خود کا ہے کو حنفی ہونے کا اگرچہ کسی مصلحت دنیوی سے براہ قیہ شیعہ اپنے آپ کو حنفی المذہب کہے کہ اس کے افعال
 و اقوال مذکورہ سال اس کی صریح تکذیب پر دل منافی ہیں تو بیان سے کہتے تھے، تشهد انک لم یسول اللہ ہم
 کو ای دیتے ہیں کہ حضور اللہ کے رسول ہیں۔ مگر ان ملاحضہ کے بغیر اگر اس جھوٹے اقرار کے بالکل خلاف
 تھے، قرآن عظیم نے ان کے اقرار کو ان کے منہ پر مارا،

واللہ یعلم انک لم یسولہ واللہ یشہد انہ
 المتفحقیں نکذ یوں تھے۔
 اللہ خوب جانتا ہے کہ تم جیسا کہ اس کے رسول ہر لہر
 اللہ کو ای دیتا ہے کہ منافق جھوٹے ہیں۔

ایسے شخص کی اقتدار اور اسے امام بنانا ہرگز روا نہیں کہ وہ جہتہ گمراہ پر مذہب ہے اور پر مذہب کی
 شرعاً ترین واجب اور امام کرنے میں عظیم تعظیم تو اس سے اعزاز لازم۔ علامہ طحاوی حاشیہ در مختار میں نقل
 فرماتے ہیں:

من شد من جمہور اہل الفقه والعلوم
 السواد الاعظم فقد شد فیما یدخلہ فی
 یعنی جو شخص جمہور اہل علم و فقہ و سواد اعظم سے جدا ہو جائے
 وہ ایسی چیز میں تنہا ہوا جو اسے دوزخ میں لے جائیگی

النار علیکم معاشر المؤمنین بالتباعد
العرقۃ الناجیۃ المسماة یا هبل
السنة والجماعة فان نهری الله تعالی و
حفظه وتوفیقہ فی موافقتہم وحذ لانه وخطہ
ومقتہ فی مخالفتہم وهذه الطائفة الناجیة قد
اجتمعت الیوم فی مذاہب اربعۃ وهم الخنثیون
والماکیون والشافعیون والحنثیون وحبہم الله
تعالی ومن کان حاسرا جاعنا عن هذا الاربعۃ ف
هذا الزمان فهو من اهل البدعة والتاری

قرآنہ کے مسلمان! تم پر فرقہ ناجیہ ابلست وجماعت
کی پیروی لازم ہے کہ خدا کی مدد اور اس کا حفظ
کا رستہ رہنا ابلست میں ہے اور اس کا
پھوڑا دینا اور غضب فرمانا اور دشمن بنانا سنیوں کی حق
میں ہے اور یہ نہات وخطے والا گروہ اب چار مذہب میں
جمع ہے شافعی، مالکی، شافعی، حنبلی، اللہ تعالیٰ ان
سب کی رحمت فرمائے۔ اس زمانہ میں ان چار سے باہر
بھٹنے والا بدعتی جہنمی ہے۔

اور ای دوں کے جتنی ہونے کا دشمن بیان ہم نے اپنے رسالہ النہی الاکید میں لکھا ہے، فلیرجع
الیہا (جو شخص تفصیل چاہتا ہے وہ چار سے اس رسالہ کا مطالعہ کرے۔) اور حدیث میں ہے حضور پر نور سید عالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من وقر صاحب بدعة فقد عار عن ہدم
الاسلام۔ رواہ ابن عساکر وابن عدی عن
احد المؤمنین الصدیقة وابو نعیم فی الحلیۃ
والحسن بن سفین فی مسنده عن معاذ بن
جبہ والتجری فی الاپانۃ عن ابن عمر وکان
ہدی عن ابن عباس والطبرانی فی الکبیر و
ابو نعیم فی الحلیۃ عن عبد اللہ بن بسر
رضی اللہ تعالیٰ عنہم موصولا والبیہقی فی
الشعب عن ابراہیم بن مسیرۃ المکی التابی
الثقة مرسل۔

جو کسی بدعتی کی تقریر کرے اس نے دین اسلام کے دھانے
میں مدد کی۔ اس کو ابن عساکر اور ابن عدی نے حضرت
ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اور ابو نعیم نے
علیہ میں حسین بن سفین نے اپنی سند میں حضرت معاذ بن
جبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بخبری نے ابانہ میں حضرت
ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، اور مالک ابن عدی کے حضرت
حضرت ابن عباس سے، اور طبرانی نے کبیر میں، ابو نعیم
نے علیہ میں حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
متصلا وایت کیا ہے اور امام بیہقی نے شعب الیمان میں ابراہیم
بن مسیر کی تابعی لغت سے اسے مرسل روایت کیا ہے۔

خیاث الحق پھر مفتاح السعادة پھر شرح الفقہ اکبر میں سنیہ امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے،

«تجوز خلف المبتدع» (بدعتی کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ ت)

فقیر خضر اللہ تعالیٰ نے ان حضرات غیر مقلدین کے پیچھے نماز جائز و منوع ہونے کے باب میں ایسا مفصل رسالہ
مستی بہ النہی الاکید عن الصلوة دراء حدی التعلیل کھا اور اس میں مقولات مذکورہ کو اس وجہ پر تحقیق
اور متعدد دلائل قاضی سے ان کے پیچھے نماز منوع ہونے کا ثبوت دیا۔

از انجملہ یکہ اطرح نے نماز و طہارت وغیرہ کے مسائل میں آرام نفس کی بنا پر وہ باتیں ایجاد کی ہیں جو نہ
ابو یوسفؒ کا مذہب نہ حنفی خصوصاً کے بالکل خلاف ہیں مسیح سر کے عوض پگڑی کا کافیا مانتے ہیں، ٹوٹے بھر پانی
میں تولہ بھر پیشاب پڑ جائے اُس سے وضو جائز ٹھہراتے ہیں کہ یہ مسائل اور ان کے امثال ان کی کتب میں مخصوص ہیں،
پھر دین میں ان کی بیباکی و سہل انگاری و سبب احتیاطی و آرام جوئی مشہور و مشہود و عام گروہ اہل حق بالخصوص حضرات
حنفیہ کے ساتھ ان کا تعصب معروف و معروف تو برگر مقلون نہیں کر رہے رعایت مذہب حنفیہ اپنے ان مسائل پر عمل
سے بچیں بلکہ بحالت امامت بنظر تعصب و عداوت اس کا خلاف ہی مقلون۔ پھر جوہر اللہ کرم ارشاد فرماتے ہیں کہ شافعی
المذہب کی اقتداء بھی اسی حالت میں صحیح ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے خلاف میں مذہب حنفیہ کی رعایت کرتا ہو حنفیہ سے
بغض نہ رکھتا ہو ورنہ اصلاً جائز نہیں تو یہ بد مذہب کہ چاروں مذہب سے عاری و مہجور اور رعایت مذہب حنفیہ
سے سخت نفور اور بغض و تعصب میں معروف و مشہور، اسی کے پیچھے نماز کو کر دیا ہو سکتی ہے۔ فتاویٰ ملکیری میں ہے
الاقتداء بثقی المذہب انما یصح اذا
کان الامام یتحاجی مواضع الخلاف بامت
یتوضأ من الخارج النجس من غیر السیدین
کا تعصب ولا ینکون متعصباً ولا یتوضأ فی الماء
الراکد البلیل وان یغسل ثوبه من المني
ویغسل لیس منہ ویمسح منہ من اسه
هكذا فی النہایة والکفایة ولا یتوضأ
بالماء البلیل الذی وقعت فیہ النجاسة
کذا فی فتاویٰ قاضی خان رحمہ اللہ

فتاویٰ قاضی خان میں اسی طرح ہے اور تلخیصاً (ت)

اسی طرح جامع امروزہ مجمع الانہر و عاشیرہ لطاویف علی مراقی الفکر وغیرہ میں ہے والتفصیل فی
مرسالتنا المذکورۃ (اس کی تفصیل ہمارے مذکورہ رسالے میں ہے۔ ت) واللہ الموفق مبہضہ و
تعالیٰ اعلم۔

جواب سوال دوم صورت مستور میں اُسے امام بنانا حلال نہیں، جو اسے امام بنانے کا گناہ گار
ہوگا۔ حضور پرور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ثَلَاثَةٌ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُمْ صَلَوةً مِنْ قَدَّمَ
قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَا سَهْوَنَ: مَدَاةُ الْبُودَاوُدَ
ابن ماجہ عن ابن عمر و ابن خزيمة عن
النس و الترمذی و حسنہ عن ابی امامہ
و ابن ماجہ و ابن حبان عن ابن عیاض
و فی الباب عن طلحة النیسمری عن اللہ
تعالی عنہم عند الطبرانی فی کبیر
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے، اور اس مسئلہ میں طبرانی نے کبیر میں حضرت طلحہ النیسمری رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے بھی روایت کیا ہے۔ (ت)

در مختار میں ہے،

لَوَامٍ قَوْمًا هُمْ لَهُ كَا رَهْوَنَ اِنْ اُكْرِهَتْ
لَفِدَقِيَّةٌ اَوْ لَا نَهْمُ اِذَا هُوَ مَنَّهُ
کبرۃ له ذلک تحریر کیا۔

اگر کسی نے کسی قوم کی امامت کی حالانکہ وہ قوم اسے
ناپسند کرتی ہو خود اس میں فساد کی وجہ سے کراہت ہو
یا اس لئے کہ دیگر لوگ فاسق سے زیادہ امامت کے
اہل تھے اس صورت میں فاسق کا امام بننا مکروہ
تحریری ہے۔ (ت)

واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ جبل مجدہ اتم و احکم۔

مسئلہ از بدایین مروی محلہ مرسلہ شیخ محمد حسین صاحب ۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۱ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو شخص حنفی ہو کہ مسیح میں امام شافعی
 رحمہ اللہ تعالیٰ کا طریقہ عمل میں لے لے یعنی چند بال چھو لینے پر اکتفا کرے اُس وقت میں کہ چٹری باندھے ہو تو اُس
 کی نماز اور اس کے پیچھے نماز کیسی ہے؟

الجواب

صورت متفسرہ میں اگر شخص واقعی شافعی ہو تا تاہم حنفیہ کی نماز اُس کے پیچھے محض باطل تھی ذکر ایسے
 آزاد لوگ کہ کسی ہی میں نہیں،

فی الہندیۃ الاقتداء بشافعی المذہب
 انہ یصح اذا کان الامام یتحالی مواضع
 الخلاف بان یسجد من بعد مراسہ ہکذا
 فی النہایۃ والکھایۃ ولا یتوضا بالسما
 انقلیل الذی وقعت فیہ النحاسة کذا
 فی فتاویٰ قاضی خان ولا باب المستعمل
 ہکذا فی السراجیۃ المملوۃ
 ہندیہ میں ہے شافعی المذہب امام کی اقتداء تبجائز
 ہے کہ وہ مواضع خلاف سے بچنے والا ہو مثلاً چوتھائی
 سر کا مسح کرے۔ اسی طرح نہایہ اور کفایت میں ہے
 اور اس قلیل پانی سے وضو بھی نہ کرتا جو جس میں
 نجاست واقع ہوئی ہے فتاویٰ قاضی خان میں
 اسی طرح ہے اور نہ ماہ مستعمل سے وضو کرتا ہو
 سر آجیر میں یہی ہے المملوۃ (ت)

اور اس کی اپنی نماز بھی ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے طور پر تو ظاہر کر محض باطل ہے اور ہم بلاشبہ
 یہی حکم دیں گے،

فانا انما نفق بحد ہبنا وان کان مذہب
 غیرنا ما کان کما نص علیہ فی الخلاصۃ
 والاشیاء فی الدر المختار ورد المحتار
 وغیرہا من الاسفار۔
 ہم تو اپنے مذہب کے مطابق ہی فتویٰ دیں گے اگرچہ
 غیر کا مذہب جیسا بھی ہو یہی تصریح خلاصہ اشیاء،
 در مختار اور رد المحتار وغیرہ معتبر کتب میں
 ہے۔ (ت)

مگر یہاں اور مذاہب پر بھی غیر نہیں سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ہماری ہی طرح باطل ہی
 فرمائیں گے کہ ان کے یہاں پورے سر کا مسح فرض ہے، یوں ہی سیدنا امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ اُن سے
 بھی اظہار آیات فریث استیعاب ہے کما نقلہ الامام المولیٰ الاحل القطب سیدی عبد الوہاب

ہوتی پگڑی کے پیچ ذرا سست ہو جانا دشوار۔ اللہ عزوجل ہدایت بخشنے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم وعلیہ
جل مجدۃ اتم و حکمہ عز شانہ احکم۔

مسئلہ از شہر کاشغر بریلی ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نزدیک شوق قرآن و حدیث کا ہدایت درجہ کا ہے مگر بسبب فکر
معاش کے نہیں ہو سکتا ہے اور اقرار کرتا ہے کہ اگر خداوند کریم میری اس فکر کو دور کر دے تو میں اس شوق کو بھر
نہیں چھوڑوں گا اور کبھی بچپن سے شوق راگ و غیرہ کا اس نزدیک نہیں تھا اور اب جس وقت سے ایک بزرگ کامل یعنی
مولوی فضل الرحمن صاحب سے مرید ہوا ہے اس درجہ کا شوق راگ و غیرہ کا اس کو ہو گیا ہے کہ بیان سے باہر یعنی
رہی اگر ناچتی ہو تو وہاں کھڑا ہو جاتا ہے اور رات کا اس قدر شوق ہے کہ رات کے ۹ بجے فرصت ہوتی ہے فکر
معاش سے تو اس وقت سے لے کر ۲ بجے رات تک بلکہ بعض روز تمام رات ستار بجاتا ہے، اور اگر منع کر دے تو کہتا ہے
میرے واسطے دعا کرو تاکہ خداوند کریم مجھے اپنی محبت عنایت کرے، اور اگر دریافت کر دے کہ جناب مولوی صاحب نے یہ
چیزوں کا حکم تم کو دیا ہے؟ تو کہتا ہے کہ نہیں ہے

مہادیح دل بے عشق بازی

اگر باشد حقیقی یا مجازی

(خدا کرے کہ کوئی دل بغیر عشق کے نہ رہے

خواہ عشق حقیقی ہو یا مجازی)

اور قرآن مجید اچھا جانتا ہے حمد جانتے ہیں شک نہیں بلکہ اس کے متابع ہیں اس جگہ پر لوگ غلط پڑھتے ہیں ایسے
شخص کے پیچھے نماز صحیح ہے یا نہیں؟ بیدو اتوجودا

الجواب

نہ اس شخص کے پیچھے اگرچہ بنا شبہ صحیح ہے۔

لما تقر رفقہا و حدیثا و کلاھا صحت جواز کیونکہ فقہی، حدیثی اور کلامی طور پر ثابت ہو چکا ہے

الصلوۃ مغف کل بروقا جری کہ ہر نیک اور فاجر کے پیچھے نماز چارز ہے (ت)

مگر کراہت رکھتی ہے لہذا دوسرے شخص کو جو ایسے امور سے خالی اور باوجود اس کے سنی صحیح العقیدہ و قاری صحیح
القرآن ہر امام مقرر کر لیں، ہاں اگر یہ بیان سچ ہے کہ وہاں اس شخص کے علاوہ سب غلط خراں ہیں یعنی حروف میں

تیز نہیں رکھتے اور قرأت میں وہ غلطیاں کرتے ہیں جس سے نماز فاسد ہوتی ہے جب تک کوئی سنی صحیح القرات نہ ملے
اسی شخص کی اقتدار کریں فان تصحیح الصلوٰۃ اہم من دفع الکراہۃ (کیونکہ نماز کی صحیح دفع کراہت
سے اہم ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال مکرر

مکرمہ یکہ چونکہ سائل نے یہ سوال اپنے ہاتھ سے لکھا ہے لہذا بعض امور پر شیدہ کیا وہ یہ کہ اس شخص کے
حقانہ بھی کچھ ٹیک نہیں یعنی عقیدہ غیر مقلدیہ وغیرہ کا کتابہ سنی صحیح العقیدہ نہیں ہے اس میں جو حکم ہر تحریر فرمائیے
کہ نماز اس کے پیچھے پڑھیں یا نہیں اور یہ جو اس نے لکھا ہے وہاں لوگ قرآن غلط پڑھتے ہیں تو ایسے سب نہیں ہیں کہ
اسی غلطی کریں کہ نماز نہ ہو، ہاں قاری پورے طور سے نہیں جیسا کہ حق قاری ہونے کا ہے۔

الجواب

فاسق العقیدہ کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے خصوصاً غیر مقلد کہ اُن کی طہارت وغیرہ کسی بات کا کچھ اعتبار نہیں
تو ان کے پیچھے نماز محض ناجائز ہے کیا حقیقتہً فی رسالتنا النہی الاکید عن الصلوٰۃ وراء عہدی
التقلید (جیسا کہ اس کی تحقیق ہم نے اپنے رسالے النہی الاکید عن الصلوٰۃ وراء عہدی التقلید میں کی ہے۔ ت)
پس اگر حال یوں ہے تو صورت تفسیر میں مسلمانوں پر واجب اُٹھتی کہ اس شخص کو مامت سے معزول کریں اور
اس کے پیچھے ہرگز ہرگز اپنی نمازیں براہِ نہ کریں واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۵۲ از موضع بکہ جیسی دلائل علی قد جاہل تھانہ بری پور ڈاک خانہ نجیب اللہ خاں مرسلہ مولوی شیر محمد صاحب
۲۳ رمضان المبارک ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مولوی حافظ ہو کر روزہ نہ رکھے اس کے پیچھے
نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

جو بے عذر شرعی روزہ نہ رکھے فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے دوسرے شخص متقی کے
پیچھے نماز مل سکے تو اس کے پیچھے نہ پڑھے یہاں تک کہ جعفر بھی۔ لانہ بل بیل عن التھول کما افادہ المولی
المحقق حیث اطلق فی الہتہ (کیونکہ ایسی صورت میں دوسری مسجد کی طرف منتقل ہونا جائز ہے جیسا کہ
فاضل محقق نے فتح میں بیان کیا ہے۔ ت) ورنہ پڑھ لے۔ فانہ اولیٰ من الانفس اذ کما ف

مرد المحتار صلا یقول من یقول ان الکراهة فیہ تغزیة (کیونکہ اقتدار تنہا نماز ادا کرنے سے اولیٰ ہے جیسا کہ وہاں تحریر ہے تاکہ اس کے قول پر عمل ہو جائے جو اسے مکروہ تنزیہی کہتا ہے۔ ت۔ اور پڑھ کر پھر پڑھ لے لے ذہب الیہ کثیر من العباد ان الکراهة فیہ تحرمیتی و هو الی حققہ فی لعیہ و عیوہ و هو الاظہر کما بینہ فی فائدہ (کیونکہ اکثر علماء کے نزدیک اس میں راست تحریری سے جیسا کہ فقیر و نسیم پاس ثابت ہے اور یہی مختار ہے اسے ہم نے اپنے فتاویٰ میں بڑی تفصیل سے لکھا ہے۔ ت۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۵۵ از کلمتہ دہرم طرہٴ مسئلہ جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب ۲۶ صفر ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین میں مسئلہ میں کہ اگر امام شافعی المذہب ہو اور مقتدی حنفی تو ان امور میں جو حنفی کو جائز نہیں جیسے آمین بالجہر کہنا اور رفع یدین اور قمر میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا امام کی متابعت کرے یا نہ کرے؟ اور ایسے ہی مقتدی شافعی المذہب کو اپنے مذہب کے خلاف امور میں امام حنفی المذہب کی متابعت چاہئے یا نہیں؟ اور اگر متابعت کرے تو اس کی نماز کا کیا حال؟ بینوا تو جودا۔

الجواب

حنفی جب دوسرے مذہب والے کی اقتدار کرے جہاں اس کی اقتدار جائز ہو کہ اگر امام کسی ایسے امر مرکب ہو جو ہمارے مذہب میں ناقض طہارت یا قفس نماز ہے جیسے قلیل قنص یا مستعمل سے طہارت یا چرتائی سر سے کم کا مسح یا ٹخنوں فصہ و ریم زخم و سق و غیرہ یا نجاسات غیر سبیل میں پر دھونہ کرنا یا قدر ورم سے زائد مٹی آلود کپڑے سے نماز پڑھنا یا صاحب ترتیب ہو کر باوصف یا فائتہ و وسعت وقت بے قصائے فائتہ نماز وقتی شروع کرنا یا کوئی فرض ایک بار پڑھ کر پھر اسی نماز میں امام ہو جانا تو ایسی حالت میں تو حنفی کو سرے سے اس کی اقتدار جائز ہی نہیں اور اس کے پیچھے نماز محض باطل،

کہ نص عیسیر فی عامۃ کتب المذہب بل فی لغنیۃ اما لاقتدار یا لمخالفت فی الطرود کاش فہ فیجوز ما لم یعلم منہ ما یفسد الصلاۃ عن اعتقاد المقتدی علیہ الاحجام انما اختلفت فی کراہۃ

جیسا کہ اس پر عام کتب مذہب میں تصریح ہے بلکہ غنیہ میں ہے فروعات میں مخالف مثلاً شافعی المسک کی اقتدار اس وقت جائز ہوگی جب اس کے ایسے عمل کا علم نہ ہو جو اعتقاد مقتدی میں مفسد نماز ہو جو از پر اجماع ہے البتہ کراہت میں اختلاف ہے (ت)

غرض جب وہ ایسے امور سے بری اور اُس کی اقتدا صحیح ہو اس وقت بھی ان باتوں میں اس کی متابعت ذکر سے بچانے مذہب میں یقیناً ناجائز و نامشروع قرار پانے کی ہیں اگر متابعت کرے گا تو اُس کی نماز اس نامشروع کی مقدار کراہت پر مکروہ تحریمی یا تنزیہی ہوگی کہ پیروی مشروع میں ہے نہ غیر مشروع میں۔ رد المحتار میں ہے،
 تكون المتابعة غير جائزة اذا كانت في
 فعل بدعة او منسوخ او مالا تعلق له
 بالصلوة۔
 (ت)

پھر قرآن الاسرار پھر حاشیہ شامی میں ہے، انما يتبعه في مشروع دون غير ذلك (امام کی متابعت مشروع میں جائز لیکن غیر مشروع میں جائز نہیں۔ ت) مجمع الانہر و حاشیہ الطحاوی میں ہے، ما كان مشروعاً يتابعه فيه وما كان غير مشروعاً لا (ہر مشروع عمل میں امام کی متابعت ہوگی مگر غیر مشروع میں نہیں۔ ت) اسی طرح ترک سقوت میں امام کی پیروی نہیں بلکہ وجوب اسامت و کراہت سے اگر وہ چھوڑے مقتدی بجالائے جبکہ اس کی بھی اتوری سے کسی واجب فعل میں امام کی متابعت نہ چھوٹے ولہذا علماء فرماستے ہیں اگر امام وقت تحریر، رفع یدین یا تسبیح رکوع و سجود یا تکبیر انتقال یا ذکر قمر ترک کرے تو مقتدی نہ چھوڑے
 كما نص عليه في نظم الزند و في الحاشية
 والخاصة والبنازية والهندية وخرزانه
 المفتين وفتح القدير والغنية والدر المختار
 وحاشية الدرر لعلامة شرنبلالی وغيره
 وهذا نص البنازية من مصلحة اشياء
 اذا ترك الامارات بها المأمور برفع اليدين
 في التحريمة وتكبيرة الركوع او السجود او
 التسبيح فيهما او التسليم الخ۔
 (ت)

۳۴۸/۱	مطبوعہ مصطفیٰ الیابی مصر	مطلبہ ہم فی تحقیق متابعتہ الامام	رد المحتار
۳۴۹/۱	" " "	" " "	" " "
۲۸۱/۱	دار المعرفۃ بیروت	باب الترتیب والنوافل	حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار
۵۸/۴	مطبوعہ نوری کتب خانہ پشاور	نوع من وثا فی صلی المغرب	فتاویٰ بنازیہ مع الفتاویٰ الحنفیہ

یوں ہی تکبیراتِ حیدر میں رفع یدین فی الدر یوقع یدینہ فی التردا ملّا ان لہو براعینہ دلّک، نزد درختہ میں ہے تکبیراتِ زوالت میں اپنے ہاتھ بلند کر کے خواہ امام اس عمل کو جائز نہ سمجھتا ہو (ت) اور اگر رکوع و سجود میں ایک ہی تسبیح کہہ کر سر اٹھائے تو مقتدی بھی ناپا رشتہ تشکیک ترک کرے ورنہ قور و جلسہ کی متابعت میں خلل آئیگا ہوا الصبیح کہ فی الخبیۃ والخلاصۃ والخلاصۃ والوجیز والفتح والنجو وغیرہا من الاستفاد الغیر وھذا انعم البدانہ مما یستفی علی لزوم المتابعۃ فی الارکان انہ لو رفع الامام مہاسبہ من الركوع والسجود قبل ان یتم الماحور التبیہات الثلث وجب متابعتہ۔

یہی صحیح ہے جیسا کہ غانیہ، خلاصہ، قرآن، وغیرہ فتح، بحر وغیرہ معتبر کتابوں میں ہے، درختار کے الفاظ یہ ہیں ارکان نماز میں امام کی پروردی لازم ہونے پر یہ مستند بنتی ہے کہ اگر امام نے اپنا سر رکوع و سجود سے مقتدی کی تین تسبیحات مکمل ہونے سے پہلے اٹھالیا تو مقتدی پر متابعت امام لازم ہے۔ (ت)

شرح غیر ملکہ ابراہیم علی وحاشیہ سید ابن عابدین میں ہے :

الاصول عند مروجہب المتابعۃ فی السنن فعلا فکذا ترکا وکذا الواجب انقولی الذی لا یلزم من فعلہ المخالفة فی واجب فعلی کالتشہد وتکبیر التشریق بخلاف القنوت وتکبیرات الصلوات اذ یلزم من فعلہا المخالفة فی الفعل وهو القیام مع رکوع الامام، لو انہ ملخصا۔

اصل یہ ہے کہ سکن میں امام کی متابعت میں طرح فعل لازم نہیں اسی طرح ترکا بھی لازم نہیں، یہی حکم اس واجب قرآنی کا ہے کہ جس کے بجالانے سے کسی واجب فعل کی مخالفت نہ رہے۔ آئے مثلاً تشہد اور تکبیرات تشریق بخلاف دعا قنوت اور تکبیرات میجر کے کیونکہ ان کے بجالانے سے فعل میں مخالفت لازم آتی ہے، یعنی ایسی صورت میں امام رکوع میں ہوگا اور مقتدی حالت قیام میں ہوگا (ت) احذ فیحصا۔ (ت)

بیب رسول معلوم ہونے تو ان تینوں فروع کا حکم بھی انھیں سے نکل سکتا ہے رکوع وغیرہ میں رفع یدین ہمارے اللہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک فسوخ ہو چکا ہے اور فسوخ پر عمل نامشروع، تو اس میں متابعت نہیں۔ امام حکم العلماء ابو بکر مسعود کا ششائی قدس سرہ الربانی ہاتھ میں فرماتے ہیں : لو اقتدی بمی یرفع یدین یہ عند الركوع او بمن یقنت فی الفجر او بمن یرى خمس

اگر کسی نے ایسے امام کی اقتدا کی جو رکوع کے وقت رفع یدین کرتا ہے یا نماز فجر میں قنوت پڑھتا ہے

۱۱۶/۱	مطبوعہ مطبع مجتہدی دہلی	باب العیدین	ملہ درختار
۷۵/۱	" " "	فصل اذا اراد الشروع	ملہ "
۵۶۸	مطبوعہ مہمل اسٹریٹ لاہور	فصل فی الامانہ	ملہ غنیۃ المستملی شرح منیۃ الصل

تکبیرات فی صلوٰۃ الجنائزۃ لا یتابعہ لفظہ سور
خطیئۃ یمیقن لان ذلک کلمۃ منسوخۃ ۱۰
فی عید ذوالحجۃ۔

یا تحکیرات جنازہ پانچ کہتا ہے تو مقتدی اس کی اتباع
ذکر ہے کیونکہ اس کا غلطی پر ہونا یقینی ہے کیونکہ
یہ تمام منسوخ ہیں اور اہل حقار کے باب المید میں

اس کو نقل کیا ہے۔ (ت)

جلالی پھر شرح المتقدمۃ الکیہ انیۃ مقتدی پھر جنازہ شیعہ شامی میں ہے،
لا تجوز التتابعۃ فی رفع المیدیمت فی
تکبیرات الركوع۔

تکبیرات رکوع کے موقع پر امام کے رفع یدین کرنے
کی اتباع جائز نہیں۔ (ت)

تورم میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا شافعیہ کے نزدیک نماز فجر کی رکعت اخیر میں ہمیشہ اور وتر کی تیسری
میں صرف نصف اخیر شہر رمضان المبارک میں ہے کہ وہ ان میں دعا سے قنوت پڑھتے ہیں۔ قنوت فہرستہ تو
ہمارے ائمہ کے نزدیک منسوخ یا بدعت، بہر حال یقیناً نامشروع ہے۔ لہذا اس میں پیروی منسوخ اور جب
اصل قنوت میں متابعت نہیں تو ہاتھ اٹھانے میں کہ اس کی فرح ہے اتباع کے کوئی معنی نہیں مگر اصل تورم
رکوع فی نفسہ مشروع ہے لہذا وہ جب تک نماز فجر میں قنوت پڑھے مقتدی ہاتھ چھوڑے چپکا کھڑا ہے۔
ورنہ میں ہے۔

یا فی العاموم بقصوت التور ولوبث فی یقنت
بعد الركوع لانه یجتہد فیہ لا الفجیر لانه
منسوخ بل یقف ساکتا علی الاظہر مرسلا
یدیک۔

مقتدی وروں میں دعا، قنوت پڑھے اگرچہ اس نے
ایسے شافعی المذہب امام کی اقتدار میں نماز شروع
کی تو رکوع کے بعد قنوت پڑھنے والا ہو کیونکہ معاملہ
اجتہاد ہے البتہ فجر میں قنوت پڑھے کیونکہ وہ

منسوخ ہے، بلکہ وہ مقتدی مختار قول کے مطابق ہاتھ چھوڑے خاموش کھڑا ہے۔ (ت)

علامہ شرنبلالی نور الایضاح میں فرماتے ہیں،

اذا اقتدی بمن یقنت فی الفجر قسار
معہ فی قنوتہ ساکتا علی الاظہر

اگر کسی نے ایسے امام کی اقتدا کی جو فجر میں قنوت پڑھتا ہے
تو مختار قول کے مطابق اس کے ساتھ خاموش

۲۷۹/۱	مطبوعہ ایچ ایم سعید کینی کراچی	فصل فی بیان قدر صلوٰۃ العیدین إل	سہ پانچ الصنائع
۳۲۸/۱	مصحف ابوالی مصر	مطلب المراد بالجمہ فیہ	سہ رد المحتار
۹۴/۱	مطبع محبتی دہلی	باب التور والنوافل	سہ در مختار

ویوسل یدیدہ فی جنبیہ

کھڑا رہے اور اپنے ہاتھ اپنے پہلوؤں کی طرف
چھوڑ دے۔ (ت)

اور نماز وتر میں اگر شافعی کے پیچھے اقامہ باقی رہے (کہ وہ وتر کے دو ٹکڑے کرتے ہیں پہلے تشہد پر سلام پھیر کر بغیر رکعت اکیلی پڑھتے ہیں اگر امام نے ایسا کیا جب تو رکعت قنوت آنے سے پہلے ہی اس کی اقامہ اٹھنے ہو گئی اب نہ وہ امام زیر مقتدی، نہ اس کے وتر صحیح کہ اس کی وسط نماز میں عذر اسلام واقع ہوا فی الدار المصنعت رحمہ لا قد، فیہ بث ففی لم یفصلہ بسلاہ لان فصلہ علی الاصل اھ ملاحظہ (در مختار میں) وتر میں حنفی کو اس شافعی کی اقامہ درست ہے جو وتر کو سلام کے ساتھ جُدا نہ کرے (یعنی دو رکعت پر سلام نہ پھیرے) اگر امام نے وتر کو دو گانہ کے بعد سلام پھیر کر جُدا کیا تو اصح قول کے مطابق اس کی اقامہ درست نہیں ہے (احم حفص) جب ایسا نہ ہوا اور اقامہ قائم رہے (تو اگرچہ شافعیہ قنوت قمر میں پڑھتے ہیں اور ہمارے مذہب میں اس کا مکمل قبل رکوع، مگر ہمارے علماء نے تمام متون و شروع و فتاویٰ میں مقتدی کو حکم دیا کہ یہاں قنوت میں متابعت کرے اور اس کا غشا وہی کہ اسے بالکل نامشروع نہیں ٹھہراتے والمسئلۃ منصوصہ عیدھا ہدیلہا فی الہدایۃ والکافی وسانن الشرح (اس مسئلہ سے متعلق عبارات بیح دلائل دہا یہ، کافی اور دیگر مشروح میں موجود ہیں۔ ت)

رہا یہ کہ مقتدی اس حالت میں اتباع امام کرے یا اتباع مذہب امام یعنی ہاتھ باندھے یا چھوڑے یا دعا کی طرح اٹھائے، کیا کرنا چاہئے، اس کی تصریح فخر فقیر سے نہ گزری، نہ اپنے پاس کی کتب موجودہ میں سے تعرض پایا، ظاہر یہ ہے کہ مثل قیام ہاتھ باندھنے کا جب اسے قنوت پڑھنے کا حکم ہے تو یہ قیام ذی مت ازو صاحب ذکر مشروح ہوا اور ہر ایسے قیام میں ہاتھ باندھنا اعتد و شرعاً سنت اور عقلاً و عرفاً ادب حضرت اور ترک سنت میں امام کی پیروی نہیں،

وقد یؤید ذلك اطلاقهم قاطبة سنية الوضوء
فی حالة القنوت كما فی ملة المکتب المذہبۃ
لیکون مت ولا لہذا القنوت المخصوص
ایضاً۔
اس کی تائید فقہاء کی ان عبارات سے ہوتی ہے جن میں
ہے کہ قنوت کے موقع پر ہاتھ باندھنا سنت ہے
جیسا کہ عام کتب مذہب میں ہے تو وہ حکم اس مخصوص
قنوت کو بھی شامل ہو گا۔ (ت)

بلکہ در مختار میں ہے :

هو في الوضوء سنة قيام له قرار فيه ذكر مسنون
فيضع حالة الثناء وفي القنوت لا في قيام بين
ركوع وسجود وتكبيرات العيد ما لم يطل
القيام فيضع سر اجبة احد مخلصا
(یعنی قرمیں) اور تکبیرات عید کے قیام میں ہاتھ نہ باندھے جب تک قیام کو طویل نہ کرے، اگر طویل کرے تو
باندھے، سر اجبہ احد مخلصا (ت)

حاشیہ علامہ طحاوی میں ہے :

ظاهره : نعم ای قیام طویل وعلیه فیضع
فی قیام صلوة التسبیح الذی بیعت الركوع
والسجود

یوں ہی بخارے ائمہ کا اجماع ہے کہ کہیں میں سخت احتیاط اور اس کی کمی تو کسی میں نام سے کسی واجب فعل
میں محتاط نہیں ترکیں ترک کر جائے۔

اقول : بتحقیق المقام علی ما علی
الحدیث السلام ان السنن لا یحفظ لها
فی التتابع لا بالتجمع وذلك لان
معنی متابعتك غیرك جعلك نفسك
تابعاً له والتبعیة انما تنصیر
لشیئین احدی فی نفس اتیان شیئ
بمعنی انه ان فعله فعلت وانت تركه
تركته والاخر فوریة فلا تقدم علیه ولا تسبقه

اقول : میں کہتا ہوں، نامک عمام کی عمام
سے تحقیق مقام یہ ہے کہ سنن میں تبعاً اتباع ہوتی ہے
یہ اس کے تیرا غیر کی متابعت کرنے کا معنی یہ ہے کہ کرنے
اپنی ذات کو اس کے تابع بنا دیا ہے، اور یہ متابعت
دو چیزوں وجہ سے متصور ہوگی، ایک یہ کہ شے
کو بجالانا اس طریقہ سے کہ اگر اس نے کیا تو تو بھی کرے
اگر اس نے ترک کیا تو تو بھی ترک کرے دوسری وقت میں کہ
تو اس وقت کرے نہ اس سے آگے ہو، اور نہ اس سے پیچھے

الیہ وان لم یکن فعلک متوقفا علی فعله ولا متقیدا بتقدمه بل تفعله وان لم یفعل وتبادر الیہ وانت لم یاخذ فیہ بعد فاما انت تابع له بل انت مستقل بنفسک غیر تابع ولا متابع و هذا اظهر جدا و اذ قد علمت انت اثبات الامام و بالسنن طبرستانی باتیانت الامام بل یاقب بها انت فزکها کما استعناک علیہ نعبر من الامة ، و من لازم ذلك جواز التقدم علیہ مع النوب الیہ لجواز انت یرحم الامام بعد الترتک الی الفعل کما ادا مرکم مصوب مراسه و طبق اکفه و ضم اصابعه اوفقی ما متا غیر مسبب و الساموم قد فعل کل ذلک بطلب الشرح ثم عاد الامام فموجب و اخل و خرج و سبب فقد تقدم فعل الاموم و هو فیہ خیر مملوم بل الیہ مندوب و هو منه معتمد محسوب فقد ثبت ان لا مدخل لتابعه فی السنن و المستحبات بل الساموم مستبعد فیہا غیره اخل تحت حکم الامام و لم یتناولہ تحکیمه ایاء علی ذاتہ و التراضه انت

اور تیرا ایسا فعل جس کے فعل پر موقوف نہ ہو اور نہ ہی اس کے تقدم کے ساتھ مقید ہو بلکہ آپ اسے کر سکتے ہیں اگرچہ امام اسے نہ کرے، اسی طرح آپ اس کی طرف ہر دستہ کرتے ہیں اگرچہ امام ابھی تک اس میں شریع نہیں ہوا۔ تو آپ اس میں کسی معنی میں بھی تابع نہیں بلکہ آپ کی اس میں مستقل حیثیت ہے نہ کہ تابع اور تابع کی، اور یہ بات نہایت ہی ظاہر ہے اور جب آپ یہ جان چکے کہ مقتدی کا سنن پر عمل امام کے بجالانے کے ساتھ مقید نہیں بلکہ امام کے ترک کا صورت میں مقتدی انہیں بجالا سکتا ہے جیسا کہ ہم نے بہت سے ائمہ کے اقوال سے آپ پر واضح کیا ہے اس کا لفظی تعارض یہ ہے کہ مقتدی کیلئے امام ہر تقدم جائز جب مقتدی اس عمل کو مستحب بھی بنے ہوئے ہو سکتا ہے کہ تمام ترک کے بعد سے بجالانے مثلاً امام نے رکوع میں سر پست کر دیا، اپنی دونوں پتیلیاں بسند کر لیں، یا انگلیاں متصل رکھیں یا تسبیح کے بغیر غار ششس رہا حالانکہ مقتدی ان تمام کو بجالایا کیونکہ شرعیہ تمام مطلوب تھیں پھر امام نے اور اس نے سر برابر کیا، پتیلیوں سے گھٹنے پکڑے، انگلیوں میں انفصال کیا اور تسبیح گئی تو یہاں اگرچہ مقتدی نے پہلے عمل کیا لیکن یہ غیر مناسب نہیں لہذا اسے طاعت نہ کی جائے گی بلکہ یہ اس کے لئے مستحب ہے اور اس پر اسے ثواب ملے گا، پس اس سے ثابت ہو گیا کہ سنن اور مستحبات میں متابعت کا کوئی دخل نہیں، بلکہ مقتدی ان میں مستقل ہے اور وہ امام کے حکم کے تحت داخل نہیں اور نہ ہی اس کی تعلیم اس کی ذات،

يعمل بعملاته فيما هو معجور فيه
عن التقدير عليه والاستبداد دونه
وما هو حقيقة الواجبات الشرعية
اذ هو موضوع الاقتداء واصالة
كما نحن عليه في الفرية واشتار
اليه في المروقة تحت قوله صلى الله تعالى
عليه وسلم انما جعل الامام ليؤتم
بته فيها الفتوة حقيقة ومنها يسرع
في غيرها وانما سرع كوجوب ترك
سنة يلزم من فعلها مخالفة الامام
في واجب فعلي فليس ذلك للمتابعة
في تلك السنة بل في الواجب المذكور
كعدم حوازم ياتي من الركوع
قبل الركوع لا ما فانه لا يفعله الا
في الركوع ولا ركوع له قبل ركوعه فعن
هذا اتمتع تقديمها على ركوعه
لا على فعلية السنن كما علمت
وهذا معنى قولنا لا يخطئها من
المتابعة الا بالتبهم واذ قد
تبين هذا والله الحمد ظهر
ان مقتدى ياتي بالسنن
على مذهب نفسه دون مذهب
الامام فان المستبد انما يعمل

پر جاری ہوگی، رہا یہ معاملہ کہ مقتدی نے امام کی نماز
میں اقتداء کا التزام کیا تھا تو یہ ان امور میں ہر گاہ جن میں
امام پر تقدم منع ہے اور جن میں مقتدی امام کے بغیر مستقل
حیثیت نہیں رکھتا اور وہ امور حقیقتہً واجبات فعلیہ
ہی ہیں کیونکہ اصالت یہی موضوع اقتداء ہیں جیسا کہ اس
پر فقہیہ میں تصریح ہے۔ مرقاۃ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کے اس ارشاد و گرامی امام اس لئے بنایا جاتا
ہے کہ اس کی اتباع کی جائے، کے تحت بھی اسی
طرف اشارہ کیا ہے تو ان واجبات میں اقتداء حقیقتہً
ہے اور ان کے علاوہ میں ان کی وجہ سے ہے مثلاً
اس سنت کا ترک واجب ہر گاہ جس کو بجالانے سے
واجب فعلی میں امام کی مخالفت لازم آئے تو یہ ترک
سنت میں نہ بہت کی بنا پر نہیں ہے بلکہ واجب مذکور
میں مطابقت کی بنا پر ہے جیسا کہ مقتدی سنن رکوع
کو امام کے رکوع سے پہلے ہی نہیں لاسکتا کیونکہ وہ
انہیں رکوع کے علاوہ ادا نہیں کر سکتا، اور امام کے
رکوع سے پہلے مقتدی کو رکوع کی اجازت نہیں ہے
تو اس وجہ سے ان سنن کا امام کے رکوع سے پہلے
بجالانا منع ہو گیا، نیز یہ کہ سنن کو بجالانا منع ہے جیسا کہ
تو جان چکا ہے بارے قول کہ سنن میں اتباع امام
تبنا ہی ہے، کا معنی یہی ہے۔ الحمد للہ جب یہ چیز
واضح ہو گئی تو یہ بھی واضح ہو گیا کہ مقتدی سنن
کی بجا آوری اپنے مذہب کے مطابق کر کے گزار کر

برائی نفسہ ہذا ایمنی التحقیق واللہ
تعالم ولم التوفیق انقمت
هنا فانك لا تجده في غير هذا
التحرير وهو علم عزيز في علم
يسير۔

امام کے مذہب کے مطابق اگرچہ مستقل حیثیت
رکھنے والا اپنی رائے کے مطابق عمل کرتا ہے تحقیق کا
حق میں تھا، اللہ تعالیٰ ہی توفیق کا مالک ہے اسے
اچھی طرح بخیر کر لو کیونکہ ایسی تحقیق اس تحریر کے عدوہ
تحقیق کہیں نہیں ملے گی، اور یہ آسان ترین کلمات میں
نہایت ہی اعلیٰ علم ہے۔ (ت)

ولما حرمین طیبین زادہما اللہ تعالیٰ شرفاً و تکریماً میں مرنے و مشاہدہ ہے کہ ایک امام کے پیچھے چاروں مذہب والے
نماز پڑھتے اور ان امور میں سب اپنے مذہب پر عمل کرتے ہیں حنفی امام حنفی کے پیچھے یہ نوافل ہاتھ باندھے ہیں
اُس کے دہنے بازو پر شافعی سینے پر ہاتھ رکھے، بائیں بازو پر مالکی ہاتھ کھولے ہوئے ہے کوئی کسی پر انکار نہیں
کرتا، اور کہیں ہو کہ کچھ اللہ ہم چاروں حقیقی بھائی ایک ماں باپ کی اولاد ہیں باپ ہمارا اسلام ماں ہماری سنت
سنیہ یہ الانام علیہ علی آبر افضل الصلوٰۃ والسلام، انکار تو ان گزریوں پر ہے جو عقیدہ اللہ کرام رضی اللہ تعالیٰ
عنہم کو معاذ اللہ شرک و حرام بتاتے اور مذہب تقدیر اللہ اہل حق کا نام چوراہے پر رکھتے ہیں۔ وسیعہم لذیت
فلموا ای منقلب ینقلبون (عنقریب ظالم جان میں گئے کہ وہ کس کروٹ پٹا کھائیں گے۔ ت)، ولا حول
ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد و آلہ و صحبہ و علیہا
حزبہ اجمعین۔ یہ ایک ایسی صورت میں شافعی کو کیا چاہئے، یہ علما شافعیہ سے پوچھا جائے، خلاصہ و درختہ
میں ہے۔

ولو قيل للحنفي ما مذہب الا ما راى في
في كذا او جب ان يقول قال ابو حنيفة
كذا۔

اقول ولا شك انت الرجل
بمذہبہ ادرغ و امر الھتیب
امر و اذھب فترک اجترأ

اگر کسی حنفی سے سوال کیا جائے کہ امام شافعی کا مسک
فلان مسئلہ کے بارے میں کیا ہے تو جواباً یہ کہنا واجب
ہے کہ امام ابو حنیفہ کا موقف یہ ہے کہ

اقول (میں کہتا ہوں) اس میں کوئی شک
نہیں کہ ہر آدمی اپنے مذہب کو خوب جانتا ہے اور
فتویٰ جاری کرنے کا معاملہ نہایت ہی سخت اور دشوار

علیٰ مذہب غیرہ احق واحدی واللہ تعالیٰ
اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

ہے، پس دیگر مذہب پر جرات کا ترک ہی زیادہ مناسب
و لائق ہے، اللہ تعالیٰ سب سے بہتر جانتا ہے
اس کا علم اتم اور سب سے کامل ہے (ت)

مسئلہ از ملک آسام ضلع جواٹ ڈاک خانہ گنڈکا مقام سرائے ہی مرسلہ سید محمد صفار الدین صاحب
۱۰ ربیع الاول شریعت ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عید البصر کے چپے نماز جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب

بلاشبہ جائز ہے مگر ادنیٰ نہیں مکروہ تنزیہی ہے جبکہ حاضری میں کوئی شخص صحیح العقیدہ غیر مفت سنی
قرآن مجید صحیح پڑھنے والا اس سے زائد یا اس کے برابر مسائل نماز و طہارت کا علم رکھتا ہو ورنہ وہ عید البصری ادنیٰ
و افضل ہے جو باوصف صفات مذکورہ باقی حاضری سے اس علم میں زائد ہو۔ ہندیہ میں ہے،

الادنیٰ بالامامة اعلمهم باحكام الصلوة
هكذا في التفسيرات ، وهو الظاهر هكذا
في البصر الواقع ، هذا اذا علم من العرف
قد رما تقوم به سنة القرأة هكذا في التبيين ،
ولو يطعن في دينه كذا في الكفاية ، وهكذا
في النهاية ، ويجتنب الموضح الظاهرة
وان كان غير اوسح منه كذا في المحيط ، و
هكذا في التراجم ، وان كان متبحرا
في علوم الصلوة لكن لو يكن له حفظ في غيره
من العلوم فهو ادنیٰ كذا في الخلاصة

امامت کے لحاظ سے بہتر وہ ہے جو احکام نماز کے
زیادہ جگہ سے، تفصیلات میں بھی ہے، اور مختار بھی ہو
ہے، بجز ازان میں اسی طرح ہے۔ یہ اس وقت ہے
جب اتنی قرأت سے واقف ہو جس سے قرأت مسنونہ
اور ہوجاتی ہو، جن میں اسی طرح ہے۔ کفایہ اور نہیہ
میں ہے کہ اس کے دین پر طعن نہ ہو۔ محیط اور زاہدی
میں ہے کہ فواہش ظاہری سے بچنے والا ہو اگرچہ کوئی
دوسرا اس سے زیادہ صاحب درجہ ہو۔ خلاصہ
میں ہے اگر وہ مسائل نماز کے بارے میں نہایت ہی
ماہر ہو لیکن وہ دیگر علوم میں واقفیت نہ رکھتا ہو تو
پھر وہی ادنیٰ ہے (ت)

اسی میں ہے،

تجويز امامة الاعرابي والاعص والعبس
اعرابي ، نابينا اور غلام کی امامت جائز ہے

الا یہ نکرہ اھ مخلصا۔

البتہ مکرہ ہے اور مخلصاً (ت)

بحرمی ہے، اگر بہت تنزیہ - خاتیر میں ہے، غیث ہم ادنی (ان کے علاوہ کی امامت ادنی ہے۔ ت)

حضرت عثمان بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ باجائزت حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قوم کی امامت فرماتے۔

فی الصحیحین واللفظ المسلم عن ابن شہاب
ان محمود بن السبع الانصاری حدثہ ان
عثمان بن مالک وهو من اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سمع شہد
بن راحم الانصاری عن ابي رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال یا رسول
اللہ انی قد انکرت بصری وانا اصلي لعموم
المحدث فی اتیانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
الی بیتہ وصلاۃ فیہ لیتخذہ مصلی۔
بخاری و مسلم میں ہے اور مسلم کے الفاظ یہ ہیں ابن شہاب
بیان کرتے ہیں کہ محمود بن سبغ انصاری سے مروی ہے
کہ حضرت عثمان بن مالک جو انصاری اور ہمدانی صحابی
رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں وہ رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے
عرض کیا یا رسول اللہ! میری آنکھیں جو اب ڈٹے ہوئی ہیں
حالانکہ میں اپنی قوم کو نماز پڑھاتا ہوں الی آخر کثرت
تر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف
لاستے نماز ادا فرمائی تاکہ وہ اس جگہ کو اپنی نماز کی
جگہ بنالیں۔ (ت)

حضرت ابن حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سفر کو تشریف لے جاتے وقت
دوبارہ مدینہ طیبہ پر نیابت عطا فرمائی کہ باقی ماندہ لوگوں کی امامت کرتے،

عزاه فی البحوالی صحیح ابن حبیب
قلت اخبرہ حمدا و ابو داود عن الس رضی اللہ
تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم استخلف ابن ام مکتوم علی
المدينة من بیت یصلی بہم
بحرمی اس کی نسبت صحیح ابن حبان کی طرف سے ہے
میں کہتا ہوں امام احمد و ابو داود نے حضرت
انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابن حکم رضی اللہ عنہ
کو دوبارہ مدینہ طیبہ میں اپنا خلیفہ مقرر فرمایا

۸۵/۱ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور
۲۳۳/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی
۳۴۸/۱ ایچ ایم سعید کتب خانہ کراچی
الفصل الثانی فی بیان من یصلی اماما لغيرہ
باب الرخصة فی التخلف الخ
باب الامامة
سنة ثمانی ہند یہ
سنة صحیح مسلم
سنة بخرانی

وہو اعلمیٰ۔

حالاں کہ وہ نابینا تھے (ت)

۲۷

۲۷

علماء فرماتے ہیں انھیں امام مقرر کرنے کی یہی وجہ ہے کہ حاضرین میں سب سے یہی افضل تھے بجز اہل

میں سے،

فیض وغیرہ میں امامت اہلئ کے مکروہ ہونے کے سنے یہ
قید لگائی گئی ہے کہ وہ اہلئ اس قوم سے افضل
نہ ہوا اگر وہ دوسروں سے افضل ہے تو وہی بہتر ہوگا
اور حضرت ابن کثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقدیم کو بھی
اسی بات پر محمول کیا جاتا ہے کہ اس وقت مدینہ منورہ
میں ان سے بڑھ کر امامت کا اہل کوئی نہیں تھا، ممکن
ہے حضرت عثمان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی دوسرے
لوگوں سے افضل ہوں۔

قید گواہۃ امامۃ الاعلیٰ فی المحيط وغیرہ
بانت لایکون افضل القوم فان
کان افضلہم فہو اولیٰ علیٰ ہذا یجمل تقدیم
ابن ام مکتوم لانسہ لہریق من الرجال
الصالحین للاصالة فی المدینۃ احد
افضل منہ حیث نذر لعل حجاب
بنت مالک کانت افضل من کانت
یومئذ ایضاً اھ۔

قلت وقد سمعت انہ کانت
من اصحاب البدرین رضی اللہ تعالیٰ
عنہم اجمعین فانت لہریکن فی مسن
کان یومئذ من شہد ہذا کان افضلہم بالیقین۔
واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

قلت میں کہتا ہوں آپ نے سن لیا ہے
کہ وہ اصحاب بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین میں سے
تھے اگر ان کے مقتدیوں میں کوئی بھی اصحاب بدر
میں سے نہ تھا تو وہ بالیقین ان سے افضل ہوتا (ت)

مشہور ہے کہ از شاہما تپور محلہ بابوزنی مرسلہ شاہ فرخ عالم صاحب قادری ۲۲ بیح الاخر شریعت ۱۳۱۲
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس باب میں کہ مسجد میں حکم وال ملک (زید) جو حافظ قرآن و شریع ہے
قدیم سے خدمت امامت بجالاتا ہے اور اس کی خواہ پاتا ہے لیکن بکر جو دوسرے سرشتہ کا ملازم ہے اور
اس کے پاس باوجودیکہ کوئی حکم نسخ امامت زید کا نہیں ہے اور نہ بکر کو حکم امامت کا والی ملک کے یہاں سے
ملا اور عموماً مقتدیان بکر کی امامت سے بوجہ بات ذیل نارضا مند ہیں،
(۱) یہ کہ بکر بعض اوقات قص طوائف دیکھ لیتا ہے۔

۱۹۲/۳	مطبوعہ دار الفکر بیروت	لے مسند احمد بن حنبل مروی از مسند انس بن مالک
۸۸/۱	مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور	سنن ابو داؤد باب امامۃ الاعلیٰ
۳۴۸/۱	ایچ ایم سعید پبلی کیشنز کراچی	باب الامامۃ

(۲) کفار و مشرکین کے میلوں، شیطوں اور دیوانی کی شب جو ہندو میں صورت لیجن کی ہوتی ہے اور خیانت دہناؤں کی پوجا کی جاتی ہے شریک ہو کر وہ بھی سب کے ساتھ سمورت کاروپہ پڑھاتا ہے اور علاج بخوار اپنی مقررہ کے خلاف علم لوگوں سے ہزار نہ بھی لیتا ہے۔

(۳) مفضل میلا دینی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اور قیام کو بدعت سمیٹتا ہے اور محفل یا تدویم حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی کو سننے اور پڑھنے والے کو بدعتی اور گنہگار کہتا ہے اور شیرینی محفل میلہ کو بڑا جانتا ہے۔

(۴) شرعاً و نجیاً تو یمن اور غیبت کو فخر سمجھتا ہے اور مولوی ابوالمنصور صاحب دہلوی کی نسبت جو امام وقت کہے جاتے ہیں ان کی تصنیف پر جو سب علماء دیکھ چکے ہیں اور کوئی حرف زن نہیں ہوا اگر بگڑنے لگی کفر کا دے دیا ہے پس مقتدیان وغیرہ کے دلوں میں جو حرکتی طرف سے جو جو بات بلا کراہت آگئی ہے اس واسطے جو کہے ویسے نماز نہ پڑھنے میں کوئی حرج تو نہیں ہے اور جو اپنی امامت کے باعث مقتدیان وغیرہ کو تارک جماعت دیکھتا مگر پھر بھی اپنی امامت نہیں چھوڑتا ہے اور اس کے امام علی کو جس کا ذکر اور آپ کا امامت کرنے کا موقع نہیں آئے دیتا پہلے خود امام بن جاتا ہے تو بجز کس گمراہ کا شریک کہا جائے گا، فقط، بینوا اتوجہوا۔

الجواب

صورۃ مستفسر میں لکھا ہے کہ ان سنیوں نے جہاد کا یہ نام لیا کہ وہ سب دن سر ہونا تو بدعت ظاہر اور اگر لہجے کو وہ پیر معاذ اللہ بطور جہاد سمجھتا ہے تو قصداً یقیناً مرتد کافر اور اس فعل ملعون کے بدترین فسق و کفر قریب بکھر جانے میں تو کام ہی نہیں بہر حال اس کے ویسے نماز نہ پڑھنے میں کیا حرج ہوتا مگر اہل حق اور سخت حرج ہے جو اسے امام کہے گا گنہگار ہو گا مسلمان اس فاسق بدوی کے ویسے نماز نہ پڑھ کر گزیر نہیں جہاں تک قدرت جو اُسے امامت سے دفع کرے قدرت نہ پائیں تو اپنی جماعت تہذیب کریں اور جبکہ امام معصی یعنی زید ادعیا مر اہل مسجد انھیں کے ساتھ ہیں تو جماعت اولیٰ انھیں کی جماعت ہوگی اگرچہ وہ پہلے پڑھ جائے بلکہ جبکہ اس کے اسلام میں شک ہے تو انھیں بدرجہ اولیٰ جائز ہے کہ جس وقت امامت کر رہا ہو اسی وقت اسی مسجد میں یہ اپنی جماعت قائم کریں اور اگر یہ ایسا کریں تو اس جماعت کے مقتدیوں کو چاہئے فوراً نیت تو بگڑ اس میں طے اگر ایسا نہ کریں گے تو انھیں اپنی نماز پھر فی ہوگی بول ہی آگے تک جتنی نمازیں لوگوں نے دانستہ خواہ نادانستہ اس کے ویسے پڑھی ہیں سب پھریں، اور اگر مسلمان نہ اُسے امامت سے قطع کر سکتے ہیں نہ اُس مسجد میں اپنی جماعت اس سے پہلے یا ساتھ یا بعد کر سکتے ہیں تو انھیں دعا ہے کہ اس مسجد میں نماز نہ پڑھیں دوسری مسجد میں جا کر شریک جماعت ہوں۔ مراقی الفلاح میں ہے:

کفر امامۃ الفاسق العالم بعد ما احتساصہ
بالدین متعجب اھانتہ شرعاً فلا یعظم
فاسق کی امامت منکوحہ ہے کیونکہ وہ اہتمام دین نہیں کرتا
پس شرعاً اس کی اہانت ضروری ہے تو امامت میں

بتقدیمہ الامامة واذ اتخذ رمنعه ينقل عنه
الى غير مسجد كالتحفة وغيره

تخیر میں ہے ،

في فتوى المحجة الشامة الى ائمة فوجدوا
فاستقيا ثلثا ائمہ

رد المحتار میں ہے ،

بقی لوکان مقتدیا بمن یکو الاقتداء به
ثم شیع من لا کراهة فيه هل یقطع ویقتدی
به استظهره ان الاول لو فاسقا لا یقطع ولو
مخالفا وشک فی صرعاته یقطع اقول والاطهر
العکس لان الثانی کراهته تنزیهیه کالاعلی و
الاعزالی بخلاف الفاسق فیہ استظهر فی
شرح النیة ایها التحریمة لقولهم ان فی
تقدیمہ الامامة تعظیم وقد وجب علینا
اهدائه بل عندنا منک وروایة عن احمد
لا تصح الا بصوة خلفه اه قلت والحکم
فیما نحن فیہ ابین واظهر علی کلا الاستظهارین
کما لا یخفی من حال ذلک الافسق لا ینفی

مقدم کر کے اس کی تعظیم نہ کی جائے اور جب اسے امامت
سے روکنا متعذر ہو تو جو جہ و غیرہ کے لئے آدمی کسی دوسری
مسجد میں چلا جائے ۔ (ت)

فتاویٰ الحجہ میں ہے اس سے اشارہ ہے کہ اگر لوگوں نے
فاسق کو امام بنایا تو تمام گنہ گار ہوں گے اور نقصان دہ

باقی رہا یہ معاملہ کہ اگر کسی نے اقتداء کی اس شخص کی
جس کی اقتداء مکروہ تھی پھر ایسے شخص نے نماز مشروع
کی جس میں کراہت نہ تھی تو کیا نماز قطع کر دے
اور دوسرے کی اقتداء کرے ؟ طے کرنے اس کو
ترجیح دی ہے کہ اگر اول فاسق ہو (یعنی مخالفت نہ ہو)
تو نماز قطع نہ کرے ورنہ مخالفت ہو اور رعایت نماز
میں شک نہ ترتیب دے میں کہتا ہوں اس کا عکس ہے کیونکہ
دوسری (یعنی مخالفت کی) صورت میں کراہت تنزیہی
ہے جیسا کہ ناجیہ اور اعرابی کی امامت میں سے جھگڑا
فاسق کے کہ اس کے بارے میں شرع غیر میں ہے
کہ مختار ہی ہے کہ اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے کیونکہ
فقہاء کہتے ہیں کہ اس کو امام بنانے کی بنا پر اس کی

تعظیم ہوگی حالانکہ ہم پر اس کی اہانت لازم ہے بلکہ امام ہاں کہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک اور ایک روایت کے
مطابق امام احمد رضی اللہ عنہ کے نزدیک فاسق کے چہرے نماز جائز ہی نہیں اور قلت (میں کہتا ہوں) جس کے پاس

لہ مراقی الفلاح مع حاشیہ المطہری فصل فی بایں الاتی بالامامة مطبوعہ دار محمد تجارت کتب کوچی ص ۱۹۵
لہ غنیۃ المستمل شرح غنیۃ المصلی فصل فی الامامة سہیل ایکڈمی لاہور ص ۵۱۲
لہ رد المحتار باب اوراک الغریضہ مصطفیٰ البانی مصر ۵۲۵/۱

میں ہم گفتگو کر رہے ہیں وہوں مختار اقوال کے مطابق اس کا حکم نہایت ہی واضح ہے جیسا کہ اسی بدتر فاسق اور بدتر باغی کے حال سے آشکارا ہے۔ (ت)
در مختار میں ہے :

كل صلاة ادیت مع كراهة التحصيل
تجب اعادتها
ہر وہ نماز جو کہ اسباب تحریمی کے ساتھ ادا کی جائے اس کا اعادہ واجب ہوتا ہے۔ (ت)

بکر جیسا کہ اپنے دیگر اقوال و افعال مذکورہ سوال کے باعث غلطی و بزدکار اور اس بھینٹ کے سبب بدترین و ناپاک ترین اثر لایں ہیں اس امامت میں بھی کہ بنا راضی مقتدیان سے مخالف شرع و گنہگار ہے۔ حدیث میں ہے حضور رسید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ثلاثة لعنهم الله من تعدوا قوما وهم
له كما هو له وامرأة باتت وزوجها عليها
ما خطر وجبل سمع على الصلاة على
الفلاح فلم يجبه. رواه الحاكم في
المستدرک۔
تین شخص ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے ایک وہ کہ دو گروں کی امامت کو کھڑا ہو جائے اور وہ اس سے ناخوش ہوں ، دوسری وہ عورت کہ رات گزارے اس حالت میں کہ اس کا شوہر اس سے ناراض ہے تیسرہ شخص کہ جی علی الصلوة وحی علی الفلاح سے اور نماز کو حاضر نہ ہو۔ اسے حاکم نے مستدرک میں دایت کیا۔

خصوصاً ایسی امامت تو اور بھی سخت ہے کہ بلا وجہ شرعی امام معین کا منصب چھپی کر جبراً لوگوں کی امامت کرے اللہ دین نے اسے کبیرہ گناہوں میں شمار فرمایا، ابن حجر کی تذاویر من اقران الکبار میں فرماتے ہیں :

الکبيرة السادسة والثمانون امامة الانسای
لقوم وهم له كما هوون بعد هذا من
انکبائهم الجزم به وقع لبعض ائمتنا
وكانه نظر الى ما في هذه الاحادیث وهو
نجيب منه ، فامتنع ذلك مسکونه
نعم امت حملت تلك الاحادیث
چھیا ستیوں کبیرہ گناہ یہ ہے کہ آدمی کا ان لوگوں کی امامت کروانا جو اسے پسند نہ کرتے ہوں اس عمل کو ہر ایک بعض ائمہ نے بالجزم کیا نہیں شمار کیا شاید انہوں نے یہ ان احادیث کی روشنی میں کیا ہو ، لیکن یہ عجیب ہے کیونکہ یہ عمل مذکورہ ہے البتہ ایک صورت ایسی ہے جہاں احادیث کو اس شخص پر محمول کیا جائے جس نے

علی من تعدی علی وظیفۃ اماہ من ایت فصل
 یہ کہ قہر علی صاحبہا و علی العاصمین
 امکان انہ یقال حیث ذات ذلک کبیرۃ لان
 غصب البیہب اولیٰ ہا کبیرۃ من غصب
 الاموال المصرح فیہ بانہ کبیرۃ ۱۷ مخصصہ
 واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۷ کلمۃ دھرم ملا میرزا
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو امام نماز پڑھانے پر ناکر ہے اس کی اقتدار کی حد سے یا
 جماعت ترک کی جاسکتی ہے؟ بینوا تو جردا

الجواب

قلنا اقتدار کی جتنے اس مذہب پر ترک جماعت ہرگز جائز نہیں متقدمین کے نزدیک جو اُہرت سے کرامت
 کرنے والے کے پیچھے نمازیں کراہت تھی اس بنا پر کہ اُن کے نزدیک امامت پر اُہرت لینا ناجائز تھا وہ بھی ایسی
 نہ تھی جس کے باعث ترک جماعت کا حکم دیا جاسم۔ ب کہ قویٰ تر از اُہرت پر ہے تو وہ کراہت بھی نہ رہی طحاوی
 میں زیر قول درمنا رکنہ خلع من امر ہا جرة قسستانی (اس شخص کے پیچھے نماز مکروہ ہے جو اُہرت سے
 قسستانی۔ ت) فرمایا،

هذا مبني على بطلان الاستنجار حلف
 انطاعات وهي طريقة المتقدمين والفق
 یہ جو نہ خوف تعطیل الشعائر علیہ و
 ابو السعود۔
 یہ حکم اس پر مبنی ہے کہ عبادات پر اُہرت لینا ناجائز نہیں
 (باطل ہے) اور یہ متقدمین کا طریقہ تھا اب مفتی یہ قول
 یہ ہے کہ اُہرت لینا ناجائز ہے ورنہ شعائر اسلامی
 کے منسلک ہو سکتے کا خوف ہے علی و ابوالسعود (ت)

اسی طرح رد المحتار وغیرہ میں ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۸ از ماہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ مرسلہ حضرت سیدہ ظہیرہ ریاض صاحب ۱۱ جمادی الآخری ۱۳۱۲ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کو کہتے ہیں کہ اور سوہنیں یاد ہیں جن سے وہ نماز پڑھاتا

علم الزواجر من اقوال الکبراء الکبیرۃ السادات والشافعین
 ۲۴۰/۱ مطبوعہ دار الفکر بیروت
 ۲۴۴/۱ دار الفکر بیروت
 باب الامارۃ
 شہ ماسیۃ الخطوط

ہے مگر اسے کھڑے پڑے مدد شدہ وقف رہا و پرچند ان خیال عبور نہیں اپنے لیسان کی وجہ سے مجبور ہے کہ حافظ یا قاری کو سن کر صاف بھی کرتا ہے تاہم بڑے رکوع یا سورت فصاحت حافظہ یا کی علم عربی قواعد قرأت کے سبب امور مذکورہ کا خیال نہیں رہتا ہاں چھوٹے رکوعوں سورتوں پر اکتفا کرے تو کسی قدر عبور نہ سکتا ہے مگر صبح و عشا وغیرہ میں جو طویل و سلا کا حکم ہے اس کی رعایت نہ ہوگی تیسری سیین و صداد میں بھی غلطی کرتا ہے اس صورت میں زید کی امامت درست ہے یا مکر وہ؟ اور کھڑا پڑا ادا نہ ہونے سے نماز تو مکروہ نہ ہوگی اور اگر ہر نماز میں قصار پر قناعت کرے تو کیا حکم ہے؟ دوسرا شخص بکر ہے جو تمام امور قرأت حسب قواعد ملحوظ رکھتا ہے مگر بوجہ اپنے کسی فعل ناجائز مثل نشہ ممنوع شرعی میں ملوث ہونے کے امامت سے انکار کر کے زید کو جو بوجہ غلطی سیین و صداد و عدم رعایت امور مذکورہ معذور ہے امام کرنا چاہتا ہے اور خود انکار کرتا ہے ایسی صورت میں اس کا اپنی امامت سے انکار اور زید کو امام کرنا درست ہے یا نہیں؟ ان دونوں میں لائق امامت کون ہے؟ بینوا تو جروا

الجواب

اس مسئلہ میں جواب سے پہلے چند مسائل کا معلوم کرنا ضرور۔

(۱) وقف کی غلطی کہ وصل کی وقف، وقف کی جگہ مل کرے۔ یہ اصل مضمرہ نماز نہیں اگرچہ وقف لازم پر مشتمل ہے۔
 کما نص علیہ فی الہندیۃ و فی بحیث و سترہا
 للعلامۃ الحلبی الوقف فی خیر موضعہ و
 الابتداء من غیر موضعہ لایوجب فساد
 الصلوۃ بحسب عامۃ علما مثلاً الی انت
 قال بعد ذکر الامثلہ (فالصحبۃ بعد
 الفساد فی ذلک حکمہ لما تقدّر و لافسہ
 نظم القرأت اھل ملاحظہ۔
 میرا کہ یہ یہ۔ نیز اور اس کی شرعاً تعدد مدہلی میں
 تصریح ہے کہ ہمارے اکثر علماء کے نزدیک غیر وقف
 کی جگہ وقف اور غیر شروع کی جگہ شروع کرنے سے
 نماز فاسد نہیں ہوتی (آگے چل کر مثالیں ذکر کرنے
 کے بعد کہا، میں یہ ہے کہ ان تمام صورتوں میں فساد
 نہیں، اس دلیل کے پیش نظر جو گزری چکی در اس لئے
 کہ یہ نظم قرآن میں اھل فضا (ت)

(۲) جنی حروف مدہ پر مدہ ہے جیسے جاء، تنوء، جاتی، یا یھا، قالوا لا، فی آیام، وآلہ،
 امیں وہاں مد نہ کرنا بھی اصل مضمرہ نہیں،

فان ذلک من محسنات التجوید والادخل
 لہ فی المعنی بل فی اللفظ ایضاً بحیث یتغیر
 کیونکہ یہ حسن تجوید میں سے ہے اس کا معنی میں بلکہ
 الفاظ میں بھی کوئی دخل نہیں کیونکہ اس کے ترک سے

بتو کہ اللفظ فضلاً عن المعنى۔
الحفاظ میں کوئی تبدیلی نہیں آتی چر جائیکہ معنی میں تبدیلی نہ

(۲) جن حروف مد یا لیں پر مد نہیں مثلاً قال یقول قیل قول خیر۔ ان پر مد کرنا بھی موجب فساد نہیں
بلکہ مد سے زیادہ نہ ہوں، ہاں مد سے تجاوز ہو جیسے گانے میں زمرہ رکھنا جاتا ہے تو آپ ہی مطلقاً مفید ہے
اگرچہ مد ہی کی جگہ ہو،

فی الحاشیة لو قرأ القرآن فی صلواتہ بالحاء ان
غیر الکلمة تفسد صلواتہ لما عرفت فان کانت
ذلت فی حروف المد والذین وھی الیہ والالاف
والواو لا یغیر المعنی الا اذا فحش الھ فب
مد الھ فحش قولہ بالالھان ای بالانعامات
وھما صیغتا کما فی الفتح اشباع المحركات
لصراعات النظم۔

خامیہ میں ہے اگر نماز میں الحان کے ساتھ قرآن پڑھا
اگر کلمہ میں تبدیلی آگئی تو نماز فاسد ہو جائے گی جیسا
کہ معروف ہے پس اگر وہ الحان حروف مد اور لیں میں ہو
جو کہ یاء، الف، امد و او ہیں تو معنی میں تبدیلی نہیں
ہوگی البتہ اس صورت میں آنے کی جب وہ مد سے متجاوز
ہو اور رد الحان میں ہے قولہ بالالھان یعنی نغمہ کے
ساتھ پڑھنا اور اس کا ماضی فتح کے مطابق نغمہ کی
رعایت کی خاطر حرکات میں اشباع کرنا۔ (د ت)

(۳) کھڑے کو پڑا پڑنا بھی منسہ ہیں۔

فی القنیۃ قع حم قرأ و تعال جدك یغیر یاء
لا تفسد و محض جاس الله مثله لا تفسد العرب
یکتفی بالفتحة عن الالف اکتفاء هم بالکسر
عن الیاء و لو قرأ أحد بالله لا تفسد صلواته
ایضاً لا کتفاءهم بالضمیۃ عن الواو
تو بھی نماز فاسد ہوگی کیونکہ اہل عرب واۃ کی جگہ ضم پر اکتفاء کر لیتے ہیں۔ (د ت)

عکس و جہاد اللہ و الصلوات لا تصد
و کذا لو قرأ و طور سنین بحضرت الیاء
یعنی الائمہ کرام جیسی اور جہاد اللہ نہ مختصری کے
نزدیک اگر کسی نے و الصلوات کی جگہ و الصلوات پڑھا

۵/۱	مطبعة وکشر لکھنؤ	فصل فی قرآۃ القرآن خطأ	لہ قادی قاضی خان
۲۶۶/۱	مطبعة البابی مصر	باب ما یفسد الصلوة الا	عکس و المختار
ص ۶۳	المطبعة المستنیرة بالمہارندہ	باب فی حذف الحروف والریادة	عکس قنیۃ قادی قنیۃ

یوں ہی تصریح فرماتے ہیں کہ جو شخص وقت وصول کی رعایت نہ رکھتا ہو اسے امام نہ ہونا چاہیئے۔
 في الهندية عن المحيط من يقف في غير مواضع ولا يقف في مواضع لا يدعى له ان يؤم
 ہندیہ میں محیط کے حوالے سے ہے کہ وہ شخص جو غیر وقت کی جگہ وقت کرے اور وقت کی جگہ وقت نہ کرے اسے

امام نہیں ہونا چاہیئے۔ (ت)

۶۱ پڑے کو کھڑا پڑھنے سے اگر معنی فاسد نہ ہوں جیسے اکل اذیغ یرضہ لم یخش فاما لاتا من عیدہ لا تمش
 یصا کو اکل اذیغ یرضہ لم یخش واما لاتا من عیدہ لا تمش یصا پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

في العينية ان نراه حرفان لم يغير المعنى بآت
 قرأوا صرما معروف وابهر عن المسكر بزيادة الالف
 في اللفظ بعد الهاء لا تغسل اھ طعنا۔
 غنیہ میں ہے اگر کسی نے ایسے حرف کا اضافہ کیا جس سے معنی میں تبدیلی نہ آئے مثلاً وصر بالعرفوت وانسی عن المنکر میں بار کے بعد الف پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی اور غصا۔ (ت)

ورنہ فاسد

كما قد صحت عن أبي نية وفي الدرر منها اي صحت
 المفسدات انقرأة بالواو ر غير المعنى
 في رد المحتار قوله ان غير المعنى كما لو
 قر الحمد لله رب العالمين واشيع الحركات
 حتى اتي براء بعد الدال وبياء بعد اللام والهاء
 وبعث بعد الراء وحثلله قول العبد مرابنا لك
 احامد يا لفت بعد الراء لان المراد هون وج
 الامر كما في الصحاح والقاموس وابن الزوجة
 يسى مرابيا اھ۔
 جیسا کہ پہلے غائبہ کے حوالے سے بیان کر چکے ہیں اور
 ارجح یہی ہے مقصد انت نماز میں سے قرأوا بالواو
 بھی ہے بشرطیکہ معنی تبدیل ہو جائے اور الف نہیں ہے
 کہ تین کے قول ان غیر المعنى کی مثالیں یوں ہیں کہ
 الحمد لله رب العالمين میں اگر کسی نے حرکات میں
 اشباع کیا وہ یوں کہ دل کے بعد و، لام اور بار
 کے بعد یا اور ز کے بعد لفت پیدا ہو گیا اسی طرح ہے بکر
 کا قول "مرابنا لك الاحامد" یعنی رار کے
 بعد الف پڑا کیونکہ مراب ماں کے شوہر کو

کہا جاتا ہے جیسا کہ صحاح اور قاموس میں ہے، اور ز وجہ کے پیشے کو سر بیب کہا جاتا ہے (ت)

منہ فتاویٰ ہندیہ الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماماً لغيره مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۶۶
 منہ غنیۃ المستملی شرح غیۃ المصلی فصل فی بیان احکام زلۃ القاری مطبوعہ سید اکید می لاہور ص ۴۴
 منہ در مختار باب ما یجسد الصلوۃ الہی مجتہائی دہلی ۱/۹۰
 منہ رد المحتار ~ ~ ~ ~ ~ معطلۃ ابوابی مصر ۱/۶۶۶

اقول هذا هو الواقع بكلام اصحابنا المتقدمين وقاعدتهم الغير المنخرمة المتخارجة للمحققين فلا عيب مما يوجد من خلاف ذلك في بعض المخرج والمنقولة عن المتأخرين نعم ما ذكر في السوابق فندى فيه وقفة فاه القياس في اسم فاعل الربوبية وان كان في الاستعمال ببعضي اهل اللغة لا يذكر في المشتقات القياسية ولا هي موقوفة على السماع والادب تمكن قياسية والقياس لا يرد الا بالنسب بغيره لاجرم قال في تاج العروس هو اسم فاعل من مر به يربه اي تكفل بامره اه و صحته بصحة تعين على احتمال معني صحبه وليكان ثمة احق لات فاصلة كما هي عليه هو وغيره فخرس والمحتار عند الاحتمال ينتهي اليه لعدم تيقن المحلل انه في الغنية التحقيق فيه الفصل بصحة المعنى بوجه محتمل و بعد ما كما قررنا انه قاعدتهم الغير المنخرمة اه فافهم

اقول (میں کہوں یہ گفتگو ہمارے متقدمین علماء کے کلام اور محققین کے اصحاب زودہ ان کے کتبہ ضابطہ کے مطابق ہے ہذا متاخرین سے اس کے خلاف جو جزئیات معمول ہیں آپسہ ان کی طرف متوجہ نہ ہوں البتہ لفظ سباب کے بارے میں جو کچھ ذکر ہو اس میں مجھے توقف ہے کیونکہ قیاساً یہ ربوبیت سے اسم فاعل کا صیغہ ہے اگرچہ کسی دوسرے معنی کے لئے بھی مستعمل ہے اور اہل لغت مشتقات قیاسیہ کا ذکر کرتے ہی نہیں اور نہ ہی وہ سماعت پر توقف ہوتے ہیں ورنہ وہ قیاسی ہی نہ رہیں اور قیاس کو اس وقت روکنا باکتا ہے جب اس کے ترک پر نص ہو۔ لاجرم تاج العروس میں ہے کہ سوابق مذکور یہ اسم فاعل ہے جس کا معنی دوسرے کے معانی کا فعل ہونے کے ہیں اه اور صحت نماز کا اعتبار صحت معنی کے احتمال پر ہوتا ہے اگرچہ وہاں احتمالات فاسدہ بھی ہوں۔ جیسا کہ اس پر شامی وغیرہ نے تصریح کی ہے۔ رد المحتار میں ہے احتمال کے وقت فساد معنی ہو جاتا ہے کیونکہ خطا کا یقین نہیں رہتا اه فتاویٰ میں ہے تحقیق اس مسئلہ میں یہ ہے کہ کسی طرح صحت معنی کے احتمال اور عدم احتمال پر عمل ہوگا جیسا کہ ہم نے فقہا کا وہ ضابطہ بیان کیا ہے جو

توڑنے والا نہیں اه فافهم (ت)

(۷) یوں ہی مشدود کو مخفف، مخفف کو مشدود پڑھنا فساد معنی میں فساد نماز ہے جیسے طلب بتخفيف لام

سنة تاج العروس من جواهر القاموس فصل الزام من باب ابار مطبوع دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۶۲/۱
سنة رد المحتار مطلب مسائل زلة القاری مصنف ابوبابی مصر ۲۶۸/۱
سنة غیة المستمل شرح غیة المصلی فی بیان احکام زلة القاری مسیل اکیڈمی لاہور ص ۳۸۴

ایک تشدید کاوت نہیں ورنہ میں جیسے ماوراء تک تخفیف والی ایک بڑی تشدید راہ،

فی الغنیۃ بتحقیق التشدید بالاصل فیہ انہ
ان کان لا یغیر المعنی کان قرأ و قتلوا تعتیلاً
لا تفسد وان غیر بیان ترک التشدید فی سبب
الفتن ونحوہ فاختیار علی مدۃ المشائخ انہا
تفسد کذا فی الخلاصۃ وذلك التفصیل علی
قول المتقدمین وتقدم انہ الا حوط وحکم
تشدید المحقق کحکم عکسہ و کذلک اہل
الصدغم و عکسہ فالجیم فصل واحد
اہ ملخصہا۔

غنی میں ہے کہ جو لفظ مشدد کو تخفیف پڑھنے میں قاعدہ ہے کہ
اس کو تخفیف پڑھنے سے اگر معنی میں تبدیلی نہیں آتی مثلاً
قتلوا تعتیلاً شد کے بغیر پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی
اھ اگر معنی بدل جاتا ہے مثلاً سبب الفتن وغیرہ میں
شد کو ترک کر دیا تو عام مشائخ کے ہاں مختار یہی ہے
کہ نماز فاسد ہوگی کذا فی الخلاصہ، اور یہ تفصیل
متقدمین کے قول کے مطابق ہے اور پہلے گزر چکا کہ
اسی میں زیادہ احتیاط ہے، تخفیف کو شد کے ساتھ
پڑھنا یا مشدد کو تخفیف پڑھنا دونوں کا حکم ایک جہت ہے۔ اسی
طرح دیگر کا اظہار یا اس کا عکس ہو تو ان تمام صورتوں کا
ایک ہی حکم ہے اھ ملخصاً (ت)

اقول ہکذا فی کتب اخری حکم

الفساد بتخفیف الراء عندی فیہ وقفۃ
فقد قال فی القاموس قد یخفف اھ و نقلہ
العساقانی عن اہم الامباری و انشد
المفضل ۛ

وقد علم الاقوام ان لیس فوقہ

سبب غیر من یعطی العظوظ و یرزق

نقلہ فی لسان العرب وغیرہا کما فی التاج۔

اقول (میں کہتا ہوں اسی طرح دیگر کتب میں
سبب کے تخفیف پڑھنے پر فساد نماز کا حکم دیا گیا ہے
اور میرے نزدیک اس میں توقف ہے، کیونکہ قاموس
میں ہے کہ اس میں کبھی کبھی تخفیف کی جاتی ہے اھ
عساقانی نے ابن الانباری سے نقل کیا ہے اور مفضل
نے یہ شعر کہا ہے اھ

ان اقوام نے یہ جان رکھا ہے کہ ان سے اوپر رب کے
سوا کوئی نہیں جو رزق اور نعمتیں عطا کرے۔

تاج العروس کے مطابق یہ شعر لسان العرب میں غیر مذکور
منقول ہے۔ (ت)

سلفینہ المستقل شرح نیت اصلی فصل فی بیان احکام زلۃ القاری مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۸۸

سلف القاموس المحیط فصل الراء من باب الراء - مصطفی البابی مصر ۱/ ۷۲

سلف تاج العروس من جواهر القاموس فصل الراء من باب الراء مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۶۰

(۸) اس ص و غیر ہا حروف کی باجم تبدیل میں بھی فساد معنی ہی پر لٹا ہے بحالت عدم فساد نماز فارسی نہیں صرفاً جب خاص لفظ زبان عرب میں دونوں طرح ہو جیسے صراط و سراط وہ تبدیل کسی قاعدہ عرب کے موافق ہو جیسے وہ ہر کلمہ جس میں سین کے بعد ط ممل یا غین مجر یا ق یا خ مجر واقع ہو اس میں سین کو ہن پڑنا صحیح ہے بعض نے قبل و بعد کی قید نہیں لگائی اور ت کی معیت میں بھی سین اور صاد کی باجم تبدیل دونوں جانب سے جائز بتائی، بعض نے کہا جس کلمہ میں ص کے بعد ط ممل یا خ مجر یا سین کے بعد ق یا خ مجر ہو وہاں ان میں ہر ایک کے عوض دوسرا اور س مجر بھی جائز، اور جس ص کے بعد ط ممل ہو اگر ص ساکن ہے تو اس کی جگہ س یا نر روا اور متحرک ہے تو نائز و مفسد نماز، قنید میں ہے۔

صق سالت جاسم الله حسن قری اوصطاً او واصیخ
او صقر لوم صخرات بانصا د مکان السین
فقال لا تفسد لان کل کلمة وقع فیها بعد
السین طاء او غین اوقات او خاء جائز ان
یبدل السین صاد الله

جاء الله سے جب میں نے سوچا کہ کوئی شخص وسطاً کو وسطاً،
اصیخ کو اصیخ، صقر کو صقر اور صخرات
کو صخرات یعنی ص کی جگہ ص پڑتا ہے تو
اس کا کیا حکم ہے؟ فرمایا نماز فارسی نہ ہوگی کیونکہ
بروہ اگر ص میں سین کے بعد طاء، غین، قاف یا
خا جا ہے تو اس میں کو صاد کے ساتھ بدلنا جائز ہے۔

اسی طرح علیہ میں اس سے نقل فرمایا،

و ضبط الحروف فقال کل کلمة وقع فیها بعد
السین طاء مهملة او غین معجمة اوقات
او خاء معجمة جائز ان یبدل فیها السین
صاداً۔

اُسی میں ہے،

وقی المستفی ومن قرأ مکان الہاد سیناً یتخطر
ان کان صاد بعد طاء کان صراط و بعد حاء
عین کقولہ واصیخ او سین بعد طاء قی کقولہ

البتی میں ہے وہ شخص جس نے صاد کی جگہ سین پڑھا
وہاں غریب کیا ہے گا اگر صاد کے بعد ط، ممل ہے
مثلاً صراط، یا اس کے بعد غین مجر مثلاً واصیخ

سلفوكم اذ بعد ما خا كقولہ یسخرن یحورن
 مكان السين صداد او ناء واما الحق بعد ما
 دال اكانت الصاد ساكنة كقولہ یصد یجوز
 بالسين والزاء واما الحق تكون متحركة
 كقولہ الصمد لا یجوز قراءتہ بالسين ولو
 قرأ بالسين ففسد صلاتہ و
 علی هذا یخرج كثير من المسائل انتهى
 فاسد ہو جائے گی، اسی ضابطہ پر بہت سے مسائل کی تفسیر کی جاتی ہے انتہی۔ (ت)
 خاتمہ میں ہے،

عن ابی مہرور العسراقی کل کلمۃ فیہا حین
 او حاء او قاف او طاء او تاء و فیہا سین
 او ہاء فقرأ السين مكان الصاد او الصاد
 مكان السين جائزاً

اقول هكذا هو في الخاية طابع
 كتبتة ١٣ شذلة الميلادية باهمال العين
 والحاء جميعاً وكذا هو في الغنية طابع
 استأبول شذلة الهجرية و مثله في
 الميزانية طابع مہرور شذلة وقف
 الخاية طابع مہرور من تلك السنة باحجام
 الخاء و اهمال العين وهو الموافق لما في
 غناية القاضي حاشية العلامة الخفاجي
 عن البيضاوي طبع مہرور شذلة تحت قوله

یا کسی کلمہ میں سے کے بعد ق ہو جیسے سلفوكم، یا اس
 کے بعد خاء مہرور ہو جیسے یسخرن، تو ایسی صورت
 میں سے کی جگہ سے یا نہ پڑھنا جائز ہوگا، لیکن
 اگر ص کے بعد د مہرور ہو تو اگر صاد ساکن ہو مثلاً
 یصد و ترا سے سین یا زاء پڑھنا جائز، اور اگر
 صاد متحرک ہے جیسے الصمد تو اب اسے سین پڑھنا
 جائز نہیں، اگر کسی نے سین پڑھا تو اس کی نماز
 فاسد ہو جائے گی، اسی ضابطہ پر بہت سے مسائل کی تفسیر کی جاتی ہے انتہی۔ (ت)

ام مہرور عراقی کہتے ہیں ہر وہ کلمہ جس میں عین، حاء،
 قاف، طاء یا تاء ہو اور اس کلمہ میں سین یا صاد ہو
 تو ایسی صورت میں اگر کسی نے صاد کی جگہ سین یا سین
 کی جگہ صاد پڑھا تو پڑھنا جائز ہوگا (ت)

اقول (میں کہتا ہوں) غنایہ مطبوعہ مکتبہ ۱۳۵
 میلادی میں یوں ہی عین مہرور اور حاء مہرور دونوں کا ذکر
 ہے، اسی طرح غنایہ مطبوعہ استنبول ۱۲۹۵ھ میں
 ہے، اور بزاز یہ مطبوعہ مصر ۱۳۱۰ھ میں بھی اسی طرح
 کے الفاظ ہیں، مگر غنایہ مطبوعہ مصر سنہ مذکورہ میں
 خاء مہرور اور عین مہرور کا ذکر ہے، ورنہ اس کے
 مطابق ہے جو علامہ تھاجی نے غنایہ القاضی حاشیہ
 بیضاوی مطبوعہ مصر ۱۲۸۲ھ میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی
 الصراط المستقیم کے تحت لکھا ہے وہ قرأت ہے

سہ حلیۃ اہل شرح نیت المصل

مکہ قادی قاضی ثنائی فصل فی قرآۃ القرآن خطا

مطبوعہ نوکشتور کتب خانہ

کفاح صخاٹ وغیرہ وغیرہ عوا علیہ الفروع اور اس پر کئی فروعیات کی تخریج کی پس اچھی طرح سمجھ لو
فی فہم تو شد۔
تو رہنمائی پاؤ گے۔ (ت)

اگرچہ علمائے متاخرین ان تین میں بھی کہیں بعض کہیں اکثر بغرض آسانی جانب ہوا نماز گئے در بکثرت فروع
میں ان کے اقوال خود مختلف و مضطرب رہے،

کما یظہر بالمرجوع الی الفنیۃ والنظر الی
قوالہم المسقولۃ فی الصادی مسہر
المراد و ردھا الی الاصول۔
جیسا کہ غنیہ کے مطالعہ سے اور ان کے فتاویٰ میں مشہور
اقوال میں غور کر لے سے ظاہر ہوتا ہے باوجود اصول
پر فروعیات کے جاری اور رد ہونے کے۔ (ت)

(۹۱) ص، وغیرہ حروف کی تبدیل جس میں آج کل اکثر عوام مبتلا ہیں جب بطور غلطی ہو یعنی
کہنا چاہیں تو ص ہی ادا ہو ص نہ نکال سکیں جیسا کہ یہاں عوام کا جنہوں نے قواعد ادا نہ سیکھے اور ص فرض
عین کے تارک رہے یہی حال ہے تو اس صورت میں اگرچہ ان کی اپنی نماز ہو جائے پر فتویٰ ہے جبکہ سیکھنے پر
کوشش کئے جائیں اور جو حرف نہیں نکال سکتے اس سے خالی کوئی سورت یا آیت پاتے ہوئے سوائے فاتحہ ایسا
کلام جس میں وہ حرف آئے ہیں نہ پڑھیں اور صحیح خوان کی اقتداء ملتے ہوئے یہاں نماز ادا نہ کریں مگر یہ حکم صرف ان کی اپنی نماز
ان شرطوں کے ساتھ جائز ہونے کے لئے ہے یہ نہ کہ امت نہیں کر سکتے نہ اس کی نماز ان کے پیچھے ہوگی یہی مذہب
صحیح ہے اور یہی قول قہورائد ہے جن میں متاخرین بھی شامل ہیں۔ فتاویٰ خیرہ میں ہے ا

المراجع المقتی بہ عدم صحۃ اصاحۃ
الاشع لغیرہا من لیس بہ لثغۃ
رائع اور مفتی پر قول یہی ہے کہ الاشع (توتے) کی امامت
اس شخص کے لئے جائز نہیں جس میں توکل پر نہ ہو۔

اسی میں ہے،

اصاحۃ الاشع للنصیح
واسدۃ فی المراجع الصحیحۃ
الشیع (توتے) کی امامت نصیح کے لئے رائع اور صحیح
قول کے مطابق فاسد ہے۔ (ت)

اسی میں ہے،

قدابہ اکثر لاصحاب
لما لغيرہ من الصواب
اس کا اکثر علمائے انکار کیا ہے جبکہ اس کا غیر اس سے
بہتر و درست پڑھنے والا موجود ہو۔ (ت)

سہ عینہ مستطی شرح غنیۃ المعنی فصل فی بیان احکام زکۃ القاری مطبعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۹۳
لے تا سہ فتاویٰ خیرہ کتابہ الصلوۃ دار المعرفۃ بیروت ۱/۱

بڑا زیر میں ہے :

ان امكسہ ان يتحد آیات خالية عن تلك
الحروف فعل والاسكت وان وجد آیات
خالية عن لثغته ومع ذلك قرأ ما فيها لثغته
لا يجوز وعلى قیاس ما ذكرنا في المسئلة الاولى
ان بدلي حروف بحروف ولا يقدر لا يفسد و
به نأخذ وكذا المستقيم مكافئ المستقيم
الا ان غير لا يقتدي به۔

اگر اس کے لئے ممکن ہے تو ایسی آیات پڑھنے جو ان حروف
سے خالی ہوں ورنہ سکتا رہے اور اگر وہ ایسی آیات
(جن میں اس کو تو تکلیف نہیں ہوتا) پر قادر ہونے
کے باوجود وہ آیات پڑھتا ہے جن میں تو تکلیف ہوتا،
تو یہ جائز نہیں، اور پہلے مسئلہ میں ہم نے جو کچھ سیاسی
کیا اس پر قیاس کرتے ہوئے اگر اس نے ایک حرف
کو کسی حرف کے ساتھ بدل دیا اور درست پڑھنے پر قادر
نہ ہو تو فساد نماز نہیں آئے گا، اسی پر ہمارا عمل ہے، اسی طرح وہ جس نے مستقیم کی جگہ مستقیم پڑھا،

مگر کوئی دوسرا اس کی اقتداء نہ کرے۔ (ت)

فقہ میں محیط، فتاویٰ جبر، فتاویٰ غانیہ وغیرہ کی عبارات نکال کر فرمایا،

الحاصل ان اللثغ يجب عليهم الجهد وانما
وصلوا تهم جائزة مادامو من الجهد وكرم
بمنزلة الاصبين في حق من يصحح العرف
الذي يجوزوا عنه لا يجوز اقتداء به
ولا تجوز صلواتهم اذا تركوا لاقتداء به
مع قدرتهم وان تجوز صلواتهم مع قراءة
تلك الحروف اذا لم يقدروا على قراءة ما تجوز
به الصلاة مما ليس فيه تلك الحروف و
اما لو قدروا مع هذا قرأوا تلك الحروف
فصلواتهم فاسدة ايضا هذا هو السدي
عليه الاعتماد

الحاصل تو تکلیف۔ کچھ واسطے پر ہمیشہ تصحیح حروف کی
جہد و جہد کرنا ضروری ہے اور جب تک ایسے لوگ
جہد نہ کرتے ہیں گے ان کی نمازیں درست ہوں گی
اور حروف کو صحیح ادا کرنے والے کے حق میں
اُتی کی طرح ہیں لہذا صحیح ادا کرنے والے کو ان
کی اقتداء نہیں کرنی چاہئے اور یہ لوگ صحیح پڑھنے والے
کی اقتداء پر قادر ہونے کے باوجود اگر اقتداء ترک
کریں تو ان کی نماز نہ ہوگی اور ان کی اپنی نماز ان لوگوں
کی قرأت کے ساتھ صحیح ہوگی جب یہ قرآن کے کسی
استنہ جگہ پر قادر نہ ہوں جتنے میں نماز جائز ہو جائے
اور اس مسئلہ میں وہ حروف بھی نہ ہوں اور اگر اتنی

قرأت کی قدرت کے باوجود انہی حروف کو پڑھتے ہیں تو بھی ان کی نماز فاسد ہوگی یہ وہ ہے جس پر اعتماد است،

سنة فتاویٰ بڑا زیر مع الفتاویٰ الهندیة الثانی عشر فی ذلہ القاری مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۴۴/۴
سنة غنیة المستطوع غیر المصلی فصل فی بیان احکام ذلہ القاری بہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۴۸۳

(۱۰) فرد ظہر میں طواف مفصل، عصر و عشا میں اوساط کا پڑھنا اگرچہ سنت ہے مگر انص علیہ فی المتن (جیسا کہ اس پر متون میں تصریح ہے۔ تن) مگر زایا ضروری کہ عذر سے بھی ترک نہ کیا جائے۔ صحیح حدیث سے ثابت کہ ایک بچہ جس کی ماں شریک جماعت تھیں اس کے رونے کی آواز سن کر حضور پر نور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فجر کی نماز صرف معذورین سے پڑھائی۔ علاریہاں مجملہ اذکار طلال قوم و بدو و زکی امام مکی شمار کرتے ہیں کہ یہ صورت ہو تو چھوٹی سورتوں پر قناعت کرے تاکہ مقتدیوں کو ناگوار نہ ہو۔ در مختار میں ہے،

احتماس فی البداء ثم عدم التقدير و انه
يختلف بالوقت والقوم والامام
ہدایہ میں مقدار مقرر نہ کرنے کو پسند کیا ہے اور یہ وقت
امام اور قوم کے باعث قرأت کا حال مختلف
ہو جاتا ہے۔ (ت)

رد المحتار میں ہے،

قوله و الامام اي من حيث حسن صوته
وقبحه
قوله و الامام يعني اس سے امام کی آواز کا
اچھا یا برا ہونا مراد ہے۔ (ت)
تقرآن عظیم کو اپنے اغلاط و ادا پائی اور مقتدیوں کی عداوت و فساد سے محفوظ رکھنا تو اعظم اعذار اور اہم کام ہے۔
(۱۱) فاسق کے عیجے نماز مکروہ ہے بحر الزانی و در مختار و معراج الدرایہ و جلی و غیرہ میں اس کراہت
کو تنزیہی اور نفیہ و فساد کی خبر و مرآۃ الفلاح و فتح اللہ المعین و غیرہ میں تحریری ٹھہرایا اور یہی کلام امام ترمذی
کا مفاد،

كما بينا في مسالتنا انهم لا يكدحون
الصلوة و راء عدى التعليل و غيرها من
تحريرياتنا۔
جیسا کہ ہم نے اس کی تفصیل اپنے رسالے
انہی الاکید عن الصلوة و راء عدى التعليل اور
دیگر تحریرات میں کی ہے۔ (ت)

رد المحتار میں ہے،

هو كالابتدع فتركه اما مته بكل حال بل
مشي في شسوح العفوية على است
فاسق چمتی کی طرح ہے اس کی امامت ہر حال
میں مکروہ ہے، بلکہ شرح النینہ میں ہے کہ اس

کراہۃ تغذیہ کراہۃ تحریم لما ذکرنا لہ کی تحریم مکروہ تحریمی ہے اس دلیل کی بنا پر جو ہم نے ذکر کر دی۔ (د ت)

(۱۲) جماعت اہم واجبات اور اعظم شعائر اسلام سے ہے۔ تو فسق امام کے سبب ترک جماعت نہ چاہئے اور اہل جماعت کے لئے اس کے پیچھے پڑھ لیں اور دفع کراہت کے لئے اعادہ کر لیں۔

فی الفتح عن المحيط وفي البحر عن الفتاویٰ فی القیاس فی الخط سے، بحر میں فتاویٰ سے اور در مختار میں نہر سے
 فی الدر عن البحر عن المحيط، پہلی خلف
 فاسق او مبتدع نال فضل الجماعة آہ فی
 مرد المحت مراہاد ان القبلة خلفهما اولی من
 الانفراد آہ فی مثلہ فی البحر عن السراج
 فی الفاسق وفي الفتح، الحق التفصیل بیت
 کون تلك الکراہۃ تحریم فتجب الاعادۃ
 او تغزیہ فستحب۔

اگر تغزیہ ہے تو اعادہ مستحب ہے۔ (د ت)

بلکہ جب اس کے سوا کوئی امامت کے قابل ہو نہ دوسری جگہ جماعت ملے تو اس کے پیچھے کراہت بھی نہ ہے گی
 فی الدر هذا ان وجد غیرہم والا فلا کراہۃ
 بحر بحثاً آہ قال الشافعی قد علمت انه موافق
 للمقول عن الاختیار وغیرہ۔
 کراہت نہیں، بحر میں اسی طرح بحث ہے، امام شافعی

نے فرمایا کہ آپ نے جان لیا کہ یہ اختیار وغیرہ سے منقول کے موافق ہے۔ (د ت)

سبب یہ مسائل معلوم ہو گئے تو حکم مسند مشکف ہو گیا۔ زید و بحر دونوں کے پیچھے نماز کم سے کم مکروہ تو ضرور ہے، پس اگر کوئی تیسرا قابل امامت خالی از کراہت ملے تو اس کی اقتدا کریں، اور اگر کوئی نہ ہو تو اگر

۴۱۴/۱	مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر	باب الامامة	۴۱۴/۱	سنة رد المحتار
۸۳/۱	مطبوعہ مجتہبی دہلی	"	۸۳/۱	سنة در مختار
۴۱۵/۱	مطبوعہ ابانی مصر	"	۴۱۵/۱	سنة رد المحتار
۸۳/۱	مطبوعہ مجتہبی دہلی	"	۸۳/۱	سنة در مختار
۴۱۵/۱	مطبوعہ ابانی مصر	"	۴۱۵/۱	سنة رد المحتار

چھوٹی چھوٹی بعض شرتیں جو زید کو خوب صاف و صحیح یاد ہوں۔ انھیں پر اکتفا کر غیث زید سے وہ خرابیاں واقع نہ ہوتی ہوں، ان سب سے دھاد و غیر ہماروہن ہی ٹھیک ادا کر لیتا ہو، تو واجب بکدارم ہے کہ ہمیشہ انھیں سورتوں پر قنات کرے ان کے سوا اور ہرگز ہرگز نہ پڑھے جن میں کراہت و کنار قنات تا یہ فساد پہنچے اور جب اس ممبر سے وہ خرابیاں زائل ہوں تو اس تقدیر پر زید ہی کی امامت رکھیں کہ ہر نماز میں چھوٹی سورتوں پر اقتدار ترک سنت سہی مگر بعد از قوی ہے، اور عذر واقع کراہت بخلاف بکر کہ اس کے پیچھے بسبب فسق کراہت بلکہ سخت کراہت ہے، تو زید ہی اولیٰ امامت ہے۔ اگر کوئی سورت زید کو صاف نہیں یاد قصار پر قصار میں بھی وہی خرابیاں چسکتی ہیں اگرچہ کم ہوں تو اسے ہرگز امام نہ کیا جائے، کہ حسب پڑے کو کھڑا، مخفف کو مشدود، مشدود کو مخفف، من کو ص، ص کو کہ میں پڑھنے کی عادت ہے تو یہ امور ایسی جگہ بھی ضرور واقع ہوں گے جن سے ہمارے ائمہ مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک نماز باطل باطل ہو جائے گی اس کے کوئی معنی نہیں کہ اندھا کا عادی وہیں غلطی کرے جہاں معنی نہ بدلیں اور جہاں فساد معنی بت و مان نہ کرتا ہو، غلط اپنے قصد و اختیار کی ہیں کہ جہاں چاہی نہ چاہی نہ کہ نہ بے علم آدمی یہ سمجھ سکتا ہے کہ کہاں معنی بگڑیں گے کہاں نہیں، خصوصاً جگہ میں وہیں کی تبدیلی ہونے کے بغیر ہر نماز لاہرم کہیں ٹھیک نہ پڑھے گا، اس تقدیر پر اس کے پیچھے ماز اصل مذہب اللہ تعالیٰ کے تحقیق پر فاسد و باطل ہے اور بحالت مجز تو بہر ائمہ کے نزدیک امامت صحیح رہے کہ سبب قنات میں بدلیج کے ہوتے ہوئے اس کی خود اپنی نماز نہ ہوگی کہ باوصف قدرت اس نے اس کی اقتدا چھوڑ دی، بخلاف بکر کہ اگرچہ فاسق سہی مگر جبکہ صحیح خوا ہے تو اس کے پیچھے ماز با اتفاق اصحاب صحیح ہے۔ رہی کراہت اس کا علاقہ اعادہ سے ممکن بلکہ جب دوسرا کوئی قابل امامت نہیں تو کراہت بھی نہیں کہ مذہب ضرورت نافی کراہت ہیں، اور اسی سبب سے احسن و اہم یہ کہ بکر اپنے رب جل و علا سے دوسرے اپنے مال پر نیم کرے فسق و نافرمانی بادشاہ قہار سے تائب ہو کہ اس کے پیچھے نذر بروقت مجرب و مناسب ہو اگر مذہب قیامت کا اندیشہ نہیں تو اس مجلس اسلمی میں عداوت نہ ملنے کی غیرت چاہئے۔ آدمی اگر دنیا والوں کے کسی جلسہ میں جانے تو کوشش کرے کہ کوئی حرکت ایسی نہ ہو جو لوگ اچھی جگہ بٹھانے کے قابل نہ سمجھیں اور اگر کسی مجلس میں صدر کی جگہ سے ہاتھ پکڑ کر اٹھا دیا جائے کس قدر غیرت آئے گی نہ امامت ہوگی تو یہ اللہ عز و جل کے دہا میں صدر مقام ہے۔ یہاں کیوں غیرت کو کام میں لائے کہ کارکنان بارگاہ سبطی صدر جگہ سے ہاتھ پکڑ کر اٹھ نہ دیں، اللہ تعالیٰ توفیق خرافیق عطا فرمائے۔ آمین واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از ریاست رامپور مولوی امداد حسین برادر مولانا ارشد حسین صاحب ۱۲۹۴ھ

کیا فہمے ہیں علما نے دی اس مسئلہ میں کہ اگر امام کوئی مستحب ترک کرے تو کیا مقتدیوں پر اس کا ترک کو قنات واجب ہوتا ہے اور دلیل یہ کہ تہمت فرض ہے اور وہ فعل مستحب اور قاعدہ کلیہ ہے نہ

مستحب مزاحم فرض نہیں ہو سکتا۔ بیّنہ ان وجوہ

الجواب

مباحث امام ہر فعل و ترک میں علی الاطلاق فرض و واجب کا معنی مسنون اور مستحب بھی نہیں بلکہ بعض

صورتیں خلاف اولیٰ اور بعض میں محض ناجائز ہوتی ہے،

والتحرار میں ہے مباحث امام فرض نہیں بلکہ فرائض اور واجبات فعلیہ میں واجب، سنن میں سنت، اور اسی طرح ان کے علاوہ میں سنت کے معارض کی صورت میں اور مباحث خلاف اولیٰ ہے جب اس کے ساتھ واجب آخر کا معارض ہو جائے، یا ایسی چیز کے ترک میں جس کے فعل سے واجب فعلی میں امام کی مخالفت لازم نہ آئے مثلاً تحریر کے لئے رطل یدین کرنا اور اس کی دیگر نفاذ اور مخالفت فعل بدعت، فسوحر یا بیس علیہ سوا لا مار سے کر فی تعلیق نہ ہو ناجائز

فی رد المحتار والمتابعة لیست فرضاً بل تكون واجبة فی الفرائض والواجبات الفعلية وتكون سنة فی السنن وكذا فی غیرها عند معارضه سنة وتكون خلاف الاولیٰ اذا عارضها واجب آخر او كانت فی ترك لا یلزم من فعله مخالفة الامام حتی واجب فعلی كرفه البدین للتحریمية وظانیه وتكون غیر جاثمة اذا كانت فی فعل بدعت او مقسومة او لا تعلق له بالعلاقة، ص ۲۰۰

سے ۱۶۱ ت

پھر اگر اس مستحب متروک امام کے فعل سے کسی واجب فعلی میں مخالفت امام لازم نہ آئے تو اس کا فعل ہی ہوگا اور السبب ہوگا۔ اور وہ مستحب درجہ استحباب سے بھی نہ گرے گا، چر جائیکہ بسبب ترک مباحث امام یا بلکہ دوسرے کا مکروہ ہی ہو جائے۔ کیا اگر امام ادب نظر کی مراعات نہ کرے تو مقتدی بھی انگلیں پھاڑے دیوار قبر کو دیکھتے رہیں، کیا اگر امام بحالت قیام پاؤں میں فصل زیادہ رکھے تو مقتدی بھی ٹانگیں چیرے کھڑے رہیں۔ کیا اگر ایسا نہ کریں تو حکم مباحث تارک و واجب و آثم و گنہگار ہوں گے لایقول بہ عاقل فاضل عن فاضل (اس کا قول کرتی عاقل نہیں کر سکتا چر جائیکہ کوئی فاضل کرے۔ ت) اسی قبیل سے ہے امامہ باندہ مسواک وغیرہ کرنا وغیرہ ذلك من الاطاب والحسنات التي لا یستلزم فعلها مخالفة الامام فی واجب فعلی (اس کے علاوہ وہ آداب و حسنات جن کے بجالانے سے واجب فعلی میں امام کی مخالفت لازم نہیں آتی۔ ت) اور یہیں سے ظاہر ہو گئی اس دلیل کی شاعت، امیر قاعدہ مسلمہ تعارض واجب و فرض و

الامامی ترکہ کا صرح یہ العلما فلیس
 ینقض فی الحقیقۃ لانہا انما فی قصد
 فذلک الواجب ولزم من اتیانہ ترک ہذا
 المستحب قلاما ترکہ قصداً او سهواً
 والعقیدۃ لا یترکہ لمحض ان الامام
 ترکہ بل لانہ لو فعله لفاق ما هو اھم و
 الزم لھم قولنا لا یلزم المتبعۃ فی ترک
 المستحب مطلقاً من حیث هو و هو فافھم
 فانہ احرى بہ واللہ سبحانہ وتعالی اعلم۔

سے جو اہم اور زیادہ لازم ہے وہ غرت بر جاسے گا، پس ہمارا قول "مستحب بحیثیت مستحب کے ترک میں امام کی
 متابعت لازم نہیں" صحیح نظر اس سے اچھی طرح سمجھ لو کیونکہ یہی اس مقام کے لائق ہے۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ
 اعلم۔ (ت)

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علامہ دینی اسی مسئلہ میں کہ دایرہ کے بیچے نہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور
 اگر کسی مسجد کا امام و دینی المذہب ہو تو اس کی اقتدا کرنا مستحب ہے یا اس مسجد کو چھوڑ کر دوسری مسجد میں نماز پڑھنا
 بیہودہ اور جبراً۔

الجواب

ان دیار میں وہ دینی اُن لوگوں کو کہتے ہیں جو اتمیل دہلوی کے پیرو اور اُس کی کتاب تقویۃ الایمان کے
 معتقد ہیں یہ لوگ مثل شیعہ خارجی معتزلہ وغیرہم اہلسنت وجماعت کے مخالف مذہب ہیں ان میں سے جس شخص کی
 بدعت حد کفر تک نہ ہو یہ اُس وقت تھا اب کبرائے دایرہ نے کھلے کھلے ضروریات دین کا انکار کیا اور تم وہ دایرہ
 اُس میں اُن کے موافق یا کم از کم اُن کے حامی یا انھیں مسلمان جاننے والے ہیں اور یہ سب صریح کفر ہیں، تو
 اب دایرہ میں کوئی ایسا مذہب جس کی بدعت کفر سے گری ہوئی ہو خواہ غیر مقلد ہو یا بظاہر مقلد فسأل اللہ
 العفو والعافیۃ (ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ ت) نماز اس کے پیچھے
 مکروہ تحریمی ہے اور جو اس حد تک پہنچ گئی تو اقتدا اس کی اصلاً صحیح نہیں۔ شرع عقائد نسبی میں ہے۔

ما نقل عن بعض السلف من العنع
 عن العبدۃ خلف السیفۃ لم یجوز

بعض سلف سے یہ جو منقول ہے کہ بدعتی کے پیچھے
 نماز منع ہے یہ کراہت پر محمول ہے کیونکہ فاسق

على الكراهة اذ لا كلام في كراهة الصلوة
 حلف الفاسق والبيعتن هذا الخالد يسود
 الفسق والبدعة الى حد الكفر اما اذا ادعى
 اليه فلا كلام في عدم جواز الصلوة خلفه
 اور اسی طرح بخاراتی میں محیط اور خلاصہ اور بقیے سے منقول ہے :

حيث قال وقيد في المحيط والصلوة و
 البيعتن وغيرها بان لا تكون بدعته تكفيرة
 فان كانت تكفيرة فالصلوة خلفه لا تجوز
 اور حسب امام مسجد دہلی الذہب بر اور اسے منع کرنے اور امامت سے باز رکھنے پر قدرت حاصل نہ ہو
 تو اس مسجد کو چھوڑ کر چلا جائے اور دوسری مسجد میں جس کا امام ایسے خباثت سے پاک ہو نماز پڑھے۔ بخاراتی
 میں ہے

وذكر انشراحه وغيره ان الفاسق اذا تعذر
 منه يصلي الجمعة خلفه في غيرها يتقن
 الى مسجد اخر واصل له في المصرا
 بان في غير الجمعة يجدا اما ما غسيرة
 فقال في فتح القدير مكره الاقتداء به في
 الجمعة الا بعد ذلك اقامتها في المصرا
 على قول محمد هو الفسق به قلت فاذا
 كان هذا احكام الفاسقين في الاعمال فما
 ظلمك بالفاستين في العقائد والله
 شان ویراے ذکر کی ہے کہ حسب فاسق کو امامت
 سے روکنا دشوار ہو تو جمعہ کی نماز اس کی اقتداء میں
 پڑھ لی جائے اور دیگر نمازوں کے لئے کسی دوسری
 مسجد میں چلا جائے، مزاج میں اس کی دلیل یہ
 بیان کی ہے کہ جمعہ کے علاوہ میں دوسرا امام میسر
 آسکتا ہے، اور فتح القدير میں ہے اس بناء پر
 اگر جمعہ شہر میں متعدد جگہ ہوتا ہو تو جمعہ میں بھی اقتداء
 مکروہ ہوگی، اور امام محمد کے قول کے مطابق ایسا کرنا
 جائز ہے اور اسکی پر فرتی ہے قلت (میں

لے شرح عقائد النسبية مسئلہ ان الفاسق میں من اهل الاولیة مطبوعہ مطبعہ شریک الاسلام دارالافتاء حیدرآباد
 لے بخاراتی باب الامامة مطبوعہ ایچ ایم سعید پبلی کراچی ۱/۲۷۹
 لے ایضاً

تعالیٰ اعلم۔
 تو عتاد میں فتنہ رکھنے والوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہو گا؟ واللہ تعالیٰ اعلم و دت۔

مسئلہ ۵۹ شہر گندہریلی مدرسہ مولوی غلام محمد صاحب پنجابی، شعبان المعظم ۱۳۱۲ھ

ایک جنازہ وقت غروب شمس کے پاس مسجد کے موجود ہوا اور وہ جنازہ اہل سنت و جماعت کا تھا حال یہ ہے کہ وارث میت کے من کل الوجہ جاہل تھے حتیٰ کہ نماز سے اور امام اس مسجد کا پانچوں وقت نماز تاکید سے پڑھاتا ہے اور کتب درسیہ مثلاً اول میں بھی تعلیم و تعلم رکھتا ہے اور اعلیٰ سنت و جماعت سے ہے اور خاص خفی سے ہے اور اُس امام کا یہ عقیدہ منعقد ہوا ہے خدا ایک ہے مثل اُس کے متفقہ نہیں ہو سکتا ہے اور سب انبیاء علیہم السلام صادق ہیں خصوصاً حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بزرگی میں سب سے زیادہ ہیں اور بعد سب انبیاء علیہم السلام کے بزرگی میں سب سے زیادہ حضرت ابوبکر صدیق ہیں پھر حضرت عثمان ہیں پھر حضرت علی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم، اور کرامت اولیاء اللہ کی بھی برقی ہے خلاصہ جوطریقہ اہلسنت و جماعت کا ہے وہ اُس امام میں موجود ہے اور ایک شخص اور ہے کتب درسیہ پڑھے ہے یا نہیں واللہ اعلم بالصواب مگر دعویٰ ہے اور تعلیم و تعلم کسی کتاب کا نہیں ہے اور اُس شخص کا عقیدہ یہ ہے کہ بزرگی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سب آدمی سے زیادہ ہے حضرت علی و ابی بنی قریظہ اور حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے زیادہ نہیں ہے بلکہ یہ سب پانچوں بزرگی میں برابر ہیں اور بزرگی حضرت علی کی سب اصحاب سے زیادہ ہے اور وہ شخص نماز پانچ وقت جماعت سے نہیں پڑھتا ہے بلکہ محض جمعہ کے دن جماعت سے پڑھتا ہے اور تعزیر بنائے کو بھی اچھا کہتا ہے وقت جنازہ کے یہ دونوں مولوی مذکور موجود تھے اور دونوں کو دیکھتے میت سے بے یار تھا اور دونوں کو حکم جنازہ پڑھانے کا کیا اور سوا امام کے دوسرا مولوی امام بن گیا اس وقت امام نے کہا لائق امامت جنازہ کے میں ہوں چونکہ سلطان اور قاضی اس وقت میں نہیں ہیں اور یہی بات تشریح و قیابہ اور تالیف اور سب کتابوں میں موجود ہے جارت مسئلہ مذکور کی یہ ہے،

والا حق ما لا صلاۃ السلطان ثم القاضی ثم الامت کا زیادہ حقہ سلطان ہے پھر قاضی پھر

امام امامی ثم المولیٰ کہ فی العصبیات۔

حکمہ کا امام پھر ولی، اس ترتیب سے جو عصبیات میں ہے دت،

اور وہ مولوی اس مسئلہ کو نہ مانا اور امام بنا اور امام الحنفی نے اس کے پیچھے نماز پڑھی اس وجہ سے کہ اس نے اس مسئلہ محرمہ کو نہ مانا اور بخاطر عقائد مذکورہ محرمہ کے امام الحنفی نے اس کے پیچھے نماز ترک کی۔ کیا امام ہونا نماز جنازہ کا امام الحنفی مولوی کو لائق تھا یا دوسرے مولوی کو، اور نماز کا ترک کرنا امام الحنفی کا ایسے شخص کے پیچھے

منا سب تھا یا نہ اور سب نماز میں یعنی نماز پانچ وقتی اور جمعہ کی اور جنازہ کی اس سب نمازوں میں امام ہونا ان دونوں میں سے کوئی لائق ہے؟ بیہوا تو جہودا۔

الجواب

فی الواقع جبکہ ان بلاد میں حکام اسلام سلطان والی وقاضی مفقود ہیں اور سب وہ نہیں قرآن کے کتاب کہاں اور اولیائے میت سب تصریح سائل محض جاہل تھے تو صورت مستفسرہ میں امام مسجد کو سب پر تقدیم اور اسی کو امام کرنا مستحب و بہتر تھا۔

تمیز الابرار و مرد المحتاسر یقدم فی
الصلوة علیہم السلطان (ثم نائبہ کسافی
الفتح) ثم القاضی (فی الفتح) ثم خلیفۃ
الوالی ثم خلیفۃ القاضی و مثله فی الامداد
عن الزیدی) ثم امام الہی ام ملتقطا و فی
المدن تقدیم الولاۃ واجب و تقدیم امام الہی
مندوب فقط بشرط ان یکون افضل من
الولی و الا فالولی اولیٰ لہ۔

تنویر الابصار اور رد المحتار میں ہے نماز جنازہ میں
سلطان مقدم ہے (پھر اس کا نائب جیسا کہ فتح
میں ہے) پھر قاضی (فتح میں ہے پھر والی کا نائب
پھر قاضی کا نائب اور ادویہ میں زبلی کے حوالے سے
اسی طرح ہے) پھر محمد کا امام احمد غنی، اور درمیں
ہے حکام کی تقدیم واجب اور محلہ کے امام کی تقدیم
فقط مسجد سے بشرطیکہ وہ ولی سے افضل ہو
عند ولی اولیٰ ہو گا الخ (ت)

شخص دیگر کا ترک جماعت تو صرف گناہ تھا کہ بعد ازاں گناہ کبیرہ موجب فسخ ہوا اور تعزیر مانع بنانے
کو، جیسا جانا بدعت شیعہ کی تحسین اور حضرت امیر المؤمنین سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو حضرت
حشیشین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل بنانا فرض و بدعت ہی، یہی وجہ اس شخص کے پیچھے نماز کے سخت مکروہ
ہونے کو کافی تھے۔ خلاصہ و فتح القدر و ہندیہ وغیرہ میں ہے، ان فضل علیہما فحببتہما (اگر کوئی
شخص سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دونوں خلفاء پر فضیلت دیتا ہے تو وہ بدعتی ہے۔ ت) اور کان الرجوع
میں ہے،

اما الشیعة الذین یفضلون علیہا وہ مشیر لوگ جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو
سردار الخ باب صلوة الجنازہ مطبوعہ مطبعۃ ابیانی مصر ۶۴۹/۱
نوٹ: ہلالین کے اندر والی عبارت رد المحتار کی ہے اور یا ہر والی تنویر الابصار کی ہے جو حاشیہ رد المحتار پر موجود ہے۔
سردار مختار باب صلوة الجنازہ مطبوعہ مطبعۃ حجتیائی دہلی ۱۲۳/۱
سردار خلاصۃ الفتاویٰ الفصل الخامس عشر فی الامامة الخ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱۴۹/۱

علی الشیخین ولا یطعنون فیہما اصلاً
 كالزیدیۃ فتجوز علیہم الصلوۃ لکن
 تنکرہ کراہۃ شدیدۃ۔

شیخین (حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما)
 پر فضیلت دیتے ہیں اور ان پر سرگز طعن و تشنیع بھی
 نہیں کرتے مثلاً فرقہ زیدیہ کے لوگ قرآن کے پیچھے
 نماز جائز ہے لیکن سخت مکروہ۔ (دست)

مگر بیان سائل اگرچہ ہے تو حضرات آل جبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معاذ اللہ
 ہم سب وہم مرتہ بنانا تو خود کفر صریح اور دوسرا کفر صریح یعنی آل جبار کو انبیاء رب البقین علیہم الصلوٰۃ والسلام پر تفصیل
 کو مستلزم اس تقدیر پر تو امامت کیسی؟ وہ شخص اصلاً و قطعاً کسی نماز میں یا عبادت یا نیک کام کی خود یا وقت نہیں
 رکھتا کہ کفار کا کوئی حصہ متحمل نہیں بلکہ حقیقتہً ان سے صدور عبادت معقول نہیں اس صورت میں اس کے پیچھے
 ترک نماز صرف مناسب بلکہ فرض قطعی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ہلک شملہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید مساکل غنامہ سے جا کے اور غمارج و صفات و قواعد قرأت
 سے محض ناواقف اور اس پر غیر عامل ایک بڑی مسجد کی امامت کرتا ہے عقیدہ کا بھی شکری نہیں ہے بلکہ ان لوگوں
 کی ترویج مذہب میں مصروف رہتا ہے جن میں قیچہ ہے اور ان کے مذہب کی ترویج میں ہر قسم کی چالاک و چپاکی اور
 حوام کو مضابطہ دی گوار تکاب حرم و شہتہ صحت کربا ہے اور اس مذہب کے علم و عمائد کی مدح و ستائش اور
 حوام کو ہر طرح ان کی طرف متوجہ اور مائل کرتا ہے اور ان کے مذہبی مشوروں میں شریک ہوتا ہے اُس مذہب والے
 کیسی ہی بات کہہ دیں گے وہ کفر تک پہنچی ہوا اس کو مقبول و مسلم اور اس کی ترویج میں بجاں و دل ساسی اور
 اس مذہب کے اہل علم کے پاس مسافت دور و دراز قطع کر کے جاتا ہے اور اگر کوئی شکستہ عالم مسجد میں دھنڈ
 کے تو ناخوش ہوتا ہے اور اکثر اوقات شریک نہیں ہوتا اور علمائے اہلسنت کی امانت اور ان پر اقرار و جہتان
 اور خلق کو ان کی عقیدت سے باز رکھنا اس کا شیوہ ہے کہ ان حالات سے رفتہ رفتہ صد ہا و ہزار ہا اہلسنت وقف
 ہو گئے ہیں بایں ہمد اس فرض سے کہ امامت اور جو منافع دنیویہ اُس سے حاصل ہوتے ہیں قائم رہیں اور نیز
 اس خیال سے کہ شیعوں میں طارہ کرم کو بتدیگ دام میں لائے اور اپنے مذہب کو خفیہ طور پر پھیلانے اس دوجہ
 القیہ کتاب کے کہ شیعوں کے جماع و مجالس میں بظاہر شریک رہتا ہے اور شیعوں کے سامنے دوسرے مذہب
 پر تبرہ اور ان کے علماء و عمائد کو خاص مسجد میں فتنہ لگایاں بر ملا دیتا ہے اور جب کہنا جاتا ہے کہ اگر تو فی الواقع
 اس مذہب میں نہیں تو ان کے مسائل مجھے کیوں معلوم ہیں اور ان کے بیان کی حوام کے سامنے کیوں تقریف اور

ان کی طرف راغب اور متوجہ کرتا ہے تو کہہ دیتا ہے مجھے تو قال اللہ وقال الرسول سے فرض ہے نہ ان کے مسائل سے گویا اُس کے نزدیک سُنی علماء جو مسجد میں وعظ کرتے ہیں وعظ اُن کا قال اللہ وقال الرسول کے خلاف ہے جو اُسے نہیں سنا اور جب اُن کے مجامع میں شریک ہونے اور اس مذہب کی تائید تقویت سے تعرض کیا جاتا ہے تو کبھی انکار کرتا ہے اور جب انکار سے چارہ نہیں پاتا تو توبہ کرتا ہے مگر افعال مذکورہ بدستور رکھتا ہے پناچہ ایک سال میں تین بار توبہ کی اور ہر بار اُنھیں افعال کا ترکیب رہا، تیسری بار توبہ کے بعد ایک سُنی واعظ کو کہ بعد نماز جمعہ کے وعظ کے لئے منبر پر بیٹھ لئے تھے وعظ سے روکا اور مذہب کے ایک حیار کو ایک شنی پڑھنے کو بٹھا دیا جس کی تصنیف کا باعث حوام کو مخالطہ وہی اور انھیں رام فریب میں لینا اور اپنے مذہب کی طرف گرویدہ کرنا ہے اور اس میں وہ عیاری و چال کی کی ہے جس کی حقیقت حوام اور نادانوں کی سمجھ میں نہیں آ سکتی مگر مصنف شنی کو سب اہلسنت پہلے سے اپنا مخالف مذہب جانتے تھے لہذا وعظ سُنی کو اُٹھا کر اُس شخص کو بٹھانا اور وعظ سے روک کے اسی کی شنی پڑھوانا باعث برہمی اہلسنت کا ہر اور جو لوگ اس کی طاہری باتوں اور بار بار کی توبہ کے فریب میں تھے اُن پر چال اُس کا منکشف ہو گیا اور نماز اُس کے چپے چھوڑ دی اور جو واقعہ ہوتا جاتا ہے اس مسجد میں نماز کو نہیں ہوتا روز بروز جماعت میں کمی اور مسجد کی ویرانی اور خرابی ہوتی جاتی ہے مردہ لوگ کراحوال واقعی سے آگاہ اور اس کی چالاکوں اور عیاریوں سے واقف نہیں اُس کے چپے نماز پڑھتے تھے میں در بعض اشخاص جنھیں نماز سے کام نہ دین سے فرض بعض وجہ نفسانی سے مسلمانوں کی نماز اور مسجد کی خرابی گوارا کر کے اس کی حمایت بہا اور امت قائم رہنے پر اصرار کرتے ہیں آیا اُس شخص کو سُنی کہا جائے گا یا دوسرے مذہب میں شمار کیا جائے گا یا کسی میں نہیں اور باوجود ان سب امورات کے اُس کی توبہ کا اعتبار ہو گا یا نہیں اور ایسے شخص کے چپے نماز کا کیا حکم ہے اور مسلمانوں کو اُسے امامت سے موقوف کر کے کسی شخص سُنی صحیح العقیدہ واقع مسائل و قواعد قرأت کو جس کی امامت پر کوئی فتوہ اور اختلاف اور جماعت کی کمی اور مسجد کی ویرانی نہ ہو اس کی جگہ مقرر کرنا اور اس کی حمایت کرنے والوں کی حمایت سے باز آنا ضرور ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

جو شخص مسائل نماز سے جا ملے ہو اس کی امامت میں احتمال قوی نماز کے فساد و خرابی کا ہے کہ اس سے اکثر باتیں ایسی واقع ہوں گی جن سے نماز فاسد ہو جائے گی یا اس میں نقصان آئے گا۔ درود بسبب جہالت کے اُن پر مطیع نہ ہو گا اور ان کی اصلاح نہ کر سکے گا اسی طرح جو شخص مخارج و صفات و حروف و قواعد تجوید سے آگاہ نہ ہو عجب نہیں کہ اُس کے پڑھنے میں قرآن میں ایسا تغیر واقع ہو جائے جو بالافتاق یا ایک مذہب پر موجب فساد نماز کا ہو کیا بل ضرورت ایسے شخص کو امام کرنا نماز میں کلام و اسلام و افضل اعمال سے بے احتیاطی

درام شرع میں مداحنت و سہل انگاری نہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان سرکہ ان یقبل اللہ صلاتکم فلیؤمکم
خیاں سرکہ فانہم وفدکم فیما بلیکم وہین سریکم
سرواۃ لہا کوئی المستدرک۔

درمیان۔ اسے حاکم نے مستدرک میں روایت کیا۔ (ت)

نہید کے اکثر افعال مذکورہ فی السؤال فسق و غناہ کبیرہ ہیں اور خدا و رسول کا نافرمانی و نافرمانی کے باعث
خلق خدا کو گراہ کرنا راہ حق سے پھیرنا علمائے اہلسنت کی امانت و تحفیر ان پر افرا۔ و بہتان خدا و رسول جن کی تعظیم
کا حکم دین خلق خدا کو ان کی عقیدت سے باز رکھنا غش گایاں خود کبیرہ میں موجب فسق مسقط شہادت خصوصاً جبکہ مسجد میں
ہوں جن دنیا کا مباح کلام بھی نیکیوں کو ایسا دکھاتا ہے جیسے آگ ٹکڑی کو کسا و در فی الحدیث عن رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (جیسا کہ حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ ت) و عذما سے
ناغشس برنا اور بغض و عناد سے منع کرنا ظلم عظیم ہے، حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے،

ومن اظلم ممن مہم مسجد اللہ ان ینکر
فیہا الصلوۃ و سئل فی خرابیہا۔
کوئی زیادہ ظالم ہے اس سے جو رو کے خدا کی مسجدوں
کو اس بات سے کہ ان میں ذکر کیا جائے اس کا نام
اور کشتش کرے ان کے دیران ہوسنے میں۔

اسی طرح و عذما کو مکروہ سمجھ کے نہ سننا اور دباؤ سے چلا جانا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

ومن اظلم ممن ذکر یا یات ربہ فاعرض
عنہا ونسی ما قد ہت بہا اما جعلنا
اور کون زیادہ ستمگاہ ہے اس سے جو نصیحت کیا گیا ہے
رب کی آیتوں سے قرآن سے منہ پھیر لیا اور بھول گیا

سہ مستدرک الحاکم کتاب المغازی والسرایا مطبوعہ دار الفکر بیروت ۲۲۲/۲

فوٹ، مستدرک میں "ان یقبل اللہ صلاتکم" کی جگہ "ان یقبل صلاتکم" ہے۔ نذیر احمد سمیعی

سہ احیاء علوم الدین فضیلتہ المسجد الا مطبوعہ مطبعۃ المشرف الخسین قاہرہ ۵۲/۱

نوٹ: احیاء علوم الدین سے کئی جہد کے بعد یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ ملتی ہے: الحدیث فی المسجد یا کل الحسنات
کہ تا صعد الہا ثم الحشیش (مسجد میں دنیاوی گھستگونیوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جس طرح جب نور
گھاس پھوس کھا جاتے ہیں)۔ اس حدیث میں آگ، ٹکڑی کا ذکر نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم نذیر احمد سمیعی

سہ القرآن ۱۱۴/۲

علیٰ قلوبہم اکنسۃ ان یعقروہ فی اذانہم وقرآنہ
جو آگے بھیجا اس کے ہاتھوں نے، بیشک ہم نے کر نیے
اُن کے دلوں پر پڑے اُس کے گھنٹے اور اُن کے کانوں پر ٹینٹ۔

مسلمانوں کے ساتھ عیاری و چالاکی اور انہیں دھوکے دینا قریب میں ڈانٹا ایسے افعال کر کے جن کے سبب
لوگوں کی نماز ان کے پیچھے خراب ہو، ان کی تسکین کے لئے بظاہر توبہ کرنا اور انہیں باتوں کا ترکیب رہنا فتنہ ہے کہ
اللہ کے نزدیک قتلِ ناحق سے زیادہ سخت ہے اور عذابِ جہنم کا موجب۔

قل ائتہ تعدی والفتنة اکبر موت القتل
اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد بگڑا می ہے اور فتنہ قتل سے بدتر ہے
وقال اللہ تعالیٰ ان الذین فتنوا المؤمنین
اور اللہ تعالیٰ کا یہ بھی فرمان ہے بلاشبہ وہ لوگ جو
والمؤمنات ثم لم يتوبوا فہم عذاب
مومن مردوں اور عورتوں کو فتنہ میں ڈالتے ہیں
جہنم و لہم عذاب العریق
پھر توبہ نہیں کرتے ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے
اور ان کے لئے جلاسنے والا عذاب ہے۔ (ت)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

غیبِ فاستی کی مدت کی بات ہے رشر نہ کا نہ پتا ہے اور حق سنی اللہ تعالیٰ اس کی طرف
سے منہ پھیر لیا ہے۔

مرودۃ ابن ابی الدیہ فی ذم الغیبة و ابو یعلیٰ
فی مسندہ و البیہقی فی شعب الایمان میں
انس بن مالک و ابن عدی فی کما مل عن ابی ہریرۃ
اس کو ابن ابی الدنیا نے کتاب ذم الغیبة میں،
ابو یعلیٰ نے مسند میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں
حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور
ابن عدی نے کما مل میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ (ت)

حبِ فاستی کی مدد خدا کو اس قدر ناپسند ہے تو دوسرا سُنئے اہل بدعت کی تعریف کس قدر موجب
اس کی ناراضگی کی ہوگی بدل اہل بدعت سے محبت و عقیدت سے دور دور سے ان کے پاس جانا اُن کی ترویج

۱۸/۵۷

۲/۲۱۶

۵۵/۱۰

۴/۲۳۰ مطبعہ دارالکتب العلمیہ بیروت باب فی حفظ اللسان

مذہب میں سامعی رہنا اور شیعہوں کی تعزیر کہ انہیں گالیاں دینا اُس مذہب پر تبراً کرنا ذوالوجہین ہونا ہے جس پر وعید شدید درود، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
ذوالوجہین کو قیامت میں دو زبانیں آگ کی دی جائیں گی۔
قرآن مجید اس حرکتِ شنیعہ کی مذمت سے مشغول ہے۔

قال اللہ عزّ وجلّ یخدعون اللہ والذین امنوا
وما یخدعون الا انفسہم وما یشہرون
اللہ تعالیٰ نے فرمایا دھوکا دینا چاہتے ہیں خدا اور
مسلمانوں کو اور حقیقت میں نہیں فریب میں ڈالتے
مگر اپنی جانوں کو اور انہیں خبر نہیں۔

اور فرماتا ہے،

اذا نقوا الذین امنوا قانوا اعداء اذا خلوا الى
شیطینہم قانوا انا معکم انما نحن مستہرکون۔
جب مسلمانوں سے طیس کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں اور جب
اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوں تو کہیں ہم
تمہارا ساتھ ہیں ہم تو بے ہوش تھمنا کرتے ہیں۔

الفرض زید کے خاستی ہونے میں کوئی شبہ نہیں اور نمازِ ناسخ کے پیچھے مکروہ ہے۔ حکم دیتے ہیں کہ
اُس کے پیچھے نماز نہ پڑھے بلکہ دوسری مسجد میں پڑ جائے اور بے ذکر نہ کرے۔ دیکھ بھجھ مسجدوں میں جائز نہیں
ہوتا وہ بغیر وقت جمعہ میں اُس کی اقتداء اور کھتے ہیں اگر کسی طرح اُس کا امامت سے روکنا نہیں پڑے، امام
علامہ محقق علی ان طلاق کمال الدین محمد بن الہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں جبکہ قولِ مفتی بریہ ٹھہرا کہ جمعہ بھی چند
مسجدوں میں ہو جاتا ہے تو نمازِ جمعہ میں بھی اُس کی اقتداء مکروہ ہے کہ دوسری مسجد میں پڑ جانا بیکار ہے،

فی البہر المدنی و ذکر الشامی وغیرہ امت
الفاستق اذا تعذر منعه یصلی
الجمعة خلفہ وفی غیرہا ینقل الی
مسجد اخر و حلّ لہ فی المہراج بان فی
غیر الجمعة یجد اما ما غیرہ فقال فی
بکوالزنی میں ہے شامی وغیرہ نے یہ ذکر کیا ہے کہ
جب خاستی کو امامت سے ہٹانا دشوار ہو تو جمعہ
اُس کی اقتداء میں پڑ لیا جائے البتہ دوسری نمازوں
کے لئے کسی دوسری مسجد میں چلا جانا چاہئے، اور
مہراج میں اس کی علت یہ بیان کی کہ جمعہ کے مسلمان

سہ مجمع الزوائد باب فی ذی الوجہین واللسانین مطبوعہ دار الکتاب العربیہ بیروت ۹۵/۸

سہ القرآن ۹/۲

سہ القرآن ۱۴/۲

فتحة القدیر علی هذا الفکر لاقتدایہ
فی الجمعة ادا تعددت اقامتها فی المصبر
عن قول محمد وهو المقتضی بہ لانه
بمسئل من التحول (۶) حیثیند .

بقیہ نمازوں میں دوسرا امام میسر آسکتا ہے تو فتح القدیر
میں کہا کہ اس بنا پر نماز جمعہ میں بھی فاسق کی اقتدا
مکروہ ہوگی کیونکہ امام محمد کے قول کے مطابق شہر میں
مستعد جبکہ جمعہ ادا کیا جاسکتا ہے۔ اور اسی قول پر
فتویٰ ہے لہذا جمعہ میں بھی دوسری جگہ منتقل ہونا ممکن ہے۔

معذرتاً اکثر جماعت شرع کو مطلوب ہے اسی واسطے جن کی امامت میں احتمال لوگوں کی قنوت رعیت و کمی
جماعت کا تھا ان کی اقتداء مکروہ ٹھہری مثل امرائی وغلام و ولد الزنا پس جس شخص سے لوگ اپنے دین کی وجہ سے تنفر نہ
رکھیں اور جو اس کے حال سے آگاہ ہوتا جاسے نماز چھوڑتا جاسے اس کی امامت شرع کو کیونکر پسند آسے گی۔

فی البہرہ الرائق و اما الکراہۃ فمبنیۃ علی قلۃ
مرغبة الناس فی الاقتداء بہؤلاء فیؤدی
الی تقلیل الجماعۃ المطلوب تکثیرہا تکثیراً
ملاحظہ۔

علامہ بریں افعال مذکورہ مذکورہ فتن ہی میں کہ دلیل واضح ہیں اس پر رد سخت بدعتی غالی مکتب اور
مذہب حق کا دشمن اور ملحق خدا کو گمراہ کرنے والا ہے تو اب کراہت پر نسبت پیٹنے کے بہت زائد ہوگئی کہ فسق فی الاعمال
وفسق فی العقائد میں زمین و آسمان کا فرق ہے، کبیری شرع غیر میں ہے۔

ویکرہ تقدیر المستدع ایضاً لانه فاسق
من حدیث لا اعتقاد و هو اشد من الفسق
من حدیث العمل لان الفاسق من حدیث العمل
یعتزل بانہ فاسق و ینفی و یتفق علی خلاف المبتدع
والمراد بالمبتدع من یعتقد شیئاً علی خلاف ما یعتقد
اہل السنۃ والجماعۃ۔

بدعتی کراہت کرنا بھی مکروہ ہے کیونکہ اعتقاد کے لحاظ سے
فاسق ہے اور ایسا آدمی عملی فاسق سے بدتر ہے
کیونکہ عمل فاسق اپنے فسق کا اعتراف کرتا ہے اور دیتا
ہے اور ائمہ سے معافی کا خواستگار ہوتا ہے خلافت
بدعتی کے اور بدعتی سے وہ شخص مراد ہے جو بدعتی
جماعت کے عقائد کے خلاف کوئی دوسرا عقیدہ رکھتا ہو۔

۲۴۹/۱	مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب الامارۃ	سلف بکر الرائق
۲۴۸/۱	" " " " " "	" " " " " "	سلف " " " " " "
ص ۴۵	سویل ایڈمی لاہور	فصل فی الامارۃ	سلف غنیۃ المستملی شرح غنیۃ المصلی

یہاں تک تو مجرد کراہت تھی اب جبکہ اس کے حالات سے معلوم ہوا کہ اپنا وہ کوئی عقیدہ نہیں رکھتا بلکہ بعض اہل بدعت جو بات کہہ دیں وہ اس کے نزدیک مسلم ہوتی ہے حتیٰ کہ ان کے کفریات کو مسلم رکھتا ہے اور اس کی ترویج میں بجا و دل ساعی ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ بدعت اس کی حد کفر تک پہنچی ہے اور انتہا اس کے عقیدہ زلفہ کی نہیں معلوم ہو سکتی بلکہ جب اپنے اُن مشیروں کو بھی گالیاں دیتا اور ان کے مذہب سے تبرک کرتا ہے تو یہ اس کے حال سے یہ ہے کہ وہ محض زندقہ و بدعتیہ ہے جسے کسی خاص کسی مذہب سے غرض نہیں بلکہ مجرد مخالفت دین اسلام و مذہب اہل سنت منظور ہے ایسے شخص کے پیچھے نماز قطعاً باطل و حرام ہے۔

لی البحوال رائق قیدہ فی المحيط والخلاصۃ
والمجتہد وغیرہ بان یشکون بدعتہ تکفیرہ
فان کانت تکفیرہ فالصلۃ خلفہ لا تجوز۔
بکبریٰ میں ہے،

انہا یحوش لا یعتقد بہ مع الکراہۃ اذ الہو
یکن ما یعتقدہ یؤدی الی الکفر لہا لوکات
مؤدی الی الکفر فلا یجوز اصلاً
کراہت کے ساتھ اس کی اقدار اسی صورت میں
جائز ہے جب اس کا اعتقاد حد کفر تک نہ پہنچے
اگر وہ حد کفر تک پہنچتا ہے تو بالکل اس کے پیچھے نماز
جائز نہ ہوگی۔ (نت)

اور بعد امتحان و تجربہ کے ظاہر کہ فریب مسلمانوں کے لئے توہر کرتا ہے لہذا ان عقائد و مکائد سے باز نہیں آتا ہرگز اس کی توہر پر اعتبار نہ ہوگا خصوصاً اگر نمازیں کہ تمام اعمال سے افضل و اتم ہے۔ جو لوگ ایسی توہر پر اعتماد کرتے ہیں ان سے پوچھا جائے اگر کسی شخص کے چور ہوئے کاتھیں یقین ہو گیا ہو اور وہ بار بار توہر کر کے پھر چوریاں کرتا ہو آیا اس کی توہر پر مطمئن ہو کر پھر بھی پناہ مال اسے سپرد کر دے اگلے افسوس مال دنیوی کہ اللہ کے نزدیک محض حقیر و ذلیل ہے تمہاری نگاہ میں ایسا عزیز و نادر کہ جس امر میں اس کے نقصان کا وہم بھی ہو اس سے پرہیز کر واد
نماز کہ اللہ کو نہایت محبوب اور اس کے نزدیک بس عظیم ہے اس میں یہ عداہنت اگر بالفرض اس کی توہر تھی اور صدق باطن سے ہوتا ہم جب حال اس کا مشتبہ ہو چکا تو خواہ غواہ اس کے پیچھے نماز پڑھنے کا کس نے فرض و وجوب کیا کیا ایسا کوئی شخص نہیں ملتا جو ان معائب سے بری اور اس کے پیچھے نماز بلا اشتیاء درست ہو اور

جو لوگ ایسے شخص کی حمایت کرتے ہیں نماز کے دشمن اور مسجد کی ویرانی اور اہل اسلام کے عمدہ شعائر یعنی نماز کی بربادی چاہتے
والے ہیں۔ واقد تھامس اعظم

مسئلہ ۵۹۵ از رنگون مرسلہ سید نظام علی صاحب ۵ اذی الحجہ ۱۳۱۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل مسئلہ میں : ایک شخص کا دھننا ہاتھ ٹوٹ گیا
اس وجہ سے نیت باندھتے وقت ہاتھ اسکا گوش تک نہیں پہنچتا کہ اس کو مس کرے ، اسی سبب سے بعض لوگ
اُس کے پیچھے اُفتدہ کر لے سے انکار کرتے ہیں کیا موافق ان لوگوں کے اس کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی ؟

الجواب

خیال مذکور غلط ہے اُس کے پیچھے جواز نماز میں کلام نہیں ، ہاں غایت یہ ہے کہ اس کا غیر اولیٰ ہوتا ہے وہ
بھی اُس حالت میں کہ یہ شخص تمام جائزین سے علم مسائل نماز و طہارت میں زیادت نہ رکھتا ہو ورنہ یہی احق و
اولیٰ ہے۔

فی سہد المحتار تحت قوله تكبر خلف امرؤ
وسفيه ومفلوج وابصر لو وكذا لا يخرج
يقوم ببعض قدمه فالأفتداه بعينه اولی
تاتار من نية وكذا لا يجزى من جندك و
محبوب و حاقق ومن له يد واحدة فتأوى
العوفية عن التحفة اه وفي الدرر میکره
لعمامة لاعمن ان يكون اهل القوم فهو
اولی الله ملخصا والله سبحانه وتعالى اعلم۔

روا القاری میں ہاتھ کے قول امرؤ ، بیوقوف ، مفلوج
اور ابصر کے پیچھے نماز مکروہ ہے الا کے تحت
ہے یہی ہو اس لنگڑے کا ہے جو اپنے قدم کے
بعض حصے پر قیام کرتا ہو ، پس اس صورت میں
غیر لنگڑے کی اُفتدہ بہتر ہوگی ، تاتار غالیسیہ
صاحب ہذا م کا بھی یہی حکم ہے بر جندک م مقطوع الذکر
پیشاب دیکھنے والا اور شخص جس کا ایک ہی ہاتھ ہو اس
کا بھی یہی حکم ہے۔ فتاویٰ صوفیہ میں تحفہ کے حوالے

سے یہی ہے اور در مختار میں ہے نابینا شخص کی امامت مکروہ ہے سوائے اس صورت کے کہ وہ قوم میں
سب سے زیادہ عالم ہو تو اس صورت میں وہی امامت کے زیادہ لائق و افضل ہے احطفاً والله
تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۵۹۶ ایک شخص کی جوان بی بی ہے پردہ باہر نکلتی ہے بلکہ بازار میں میوہ کرکچ سودا بیچا کرتی ہے پس اُس

شخص کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب

اگر باہر نکلنے میں اس کے کپڑے خلاف شرع ہوتے ہیں مثلاً باریک کہ بدن چکے یا اوچے کہ ستر سورت
نہ کریں جیسے اونچی گرتی سیٹ کھلا ہوا یا بے طوری سے اوڑھے پٹنے جیسے دوپٹہ سر سے ڈھلکایا کچھ حصہ بالوں کا
کھلا یا زرق برق پوشاک جس پر نگاہ پڑے اور احتمال قحط ہو یا اس کی چال ڈھال بول چال میں بے وقار بد وضعی
پائے جائیں اور شوہران باتوں پر مطلع ہو کر باوصف قدمت بندہ بست نہیں کرتا تو وہ دیوث ہے اور اس کے
پیچھے نماز مکروہ،

فان الديوث من لا يغار على امرأته او عورتہ
کما فی الدر المختار و هو فاسق واجب
التعزیر فی الدر لو اقر على نفسه بالدياثة او
عرف بها لا يقتل ماله و ليست حل و یبالغ فی
تعزیر علی الخ و الفاسق تنکره الصلاة خلفه
اس شخص میں معروف مجر، راست قتل نہیں کیا جائے گا جب تک وہ دیوث نہ ہو، لیکن تعزیر میں
ممانعت کیا جائے گا اگر او فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ (ت)

اور اگر ان مشناعتوں سے پاک ہے تو اس کے پیچھے نماز میں کوئی حرج نہیں،

فان المرأة نفسها لا تقسق بمجردها کما یزنی
تخالط الرجال حتی انها تعدلہ مزکیة
معدنة بشهود فلا شنته بذلک علی زوجها
فی الهدية یقبل تعدیل المرأة لزوجها
و غیره الخ کما بت امرأه بزنه تخالط الناس
وتعدهم کذا فی المحيط
السر حشر و ایضا تعالیٰ علوه

کیونکہ عورت بذاتہا بے پردہ رہنے اور مردوں سے
اختلاط کی وجہ سے فاسق نہیں ہوتی حتیٰ کہ وہ گواہوں
کی تعدیل اور تزکیہ کی صلاحیت رکھتی ہے تو اس بنا
پر اس کے خاوند پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ ہندیہ میں
ہے کہ اس عورت کی خاوند وغیرہ کے بارے میں
تعدیل قبول کی جائے گی جب وہ ایسی ہو کہ یا پردہ
باہر آئے اور مردوں سے اختلاط اور معاملات
کے محیط سرگرمی میں اسی طرح ہے وائشقیہ اعظم (ت)

۳۲۸/۱

مطبوعہ مطبعہ مجتہدانی دہلی

باب التوضیح

آلہ و سند و مختار

۵۲۸/۳

مطبوعہ نوری کتب خانہ پشاور

ابواب اثباتی فی ارجح والتعدیل

مطبوعہ نوری

۵۹۹ھ از ماہ ہرمطو مرسہ حضرت میاں صاحب قبلہ حضرت سید شاہ ابوالحسن احمد فوری میاں
مظہر القادسی ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ :

- (۱) قوتے کے پیچھے نماز کیسی ہے ؟
- (۲) ہکلا کے پیچھے نماز کیسی ہے ؟
- (۳) ایک شخص تھوڑی سی ایون بغرض دو اکھاتا ہے اور اس کی سبب اسے نشہ نہیں ہوتا ایسے کی امامت
مکروہ ہے یا نہیں ؟

الجواب

(۱) مذہب صحیح میں غیر قوتے کی نماز اس کے پیچھے باطل ہے ، تحریر میں ہے : امامۃ الا لشع
بالفصیح فاسدۃ فی المراجہ الصحیحہ (قوتے کی امامت فصیح (غیر قوتے) کے لئے رائج اور صحیح
قول کے مطابق فاسد ہے ۔ ت)

(۲) اگر ہکلا نماز میں نہ ہکلائے جیسے بعض لوگوں کا ہکلا نا وقت غضب سے مخصوص ہوتا ہے صرف غصہ
میں ہکلائے جتے ہیں ویسے صاف بولتے ہیں یا بس کا ہکلا نا بے پروائی کے ساتھ ہوتا ہے اگر تحفظ و احتیاد کریں
تو کلام صاف ادا ہوا ایسے لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ باتوں میں ہکلا تے ہیں اور اذان و نماز و تلاوت میں اس کا کچھ
اثر نہیں پایا جاتا ایسی صورت میں تو کلام نہیں کہ وہ حق نماز میں خود فصیح ہے اور ہر جگہ ہکلائے اس کی تین
قسمیں ہیں :

ایک وہ کہ ان کی تکرار میں بعض حروف معین میں مثلاً کات یا ج یا پ کہ جہاں رکیں گے ان ہی حرف
کی تکرار کریں گے یا گھبرا کر ایس ایس کرنے جتے ہیں ان کے پیچھے تو فساد نماز بدیہی ہے ۔

دوسرے وہ کہ جس کلمہ پر رُکے ہیں اُسی کے اول حرف کی تکرار کرتے ہیں ، اس صورت میں اگرچہ حرف
خارج نہیں بڑھتا بلکہ اُسی کلمہ کا ایک جز و مکرر ادا ہوتا ہے مگر از انجا کہ حرف جو تکرار لغو و مہمل و خارج عن القرآن
رہ گیا ان کے پیچھے بھی نماز فاسد ہے ، درختار میں قوتے کے پیچھے فساد نماز کا حکم لکھ کر فرماتے ہیں :

هذا هو الصحيح المختار في حكمه
اللائق دكدا من لا يقدر على التلفظ
قوتے کے بارے میں مختار اور صحیح حکم یہی ہے اور اس کا
طرح وہ شخص ہو گا جو حرف تہی میں سے کسی حرف کی اوپر

بہر حرف من الحروف اولیٰ یقید علیٰ اخراج
الاء الا بتکرارین

نور الایضاح و مراقی الفلاس میں ہے :
لا یصح اقتداء من بہ اتفاقاً بتکرار الفاء
و التمتیۃ بتکرار التاء فلا یتکلم الا بہ اہم مخلصاً
ت کو تکرار سے پڑھتا ہو یعنی جب بھی ایسے حرف کو پڑھتا ہے تو وہ حرف تکرار سے ادا ہوتا ہے (مخلصاً) (ت)
تیسرے وہ کہ بھلائے وقت نہ کوئی حرف غیر نکالتے ہیں نہ اسی حرف کی تکرار کرتے ہیں بلکہ صرف یک جاتے ہیں
اور جب ادا کرتے ہیں تو ٹھیک ادا کرتے ہیں ایسوں کے پیچھے نمازی صحیح ہے۔ ہندیہ میں ہے :

الذی لا یقید علیٰ اخراج الحروف الا بالجلد
ولہرکن لہ تمتیۃ او فافاً فاذا اخرج الحرف
اخرجہا علی الصبحۃ لایکثر ان یکون احاساً
ہکذا فی الصحیح۔

رہا یہ کہ کوئی کراہت بھی ہے یا نہیں۔ ہر سے نہ گڑن کا نہ اتنی دیر نہ ہوتا جس میں ایک رک
ادا کر لیا جائے جب تو کراہت کی کوئی وجہ نہیں اور اگر اتنی دیر ہو تو اگرچہ جوہر ہو اس قدر سکوت موجب جہاں مہو ہے
اور بلا مذکر کراہت تحریم کما یظہر من التسمیۃ والحدود الغنیۃ ودد الصحتار (جیسا کہ تنویر، در، غنیہ اور
رد المحتار میں اس کا بیان واضح ہے۔ ت) اور اثران کا رکنا بعد ہے جس طرح جمائی یا چینیٹنگ یا کھانسی وغیرہ
اذا رک کے باعث بعض اوقات سکوت بقدر اداسے ممکن ہو جاتا ہے تو ظاہر یہاں وہ حکم نہیں، ہاں اس میں شک
نہیں کہ ان کا غیر ان سے ادنیٰ ہے جبکہ بہ سبب حاضری سے اعلم یا حکام طہارت و نماز نہ ہوں واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) نشہ جو ہمارے محاورہ میں مسکر و تغیر دونوں کو عام ہے اور منہ حدیث دونوں حرام اُس کے یہی معنی نہیں
کہ زمین و آسمان یا مرد و عورت میں اختیار نہ رہے یہ تو اس کی انتہا ہے اور نشہ کی ابتدا انتہا دونوں حرمت میں
یکساں پس اگر اس قانون کے سبب کچھ بھی اس کی عقل میں فتور یا حواس میں اختلال پیدا ہو تو کسی وقت پینک آتی ہے

سلفہ در مختار باب الاماتہ مطبوعہ مطبعہ مجتہبی دہلی ۸۵/۱
سلفہ مراآی الفلاح شرح نور الایضاح مع الحاشیۃ الطحاویۃ باب الاماتہ مطبوعہ نور محمد تہجد کتب کراچی ص ۱۵۷
سلفہ فتاویٰ ہندیۃ الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماماً لہو نورانی کتب خانہ پشاور ۸۶/۱

بیٹھے بیٹھے اُونکے جاتا ہوا کسی وقت گردن ڈھکتے یا آنکھیں چڑھ جاتیں اُن میں لال ڈور سے پڑتے ہوں جسے یہ دُک اپنی اصطلاح میں کیفیت دوسرے کہتے ہیں تو یہ سب صورتیں حرام ہیں اور اُن کا مرکب فاسق اور اس کے پیچھے نماز مکروہ بلکہ اگر صرف اتنا ہی ہوتا کہ جس وقت کھانے جمائیں آئیں، اعضا شکنی ہو، دورانِ سر ہو، تاہم حرمت میں شک نہیں کہ ترک پر غار پیدا ہونا صاف بتا رہا ہے کہ استعمالِ بعد وہ انہیں نفس اس کا خُور ہو گیا ہے اور بلا غرض مرضِ دینی طلب و شوق سے اُسے مانگتا ہے اور یہ صورت خود ناجائز ہے اگرچہ نشہ نہ ہو بلکہ حقیقتاً یہ حالت اُسی کو پسیدہ ہوگی جس دماغ میں افیون اپنا عمل ناجائز کرتی ہو ورنہ بحرب و دوا کا ترکِ خوار نہیں آتا، ہاں اگر اُن سبب حالتوں سے پاک ہے اور واقعی صرف حالتِ مرض میں بقصد دوائی قلیل مقدار پر استعمال کرتا ہے کہ نہ اس کے کھانے سے سرور آتا ہے اور نہ چھوڑنے سے غار تو اس کے پیچھے نماز مکروہ نہیں۔ رد المحتار میں ہے۔

البنجر والافیون استعمال الکثیر المسکو
منہ حرام مطلقاً واما قلیل حالت کانت
للمو حرم وان التداوی فلا تنهی منقطعاً۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

بہنگ اور افیون کا استعمال کثیر کہ اس سے نشہ پیدا ہو
تو ہر حال میں حرام ہے، اگر قلیل ہو تو ہو کے لئے
حرام ہے اور بطور دوائی حرام نہیں انتہی تطبیعات (د)

مسئلہ ۲۲ صفر المظفر ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک زمین اپنی بنام مسجد وقف کی ایک زمانہ تک مہتمم مسجد کے قبضہ میں رہی اور کرایہ مسجد میں خرچ ہوتا رہا پھر باغوا نے بعض ہنود زید نے ایک کچری میں کرایہ دار پر نوکر یہ پالنے کا دعویٰ کیا مہتمم مسجد جس کے متعلق اس زمین کا اہتمام تھا اودہی مسجد کا امام ہے مسجد کے نام کے کریم نامہ وغیرہ کاغذات اُس کے پاس تھے اس کچری میں موافق مسجد رہا کہ دعویٰ فارغ ہوا زید نے پھر دوسری کچری میں دعویٰ مالکیت کیا اب وہ مہتمم زید سے مل گیا مقدمہ کی پیروی نہ کی نہ مسجد کی طرف سے کاغذات ثبوت پیش کئے عدم پیروی کی وجہ مقدمہ غلط مسجد تجویز ہوا مسلمانوں نے مسجد کی طرف سے اپیل کیا اس کچری میں کاغذات سے مہتمم نے صاف انکار کر دیا کہ زمین قبضہ مسجد سے نکل گئی اس صورت میں مہتمم مذکور مسجد کا مہتمم یا امام رکھے جانے کے قابل ہے یا نہیں، اسے امام مقرر کرنا کیسا ہے؟ اور اب کہ مسلمان اس کی اس حرکت کے باعث ناراض ہیں اُسے امام بننا کیسا ہے؟ جینا قوجو

الجواب

صورت مذکورہ میں وہ مہتمم خائن مجرم فاسق ہے اسے مہتمم رکھنا حرام، امام بنانا گناہ، اسے امام
ملہ رد المحتار کتاب الاشریہ مطبوعہ مطبعۃ اباباتی مصر ۲۲۵/۵

بنانا جائز، اگر امامت کرے گا اس کی نماز قبول نہ ہوگی، درمختار میں،

یمنیخ وجوباً بسواتریتہ لوالواقف
وقف مشہد مال چھیننا واجب ہے کذا فی الیزازیہ
دوسرا فقیرہ بالاولف غصیر
اگر واقف پراطمینان نہ ہو یعنی خائن ہو کذا فی الدرر
صامونہ۔
توخیات کی صورت میں غیر واقف سے مال چھیننا بطریق
اولی جائز ہوگا۔ (ت)

غنیہ میں ہے، لو قد صوفاستقیا ثمنون (اگر لوگوں نے فاسق کو امامت کے لئے، مقدم
کر دیا تو گناہگار ہوں گے۔ ت) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، تین شخصوں کی نماز قبول نہیں ہوتی
من اہل قوم ما وہم لہ کادھون ایک وہ جو کسی قوم کی امامت کرے اور وہ اس کی امامت سے راضی نہ ہوں،
یعنی جبکہ یہ نافرمانی اس میں کسی نقص شرعی کی وجہ سے ہو جیسا کہ یہاں ہے کذا فی الدرر وغینہ (جیسا کہ درمختار
وغیرہ میں ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از مؤنثیا ضلع بریلی غرہ محرم الحرام ۱۳۱۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ جو شخص رشوت لیتا ہے اس کے پچھلے نماز پڑھا کیسا ہے اور
جو شخص اپنی زوجہ کو باہر نکلنے سے منع نہیں کرتا اور بددین رہتا اس کے پچھلے نماز پڑھنا چاہئے یا نہیں؟

الجواب

رشوت لینا حرام ہے اور رشوت لینے والے کو پچھلے نماز سخت مکروہ ہے، اور اگر عورت بے ستر نکلتی ہے
جیسے بدو ہندیہ کے ننگے کپڑے اور شوہر اس کا باوصف اطلاع و قدرت باز نہیں رکھتا تو فاسق ہے اور اس کے
پچھلے نماز مکروہ ورنہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از پتلی بجیت محلہ منیر خاں مرسلہ مولانا وصی احمد صاحب محدث سورتی

۲۲ ربیع الاول ۱۳۱۴ھ

میں بعد فرضی غرہ مغرب وحشا کے سلام پھیرتے ہی یمن و یسار کی جانب رخ کر کے لاہو
انت السلام و صلتك السلام پڑھ کر سنتیں پڑھا کرتا ہوں مولوی حبیب الرحمن سہارن پوری نے مجھ سے کہا

۳۸۳/۱	مطبوعہ مطبع مجتہائی دہلی	کتاب الوقف	ملہ درمختار
۵۱۳	سہیل اکیڈمی لاہور	فصل فی امامت	ملہ غنیۃ المستمل شرع غنیۃ المصلی
۲۸۲/۲	المکتبۃ العیسیویۃ بیروت	جنادہ بن ابی امیہ ترجمہ ۲۱۵	ملہ المعجم البکیر
۶۳/۱	مطبوعہ مجتہائی دہلی	باب الامامہ	ملہ درمختار

کہ فقہاء بعد ان فرضوں کے جن کے بعد تطوع ہے ترک استقبال قبلہ کو مستحب سمجھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ان فرضوں کے بعد اُسی حیثیت پر ہے اور فوراً تطوع میں مصروف نہ ہے اس پر عقیل الرحمن نے یہ کہا کہ تعامل عزمین میں بھی یوں ہی ہے میں نے کئی برس ہیں دیکھیں مخالفت نہ ملے صحت اتنا ملا کہ جن فرضوں کے بعد تطوع ہے مقدار اللہم انت السلام سے زیادہ توقف نہ کرے اس مسئلہ میں جو حضور کے نزدیک جواب ہو افادہ فرمائیے تاکہ میں اس کے مطابق عمل کروں بلکہ مناسب تو یہ ہو گا کہ عربی عبارت میں بطور اختصار اس کو قلمبند فرمائیے۔

الجواب

الحمد لله وحده السنة المتوارثة للأمام
من لدن إمامنا من سيد الرسل تكرام
عليه وعليهم الفضل العبدوة والسلام
هو الانصاف من القبلة لمن اراد
مكث ما بعد السلام مكل العبدوة في
ذلك متساوية الاقدام و هو سر
بذلك وبكراهية بقائه مستقبل
القبلة بعد التمام غير واحد من العلماء
العدل من فالحق معكم وما نزل من مخالفكم
فقد اقرى فيه على الفقهاء الفخام
قال البولي المحقق محمد بن محمد بن محمد
الشهير بابن امير الحج في الحية شرح
المنية ناقل عن الذخيرة اذا كانت فرج
الامام من صلاته اجمعوا على انه
لا يملك في مكانه مستقبل القبلة سائر الصلوات
في ذلك من السوء وقال وقد صرح غير واحد بان
يكبر له ذلك ثم وقد اخرج الامام ابو داود في

سبب تعريف الله کے لئے جو وحدہ لا شریک ہے امام
الانام سید الانبیاء نبی اکرم علیہ وسلم افضل العبدوة
السلام کی ظاہری حیثیت سے لے کر اب تک امام کے لئے
بطور سنت منقول ہے کہ جو شخص سلام کے بعد کچھ ٹھہرنے کا
ارادہ رکھتا ہو تو وہ قبلہ سے رخ پھیرے۔ قدیم زمانہ سے
یہ حکم تمام نمازوں میں برابر چلا آ رہا ہے اور تکبیل نماز کے
بعد اس کے لئے قدر رخ رہنا مکروہ ہے۔ ان دونوں
باتوں کی تصریح بڑے بڑے علما نے اسلام نے فرمائی
پس حق تمہارا ساتھ ہے، اور تمہارے مخالف نے جھگڑ
کہا ہے وہ فقہاء اراکم پر تمت ہے، ہمارے نزدیک
ہی فاضل محقق محمد بن محمد بن محمد المعروف ابن امیر الحج
علیہ شرح علیہ میں ذخیرہ کے لئے سے سمجھتے ہیں جب
تمام نماز سے فارغ ہو جائے تو سب علماء کا اتفاق ہے
کہ وہ اپنی جگہ پر قبلہ رخ نہ ٹھہرا ہے اور اس حکم میں
تمام نمازیں برابر ہیں اور فرمایا کہ قبلہ رخ رہنے کی کراہت
پر متعدد علما نے تصریح کی ہے اور امام ابو داود
نے سنن میں احکام نے مستند رک میں ابو داود رضی اللہ

سننه و لحاكم في المستدرک عن ابی سحنه
 مرضی اللہ تعالیٰ عنہ قبل صلیت هذه
 الصلوة او مثل هذه الصلوة مع النبی صلی
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال وكان ابوبکر و
 عمر یقومان فی الصف المقدم من یسینہ
 وكان سرجل قد شهد التکبیر الاولی معہ
 الصلوة یشفع فوثب الیہ عمر فاخذ
 بمکبہ فصرہ ثم قال اجلس فانہ لیس
 یهلك اهل الکتاب الا انهم لم یکن یسیر
 صلو تہم فصل فرغم النبی صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم بصیرہ فقال اصحاب اللہ بلک
 یا بن خطاب (مخلصاً) قلت فهذا نفس من تناسل
 الشریعة صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی
 انقلاہ عن القبلة بعد صلوۃ یتبعہ تطوع
 فلا وجه للنهی عنہ وان سئل بعض کراۃ
 المکث مستقبلہ بالاقوی بعدہ کما فی
 الغنیۃ عن الخلاصۃ واللہ سبحنہ و
 تعالیٰ اعلم۔

تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، فرمایا کہ میں نے یہ یا اسکی مثل
 نماز نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کی
 اور فرمایا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ
 عنہما امام کے پاس صفِ اول میں کھڑے ہوتے تھے
 اور ایک آدمی جو تکبیر اولیٰ سے نماز میں شامل
 ہوا تھا، کھڑے ہو کر دُعا کرتا نماز ادا کرتی شروع کر دی
 حضرت عمر اس کی طرف فی الفور بڑھے اس کے کاندھے
 کو پکڑ کر رکھ دی اور کہا بیٹھ جا، اہل کتاب نہیں
 ہلاک ہوئے مگر اس لئے کہ وہ اپنی نمازوں کے درمیان
 فاصلہ نہ کرتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 نے نظر مبارک اٹھا کر دیکھا اور فرمایا: سے بن خطاب
 اللہ تعالیٰ نے تیری رہنمائی فرمائی ہے قدرت (میں)
 بتاؤں یہ صاحبِ شریعت صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم کی طرف سے اس بات پر نص ہے کہ جس نماز کے
 بعد فرائض ہوں اس میں بھی امام قبلہ سے رخ کرے
 اور قبلہ رخ سے موڑنے پر کوئی نہی دار نہیں (یعنی اگرچہ)
 سے منع کرنے کی کوئی وجہ نہیں، اگرچہ بعض حضرات
 نے قبلہ رخ بیٹھنے کی کراہت کو اس صورت کے
 ساتھ خاص کیا جبکہ وہ امام بیٹھنے کے بعد کوئی نماز
 نہ پڑھنا چاہتا ہو جیسا کہ غنیہ میں غصہ کے حوالہ سے
 ہے واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۶۰۳ از تحصیل محل کا دل جامود ضلع آنولہ ملک برار مرسلہ حاجی شیخ عبدالرحیم ولد تاج محمد صاحب
۲۱ ربیع الاول شریف ۱۳۱۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مردوں کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں یعنی جس کا تمام جسم عریضہ
برص سے مفید ہو گیا ہو اس کی امامت کھلے کیا حکم ہے اور اس ملک دکن میں اکثر لوگ ماہ محرم الحرام میں سواری اپنے
مکان پر بٹھا لیتے ہیں اور اس کو فعل صاحب کی سواری کہتے ہیں اکثر لوگ اس سے فتیں مانگتے ہیں اور چڑھاوا وغیرہ
بہت کچھ چڑھاتے ہیں کیا ایسے شخص کے پیچھے جو اپنے مکان پر سواری بٹھائے نماز جائز ہے یا نہیں؟ بیّنوا توجروا

الجواب

ایسے برص والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے فی الدار المعتدلتکروہ خلف ابوص شیعہ بوضہ (در مختار
میں ہے ایسے برص والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے جس کا برص پھیل گیا ہو۔ ت) سواری مذکور بٹھانا اور اس سے
فتیں مانگنا بدعت جہال ہے کہ فسق عقیقہ یا فسق عمل سے خالی نہیں اور اہل بدعت و فساق کے پیچھے نماز سخت
مکروہ ہے فی الدار المعتدلتکروہ امامتہ بکل حال الا در التمار میں ہے کہ فسق
بدعت کی طرح ہے اس کی امامت جہال میں مکروہ ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از بدایین در سنی دینی ۶ جمادی - ثری ۱۳۱۴ھ

کیا فرمایا ہے شرع مطہر نے اس مسئلہ میں کہ بخشش ولد الحوام المؤمن کی ہوگی یا نہیں اور بشرط قابلیت امامت
کے نماز میں امام بنایا جائے گا یا نہیں، اور طریقہ از روئے قواعد طریقت کے با نسبت اور مرتبہ عرفان یا سکتا ہے یا
نہیں؟ اور اختلاف اس طریقہ کا جائز ہے یا نہیں؟ یعنی شیخ اپنے کا درصورت حصول قابلیت جانشین ہو سکتا ہے
یا نہیں؟ اور شیخ کو منہ بدعت اس کو دینا جائز ہوگا یا نہیں؟ بیّنوا توجروا

الجواب

ہر مومن جس کا خاتمہ ایمان پر ہوا و مومن عند اللہ وہی قابلِ مقدرت ہے اور اس کا انجام یقیناً جنت
کما نطقت یہ النصوص واجمعت علیہا علماء السنۃ والجماعۃ (جیسا کہ اس پر لصوص کی تصریح
اور علماء اہلسنت و جماعت کا اجماع ہے۔ ت) ولذا الزنا کی امامت مکروہ تخریجی یعنی خلافِ ادنیٰ ہے جبکہ وہ
سب حاضرین میں مسائل طہارت و نماز کا علم زائد نہ رکھتا ہو،

فی الد والاختار مکرک امامۃ مجید و اعراب و
ولد الزنا فی قوله الذان یكون احدهما نقوه
در مختار میں ہے قلام، اعرابی، ولد الزنا کی امامت مکروہ
ہے، البتہ اس صورت میں مکروہ نہیں جبکہ وہ دوسری
قوم سے زیادہ صاحب علم ہو۔ (ت)

پھر یہ بھی اس صورت میں ہے کہ دوسرا قابل امامت موجود ہو اور اگر حاضرین میں صرف وہی لائق امامت ہے تو
اُسے امام بنانا واجب ہوگا مگر تیرہ عرفان اہل حق کے نزدیک وہی ہے واللہ یختص بوحضتہ من یشاء
اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے لئے مختص فرما لیتا ہے۔ (ت) ولد الزنا پر خود اس گناہ کا الزام نہیں
الزام ذاتی اور زانیہ پر ہے،

وقد سئل سید الطائفة جنید البغدادی
سماوی للہ تعالیٰ عہہ ہل یزنی العارف فاعترف
سید الطائفة حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے پوچھا گیا کیا عارف زنا کر سکتا ہے! آپ تلخیص
کئے ہوئے چل پڑے اور کہا اللہ کا، مرقہ و مقروہ
ہو چکا ہے۔ (ت)

اس کا استخلاف جبکہ وہ اس کا اہل ہو نظر شیخ عارف بصیر پر ہے، اگر مصلحت دیکھے تو ممنوع نہیں اگر حال اس کا مشہور
اور عارف غلاتی اس سے نفور ہوں اور حجے کرنا۔ صورت الی اللہ اور ہدایت خلق مذہب سبب تنفر تاس مستعظم ہوگا تو
احقر از فرماتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کی ایک بی بی زینب غیر منکوحہ اور دو بیبیاں صفریہ
کبریٰ منکوحہ ہیں زید عرصہ آٹھ سال سے بی بی زینب غیر منکوحہ سے بلا لحاظ و پاس اس کی عدم منکوحیت اور بلا شرم
محاجب اپنے ہمسر اور بچپنوں کے مباشر اور ہم صحبت رہتا ہے اس صورت میں زید کی امامت جائز ہے یا نہیں؟
بینوا و جہودا۔

الجواب

اگر اس کا ذاتی ہرنا ثابت و متحقق ہو جب تو اسے امام بنانے کی ہرگز اجازت نہیں کہ ذاتی فاسق ہے اور
فاسق کو امام کرنا منع ہے، عقیدہ میں ہے
لو قد صا فاسقا یا شوع بناء علی ان انکراھہ
اگر کوئی نے فاسق کو امام بنایا تو لوگ گنہگار ہوں گے

تقدیمہ کراہتہ تحریر لحد مراعتنا نہ
 با موردینہ و تساہلہ فی الاتیان بلوانہ
 فلا یبعد منہ الاخلال ببعض شروط الصلاة
 و فعل ما ینافیہا بل هو الغالب بالنظر الی
 فسقہ لہ

اس لئے کہ اس کی تقدیم برائے امامت مکروہ تحریمی ہے
 کیونکہ وہ امور وغیرہ میں لاپرواہی برتا ہے اور نماز
 کے لوازمات کی ادائیگی میں تساہل سے کام لیتا ہے
 ممکن ہے وہ نماز کی بعض شرائط ادا نہ کرے (یعنی
 پھوڑ دے) یا ایسا عمل کر دے جو نماز کے منافی
 ہو، بلکہ ایسا کرنا اس کے فسق کے پیش نظر اغلب ہے۔

اور اگر وہ لوگوں میں عام طور پر زانی مشہور ہو جب بھی اس کے امام بنانے سے احتراز چاہے کہ اس صورت میں
 لوگ اس کی امامت سے نفرت کریں گے یہ امر باعث تعقیل جماعت ہو گا کہ مقاصد شرع کے خلاف ہے،
 جیسا کہ فقہانے اسی حکمت کے پیش نظر ولہ زنا کی
 امامت کو مکروہ قرار دیا ہے اگرچہ گناہ اس کی (اپنی
 ذات کی) طرف سے نہیں ہے۔ (د ت)

واللہ تعالیٰ اعلم۔

مستعملہ اگرچہ کمپور محمد شاہ معروف مکان مولوی محمد مسعود النوائیہ محمد بہار القیوم صاحب مرحوم
 ۲۷ ربیع الاول شریف ۱۴۱۵ھ

بہرے کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب

عدم جواز کی کوئی وجہ نہیں میث لاف، ہاں غیر بہرہ اگر مرجحات راہجات امامت میں بہرے سے کم
 نہ ہو افضل و اولیٰ ہے کہ نماز میں جس طرح حفظ خمارت بدی و ثوب و مصلیٰ و یصح جہت قبلہ کے لئے عاصد بصر
 کی حاجت ہوتی ہے جس کے سبب بینا کو اندھے بلکہ ضعیف البصر پر ترجیح دی گئی،

فی الدس یکمرہ امامۃ الاعص و
 نحوہ الاعشیٰ فہو فی مرد المحتار
 ہو شی البصر و یلدا و نہ ہاربا
 درختار میں ہے نابینے کی امامت مکروہ ہے، اسی
 طرح اعشیٰ (ضعیف البصر) کی بھی تہر۔ رد المحتار
 میں اعشیٰ کا معنی رات اور دن کو کم دیکھنے والا ہے۔

لہ غیۃ المستمل شرح نیتہ المصلیٰ فصل فی الامامۃ الخ مطبوعہ مسیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۳
 لہ در مختار باب الامامۃ مطبوعہ مطبع مجتہاتی دہلی ۸۳/۱

قاموس فہذا ذکر فی النہد بحثا اخذ اصن تعین الاصلی بانہ لا یتوقی النجاستۃ۔
 قاموس، اس کا ذکر نہر میں اعلیٰ کی علت کی بنا پر کیا گیا ہے کہ یہ بھی نجاست سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔

یوں ہی حاسہ سمیع کی بھی ضرورت پڑتی ہے اگرچہ نہ وہ اتنا عجز نادر نہ بھی نہیں کہ انسان سے نسبتاً ناور نہیں اور وقت سہولت اہل اصلاح مقتدیوں کے بتانے سے ہوتی ہے اور وہ صحیح پر موقوف جب اس کا حس سامع موقوف ہے تو ان صورتوں کا وقوع متوقع ہی میں اس کے نہ سننے کے سبب نماز فاسد یا محروم تحریمی واجب الاعادہ ہو جائے مثلاً قعدہ اخیرہ چھوڑ کر اٹھا مقتدیوں کا بتانا نہ مسئلہ ائمہ کا سجدہ کر لینا فرض باطل ہو گئے یا بولی چھوڑا اور بتانے پر مطلق نہ ہو کہ سلام پھیر دیا سجدہ سو کیے بتایا گیا تو سمجھا کہ کوئی کچھ بات کرتا ہے حکم کر دینا نماز بوجہ ترک واجب واجب الاعادہ رہی یا قرأت میں وہ غلطی کی جس سے معنی میں تغیر اور نماز میں فساد ہو فتح مقتدی میں سن کر صحیح کا ارادہ کر لیتا تو اصلاح ہو جاتی ہے مہادہ کرنی الحیۃ من احد القولین وهو اس قول کی بنا پر جو حدیث میں دو قولوں میں سے ایک کے الایسوا لامرفق کما لا یخفی۔ ہے اور یہی آسان اور نرم ہے جیسا کہ مخفی نہیں رہتا۔

اس نے نہ سنا اور نماز فاسد کر لی الی غیر ذلک من وجوہ کثیرۃ (اس کے علاوہ متعدد وجوہ ہیں۔ ت) تو امامت کے لئے اصل و ادنیٰ وہی ہے جو وجوہ نقص سے خالی ہو لا جرم امام زبلی نے جمیع المتعاقب میں فرمایا کل من کان اکمل فہو افضل (جو بھی پہلے نظر سے اکمل ہو گا وہی افضل ہو گا۔ ت) و منہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ایک شخص کریم الصوت اور ہلکا ہے، دوسرا شخص کلام شریف اس سے اچھا پڑھتا ہے اور کریم الصوت نہیں ہے اور ہلکا بھی نہیں ہے یعنی ہر اس شخص اس کے صحیح ہیں تو حالت مساوی الصم ہونے کے ای دونوں میں شرعاً مزین لائق امامت کوئی ہو سکتا ہے بینہما بالبراہین و کتاب قوجہ و ایوم الحساب (دو قول درج ہیں اور کتاب اللہ سے بیان کر دے اور روز حساب اجر پاؤ۔ ت)

الجواب

اگر اس شخص کے اس سے قرآن مجید اچھا پڑھنے سے مراد کہ یہ حروف مخارج سے صحیح ادا کرتا ہے اور وہ نہیں جیسے آفاق عالمگیر و باپھیل ہے (ا، ب، ج، د، ط، ث، ص، ز، ح، ذ، ن، ف، ظ میں تمیز نہیں کرتے جب تو اس ہرے کے پیچھے نمازی نہیں جوتی اگر باوصف قدرت کے یکے تو ادا کر سکے مگر نہ سیکھیں غلط پڑھتا ہے جب تو اس کی اپنی نماز ہوئی نہ اس کے پیچھے کسی دوسرے کی اور اگر عاجز ہے جیسے تو تلاذفیرہ

تو اس کی اپنی ہو جائے گی جبکہ کسی صحیح خواں کے پیچھے اقتداء نہ پاسکے نہ ایسی کوئی آیت ملے جسے وہ صحیح پر مبنی ہے اور یہ دونوں بہت نادر ہیں تاہم صحیح مذہب پر صحیح خواں کی نماز اس کے پیچھے کسی طرح صحیح نہیں۔ کما حقہ لا فی فسادنا (جیسا کہ ہم نے اس کی تحقیق اپنے فتاویٰ میں کی ہے۔ ت) در مختار،

لا تصوم صلاتہ اذا امکنہ الاقتداء بمن یحسنہ
او ترک جہدہ او وجد قدراً لفرض مما لا یشرع
فیہ هذا هو الصحیح المحتار فی حکم
الانشغ و کذا من لا یقدر علی التلفظ بحرف
من الحروف ۱۰
اس کی نماز اس صورت میں صحیح نہ ہوگی جب اسے ایسے
شخص کی اقتداء ہو جو احسن انداز میں قرآن پڑھ
سکتا ہے یا اس نے محنت و کوشش برائے مصتبر و
ترک کردی یا وہ بقدر فرض قرأت وہ آیتیں حاصل
کر لے جس میں تکرار نہیں پایا ہوتا، تو تلفظ کے بارے
میں یہی صحیح نتیجہ دینی حکم ہے اور اس شخص کا بھی یہی حکم ہے جو حرف تہی میں سے کسی حرف کے صحیح تلفظ پر
قادر نہ ہو۔ (ت)

غیرہ وغیرہ میں ہے۔

الدراجہ البقی یہ حدیث صحیحہ امامہ ابوشامہ
لغیرہ صحت لیس یہ حدیث صحیحہ
راجعہ مفتی بہ قول یہی ہے کہ تولد کی امامت فیرتولے
کے لئے صحیح نہیں ہے۔ (ت)

اور اگر یہ معنی کہ صحیح وہ بھی پڑھتا ہے مگر اس کی قرأت و تجوید اس سے بہتر ہے تو اس صورت میں اگر اس کی کراہت
اس حد تک ہے کہ لوگوں کو نفرت پیدا کرے تو اس کی امامت مکروہ ہے۔

لان من مسائل کراہۃ الامام مضرۃ
علی هذا الاصل وهو ان من کان فیہ تنفیر
ان من وقلة رغبتہم فامامتہ مکروہۃ
کولہ بغیرہ و ارجح شاع برصہ وغیرہ ہما
کیونکہ کراہت امامت کے بعض مسائل اس ضابطہ پر
مبنی ہیں وہ ضابطہ یہ ہے کہ ہر وہ شخص جس کے ساتھ
لوگوں کو نفرت اور قلت رغبت ہو اس کی امامت مکروہ
ہے مثلاً ولد الزنا اور برص والا ایسا شخص کہ جس کا
مرض برص پھیل گیا ہو وغیرہ (ت)

ولذا تمیز میں فرمایا،

کل من کان اکمل فہو افضل لام
ہر وہ شخص جو ہر لحاظ سے اکمل ہو وہی افضل ہوگا نیز

المقصود كثرة الجماعة ومنفعة الناس - مقصود كثرة جماعت اور اس میں اکثر لوگوں کی
فیہ اکثریت

اور اگر یہ بھی نہیں تاہم تساوی علم یہ غیر بہر اس سے اعلیٰ و اولیٰ ہے۔

اولاً تجوید قرأت میں اس سے زائد ہے۔ در مختار میں ہے۔

اللاحق بالامامة تقدیم مابلی نصب الاعلم بالحکام امامت میں آگے بڑھنے کے بجائے ہمیشہ کے لئے امام مقرر
النصوة ثم الاحسن تلاوة وتجوید بقراءة۔ کرنے میں زیادہ سستی و طاقی وہ شخص ہے جو صحت و قساوت
نماز کے مسائل سے زیادہ آگاہ ہو (علم میں اگر برابر ہوں تو) پھر زیادہ طاقی امامت وہ شخص ہے جو تلاوت اور تجوید
قرأت کے لحاظ سے اچھا ہے۔ (دست)

ثانیاً اُس کا بہر ہونا بھی اُس کی ترجیح کی ایک وجہ ہے کما یستفاد فی المسئلة الاولى (جیسا کہ مسئلہ اولیٰ
میں ہم اسے بیان کر آئے۔ ت)

ثالثاً بالنسبة لاس کے غرض، وازی اور زیادہ مرید ہے ولہذا وہ بھی مرجحات امامت سے شمار کی گئی۔
ثور لایضاح مراقی اخلاق میں ہے: ثم الاحسن صوتاً ودرغیبة فی سماعہ للذخیر (پھر وہ شخص جس کی
آواز رحیم ہو کیونکہ اُس کے سننے میں حلاوت و درصوت پڑا ہوتا ہے۔ ت) اور اس کے ہوتے ہوئے اس بہر سے
کو امام کریں گے شرعاً بڑا کریں گے۔ در مختار میں ہے: ولقد ہوا غیر الاولی ساء و ابلا ثم (اگر لوگوں نے غیر اولیٰ
کو مقدم (پیش امام) کر دیا تو بعیر گناہ کے ان لوگوں نے بُرا کیا (یعنی ترک سنت کی وجہ سے بُرا کیا اور گنہگار نہ
ہوئے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مشکلہ از ہر اہم پور ۲۱: بیع ان فر شریف ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ افیونی کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں، اور اگر اس نماز
کے پھرنے کا حکم ہو تو فقط علم و عشا کی پھیری جاسے گی یا فجر و عصر و مغرب کی بھی، اور افیون کھانی کیسی ہے افیونی فاسق
و مستحق عذاب ہے یا نہیں؟ بینوا تو جودا

۱۳۴/۱	مطبوعہ المطبعة الکبریٰ الامیریہ بولاق مصر	باب الامامة والحدث فی الصلوة	لہ تبیین، متعاقب
۸۲/۱	مطبوعہ مجتہائی دہلی	باب الامامة	لہ در مختار
۱۴۴/۱	مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی	فصل فی بیان الاحسن بالامامة	لہ مراقی اخلاق میں حاشیہ المطمئناوی
۸۳/۱	مطبوعہ مطبع مجتہائی دہلی	باب الامامة	لہ در مختار

الجواب

ضرور فاسق و مستحق عذاب ہے، صحیح حدیث میں ہے:

نہی عن کل مسکرو و مہتور۔ رواہ الامام احمد
و ابوداؤد عن ام المؤمنین ام سلمة رضی
اللہ تعالیٰ عنہا بسند صحیح۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر چیز کو نشہ
لے اور ہر چیز کو عقل میں فتور ڈالنے حرام فرمائی۔
اسے امام احمد اور امام ابوداؤد نے بسند صحیح ام المؤمنین
حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے۔

اگر افسوسناک کے زور میں ہو جب تو اس کی خود غارت باز باطل اور اس کے پیچھے اوروں کی بھی محض ہاتھل۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لا تقربوا الصلوة وانتم سکران حتی تعلموا
ما تقولون۔

نماز کے قریب نہ جاؤ اس حال میں کہ تم نشہ میں ہو
یہاں تک کہ جان لو کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ (ت)

اور اگر بے ہوش میں ہو جب بھی اس کے پیچھے نماز ممنوع ہے،
لان الصلوة خلف الفاسق تکراہ کرہۃ تحریم
کما حقیقۃ فی العنیۃ وغیرہ۔

کیونکہ فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے جیسا کہ اس
مسند فقہین منیہ وغیرہ میں کی ہے۔ (ت)

اگر ٹھہری ہو تو نماز پھر فی ضرور ہے اگرچہ غیر خواہ معمر خواہ مغرب کا وقت ہو،
فان کل صلوة دیت مع مکراہۃ تحریم تعاد
و جوباً کما فی الدر وغیرہ بل و کذا علی

نکبر وہ نماز جو کہ بہت تحریمی کے ساتھ ادا کی گئی ہو اس کا
اعادہ واجب ہوتا ہے جیسا کہ در مختار وغیرہ میں ہے
بلکہ اس کے قول پر بھی یہی حکم ہے جو اسے مکروہ تنزیہی
قررو دیتا ہے کیونکہ اعادہ اکمال سے فائز اور بیفائدہ
نہیں جیسا کہ واضح ہے واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم (ت)

سنن ابی داؤد کتاب الاشریہ باب ما جاز فی السکر مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱۶۳/۲

سنن القرآن ۴/۳۴

سنن ترمذی المستملی شرح نیتہ العلی فصل فی الامارۃ الا مطبوعہ سہیل انکبیطی لاہور ص ۵۱۳

سنن در مختار باب صلوۃ فصل فی الامارۃ الا مطبوعہ مجتہدانی دہلی ۱/۴۱

۶۰۹
۶۱۲
مسئلہ از مکتبہ مسجد و حرم نکلا مرسلہ حافظ محمد عظیم صاحب ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۵ھ
تسلیم بقصد تکریم کے بعد خدمت عالی میں عرض رساں ہوں آپ کے اصحاب حیدرہ کی تحریر سے بندہ قاصر ہے
جناب کے خدمت میں نہ عرض کے لائق نہ طاقت چونکہ اس وقت ایک فتویٰ پر آپ کے دستخط اور مہر کی اشد ضرورت
ہوئی خدمت عالی میں عرض رساں ہوں کہ عند اللہ و عندہ الرسول اپنے خاص دستخط اور مہر سے زینت بخشیں اس عاجز کو
آپ کی قدم بوسی کی از حد تناسیب دعا فرمائیں، فتویٰ یہ ہے :

حاصل نکدہ من حکم اللہ تعالیٰ اندریں کہ بامامت کو لم
شخص اولیٰ است و امامت حرام زائدہ مکروہ تحریمی
است یا نہ و امامت شخص پر پنداشت قوم مکروہ
تحریمی است یا چہ اگر کہتے در مسجد از امام جمعی افضل
باشد بامامت کہ ام اولیٰ است . مینو اتوجروا
تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو اس مسئلہ کے بارے میں
آپ کی کیا رائے ہے کہ امامت کے لئے افضل شخص
کو ہوتا ہے ؟ حرام زائدہ کی امامت مکروہ تحریمی ہے
یا نہیں ؟ جس شخص کو قوم بڑا جائے اس کی امامت مکروہ
تحریمی ہے یا کیا ہے ؟ اگر تشہد میں محلہ کے امام سے
کوئی افضل شخص موجود ہو تو امام کس کو بنانا اولیٰ ہے ؟

الجواب

- (۱) ہر کہ عالم تر و رشتہ نماز بود در امامت آن اولیٰ
است پس از آن اقرا ثم اور ثم معراست کما
فی الہدایۃ والعلمگیریۃ وعلتی الابحد
وجامع الرموز۔
- (۲) اما تر مزادہ مکروہ تحریمی است لہ فی الہدایۃ
یکرا تقدیر العبد والاعرابی والعاسق و
الاعمی وولد الزنا لانه لیس لہ
اب یشفقہ فیقلب علیہ الجہد ولانہ
فی تقدیرہ ہولاء تنفییر الجماعۃ فیکرة
وقی العلمگیریۃ و تجوز امامۃ الاعرابی
- (۱) ہر شخص عالم تر و رشتہ نماز میں زیادہ عالم و نگاہ ہے وہ امامت
کے زیادہ لائق ہے اس کے بعد سب سے اچھا قاری
پھر سب سے صاحب فتویٰ پھر زیادہ عذر والا رشتہ
امامت ہے چاہے عاقبتی، عاقبتی الایکسر اور
جامع الرموز میں اسی طرح ہے۔
- (۲) حرام زائدہ کی امامت مکروہ تحریمی ہے چاہے غلام،
اعرابی، فاسق، نابینا اور ولد زنا کی امامت مکروہ ہے
کیونکہ اس کا شفیق باپ نہیں جو اسے تعلیم دیتا ہو
اس پر جماعت غالب ہوگی اور دوسری بات یہ بھی
کہ ایسے افراد کی تقدیم سے لوگ جماعت سے نفرت
کریں گے لہذا ان میں سے ہر ایک کا امام بننا مکروہ ہے۔

والاعصی والعبد وولد الزنا والفاسق کذا
فی الخلاصة الا بها تنکره وفي شرح
الوقایة بحامه بنده واعرابی وفاسق و
اعصی ومبتدع وولد الزنا جائز بولے مکروه
باشد وفي جامع الرموز فان امر عبید او
اعرابی وفاسق او اعصی او مبتدع اولول
الزنا ای ولد یحصل من وطئ حرام
لعینہ (کرک) ولی ملحق الابیحر تنکره امامة العبد
والاعرابی ولاحی وفاسق والمبتدع وولد الزنا
(۳) اگرچہ پنداشتین باعث امر شرعی باشد امامت
شخص ہر پنداشتہ قوم مکروه تقریبت لاف
اعلمگیریہ وقاضی خاں سرجل امر قوما
وہم لہ کامرہون ون کانت نکراہہ بعد
فیہ اولاہم الحق بالامامة منہ کسوة
لہ ذلک

عالمگیری میں ہے اعرابی، نابینا، غلام، ولد زنا اور
فاسق کی امامت جائز ہے اسی طرح خلاصہ میں ہے
مکروه ہے۔ شرح، وقایہ میں ہے غلام، اعرابی،
نابینا، بدعتی اور ولد زنا کی امامت جائز مگر مکروه ہے۔
جامع الرموز میں ہے اگر غلام، اعرابی، نابینا، فاسق،
بدعتی اور ولد زنا (یعنی وہ بیٹا جو وطئ حرام عینہ سے مل
ہو، سنے امامت کرائی تو اس کی امامت مکروه ہے۔
ملحقی اب بکر میں ہے غلام، اعرابی، نابینا، فاسق،
بدعتی اور ولد زنا سب کی امامت مکروه ہے تو۔

(۳) اسے بڑا جاننے کی وجہ اگر کسی امر شرعی کے باعث
ہو تو اس کی امامت مکروه تقریبت ہوگی، کیونکہ عالمگیری
اور قاضی خاں میں ہے وہ شخص جس نے کسی قوم کی
امامت کر لی حاکم مکروه قوم اسے پسند نہیں کرتی پس
اگر کراہت اس شخص میں کسی فساد کی وجہ سے ہو
یا اس وجہ سے کہ اس سے دوسرے افراد امامت کے
زیادہ لائق ہوں تو ان دونوں صورتوں میں شخص مذکور
کو امامت کرنا مکروه ہے۔

۸۵/۱	مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور	المصل الثانی فی بیان من یصلح اماما غیرہ	۸۵/۱	مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور	۸۵/۱
۱۴۵/۱	مطبوعہ المکتبۃ الرشیدیہ دہلی	فصل فی الجہتۃ	۱۴۵/۱	مطبوعہ المکتبۃ الرشیدیہ دہلی	۱۴۵/۱
۱۴۲/۱	مطبوعہ مکتبۃ اسلامیہ تحفہ قاموس ایران	فصل یحجر الامام	۱۴۲/۱	مطبوعہ مکتبۃ اسلامیہ تحفہ قاموس ایران	۱۴۲/۱
۹۲/۱	مطبوعہ موسستہ الرسالۃ بیروت	فصل حکم الجہتۃ	۹۲/۱	مطبوعہ موسستہ الرسالۃ بیروت	۹۲/۱
۸۶-۸۷/۱	مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور	المصل الثانی فی بیان من یصلح اماما غیرہ	۸۶-۸۷/۱	مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور	۸۶-۸۷/۱

۱۔ محیب رحمۃ اللہ علیہ نے شرح وقایہ کی عبارت نقل نہیں کی مگر معلوم ہر بیان خارجی ذکر کیا ہے نیز بعد والی عبارت
میں قوسیں کے درمیان جامع الرموز عبارت نقل کی ہے جبکہ قوسیں سے باہر والی عبارت نقایہ یعنی جامع الرموز
کے متن کی ہے اور شرح وقایہ کی عبارت بھی نقایہ کی عبارت جیسی ہے۔ (مذہب احمد سعیدی)

محلہ کے مقرر امام کو امام بنانا اولیٰ ہے اگرچہ کوئی دوسرا شخص افضل موجود ہو جیسا کہ عالمگیری میں ہے ایک ایسا شخص مسجد میں داخل ہوا جو محلہ کے امام سے افضل ہے تو محلہ کے امام کو ہی امام بنانا اولیٰ ہے، اور نیز میں ہے اگر مسجد میں ایسا شخص آیا جو امام مقرر سے افضل ہو تو محلے کا امام ہی بتر ہوگا، کتاب کا حکم بھی یہی ہے اور یہی مرشح اور جاسے پناہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب المستخرج من المذنب ابو نعیم محمد بنی عنی عنہ اسلام آبادی الحبيب المصیب فقیر محمد بنی، تہ غازی پوری۔ الجواب صحیح بندہ رشید احمد عنی عنہ اصحاب من اجاب محمد قاری شمس سہرانی عنی عنہ۔ صحیح من اجاب حرر الفقیر ابو البرکات غازی پوری۔ اس میں جو کچھ ہے وہ حق ہے۔ امام لدین عنی عنہ۔

(۴) امامت امام حی اولیٰ بود اگرچہ غیر شمس در مسجد افضل است لسانی العسکیریۃ دخل مسجد امن ہو اولیٰ بالامامة من امام المسجد قاصدا المحلة اولیٰ وفي المدينة لو دخل في المسجد من هو اولیٰ بالامامة قاصدا المحلة لوجب هكذا احکوا کتاب والیہ المرجع و المذنب واللہ اعلم بالصواب المستخرج من المذنب ابو نعیم محمد بنی عنی عنہ اسلام آبادی الحبيب المصیب فقیر محمد بنی، تہ غازی پوری۔ الجواب صحیح بندہ رشید احمد عنی عنہ اصحاب من اجاب محمد قاری شمس سہرانی عنی عنہ۔ صحیح من اجاب حرر الفقیر ابو البرکات غازی پوری۔ ما فیہ حق ما صاہر السدیدین عنی عنہ۔

الجواب

امامت کے لئے وہ شخص لائق اور بہتر ہے جو مسائل نماز و طہارت میں زیادہ آگاہی رکھتا ہو، فتویر میں ہے امامت کا زیادہ حقدار وہ ہے جو احکام نماز سے زیادہ آگاہ ہو۔ در مختار میں ہے بشرطیکہ ظاہری نمازوں سے بچنے والا ہو۔ رد المحتار میں کافی کے حوالے سے ہے سنت (یعنی طہارت نماز) سے زیادہ آگاہی رکھنے والا شخص امامت کے لئے بہتر ہے بشرطیکہ اس کے دین پر کوئی گناہ نہ ہو۔

اولیٰ بالامامت کے است کہ مسائل نماز و طہارت و امامت است در تہذیب است لاق حق بالامامة الاحکام بالصوة در در مختار است بشرط اجتناب لہو و احش الظاہرة و رد المحتار از کافی و غیر است الاعلام بالسنة اولیٰ ان یطعن علیہ فلیت

۸۳/۱	مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور	باب الامامة	۸۲/۱
۸۲/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۸۱/۱
۸۱/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۸۰/۱
۸۰/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۷۹/۱
۷۹/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۷۸/۱
۷۸/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۷۷/۱
۷۷/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۷۶/۱
۷۶/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۷۵/۱
۷۵/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۷۴/۱
۷۴/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۷۳/۱
۷۳/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۷۲/۱
۷۲/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۷۱/۱
۷۱/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۷۰/۱
۷۰/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۶۹/۱
۶۹/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۶۸/۱
۶۸/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۶۷/۱
۶۷/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۶۶/۱
۶۶/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۶۵/۱
۶۵/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۶۴/۱
۶۴/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۶۳/۱
۶۳/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۶۲/۱
۶۲/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۶۱/۱
۶۱/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۶۰/۱
۶۰/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۵۹/۱
۵۹/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۵۸/۱
۵۸/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۵۷/۱
۵۷/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۵۶/۱
۵۶/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۵۵/۱
۵۵/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۵۴/۱
۵۴/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۵۳/۱
۵۳/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۵۲/۱
۵۲/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۵۱/۱
۵۱/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۵۰/۱
۵۰/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۴۹/۱
۴۹/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۴۸/۱
۴۸/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۴۷/۱
۴۷/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۴۶/۱
۴۶/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۴۵/۱
۴۵/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۴۴/۱
۴۴/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۴۳/۱
۴۳/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۴۲/۱
۴۲/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۴۱/۱
۴۱/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۴۰/۱
۴۰/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۳۹/۱
۳۹/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۳۸/۱
۳۸/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۳۷/۱
۳۷/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۳۶/۱
۳۶/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۳۵/۱
۳۵/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۳۴/۱
۳۴/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۳۳/۱
۳۳/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۳۲/۱
۳۲/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۳۱/۱
۳۱/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۳۰/۱
۳۰/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۲۹/۱
۲۹/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۲۸/۱
۲۸/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۲۷/۱
۲۷/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۲۶/۱
۲۶/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۲۵/۱
۲۵/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۲۴/۱
۲۴/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۲۳/۱
۲۳/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۲۲/۱
۲۲/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۲۱/۱
۲۱/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۲۰/۱
۲۰/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۱۹/۱
۱۹/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۱۸/۱
۱۸/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۱۷/۱
۱۷/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۱۶/۱
۱۶/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۱۵/۱
۱۵/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۱۴/۱
۱۴/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۱۳/۱
۱۳/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۱۲/۱
۱۲/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۱۱/۱
۱۱/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۱۰/۱
۱۰/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۹/۱
۹/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۸/۱
۸/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۷/۱
۷/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۶/۱
۶/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۵/۱
۵/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۴/۱
۴/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۳/۱
۳/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۲/۱
۲/۱	مطبوعہ مجتہدی دہلی	باب الامامة	۱/۱

جواب سوال دوم و چھٹیں غلام و دہقان و دیگر اگر
 در حاضری غیر نیاں کسے صالح امامت نیست خود واجب
 بود تعظیم اینان زیرا کہ اگر نگذشت جماعت از دست رود
 واجب فوت شود و ایس ناروا بود اگر دیگر سے نیز ضرر
 است اما اینان در علم مسائل نماز و طہارت بر دیگران
 و زیادت دارند ہم اینان احتی و ادنی امامت باشند
 چہ جائے کراہت ہاشم بلکہ کراہت در تعظیم دیگر سے باشد
 کہ کمتر از ایشان است آری اگر آئی دیگر زایشان
 و امامت یا پروردگار علم مذکور ہر پروردگار امامت ایشان
 کردہ باشد از مذکور سے تنزیہی بیش نیست یعنی خلافت
 ادنی نیست و اگر امام نمایندہ ہوا باشد ہاک مذکور و تزییر و تہلیل
 و در مختار است یککہ تنزیہ امامت عہد و اعدائی
 و اعمی الا ان یكون ای غیر الفاسق خلو بقوم
 فہو ادنی (و ولد السون) ہذا ان وجہ
 غیر ہم والا فلا کراہت بہرحب بحث
 صاحب در بحسب الرائق از مجتہ شرع قدوری و
 مصدق ابراہیم شرع ہایست ہذا
 انکراہت تنزیہیہ لقولہ
 فی لاصح امامت غیر ہم احب الی
 صدر ان باز در فتاویٰ سعید و غیرہ است خلاصہ
 اسہ یککہ لہذا لا تقدم و یکوہ الاقدم
 بہم کراہت تنزیہیہ ان وجہ

جواب سوال دوم غلام، دیہاتی اور تاجین کا
 حکم بھی یہی ہے اگر حاضری میں سے کوئی دوسرا امامت کے
 لائق نہ ہو تو خود بخود ان کو مقدم کرنا واجب ہو گا ورنہ
 جماعت فوت ہو جائے گی جو واجب ہے اور جماعت
 کو فوت کرنا جائز نہیں اور اگر کوئی دوسرا بھی
 لائق امامت حاضر ہو لیکن یہ لوگ مسائل نماز و طہارت
 میں اس پر فوقیت رکھتے ہوں تو پھر بھی ان ہی کو امام
 بنانا لائق ہے چہ جائیکہ ان میں کراہت ہو بلکہ ایسی
 صورت میں دوسرے کو مقدم کرنا مکروہ ہو گا، کیونکہ
 وہ دوسرا ان سے ادنی ہے البتہ اگر دوسرا ان سے
 زیادہ دانا اور صاحب علم ہو یا وہ ذی مذکورہ علم میں ہمسر
 اور برابر ہوں تو اس وقت ان کی امامت مکروہ ہوگی
 اور وہ بھی مکروہ تنزیہی اس سے زیادہ نہیں، یعنی
 خلافت ادنی ہوگی، اگر ان کو امام بنایا جائے تو جائز
 ہے، کوئی عرج نہیں۔ تخریر الہ بشار اور در مختار
 میں ہے امامت غلام، اعرابی، تاجین، مکروہ تنزیہی
 ہے مگر جب وہ مذکورہ افراد فاسق کے علاوہ دوسرے
 سے زیادہ صاحب علم ہوں تو یہی لوگ امامت کے
 لائق ہیں (اور ولد زنا، یعنی ولد زنا کی امامت بھی
 مکروہ ہے مذکورہ افراد کی امامت اس وقت مکروہ ہے
 جب ان کے سوا کوئی شخص لائق امامت موجود ہو ورنہ
 کوئی کراہت نہیں اس مسئلہ کی بحث بحر رائق میں

میں سے اختلافاً پھر ان میں مجتہبی شرح قدوری اور معراج
الدرایہ شرح ہدایہ سے ہے یہ کراہت کراہت تہذیبیہ ہے
کیونکہ اصل کتاب میں ان کا قول ہے کہ ان کے علاوہ
کی امامت مجھے زیادہ پسند ہے، پھر اس کے بعد قدوسی
آسمانیہ وغیرہ کی حدیثوں سے حاصل یہ ہے کہ ان کی
تقدیم مکروہ ہے اور ان کا غیر موجود ہو تو ان کی اقتدار
مکروہ تہذیبی سے ورنہ کوئی کراہت نہیں۔ رد المحتار
میں اختیار شرح مختار، شرح الملتقی للہبھسی اور
شرح درالبہار سے ہے اگر عتبات کراہت معدوم ہو
اگر اپنی شہری سے، غلام آزاد سے، ولد زنا ولد رشہ
سے نور تاجین جیسا سے انھیں جو تو حکم اس کے برعکس
ہوگا۔ جامع الرموز میں سے اگر غلام یا اعرابی یا ولد زنا
یا عتبات ترشک وہ تہذیبی ہے۔ اور اختیار میں ہے اگر
یہ افراد مذکورہ اپنے مخالف سے انھیں ہوں تو حکم
اس کے برعکس ہوگا۔ غایہ میں ہے اعرابی، تاجین،
غلام اور ولد زنا کی امامت جائز ہے اور ان کے علاوہ
کی ادنیٰ ہے۔ علامہ برجندی کی شرح نقایہ میں ہے کراہت
سے مراد کراہت تہذیبی ہے جیسا کہ اس بات کی تصریح ذہنی

غیرہم ولا فلا کراہۃ در رد المحتار
از اختیار شرح مختار و شرح الملتقی للہبھسی و شرح
در البہار است لوجود مت ای علة الکراہۃ
یامت کانت الاعرابی افضل من
المختصری والعبد من العبد
وولد الزنا من ولد الرشدة
والاعلی من البہرہ لہ حکم بالفضل
منہما در جامع الرموز است فامت ام عبد
او اعرابی وولد الزنا کراہۃ ذلك کراہۃ
تہذیبیہ وفي الاختیار لو کانوا افضل
من ضدہم قال حکم بالفضل
ورغایہ است تجوز امامۃ الاعرابی
والاعلی والعبد وولد الرشدة
وغیرہم ادنی در شرح نقایہ علامہ برجندی
است المراد بہ الکراہۃ التہذیبیۃ
علی ما صرح بہ فی الزاہدی
در ماسفیہ در و غیر للعلامة الشریطانی است
وکراہۃ امامۃ ولد الرما قولی الکراہۃ

۲۲۹/۱	مطبوعہ ایچ ایم سعید پبلیشرز کراچی	باب امامت	لے پڑائی
۱۰/۱	مطبوعہ طبع غیر مصر	کتاب الصلوۃ	فتاویٰ اسمیہ
	میں شخص اور تبدیلی ہے تفصیل کیے دونوں کتابیں ملاحظہ ہوں۔ نذیر احمد		نوٹ: اس عبارت کے فوری حصہ یعنی ان وجداج
۴۱۴/۱	مطبوعہ مصطفیٰ اہلبائی مصر	باب الامامۃ	لے رد المحتار
۱۴۲-۱۴۳/۱	مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران	فصل بکبر الامام	لے جامع الرموز
۴۲/۱	مطبوعہ دانشور کھنہ	فصل فیمن یصح الاقترار الخ	لے فتاویٰ قاضی خان
۱۱۵/۱	۔ ۔ ۔	فصل بکبر الامام فی الجمۃ الخ	لے شرح نقایہ للعلامة البرجندی

تَنْزِيهِيَّةٌ كَمَا فِي الْبَحْرِ وَرَحَاشِيَّةٌ عِلَامَةُ سَيِّدِ أَحْمَدِ
 طَهَاوِيِّ بِمَرَاتِي الْعَصْلَاحِ اِزْ شَرْحِ عِلَامَةِ سَيِّدِ أَحْمَدِ
 اِزْ بَرِي اِزْ عِلَامَةِ سَيِّدِ أَحْمَدِ حُرِّي اسْتِ كَرَاهِيَّةُ
 الْاِقْتِدَاءِ بِالْعَبْدِ مَا عَطَفَ عَلَيْهِ
 تَنْزِيهِيَّةٌ اَمْتُ وَجِدَ غَيْرُهُمْ
 وَالْاَفْلَاحُ هِيَ بِهَذَا مَعْنَى اِي تَصْرِيحَاتٍ بِطَلِيلِ
 بَكْرِي اسْتِ تَحْرِيرِ بَعْضِ زَوِي چَستِ نَكَارَتِ دُو طَلِيانِ
 گَنْگُو سِي وَخَازِي پُورِي بِرِخْلَافِ رِشْمِ اَمَامَتِ
 سِرْزِدُو بَاطِلِ مَحْضِ اسْتِ وَاسْمِ نَزْدُو وَكَامِهَا
 اخْتِ اِيَا طَلَقِ اِنْكَرَاهِيَّةُ فِي الْهَدَايَةِ
 وَغَيْرِهَا جِ هَلِيْنِ بِمَا صَوْرَ مِيَه
 الشُّرَاحِ لِبِ خُصُوصِ الْمَعَالَةِ وَغَيْرِهَا
 مَعْنَى اَمْتُ حَمَلِ الْمَطْلُوقِ مِنَ الْمُنْعَرِ
 غَيْرِ كِلِي بِلِ كَشِيرَا مَا يَطْلُقُونَ وَالْمُصْرَدِ
 خُصُوصِ التَّنْزِيهِ وَبِهَا يَطْلُقُونَ
 وَالْمَقْصُودُ الْاَعْمَ اَعْنَى مَا يَشْتَمِلُ النُّوعَيْنِ
 الْاَوَّلَيْنِ اَنْهَمْ يَسُودُونَ مَكْرُوهَاتِ
 الْعَصْلَةِ مَرْدَادِ بِيْدِ خُطُوبِ الْكُلِ
 تَحْتِ قَوْلِهِمْ كَرِهَ وَفِيهَا مَعْنَى كَلَا
 النُّوعَيْنِ وَلِذَا قَالِ فِي الدَّرِ
 الْمُخْتَارِ هَذِهِ تَعْمُ التَّنْزِيهِيَّةُ
 اَلَّتِي مَرَّحَهَا خِلَافُ الْاَوَّلِي قَالِ عَصَارِي

نے کی ہے۔ حاشیہ درر وغیرہ علامہ شرنبلالی میں ہے
 کہ ولہذا کی امامت مکروہ ہے۔ میں کہتا ہوں اس سے
 کہ اہست تنزیہی مراد ہے جیسا کہ تحریر ہے۔ مرآتی اصطلاح
 کے حاشیہ میں علامہ سید احمد طحاوی نے شرح علامہ
 سید محمد ازہری سے اور انہوں نے علامہ سید احمد حوری
 کے حوالے سے لکھا کہ غلام اور اس کے دیگر معطوفات
 کی اقدار کرنا مکروہ تنزیہی ہے بشرطیکہ ان کے علاوہ
 کوئی دوسرا ان کی امامت موجود ہو ورنہ مکروہ تنزیہی بھی
 نہیں۔ ان واضح تصریحات کے باوجود کراہت تحریم
 کے ساتھ فتویٰ جہڑ دینا مناسب نہیں ہے جیسا کہ دو
 خط حضرات گنگوہی اور خاڑی پوری سے درست امامت
 کے خلاف جو بیان سرزد ہوا وہ باطل محض ہے اس
 کی روئے اصل میں گریا ہوں نے ہدایہ وغیرہ میں
 کراہت کے اطلاق سے دھوکا کھایا اور خصوصاً اس
 مسئلہ اور اس جیسے دیگر مسائل کے تحت شارحین
 کی ان تصریحات سے جا بیل رہے کہ مطلق کا منع پر
 عمل کرنا کلی نہیں بلکہ اکثر اوقات مطلق کراہت ذکر
 کرتے اور مراد کراہت تنزیہی ہوتی ہے بہت دفعہ
 کراہت کو مطلقاً ذکر کرتے ہیں اور اس سے مقصود
 تحریمی اور تنزیہی دونوں کا عموم ہوتا ہے کیا آپ نہیں
 دیکھتے کہ فقہاء جب مکروہات غازی بیان کرتے ہیں
 تو تمام کو وہ لفظ ”کہ“ کے عنوان کے تحت لائے ہیں

۱۔ حاشیہ درر وغیرہ علامہ شرنبلالی فصل فی الامامة مطبوعہ مطبعہ احمد کمال الکائنہ فی دار السعادة مصر ۱۸۶۷ء
 ۲۔ حاشیہ الطحاوی علی مرآتی اصطلاح فصل فی بیان الاقوال بالامامة مطبوعہ دار الفکر بغداد ۱۹۴۷ء

الدلیل قامت نہیاطف الثبوت
ولاحد صرف قحویمیة والاقتزیة
قال الشی نقلا عن البحر المکروه تنزیہا
مرجعه الی ما ترکہ اولی وکثیرا
یطلقونه کما ذکرہ فی لعلیة صبیحہ
اذا ذکرہا مکروہ فلا ید من الطرف
دلیلہ ۱۰

حادثہ ان میں دونوں عیت کے محرومات ہوتے ہیں،
اسی لئے دور میں گنا کر مکروہ تنزیہی کوٹ لے ہے
جس کا انجام و مال ترکہ اولی ہوتا ہے، پس ان
دونوں میں فرق دلیل کی بنیاد پر ہوگا، یعنی اگر دلیل
کراہت وہ محالیت شرعی ہو جس کا ثبوت ظنی ہوگا
نہ ہی تحریم سے تنبیہ کی طرف پھرنے والا کوئی امر
ہو تو مکروہ تحریمی و نہ تنزیہی اور امام شافعی نے

بکر سے نقل کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ مکروہ تنزیہی کا مال ترکہ اولی ہوتا ہے اور اکثر اوقات اس کو مطلقاً ذکر
کرتے ہیں، علیہ میں اسی طرح کہوئے لہذا جب فقہار کسی مقام پر مکروہ کا ذکر کریں تو اس کی دلیل میں نظر
خائر کرتا ہوتا ہے الخ (ذات)

جواب سوال سوم کراہت قوم اگر بلا وجہ
شرعی ست چنانکہ امامت عالمی صالح را بسبب
بعض منازعات دنیویہ خود مشاں مکروہ دانہ یا
امامت جہد داعی و امثالہا یا بکذا افضل و اعلم
قوم ہا مستند بہ پندارند نگاہ کراہت ایشان باشد
و در حق امامت اثر نہ دارد، و اگر بوجہ شرعی است
چنانکہ امام فاسق یا مبستدناست یا بحال عدم
اصلیت یکے از اربعہ مذکورین احسنی جہد و اعرابی
و ولد از ناداعی است یا آنکہ در قوم کے مست
بوجہ مرجحات شرعیہ مثل زیادت علم و جودت قرأت
و غیرہما حق و اولی از مست و دریں حالت ہر کس
ر با وصف مکروہ داشتند قوم ہا امامت پیش رفتن

جواب سوال سوم اگر قوم کی کراہت شرعی
خدا کے بغیر ہو جیسا کہ صالح اور عالم کی امامت کو اپنے
مفسد و نیروی تنازعہ کی وجہ سے مکروہ سمجھتے ہوں
یا غلام، تائبینا وغیرہ کی امامت کو مکروہ سمجھتے ہوں یا ناگہ
وہ قوم سے افضل ہوں، تو ایسی صورت میں قوم کی
اپنی ناپسندیدگی کوئی معنی نہیں رکھتی لہذا ان افراد کی
امامت میں وہ اثر انداز نہ ہوگی، اگر کراہت کسی شرعی
خدا سے ہو مثلاً امام فاسق یا بدعتی ہو یا پھر مذکور
افراد غلام، اعرابی، ولد نادا اور تائبینا دوسروں سے
افضل و اعلم نہ ہوں یا قوم میں کوئی ایسا شخص موجود
ہو جس میں شرعی ترجیحات ہوں، مثلاً علم زیادہ رکھتا
ہے، تجوید و قرأت کا ماہر ہے تو یہ خود امامت کے

منزوع و مکروہ تحریمی ست، در متن محقق غزی و مشرح
 مرقی علائی ست و لوام قوم و ہم له کاذهون
 انت الکراہۃ لفقہ فیه او لا یہم احق
 بالامامۃ منہ کسہ لہ ذلک تحریرا
 لحدیث ابو داؤد و لا یقبل اللہ صلواتہ
 من تقدم قوما و ہم لہ
 کاس ہون و انت ہو احق بالکراہۃ
 علیہ السلام و مرقی الفلاح علامہ شریانی از
 کتاب التجمیع و المیزان امام صاحب الہدایہ ست
 لوام قوم و ہم لہ کاس ہون
 فہو علی ثلثۃ اوجہ ان کانت الکراہۃ
 لفقہ فیه او کانت لواحق بالامامۃ منہ
 یکرہ و انت کانت ہو احق بہا
 منہم و لا فساد فیہ و مع حد یکرہون
 لا یکرہ لہ التقدم و لانت الجاہل
 و الف سق یکرہ العالم و الصالح
 اقول تحقیق مقام آنست کہ اینجا دو چیز ست یکے
 فعل آنکس کہ بخودی خود بنا گواری قوم پیش رفت
 و ایشان را مکروہ دانہ براقداسے خود داشت
 دوم نماز الپس او بھما کہ در صورت مذکورہ حکم بجاہت
 تحریم فرمودہ اند براعلی خودش ناظر بر اول ست
 یعنی آنکس را این چنین کردن بد نیست اگر میکند

زیادہ دلائل اور حقدار ہے ایسی صورت میں جس شخص کو
 امام بنانا قوم مکروہ جاسے اس شخص کو امام بنانا منزع او
 مکروہ تحریمی ہے۔ محقق غزی کے متن اور مشرح مرقی
 علائی میں ہے اگر کسی شخص نے قوم کی امامت کی حالانکہ
 وہ لوگ اسے ناپسند کرتے ہوں تو اگر لوگوں کی نفرت
 امام کے اندر کسی غرائبی کی بنا پر ہو یا وہ لوگ بہ نسبت امام
 کے امامت کے زیادہ حقدار ہوں تو ایسی صورت
 میں اس شخص کا امام ہونا مکروہ تحریمی ہے اس کی دلیل
 حدیث ابو داؤد ہے جس میں فرمایا ہے واللہ تعالیٰ
 اس شخص کی نماز قبول نہیں فرماتا جو لوگوں کا امام بننا
 حالانکہ لوگ اسے ناپسند کرتے تھے۔ اور اگر وہ امام
 ہی امامت کا زیادہ حق رکھتا ہو تو اس پر کراہت
 نہیں بلکہ لوگوں کی نفرت کرنا مکروہ ہوگا۔ علامہ شریانی
 نے مرقی الفلاح میں صاحب بیار کی کتاب التجمیع و
 المیزان کے حوالے سے ذکر کیا ہے اگر کسی شخص نے قوم
 کی امامت کی حالانکہ وہ لوگ اسے ناپسند کرتے ہوں
 تو اس کی تین صورتیں ہیں (۱) اگر کراہت خود
 امام میں فساد کی وجہ سے ہو (۲) یا دوسرے لوگ
 اس امامت کے زیادہ حقدار اور دلائل ہوں تو اس کا
 امام بننا مکروہ ہے (۳) اور اگر وہ امام ہی دوسرے
 سے زیادہ دلائل امامت ہو اور بذات خود اس میں کوئی
 فساد بھی نہ ہو اس کے باوجود لوگ اسے ناپسند کرتے

ناہک گارمی شود و نماز خود او خالی از ثواب رود و ہذا معنی
 قرآن کریم کہ لہ ذلک ویکمالہ المتقدم والما فیہ من تابع
 اس وجہ شرعی است کہ در آنکس حاصل و ایناں را بر وجہ
 حق برکراہت حاصل است کہ عدو ناہ بعضہ آن
 اگر در نماز موجب کراہت تحریم است کالضیق والبدعة
 وغیرہما نماز نیز مکروہ تحریمی باشد و نہ مجرد و تنزیہی
 کما فی العبد ونظرانہ الا ترعب
 انہم یصرو حوث بکراہة اصامة
 هؤلاء تنزیہا ویرسلون ذلک اس سالاً
 ولا یقیدونہ بتقدیمہ برضی القوم
 بل یصلونہ بامت فیہ تنفیذ الجماعۃ
 وانما التصرۃ تنشئون کراہتہم ذلک
 فذلک انت نصلا لا تکرہ و تحریم
 و امت کانت التقدم مکروہا لہ
 تحریمہا لانہم کاہون ولو ان التنزیہ
 کانت مقیداً برضاہم حتی لو
 کمرہوا کمرہت الصلاۃ ایضا تحریمہا
 لکانت کراہتہم السقی نشأت عن وجہ
 شرعی ایضا عائذۃ علیہم بالوہاب حدیث
 وقعتہم فی ام کتاب ما اثم لہم یکون
 لو لہم تکن و ہو کما تری وانما العود
 علیہم فی کراہۃ لا عن مستنہجیح
 کما علمت بانہ موجب کراہت وہ گونہ است
 یکے ذاتی کہ خود در آنکس وجہ باشد کہ شرعاً
 اہمیت و مطلقاً یا در جماعت حاضرہ ممنوع یا غلات

چون تو اس کا امام بننا مکروہ نہیں کیونکہ جاہل اور فاسق
 عالم اور صالح افراد کو ناپسند کرتے ہیں الا قول میں
 کتابوں، تحقیق مقام یہ ہے کہ یہاں دو چیزیں ہیں، ایک
 یہ کہ کوئی شخص خود بخود لوگوں کی نفرت کے باوجود آگے
 بڑھے اور لوگوں کو اپنی اقتدا میں نماز ادا کرنے پر مجبور کرے
 دوسری چیز ایسے امام کے پیچھے نماز کا معاملہ ہے، علماء
 نے صورت مذکور میں جو مکروہ تحریمی کا حکم لگایا ہے اس کا
 اطلاق پہلے کی طرف لوٹ رہا ہے یعنی اس شخص کے لئے
 ایسا کرنا جائز نہیں، اگر اس نے ایسا کیا تو گناہگار
 ہو گا اور اسکی نماز ثواب سے خالی ہے کیونکہ لہ ذلک ویکمالہ
 الفاظ کو لہ ذلک ویکمالہ المتقدم کا یہی معنی ہے
 دوسری چیز کہ اس شرعی وجہ کے تابع ہے جو اس آدمی
 میں حاصل ہے اور لوگوں کو کراہت پر بطریق حق راغب
 کرتی ہے جیسا کہ ہم نے اس میں سے بعض کا بیان کیا ہے
 اگر یہ وجہ نماز میں کراہت تحریمی کا موجب ہو مثلاً فقی اور
 بدعت وغیرہ تو نماز بھی مکروہ تحریمی ہوگی ورنہ مکروہ تنزیہی
 جیسا کہ غلام اور اس کے ہم مثل میں تنزیہی ہے، کیا آپ نہیں
 دیکھتے کہ فقہائے ان لوگوں کی امامت کے مکروہ تنزیہی
 ہونے پر تصریح کی ہے اور فقہاء اس میں ارسال و اطلاق
 سے کام لیا اور اسی کے تقدم کو قوم کی رضا کے ساتھ مقید
 نہیں کیا بلکہ اس کی علت یہ بیان کی اس میں جماعت کو
 متفق کرنا لازم آتا ہے اور نفرت ان کے ناپسند کرنے
 کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اب اس بات واضح کر دیا کہ نماز
 صرف مکروہ تنزیہی ہوگی اگرچہ اس کا امام ہونا مکروہ تحریمی
 تھا کیونکہ لوگ اسے ناپسند کرتے تھے، اگر مکروہ تنزیہی

اولی بود چنانکہ امثلہ اش گزشتہ دوم خارجی و آن مکررہ
پنداشتہ قوم است مرتقم اورا باز ذاتی بر دو صنف
ست یکے حتی شرع چون فسق و ابتداع و جہل دوم حتی
انفیر چون حضور صاحب البیت یا امام الحی یا قاضی یا
سعدی کہ خلوا ینکس انہ زیتے کہ دیگر سے وارد عامل
بر کہ بہت شدائیں کراہت ذاتی است موجد و مرعات
حق غیر مست پس گویا ای صنف بزرگ است میان
ذاتی و خارجی و نسبت میان اینہا معنی ہر دو قسم تقسیم
اوں عموم و خصوص میں وجہ است، ہائے ذاتی یافتہ شود
ذخارجی چون رضائے قوم بقدم غلامے عامی و جائے
بالعکس چون کراہت قوم بقدم عامے تقی راجعہ و غلامے
و جاد با نام آئندہ و تاثیر ذاتی در نفس نماز است و اثر خارجی
بر ذات امام یا قوم نہ بر نماز و در ذات شرع بر امام
مشروط و بر وجود اول مست و نہ خود بر قوم باز گرد بخلاف
اول کہ تاثیر نفس در نماز موقوف بد ذاتی نیست، اگر
قوم بتقدیم خاص و دلائلنا جابل راضی شوند نماز اگر کراہت
بری نشود بچنان اگر میماناں بر رضائے خود شای یکے از
ایشان را یا امامت برگزیند بے رضائے صاحب خانہ
کراہت نہ رود، و حکم اول تنوین تحریم و تنزیہ است حکم
دوم در حق امام و تم تحریم و رد مندفع میشود بر رضائے
قوم لا تغلق العلقہ بخلاف اوں کہ در صنف اول او
رضائے و عدم رضائے کسے وارد غلبہ نیست لکن وہ
حقا للشرع المطہر آرے در صنف ثانی
رضائے صاحب حق ثانی کراہت شود مگر رضائے
دیگران نہاست بقولہ صلی اللہ تعالیٰ

ان کی رضا کے ساتھ مقید ہو حتی کہ اگر وہ ناپسند کریں تو
نماز بھی مکررہ تحریمی ہوگی، تو قوم کی وہ کراہت جو کسی
وجہ شرعی کی بنا پر پیدا ہوئی اس کا وہاں بھی انہی پر ہنگام
کیونکہ وہ ان کے گناہ کے ارتکاب کی وجہ بنتی ہے اگر
ایسا نہ ہوتا تو یہ گناہ بھی نہ ہوتا اور جیسا کہ معاملہ
آپ نے دیکھ لیا اور ان پر گناہ کا ٹوٹنا اس کراہت
میں ہے جو مستند دلیل سے ثابت ہے، جیسا
کہ آپ نے جان لیا، الفرض کراہت کا سبب طرح
پر ہے ایک ذاتی کہ اس شخص کے اندر ایسی بات
پائی جاتی ہو کہ شرعی طور پر اس کی امامت مطلقاً یا
جماعت مانعہ میں متروک یا مذکورہ اولی ہو، جیسا کہ اس
کی مثالیں گریں۔ دوم سبب خارجی ہے وہ یہ کہ قوم
خاص میں کراہت نہ ناپسند باقی سر پھر ذاتی کی دو
صورتیں ہیں ایک حق شرع کی بنا پر مثلاً خاص ہونا۔ دوسری
ہونا اور جابل ہونا۔ دوم غیر کے حق کی وجہ سے مثلاً صاحب
امام علقہ، قاضی یا سلطان کا موجود ہونا، کیونکہ اس
صورت میں یہ شخص اس اضافی چیز سے خالی ہے جو دوسرے
میں ہے لہذا اس وجہ سے کراہت آئے گی اس وجہ
سے یہ ذاتی ہے اور اس کی وجہ حق غیر کی رعایت ہے
گویا یہ قسم ذاتی اور خارجی کے درمیان برزخ کی طرح ہے
اور تقسیم اول کی دو اقسام کے درمیان عموم و خصوص میں وجہ
کی نسبت ہے، ایک جگہ ذاتی جو خارجی نہ ہو مثلاً قوم کا
عام نظام کے تقدیر پر راضی ہونا، اور دوسری جگہ اس کا
عکس ہے مثلاً قوم کا عدالت نفعی کی وجہ سے متقی عالم
کے تقدیم کو ناپسند کرنا، اور بعض مقالات پر ان دونوں کا

علیہ وسلم الا بآفة نكح في مرد المحتار عفت
 نقترح حامية اعيان في دار يريد ان يتقدم
 احد همر بهي ان يتقدم المالك فان تقدم
 واحد اصره عليه وكبره فهو افضل
 اختتم هذا التحريم فلعنك لا تجدد هذه
 التحريم غير هذا التحريم پس اعمى شذا اعلم قوم
 نباشد و قوم هم بتقديم اور ارضی نے انکار تقدم مر اور
 مکروہ تحریمی بود و نماز پس او مکروہ تنزیہی و اگر قوم بتقديم
 اور ارضی شود کراہت لی برتفع شود و ثانیہ باقی و اگر اعظم قوم
 است پس بحال رضا سے قوم هیچ کراہت نیست و حالی
 کراہت خود برکارین است و امام و امامت بری مثله
 في ذلك نظر انه الشك في ما بعثه في البحر
 و حتم لا في الدر وقد ثبت مصوص في التحية
 و لغيره كما مر و حاله في النهي فليس من
 النص لاحد مقال والله تعالى اعلم
 بحقيقة الحال۔

اجماع ہوتا ہے، ذاتی لا اثر نماز پر پڑتا ہے، خارجی کا اثر
 ذات امام یا قوم پر ہوگا نماز پر نہیں نہر جی کا وقوع اثر امام
 پر جو و اول سے مشروط ہے ورنہ خود قوم پر اثر لوٹ
 جائے گا بخلاف پہل (یعنی ذاتی) کے کہ اس کی تاثیر
 نماز پر و پیشانی پر موقوف نہیں، اگر کوئی قوم فاسق یا
 جاہل و لد زنا کے تقدم پر راضی ہو جائے سپہ تو نہ کراہت
 سے بری دعائی، نہیں ہوگی۔ اسی طرح اگر عمان صاحب
 کی رضا کے بغیر اپنے میں سے کسی ایک کو امام بنائیں تو
 کراہت قائم نہ ہوگی۔ پہلی صنف کا حکم قریم و تنزیہی پر منتقسم
 ہے اور دوسری صنف میں امام کے حق میں اماما قریم کا
 حکم سب اور قوم کی رضا مندی پر یہ حکم فروغ ہوگا کیونکہ اس
 حضور میں قوم کی رضامندی سے علت ختم ہو جائے گی بخلاف
 پہلی صنف سے اس میں کسی کی رضا یا عدم رضا کا دخل
 نہیں کیونکہ وہ شریعت مطہرہ کا حق ہے، ہاں دوسری
 صنف میں صاحب حق کی رضا کراہت کے منافی ہو جائیگی
 اگرچہ دیگر لوگ راضی نہ ہوں، کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اس کے اذن سے امام ہو سکتا ہے۔ و اuctor میں تاہم غائیہ سے ہے کہ کسی گھر میں اگر عمان کسی کو
 امام بنانا چاہیں تو مناسب یہی ہے کہ صاحب خانہ کو امام بنایا جائے، اگر صاحب خانہ نہ ہو تو کسی کو امام یا بزرگی کی بنا پر امام بنایا
 تو افضل ہے اور۔ پس اس تفصیل گنت کو کو غنیمت جان، کیونکہ اس تحریر کے علاوہ اس مسئلہ سے متعلق تفصیل گفتگو
 کہیں نہیں ملے گی، پھر نابینا مسئلہ جو قوم سے زیادہ عالم نہ ہو اور قوم اس کے تقدم پر راضی نہ ہو تو اس کا امام بننا
 مکروہ تحریمی ہوگا اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہوگی، اگر قوم اس کے تقدم پر راضی ہو تو پہلی کراہت ساقط
 دوسری باقی رہے گی۔ اور اگر قوم سے زیادہ عالم ہو تو قوم کی رضا کی صورت میں کوئی کراہت نہ ہوگی، اور اگر قوم ناپسند

کرتی ہو تو کراہت ان لوگوں پر بیٹھتی جو ناپسند کر رہے ہیں اور امام اور امامت دونوں اس (کراہت) سے بری ہوں گے، باقی تینوں کا بھی یہی حکم ہے جیسا کہ بحر میں بیان کیا ہے، اور درمختار میں اسے پسند کیا ہے، اور اختیار وغیرہ میں اس پر نص موجود ہے جیسا کہ گزرا، اگرچہ نہر میں اس کی مخالفت ہے مگر نص کے مقابل کسی کا قول نہیں چل سکتا اور ائمہ تعالیٰ حقیقت حال سے زیادہ آگاہ ہے۔ (ت)

جواب سوال چہارم اگر محلہ کا نام اسباب و وجہ خلل سے خالی ہو تو اسی کا امام بننا بہتر ہے مگر اس صورت میں جب مسلمانوں کا حاکم، قاضی، مشرع اور والی اسلام موجود ہوں کیونکہ ان حضرات کو امام محلہ پر تقدیم کا حق حاصل ہے۔ درمختار میں ہے واضح رہے کہ صاحب خانہ اور اسی طہرے مسجد کا مقررہ امام امامت کے لئے ہر حال میں دوسرے لوگوں سے اولیٰ ہیں مگر اس صورت میں کہ سبب صاحب خانہ یا امام معین کے ساتھ سلطان یا قاضی ہو تو بادشاہ اور قاضی کے تصوف و ولایت کے عام ہونے کی وجہ سے ان کو مقدم کیا جائے گا اور حدی نے والی کو امام معین پر مقدم کرنے کی تصریح کی ہے، اور علامہ طحاوی نے حاشیہ ہراتی میں فرمایا بنیاد میں ہے یہ حکم زمانہ ماضی میں تھا کہ حکمران (اصحاب اختیار) علماء اور صلحاء جمع تھے، ہمارے دور میں والی اکثر ظالم اور جاہل ہیں اور مجھے یاد آ رہا ہے اس پر میں نے ملاحظہ کیا ہے جس کی عبارت یہ ہے اقول (میں کہتا ہوں، یہ ٹھیک ہے لیکن قتل سے بڑھ کر ہے، ہاں اگر

جواب سوال چہارم اگر امام المحلی از وجود منہل خالی است ہوں اولیٰ است مگر در حضرت سلطان مسطین قاضی شرع والی اسلام کہ ایناں را برو تقدیم است فی اندر المختار واعلم ان صاحب البیت و مثله امام المسجد الراتب ولی بالامامة من غیره مطلق الا ان یکون معه سلطان او خاص فیقد مر علیہ لعموم ولا یتھما وصرح الحدادی بتقدیم والی علی الراتب ثم قال انعم الله علی طحاوی فی حاشیہ سمراتی قال فی البناية هذا فی الن من المعنی لان النواة کاواعدا، وعلیہم کانوا صلحاء واما فی زماننا ما کثر لولاة طلمة جهلة ورايتی کتبت علی هامشه ما نصبه اقول نعم و کمن الفتنة اکبر من القتل بل انما مرضوا بتقدیم غیرهم فلا کلام وانما کانوا علماء صلحاء کما اذا انت صاحب البیت لغيره و الله تعالی اعلم اه ما کتبت علیہ

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔
 اگرچہ حضرت خود علماء و صلحا ہی ہوں جیسا کہ صاحب خانہ اگر اپنے غیر کو اجازت دے دے تو کوئی اعتراض نہیں
 واللہ تعالیٰ اعلم امیر عاشق ختم ہوا، واللہ سبحانہ و تعالیٰ۔

مسئلہ ۱۳۱۵: مسند حافظ مولوی امیر اللہ صاحب ۲ شعبان ۱۳۱۵ھ

کیا فرائض میں عطا دیں اس مسئلہ میں کہ زید نے حفظ قرآن شریف کیا اور عمر اس کی تقریباً ۵ برس
 کی ہے یعنی ۳ ماہ کم ہیں اور استقام نہ ہونا ظاہر کرتا ہے و لاک ثرحکم انکل (اور اکثر کے لئے کل کا حکم ہوتا ہے ست
 حد بلوغ میں داخل ہو کر امامت تراویح بغرض ختم قرآن بجال کر سکتا اور بالغین کی در صورت عدم بلوغ امامت
 تراویح کر سکتا ہے شفا زید نے گور کے ولی نے کسی حافظ بالغ کو فکر رکھا اور بعد کو کہا کہ اس نابالغ کا قرآن شریف
 تراویح میں سن اس اجیر نے بوجہ ائمہ اس نابالغ کے قصد کیا کہ میں تراویح کا اعادہ کروں گا اس جلد سے اس فاعل پر
 کوئی کراہت ہے یا نہیں، اکثر نابالغین امامت تراویح حسب تجویز مشائخ بالغ کرتے ہیں در صورت عدم ہواز کیا
 ان کا حکم یعنی اسی بادل کا جو تراویح باقہ اسے نابالغ ادا کریں اعادہ ہے یا نہیں؟ در صورت اعادہ اللہ پر کوئی
 اسارت ہے یا نہیں؟ خصوصاً یہ مقتدی حافظ ہو کر جماعت نابالغ کرے بوجہ استاد ہونے کے اور اعادہ کرے تو
 اس پر کیا جہنم و قباحت؟

الجواب

جبکہ ہنوز پندرہ سال کامل نہیں اور وہ اعظام ہونا ظاہر کرتا ہے تو اس کی تکذیب کی کوئی وجہ نہیں قول
 اس کا واجب القبول ہے اور تحدیدات میں و لاک ثرحکم انکل نہیں کہہ سکتے در تحدید باطل ہو جائے اور آئمہ
 پر اس میں بھی حکم بلوغ ہو کر پندرہ کا اکثر وہ بھی ہے غرض پورے تمام پندرہ دیکھ رہیں ایک دن بھی کم ہو تو بے قرار یا
 ظور آثار حکم بلوغ نہیں ہو سکتا،

فی الدر المنثور فان لم یوجد فیہما شیء فحق
 یتقو لکل منہما خمس عشرة سنة بعد یفتی
 در مختار میں ہے اگر دونوں (یعنی راکا اور لڑاکی) میں کوئی
 علامت پائی جائے تو ہر ایک کے لئے پندرہ سال عمر کا
 کامل ہونا ضروری ہے اور اسی پر فتویٰ ہے (ت)

نابالغوں کی امامت تراویح تو درکنار فرائض بھی کر سکتا ہے،

فی مردہ لصحت غیر البیضاء قامت کا
 در المختار میں ہے غیر بالغ اگر نہ کر ہو تو اس کی امامت

ذکر اقصیٰ امامتہ لشدہ من ذکر و انتف و درست ہے یعنی اس کا اپنے ہم شکل ذکر انونٹ اور خبرہ کا
خفتی ۛ

مگر بالغوں کی امامت مذہب اصح میں مطلقاً نہیں کر سکتا حتیٰ کہ تراویح و نافلہ میں بھی۔
فی رد المحتار لا ینصح اقتداء الرجل بصبی و اکتیٰ میں ہے اصح قول کے مطابق بالغ مرد کا بچے کی
مطلقاً ولو فی فعل علی الاصحہ ۛ اقتداء کرنا ہر حال میں درست نہیں اگرچہ نفل ہوں (ت)
جائز میں ہے ۛ

المختار انہ لا یحوز فی الصلوات ۛ مختار قول یہ ہے کہ سب نمازوں میں اس کی امامت
درست نہیں۔ (ت)

اُس عاقل بالغ پر اس جیلہ میں برہنہ کے مذہب اصح ضرور کراہت ہے لاشتغال بصلایہ ۛ (بسیب ایسے عمل
میں مشغول ہونے کے جو صحیح نہیں ہے۔ ت) و مختار میں ہے ۛ

صلاة العید فی القری تکون تحریمای لانہ دیاتوں میں عید ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ یہ ایسے عمل
اشتغال بصلایہ ۛ میں محروم ہونا ہے جو نا درست ہے (ت)

مذہب اصح میں اُن بالغین پر ۛ دو میں ساریت کیا ہو فی ترک عاۃ میں ۛ ت ہے استاذ و غیر استاذ سب
اس حکم میں برابر ہیں ۛ ہاں اگر عاقل صحیح خواں سوا نابالغ کے نہ ملتا ہو تو باقی مشائخ بلخ سنت ختم حاصل کر لیں فہاں
الاداعی قولی حیرو من الترتک مطلقاً (کیونکہ ایک قول کے مطابق ادا کرنا مطلقاً ترک کرنے سے بہتر ہے۔ ت)
و مختار میں ہے ۛ

الاداعی الجوز عند البعض اولى من الترتک بعض کے نزدیک جائز ادا ترک سے اولیٰ ہے ۛ
کما فی القنیۃ و غیرہا۔ جیسا کہ قنیۃ و غیرہ میں ہے۔ (ت)

پھر مناسب یہ ہے کہ مجاہد مذہب اصح اعادۃ تراویح کر لیں لیہ حصول الاحتیاط بالمقدار العیسور ۛ تاکہ بقدر

۴۲۶/۱	مطبوعہ مصطفیٰ ابی مصر	باب الامامۃ	سکھ در مختار
۸۳/۱	مجتبائی دہلی	ۛ	سکھ در مختار
۱۰۳/۱	الملکۃ العربیۃ کراچی	ۛ	سکھ الہدایۃ
۴/۱	مطبع مجتبائی دہلی	باب العیدین	سکھ در مختار
۹۱/۱	ۛ ۛ ۛ	کتاب الصلوۃ	سکھ در مختار

آسانی اختیار حاصل ہو جائے۔ (تہذیب و احکام فقہی اعلیٰ)

مسئلہ اٹھلے کیا فرماتے ہیں علامہ دین اس مسئلہ میں کہ ہندو تہذیب کی جیڑی کچھ روزہ عیدہ رہی اب اس نے زید کو چھوڑ کر
بحر سے سکان کنا چاہا اور اب ہندو تہذیب کے پاس جاکر دھارم روزہ رہی اس سے طلاق نامہ لکھوا لائی اس جگہ کے جو صاحب
پیش امام ہیں اور وہ بھی قاضی بھی ہیں ان کو طلاق نامہ دیکھا یا پیش امام صاحب نے خود بھی پڑھا اور لوگوں نے بھی پڑھ کر
پیش امام صاحب کو سنایا اور سب نے مع ہندو ہندو پیش امام صاحب سے کہا جب تک عدت کے دن پورے
نہ ہوں نکاح نہیں ہو سکتا، پیش امام صاحب نے فرمایا کہ تم لوگ نہیں جانتے ہو ضرور نکاح ہو جائیگا۔ چنانچہ راست کو
مولوی صاحب پیش امام نے بحر کے خود گھر یا کر نکاح پڑھ دیا بلکہ ہندو کی وادہ اس نکاح میں بڑے سے بھی نہیں آئی نکاح
بلیغ نفسانی پڑھایا گیا اور پہلے بھی اس قسم کے دو چار نکاح امام صاحب اور پڑھ چکے ہیں۔ امام صاحب مولوی ہیں اور اکثر اس
قسم کے قوت سے بھی دیتے رہتے ہیں مسجد کے اندر جو وہ پیمپ جو سٹے کے پانی کی کثرت سب بازار اور محلہ کے آدمی اپنے گھروں
کے کپڑے دھوتے ہیں پاک ناپاک چھینٹیں مسجد کے گھر سے لے کر شیش مسجد پر پڑتی ہیں دوسرا آدمی کپڑے دھونے والوں کو
منع کرتا ہے تو مولوی صاحب منع کرنے والے کو برا کہتے ہیں اور مارنے کو اس آدمی کے آدھہ جوتے ہیں مسجد میں روزمرہ
چھوٹی گٹ رہنا سب اکثر لوگ مسجد کے اندر جھینٹ جھانٹ بھی کرتے ہیں مگر مولوی صاحب کسی کے مانع نہیں آتے،
اوپر سے مولوی صاحب اس قسم میں تفریق چاہیے اس لئے کہ سب میں باقی تہذیب وادہ باہر اور گھروں میں دھنک سکتے
ہیں اور اپنی ادگھاٹی کہتے ہیں فرض یہاں سے بھی اپنی تنخواہ سال تمام کی لیتے ہیں۔ جو کوئی ان سے کہتا ہے کہ مولوی صاحب
پہچھے آپ کے یہاں پر نماز پڑھانے والا میسر نہیں رہتا ہم لوگوں کو بہت تکلیف ہوتی ہے تو فرماتے ہیں ہم تو ایسے ہی
رہیں گے اس مسجد کی تنخواہ میں لپٹم پر مارتا ہوں۔ اور جی لوگوں کی عورتیں باہر کی پھر سنے والی ہیں ان کو مولوی صاحب نماز
پڑھانے کی اجازت فرماتے ہیں۔ فقط، جواب سے مشرف فرمائیے۔

الجواب

جس شخص کے وہ حالات و عادات و اقوال و افعال ہوں وہ تراقی ہی نہیں بلکہ کھلا گمراہ بدین ہے۔
عدت کے اندر نکاح ناجائز و حرام قطعی ہے جس کی حرمت پر خود قرآن عظیم ناظم،
قال اللہ تعالیٰ والمطلقات یتربصن بانفسھن
ثلاثة قسوراً۔
اور تھالے کا فرما ہے وہ عورتیں جو مطلقہ ہو جائیں
وہ اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں۔ (۱)
مسلمانوں پر فرض ہے کہ اُس کو مسجد سے معزول کریں، اسے امام بنانا گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز کم از کم سخت

مکروہ، جب اس کے فسق و بیباکی کی حالت یہ ہے تو کیا اعتبار کہہ دینا چاہیے کہ وہ نماز پڑھتا ہو یا چارہسے کے دنوں میں خواہ ویسے ہی نہانے کی کاجی سے بے نہانے لاسمت کر لیتا ہو، اس پر غلبہ غسل کے نماز پڑھنا سنت میں نکاح ہا نہ کر دینے سے زیادہ نہیں ہے۔ غنیہ شرح فیہ میں ہے ۱

انہم لو قد ہو، فاسق یا شہون بناء علی ان کراہۃ
تقدیر بعد کراہۃ تحریر بعد اعتنا نہ ہامو
دینہ و تساہلہ فی الاتیان بلو اسرہہ ولا بعد
مہد الاخلال ببعض شروط الصلۃ و فعل
بیان فیہا بل ہو غالب بالنظر الی فسقہ و لہذا
لہ تجز الصلوۃ مغلۃ اہل عند حالک و
ہو س وایۃ عن احمدؒ۔
گمان ہے اسی نے امام مالک کے نزدیک اس کے پیچھے نماز برقی ہی نہیں۔ امام احمد بن حنبل سے بھی ایک روایت
یہی ہی ہے۔ (ت)

اور غرض معاملہ نماز میں اس کی یہ کہ اور جہت نہایت سست سے سہ پروائی ہی بیان سے ظاہر ہو سکتا ہے
لکھ کر ناپاک کپڑے مسجید میں دھونے والوں کو منع نہیں کرتا بلکہ منع کرنے کو بڑا کتا ہے اور لڑنے پر آمادہ ہوتا ہے تو جس کی
یہ حالت ہے اس کے پیچھے نماز کی اصلاً اجازت نہیں ہو سکتی واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۵۱ از بنارس محلہ کنڈی گڑھ مسجد بی بی راجی متصل شفا خانہ مرسلہ مولوی حکیم عبد الغفور صاحب

۲۰ محرم الحرام ۱۳۱۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شہر بنارس میں ایک مسجد متصل کچہری دیواری جس میں نماز وقتہ و
جمعہ ہوتا ہے، عرصہ دراز سے ایک جلسہ بایمانے حاکم ضلع بعض اہم مسجد مذکور اہل اسلام نے کیا منجملہ اور باتوں کے
بیان کیا گیا کہ مسجد کا کھونا بعد از وہ مکان دیگر از روئے کتب فقہ جائز ہے تو یہ مسجد کھود ڈالی جائے بعض اس کے دوسری
مسجد سرکار کی جانب سے تیار کر دی جائے حالانکہ مسجد کا کھونا از روئے فقہ جائز نہیں ہے۔ عالمگیریہ میں ہے،

لو کان مسجد فی محلۃ ضاق من اہلہ و
لا یسعہم ان یزید وافیہ فانیہو بعض
اگر محلہ کی مسجد اہل محلہ پر تنگ ہو گئی ہو اور وہ لوگ اس
میں کشادگی کر سکتے ہوں تو اس مسئلہ کے متعلق بعض

الجبیر ان یجعلوا ذلک المسجد لیث خلدہ
فی دارہ و یعطیہم مکانا عومنا ما ہو خیر لہ
فیسبحہ اہل السجدة قال محمد مرقدہ اللہ
تعالی لا یشعہم و لث

پڑوسی یہ کہتے ہوں کہ مسجد کون میں سے کوئی ایک حاصل
کرے اور اپنے گھر میں شامل کرے اور اس کے عرض
قبول ہو جگر مسجد کے لئے خریدے تاکہ اہل محلہ مسجد میں
کشاہدگی حاصل کر سکیں۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
یسا کرنا ان کے لئے جائز نہیں ہے۔ (ت)

اس جلسہ میں بعض ذہبی شریعت تھے جو بنارس کے مولوی صاحب کہلاتے ہیں انہوں نے معلوم نہیں کس عرض سے مسجد بنانے کے حکم دینے کے واسطے رائے دی اور دستخط بھی کیے جو مولوی صاحب موصوف سے لوگوں نے دریافت کیا تو وہ نے صاحب سے جو بیویاں کھودنے کے واسطے رائے نہ دیتا تو کیا بیڑیاں اپنے پیروں میں ڈالتا، حالت اگر وہیں خود وہاں بننا پڑا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالیاں دینا جائز نہیں۔ حالانکہ کسی قسم کا اکراہ مالک ضلع کی جانب سے تھا صرف اہل اسلام سے عامہ مذکورہ صدر میں رائے طلب کی گئی تھی، مولوی صاحب نے اکراہ کو قطعاً اذ قتل کے ساتھ متفقہ نہیں کیا اور نہ تو یہ کہہ سکتے تھے کہ جس کی قید کتب فقہ میں ہے۔ ان فرض ایسی ایسی باتیں مولوی صاحب نے بیان کیں جس سے عوام کے گمراہ ہو جانے کا خیال سے حقیقتاً بہتر ملنے بھی غی نہیں کے رونے لگے کہ تمہارے یہاں ایسے ایسے گندے مسائل ہیں۔ مولوی صاحب کہ امام نواز کا اذہر سے شریعت و صحت بنانا چاہئے یا نہیں؟ بینوا ہا مکتاب و توجروا یومہ الحساب۔

الجواب

یہ شخص نہیں قطعی قرآن شریف فاسق و فاجر ہے۔ قال اللہ تعالیٰ،

و من اظلم من منہ مساجد اللہ انت
یذکر فیہا اسمہ و سعی فی خرابیہا۔
اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو بزرگے خدا کی مسجدوں
کو ان میں نام خدا لئے جانے سے اور بڑھ کر کسی
ان کی ویرانی میں۔

عذر اگر بعض جبرٹا ہے، جو کمیٹیوں رائے زنی کے لئے مقرر کی جاتی ہیں ہرگز حکام کی لاف سے غلے پر غیری نہیں رکھی جاتی
کہ اگر تم نے یوں رائے زنی تو قتل کر دے جاؤ گے یا زبان کاٹ لی جائے گی یا یا تم قتل کر دے دے دے جائے گے بلکہ
رائے زنی کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ ہر شخص آزادانہ اپنی رائے ظاہر کرے۔ ہاں دنیا پرست یا فاسق یا فاجر میں

اگر دین و ایمان ٹنسا کر حکام پر چبڑا کر لڑا کا طوفان اٹھ کر کھیلے گا ذہب اکراہ پائیں مسجد و عاتیں چاہے خدا اور رسول کو لگائیاں
سنائیں چاہے دو کے آتے تین گائیں وسیع علم الذین ظلموا ای مققلب یقلبون (مختصر یہ ظالم و گنہگار
لیں سنگہ کس کروٹ چٹا کھائیں گے۔ ت، ایسے لوگ نہ عند اللہ معذور ہو سکتے ہیں نہ عند الحکام مجبور سے

بہا دال آں فرومایہ سٹاد

کو اندہ ہر دنیا دہر دیں بسبب

(اس کہنے کا دل کبھی خوش نہ ہو جو دنیا کی خاطر سر دین کو ہوا کے واسطے کر دیتا ہے۔ ت)

خردمند انصاف پسند ہا کول کی نگاہ میں بھی دین فروش نہایت ذلیل و خوار ہوتا ہے کہ جس نے ڈراسی خوشامد کہنے
دین جیسی عزیز چیز کو خیر باد کہا اس سے جو ہو جائے تھوڑا ہے، جس نے ادنیٰ طمع کے واسطے حاکم حقیقی جل جلالہ سے
رُوگردانی کی اس سے حاکم دنیوی کے ساتھ غیر خواہی کی توقع کیا ہے۔ خصوصاً اللہ دنیا والا آخرت ذلت ہوا الخسرات
المبین (دنیا و آخرت کا گناہا یہی صریح نقصان ہے۔ ت) ہا مسئلہ اکراہ میں یوں بہ قید اخاذ جو خدا اور رسول
کا جناب میں منہ بھر کر اس شخص نے کہ وہ بھی اس کے سوائے ادب و تقویٰ دین پر دال ہیں شرع مطہر میں غوث
جان کے وقت بھی حکم حریمت یہی ہے کہ کسی طرح امتداد کو کفر زمان سے نہ نکالے، رخصت یہ کہ حتی الامکان توریہ
کر کے پہلو داریات سے جان بچائے، اگر توریہ پر قادر نہ ہو تو اسے چور کر صریحاً کفر بلا قطعاً یقیناً کافر
ہو جائے گا، درختار میں ہے:

اگر کسی کو مجبور کر دیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاذ اللہ کفر
کے یا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاذ اللہ
گالی دے ورنہ اسے قتل کر دیا جائے گا یا اس کا کوئی
حصہ کاٹ دیا جائے گا تو اسے اجازت ہے کہ زبان پر ایسے
کلمات کو جاری کر دے جن کا مطالبہ کیا گیا ہو لیکن توریہ
یعنی حتی الامکان پہلو داریات سے ذریعہ جان بچائے
سے کام لے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن اور قائم
رہے اور اگر اس کے دل میں توریہ کا خیال آیا مگر اس نے توریہ نہ کیا تو وہ کافر ہو جائے گا اور اس کی عتد قضاء و

ان اکوہ علی الکفر باللہ تعالیٰ اوجیب النسی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقطعہ او قتلہ رخص
لہ ان یتطہر ما امر بہ علی لسانہ و یوری و
قلیہ مطمئن بالایمان، وان خطر بآلہ التورۃ
ولہ یورکھہ بانت دیانۃ و قصبہ و وارل و جلالیۃ
ویوجر لو صبر لثرکہ الاجراء المحرم الخ
باختصار۔

دیانتہ بابت جو بیانیگی نوافذی اور جلالیہ، اور اگر صبر و محبت سے کام لے تو اجہر یا سنے گا کیونکہ وہ اس نے حرام کام کے ارتکاب کا ترک کیا ہے (مختصر آیت)

ایسے شدید فاسق کو افضل الاعمال نماز و مناجات بارگاہیہ میں اپنا امام بنانا سخت حماقت اور دین میں بہہ احتیاطی و حرجات ہے، جب وہ ادنیٰ طبع یا خوشامد کے لئے مسجد ڈھانے کے لئے موجود ہے تو ادنیٰ تکلیف یا کاپلی کے باعث بے نہائے یا بے وضو نماز پڑھاتے اسے کیا ملتا ہے، ایسے کو امام بنانے والے گنہگار ہوں گے، مسلمانوں کو چاہئے ہرگز ہرگز اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ اگر نادان فقی میں پڑھ لی تو اعادہ کریں۔ غنیہ شرح علیہ میں ہے،

لو قد موافقاً یا شوبہا بنا، علی ان کراہۃ
تقدیمہ کراہۃ تحریر لہ عدم اعتنائہ
بامور دینہ و قساہلہ فی الاتیان بلوازمہ
فلا یبعد منہ الاحلال ببعض شروط
المطلوۃ و فصل ما ینافیہ عن ہذا لیس
بانظر الی فقہ

اگر لوگوں نے فاسق کو امام بنا دیا تو وہ اس بنا پر گنہگار ہوں گے کہ ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ فاسق امور دینیہ میں لاپرواہی برتتا ہے اور دینی کے لوازمات کو بھلا لائے میں کشتی کرتا ہے۔ پس ایسے شخص سے یہ بدیہ نہیں کہ نماز کے بعض شرائط چھوڑ دے اور نماز کے منافی عمل کو بجا دے، بلکہ ایسا کرنا اس کے فسق کے پیش نظر غلبہ ہے۔ (ت)

امام بنانا در کنار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ایسے کی صحبت سے دور جاؤ، اُسے اپنے سے دور رکھو کہ جس کو تمہیں پسند نہ دے، فتنہ میں نہ ڈال دے۔ صحیح مسلم شریف میں ہے: ایاکم و ایاہم لا یضلوکم ولا یفتنونکم (تم اپنے آپ کو ان فساق سے بچاؤ تاکہ وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں اور فتنہ میں نہ ڈال دیں۔) (ت) اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت و توفیق بخشنے۔ واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم

۶۱۶ حکم از ملک پر برہا چھاؤ فی مشکینہ مرسلہ حاجی ہادی یار خاں ۶ صفر ۱۳۱۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و حامیان دین اس مسئلہ میں کہ اس ملک میں رسم ہے کہ عورتیں بازار میں دکان کرتی ہیں اور باہر نکلتی ہیں سر کمر لکڑا اور بیکاسے پا جا کر کے تھکے پاندھتی ہیں، چلتے ہیں ان کا جسم ران تک معلوم ہوتا ہے مردوں کو، اور مردان کے منع نہیں کرتے، اور جب ان کے شوہروں سے کہا گیا کہ شرعاً کے

خلاف ہے ایسی عورتوں سے پرہیز کرو۔ تو وہ کہتے ہیں ہم جوان ہیں جب ہم کو شہوت ہوتی ہے تو ہم کیا کریں نکاح پڑھا لیتے ہیں اور وہ ہاں اکثر آدمی اس کے موافق پڑسے پڑسے ہیں جن کی عورتوں کا ذکر ہو چکا اس کے چہچہے نماز اور امامت اس آدمی کی کیسی ہے؟

الجواب

دان کھونا حرام ہے، اور اس آزاد حُرّت کو سر کھونا بھی حرام ہے۔ وہ عورتیں ان برکات کی وجہ سے فاسقہ ہیں اور شوہر پر فرض ہے کہ اپنی عورت کو فسق سے روکے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ
نَاسًا
اسے ایمان والو! اپنی ذاتی جانوں کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

كَلِمَاتُ مَرَأَةٍ وَكَلِمَةُ مَسْئُولٍ عِنْدَ رَسُولٍ
تَمْسُ بِأَيِّ شَيْءٍ مَنِعَتَيْنِ كَيْفَ سَرَّادٍ وَحَاكِمٍ
مَنْ قِيَامَتِ اسْمُكِ رَحِيمَتِ اسْمُكِ حَاكِمٍ
مَنْ قِيَامَتِ اسْمُكِ رَحِيمَتِ اسْمُكِ حَاكِمٍ

تو یہ مرد کہ انھیں منع نہیں کرتے خود فاسق ہیں اور فاسق کے پیچھے نہ ہو وہ سب سے در اسے امام بنانا گناہ ہے۔ غنیہ میں ہے :

لَوْ قَدْ مَدَّ فَا سَقِيًّا شَيْئًا مَسْتَعِزًّا
بَلْ كَسِبَ اسْمُكِ حُرْمَتِ بَازَارٍ مِثْلَ رَانٍ كَسَبَ اسْمُكِ حُرْمَتِ بَازَارٍ مِثْلَ رَانٍ
فِي الْمَدَارِ الْمَخْتَارِ دِيوَاتٍ مِنْ لَافِئَاتِ عِلَى امْرَأَتِهِ
أَوْ مَحْرُومَةٍ
اگر لوگوں نے فاسق کو امام بنایا تو وہ گنہگار ہوں گے۔
بلکہ جب اس کی عورت بازار میں ران کھولے پھرتی ہے اور وہ منع نہیں کرتا تو دیوث ہے۔
فی المدار المختار دیوٹ من لافیات علی امرأتہ
اور محرومہ۔
کسی محرم پر غیبت نہ کھائے۔ (ت)

ہاں اگر یہ منع کرے وہ کہ جس قدر اپنی قدرت اس رسم شنیع کے مٹانے سے ہے صرف کرے اور پھر عورت نہ مانے تو مرد پر الزام نہ رہے گا، قال اللہ تعالیٰ : لا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى (کوئی جراثیمہ) الا کسی دوسرے کا بوجھ نہ لے۔
انکھ کے گات۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

سلف القرآن ۶/۶۹

سلف صحیح بخاری باب الجملۃ فی القرنی والحدیث مطبوعہ قدیمی کتب خانہ اصح المطابع کراچی ۱/۲۲
سلف غنیۃ المستفی شرح غنیۃ المصلی فصل فی الامارۃ سبیل آئینہ پی ۵ ہجور ص ۵۱۳
سلف در مختار باب التعزیر مطبوعہ مجتہان دہلی ۱/۳۲۸

سلف القرآن ۶/۱۶۳

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص ایک مسجد کا امام ہے اور وہ کارہائے مندرجہ ذیل سے روزی پیدا کرتا ہے: مردہ کا شوتا اور اس کی اجرت لینا، سوم میں قرآن مجید پڑھنا اور ناخواندہ لوگوں سے قرآن مجید پڑھوانا اور اس کی اجرت لینا، مردہ سے کپڑے وغیرہ لینا اور فروخت کرنا اور شواہد کی خفیہ طور سے۔ اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا ناجائز؟ اور دوسرا شخص جس کو عام لوگ جانتے ہیں کہ اس کی روزی ناجائز ہے اُس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ بینوا اتوجروا۔

الجواب

مُودِلینا گناہ کبیرہ ہے، یوں ہی جس ناجائز طریقہ سے روزی حاصل کی جائے تو سب سے خود ہی کبیرہ ہو گا یا بعد عادت کے کبیرہ ہو جائے گا۔ ناخواندہ لوگوں سے پڑھوا کر اجرت لینا ہے کے معنی سائل سنے یہ بیان کئے کہ سب پڑھوں کو جلائے گا ہے اور براہ فریب اُن کی قرآن خوانی کی ہر کر کے اجرت لینا سب یہ صورت خود کبیرہ کہ ہے۔ اناست قرآن کریم پر اجرت لینا ہی ناجائز ہے کماحقہ السید المحقق الثانی فی رد المحتار دشت۔ اعدید دعیہ کہ سید محقق شامی نے رد المحتار اور شفاء العیال میں اس پر تفصیل گفتگو کی ہے۔ تہ اور مردہ کو شلنے یا اٹھانے یا قبر کھودنے کی اجرت لینے میں وہ صورتیں ہیں اگر یہ فعل اسی شخص پر موقوف نہ ہو اور لوگ بھی اس کو پہن کرے تو وہ کر سکتے ہیں جب اس پر اجرت ہی جائز ہے اور اگر اس میں کسی شخص یا مردہ اٹھانے کو یہی دو چار اشخاص ہیں کبیرہ ذکر کریں تو کام نہ ہو گا تو اجرت لینا حرام ہے۔

فی الهندیۃ من الخلاصۃ دجل استاجبر
قوما یحملون جنۃ او یصلون میتا ان کان
فی موضع لا یحدم من یضللہ غیر ہؤلاء و
من یحمله غیر ہؤلاء فلا اجر لہم وان کان
ثمة اناس فہم الاجر وحفر الحفار علی
ہذا و فی موضع لا اجر لہم لو اخذوا النجر
لا یطیب لہم۔

ہندیہ میں خلاصہ سے ہے کہ ایک آدمی نے کچھ لوگوں کو
جنازہ اٹھانے یا میت کو غسل دینے کے لئے کرایہ پر
حاصل کیا اگر تو وہ ایسی جگہ ہے جہاں ان کے علاوہ اور
کوئی دوسرا غسل دینے والا نہیں اور نہ ہی جنت وہ
اٹھانے والا کوئی ہے تو ان کے لئے کوئی کرایہ لینا روا
نہیں ہے، اور اگر وہاں دوسرے لوگ ہیں تو پھر ان
کے لئے کرایہ لینا جائز ہے۔ قبر کھودنے والے کا معاملہ

بھی یہی ہے اگر وہ ایسی جگہ ہے جہاں کرایہ لینا ان کے لئے جائز نہ تھا اور انہوں نے کرایہ لے لیا تو یہ ان کے لئے
اچھا کام نہیں ہے۔ (ت)

اور مرنے کے کچھ دیر بعد جو بیعت تصدیق دینے جاتے ہیں اگر یہ لینے والا محتاج ہے یا غنی ہے اور دینے والے کو اس کا غنی ہونا معلوم ہے یا وہاں بطور رسم امام نماز پڑھتا ہے اسے مسجد کو یہ چیز دی جاتی ہیں خواہ وہ محتاج ہو یا نہیں تو لینا جائز ہے اگرچہ غنی کے لئے کراہت سے خالی نہیں۔ اور اگر یہ شخص غنی ہے اور دینے والا محتاج کو دینا چاہتا ہے اور اس نے اپنے آپ کو محتاج بنا کر اس سے ملنے کو حرام سمجھا۔

کما لا یخفی وقد نبه فی الحدیقة السدیة
 شرح الطریقة المحمدیة علی ادق من هذا۔
 جیسا کہ غنی نہیں ہے اور حدیقة ندیہ شرح طریقة محمدیہ
 میں اس سے بھی بڑھ کر سخت تنبیہ ہے۔ (ت)

اور گناہ کبیرہ خواہ ابتداء کبیرہ ہو یا بعد عادت کبیرہ ہو جائے کہ جب فسق ہے، اور فاسق معصوم کے چپکے نماز مکروہ تحریمی اسے امام بنانا گناہ ہے کہ حقیقۃ المحقق العلی فی القیاس جیسا کہ حقیقۃ علی نے فقہ میں اس کی تحقیق کی ہے۔ ت۔ ہاں گناہ کبیرہ خفیہ ہو یا علانیہ فاسق کو دینے میں برابر ہے مگر ایسا خفیہ میں پر بندے مطلق نہ ہوں بلکہ اس پر حکم نہیں کر سکتے کہ بے ہائے مکرم کر مکن کما اوضحہ فی الدرر المختار من الشہادۃ فی بیان تفسید علم شوب الخمر بالادمان جیسا کہ درختار میں شہادت سے متعلق گفتگو میں جہاں انہوں نے فقہاء کا شرب خمر کو دوام شرب کے ساتھ مقید کر کے بیان کیا ہے۔ ت۔ اور مسلمان پر یہ گناہی خود حرام ہے جب تک ثبوت شرعی نہ ہو۔ و اللہ تعالیٰ اعلم۔

مشکلہ کی فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع میں اس مسئلہ میں کہ جو شخص اسمعیل دہلوی مصنف
 تقریر ایمان کو حق جانتا ہو اس کے چپکے نماز پڑھنا چاہئے یا نہیں؟ بیہودا تو بچہ رہا۔

الجواب

اگر اس کے خلوت و کفریات پر، گاہی ہو کہ اسے اہل حق جانتا ہو تو خود اس کی مثل گناہ بدین ہے اور اس کے چپکے نماز کی اجازت نہیں اگر نادانستہ پڑھتی ہو تو حسب اطلاع براعادہ واجب ہے،

کما هو المحکم فی سائر اعداء الدین من البغیة
 جیسا کہ یہی حکم تمام ابن اعداء دین کا ہے جو بدعتی، فاسق، مرتد اور فساد پھیلانے والے ہیں۔ (ت)

اور اگر گناہ نہیں تو اسے اس کے اقوال ضالہ دکھائے جائیں اس کی گواہی بتائی جائے، رسالہ التکوین الشہیة بطور نمونہ مطالعہ کرایا جائے۔ اگر اب بعد اطلاع بھی اسے اہل حق کہے تو یہی حکم ہے، اور اگر تفریق پیشہ حق کی طرف نہ خواہ انکو فی الدین (تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔ ت) واللہ سبغہ و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم۔

مسئلہ ۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بغرض پیشہ کے جو شخص تھوڑا دیر دیتا ہے اہل تنہود کی مثل ٹیسو و رلون و رام چند رو سیٹا وغیرہ کی بنا ہے اور فوٹو گراف اور منظر اور حرامی اور علی العموم جن اشخاص کی عورت بے پردہ سربازار پھرتی ہیں تو اس حالت میں اشخاص مذکورین کے پیچھے پڑھنا نماز کا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر پڑھ لی ہو تو اعادہ اس کا پابیتے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

جائزہ کی تصویر بنانی دستی ہر خواہ عکسی حرام ہے، اور مجہودان کفار کی تصویریں بنانا اور سخت تر حرام و شد کبیرہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اشد الناس عداۃ یومہ القیمۃ المصورون۔
 مرواۃ الاثنیۃ والشیخای عن عبد اللہ بن مسعود
 عن ام المؤمنین عائشۃ الصدیقۃ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہا۔
 بیشک سب سے زیادہ سخت عذاب روہ قیامت
 مصوروں پر ہوگا۔ اس کو اگر اور تجارتی و سلم نے حضرت
 عبد اللہ بن مسعود کے واسطے سے حضرت ام المؤمنین سیدہ
 عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کیا ہے۔

یوں ہی منظر، فاسق، فاجر، مرتکب گناہ ہے، حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:
 مدعون من یعمل عمل قوم لوط کلام فرسے۔ اس کو امام احمد نے
 احمد عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
 جس کی عورت بے ستر باہر پھرتی ہے کہ بازو یا گلا یا پیٹ یا سر کے بال یا پٹائی کا حصہ غرض جس مہم کا چھپانا فرض ہے نکلا ہوا
 ہے یا اس پر ایک یا ایک کپڑا ہو کہ بدن پکڑا ہو اور وہ اس حالت پر مطلع ہو کہ عورت کو اپنی حد مقدمہ تک روکتا ہو بہرہست
 ذکر تا ہو وہ بھی فاسق و فحش ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثلثۃ لا یدخلون الجنة العاق والذیہ والدیوث
 ورجلۃ النساء۔ مرواۃ البخاری والبیہقی بسند
 صحیح عن ابی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
 تین شخص جنت میں نہ جائیں گے ماں باپ کو ایذا دینے والا
 اور دیوث اور مردوں کی عورت بنانے والی عورت۔ اس کو
 حاکم اور ہیثمی نے حضرت ابی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منسلک
 روایت کیا ہے۔

۸۸۰ / ۲ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی باب خنداب المصوریہ یوم القیمۃ
 ۲۱۶ / ۱ سنہ ۱۳۱۷ھ میں مروی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ دار الفکر بیروت
 ۲۲۹ / ۱۰ سنہ ۱۳۱۷ھ میں مروی عن ابی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مطبوعہ دار صادر بیروت

در مختار میں ہے :

و یوثق من لا یغسل علی امرأته اور محرمہ ۔ جو اپنی عورت یا اپنی کسی محرم پر غیرت نہ رکھے وہ دیہات ۔ اسی طرح اگر عورت جو ان اور محل فتنہ سے اور اس کے باہر پھرنے سے فتنہ اٹھاتا ہے اور یہ مطلع ہو کر باز نہیں رکھتا جب بھی کھلا دیوث ہے اگرچہ پورے متر کے ساتھ تاہر نکلتی ہو ان سب لوگوں کو امام بنانا گناہ ہے اور ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی قریب بگرام ہے نہ پڑھی جائے اور پڑھنی تو اعادہ ضرور ہے ۔ کما حققہ فی العینۃ و معصنۃ فی فتاویٰ (جیسا کہ اس کی تحقیق غیہ میں ہے اور ہم نے اپنے فتاویٰ میں اس پر تفصیل گفتگو کی ہے ۔ ست) اور حرامی کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی اور غلاف اولیٰ ہے جبکہ وہ سب حاضرین سے زیادہ مسائل نماز و طہارت نہ جانتا ہو اگر امام نہ ملے تو ضرور اس کے پیچھے پڑھی جائے ۔ اس قدر سے ترک جماعت جائز نہیں دن الواجب لا یستلزم لاجل (واجب کو کسی وجہ سے ترک نہیں کیا جاسکتا ۔ ست) غلاف اولیٰ اور دفع کراہت کے لئے اعادہ مستحب ہے کما یحییہ فی الدر المختار (جیسا کہ در مختار میں اس کو بیان کیا ہے ۔ ست) واللہ مبہد و تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ از نجیب آباد مسئلہ حافظ محمد نیاز صاحب ۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کو مرض بواسیر کا ہے اور مٹے کثرت سے ہو گئے ان میں سے آٹھ ٹش رنگ نہ دی مال خارج ہوتی ہے وہ کثرت منوں سے اثرات بریغ فضلہ ہزار کا وجہ بھی پہنچے آجاتا ہے کہ جو ہجوم منوں کی وجہ سے وقت ہماہست کسی جگہ اندر الجھا ہوا رہ جاتا ہے ان دونوں حالتوں میں کپڑا ہر وقت گھس رہتا ہے ، زید مذکور ہر طرح انتظام مثل لنگوٹ باندھنا دیتا ہے یا جاسے رکھنا اور ان کا وقتاً فوقتاً دھو کر پاک رکھنا یہ سب کچھ کچھڑا کچھڑا کر نہ ہو سکا خاص کر سفر میں اس سے زیادہ وقتیں پیش آتی ہیں اور خصوصاً امامت کرنا اگرچہ امامت سے دور رہتا ہے مگر اس صورت میں وہ کیا کر سکتا ہے کہ ادا اُسے نماز فرض کے واسطے کھڑا ہوا و بعد کو اور نمازی اگر مقتدی بن گئے ہجرو اس کے کیا چارہ کہ نماز ادا کرے ، ان وقتوں کی حالت میں زید مذکور کو کیا کرنا چاہیے کہ جس سے بے کراہت نماز ادا کرے اور وہ کپڑا حکم پاک کا رکھے ، بیٹواتو جھروا ۔

الجواب

اگر حالت ایسی ہے کہ کپڑا پاک کرے یا بدلے تو فرض نہ پڑھنے پائے گا کہ پھر گھس ہو جائے گا یعنی براہ راست چار ماٹھ سے فائدہ زیادہ روپائی ہو یہ ہجر کی مسامت سے زیادہ آجائے گا تو دھونے کی کوئی ضرورت

نہیں ورنہ بے دھوئے خود اس کی اپنی نماز نہ ہوگی اور جبکہ وہ حالتِ معذوری میں ہے یعنی کوئی وقت کامل نہ رکھا
ایسا اگر کیا شروع سے ختم تک کہ اسے وضو کر کے فرض پڑھ لینے کی فرصت نہ ملے اور جب سے برابر ہر وقت نماز میں یہ
نہایت آتی رہتی ہے اگرچہ وقت میں ایک ہی بار قوہ ایسی حالت میں امامت نہیں کر سکتا لوگ اگر آکر شامل ہوں
جہز کر کے بجائے آواز سے نہ کہ وہ لوگ خود انکے ہوجائیں گے۔ اور اس پر بھی جہان ہوں تو بعد سلام اطمینان کر دے
کہ میں معذور ہوں میرے پیچھے نماز جائز نہیں تم اپنی پھر پڑھو۔

فی الدوام المختار اللہ سوال علی ثوبہ فوق الدرہم
جان لہ ان لا یفسدہ ان کان لوجسہ تجسس
قبل الفراع منہا ای الصلاة والا یتجسس
قبل فراعہ فلا یجوز ترک غسلہ هو المختار
للفقوی۔
و اللہ تعالیٰ علہ۔

درمختار میں ہے اگر معذور کے کپڑے پر درہم سے زیادہ
نہایت برہگئی تو اس کے لئے اس کا نہ دھونا اس
صورت میں جائز ہے جبکہ اس کو دھوئے تو نماز سے
فارغ ہونے سے پہلے کپڑے اس کے تجسس
ہو جائے گی اگر اس کے فارغ ہونے سے پہلے تجسس ہو
تو اس کے لئے دھونے کو ترک کرنا جائز نہیں۔ فتویٰ مکینے
یہی قول مختار ہے (ت)

مسئلہ از دلیر گنج پرگنہ ہمارا کہ صبح پوری نیت در سبیل طیفہ اسی بخش ۱۸ اردی بہ ۱۳۱۵
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص قواعد تجوید سے ناواقف ہو اس کو امام کیا مانتے
یا نہیں؟ اور اگر کیا جائے تو اس کے پیچھے قواعد داں کی نماز ہوگی یا نہیں؟ اور امام لوگوں یعنی غیر قواعد داں
کی نماز میں اس کے پیچھے ہوگی یا نہیں؟ بینوا توجہ روا۔

الجواب

اگر ایسی غلطیاں کرتا ہے کہ معنی میں فساد آتا ہے مثلاً حرف کی تبدیل جیسے ع ط ص ح ظ کی جگہ
و ت میں کا م پڑھنا کہ لفظ صمل رہ جائے یا معنی میں تغیر فاحش راہ پاسے یا کھڑا پڑا کی بد تمیزی کہ حرکات
بڑھ کر حروف مدہ ہوجائیں اور وہی قباتیں لازم آئیں، جس طرح بعض جمالی نستعلیق کو نستعلیق پڑھتے ہیں کہ
بے معنی ہے یا لا الہ الا اللہ تحشرون بلام تاکید کو لا الہ الا اللہ تحشرون بلا سکتے تائید کہ تغیر معنی ہے تو ہمارے فکر
مستعدی کے مذہب صحیح و معتبر متقیین پر مطلقاً خود اس کی نماز باطل ہے کما حقہ و رجحہ المحقق فی الفیہ
والعلی فی الفنیۃ وغیرہما، محقق نے فتح میں اور علی نے بغیر میں اور دیگر لوگوں نے اپنی کتب میں اس کی تحقیق

کے ہیں۔ تہ اور جب اس کی اپنی نہ ہوگی تو قواعد وغیرہ اور کسی کی اس کے پیچھے نہ ہو سکے گی فان صلوۃ
 الصلوۃ جنتیۃ علی صلوۃ اصنام (کیونکہ مقتدی کی غازیہ نام کی نماز پر مبنی ہے۔ تہ) اور اگر وہ غلطی یوں ہے کہ
 حرف ہر وجہ پر آدھ نہیں کر سکتا جس طرح آج کل عام و بقیانوں اور بہت شہریوں کا حال ہے تو اب جمہور متاخرین کا بھی
 فتویٰ اسی پر ہے کہ اس کے پیچھے صحیح خوان کی نماز باطل کما افادۃ العلامة الغزوی والعلامة البخاری والعلامة
 وغیرہما (جیسے علامہ غزوی اور علامہ خیر رثی اور دیگر علما نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔ تہ) اور جب اس کی اپنی نہ ہوگی اور
 اگر غزویوں سے کہہ سیکھنے کی کوشش نہ کی یا کچھ دنوں کے چھوڑ دی اگر پستار ہوتا تو امید تھی کہ آجاتا جب تراویح غلطی ان کے نزدیک
 بھی خود اس کی اپنی نماز کو بھی باطل کرے گی کما فی المخلصة والفتاویٰ وغیرہما عامۃ اکتب (جیسے علامہ) آج اور
 اللہ کے علاوہ عام کتب میں ہے۔ تہ غرض ایسا شخص امام بنانے کے لائق نہیں وقد فصلنا القول فی تلك
 المسائل فی عدة مواضع من فتاوانا ہم نے ان مسائل پر اپنے فتاویٰ میں متعدد دیگر تفصیل سے لکھا ہے۔ تہ اور
 اگر ایسی غلطی نہیں کرتا جس سے فساد یعنی بر تو نماز خود اس کی بھی صحیح اور اس کے پیچھے اور سب کی صحیح، پھر اگر حالت
 ایسی ہے کہ تجوید کے امور ضروریہ واجبات شرعیہ ادا نہیں ہوتے جن کا ترک موجب گناہ ہے جیسے نہ متصل بقدر ایک
 اکت وغیرہ فصلنا فی فتاویٰ تا فی خصوص الترتیل (میں کا ہم نے اپنے فتاویٰ میں ترتیل کے تحت تفصیل ذکر
 کیا ہے۔ تہ) جب بھی اسے امام نہ بنایا جائے گا نماز اس کے پیچھے بطلت مگر وہ ہوگی لاشتمالہا علی الصلوۃ
 مؤثم وکونه فاسد استعادیہ علی تولد واجب متعتم (کیونکہ وہ ایسے امر پر مشتمل ہے جو گناہ ہے اور اس کا
 فاسق ہونا اس شک میں ڈالتا ہے کہ کہیں وہ حق واجب کا ترک نہ کر بیٹھے۔ تہ) اور اگر ضروریات سب ادا ہو لیتے
 ہیں صرف حسنات زائد و مشکل انکار اخلاص و دم و شہام و تخفیم و ترقیق وغیرہ میں فرق پڑتا ہے تو عرض نہیں، ہاں
 قواعد ان کی امامت اولیٰ ہے لان الاحام حکما کان اکمل کان افضل (وہ شخص جو ہر لائق سے اکمل ہو
 وہی افضل امام ہوگا۔ تہ) واللہ سب علما۔

مسئلہ ۲۲۸ ازبکار ملت موضع پیام مرشد جناب سورج میاں صاحب معرفت مولوی سلطان الدین

۱۳ شعبان ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عمرو سے زید نے دربارہ ہمارا مشترک فیہ مینہا نزاع مقدم
 پکری کیا عمرو فقیہ تھا زید اس کا دل کا امام سہاب عمرو نے بوجہ تعصب و غیبت کے تمام اس کے مقتدیوں
 کو کہا کہ زید نے پکری میں واسطے فقیہانی اپنے مقدمہ کے جھوٹ بولا تم لوگ اب اس کے پیچھے نماز مت پڑھو
 وہ اب امامت کے قابل نہیں رہا، تب مقتدیوں نے عمرو سے کہا کہ تم اس کے جھوٹ بولنے کا کوئی ثبوت پیش
 کرو ہنوز کوئی شہادہ نہیں پیش کیا گیا ہے، دعویٰ با دلیل ہے اور آج تک کبھی زید نے جھوٹ کلمہ پنی زبان سے

نہ نکالا اور نہ کسی نے اُس پر دروغ گوئی کا کبھی شک کیا، اگر بالفرض اُس کی کذب گوئی پر کوئی گواہ ثابت ہو جائے تو زیہ قابلِ مامت رہے گلیا نہیں، اس کے چپکے نماز ہوگی یا نہیں، بیضا و قجروا

الجواب

نماز اس کے چپکے ہو جانے میں تو اصلاً شبہ نہیں بھریٹ، صلوٰۃ اھل بروج عاجز، اور پکھری میں مقدمہ دار جانے سے جھوٹا ہونا ثابت نہیں ہوتا، پکھریوں میں ہزاروں بار جھوٹے سچے اور سچے جھوٹے ٹھہرتے ہیں، اگرچہ پکھریاں تو شرعاً ملہر سے ملاقہ رکھتی ہی نہیں بلکہ میاں کے اسلامی ملگے ہی پوری پابندی شرع سے صراحتاً تین و گزین جہاں کامل شرعی عدالتیں تھیں وہاں بھی با آنکہ قاضی شرع جس کے خلاف حکم فرما دے اُسے فقہاء دفع تناقض کوئے صابر مکذباً شرعاً سمجھتے ہیں مگر کسی مدعی یا مدعا علیہ کو صرف اس بنا پر کاذب و فاسق و مترکب کبیرہ نہیں کہہ سکے کہ حکم حاکم بنظر ظاہر ہوتا ہے، اُس سے واقع میں کذب لازم نہیں آتا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اما انابشرو انکو تختصمون الی و لعل بعضکم ان یکون المحن بحجۃ من بعض فاقصی له علی ما یحوما اسم منہ فمن قهریت له بشئ من حق الخیہ فلا یأخذتم فانما قطع ذمہ من المارۃ مرۃ الا الشیخان عن ام سلمۃ راوی اللہ تعالیٰ عنہا۔

میں بھی ایک افسان ہوں اور تم میرے پاس اپنے مقدس سے گزرتے ہو مگر تم میرے حق میں سے کوئی آدمی دلیل پیش کرے میں ہوشیار ہوں اور دلیل کی وجہ سے وہ میرے پر غالب رہے اور میں درکن سخن کے بعد اس کے مطابق فیصلہ کر دوں، تو جس کے حق میں دوسرے بھاتی کے حق کا فیصلہ ہوا ہو وہ اس کو نہ لے کیونکہ وہ آگ کا ایسب ٹکڑا ہے۔ اسے بخاری و مسلم نے مندرجہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔ (د ت)

علاوہ بریں بعض وقت آدمی کسی شبہ یا سہ یا جمل کے باعث اپنے آپ کو حق پر جان کر دھڑی یا جواب دہی کرتا ہے تو بات واقع میں اگرچہ خلاف ہے مگر اس نے قصید کذب نہ کیا حکم فسخ اس پر نہ ہوا، وحشہ ذلک کثیر فی خصوصات الصحابۃ رضی اللہ عنہم بل هو المتعین فیہم۔ اس کی مثالیں مقدمات صحابہ میں بہت ہیں بلکہ یہی ای میں متعین ہیں۔ (د ت)

شفہ صحیح البخاری باب من اقام البیئۃ بعد الیمین مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۶/۴

فت : حدیث کے الفاظ تفصیلاً تو ہیں، صلوٰۃ اھل بروج عاجز کل بروج جروج جہاد و مع کل بروج عاجز۔ نیزہ احمد سعیدی

علاوہ بریں جب آدمی کا حق مارا جاتا ہو اور وہ بغیر کسی ایسے انگار کے جو بظاہر خلاف واقع ہے حاصل نہ ہو سکتا ہو تو پہنے اچانکے حق کے لئے ایسی بات کا بیان شرعاً جائز ہے اگرچہ سامع اُسے کہہ کر محمول کرے۔ در مختار میں ہے:

الکذب مباح لأحياء حقه ودفع الظلم عن نفسه أو تمام تحقیقہ فی رفع المحتار عن تبیین المسحار عن الامام حجة الامم۔

اپنے حق کے حصول اور اپنے آپ سے ظلم کو دور کرنے کے لئے کذب مباح ہے اور اس کی بُری تفصیل امام محمد رحمہ اللہ کی تبیین المسحار میں ہے (ت)۔

بالجہد صورت مذکورہ میں ہفت مایہ دینا علیہ کوئی چیز نہیں اگر کسی گواہ سے یہ گواہ ثابت ہو کہ زید نے اپنے دعویٰ یا تائید دہنی میں کوئی بات خلاف حق تو اس سے واقعی کاذب و فاسق بننا ثابت نہیں ہوتا، ہاں اگر شہادت شرعیہ سے زید کا کذاب فاسق ہے حرمت جو ناپائیدار ثبوت کو پہنچے تو بیشک اُسے امام بنانا ممنوع اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہوگا کما هو حکم الفاسق (جیسا کہ فاسق کا حکم ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۲ حکم از شہر کمر مرسلہ سید عبدالواحد تھراوی ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۱۶ھ

عورت کا اپنے خاوند کے ساتھ ایک ہی میٹھے پر فرض نماز پڑھنا یا اس صورت کہ خاوند نام ہر اور عورت مقدمی کیا حکم رکھتا ہے؟

الجواب

اگر عورت اس قدر پیچھے کھڑی ہے کہ اس کی ساق مرد کی ساق یا کسی عضو کے محاذی نہیں تو اقتدا صحیح ہے اور دونوں کی نماز ہو جائے گی اور اگر برابر ہے کہ بیچ میں کوئی مائل ہے نہ کوئی اتنا فاصلہ جس میں ایک آدمی کھڑا ہو سکے اور عورت کی ساق مرد کی ساق یا کسی عضو کے محاذی ہے تو اس صورت میں اگر مرد نے اس کی امامت کی نیت نہ کی تو مرد کی نماز صحیح ہے اور عورت کی فاسد، اور اگر مرد نے وقت تحریر نیت امامت زن کی تھی تو دونوں کی گئی۔ فتاویٰ امام قاضی خاں میں ہے:

اسرأة اذا صليت مع زوجها في البيت ان كان قد صاها بهنذا قدم لنزوح لا تجوز صلاتهما بل جماعت وان كان قد صاها کسی خاتون نے جب اپنے خاوند کے ساتھ گھر میں نماز ادا کی ہو اگر اس کے قدم خاوند کے قدم کے مقابل ہوں تو دونوں کی نماز باجماعت جائز نہ ہوگی اور اگر اس کے قدم

خلعت قدم الزوج الا انها طويلة تفتر من اسف
المرأة في السجود قبل من اس الزوج جازمت
صلواتهما لان العبرة للقدم

رد المحتار میں ہے :

الريلى قال المعتبر في المح داة الساق والكعب
في الاصح وبعضهم اعتبار القدم اه فعل قول
البعض لو تاخرت عن الرجل ببعض القدم
تفسد وان كان ساقها وكعبها متاخرا نعمت
ساقه وكعبه وعلى الاصح لا تفسد وان
كان بعض قدمها على ذيل بعض قدمه

رد المحتار میں ہے :

حاذتہ مشہادہ ولا حائل بینہما اقلہ قدمی
ذراع فی غلطہ صرح او مخرجة تسع م جلا
فی صلاۃ مطلعة مشتركة تحریمة و اداء
واحدت الوجهۃ فسدت صلاۃہ لومکلف
ان لم یؤی الامام وقت شروعه لا بعدہ امامتہا
والایسوف فسدت صلاۃہا

مختصرا

خاوند کے قدم سے پیچھے ہوں اگرچہ ناتون کا قد لمبا ہونے
کی وجہ سے اس کا سر حالت سجدہ میں خاوند کے سر سے
اگے واقع ہوتا ہو تو پھر بھی دونوں کی نماز درست
ہوگی کیونکہ اعتبار قدوں کا ہے۔ (ت)

زیمنی کہتے ہیں کہ جس قول کے مطابق محاذات میں پنڈلی
اور ٹخنے کا اعتبار ہے اور بعض نے قدم کا اعتبار کیا ہے
تو بعض کے قول پر اگر قدم کا کچھ حصہ مرد سے پیچھے ہوا
نماز قاسد ہوگی اگرچہ اس کی پنڈلی اور ٹخنے مرد کی
پنڈلی اور ٹخنے سے پیچھے ہوں، اور اسی پر ہے کہ نماز
قاسد نہیں ہوگی اگرچہ بعض قدم عورت کا مرد کے بعض
قدم کے محاذی ہو (ت)

مرد کے محاذی ایسی خاتون ہوگی جو صاحبہ شہرت ہو
اور ان کے درمیان کوئی مرد اور آڑ حائل نہ ہو، آڑ
کم از کم بلندی میں ایک ہاتھ کے برابر اور موٹائی میں
ایک انگلی کے برابر کا اعتبار ہے یا یہ کہ دونوں کے
درمیان فاصلہ اتنا چھوٹا ہو جو ایک آدمی کی گنجائش
رکھتا ہو، اگر آڑ اور فاصلہ کی صورت میں نماز قاسد

نہ ہوگی (اور یہ کہ نماز مطلق (یعنی رکوع سجود والی) ہو تو کبیر تحریمیہ ولوا میں دونوں مشترک ہوں اور جنت بھی ایک ہو
تو مرد کی قاسد ہو جائے گی اگر وہ مکلف ہو (یعنی عاقل بالغ ہو) امامام نے شروع نماز کے وقت اس خاتون کی امامت

۴۵/۱

مطبوعہ نوکلشور بکھنڈ

۴۴۳/۱

مصطفیٰ البابائی مصر

۸۶/۱

مطبوعہ مجتہدانی دہلی

فصل فیمین یصح الا قمار الخ

باب الامانة

-

سنة فتاویٰ قاضی خان

سنة رد المحتار

سنة در مختار

کی نیت کی ہونکہ نماز شروع کرنے کے بعد اور اگر امام نے عورت کی اہمیت کی نیت نہیں کی تو اس نیت تو ن کی نماز
فاسد ہوگی (اختصاراً) (ت)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۶۲ ۲۹ ذیقعدہ ۱۴۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سود خور اور رشوت خور اور جس شخص کی بی بی سے محاسب
رہتی ہے اور جو شخص جھوٹی گواہی دیتا ہے اور جو شخص بعض اوقات نماز پڑھتا ہے ان سب کے پیچھے نماز جائز
ہے یا نہیں؟ جواز و عدم جواز کی کیا دلیل ہے؟

الجواب

سود خور اور رشوت خور اور جھوٹی گواہی دینے والا اور قصداً بعض اوقات نماز چھوڑنے والا یہ سب
فاسق ہیں اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

کما فی الصبیۃ عن المحبۃ واقترع فی رد المحتار
وتفصیلہ فی رسالتنا النہی الاکید عن الصلاۃ
ورای حدی التعلیل۔

جیسا کہ غیبر میں فتاویٰ جبر سے مروی ہے رد المحتار میں
اسے ثابت رکھا، اور اس کی تفصیل ہمارے اپنے
رسالے "اسی" کی مدد عن الصلاۃ وراہی حدی التعلیل
میں ہے۔ (ت)

اور جس کی عورت بے پردہ نکلتی ہے اسی طرح کہ جی اعضا کا چھپانا فرض ہے ان میں سے کچھ ظاہر ہوتا ہے مثلاً
سر کے بال یا بازو یا کلائی یا گلا یا پیٹ یا پنڈلی کا محقرہ خواہ یوں کر ان مواقع پر کپڑا ہی نہ ہو یا ہر تو ہا یک کہ
ستر نہ کر سکے یا باہر نہیں نکلتی مگر گھر میں غیر محرم بکثرت آتے جاتے ہیں اور وہ ایسی ہی حالت میں رہتی ہے اور شوہر
ان امور پر مطلع ہے اور منع نہیں کرتا تو وہ خود دیوث ہے فاسق ہے۔

فان الدیوث کما فی الحدیث وکتاب الفقہ کالسدر
وعیلا عن لا یغاس علی اہلہ۔

اور اگر ایسا نہیں بلکہ تمام بدن کے پر سے ستر عورت کے ساتھ گھر میں کسی نا محرم مثلاً بیٹہ، دیور، بہنوئی
یا اپنے چچا خالہ اموں چچو پچی کے بیٹوں کے ساتھ جاتی ہے یا کم قوم لوگوں کی عورت جو خوب موٹے اور ڈھیلے کپڑے
پہنے سارا بدن ڈھانکے اپنی ضرورتوں کے لئے باہر جاتی جاتی ہیں یا عورت تو بے حجابی اسی طرح کرتی ہے مگر مرد اسے
اپنی حد قدرت تک روکتا ہے منع کرتا ہے اور وہ نہیں مانتی، تو ان صورتوں میں شوہر پر کچھ الزام نہیں اور اس وجہ سے

اس کے پیچھے نماز میں کراہت نہیں ہو سکتی۔ قال اللہ تعالیٰ لا تزودوا زمرۃ وشررا آخری (اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ ت)، واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۲۶ھ از بسوی ضلع ہدایوں مسئلہ فیل الرضی صاحب ۹ شعبان المعظم ۱۲۱۹ ہجری
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں،

- (۱) وہ کون کون شخص ہیں مسلمانوں میں جو کے پیچھے نماز درست نہیں؟
- (۲) کون سی صورت میں نابینا کے پیچھے نماز درست ہے یا بالکل ناجائز؟

الجواب

(۱) بہت لوگ ہیں از انجملہ غیر متقلدین اور افضی اور وہ وہابی جن کی بدعت حد کفر تک پہنچی ہے، میدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، الصلوۃ خلف اهل الهواء لا تجوز (اہل ہوا کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ ت) جو قرآن مجید ایسا غلط پڑھتا ہو جس سے فساد معنی ہو، جس کی طہارت صحیح نہ ہو اگرچہ معذوری کے وجہ، مثلاً جسے معاد اللہ سلسلہ اہل یارب وقت ریح خارج ہونے کا عارضہ ہے یا زخم یا پھوڑے سے خون یا زرد آب بہتا ہے۔ اسی طرت وہ شافعی مذہب شدہ جس نے اپنے طہر طہارت صحیح کی غرض سے حنفی میں صحیح نہ ہوئی، مثلاً سر کے صرف ایک بال کا سج کر لیا یا قصہ لگا کر وضو کا اعادہ نہ کیا کہ حنفی کی نماز اس کے پیچھے نہ ہوگی۔ ان کے سوا اور بکثرت صورتیں ہیں کہ کتب مذہب میں اس کی تفصیل ہے۔

(۲) نابینا کے کپڑے پر اگر نجاست بقعہ منیع نماز لگی ہے اور اسے خبر نہیں یا اس کے زخم یا پھوڑے سے خون بہا اور اس نے نہ دیکھا تو اس صورت میں اس کے پیچھے نماز ناجائز ہے ورنہ صرف مکروہ تنزیہی اور خلاف ادنیٰ ہے جبکہ سب حاضرین سے علم زیادہ نہ رکھتا ہے ورنہ وہی امام کیا جائے گا۔ واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم

۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۰ھ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شیعہ متین اس مسئلہ میں کہ عاقل و کرم شخص امام مسجد گرا بازار قیوم کا مال پوشیدہ لے جانے میں شریک ہوئے اور اقرار بھی کیا اور ماسوا اس کے اور کچھ بھی نہیں اس سبب سے مقتدرہ نے اقرار کرنا چھوڑ دیا اور امام دوسرے کی اقتدا کی تب امام اول ایک مولوی کو بلا کر لایا اور کچھ دسے کہ اور یہ بھی سنا گیا کہ آٹھ آندہ ہزاری بھی دینے کا اقرار کیا، مولوی صاحب سے کچھ بیان کرایا اور اس نے کچھ حق بھی بیان کیا

اور کچھ طرفداری بھی کی، آیا مولوی صاحب اس آیت کے حکم میں داخل ہوئے یا نہیں ولا تشعروا بانہی تشما قبیلا، اور مولوی صاحب نے مقتدیوں کو سمجھایا اور ان کی امامت تو دگرادی و امام نے مقتدیوں سے معافی چاہی مقتدیوں نے دونوں اماموں کو قائم رکھا اور امام اول کی غلطی مقتدیوں کے معاف کرنے سے یہاں کی قحی تعلق جو کہ وہ بھی معاف ہوئی یا نہیں یا امام اول کو شیعوں کا قحی دینا پڑے گا اور دوا پڑے گا یا نہیں، اور ایک آدمی خوش الحانی کو ضروریات سے جاننے والا ہے امام کی آیا یہ شرط ہے ان دونوں شرع شریف کے یا نہیں، اور ایک شخص پابندی نماز کی نہیں کرتا ہے فارسی میں دخل بہت ہے وہ امام اول کو چاہتے ہیں کہ یہ دسب اور دوسرے کو نہیں چاہتے، اور امام دوسرے کی حقیقت یہ ہے کہ عظیم حدیث و تفسیر و فقہ و اصول عربی میں دخل ہے اب ائمہ واسطے مقتدیوں کے کس کی امامت افضل اور بہتر ہے اور عالم کے پیچھے نماز پڑھنا ایسی ہے جیسے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھنا، آیا اس کا ثبوت شرع شریف میں ہے یا نہیں، اور امام اول کی ائمہ ابھی تک بعض لوگ مکر وہ جانتے ہیں۔ بینوا توجروا مع مولیٰ کتاب۔

الجواب

پایا مال بے اذن شرعی غیر میرا چوری سے اور چوری سے نہ کرے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا یسرق المسلمون حین یسرق و هو موحد شیخ چور چوری کرتے وقت ایمان سے الگ ہو جاتا ہے اور غیر مال ناتی لینا سخت تر کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

ان الدین یا کلون اموال الناس علی ما یحکمون فی بطونہم نامرا و سیمصلون سعیرا۔ جو لوگ غنیمتوں کا مال ناتی کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں زہری آگ کھاتے ہیں اور عقوبت اللہ میں جائیں گے۔

غنیمتوں کا حق کسی کے معاف کئے معاف نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ خود غنیمت کا دوا یا مال یا کسی نابالغ کے مال یا پاپ اس کا حق کسی کو معاف کر دیں ہرگز معاف نہ ہو گا فان الاولیاء للنظر لا للصور (کیونکہ ولایت نگرانی کئے حاصل ہوتی ہے نقصان دینے کے لئے نہیں۔ ت) بلکہ خود غنیمت دنا یا لے بھی معاف نہیں کر سکتے نہ ان کی معافی کا کچھ اعتبار ہے للحد جرتام معما هو ضرور (کیونکہ نقصان وہ معاملہ میں تصرف کرنے سے انہیں ملے روک دیا گیا ہے۔ ت) محض غنیمتوں کا حق ضرور دینا پڑے گا اور جو نکلا سکتا ہے اسے چاہئے کہ ضرور دلا دے، ہاں ہم نابالغ ہونے کے بعد معاف کرے تو اس وقت معاف ہو سکے گا، مقتدیوں نے کراہی حرکات ناشائستہ کے باعث

امام قول کے پیچھے غائر پڑ گئی چھوڑ دی بہت اچھا کیا انھیں اسی کا حکم تھا کہ حقیقہ فی الغنیۃ عن فتاویٰ الحجۃ
واقرا فی سدا المحتاسر وقد تکرر بیانہ فی فتاویٰ ہذا جیسا کہ فتاویٰ جگہ کے حوالہ سے فقید میں اس کی تحقیق کی ہے
اور رد المحتار میں اسے برقرار رکھا۔ اس مسئلہ کا بیان ہمارے فتاویٰ میں متعدد جگہ پر موجود ہے۔ مثلاً جس شخص نے
کچھ کئے کر بعض نا حق باتیں امام قول کی طرف داری کے حق میں ملا دیں وہ ضرور آریہ کرید و لا تشعروا ہایتی ثمناً قلیلاً
اور آریہ کرید لا تلبسوا الحق بالباطل کا مورد ہوا، امام کے لئے فرسٹ الحافی کچھ ضرور نہیں جو اسے ضروری و
شرط بنائے، شرع مطہر پر افسار کرتا ہے، بلکہ فرسٹ الحافی بعض وقت مضرب دیتی ہے کہ اس کے سبب آدمی
اڑتا ہے یا کم سے کم اتنا ہوتا ہے کہ نماز میں شروع و ختم کے بہ لے اپنے الحان بنائے کا خیال رہتا ہے۔
فتاویٰ قاضی خان و فتاویٰ مالگیری میں ہے،

لا ینبغی للقوم ان یقعد مواقی التواہج الموشحون
ولکن یقعد مواالد درستخوان قامت الامام
ادقر ابعصوت حسن یشعلہ عن المنشوع و
المتدبر والتفکر
قوم کے لئے ایسے شخص کو تراویح میں امام بنانا جو
فرسٹ الحان ہونا سبب نہیں البتہ درست پڑھنے والا
کو امام بنا سکتے ہیں کیونکہ امام جب قرأت کرے گا تو
اس کو اچھی آواز منشوع، تدبر اور تفکر سے غافل
کو دے گی۔ (ت)

امامت عالم کا خاص حق ہے اس کے ہوتے دوسرے کو ترجیح نہیں جبکہ وہ عالم صحیح خراف و صحیح العقیدہ ہو،
خاصی ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
ان سرکہ ان تقبل صلا تکر فلیؤمکم علیا وکم
فانہم وعدکم فیما بینکم و میں، سر بکوئے رواہ الطبرانی
فی الکبیر عن سرشد بن ابی سرشد الغنوی
مرضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اگر تمہیں اپنی نمازوں کا قبول ہونا پسند ہو تو چاہئے
کہ تمہارے علما تمہاری امامت کریں کہ وہ تمہارے
واسطہ و سفیر ہیں تمہارے اور تمہارے رب عزوجل
کے درمیان۔ اس کو طبرانی نے المعجم الکبیر میں حضرت
مرشد بن ابی مرشد الغنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کیا ہے۔ (ت)

سۃ القرآن ۲/۲۲	سۃ القرآن ۲/۲۲	سۃ القرآن ۲/۲۲
سۃ فتاویٰ ہندیہ	فصل فی التراویح	مطبوعہ فرماتی کتب خانہ پشاور
سۃ المعجم الکبیر	مرودی عن مرشد الغنوی	الکبیرۃ الفیصلیۃ بیروت
نوٹ: اصل کتاب میں فلیؤمکم علیا وکم کی جگہ فلیؤمکم خیاس کہ ہے۔	نذیر احمد سعیدی	

خاص یہ لفظ کہ عالم کے پیچھے نماز ایسی ہے جیسے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے کسی حدیث میں نظر سے نہیں گزری ،
ہاں یہ صحاح کی حدیث ہے کہ :

العلماء وثقة الانبياء (علماء انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وارث ہیں)

اور پھر میں ہے :

من عمل خلف عالم تقى فكا ما صلى خلف
نہی ہے جس نے کسی عالم متقی کے پیچھے نماز پڑھی گویا نبی
کے پیچھے پڑھی۔

لكن لم يعرفه المخرجون وقال الزيدى هو غريب (لیکن اسے مخرجین نے نہیں جانتا تھا کہ یہ حدیث معرفین نہیں
اہم بریلی نے اسے غریب قرار دیا ہے ۔ ت)

اہم اول اپنی اس حرکت سے ضرور غاسق ہوا اور عاسق کے پیچھے نماز ضرور مکروہ ہے جبکہ سچی تو بر نہ کرے
اور ماں لیے کی تو بغیر مال واپس و سنے برگزین نہیں تو بے شک وہ تیروں کا حق نہ پھیرے نماز اس کے پیچھے بیشک
مکروہ ۔

مسئلہ ۶۲۸ ۳ شعبان المعظم ۱۳۱۸ھ

ندویوں کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب

ندویوں میں کچھ بخیر ہیں کچھ منکران ضروریات دین رافضی یہ بالا جماع کافر مرتد ہیں اور ان کے پیچھے نماز من
باطل ، کچھ غیر کافر رافضی و باطنی تفضیل غیر مقلدہ و غیر مجرم بد مذہب ہیں کچھ دھنسنے جڑے گمراہ ہیں جنہوں نے اب ندوہ
جماع کے اپنے دین کی بیخ کنی کی ، ندوہ کے کڑے دادوں پگروں میں جی کے کلمات ضلالت چھاپے گئے یہ سب ضال مضل
گمراہ بد دین ہیں اور ان کے پیچھے نماز یا ناجائز جیسے عامر غیر مقلدین ،

كما حققنا في النهي الاكيد عن الصلوة وراء
جیسا کہ ہم نے اس کی تحقیق "النهي الاكيد عن
عدى التقيد - (صلوة وراء عدى التقيد" میں کی ہے (تہ)

یا گناہ و مکروہ تحریمی ، كما بيناه في غير موضع من فتاونا (جیسا کہ ہم نے اسے اپنے فتاویٰ میں متعدد
جگہ بیان کیا ہے ۔ مت یروی ہی وہ خود نہ پہلے بد مذہب تھے اور نہ اب کلمات بد مذہبی کے منکران پگروں کے

۱۶/۱ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی باب العلم قبل العلم و العمل ۱/۱
۱۰۱/۱ - المكتبة العربية کراچی باب الامامة

اقوال ضلالت تھے، پسند کئے اور ان پر راضی ہوئے، ان کی اشاعت کی حمایت کی، یہ سب کل بوجہ رضا و نصرت باطل، بطل باطل و ارباب بد مثال اور اسی حکم میں ان کے شریک حال ہو گئے، کچھ وہ ہیں جن بپاروں کو اطلاع نہیں کہ ان ظلمہ نے کیا کیا ہے صرف مولویوں کا جلسہ سن کر شریک ہو گئے جب تک مطلع نہ ہوئے وہ وہیں بعد اطلاع پھر شریک رہے تو اقل درجہ فاسق ضرور ہیں اور فاسق کے پیچھے بھی ناز نہ کرے۔ فتاویٰ مجدد وغیرہ شرع غیہ وغیرہا میں تصریح فرمائی کہ یہ کراہت تحریم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۱۹ از بریلی محلہ سرحد ۲۷ محرم الحرام ۱۳۱۹ھ

علامہ دین و مفتیان شرع متین کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ گروہ و پاسبین یعنی فرقہ غیر مقلدین اہل سب اہل سنت و جماعت میں یا خارج ان سے اور فرقوں ضالہ سے اور جم مقلدوں کو ان کے ساتھ معنی طاعت اور مباحست کرنا وہ ان کو اپنی مساجد میں باوجود خوفہ فساد کے آنے دینا درست ہے یا نہیں اور ان کے پیچھے ناز پڑنا کیسا ہے؟ بینوا یا التفصیل تو جروا بالاجر الجبریل۔

الجواب

فی الواقع فرقہ غیر مقلدین گمراہ بدین خالین مفسدین ہیں انھیں امام بنانا حرام ہے ان کے پیچھے ناز پڑنا منہ ہے، ان سے مخالفت آگ ہے۔ صورتہ مذکورہ سوال میں انھیں مساجد میں ہرگز ہرگز نہ آنے دیا جائے۔
قال اللہ تعالیٰ:

و عهدنا لی ابراہیم واسمعیل ان طهرا
بیتنا لعلہ

حدیث میں ہے:

امران بنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بدینا
النسجد فی الدور وان تظف و تطیب یث
حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مملوں
میں مساجد بنانے اور انھیں ستھرا و نظیف اور
خوشبود و نور رکھنے کا حکم دیا۔ (ت)

نہایتیں درگناہ قافورات مثل آب دہی و آب بینی یا آنکہ پاک جی مسجد سے ان کا دور کرنا واجب
تو ہندو مذہب گمراہ لوگ کہ ہر شخص سے بدتر نہیں ہیں۔ حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اہل البدع شر الخلق و الخلیقة ۱؎ بد مذہب تمام مخلوق سے بد تمام جہان سے بد تر ہیں۔

دوسری حدیث میں ہے۔

اصحاب البدع کلاب اہل الناس ۲؎ بد مذہب لوگ جہنیوں کے ٹکٹے ہیں۔

اوپر لے لوگوں کو خصوصاً بحال فتنہ و فساد کو واپس کی عادت قدیم ہے باد صغبت کلمت مساجد میں کیونکر آئے دیا جاسکتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ۱

والفتنة اشد من القتل ۲؎ فتنہ قتل سے بھی سخت تر ہے۔

یعنی شرح بخاری و در مختار وغیرہ میں تصریح ہے کہ مسجد سے موزی نکال دیا جائے ولو بلسانہ اگرچہ صرف بانی اید ویتا ہو نہ چاستمیں دھونے سے پاک ہو جاتی ہیں اور بد مذہب صر

ہرچ شوقی پلید تر باشد

(یعنی بار دھویا جائے پلید ہی رہتا ہے)

۱ اذن الله منهم ومن حالهم وعقائدهم ۲ اعمالهم بجلا بجه الكريم عليه وعلى الله افضل الصلوة والقتلیم۔

والله سبحانه وتعالى اعلم۔

منتہی ۳؎ از جاتس ضلع راسے بریل محلا زیر مسجد مکان حاجی محمد ابراہیم مرسلہ حاجی ولی اللہ صاحب

۲ ربیع الاول شریعت ۱۳۲۰ھ

کیا فوائے ہیں ملائے دیں اس مسئلہ میں کہ جس کی عورت بے پردہ عام عورتوں کی طرح پھرتی ہو اور اس کا شہرہ اسے متذکرہ ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور اس کو دیوث کہنا جائز ہے یا نہیں؟ دینوا تو جہودا۔

الجواب

عورت اگر باہر بے پردہ باریک کپڑوں میں پھرتی ہو کہ ان سے بدن چمکے یا گلے یا بازو یا پیٹ یا پنڈلیں

۱؎ کنز العمال البدع و ارفض من الاکمال مطبوعہ موسستہ الرسالہ بیروت ۲۲۳/۱

جامع الصغیر مع فیض القدر دار المعرفہ بیروت ۶۴/۳

۲؎ کنز العمال فصل فی البدع موسستہ الرسالہ بیروت ۲۱۸/۱

جامع الصغیر مع فیض القدر دار المعرفہ بیروت ۵۶۸/۱

۳؎ القرآن ۱۹۲/۲

یا سر کے بالوں کا کوئی حصہ کھلے پھرتی ہے اور شوہر مطلع ہے اور شوہر باوصف قدرت منع نہیں کرتا تو دلوث ہے اور اس کے بیچے نماز مکروہ ہوتے نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۳۲ از جناس ضلع راستے بریلی محلہ زیر مسجد مکان حاجی ابراہیم مرشد ولی اللہ صاحب

۲ ربیع الاول شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ دو شخص ہیں اہل دونوں عالم اور پابند صوم و صلوٰۃ کے ہیں مگر ایک رذیل ایک شریف، دونوں میں سے کس کو ترجیح ہوگی مگر امامت وغیرہ میں۔ بینوا اتوجروا

الجواب

امامت میں بعد اس کے کہ وہ شخص جامع شرائط امامت مستحق صحیح العقیدہ غیر فاسق مجاہد ہو، قرآن عظیم صحیح پڑھے حدیث بخارج سے بقدر تمایز ادا کرتے ہوں، سب سے مقدم وہ ہے کہ نماز و طہارت کے مسائل کا علم زیادہ رکھتا ہو پھر اگر اس علم میں وہ لوں برابر ہوں تو جس کی قرأت اچھی ہو، پھر جو زیادہ پرہیزگار ہو شہادت سے زیادہ بچتا ہو، پھر جو عمر میں بڑا ہو، پھر جو خوش خلق ہو، پھر جو عہد کا زیادہ پابند ہو، یہاں تک شرف نسب کا لحاظ نہیں۔ جب ان سب باتوں میں برابر ہوں تو اب شرافت نسب سے ترجیح ہے۔

فی التتمیز والدر الاحق والاحسن، لا حصر
یا حکام الصلوٰۃ بشروط اجتنابہ للنفواحش
الظاہرۃ ثم الاحسن تجویدا ثم الادب
ثم الاسب ثم الاحسن خلقا بالضم الفہ
بالناس ثم اکثرہم تمجدا ثم الاشرف
نسبا آھ مختصرا۔

تیز راہ و درختار میں ہے امامت کا زیادہ حقدار وہ
ہے جو احکام نماز سے زیادہ آگاہ ہو بشرطیکہ وہ فحش
گناہوں سے اجتناب کرنے والا ہو، اس کے بعد
جو قرأت و تلاوت کی تجوید میں زیادہ اچھا ہو، پھر
صاحب قنوی، پھر عمر میں بڑا، پھر جو اخلاق میں
سب سے اچھا ہو، شارح نے کہا خلق ضمیمہ خانکے
ساتھ لوگوں سے تمساری کو کہتے ہیں۔ پھر زیادہ
تہجد گزار، پھر خاندانی شرف والا اور اختصاراً (ت)

ہاں اگر رذیل اس درجہ کا ہے کہ اس کی امامت سے عام لوگ نفرت کرتے ہیں، جماعت میں غلط پڑتا ہے تو اس کی امامت نہ چاہئے،

لان التتمیز من اشد ما یحقن عنہ کیونکہ یہاں سب سے زیادہ جس بات سے بچنا ضروری

ہمنا وقد قال صلى الله تعالى عليه وسلم وہ لوگوں میں نفرت سے پرہیز ہے۔ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ
مطلقاً بشرودا ولا تنفروا - واللہ تعالیٰ اعلم۔
خونفرت پھیلنے والے نہ بنو۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۶۳۲ ۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس امر میں کہ میلاد شریف کی مجلس کے حاضر نہ ہونے والے کے پیچھے اور قیام
سے کراہت کرنے والے کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب

مجلس مبارک کی عدم حاضری اور قیام سے کراہت اگر برہان سے دو یا بیت نہ ہو مثلاً اس وقت حاضری کی
فرصت نہیں کسی امر اہم میں مصروف ہے یا وہاں پڑھنے والا روایات ہے اصل یا نظم و شرف شرع پڑھے گا یا
صاحب مکان سے دینی یا دنیوی مخالفت ہے جس کا الزام شرعاً اسی صاحب مکان پر ہے وغیرہ ذلک من
لصوائفہ (ان کے علاوہ دیگر موانع سے - ت) اور قیام سے کراہت صرف اس مسئلے میں کہ خطبہ کے
باعث ہے نہ اصول و یا بیت مان کر، قواعد صورتوں میں اس کے پیچھے نماز درست بلا کراہت ہے مگر ان بلاد
میں صورت انکار و کراہت ہے بخلاف اصول و یا بیت میں پائی بنی مجلس مبارک و قیام مقدس سے یہاں وہی
منکر ہیں جو وہاں گمراہ فاسق ہیں اور وہاں بیس کے پیچھے نماز ناجائز و گناہ کہنا حقیقتاً فی عدۃ مواضع من ہاؤننا
وہم سالتنا النہی الاکید وغیرہا (جہنم نے اس کی تحقیق اپنے فتاویٰ میں متعدد مقامات پر اور اپنے رسالے
النہی الاکید وغیرہ میں خوب کی ہے - ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۳۳ ۷ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ ایک حافظ نور بافت نماز کے چند مسائل جانتا ہے چند مدت سے
ایک مسجد کا امام ہے لوگوں نے اسے تقریریں میں مرثیے پڑھتے دیکھا ہے دوسرا حافظ سیاح صدیقی پنجابی کل مسائل نماز
سے واقف ہے مگر وہ گاہ گاہ مسجد میں آتا ہے دس کی موجودگی میں اسی معین امام کے پیچھے نماز میں کچھ قصور تو نہ ہو گا اور
دونوں چوں کہ کون امامت کرے؟

الجواب

تقریریں کی تعلیم اور آج کل کے ناجائز مرثیوں کا پڑھنا بہرمت یا فسق سے خالی نہیں اور دونوں صورتوں میں

ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ اور وہ دوسرا حافظ اگر بلا غرض شرعی جماعت مسجد میں کبھی آتا ہے کبھی نہیں تو ترک جماعت بھی فسق ہے اس کے پیچھے بھی نماز مکروہ۔ ایسی صورت میں تیسرے شخص کو امام کیا جائے جو عقیدہ پورا سنتی ہو۔ قرآن مجید صحیح پڑھتا ہو، فاسق نہ ہو، مسائل نماز و طہارت سے خوب واقف ہو۔ اور اگر یہ دوسرا حافظ سنتی صحیح العقیدہ صحیح غواں غیر فاسق ہے جماعت کو جس وقت اس مسجد میں نہیں آتا دوسری مسجد میں جاتا ہے یا کسی عذر صحیح شرعی کے سبب ترک کرتا ہے تو اس کی اقدار میں عرج نہیں، اس کے پوتے پوتے وہ امام مقرر نماز نہ پڑھائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۲ شبان نعمت ۱۳۳۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جس مسجد میں امام مقررہ موجود ہو اس کی بغیر اجازت دوسرا شخص نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا تو حرد!

الجواب

ہے اس کی اجازت کے دوسرے کو لامت نہ چاہئے، چکر وہ امام معین صالح امامت بولنے کی سنتی صحیح العقیدہ کہ قرآن عظیم پک پڑھے اور اس کا فسق ظاہر نہ ہو۔ در مختار میں ہے:

اعلم المسجد الواجب الاولی بالامامة من غیج
مکہ کا مقررہ امام ہر حال میں دوسروں سے افضل ہوتا
مطلقاً الاولیٰ من المستأمر من امتنا حایبہ
سے اگر وہ الحار میں تارخانہ سے بچ کر نہ کرے وہ
ما یفید المنع ان لم یلا اذن۔ واللہ تعالیٰ
مغنیہ منہ ہے اگر دوسرا بلا اجازت امامت کر اذن
اعلم۔

مسئلہ ۲۳ ۲۸ رجب ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مسجد میں رہتا ہے اور امامت پر مقرر ہے اور اس کی حالت یہ ہے کہ ہر دو لڑکوں سے محبت رکھتا ہے اور ایک لڑکا ضرور کہتا ہے جب اس کو چھوڑ دیتا ہے دوسرا جوڑ کر لیتا ہے، غلطی میں بھی وہ لڑکے اس کے پاس بیٹھتے ہیں بعض وقت انہیں پیار کرتے بھی دیکھا گیا ہے اس کی شکایت میں شخص نہ کوڑ کر پولیس تک بھی پہنچا ہوا اگر پولیس کی دھمکی پر بھی باز نہ آیا، آخر مسلمانوں نے اپنی مسجد سے نکال دیا کہ ہم مسجد میں ایسی ناشائستگی پسند نہیں کرتے۔ اب دوسری مسجد میں آیا، یہاں بھی وہی حال ہے، ایسی صورت میں اسے امام بنانا اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو حرد!

الجواب

ایسے شخص کو کہ تمہارے امام بنا نہ چاہئے لان التهمة توجب تقطیل الجماعة وهو عکس مقصود الشريعة (کیونکہ تہمت جماعت کی قلت کا سبب اور وہ مقصود شریعت کے خلاف ہے۔ مت) مسلمانوں کو چاہئے کہ دوسرے شخص کی صحیح العقیدہ غیر فاسق و غیر متم کو کہ قرآن عظیم صحیح پڑھتا ہو اور نماز و طہارت کے مسائل سے آگاہ ہی رکھتا ہو امام مقرر کریں اور یہ شخص کہ کسی طرح اس عادت سے باز نہیں آتا امامت سے مجہد کر دیا جائے نہ مسجد میں سکونت کرے لان الخلوة القبیحة بالاصور اخذت من الخلوة بالاجنبیۃ حیثہ المسجد عنہ (کیونکہ یہ ریشہ کے ساتھ خلوت قبیحہ اجنبیہ خاتون سے بھی بدتر ہے، لہذا اس سے مسجد کو پاک کرنا ضروری ہے۔ مت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

ملتکم از حیدرآباد دکن یا قوت پورہ مسجد کبیرہ مکان ۲۸۹۰ مرسلہ سیدہ عبداللطیف صاحبہ توسط مولوی ابراہیم صاحب الدین صاحب مہتمم تحفہ حنفیہ ۲ ربیع الاول ۱۳۲۶ ہجری

کیا فرماتے ہیں علمائے دین محمدی و مستفیدان شریعت مصطفوی و تابعین مذہب حنفی اس مسئلہ میں کہ ایک صاحب نوجوان غریب صورت لائق امامت، قرأت سے بگربی و اقیقت رکھتے ہیں اور مسائل و تجویزہ القلوة سے واقف مذہب حنفی کے تابع ہیں دوسرے صاحب سال میں مذہب سنی ترک کر کے مذہب شیعہ اختیار فرمائے ہیں، فقہ قرأت سے بقاء صاحب اول کے ناواقف ہیں مگر مسائل و تجویزہ القلوة اور قدرے ریشہ بھی رکھتے ہیں پس حالت مذہب واد میں صاحب قراۃ حنفیہ بغیر علم امامت یا کسی ملت و کراہت کے ہر دو صاحب میں سے کس کو ترجیح دی جا سکتی ہے جس مقام پر کثرت سے مقتدی تابعین مذہب حنفی کے بوقت جماعت موجود ہوں۔ المسائل حسین خاں حنفی

الجواب

جبارت سوال ابہام و اجمال و تعدد احتمال رکھتی ہے دوسرے صاحب فقہ قرأت سے بقاء صاحب اول کے ناواقف ہیں ممکن کہ یہ ناواقف صرف امور زائدہ میں جو جو پر صحت و فساد نماز مبنی نہیں اگرچہ واجبات تجرید بلکہ واجبات شرعیہ سے بھی ہوں یا شرعاً غولہ تجرید یا بھی صرف محسنات و مستحبات ہوں جیسے وقف و وصل و مد و قصر و اظہار و اخفاء و تغنیم و ترقیق و روم و اشہام وغیرہ کہ اکثر ان میں واجبات تجرید سے ہیں اور امثال و بد متصل کی رعایت شرعاً بھی واجب اور ترک حرام مگر ان میں کسی کا ترک اصلاً مفسد نماز نہیں اور ممکن کہ امور لازمہ میں ہو جیسے تمایز حروف جہاں تغیر موجب فساد معنی ہو، صورت ثانیہ میں صاحب دوم کے پیچھے نماز باطل و فاسد ہوگی بخلاف صورت اولیٰ اور دوسرے صاحب قدرے ریشہ بھی رکھتے ہیں یا کس میں بھی دو احتمال ہیں ایک یہ کہ ان کے تھوڑی تھوڑی وارثی نکلی ہے، پہلے صاحب محض امر و میں اس تقدیر پر پہلے صاحب کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہوگا

فی الدار المختار تکلیف امروہ فی رد المختار
الظاهر ایها تنزیہیۃ والظاهر ایضا کما
قال الرحیق ان المراد به العصبیۃ الوجہ
لانہ محل الغتۃ کت

رد المختار میں ہے بے ریش لڑکے کے چپکے نماز مکروہ ہے۔
رد المختار میں ہے ظاہر یہی ہے کہ یہ مکروہ تنزیہی ہے۔
اور یہ بھی ظاہر ہے جیسے کہ کشمیری رحمتی نے کہا کہ وہ لڑکا
مراد ہے جو خوبصورت چہرے والا ہو کیونکہ وہ غتے کا

محل ہے۔ (ت)

دوسرے یہ کہ دوسرے صاحب قدر سے ریش باقی رکھتے ہیں اگرچہ زیادہ کثرت و ادیت ہے بخلاف صاحب اول کہ
اصلاً نہیں رکھتے اس تعذیر پر دونوں کے چپکے نماز مکروہ تحریمی ہوگی اور انھیں امام بنانا گناہ کا دھمکی منہ انا اور کثرت و اگر شرع
سے کم کرنا دونوں حرام و فسق ہیں اور اس کا تمسک بالامان ہونا ظاہر کہ ایسوں کے منہ پر جلی قلم سے فاسق لکھا ہوتا ہے
اور فاسق مجلس کی امامت منوع و گناہ ہے کما نص علیہ فی الغنیۃ عن المحبۃ وحققتاہ فی فت و سنا
(فتنیہ میں ترجمہ کے حوالے سے اس پر تصریح ہے اور ہم نے اپنے فتاویٰ میں اس کی تحقیق کی ہے۔ ت) اور مذہب اربعہ
حقہ سے کسی دوسرے مذہب والے کے چپکے حنفی کی اقتدار میں چند صورتیں ہیں،

(۱) اس خاص نماز میں معلوم ہو کہ امام نے کسی فرض یا شرط وضو یا نماز یا امامت مطابق مذہب حنفی کی رعایت
نہ کی وقد السنا بیان بعضہ منہ وعلیہ فی فت و سنا دوسرے ایسے فتاویٰ میں اس پر کچھ تفصیل سے
احترافات مع جوابات ذکر کئے ہیں۔ ت) اس صورت میں اس کے چپکے حنفی کی نماز محض باطل۔

(۲) خاص نماز کا حال معلوم نہ ہو مگر اس کی عادت معلوم ہے کہ غالباً امور مذکورہ میں مذہب حنفی کی مراعات
نہیں کرتا تو اس کے چپکے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

(۳) عادت بھی معلوم نہیں تو اس کی امامت مکروہ ہے اور اگرچہ یہ کہ اب یہ کراہت تحریمی نہیں۔
(۴) عادت یہ معلوم ہے کہ ہمیشہ مراعات کا التزام کرتا ہے تو صورت سوم سے حکم اخذ ہے مگر ایک گونہ
کراہت سے ہنوز خالی نہیں۔

(۵) خاص اس نماز کا حال معلوم ہے کہ اس میں اس نے جمیع امور مذکورہ کی رعایت کی ہے تو اس سبب
عند الجمهور کراہت اصلاً نہیں اگرچہ پہلے عادت عدم مراعات رکھتا ہو پھر بھی افضل یہی ہے کہ مل سکے تو موافق الذہب
کی اقتدار کرے،

امام بکر رانی (رے) مجتبیٰ سے (نقل کیا) ہے،

ذاکای مراعیہ فالاعتداء بہ صحیح علی الاصح
ویکیرہ والا فلا یصح اہلاً آھ (مخلص)

اگر وہ شافعی المذہب رعایت کرنے والا ہو تو اصح قول
کے مطابق اسکی ذمہ صحیح اور مکروہ ہے ورنہ بالکل صحیح
نہیں اور مخلصاً (ت)

اقول (میں کہتا ہوں) اہ میں موافقت

یوں ہے کہ رعایت کرنے والے کی اقتداء میں کراہت
تقریبی کی نفی ہو لہذا کراہت تنزیہی کا اثبات ہو (ت)

اقول (التوفیق بنفی کراہۃ التعزیر

فی المراعی والاثبات کراہۃ التنزیہ۔

نیز تحریر ہے،

الاعتداء بالشافعی علی ثلثة اقسام الاول ای
یعلوم منه الاحتیاط فی مذہب الحنفی فلا
کراہۃ ألتانی ان یعلوم منه عدم فلا صحۃ،
لکن احتیاطہا ھل یشرط ان یعلوم منه عدم
فی خصوص ما یقتدی بہ اونی لاجلہ تصحیح
فی النہایۃ الاول وغیرہ اختصار الشافعی
فی فتاویٰ النہادی (اد) راہ احتیاطی
غالب فلا صحۃ انہ یصح الاعتداء بہ لانہ
یجوز ان یتوضأ احتیاطاً وحسن الظن بہ
اولی الثانی ان لا یعلوم شیاً فان کراہۃ۔

شافعی امام کی اقتداء کی تین صورتیں ہیں۔ پہلی صورت یہ
ہے کہ شافعی سے مذہب حنفی کی رعایت کرنا معلوم ہو تو
اس کی اقتداء میں کراہت نہیں۔ دوسری صورت
یہ ہے کہ اس سے عدم رعایت معلوم ہو تو اس کی
اقتداء درست ہیں لیکن فقہار کا اس میں اختلاف
ہے کہ آیا یہ شرط ہے کہ اس سے عدم رعایت کا علم
خاص اس زمانہ کے اعتبار سے ہے جس میں اقتداء
مطلوب ہے یا فی الجملۃ کا اعتبار ہے۔ نہایت
میں پہلے قول کو صحیح قرار دیا ہے اور دیگر کتب نے دوسرے
قول کو اختیار کیا ہے۔ اور فتاویٰ زابدی میں ہے کہ

حب کوئی حنفی شافعی کو دیکھے کہ اس نے کچھ نگو اسے پھر وہ غائب ہو گیا تو اصح مذہب یہ ہے کہ اس کی اقتداء
درست ہے کیونکہ ممکن ہے اس نے احتیاطی ذکر کر لیا ہو اور اس کے ساتھ حسن ظن رکھنا بہتر اور اولیٰ ہے تیسری

سلف بکر الرانی باب الامارۃ مطبوعہ راج ایم سعید کتب پزیر کراچی ۳۵۱/۱

سلف بکر الرانی باب الوتر والنوافل ۲۶/۲

ف، اس عبارت میں قوسین کے درمیان والی عبارت کا اضافہ ضرورت کے تحت کیلئے اصل میں عبارت مخلصاً مذکور
ہے جو قوسین سے باہر ہے۔ نیز راجد

صورت یہ ہے کہ امام کے بارے میں کسی قسم کا علم نہ ہو (یعنی نہ رعایت کا نہ عدم رعایت کا، تو اس صورت میں اس کی اقتدار مکر وہ ہوگی۔ (ت)

پس صورت مستفسرہ میں اگر صاحب دوم میں کوئی امر مفید نماز ہے مثلاً قرآن عظیم کی غلط خوانی بوجہ فساد معنی یا اس خاص نماز کے وقت طہارت وغیرہ کسی شرط نماز یا شرط امامت کا وقت، جب تو خطا ہر ہے کہ اُس کی امامت کے کوئی معنی ہی نہیں۔ اب اگر صاحب اول میں کوئی وجہ کراہت تحریم نہ ہو تو اس کی امامت میں حرج نہیں مگر ہر اجتماع اور وقت و حسن صورت اولیٰ یہ ہے کہ کسی اور صحیح العقیدہ صحیح خواں کو امام کریں جس میں اصل کوئی وجہ کراہت نہ ہو اور اگر صاحب اول میں کراہت تحریم ہے تو واجب کہ دونوں کو چھوڑیں اور کسی اور صالح امت کی اقتدار کریں، اسی طرح اگر صاحب دوم میں کوئی امر موجب کراہت تحریم ہے مثلاً دائی حد شرع سے کم کرنا یا غرض و شراائط نماز میں مذہب حنفی کی پروا نہ کرنا اگرچہ یہ دنیا ایک بار اس کے افعال سے مشاہدہ ہوا ہو اور صاحب اول میں کوئی وجہ تحریم نہیں جب بھی یہی حکم ہے کہ صاحب اول سے بہتر امام نہ ملے تو اسی کو امام کرنا لازم اور دونوں میں کوئی وجہ کراہت تحریم ہے تو دونوں کے سوا تیسرا امام پیدا کریں، اور اگر صاحب دوم میں کوئی وجہ کراہت تحریم نہیں اور صاحب اول میں ہے تو حکم بالعلکس ہوگا کہ اگر کوئی حنفی صالح امامت نظیفہ ملے تو اسی کی اقتدار کی جائے ورنہ صاحب دوم ہی کے پیچھے پڑیں جبکہ اُس کی عادت سے معلوم ہے کہ مذہب حنفی کی رعایت کا اہل علم و اہل ایمان کا علم ہر اس خاص وقت میں جامع جملہ شرائط امامت مطابق مذہب حنفی ہے اور اگر دونوں میں کوئی کراہت نہ ہو تو اگر معلوم ہو کہ صاحب دوم خاص اس وقت شرائط حنفیہ ہے تو اور کوئی حنفی صالح نہ ملنے کی حالت میں اسی کی امامت آتی کہ اس تقدیر پر اس کی امامت بلا کراہت ہے اور اگر حنفی ہوتا تو افضل ہوتا اور صاحب اول میں بوجہ اہمیت و محسوس کراہت ہے اور اگر خاص اس وقت شرائط امامیت معلوم نہیں اور عادت مراعات معلوم نہیں تو اور کوئی امام نظیفہ نہ ہونے کی حالت میں صاحب اول ہی کو ترجیح چاہئے کہ اب مذہب عمود و مشرب منظور پر کراہت تنزیہ میں دونوں شریک ہونے اور مخالفت الذہب میں اس قدر زیادہ ہوگا کہ اس کے پیچھے ایک قول پر مطلقاً غماز مکرہ تحریمی ہے اگرچہ مراعات شرائط بھی کرے یہاں تک کہ اُس کی اقتدار پر تنہا نماز پڑھنے و جماعت چھوڑنے کو بعض نے ترجیح دی۔ رد المحتار میں ہے:

خالعہم العلامة الشیخ ابراہیم البیدی بناء علی کراہۃ الاقتاد بہم لعدم مراعاتہم لوجبات السنن وان لا یضاد اصلہ لولہ یدرک عام مذہبہ وخالعہم ایضا العلامة الشیخ رحمہ اللہ لیسدی تعلیمہ اہل البہام وقل الا فتیاط فہ

علامہ شیخ ابراہیم البیدی ان حضرات کی اس بہنا پر مخالفت کی ہے کہ ان کی اقتدار مکر وہ ہے کیونکہ یہ واجبات و سنن میں رعایت نہیں کرتے اور اگر اپنے مذہب کا امام نہ ملے تو تنہا نماز پڑھنا افضل ہے۔ امام ابن ہمام کے شاگرد شیخ مسندی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی ان حضرات کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ

عدم لاقتداع بہ ولو صراحتاً۔ اگرچہ نماز رعایت کرنے والا ہو پھر بھی اقتداء کرنے میں

واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم احتیاط ہے (ت)

مسئلہ ۱۳۲ از مالو کا جہر ملک پیراگ مسئلہ نیاز محمد خاں بدایونی ۳ ربیع الآخر یوم سر شنبہ ۱۳۲۲ء
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جمیع اہل اسلام شافعی مذہب ہیں عام
جن میں ایک مرتبہ اور چند مرتبہ بھی کر آئے ہیں مگر تاک نماز سنت ہیں کوئی بھی کسی وقت کی نماز سنت اور نہیں کرتا
صرف فرض اور اگر لیتے ہیں ان کی امامت واسطے پیر و امام حنفی کے کیسی ہے؟

الجواب

سبب از روز میں بارہ رکعتیں سنت مؤکدہ ہیں، دو صبح سے پہلے اور چار ظہر سے پہلے اور دو بعد اور
دو مغرب و عشاء کے بعد، جو ان میں سے کسی کو ایک آدھ یا ترک کرے مستحب طاعت و عذاب ہے ورنہ ان میں سے
کسی کے ترک کا عادی گنہگار و فاسق و مستوجب عذاب ہے اور فاسق معین کے پچھے نماز مکروہ تحریمی، اور
اس کو عام بنانا گناہ ہے۔ ہر وہ بہ انضامیۃ عن العجۃ (اس کے بارے میں تجر کے قواعد سے منہ
میں تصریح ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۳۳ از مالو کا جہر ملک پیراگ مسئلہ نیاز محمد خاں بدایونی ۳ ربیع الآخر یوم سر شنبہ ۱۳۲۲ء
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ عام دستور اور رواج اس ملک کا ہے
کہ مستورات باہر نکلتی ہیں ڈولی یا پانکی کا نہ دستور ہے نہ جانتی ہیں غرض کہ پردہ قطعی نہیں ہے کسی تقریب یا عیاد
یا کسی ضرورت کو یا پیادہ جانا پوشش ان کی بجائے یا جامہ ایک تہ بند مثل غلاف تکیہ کر کے ٹکٹوں تک پہن پر
مثل ہندوستان چھوٹے کپڑے یا دوپٹے استعمال میں نہیں، ایک چھوٹے مثل پہنتی ہیں جو نیچا پیر کے سٹے تک
ہوتا ہے۔ رہا سر کا پردہ، جب گھر سے باہر نکلتا ہوا تو ایک تہ بند مثل یا لا تحریر کے اندر جسم میں پہن لیا، سر اور کمر تک
کا پردہ جو جاتا ہے، مگر چہرہ کھلے رکھنے کی عادت ہے، ہاتھ البتہ بھانٹت پردہ میں رہتے ہیں ان کا نکلتا عام
دارتوں کی اجازت سے ہے بلکہ خاوند یا وارث ہمراہ جوتے ہیں یہ طریقہ عام ہے خواہ نواب ہو خواہ غریب،
ان لوگوں کی امامت کیسی ہے؟

الجواب

حجت اگر کسی نا عزم کے سامنے اس طرح آئے کہ اس کے بال اور گلے اور گردن یا پیٹھ یا کلائی یا پٹائی کا
کوئی حصہ ظاہر ہو یا لباس ایسا باریک ہو کہ ان چیزوں سے کوئی حصہ اس میں سے چپکے تو یہ بالاجماع حرام اور
ایسی وضع و لباس کی عادی عورتیں فاسقات ہیں، اور ان کے شوہر اگر اس پر راضی ہوں یا حسب مقتدر
سے رد الحرام باب الامارت مطبوعہ مصلحہ اسلامی مصر ۱۴/۱

بند و بست نہ کریں تو قیامت میں، اور ایسوی کو نام بنانا گناہ۔ اور اگر تمام دین سر سے پاؤں تک موٹے پر سے
میں خوب چھپا ہوا ہے صرف منہ کی کھلی کھلی ہوئی جس میں کوئی سسرہ نہ لایا تھوڑی کے نیچے لایا پیشانی کے ہاں
کاٹا سر نہیں تو اب قیامت میں بھی عافیت پر ہے اور یہ امر شوہروں کی رضا سے ہو تو ان کی امامت سے بھی احتراز
النسب کہ سید فقہ اہم واجبات شرعیہ سے ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۳۹ از مآخذ ملک پیراگی مسئلہ نیاز محمد خان بدایونی ۳ ربیع الثانی ۱۳۲۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متبیین اس مسئلہ میں کہ استخارہ کلوع سے نہیں اسی وقت پیش کیا
اور فوراً پانی سے استنجا، لے لیا ان کی امامت کیسی ہے؟

الجواب

اس صورت میں ترک سنت ضرور ہے مگر صرف پانی اگر انقطاع قطعہ ہو جاتا اور ان لوگوں کو اطمینان مل جاتا ہے
تو یہ امر اس صحت کا نہیں جس کے ترک پر ان کی امامت کو جائز نہ کیا جائے جبکہ ان کا منشا کوئی امر قبیح مثل استغناء سنت حضرت
امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نہ ہو، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۴۰ از حیدر آباد دکن مسئلہ حسین خان برساتی مولوی ضیاء الدین صاحب ۵ ربیع الآخر ۱۳۲۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متبیین مطلقاً کہ ایک مولوی صاحب نے
مذہب حنفی ترک کر کے مذہب حنبلی اختیار کیا ہے اور وجہ تبدیل مذہب یہ بتاتے ہیں کہ قریب زمانہ وفات حضرت جناب
سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز نے مذہب حنبلی اختیار فرمایا اس لئے میں نے بھی تبدیل مذہب کیا
بس بصورت صحت یہاں مولوی صاحب نسبت تبدیل مذہب ائمہ اسے مولوی صاحب حسب اصول حنفیہ درست
ہے یا نہیں جبکہ وہاں کثرت سے حنفی لوگ کافی اقتدار موجود ہوں۔

الجواب

۱۔ ان بلاد میں مگر جہاں مذہب حنبلی کے عالم ہیں نہ کہتا ہیں، حنفیت چھوڑ کر حنبلیت اختیار کرنا ہرگز جائز
نہیں، اشتغال کرنے والا اگر مذہب حنفی کا عالم تھا تو یہ اشتغال مراۃ مراد شرع کے مضاد ہو گا کہ شرع نے طلب علم کا حکم فرمایا
اور یہ لوگ علم و طلب جمل کرتا ہے، حالانکہ حنبلیت جمل نہیں چاروں مذہب حق و ہدی و مرشاد ہیں مگر جہاں مذہب
مذہب کے عالم نہ کہتا ہیں، مہاں اس کا اختیار مراۃ اپنے جمل کا اختیار ہے اور اگر اول سے جاہل تھا تو اپنے لئے
علم و عمل کا وہ ازہ بند کرتا ہے، احکام حنفیت سے آگاہ نہ تھا تو خاصاً اہل الذکر (اہل دگر سے پوچھو ست)
کے اشتغال پر تو قادر تھا اب کہ وہ مذہب اختیار کرتا ہے جس کے اہل ذکر بھی یہاں نہیں تو مراۃ جمل کے ساتھ مجز
طلبہ در اپنے منہ پر شریعت مظہرہ کا دروازہ بند کرتا ہے واللہ العاقل۔

مسئلہ ۲۲ از کل تا کر پگنہ پوری پور ضلع پٹی جیست مرسلہ اکبر علی ۵ جمادی الاخری ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دینی و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مشکوٰۃ زید کو لفظ طلاق کہنے کا ثبوت تپا کر پندہ میں مردان اہل اسلام نے مشورہ کر کے اپنا پیش امام مقرر کیا اور مسئلہ دیکھ کر جس پر موامیر علمائے دین چسپاں تھے اور علمائے دین نے نماز پڑھانے کی اجازت زید کو دی اور پیش امام مدت دراز سے امامت کرتے ہیں اور نماز جمعہ بھی پڑھاتے ہیں اور پیش امام حرام کاروں کو بھی نصیحت کرتے ہیں اور حرام کاروں نے نصیحت کرنے کے سبب سے دو جہاتیں کر لی ہیں، اب ایک مولوی صاحب اس کے یہاں وارد حال مقیم ہیں کہ جو غیر اللہ کا جانور ذبح کرتے ہیں مولوی صاحب بھی ان کے یہاں کھاتے ہیں جمعہ کے روز وہ لوگ جو امام سے برگشتہ تھے مولوی صاحب کو مسجد میں لائے اور بروقت کئے مولوی صاحب کے پیش امام اٹھے اور منبر پر بیٹھ گئے اور اذان کا حکم دیا کہ اذان پڑھو، اور جو لوگ کہ پیش امام سے برگشتہ تھے اور مولوی صاحب کو لائے تھے پیش امام سے کہا کہ منبر پر سے تم اترو یہ مولوی صاحب نماز پڑھائیں گے بن مردان اہل اسلام نے کہ پیش امام اپنا مقرر کیا تھا اور جو پیش امام منبر پر بیٹھے تھے ان کے زور و اذان کو گئی اسس پر مولوی صاحب بوسہ کمرہ پیش امام طلاق ہے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے، پیش امام نے اسی وقت مسئلہ باجہزت نماز موامیر علمائے دین پیش کیا مولوی صاحب نے مسئلہ دیکھ کر پھینک دیا اور کہا کہ یہ مسئلہ درست نہیں، یہ کلام مولوی صاحب کا سن کر جس اہل اسلام نے پنا پیش امام مقرر کیا تھا پیش امام سے کہا کہ نماز پڑھاؤ اور مولوی صاحب سے کہا کہ ہم کو اعتبار اس مسئلہ کا ہے کہ جس پر موامیر علمائے دین موجود اور چسپاں ہیں اگر یہ مسئلہ غلط ہوتا تو موامیر علمائے دین کیونکر اسس پر چسپاں کرتے، اگر تمہاری نماز ان کے پیچھے نہیں ہو سکتی ہے تو نہ ہو ہماری نماز تو ہو سکتی ہے، یہ کلام اہل اسلام کا سن کر مولوی صاحب مسجد سے باہر چلے گئے اور بعد ہو جانے نماز جمعہ کے پھر مسجد میں آئے اور دوسری مرتبہ مولوی صاحب نے خطبہ پڑھا اور جمعہ کی نماز پڑھائی، تو حاصل کلام یہ کہ اول جمعہ کی نماز ہو جانے کے بعد دوسری نماز جمعہ کی ہو سکتی ہے اور مولوی صاحب جدیدہ وارد حال گئے لائق ہیں یا نہیں؟ بینوا تو جہودا۔

الجواب

جمعہ کے لئے امام وہی ہو سکتا ہے جس کا تقریر بادشاہ اسلام سے چلا آتا ہے وہ کہ جسے بضر در عظام مسلمان مقرر کر لیں نماز جمعہ قصداً چھوڑ کر چلا جانا اور پھر بعد ختم جماعت اپنے چند آدمیوں کو لا کر اسی مسجد میں دوبارہ خطبہ و نماز قلم کرنا ہرگز جائز نہیں۔ یہ بھلی نماز نہ ہوتی، اور یہ دوسرا شخص گنہگار ہوا، اور قوی شرعی کو زمین پر پھینک دینے سے اس کا حکم بہت سخت ہو گیا، غلطگیری وغیرہ میں اسے کفر تک لکھا ہے۔ یہ جدیدہ شخص نامک تانے کے لائق نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۲۱ از کلی ناگزیر گنہ خوردی پر ضلع پبلی بحیثیت مرسلہ اکبر علی صاحب ۵ جمادی الآخرہ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک شخص مدت دراز سے امامت کرتا ہے اور پر مشورہ اہل اسلام پیش امام
ہے اور بعد اس امامت کرنے کے پیش امام نے اپنے گھر میں حرام کرایا اور ایک عورت کا حرام پیٹ اپنے گھر میں
گردایا تو اب اس کو امامت کرنی چاہئے یا نہیں؟ **الجواب**

اگر ثابت ہو کہ اس نے حرام کر دیا یا حرام کا سلامی جیسے کیا یا حرام میں کسی طرح سامی ہو یا اس پر راضی ہو تو
وہ فاسق ہے اسے بزرگ امامت ذکر کرنی چاہئے اور اگر ان میں سے کچھ نہ تھا بلکہ کوئی عورت کسی طرح معاذ اللہ حرام میں مبتلا ہوئی
اور اسے حمل رہا اس نے اس کی پردہ پوشی کے لئے احتیاط کرایا جبکہ بچہ میں جان نہ پڑی تھی تو اس پر الزام نہیں بلکہ پردہ پوشی
امر حسن ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۲۲ از کلی ناگزیر گنہ خوردی پر ضلع پبلی بحیثیت مرسلہ اکبر علی صاحب ۵ جمادی الآخری ۱۳۲۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملتین شرعیتیں اس مسئلہ میں کہ پیش امام نے اپنے نفس کے واسطے خبرٹ
بولادریہ کما کہ میرے گھر کو آگ لگ گئی ہے تو اس سے پیش امام کی امامت میں فرق تو نہیں آیا اور یہ پیش امام
امامت کے لائق ہے یا نہیں؟ **الجواب**

اگر اس نے خبرٹ بول کر فوگن کو دھوکا دیا اُن سے کچھ مال وصول کیا تو وہ فاسق ہے امامت سے
معزول کیا جائے، اور اگر مراد یہ نہیں تو مراد واضح کی جائے کہ اُس کا جواب دیا جائے، ایسے گول، حفاظہ سرال میں کھنا
نا دانی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۲۳ از پبلی بحیثیت محلہ میرخان مرسلہ جناب مولانا مولوی دمی احمد صاحب محدث شریف رحمہ اللہ تعالیٰ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں؟

- (۱) کیا امامت میں شرعاً وراثت جاری ہے کہ امام مرجع ہے تو اُس کے بعد اُسی کی اولاد یا خاندان سے امام
ہونا ضرور ہے، غیر شخص امام ہو تو اُن کے حق میں دست اندازی ہو۔
- (۲) کیا اہلسنت کے مذہب میں امامت حق خاندانی ہے کہ امام کے بعد اُس کے خاندان سے باہر جانا
اُن کی حق تلفی ہے۔

(۳) امامت اصل حق علمائے دین کا ہے یا جاہلوں کا۔

(۴) اگر امامت کے شرعاً حق وایتی علماء ہیں تو جو لوگ عالم دین، صالح، متدین، جامع جملہ شرائط امامت کے
ہوتے ہوئے جاہلوں کو امام بنائیں یا بنانا چاہیں یا اس میں کوشش کریں اُن پر شرعاً الزام ہے یا نہیں۔

(۵) امامت پنجگانہ و امامت جمہور و عیدین کا ایک ہی حکم ہے یا کیا فرق ہے۔

(۶) اگر کسی گھرانے میں سابق سے امامت رہی ہے پھر ان کے ایک شخص سے مسلمانوں نے ناراض ہو کر، اسے امامت سے معزول کیا ہو اور بالکل اس خاندان میں دو عین شخص اور اسی کے مثل موجود ہوں ان کے ہوتے ہوئے ایک عالم دین کو امامت کے لئے انتخاب کیا اور برسوں اُس عالم یا اُس کے نائب نے جمعہ پڑھایا اور اس گھرانے والوں نے بھی بلا نزاع اُس کے پیچھے نماز جمعہ پڑھی ہو پھر کئی سال کے بعد دفعہ وہ لوگ مدعی ہوں کہ امامت ہمارا حق خاندانی ہے اور اس بنا پر عالم کی امامت چھیننا چاہیں تو ان کا یہ فعل محمود ہے یا مذموم و منوع، اور یہ دعویٰ مسووع ہے یا منوع و مدفوع، اور اگر اب یہ لوگ نہایت زیست اسلام کی کوئی سند مہری ظاہر کریں کہ امامت ہمارے ہی خاندان کی ہے تو وہ سند شرعاً مستند ہے یا نہیں۔

(۷) اگر یہ لوگ اپنے اوپر علم دین کی ترجیح دینے کو حدیث صلوا خلف کل بروفا جبراً ہر نیک اور فاجر کم پیچھے نماز ادا کرلو۔ (ت) پس کریں تو ان کا استدلال صحیح ہے یا باطل۔ بینوا تو جبروا۔

الجواب

(۱) امامت میں وراثت جاری نہیں ورنہ سهام فرائض پر تقسیم ہو اور حکم آیہ کریمہ یوحییٰ کہ اللہ فہ اولادکم للذکر مثل حفظاً لانتہیث اللہ تعالیٰ تمہیں اولاد کے بارے میں حکم دیتا ہے کہ دو بیٹیوں کے برابر بیٹے کا حق ہر گز (ت) دو برابر حق نہیں کہلے اور اگر اسٹیٹوں کو اور کلر آیہ کریمہ لھن العن صما ترکتم انت کان لکم ولدا (ان بیویوں کے لئے آئیں سہ سہ ارعادہ اولاد پنورسے ہوں۔ ت) آٹھویں دن کی امامت نبی بل کوٹے بلکہ پیٹ کے پتے بھی امامت کا حق نہ پائیں کہ شرعاً وارث تو وہ بھی ہیں عورت و اطفال کا اصل اہل امامت نہ ہونا ہی دلیل واضح کہ امامت میں وراثت نہیں کہ وراثت خاندانی اسی شئی میں جاری ہو سکتی ہے جو ہر وارث کو پہنچ سکے بلکہ سب کو مٹا پہنچنا لازم اور امامت میں تعدد و محال تو کس بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ امام کے بعد اُس کے وارثوں ہی میں امامت ضرور ہے، یہ صریح جمل میں ہے۔ رد المحتار میں ہے۔

اعتقادہم ان خبزا کاب لائمہ لا یفید لہا فیہ من تغیر حکم الشریع و مخالفتہ شروط الواقف و اعطاء الوظائف من تدریس و امامتہ وغیرہا ان غیر مستحقہ حقاً و کذاک اعتقادہم انت الامر شد اذا ان کا یہ اعتقاد کہ باپ کی روزی بیٹے کے لئے ہے مفید نہیں، کیونکہ اس میں حکم شرعی کی تبدیلی ہے اور واقف کی شرط کی مخالفت ہے اور تدریس، امامت وغیرہ پر غیر مستحق کے لئے وظائف کا عطا کرنا ہے اسی طرح ان کا یہ اعتقاد کہ زیادہ صاحب عقل اپنی مرض موت میں جب اپنی

سۃ القرآن ۱۲/۴

سۃ القرآن ۱۱/۴

سۃ رد المحتار مطلب فیما شاع فی زماننا من تفویض نفرا لادقوان الصغیر مطبوعہ مطبعۃ ابابلی مصر ۳/۲۲۲

لَوْ هُنَّ دَانِسَاتٌ فِي مَوْضِعٍ مَوْتَةٍ لَمُنَّ اِرَادَهُمْ لَا تَمْتَدُّ
لَا مَرْتَدُّ اِسْتَدْنِ فَهَوِيَّ بَطْلَانِ اَلْمَرْتَدِّ حَقِيقَةً
قَائِمَةً بِالْمُرْتَدِّ لَا تَحْمِلُ لَهُ بِمَجْزُورٍ
اِحْتِيَاسٍ غَيْرَ لِحَاكَمٍ لَا يَهْدِي اِلَى اِتِّخَافِ اَلْجَاهِدِ
عَالِمًا بِمَجْزُورٍ اِحْتِيَاسٍ اَلْغَيْرِ لَهُ فِي وَطِيفَةِ
اَلْمُرْتَدِّ وَكُلِّ هَذِهِ مَوْرَاثَةٌ عَنْ اَلْجَاهِلِ
وَاتِّبَاعِ الْعَادَةِ الْمَحَالَّةِ لِمُسْرِيَةِ الْحَقِّ
بِمَجْزُورٍ حَكِيمٍ اَلْحَقْلِ الْمَحْمُولِ وَلَا حَوْلَ وَلَا
قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ (مُحَمَّدٌ وَاللَّهُ تَعَالَى
اعْلَمُ).

مرضی کے مخاطب کسی کو حقوق تغویض کر دیتا ہے تو صحیح
ہے کیونکہ عقل مند کا اختیار درست ہی ہوتا ہے، پس
یہ باطل ہے کیونکہ وقت کے معاملات میں رشد ایسی
صفت ہے جو رشد کے ساتھ قائم ہوتی ہے، یہ
محض غیر کی پسندیدگی کی وجہ سے کسی کو حاصل نہیں
ہو جاتی، جیسا کہ جاہل شخص کے لئے غیر کے محض وظیفہ
تدریس پسند کر لے سے جاہل عالم نہیں بن سکتا۔ یہ
تمام امور جمالت اور ایسی عادت پر مبنی ہیں جو عقل میں
غلل کی بنا پر صریح حق کے متلازم جاری کرتی ہے اور قوت
اَقْبَاسِ اَعْمَلِ الْعَظِيمِ (مُحَمَّدٌ) وَاللَّهُ تَعَالَى اعْلَمُ (د)

(۲)۔ اہلسنت کے مذہب میں امامت حق خانہ اتی نہیں کہ یہ رافضیوں میں بھی جاہل رافضیوں کا خیال ہے۔
اسی بنا پر ان کے نزدیک امامت بعد حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ
تقریبی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بعد اور مانتی ہے کہ مولیٰ علی کے بعد ان کے بعد اس میں سے تھے دشمنین رضی اللہ
تعالیٰ عنہم جمعین، آج تک اُن کے جہال عوام کو یہی بھلائے ہیں کہ خانہ ان کی چیز خانہ ان سے باہر نہیں جاسکتی
صدیقی و فاروقی کیونکہ اس کے مستحق ہو گئے، اور اہلسنت یہی جواب دیتے ہیں کہ یہ دنیوی وراثت نہیں دینی منصب ہے،
اس میں وہی مستحق مقدم رہے گا جو افضل ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) امامت اصل حق حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہے کہ نبی اپنی امت کا امام ہوتا ہے
قَالَ اللهُ تَعَالَى اِنِّي جَاعِلٌكَ اِمَامًا (اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے بلاشبہ میں آپ کو لوگوں کا امام بنانے
والا ہوں۔ ت) اب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو نبی الانبیاء و امام الامم ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اور ہر مائل جانتا ہے جہاں اصل تشریف فرما ہو وہاں اس کا نائب ہی قائم ہو گا نہ کہ غیر اور تمام مسلمان اس کا گواہ ہیں
کہ علمائے دین ہی نائبانِ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں نہ کہ جہال، تو امامت خاص حق علمائے دین ہے اس میں
جہال کو اُن سے منازعت کا اصلا حق نہیں، لہذا علمائے کرام نے تصریح فرمائی ہے حق بالامامۃ اعظم قوم ہے۔

لہ رد المحتار مطلب فیما شاع فی ناسنا من تغویض نظر الاوقات المصغیر مطبوعہ مطبعۃ البابا مصر ۱۲۲/۳

ملک القرآن ۱۳۴/۲

تذویر البصائر و در مختار وغیرہا میں ہے :

اللاحق بالامامة نقد یمابل نصیبا مجمعا
الانہما الا علیہما حکام الصلوۃ
واللہ تعالیٰ اعلم ۔

امامت کے لئے مقدم ہونے کا مقرر کرنے میں زیادہ
تذویر ہے مجمع الانہر جو شخص احکام نماز سے زیادہ
آگاہ ہو۔ (ت)

(۴) بیشک جو عالم دین کے مقابل جاہلوں کو امام بنانے میں کوشش کرے وہ شریعت مطہرہ کا محض اعتنا اور
اللہ و رسول اور مسلمانوں سب کا غنا ہے۔ حاکم و عقیلی، طبرانی و ابن عدی و خطیب بغدادی نے حضرت جبرائیل
بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :
من استعمل رجلا من عصابة و فیہ من
هو ارضی للہ منہ فقد خان اللہ و رسولہ
و المؤمنین ۔
پسندیدہ ہے بیشک اس نے اللہ و رسول و مسلمانوں
سب کے ساتھ خیانت کی۔ (ت)

(۵) امامت بنو عدین و کسوف امامت نماز پنجگانہ سے بہت تنگ تر ہے۔ پنجگانہ میں ہر شخص
صحیح ادیان، صحیح القراءۃ، صحیح الطہارۃ، روح قیل مانع، حرمہ و امامت کر سکتا ہے یعنی اس کے پیچھے
نماز ہو جائے گی اگرچہ بوجہ فسق و غیرہ مکروہ تحریمی واجب الامارہ ہو تب جو فی الصلاۃ خلل ہو و فاجبر
(نماز ہر نیک و فاجر کے پیچھے جائز ہے۔ ت) کے یہی معنی ہیں مگر بنو عدین و کسوف میں کوئی امامت نہیں کر سکتا
اگرچہ حافظ قاری متقی وغیرہ و غیرہ فضائل کا جامع ہو مگر وہ جو حکم شرع عام مسلمانوں کا ہو، امام ہو کہ بالعموم ان پر
استحقاق امامت رکھتا ہو یا ایسے امام کا ماذون و مقرر کردہ ہو اور یا استحقاق حل التیاب صرف ان طور پر
ثابت ہوتا ہے ۔

اول : وہ سلطان اسلام ہو۔

ثانی : جہاں سلطنت اسلام نہیں وہاں امامت عامہ اس شہر کے اہل علمائے دین کو ہے ۔

ثالث : جہاں یہ بھی نہ ہو ہالہ مجبوری عام سلطان جسے مقرر کر لیں، بغیر ان صورتوں کے جو شخص نہ خود

۸۲/۱

۹۲/۴

مطبوعہ مجتہبائی دہلی

- دار الفکر بیروت

باب الامامۃ

عن المستدرک علی الصحیحین الامارۃ امامۃ

ف، مستدرک میں فیہر کی جگہ فی ثلاث العصابة کا لفظ ہے۔ تذویر احمد سعیدی

الامر منکون

اور انہوں میں سے اولی الامر کی اطاعت کرو۔ (ت)
انکریں فرماتے ہیں صحیح یہ ہے کہ آیہ کریمہ میں اولی الامر سے مراد علمائے دین ہیں نہ صرف عیہ العلامة، المزدقانی، ف
شرح المواہب وغیرہ وغیرہ (اس پر علامہ مزدقانی نے شرح المواہب اور دیگر علمائے اپنی کتب میں تصریح
کی ہے۔ ت) اور محمد میں ہے،

ذهب العامة الخطیب غیر معتبر مع وجود
من ذکر مامع عندہم فیجوز للضردۃ۔
عوام کا خطیب مقرر کرنا اس وقت معتبر نہیں ہے جبکہ
مذکورہ افراد موجود ہوں، اگر مذکورہ افراد نہ ہوں تو عوام کا
خطیب مقرر کرنا ضرورت کے تحت جائز ہے۔ (ت)

فتاویٰ قاضی خان ورد الختارہ غیر ہا میں ہے،

خطیب بلا اذن الامام والامام حاضر لویہ جیز
الا ان یکون الامام اصلا بدلت
واللہ تعالیٰ اعلم۔
اگر کسی نے امام کی اجازت کے بغیر خطبہ دیا عار نکہ امام
حاضر تھا تو یہ جائز نہیں البتہ اس صورت میں جائز
ہوگا جب امام نے اسے اس بات کا حکم دیا ہو۔ (ت)

(۲) عالم سے اُن کی منازعت نہ ہو و ممنوع اور ان کا دعویٰ مدود نہ سمع، جو بات سابقہ میں واضح ہوئی
کہ امامت میں وراثت نہیں، نہ وہ کسی کا حق نہ فی ہے بدلت مامع سے دین سبہ اور انھیں کو تقدیم و ترجیح ہے خصوصاً
امامت جمہ و عیدین کہ یہاں ہے اُن کے اذان کے محض باطل ہے اور ساہا سال تک عالم کا امامت کرنا اور ان کا تعرض
نہ ہونا دلیل واضح ہے کہ وہ عایانہ خیالات کے طور پر بھی کوئی استحقاق محکم اس کا نہ رکھتے تھے کہ ان کے خاندان سے
ہا ہر کوئی امام نہ ہو، اس وقت ان کے پاس کوئی سند حق و نہ ضرور ظاہر کرتے امامت اگر ان کا خاندانی حق ہو تو ہرگز
ساہا سال دو سر سے کو اس میں تصرف کرتے دیکھ کر ساکت نہ رہتے، اب کہ منازعت تازی، ت انیا معاملہ، جب جس
طرح انکریں تصریح فرماتے ہیں کہ جب ایک شخص کسی شے میں برسوں تصرف کرے اور دہرا دیکھے اور مانع نہ ہو پھر
دعویٰ کرے کہ میرا حق ہے تو اس کا دعویٰ ہرگز مسنون نہ ہوگا۔ حقوق الدریہ میں فتاویٰ علامہ مغزی سے ہے،

مسئل عن رجل له بیت فی دار یسکنہ ایک ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جس کا ایک

سنة القرآن ۵۹/۴

۱۱۰/۱	مطبوعہ مطبع مجتہدی دہلی	باب الحجہ	سنة درختار
۵۹۳/۱	مصطفیٰ البابانی مصر	"	سنة رد المحتار
۸۶/۱	دکثر رکھنو	باب مسئلۃ الحجہ	سنة فتاویٰ قاضی خان

مطابق عمل کیا جائے گا۔ (ت) فتاویٰ علیہی میں ہے :

الکتاب قد یقتل ویروء الحط یثبہ الخط
والخاتم یثبہ الخاتم - واللہ تعالیٰ اعلم۔
تحریک کسی جبل اور جھوٹی ہوتی ہے اسی طرح کبھی تحریر تحریر
کے اور غیر تحریر کے مشابہ ہوتی ہے۔ (ت) و اللہ تعالیٰ اعلم

(۷) زمانہائے خلافت میں سلاطین خود امامت کرتے اور حضور عالم ماکان و مایکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کو معلوم تھا کہ ان میں فتنہ و فتنہ بھی ہونے لگی کہ مستحکم علیہ کو امراء یؤخرون الصلوۃ عن وقتہا (تم پر ایسے
امراء و اربابوں گے جو نمازوں کو وقت تر فر کر دیتے) اور معلوم تھا کہ اہل صلاح کے قلوب ان کی اقتدار سے تنفر کریں
اور معلوم تھا کہ اُن سے اختلاف و کشمکش فتنہ کو مشتعل کرنے والا ہوگا اور دفع فتنہ دفع اقتدار فاسق سے اہم و اعظم تھا
قال اللہ تعالیٰ والفتنة اکبر من القتلى (فتنہ قتل سے بڑا ہے) لہذا دروازہ فتنہ بند کرنے
کے لئے ارشاد ہوا اصلوا حلف کل سرور و جرحہ بر نیک و فاجر کے پیچھے نماز ادا کرو۔ (ت) یہ اس باب سے ہے :
من ابتلى ببلیتین اختار اھو نھما (جو شخص دو مصیبتوں میں مبتلا ہو جائے تو ان میں سے آسان کو
اختیار کرے) اور فقہاء کا قول تجوز الصلوة خلف کل بر و فاجر (ہر نیک و فاجر کے پیچھے نماز ادا کرنا
جائز ہے۔) (ت) اُسی معنی پر سے حواہر گزرتے کہ نماز فاسق کے پیچھے بھی مرواتی ہے اگرچہ غیر مصلیٰ کے پیچھے
مکروہ تنزیہی اور مصلیٰ کے پیچھے ضرور نری ہوں مگر نریوں کے سے اس حدیث و مسئلہ فقہ میں کوئی بحث و سند
نہیں نفس جاز و صحت سے مساوات کیونکہ کمالی ترمج ہوا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : اور نجعل المتقین
کالنجاس (کیا ہم صائب تقویٰ کو فاجر لوگوں کے برابر کر دیں گے۔) (ت) یہی فقہاء برابر تصریح فرماتے ہیں کہ امامت
کا حق اعلیٰ قوم کو ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ پھر جاز بھی غیر نماز جمعہ و عیدین و کسوف میں ہے ان ماردوں
کی شرط و تنگ ہے کہ بے امامت عامر یعنی مذکور کسی صالح متقی کے پیچھے بھی نہیں ہو سکتی کما تقدم بیانہ پھر عجبت تھن
ہے کہ اپنا استحقاق جتالے کے لئے تو امامت خاص اپنے خاندان کے لئے محصور کر دیں کہ خاندان سے باہر کسی عامر دین
کو بھی اُس کا استحقاق نہ مانیں اور عالم دین کی ترجیح رفع کرنے کو کل بر و فاجر کے قوم کا دامن تھا میں اور اسی امامت کو

۱۔ فتاویٰ ہندیہ الباب الثانی والعشرون فی کتاب القاضی الی القاضی مطبوعہ نوری کتب خانہ پشاور ۳۸۱/۲

۲۔ مسند امام احمد بن حنبل مدنی عن جواد بن الصامت مطبوعہ دار الفکر بیروت ۳۱۲/۵

۳۔ القرآن ۲۰۱/۲

۴۔ سنن ابراہیم بن یونس باب من تجوز الصلوۃ الی مطبوعہ نشر السنۃ طان ۵۹/۲

۵۔ القرآن ۲۰/۳۸

ہر نیک و بیکار مساوی حق قرار دیں۔ جب ہر صالح و طالح اُس میں یکساں ہیں تو تمہارے خاندان کی خصوصیت کہاں ہے اور جب ہر فاسق و بیکار کے پیچھے رواں تہا ہے تو عالم دین صالح ٹھہرتی ہے کیوں اُنچھے ہوا معلوم ہو کہ اپنے ہوا کے نفس کے پیرو ہیں باقی بس اللہ تعالیٰ اتباع شہداء و اطاعت علمائے دین کی توفیق بخشے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۱ ذی قعدہ ۱۳۴۲ھ

اندھے کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی یا تحریمی ہے یا نہیں اور یہ امامت کے واسطے سزاوار ہے یا نہیں اور مولانا دوم کے اس شعر کا کیا مطلب ہے ۱۔

در شریعت ہست مکروہ اسے کیا در امامت پیش کردن کور را
گرچہ حافظ باشد و چست و فقیہ چشم روشن بر دگر باشد سفید

الجواب

اندھا اگر تمام موجودین میں سب سے زیادہ مسائل کا جاننے والا نہ ہو اور اس کے سوا دوسرے صحیح القرائت صحیح العقیدہ غیر فاسق معلن حاضر جماعت ہے تو اندھے کی امامت مکروہ تنزیہی ہے اور اگر وہی سب سے زیادہ علم نماز رکھتا ہے تو اسی کی امامت افضل ہے اگر حاضرین میں دوسرا صحیح خواں مذہب یا فاسق معلن ہے اور اندھا ان سب عیبوں سے پاک ہے تو اسی کی امامت مردہ ہے اور اگر صحیح و باعتراف وہی ہے جب تو اصلاً دوسرا قابل امامت ہی نہیں۔ در مختار میں ہے ۱۔

یکوہ تنزیہا امامۃ اھل الان یکون اعلم تابعینے شخص کی امامت مکروہ تنزیہی ہے البتہ اس
القرہ فہو اولیٰ امامت میں اس کی امامت اولیٰ ہوگی جب وہ

دوسروں سے زیادہ صاحب علم ہو امام مختصراً
حضرت مولوی قدس اللہ تعالیٰ اسرارنا بسرہ النوری اُن آنکھوں میں کلام فرماتے ہیں جن سے
اُنہیں کام ہے جس کی چشم باطن روشن ہے اگرچہ علم بطور رسمی حاصل نہ کیا ہو علم رسمی کے عالم غیر مدانت سے فہم و
حق باتھدیم ہے کہ علم لدنی علم رسمی سے بدرجہا اجل و اکمل ہے۔

قال اللہ تعالیٰ و اتقوا اللہ و یعلمکم اللہ اللہ تعالیٰ کافران ہے اور اللہ سے تقویٰ اختیار کرو
قل تعالیٰ قل هل یستوی الذین یعلمون اور اللہ تعالیٰ ہی تمہیں علم کی دولت سے نوازتا ہے، اللہ

والذین لا یعلمون۔ واللہ تعالیٰ اعلم

تعالیٰ کا یہ بھی قرآن ہے کیا علم واسطے اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۶۵۲ از گندہ نالہ مرسلہ وزیر احمد ۹ جمادی الاولیٰ فری یوم شنبہ ۱۳۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید تمسکات میں سود لکھوا لیتا ہے در بیان کرتا ہے کہ میں صرف لکھوا لیتا ہوں اور چار پانچ برس بڑے کر اُس نے مع سود نالاش کر کے ڈگری کرائی تھی اس صورت میں اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ بینا تو جروا

الجواب

ہرگز نہیں، جس طرح سود لینا حرام ہے یونہی سود لکھوانا حرام ہے بلکہ حدیث میں دوسرے کے لئے سود کا کاغذ لکھنے پر لعنت فرمائی، اور ارشاد فرمایا کہ وہ اور سود لینے والا دونوں برابر ہیں، تو خود اپنے لئے سود لکھوانا کیونکر موجب لعنت نہ ہوگا اور یہ زعم کہ میں لیتا نہیں محض اس کا اپنا ادعا ہے کہ قبول نہ ہوگا اور اگلی نالاش مع سود اس کے کذب پر گواہ ہے غرض کہ فاسق ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی قریب بحرام واجب الاعداء ہے یعنی نادانستہ پڑھ لی ہو تو جب مسلم برعتی نمازی اس کے پیچھے پڑھی ہوں سب کا ذکر انا واجب ہے اور دانستہ پڑھی تو نماز ڈھرائی جوار جب اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے کا گناہ عداۃ۔ لہذا تو یہ کہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۹ رجب المرجب یوم یکشنبہ ۱۳۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جس میں اوصاف حسب ذیل ہوں وہ شخص لائق امامت ہے یا نہیں؟

(۱) نماز میں قرآن شریف جو پڑھتے ہیں اس میں کبھی نیچے کی آیت اوپر پڑھ جاتے ہیں کبھی آیت چھوٹ جاتی ہے۔

(۲) فجر کی نماز اکثر قضا پڑھا کرتے ہیں۔

۳۱۔ ظہر کا وقت کبھی سونے میں گزر جاتا ہے ایسے تنگ وقت میں نماز پڑھتے ہیں کہ فرض پڑھتے ہی عصر کا وقت آجاتا ہے۔

(۴) مغرب کا وقت سیر بازار میں گزرتا ہے تنگ وقت میں واپس آتے ہیں جب ان سے کہا جاتا ہے

سَلَامُ الْقُرْآن ۹/۳۹

کہ آپ مسجد کے امام ہیں اور نماز اور لوگوں کو پڑھانا پڑھتی ہے تو اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ نماز کا میں کچھ پابند نہیں ہوں۔

(۵) اپنے دشوکا لوٹا اور گھر اٹھانے کا عہد رکھتے ہیں۔

(۶) ایک رافضی سے بے تکلفی ہے کہ اس کے ساتھ کھانا کھاتے ہیں اور مسجد میں باہم دونوں کے مذاق بے تکلفانہ اور مشتوقانہ ہوا کرتا ہے۔

(۷) نماز کے مسائل معلوم نہیں ہیں۔

الجواب

سہو کسی آیت میں تقدیم و تاخیر یا کسی آیت کا چھوٹ جانا اگر نادرا ہو تو مضائقہ نہیں اور اکثر ایسا ہوتا ہے تو ایسے شخص کی امامت سے احتراز اولیٰ ہے جبکہ دوسرا صحیح غواص العقیدہ صحیح الطہارت غیر فاسق معصوم قابل امامت موجود ہو نماز غیر اتفاقاً قضا ہو جانے پر مواخذہ نہیں جبکہ اپنی طرف سے قصیر نہ ہو، مگر اکثر قضا ہونا بے تفسیر نہیں ہوتا، اگر کوئی علت صحیح شرعی قابل قبول نہ رکھتا ہو تو کہنے پر وائی ضرورت سے حد فسق تک پہنچانے کی اور نماز کو امام بنانا منع ہے۔ جو شخص آفتاب ڈھلنے تک کا وقت شروع ہونے سے پہلے سوئے اور کسی مرض یا ماندگی کے سبب اتفاقاً ایسا سو جائے کہ ظہر کا وقت نہ ہو تو اس پر رام نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

لا تفریط فی النہر انما التفریط فی البقطة۔ سونے میں قصور نہیں، قصور جاگنے میں ہے۔

اور اگر ظہر کا وقت آگیا یعنی آفتاب دائرۃ نصف النہار سے ڈھل گیا اس کے بعد سو یا اور وقت باطل گزار دیا تو اس پر الزام ہے کھانا نصیب علیہ فی مرد المحتاسر (جیسا کہ اس پر رد المحتار میں تصریح کی ہے) اور جبکہ اس کا عادی ہو، بار بار ایسا واقع ہو تو ضرور فاسق ہے اور اسے امام بنانا گناہ، یونہی اگر اتنے سونے کا عادی ہو کہ فرض ظہر پڑھتے ہی وقت عصر واقع آجاتا ہے سنت کا وقت نہیں ملتا تو اس صورت میں بھی ترک سنت مؤکدہ کی عادت کے سبب اثم و گنہ گار اور امام بنانے کا ناسزاوار ہے، مغرب کا وقت میر بازار میں تنگ کر دینا اگر اتنا ہو کہ چھوٹے چھوٹے ستارے بھی ظاہر ہو جائیں کہ حقیقتہً تنگ وقت یہی ہے جب تو اس کا کردہ و ممنوع ہونا ظاہر اور اگر اتنا بھی نہ ہو تو اس قدر میں شک نہیں کہ جماعت یا اقل درجہ جماعت اولیٰ ضرورتہ کہ ہوتی وقت حقیقتہً فی فتاویٰ ان الواجب هو ادراك الجماعة الاولى (ہم نے فتاویٰ میں اس کی تحقیق یہ کی ہے کہ

جماعت اولیٰ کا پانا واجب ہے۔ ت۔ تو اُس کے ترک کی عادت بھی فسق ہے اور ایسے کی امامت ممنوعہ اور وہ لفظ کہ میں نماز کا کچھ پابند نہیں ہوں اپنے ظاہر پر بدتر و ششیع تر فسق ہے، اپنے دشوار نہانے کے لئے برتن علیحدہ رکھنا اگر براہِ تکبر ہو تو سخت کبر و اور براہِ وجہ و وسوسہ ہو جب بھی ممنوعہ، اس کا ترک فاسقِ افسق ہے یا وہ بھی احمق دین کا سلام میں نہ چھوت ہے نہ وسوسہ پروری۔ وہ افسق زمانہ علی العموم کفار و مرتد ہیں کسا حقیقتہً فی سدا المرفضة (جیسا کہ ہم نے رد الرضة میں اس کی تحقیق کی ہے۔ ت)، اور مرتدین سے میل جول حرام۔ اور مسجد میں ایسا مذاقی سستی صیح العقیدہ سے بھی حرام۔ لاجرم شخص مذکور سخت فاسق و فاجر ترکب کیا ہے اور اُس کی امامت ممنوعہ۔ اُسے امام بنانا حرام، اُس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجبہ اعادہ، اور نماز کے مسائل ضروریہ کا نہ جاننا بھی فسق ہے، بہر حال شخص مذکور کی امامت کی ہرگز اجازت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۵۲ از غیض آباد ڈاک خانہ شہزاد پور مرسلہ عبد اللہ طالب علم ۱۳۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ شریعتیں آیا زانی کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں، کیونکہ اس مسئلہ میں بہت جھگڑا پیدا ہو گیا ہے یہاں تک حالت گزر گئی کہ نماز جماعت میں تفرق ہو گیا ہے۔ حدیث اور کتاب کی سند ہونا چاہئے بیڑا تو جزم

الجواب

زانی فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے سارے بے امام بنانا گناہ ہے، اُس کے پیچھے جو نمازیں پڑھی ہوں اُن کا پھر تدا واجب ہے، رد المحتار میں ہے،

مشی فی شرح العینۃ علی ان کراہۃ تقدیمہ
(یعنی الفاسق) کراہۃ تحریجہ
در نماز میں ہے،

کل صلاۃ ادیت مع کراہۃ التحریم تجب
اعادتها۔
کا اعادہ واجب ہے۔ (ت)

مسئلہ ۶۵۵ از گزندہ ملک اودہ مرسلہ مسلمانان گزندہ محمود و حافظ عبد الحنفیہ صاحب مدرس مدرسہ النجف اسلامیہ
گوندہ ڈی الحجہ ۱۳۲۳ھ

زید کہ صاحبِ علم متین ہے یعنی عالم ہے اور سید و معروپا بند صوم و صلوٰۃ ہے مگر اکثر جماعت سے نماز

۱/۴۱	مطبوعہ مصلیٰ ابابائی مصر	باب الامامۃ	۱/۴۱
۱/۴۱	مطبوعہ مجتہبی دہلی	باب صلاۃ الصلوٰۃ	۱/۴۱

اور انہیں کرتا اپنے گھر پر پڑھ لیتا ہے لیکن جمعہ کے روز سجدہ میں امامت کرتا ہے اور کثرت سے لوگ اُس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں مگر بعض اشخاص اُس کے پیچھے نماز پڑھنے سے اعتنا نہ کرتے ہیں مگر اعتراض کنندہ زید سے ہر بات میں کم تر ہے ہیں اور عطا و متقی بھی نہیں ہیں اور نفسانیت و ضد بھی ہے اور بیشتر یہ عمر غریبی اُس کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو پس زید کے پیچھے نماز پڑھنے والے ایسے اشخاص مذکورہ بالا کی درست ہے یا نہیں۔ بیلنا تو جھوٹا

الجواب

زید کا ترک جماعت کرنا اگر کسی عذر صحیح شرعی کے سبب ہے تو زید پر مواخذہ نہیں اور اس کے پیچھے ہر نماز باکراست درست ہے جبکہ کوئی مانع شرعی نہ ہو اشخاص مذکورین کا اُس کی اقتداء سے اعتزاز اس صورت میں معنی جماعت و جہا ہے اور اگر وہ بلا عذر شرعی ترک جماعت کا عادی ہے تو یہ منہور فاسق ہے اور اس تقدیر پر اُس کی اقتداء سے بچنا بجا ہے جبکہ جمہور ساری جگہ صالح امامت متقی کے پیچھے مل جاتا ہو۔ نہ صرف اس عذر سے کہ امام تارک جماعت ہے ترک جماعت کی اجازت نہیں ہو سکتی۔ رد المحتار میں ہے :

فی لمعراج قال اصحابنا لا یفتی ان یقتدی
بافتقار لا فی جمعة لانه فی غیرہا یجد اماما
غیرہ اھ قال فی الفتاویٰ وعید بیکرہ فی جمعة
ف تعددت قامتہا فی المصر علی قول محمد
المفتی بہ لانه لیس فیہ التحول
ہے کے مطابق شہر میں متعدد جگہ جمعہ ہوتا ہو، کیونکہ ایسی صورت میں دوسرے امام کی اقتداء جیسر ہو سکتی ہے (د)۔
رد المحتار میں ہے :

الجماعة سنة مؤكدة للرجال وقيل واجبة
وعليه عامة مشائخنا وهو الراجح عند
اهل المذهب فتسن او تجب ثم رتبہ تظہر
فی الاثم بتركها مرة اھ ملقطا۔ واللہ سبحنہ
وتعالی اعلم۔
مردوں کے لئے جماعت سنت مؤکدہ ہے۔ بعض نے واجب
کہا ہے اور اکثر مشائخ اسی پر ہیں اور حل و سب کے
ہاں بھی یہی رائج ہے پس جماعت سنت ہے۔ رد المحتار
اس کا اثر کسی ایک دفعہ ترک کی صورت میں طہر ہوگا
اب ملقطا۔ (د)۔ واللہ سبحنہ وتعالی اعلم

مسئلہ ۶۵۶ از ریاست جاوہر مکان عبدالجبار صاحب سر مشتمل دار ۱۳۱۵ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ذابح البقر کی امامت کیسی ہے ؟

الجواب

جائز ہے جبکہ غلط خوانی یا بد مذہبی یا فسق وغیرہ یا موانع شرعیہ نہ ہوں ذابح بقر کو فی مانع نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۶۵۷ حیات النبی ہونے سے خالہ کو انکار ہے اور مدینہ طیبہ کی زیارت سے بھی، حافظ قرآن مذکور کو انکار
ہے یہاں تک کہ بہت سے مسلمانوں کو خانہ کعبہ سے لوٹا لایا اور نہ جانے دیا ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے
یا نہیں، کیا حکم ہے ؟ بینوا تو جبروا

الجواب

خانہ گراہ بدین ہے اسے امام بنانا جائز نہیں، حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلکہ
جميع انبیائے کرام طہیم اھلۃ والسلام کی حیات قرآن و حدیث و اجماع سے ثابت ہے اور زیارت مدینہ طیبہ
سے انکار رکھنا مسلمانوں کو لوٹا لانا کافر شیطان و خلاف راستے مسلمانان ہے،

قال اللہ تعالیٰ و یتبع غیر سبیل المؤمنین
نزلہ ماتولی و فصلہ جہنم و ساء
مصیرہ اللہ تعالیٰ اعلم
اللہ تعالیٰ کافران ہے جو مومنین کے علاوہ کسی کے
راستے کی پیروی کرتا ہے ہم اسے اس طرف پھیر دیتے
ہیں جس طرف وہ پھرتا ہے اور اسے ہم جہنم میں ڈال
دیں گے اور وہ بڑا ٹھکانہ ہے (ت)

مسئلہ ۶۵۸ مسئلہ عبدالرحیم صاحب علیا موبن پور ضلع بریلی ۵ محرم الحرام یوم یکشنبہ ۱۳۲۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص دونوں کانوں سے بہت بہرا ہے تکبیر اولیٰ کانوں
سے نہیں سنتا ہے اور قرآن شریف بھی اس کو صحیح یا د نہیں ہے، بیوی اس کی بے پردہ دکان پر چوسنے
فروخت کرتی ہے، دو پڑاؤں میں گارے کا اور جھتی ہے اور موسم گرمی میں خاصہ دھن زیب کا اور جھتی ہے
اور گرتی دس گیارہ گرد لابی پہنتی ہے مگر کلاسیاں ہر دو کھل چوڑی آستینوں کے باہر رکھتی ہے اور اس کے
شوہر کو نکلیا سال معلوم ہے عیش خود دیکھتا ہے مگر کچھ ہدایت نہیں کرتا ہے، اگر وہ ہدایت اپنی بیوی کو پر دے
کی کرے تو اس کی حالت بہرے ہونے سے اور صحیح نہ پڑھنے سے قابل پوشش امام ہونے کے ہے یا نہیں ؟ علاوہ
گزارش مندرجہ بالا کے نہایت بد آواز بھی ہے اور جو شخص اس کو ہدایت کرتا ہے تو اس سے محبت و تقریر

جہالت کے ساتھ کرتا ہے۔ جینا تو جبراً

الجواب

جبکہ اس کی حریت کلائیاں کھولے باہر پھرتی دکھائی دیتی ہے یا گرمیوں میں بارش پڑے پہننے نکلتی ہے جس سے بدن چمکتا ہے اور اس کا شوہر ان احوال سے واقف ہو کر حسب مقتدرہ کامل بندوبست نہیں کرتا تو وہ دیوث ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور اسے امام بنانا گناہ ہے، اور اگر وہ حریت کو ہدایت بھی کرے اور اس الزام سے توبہ کر کے پاک ہو جائے تو اس حالت میں بھی جبکہ وہ قرآن مجید ایسا غلط پڑھتا ہو جس سے نماز فاسد ہوتی ہے تو اس کی امامت باطل ہے اور اس کے پیچھے نماز اصراف ہوگی۔ مگر یہ الزام وہی لگا سکتے ہیں جو خود صحیح پڑھتے ہوں ورنہ ان کی خود بھی نماز نہیں ہو سکتی وہ سب ایک سے ہوتے۔ ان سب پر فرض ہے کہ حرفوں کی تخیل سمجھ کر لیں جس سے نماز صحیح ہو جائے۔ جب تک ایسا نہ کریں گے ان سب کی نماز باطل ہوگی اور اگر غلطی وہ ایسی نہیں کرتا جس سے نماز فاسد ہو اور اس کے سوا اور کوئی صحیح پڑھنے والا وہاں نہیں تو لازم ہے کہ وہی امام کیا جائے اور ہر جوئے کی پرواہ نہ کی جائے جبکہ وہ حریت کا بندوبست کرے اور اگر وہ بھی صحیح العقیدہ غیر فاسق صحیح پڑھنے والا وہاں موجود ہے تو یہ اگرچہ صحیح بھی نہیں اور حریت کا بندوبست بھی کرے اس دوسرے صحیح خواں کی امامت اولیٰ ہوگی کہ جب یہ ایسا ہر اسے کہہ کر اس کو رخصت کر دیا جائے اور اس سے کہیں غلطی واقع نہ ہوئی مقتدیوں کا بتانا نہ کہ گواہ اللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ واصل مجدہ اللہ واحکم۔

مسئلہ ۱۵۱۵ از جسکیں پر ضلع علی گڑھ مرسلہ جعفر علی صاحب ۲۳ ربیع الاول ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علما کے دینی متین بیچ امامت اس شخص کے کہ جو صرف حافظ قرآن و فارسی خواں ہو اور ایک مسجد کا امام بخوار لیکن بازار میں مسلمانوں سے لڑتا اور مغلکات الفاظ زبان پر لاتا ہو اور کبھی مسجد میں مؤذن سے سخت کلامی اور اس کی حسب و نسب پر بھی مقتصدیان میں الزام لگاتا ہو مؤذن و بعض مقتدیوں سے حرمت کے دورت و کینہ رکھتا ہو تنبیہ کو سننے پر مقتدیوں پر الزام لگاتا ہو کہ تم میری غیبت کرتے اور میری روزی چھیننے کی کوشش کرتے ہو اور اپنے قصور کا ہنوز اعتراف نہ کرتا ہو اور مؤذن سے سلام ملے کہ ترک کر دی ہو ایسے امام کی اقتدار بگاڑا بہت جائز ہے یا کچھ کراہت ہے، جینا تو جبراً

الجواب

مسلمانوں سے بلا وجہ شرعی کینہ و بغض رکھنا حرام ہے اور بلا مصلحت شرعیہ تین دن سے زیادہ ترک سلام کلام بھی حرام ہے و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، لا تباغضوا ولا تعاصوا وادوا لئلا یبغضوا بغضہم رکھو، حسد اور بغیبت نہ کرو اور اللہ کے بندے کو نہ عباد اللہ اخواناً۔ یہ کہ بھائی بھائی ہو جاؤ۔ (ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

لا یحل لمسلم ان یمسوا اخاه فوق الثلث

کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ دوسرے بھائی سے

تین دن سے زائد سلام و کلام قطع کرے۔ (ت)

بوفش بکن خصوصاً بر سر بازار محصیت و فسق ہے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

لیس المؤمن بالظعان ولا الفحاشی

مومن ظعن کرنے والا نہیں ہوتا اور نہ ہی فحش بکاتا ہے۔ (ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

الحیاء من لا یمان والبذاء من النفاق

حیا، ایمان کا حصہ ہے اور بے حیائی نفاق کا حصہ

ہے۔ (ت)

ضمناً اگر اس فحش میں کسی مسلمان مرد یا عورت کو زنا کی طرف لبست کرتا ہو جیسے آج کل فحش لوگوں کی گالیوں میں عام طور

پر رائج ہے جب تو اشد کبیر ہے۔

قال لہ تعالیٰ یعظکم اللہ ان تعودوا المشی

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے

تم آئندہ کبھی ایسی بات نہ کرو اگر تم الٰہی ایمان ہو (ت)

بالخصوص مذکورہ فحاشی معنی ہے اور فی حق معنی کو امام باقرؑ در اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی یعنی

پڑھنی منع ہے اور پڑھ لی ہو تو پھیری واجب۔ فتاویٰ محمد پھر عید پھر رد المحتار میں ہے، لوقد موافقاً باشتات

اگر لوگوں نے فحاشی کو مقدم کر دیا تو وہ گنہگار ہوں گے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از سیما پور ذی الحجہ ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص پر رفض کا شبہ ہے اس کی شہادت ان لوگوں کے

کتب صحیح البخاری باب الحجۃ حدیث ۱۰

کتب جامع الترمذی باب ما جاز فی اللعۃ

مسند احمد بن حنبل ما سند عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

کتب جامع الترمذی باب ما جاز فی اللعۃ

کتب القرآن ۱۴/۲

شہ غنیۃ المستمل شرح زیۃ المصلی فصل فی الامارۃ

من المصنفات کی ذکر کردہ عبارت میں "الفحاشی" کا لفظ ہے جبکہ کتب احادیث جی سے حوالہ منقول ہے ان میں

"الفحش" کا لفظ ہے۔ ذخیر احمد سعیدی

۲۹۷/۲

۱۹/۲

۴۰۵/۱

۲۳/۲

۵۱۳

ص

میں

میں

پاس ہے اور ان کی خاص مجلسوں میں جاتے بھی اُسے دیکھا اور اُس سے قہر کو کہا جائے تو قہر بھی نہیں کرتا اور حالت اس کی یہ ہے کہ رافضیوں میں رافضی، سنٹیوں میں سنٹی اور اسے بعض لوگوں نے اپنے لاکڑن کا حطل اور مسجد کا امام مقرر کیا ہے اس صورت میں اس کا اور اس کے مقرر کرنے والوں کا کیا حکم ہے اور اس کا معزول کرنا بوجہ شہر کے واجب ہے یا نہیں، اگر ہے تو کس دلیل سے، حالانکہ وہ اہلسنت کے سامنے کوئی بات عقیدہ و رافضی کی زبان سے نہیں نکالتا اور اگر وہ قہر کرے تو اس کے بعد بھی رکھا جائے یا نہیں، بیٹو! تو جروا

الجواب

جبکہ ثابت و محقق ہو کر رافضیوں میں رافضی اور سنٹیوں میں سنٹی بنتا ہے جب تو ظاہر ہے کہ وہ رافضی بھی ہے اور منافق بھی اور اس کے پیچھے نماز باطل محض جیسے کسی یہودی نصرانی ہندو مجوسی کے پیچھے کسا بیباہ فی النہی، لاکین (جیسا کہ ہم نے اسے انہی لاکید میں بیان کیا ہے۔ ت) بلکہ تبرائی روافضی نماندان سے بھی بدتر ہیں کہ وہ کافرانِ اہل ہیں اور یہ مرتد اور مرتد کا حکم سخت تر و اشد کا حقیقتاً فی المقالة المسعرة (اس کی تحقیق ہم نے اپنے مقالہ مسفرہ میں کی ہے۔ ت) اور اگر صرف اسی قدر ہو کہ اس کی حالت مشکوک و مشتبہ ہے جب بھی اُسے امامت سے معزول کرنا بالذلیل و کثیر واجب ہے۔

فاقول وبالله تہدیت (پس میں اللہ کی توفیق سے کہتا ہوں)

دلیل اول علماء تصریح فرماتے ہیں کہ جب کسی امر کے بدعت و سنت ہونے میں تردید ہو تو وہاں سنت ترک کی جائے، بخلاف اتنی پھر وہاں ترک و احکامات الصلوٰۃ میں ہے۔
 اذا تردد الحكم بين سنة و بدعة كان ترك السنة واجباً علی فعل البدعة۔ مختصراً
 محیط پھر فتح القدیر و آخر سجد السہو میں ہے۔

ما تردد بين البدعة والسنة تركه لان ترك البدعة لا يضر و اداء السنة غير لازم۔
 جب بدعت اور سنت کے درمیان تردید ہو تو بدعت ترک کر دیا جائے کیونکہ ترک بدعت لازم اور اداء سنت غیر لازم ہے۔ (ت)

ظاہر ہے کہ اگر شخص واقع میں سنٹی ہو تو خاص اسی کو امام کرنا کچھ سنت بھی نہیں اور رافضی ہو تو اسے امام کرنا حرم قطعی

۴۷۵/۱	مطبوعہ مصطفیٰ البابائی مصر	مطلب اذا تردد الحكم بين سنة و بدعة	سجد و آخر
۴۵۵/۲	مکتبہ نوید و منیر سکھر	باب سجد السہو	فتح القدیر

جب سنت و مکروہ کے تردد میں ترک سنت کا حکم ہو تو جائز و حرام قطعی کے تردد میں وہ جائز کیوں نہ واجب ترک ہو گا۔
دلیل دوم علماء فرماتے ہیں کہ جب کسی بات کے واجب و بدعت ہونے میں تردد ہو تو وہ ترک نہ کی جائے۔
 فتح و علیہ بکروہ و الحار و غیرہ میں ہے :

و النقط لہذا فی النوازل قد تقوّر ان ما دار
 بین وقوعہ بدعتہ او واجبا لا یتزلزل
 بیان نوافل میں ہے (رد المحتار) کے الفاظ یہ ہیں کہ یہ
 بات مسلمہ ہے جس کام کا وقوع بدعت اور واجب کے
 درمیان تردد ہو تو اسے (یعنی واجب کو) ترک نہیں
 کیا جائے گا۔ (ت)

ظاہر ہے کہ یہ شخص سستی ہو تو اس کی جگہ دوسرا امام مقرر کرنا کچھ بدعت بھی نہیں اور رافضی ہو تو اسے معزول کرنا فرض
 قطعی جب بدعت و واجب کے تردد میں فعل ضروری ہو تا ہے تو جائز و فرض قطعی کے تردد میں اسے معزول کرنا
 کیوں نا شد ضروری ہو گا۔

دلیل سوم شریعت مطہرہ کا قاعدہ مقرر ہے کہ اذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام
 جب ایک چیز میں عدت و حرمت دونوں وجہیں ملتی ہوں تو غلبہ حرمت کو رہے گا اور وہ شے حرام بھی رہے گی
 کیا فی الاشباہ والنظائر (جیسا کہ اشباہ والنظائر میں ہے)۔ یہ سستی ہو تو امامت علال اور
 رافضی ہو تو حرام، تو غلبہ حرمت ہی کو دیا جائیگا۔

دلیل چہارم عبادات میں احتیاط مطلقا واجب ہے نہ کہ نماز کو اہم و اعظم عبادات ہے جس کے لئے
 علماء فرماتے ہیں کہ اگر اس کی صحت و فساد میں اشتباہ پڑے ایک وجہ سے فاسد ہوتی ہو اور متعدد وجوہ سے
 صحیح تو اس ایک ہی وجہ کا اعتبار کر کے اس کے فساد ہی کا حکم دیں گے، فتح القدر صلاۃ المسافر میں ہے :

هذه مسائل الزيادات مسافر و مقیم ام
 احدھا الاخر فلما شربعا شکا فی الامام
 استقبالان الصلوة مع فساد من وجہ
 وجازت من وجہ حکم بفسادھا و امامۃ
 المقتدی مفسدة و احتمال کون کل منھما
 یہ مسائل زیادات کے ہیں مسافر اور مقیم میں ایک نے
 دوسرے کی امامت کی جب دونوں نے نماز شروع
 کی تو انھیں امام کے بارے میں شک ہو گیا کہ میں
 امام ہوں یا دوسرا تو نماز تینے سرے سے ادا کریں
 کیونکہ نماز جب ایک جہت سے فاسد اور کئی وجہ کی

مقتدی یا قائم فتنہ علیہما۔ بنا پر صحیح ہو تو نماز کے فاسد ہونے کا حکم دیا جائیگا

اور مقتدی کا امام ہونا مفید نماز ہے اور ایسی صورت میں یہاں ہر ایک کے مقتدی ہونے کا احتمال باقی ہے لہذا دونوں کی نماز فاسد ہو جائے گی (ت)

ظاہر ہے کہ مقتدر سنت اُس کے لیے نماز صحیح اور مقتدر فتنہ فاسد، تو اس کی امامت کیونکر جائز ہو سکتی ہے۔ دلیل یہ ہے کہ مقتدر سنت میں قاضی محض تحت و حصول ظنی پر تفریر دے سکتا ہے جو درخت و درختی وغیرہ میں ہے۔ القاضی لغزیر المصنوع وان لم یثبت علیہ (قاضی محض تحت کی بنا پر تفریر جاری کر سکتا ہے اگرچہ ثبوت نہ ہو۔ ت) جب تحت ایسی چیز ہے جس کے سبب بے ثبوت ہر ایک ایک مسلمان کو سزا دینے کی اجازت ہو جاتی ہے جس میں اصل حرمت ہے تو نماز کے لئے احتیاط کرنی کیوں نہ واجب ہو جائے گی جس کی اصل فرضیت ہے جس شخص نے اُس کے حال سے مطلع ہو کر اُسے مسلمانوں کا امام یا اپنے لاکھوں کا مسلم مقرر کیا حالانکہ اہلسنت میں صاف وہ پاک امام و مسلم بکثرت مل سکتے ہیں اُس نے اللہ و رسول اور مسلمانوں سب کی خیانت کی وہ مسلمانوں کا بدخواہ ہے اُس پر اپنے فعل سے توبہ اور اپنے مقرب کے ہونے کو معزول کرنا زہرِ حاکم صحیح مستدرک میں ہے ادا بن عدی و عقیل و طبرانی و خطیب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من استعمل رجلاً من عصاة، جہم من هو۔ من استعمل رجلاً من عصاة، جہم من هو۔ ان میں سے ایک شخص کو کام پر مقرر کیا اور ان میں سے ایک شخص موجود تھا جو اس سے زیادہ اللہ کو پسند ہے تو اس نے اللہ و رسول اللہ مسلمانوں سب کی خیانت کی۔

تیسرے شرح جامع صغیر میں اسی حدیث کی شرح میں ہے:

ای نصیب علیہم امیر او قبیحا او دھرمھا او امانا۔ یعنی اس نے کوئی پرامیر انگلیں، محاسب یا نماز کے لئے امام بنایا۔ (ت)

پھر اگر یہ شخص توبہ بھی کرے تو مجر و توبہ اُسے امام نہیں بنا سکتے بلکہ لازم ہے کہ ایک نماز عتد تک اُسے معزول رکھیں اور اور اُس کے احوال پر نظر ہے۔ از غوف و طبع و غضب و رضا و غیرہ حالات کے متعدد تجربے ثابت کر دیں کہ واقعی یہ

۱۴/۲	بطور فوریر رضویہ سکھر	باب صلوۃ المسافر	۱۴/۲
۲۲۹/۱	• طبع مجتہبانی دہلی	باب التفریر	۲۲۹/۱
۹۲/۲	• دار الشکر بیروت	الامارة امانہ	۹۲/۲

ف: مستدرک میں دیہم کی جگہ فی تلك العصابة کا لفظ ہے۔ نذر احمد سعیدی

۳۹۶/۲ مکتبۃ الامام الشافعی الریاضیہ حدیث مذکور کے تحت

مثنیٰ صحیح و معتبر ثابت قدم ہے اور درافتح سے اصنافِ میل جول نہیں رکھتا بلکہ ان سے اور سب مگر انہوں بددیہاتوں سے متنفر ہے اس وقت اسے امام کر سکتے ہیں۔ فتاویٰ قاضی خان پھر فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

الفاقی و کتاب لا یقبل شہادۃ ما لویض علیہ
ترجمان یطہر علیہ اثر التوبۃ و الصبیحہ ان
و لک حق فی الی سراۃ بقاضی لہ
قاضی جب کتاب ہو جائے تو اس وقت تک اس کی
شہادت قبول نہیں کی جائے گی جب تک اتنا زمانہ
گزر جائے جس میں توبہ کا اثر ظاہر ہو جائے اور صحیح یہی
ہے کہ یہ قاضی کی رائے کے سپرد کیا جائے۔ (تت)

امیر المؤمنین فیض الموفقین امام احمد لین سیدنا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب بیعت سے جس پر
جو جو بیعت قشاسبات بند تھی کاندیشہ تھا بعد ضرب شدید تو بری ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمان بھی کہ مسلمان اس
کے پاس نہ بیٹھیں اس کے ساتھ خرید و فروخت نہ کریں بیاہر پڑے تو اس کی حیادت کو ذہائیں مر جائے تو اس کے
جنازے پر حاضر نہ ہوں۔ جمیل حکم احکم ایک وقت تک یہ حال رہا کہ اگر سو آدمی بیٹھے چوستے اور وہ آ رہے متفسر ق
ہو جاتے۔ جب ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض بھی کی کہ اب اس کا سال اچھا ہو گیا اس وقت اہانت فرمائی۔

الخروج بوالعقۃ نصر بن ابراہیم المقدسی فی
کتاب المحجۃ و ابن عساکر من بن عثمان الہدی
عن صبیغہ ابنہ سأل عن عمر بن الخطاب رضی اللہ
تعالیٰ عنہ عن المرسلات و الذایمۃ و
ابن خراش فقال لہم انہ انما علیہ مراسلہ
فی ذالہ فہم یترکان فقال لہم وجد تک مملوفا
نہوت الذی فیہ عیناک شہر کتب الہ
اہل بصرۃ انہ لا تجالسوا صبیغہ
قال ابو عثمان مملوفا و فہم مائتہ
تفرقنا عنہ و اخروج ابو یکر
بن الانبار فی کتاب المہاجرین

ابو الفتح نصر بن ابراہیم قدسی نے کتاب الخ میں وار بن مساکر
نے عثمان سیدی سے انھوں نے بیعت سے بیان کیا کہ
انھوں نے حضرت عمر سے سورہ المرسلات، الذاریات،
و النازعات کے بارے میں پوچھی تو حضرت عمر نے انھیں
فرمایا اپنا سر کا کپڑا اٹھاؤ جب اس نے کپڑا اٹھا تو اس
کے دو چوٹیوں کی صورت بال تھے۔ حضرت عمر نے فرمایا
اگر میں تجھے ملنے کیا ہوا پاتا تو میں وہ (سر) اڑا دیتا جس
میں تیری آنکھیں ہیں۔ پھر اہل بصرہ کی طرف آپ نے
خط لکھا کہ صبیغہ کے ساتھ نہ بیٹھو۔ ابو عثمان کا بیان ہے
اگر صبیغہ آ جاتا اور ہم سو کی تعداد میں ہر خوراک ہم سب اس
سے جدا ہو جاتے، اور ابو یکر بن انبار نے کتاب المہاجرین

وابن عساکر عن محمد بن سیوریت قال
کتب عمر بن الخطاب الى ابی موسی
اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان لا تجالسوا
صنیف وانا یحرم عطاء کا و مرثیہ
واخرج المقدسی فی الحجة عن اسحق
بن بشر القریشی قال احبنا ابن اسحق
او بواسطی قال کتبا ای امیر المؤمنین
رضی اللہ تعالیٰ عنہ الی ابی موسی ما بعد
فان لاهبہ بن علیہ التیمی تکلف ما کفی
وہبہ ما ولی فاداء لک کتابی هذا فلا تبایعوه
وان مرضی فلا تعودک و امت حات فلا
تشدوه قل فکان الاهیہ یقول قدمت
ابھیہ فاقمت بها خمسة وعشرين
یوما من غائب احب الی ابن القیہ من
الہوت ثم ان اللہ المہمہ التوبہ وقد فہا فی
قلیہ فاتیہ ایا موسی وهو علی المتبر
فسلیمت علیہ فامرہ بن عفی فقلت
ایہا المدعوض انہ قد قبل التوبہ
من هو خیر منک ومن عمر و الی
اثوب الی اللہ عز وجل مما اسخط
امیر المؤمنین وعامة المسیین فکتب
بدلک الی عمر فقال صدق
اقبلوا من اخیہ

میں اور ابن عساکر نے امام محمد سیرین سے نقل کیا کہ حضرت
عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو موسی
اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف خط لکھا کہ تبیین کو پاس
نہ بٹھاؤ، اس کو عطا اور رزق سے محروم رکھا جائے اور
المقدسی نے اسحاق بن بشر قریشی سے کتاب الحجة میں نقل
کیا ہے کہ ہم سے ابن اسحق یا ابو اسحق نے بیان کیا
امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو موسی کو خط لکھا جو
صلوۃ کے بعد اصح بن حکیم تمیمی نے جو کہ اسے کافی تھا
اس میں تکلف کیا اور اس نے اپنی ولایت کو ضائع کیا
جب آپ کے پاس میرا پیغام آجائے تو اس کے ساتھ خیر و فروغ
ذکر و اگر وہ تیار ہو جائے تو عیادت نہ کرو، اگر وہ
مر جائے تو جنازہ میں شریک نہ ہونا۔ راوی کہتا ہے
میں کہتا تھا میں بے گناہ ہوں پچیس دن ٹھہرا مجھے
مرگ سے بڑھ کر کوئی غائب شئی محبوب نہ تھی، پھر
اللہ تعالیٰ نے توبہ کی توفیق دی اور دل میں توبہ کا خیال
پیدا کیا تو پھر میں ابو موسی کے پاس آیا آپ منہ پر
تشریف فرما تھے میں نے سلام کیا انہوں نے عرض
کیا، میں نے کہا اسے اعراض کرنے والے اس ذات
نے توبہ قبول کر لی جو تجھ سے اور عمر سے بہتر ہے اور میں
بر اس معاملہ سے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں جس پر
امیر المؤمنین اور عام مسلمان ناراض تھے پھر ابو موسی
نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف یہ معاملہ لکھا،
تو آپ نے فرمایا وہ سچ کہتا ہے اپنے بھائی کو

واخرج الدارمي ونصر والاصميا في كلاهما
 في الحجة وابن النيار في المصاحف
 واللائكاني في السنة وابن عساكر في التماريف
 عن سليمان ابن يسار ان رجلا من بني تميم
 يقال له صبيح بن حسن قدم المدينة وكان
 عنده كتب فكان يسئل عن مثابة القرأى
 فيمن دلت عمر رضي الله تعالى عنه فبعث اليه
 وقد اعد له عراجين التحل فلما دخل
 عليه قال من انت قال انا عبد الله صبيح
 قال عمر رضي الله تعالى عنه وانا عبد الله عمر
 واما اليه فجعل يضربه بتلك العراجين
 فمار ال يضربه حتى شجوه وجعل الدم
 يسيل على وجهه ، فقال حسبك يا
 امير المؤمنين والله فقد ذهب الذي
 اجد في راسي واخرج الدارمي و
 بن عبد الحكيم وابن عساكر عن مولى
 بن عمر بن صبيح العسوقي جعل يسئل
 عن اشياء من القرآن في اجناد المسلمين
 (وماق الحديث الى ان قال) فارسل عمر
 الى طبيب اجريد فضربه بها حتى ترك
 ظهرا دبره ثم تركه حتى برئ ثم عاد له
 ثم تركه حتى برئ ثم دعا به
 يهوديه فقال صبيح يا اصيل

قبول کرو۔ دارمی، نصر امصیہ فی دونوں نے محمد میں اور
 ابن انباری نے مصاحف میں، لائکانی نے سنت میں
 اور ابن عساکر نے تاریخ میں سلیمان بن یسار سے روایت
 کیا کہ بنو تميم کا ایک شخص تاجس کا نام صبيح بن حسن تھا
 وہ مدینہ آیا اس کے پاس کچھ کتب تھیں وہ قرآن کے
 عشاق تھے بارہ سے میں پوچھتا تھا اس بات کی
 اطلاع حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی تو آپ نے
 اسے بلایا اور اس کے لئے کھجور رک دو چھڑیاں تیار کیں
 آیا تو آپ نے پوچھا، تو کون ہے؟ اس نے کہا، میں
 اللہ کا بندہ صبيح ہوں۔ آپ نے فرمایا، میں اللہ کا بندہ
 عمر ہوں۔ اس کے بعد آپ نے اس کی طرف اشارہ
 کیا اور ان دو چھڑیوں کے ساتھ اسے مارا، حتیٰ کہ وہ
 زخمی ہو گیا۔ دوسرے سے خون بہنے لگا۔ وہ گئے لگاکا
 اسے امیر المؤمنین! مجھے چوڑ دو یہی کافی ہے اللہ کی
 قسم جو کچھ میرے دماغ میں (خار) تھا وہ جاتا رہا۔ اور
 دارمی، ابن عبد حکیم اور ابن عساکر نے حضرت ابن عمر کے
 آزاد کردہ غلام سے بیان کیا کہ صبيح عسقی مسلمانوں کے
 مختلف گروہوں سے قرآن کی بعض اشیا کے بارے
 میں سوال کرتا تھا (آگے چل کر کہا) حضرت عمر نے مجھ سے
 پھڑکی منگوائی اور اسے پیٹا حتیٰ کہ اس کی پشت کو زخمی
 چھوڑ دیا پھر مارا پھر چھوڑ دیا حتیٰ کہ وہ صبح ہو گیا، پھر
 آپ نے دوبارہ اس کو مارا حتیٰ کہ وہ صبح ہو گیا پھر آپ نے
 اسے بلایا تاکہ پھر اس کی پٹائی کی جائے۔ تو اس نے کہا

المؤمنين ان كنت تريد قتلى فاقتلوا
قتلا جميلا وان كنت تريد تداوى فقد والله
بئس فاذا لله الى اس حبه وكتب
الى ابى موسى الاشعري ان لا يجالسه احد
من المسلمين فاشتد ذلك على الرجل فكتب
ابو موسى الاشعري الى عمر انه قد حسنت
توبته ، فكتب عمر يا ذن للناس
في مجالسته

اے امیر المؤمنین اگر آپ مجھے قتل کرنا ہی چاہتے ہیں تو
بہتر انداز میں قتل کیجئے اور اگر میرا علاج فرما رہے ہیں تو
اللہ کی قسم اب میں درست ہوں۔ آپ نے اسے اپنے
علاقے میں جلانے کی اجازت دے دی اور ابو موسیٰ اشعری
کو دکھا کہ اسے مسلمانوں کی کسی مجلس میں نہ بیٹھئے۔ وہ اس
شخص پر یہ معاملہ گراں گزرا حتیٰ کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری
نے حضرت عمر کی طرف خط لکھا کہ آپ نے اس کی توبہ
درست کر دی ہے ، تو حضرت عمر نے لکھا کہ اب لوگ
اسے اپنے پاس بیٹھنے کی اجازت دے دیں۔ (۱)

بلکہ اگر اس کا سزا زور و کذب و فریب کا بہرہ مشہور ہو تو بعد توبہ بھی کبھی امام نہ کریں کہ اسے امام کرنا کچھ مفرد مسیحیوں
معروف کذاب کی توبہ پر بھی اعتبار کیا گیا اور یہ ہے خصوصاً روافضیہ کہ ہم اللہ تعالیٰ کے تقیہ ان کا اصل مذہب
اور اس کی بنیاد کا سب سے پہلا پتہ ہے پھر صاف جہاں ذکر کی وجہ ذکر علی یا کسی ثن کا قدم در میدان ہو ۔
امام علی علیہ السلام ابو بکر سید کاشانی قدس سرہ کی کتاب ہدایہ پھر فتاویٰ عالمگیری میں ہے :

المصروف بالكذب لا عدالة له فلا تقبل
شهادته ايداً وان تاب بخلاف من وقع
في الكذب سهواً وابتلى به مرة ثم
تاب الله ونسأل الله حسن التوبة
والعفو والعافية ۔

جو شخص جھوٹ بولنے میں مشہور ہو اس کی عدالت ثابت
نہیں لہذا اس کی شہادت کبھی قبول نہ کی جائے
اگرچہ اس نے توبہ کر لی ہو بخلاف اس شخص کے
جس نے سہو یا وقت مجبوری کبھی ایک دفعہ جھوٹ
بول دیا ہو اور پھر توبہ کر لی ہو اور ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے
حسن توبہ ، معافی اور عافیت کا سوال کرتے ہیں ۔

میں نے یہ حکم و ہدایت دیو بند کا ہے کہ جو بھی مثل رفیع زمانہ ائمہ اربعین اور اس کے اصحاب مثل روافضیہ تفریق
توجہ دیکھیں کہ ان لوگوں سے میل جول رکھنا ، ان کی مجالس و محفل میں جانا ہے ، اُن کے اس حال مشتبہ ہے ہرگز
اُسے امام نہ کریں اگرچہ اپنے کو سستی کہتا ہو ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۶۶۱: زیہ و ہابیرہ عقیدہ رکھتا ہے اور اس کا لڑکا نابالغ بھر تھینا ۱۲ سال اس سال قرآن حفظ ہوا ہے اور وہ ہم لوگ مذہب خفیہ اہلسنت و جماعت کو مجبور کرتا ہے اور تور و افاق ہے کہ میرے لڑکے مذکورہ بالا کیے گئے قرآن شریف سنی یا جائے، اس کے پیچھے تراویح وغیرہ درست ست یا نہیں؟ بیوقوف و جرد

الجواب

اس لڑکے کے پیچھے تراویح وغیرہ کوئی نماز جائز نہیں کہ صحیح مذہب میں نابالغ بالغوں کی امامت کسی نماز میں نہیں کر سکتا اور اگر وہ محقق بھی ہو یا یہ کہتا ہو جیسا کہ ظاہر یہی ہے تو وہابی کے پیچھے ویسے بھی نماز ناجائز محض ہے اگرچہ بالغ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۶۶۲: از شہر کھنہ محلہ پہلی ٹولہ مسلولہ جناب ہدایت اللہ خاں صاحب ۱۹ شوال ۱۳۲۹ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وقت نماز چند اشخاص جمع ہیں لیکن کامل پابند شریعت نہیں ہیں ایک حافظ ہے اور مسائل سے بھی واقف ہے مگر وادھی اس کی کسی قدر کتری ہوئی ہے موافق شرع نہیں دوسرے کا لباس و وضع تو موافق شریعت ہے اور کچھ مسائل سے بھی کسی قدر واقفیت رکھتا ہے مگر قرآن مجید بمقابلہ حافظ کے صحیح نہیں پڑھ سکتا نہ خطبہ جمعہ کا یہ کوئی شخص حافظ تو نہیں ہے مگر مسائل لڑکے سے واقف ہے قرآن عظیم صحیح پڑھتا ہے ملازم مستر پولیس کر پنا سہ پشن پنا سہ فرنس لیدی بی حالت ہر شخص کی ہے اس حالت میں کون شخص امامت کے لائق سمجھا جائے؟ بیوقوف و جرد

الجواب

ان میں جو شخص ضرور غسل وغیرہ طہارت ٹھیک کرتا ہو نماز صحیح پڑھتا ہو قرآن مجید ایسا غلط نہ پڑھتا ہو جس سے معنی بدلےں فاسد ہوں اس کے پیچھے نماز ہو جائے گی مگر امام بنانا جائز ہو نہ کہ لے یہ بھی ضروری ہے کہ مذہب کا شکی خالص ہو فاسق علی الاعلان نہ ہو یعنی کوئی گناہ کبھی اعلان کے ساتھ نہ کرتا ہو وغیرہ بھی ملتا و اصرار سے کبیرہ ہو جاتا ہے، جو شخص ان سب باتوں کا جامع ہو اگرچہ قرآن عظیم حافظ کی مثل نہ پڑھ سکے یا پولیس کی پشن پاسے اسے امام بنانے میں حرج نہیں، اور جرد وادھی حد شرع سے کم کراتا ہو وہ فاسق معلن ہے اسے امام بنانا گناہ ہے، شکی ہونا جو ہم نے جواز امامت کی شرطوں میں رکھا ہے نہ صحت نماز کی اس سے مراد یہ ہے کہ ایسا بد مذہب بھی نہ ہو جس کی بد مذہبی حد کفر تک نہ پہنچے کہ ایسے کو امام بنانا گناہ، اگرچہ فرض ساقط ہو جائے گا اور جس کی بد مذہبی حد کفر تک نہ پہنچی ہو جیسے آج کل کے امام رافضی، وہابی، نیجری، قساویانی وغیرہ مقلد کے پیچھے تو نماز محض باطل ہے جیسے کسی ہندو یا پادری کے پیچھے والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۶۲ از مور شیخ ضلع ہریال مرسلہ عبد الرحیم صاحب ۱ ذی القعدہ ۱۳۲۹ھ
 جس شخص کو جزام کا گھاؤ ہو گیا ہو لیکن نگڑایا انگلیاں گرانہ ہو اچھی طرح اٹھ بیٹھ سکتا ہو اُس کے پیچھے نماز درست
 ہے یا نہیں ؟ اور جس کو سوزاک ہو یا منہ بانٹا ہو یا جو یا ضعیف اس قدر ہو کہ اٹھنے بیٹھنے میں دیر لگتی ہو ان اشخاص
 کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے ؟

الجواب

جزام میں جب تک ٹپکنا نہ شروع ہو یا ہو یہ حکم ہے کہ اگر لوگوں کی غفرت کی حد تک ہے جس کے سبب اس کی امامت
 میں جماعت کی کمی ہو تو اس کی امامت مکروہ ہے ورنہ نہیں ۔ اور اگر ٹپکنے لگا تو اگر معذور کی حد تک پہنچ گیا کہ ایک وقت کامل
 کسی نماز کا اس پر ایسا گزارا کہ وضو کر کے فرض پڑھ لینے کی ہمت نہ تھی تو جب تک ہر نماز کے وقت اگرچہ ایک ایک ہی بار
 ٹپکنا پایا جائے وہ معذور ہے اسے پانچ وقت تازہ وضو کرنا کافی ہے لہذا اس کے پیچھے صرف ایسے ہی عارضہ والے کی
 جوامی کی کسی حالت رکھتا ہو نماز ہو جائے گی باقی لوگوں کی نماز نہیں ہو سکتی ایسی حکم سوزاک کا ہے اگر پیپ بہتا ہو ڈاگر
 پیپ نہ نکلے تو اس کے پیچھے نماز میں کچھ حرج نہیں ۔ جس کا منہ معاذ اللہ ٹیڑھا ہو گیا ہو اگر اس کے سبب قرأت صحیح
 نہ پڑھ سکتا ہو صرف غلط ادا ہوتے ہوں تو اس کے پیچھے نماز جائز نہیں اور اگر صرف صحیح نکلے ہوں مگر پڑھنے میں بہت
 بد نمازی پیدا ہوگئی ہو تو اس کی امامت ہانی نہیں ۔ کچھ عورتیں بوضو سے سبب ریز ہیں اٹھنا بیٹھنا ہو اُس کے
 پیچھے نماز میں حرج نہیں بلکہ ایسی حالت نہ ہو کہ شائبہ تک سمجھ سے اٹھ کر بعد زمین بار کسبھن اللہ کہنے کے بیٹھا نہ رہے
 کھڑا نہیں ہوگا اور جب ایسی حالت ہو تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 مسئلہ ۶۶۳ ۷ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دینی اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مسجد اہلسنت و جماعت کا امام اور وہ بھی مدعی ہے کہ
 میں سُستی ہوں مگر اس کی رشتہ داری و قرابت روافض سے بُنی ہے اس کی پچھماں بھی روافض کو منسوب ہوئیں
 اور اس کی ہمیشہ گان کے روافض سے نکاح ہوئے اور اُس نے اپنا نکاح بھی روافض میں کیا ایسی حالت میں
 اس کا دعویٰ قبول ہو گیا یا نہیں ؟ فقیر جو روافض کا شعار ہے اور اس کے ذریعہ سے اہلسنت کے عبادات کو
 ضائع کرنا باعث نجات خیالی کرتے ہیں محمول ہو کہ ایسے شخص کے پیچھے اہلسنت کو نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں ؟ بعض
 محال اس کے دعویٰ کو سچ سمجھ جائے اور اس کو سُستی خیالی کیا جائے تو نکاح اُس کا اور اس کی ہمیشہ گان کا صحیح ہوا یا
 نہیں ؟ اور جو نمازی اس کے پیچھے پڑھیں اُن کا اعادہ ضروری ہے یا نہیں ؟ بینوا تو جبروا

الجواب

اگر پند رافضیوں کے یہاں یہ ثابت کرنے سے خود اس شخص کا خواہی رہا ہی رافضی ہونا واضح نہیں ہوتا کہ

بعض احمق نادان جاہل سنی بھی اس بلائے عظیم میں محض اپنی جنالت سے جھکا ہیں اور بعض وہ بھی ہیں کہ اُسے برا سمجھتے ہیں اور پھر سنی انکی رشتہ داریوں وغیرہ بیسودہ وجوہ کے سبب اس میں مبتلا ہوتے ہیں اور شیعوں بہنوں کے نکاح میں وہ بھی غور کر سکتا ہے کہ فعل اُس کے باپ دادا کا ہے بلکہ شاید اپنے نکاح میں بھی یہی کہے کہ باپ نے کر دیا اور ایسی وجوہ سے کسی کے قلب و عقیدہ پر حکم نہیں لگا سکتے، اور جب وہ اپنے آپ کو سنی کہتا ہے اور اُس کی کوئی بات عقیدہ اہلسنت کے خلاف نہیں تو بدگمانی کر کے راضی ٹھہرا دینے کی اجازت نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْفَقَ الْيَهُودَ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا۔ اور جو تمہیں سلام کرے اس سے یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں۔ (ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، افلا شققت عن قلبہ (کیا تو نے اس کا دل پھر رُک دیکر دیا تھا۔ ت) مگر امام بنائے کے لئے فقط سنی تصور کرنا ہی کافی نہیں بلکہ فاسق ملعون ہونا ضرور ہے اس کی کلمت و کلمی جائے اگر رافضیوں سے میل جول غلط دوستی اتحاد کے برتاؤ کرتا ہے تو اگر راضی نہیں تو کم از کم سنت فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی اور اسے امام بنانا گناہ، اور جو نمازیں اس کے پیچھے پڑھی ہوں ان کا پھیرنا واجب کفائی فتاویٰ العجیبة والغیبة وغیرہما من الاسفار الکثیرة وقد حققناہ فی النہی الاکید (جیسا کہ فتاویٰ ابی حنیفہ اور بخاری و کتب میں ہے) اور جو اسے اس کی تحقیق الہی الاکید میں کی ہے۔ ت) اور اگر بادعت ان بیابستوں کے ان لوگوں سے باطل بدل ہے تو اسے بتایا جائے کہ آج کل کے تبرائی رافضی علی العہد کا فرو مرتد ہیں اور ان سے نکاح مرد کا بویا عورت کا محض باطل ہے اور اس میں قربت زمانے خالص اور اولاد اولاد الزنا ہے، یوں نہ سمجھے تو اسے رسالہ رد الرضا دکھایا جائے جس میں بکثرت کتب معتزہ کی صاف تصریحات کی گئی ہیں اگر پھر بھی نہ مانے تو مکرر دکرش فاسق ہوگا اور رافضیہ عورت کے رکھنے سے نہ نکاح ہوگا اور اسے امامت سے معزول کرنا واجب ہوگا اور اگر جاہل نہیں بلکہ جانتا ہے کہ وہ مرتد ہے اور مرتد مرد خواہ عورت کا نکاح کسی سے نہیں ہو سکتا پھر اس عورت کو جبہ انہیں کرتا آپ ہی فاسق وزانی اور امامت سے واجب العزل ہے اور اگر رافضیوں کے عقائد کفریہ خالص پر مطلع ہے اور پھر ان کو مسلمان جانتا ہے جب تو فسق و فساد و کفر ہے۔ ہذا زیروہی لا نہر دورہ و غیرہ میں ہے، من شک فی کفر و عذابہ فقد کفر (جس نے

سلف القرآن ۹۳/۴

سلف مسند احمد بن حنبل مروی عن اسامہ بن زید مطبوعہ دار الفکر بیروت ۲۰۰/۵
سلف در مختار باب المرتد - مطبع مجتہدی دہلی ۳۵۶/۱

اس کے کفر اور عذاب میں شک کیا وہ خود کافر ہو گیا۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۲۵ از ڈاک خانہ چونکہ تفصیل و ضلع مشرق و مغرب و کنیا وال مسلول غلام محمد صاحب ۲۰ صفر ۱۳۲۱ھ
مسئلہ فقہی شریعت و احکام مولانا صاحب دام ظلکم ابہ حصول سعادت و قہ مجوسی اس پر ہے کہ
جو کہ کتیری کے آباء و اجداد تھے وہ سب گادوں کے امام تھے اور یہ ایم سے امامت کرتے چلے آئے ہیں اور کتیری کے
جناب دادا صاحب بھی خود گادوں کے استاد تھے اور کتیری کے جناب والد بزرگوار بھی استاذی اور امامت کرتے تھے
اور ان کے بعد میں بھی استادی و تدریس کرتے رہے گادوں کے بہت سے لڑکوں کو قرآن مجید کی تعلیم اور کتابوں وغیرہ کی بھی
دی ہے اور پانچ نماز بھی ہم امام ہو کر پڑھواتے رہے ہیں اور اب گادوں کے ایک شخص زیندار نے کہا اگر مرضی ہو تو ہم انہیں
ورز نہ رکھیں کہ امام نوکر کی جگہ ہوتا ہے خواہ نوکر کے چچے نماز ادا کریں یا نہ کریں اور غرض کہ اس نے بہت بیہودہ گالی بھی
نکالی ہیں اسی لیے اب لفظ بوسے میں اور اب کتیری جناب کی جانب دراز دست ہے اس شخص کی نسبت فتویٰ حدیث اور
شریعت کے تحریر کر کے ارسال فرمائیں کہ اُس کو قصور پر نگاہی جائے از حد مہربانی ہوگی اور کتیری کا حق گادوں پر ہے یا
نہیں اور شریعت میں اُس کے واسطے کیا حکم ہے وہ اب امامت سے برخاست کرنا چاہتے ہیں فتویٰ مع آیات و احادیث
کے ارسال فرمائیں۔

الجواب

کسی مسلمان کو بلا وجہ شرعی ایذا دینا حرام ہے اور گالی دینا سخت حرام ہے اور بعض گالیاں تو کسی وقت حلال
نہیں ہو سکتیں اور ان کا دینے والا سخت ماسق اور سلطنت اس کے ہاں ہے اسی کوڑوں کا سختی ہوتا ہے اُن سے ہلکی گالی
بھی بلا وجہ شرعی حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

من اذی مسلماً فقد اذانی وصف اذانی جس نے کسی مسلمان کو بلا وجہ شرعی ایذا دی اُس نے مجھے
فقد اذی اللہ نے

اور علم دین کے استاد کا حق باپ سے بھی زیادہ ہے اُسے ستانے والا عاق ہوتا ہے اور بلا وجہ شرعی کسی
مسلمان کے رزق میں خلل اندازی بہت سخت ہے جا اور بلا وجہ ایذا ہے ایسوں کو خوف نہیں آتا کہ وہ کسی مسلمان کے
رزق میں بلا وجہ خلل ڈالیں اللہ قادر مطلق، اُن کی روزی میں خلل ڈالے اُن کا رزق تنگ کر دے۔ رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، کما تدین تدان (جیسا تو اوروں کے ساتھ کرے گا ویسا ہی اللہ تیرے ساتھ

کر لیا، ان لوگوں کو لازم ہے امام معافی مانگیں، استاد خطائیں اور اگر کوئی عرق شرعی نہ ہو تو بے سبب اُسے موقوف نہ کریں، ہاں اگر سبب شرعی ہو تو ہنری اُس سے کہیں اگر وہ اس کا علاج نہ کرے یا نہ کر سکے تو زمی کے ساتھ الگ کر دیں اس وقت اس امام کو بھی بے جا ہٹ مناسب نہیں، امامت کسی کا حق و میراث نہیں، اور وہ شرعی کے سبب اہل جماعت جس کی امامت سے ناراض ہوں اُسے امام بنانا ہوتا ہے اُس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۶۶۔ درج الاول ۱۳۳۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنا نکاح ایک عورت سے کیا کچھ عرصہ بعد اپنی عورت کی ہمشیرہ سے دوسرا نکاح کیا دونوں عورتیں اس کے پاس رہیں کچھ مدت کے بعد اس دوسری سے ایک لڑکا پیدا ہوا جب وہ بالغ ہوا اس نے کلام مجید پڑھا اب اس کے پیچھے نماز پڑھنا ہے یا نہیں؟

الجواب

یہ لڑکا ولد الحرام ہے ولد الزنا نہیں اسے حرامی نہیں کہہ سکے کہ عورت میں حرامی ولد الزنا کہہ سکتے ہیں اور یہ شرعاً اپنے اسی باپ کا بیٹا ہے اس کے پیچھے نماز میں حرج نہیں، ہاں اگر جماعت کو اس کے ولد حرام ہونے کے باعث اُس کے پیچھے نماز پڑھنے سے نفرت ہو تو اُس کی امامت مکروہ ہوگی کہ وجہ تعلیل جماعت ہوگی مگر اس صورت میں کہ یہ لڑکا سب حاضرین سے یہ وہ مسائل ماز و نہارت کا علم رکھتا ہو تو کسی کی امامت ادنیٰ ہے اور اب اگر عوام کو نفرت ہو تو انہیں سمجھایا جائے کہ اُن کی یہ نفرت غلو تکم و بے عمل و بے جا ہے، یہ تو یہ اگر کوئی ولد الزنا بھی ہو تو جب حاضرین سے علم میں نہ آئے ہو وہی مستحق امامت ہے۔ ملکیہ میں ہے:

ان تزوجہما فی عقدتین فنکاح الاخیرۃ فاسداً
و یجب علیہ ان یفاسقہما وان فاسقہما
بعد الدخول ف علیہا العدة وثبت النسب
و ملخصاً،

اگر وہ بہنوں کا کسی نے دو عقد میں نکاح کیا تو دوسرا نکاح فاسد ہوگا اس پر اس آخری کی تفریق واجب ہوگی، اگر اس نے دخول کے بعد تفریق کی تو اس خاتون پر عدت لازم ہوگی اور نسب ثابت ہو جائے گا (ملخصاً)۔ (د)

پایہ میں ہے:

یکرہ تقدیر العبد لانه لا یتفرع شغلہ و
لا حرانی لان الغالب فیہم الاحمل و ولد الزنا
غلام کی تقدیم مکروہ ہے کیونکہ اسے حصول علم کے لئے وقت نہیں ملتا، اور اعرابی کی تقدیم بھی مکروہ ہے کیونکہ اکثر

لأنه ليس له أب يشفق عليه الجاهل طو پر یہ لوگ جاہل ہوتے ہیں ، اولاد زنا کی اہمیت اس لئے
ولان فی تقدیم هؤلاء تنفیذ الجماعة فیکوۃ (مختصاً) سکود ہے کہ اس کا والد شفیق نہیں جو تعلیم کا انتظام
کئے ایسے افراد اکثر طور پر جاہل رہتے ہیں اور ان کی تقدیم سے لوگوں کو جماعت میں شریعت کی نفرت پیدا ہوگی لہذا ان کو امام بنانا مکروہ ہے (مذہب)
اختیار شرع مختار میں ہے ،

ان کان الاصل من الفضل من الحضری و اگر اعرابی شہری سے ، غلام آزاد سے ، ولد زنا ولد
العبد من العبد و ولد الزنا من ولد نکاح سے اور نابینا بینا سے افضل ہر ترکم
المرشدة والاعلی من البصیر فالحکم اس کے برعکس ہوگا ۔
بالفضل (ت)

رد المحتار میں ہے ،

نحوه فی شرح الملتقى للبهنسی وشرح دید شرح الملتقى للبهنسی اور شرح دراللمحاری میں بھی اسی طرح
الجماعی و اصل وجهه ان تنفیذ الجماعة بتقدیم ہے ، ممکن ہے اس کی وجہ یہ ہو کہ جب وہ دوسرے
یزول اذ اکات افضل من غیره بل المتنفس سے افضل ہے تو اس کے امام بننے کی صورت میں
یکوۃ فی تقدیم غیرتہ ۔ جماعت سے لوگوں کی نفرت کا ازالہ ہو جائے گا ، بلکہ

اس صورت میں دوسرے کو مقدم کرنا نفرت کا سبب بنے گا ۔ (ت)

رد المحتار میں ہے ،

الاذی یکون غیر الفاسق اعلم المقوم فهو مگر یہ کہ فاسق کے علاوہ قوم سے زیادہ عالم ہو
اولیٰ بکے تو وہی امامت کے زیادہ لائق ہے (ت) اسی میں ہے ،

لو امر قوما و هم له کاسرھون ان انکرا حۃ اگر کسی نے اہمیت کرائی ، فانکر لوگ اسے ناپسند کرتے
لفساد فیہ اولانہم احق بالامۃ منہ حقے اگر کراہت خود اس میں کسی خرابی کی بنا پر ہو یا

۱۰۱/۱	مطبوعہ المکتبۃ العربیہ کراچی	باب الامارۃ	لہ البدایۃ
۵۸/۱	دار قرآن للنشر والتوزیع	باب الجماعۃ	سکھ الاختیار بتعلیل المختار
۲۱۴/۱	مطبعۃ ابوالی مصر	~	سکھ رد المختار
۸۲/۱	مطبعۃ معین الدینی دہلی	~	سکھ رد مختار

کتاب ذلک تحریر ما وان هو الحق لا وانکراہۃ
 عیدہم۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 اس بنا پر کہ دوسرے لوگ اس لامعت کے زیادہ حقدار
 تھے دونوں صورتوں میں اس پر کراہت تحریر ہوگی اگر وہ خود
 لامعت کا زیادہ حقدار تھا تو اس پر کوئی کراہت نہ ہوگی اور لوگوں پر کراہت ہوگی۔ (ت)
 مسئلہ ۶۶۱ ۱۳۳۱ ہجری

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص امام مسجد ہے اور وہ فاضل و
 علم غیب وغیرہ سے منکر ہے بلکہ سجدہ میں اور رکوع میں تسبیح اس قدر زور سے کہتا ہے کہ اگلی صف والے بخوبی سُن
 لیتے ہیں درپچھے والے بھی کچھ سُن لیتے ہیں اور ایسے مقام پر کوئی دوسرا امام میسر نہیں آتا تو اس حالت میں کس
 طرح باجماعت نماز پڑھی جائے کہ ثواب جماعت کا ہوا اور نماز میں بھی کوئی نقص نہ ہونے پائے۔

الجواب

اگر علم غیب بطلان ہے، لہٰذا کثیر وافر اشعار و اسما و صفات و احکام و برزخ و معاد و اشراط است
 و گزشتہ و آئندہ کا منکر ہے تو صریح گمراہ ہدین و منکر قرآن حکیم و احادیث متواترہ ہے اور ان میں ہزاروں غیب
 وہ ہیں جو کالم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ظاہر و ریات دین سے ہے اور ضروریات دین کا منکر یقیناً
 کافرانوں کی طبیعتی طور پر بعض کا اقرار کرتا اور دبا بیہ کا منکر کہتا ہے نہ کہ بدین ہے اور جو خاص و بدین متقائد
 پر ہر وہ کافر و مرتد ہے، یوں ہی جو ان عقائد پر اپنا ہونا نہ بتائے مگر ان لوگوں کے عقائد کفریہ پر مطلع ہو کر ان کو
 اچھا جانے یا مسلمان ہی سمجھ کر جب بھی خود مسلمان نہیں، درمقدار و جمع اکابر و بزرگوار و غیر جماعتیں ہے، مسن
 شدت فی کفر فقد کفر (جس نے اس کے کفر میں شک کیا وہ خود کافر ہو گیا۔ ت) ہاں اگر تمام جماعتوں سے
 پاک ہوا، علم غیب کثیر وافر بقدر مذکور پر ایمان رکھے اور عظمت کے ساتھ اس کا اقرار کرے صرف اعطاس
 جمیع ممالک و مایکون میں کلام کرے اور ان میں ادب و حرمت طرز رکھے تو گمراہ نہیں صرف خطا پر ہے مگر آج کل یہاں
 فاختہ کا انکار خاص و دبا بیہ ہی کا شعار ہے اور دبا بیہ اہل ہوا سے ہیں اور اہل ہوا کے پیچھے نماز ناجائز ہے
 فتح القدر میں ہے،

لا تجوس الصلۃ حلف اھل الاھواء
 اہل ہوا کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ (ت)

۸۳/۱	مطبوعہ مطبعہ مجتبائی دہلی	باب الامارۃ	سلفہ در مختار
۳۵۶/۱	" " "	باب المرتد	سلفہ در مختار
۲۰۲/۱	مکتبہ فوریہ ضویہ سکھر	باب الامارۃ	سلفہ فتح القدر

تو اگر امام میسر ہو بہتر، ورنہ تنہا نماز پڑھی جائے۔ ہاں اگر وہاں وہاں بیت نہ ہوتی تو فقط اتنی بات پر کہ تسبیحات رکعت سجدہ پادا رکعت اور اس پر اصرار رکھتا ہو نماز اس کے پیچھے مکروہ ہوتی کہ اگر امام نہ ملتا تو اسی کے پیچھے پڑھنے کا حکم دیا جاتا مگر بحال وہاں بیت ہرگز اقتدا جائز نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۱) ایک شخص اس مسجد کا جو امام ہے جس کی بابت یہ قصہ ہے کہ صدقہ فطر لیتا ہے حتیٰ کہ وہ خود صاحبِ کُوفہ ہے۔ اگر اس کو صدقات سے کچھ نہ دیا جائے یا دینے میں دیر ہو جائے تو ناراض ہو جاتا ہے ایسی جگہ نماز ترک کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) دائم الغریض اور جس کے وضو کا بھی کافی طہ سے احتمال ہو اور قرآن شریف کو مصیبت الغافل کے ساتھ نہ پڑھتا ہو بلکہ غلط پڑھتا ہو یا وہ اس کے کہ وہاں قاری اور حافظ موجود ہوں تو ایسے شخص کی شمولیت جماعت سے اجتناب چاہئے یا نہیں؟

(۳) جو اشخاص ناحق رعایت و پاسداری کرتے ہوں اور مدرسہ میں قرآنی سے عاصد ہوں اور وہ اس مکتب میں شامل ہوں اور عوام کی غیبت کرتے ہوں تو ایسے موقع پر ترک جماعت جائز ہے یا نہیں؟

(۴) وہ شخص اس بنائے فسادت ثبوت ہو کہ اس جگہ میں جو شارع امام ہے کچھ فاصلہ مسجد سے واقع ہے نماز پڑھنے کے لئے جائز ہے یا نہیں، اگر جگہ میں جماعت علیحدہ کرتا ہے تو ناحق مفسدہ پیدا ہوتا ہے اب کیا کرنا چاہئے؟ آیا نماز اب کس طریق پر اور کس جگہ پراوا کرے؟

(۵) وہ امام جو اس مسجد میں امامت کے واسطے بلائے جاتے ہوں اس کے مقتدی پیوستہ غش کلامی سے یاد کرتے ہوں اور اس سے پھر مقتدی ناراض ہوں تو اس کے پیچھے اُسی کی نماز ہوتی ہے یا نہیں اور اس کو وہاں امامت کرنا وہاں ہے یا نہیں؟

(۶) اندر مسجد کے جگہ ہو کہ دنیا داری کی باتیں کرنا جائز ہے یا نہیں اور جو کرتے ہیں وہ خطا وار ہیں یا نہیں؟

(۷) مسجد کی امامت کے واسطے امام بے علم یا مشتبہ کافی ہے یا نہیں کہ نماز میں کل قرآن، واجبات، سنن کے پوری ہو جائے فقط۔

الجواب

(۱) غش کو صدقہ فطر لینا حرام ہے اگر امام غنی ہے اور صدقات فطر لیا کرتا ہے یہاں تک کہ ملے میں دیر سے ناراض ہوتا ہے تو وہ فاسق معلیٰ ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اگر اُسے معزول نہ کر سکیں تو وہاں ترک جماعت کا یہ عذر صحیح ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) اگر قرآن مجید ایسا غلط پڑھتا ہے جس سے نماز فاسد ہوتی ہے مثلاً ا، ع، یات، ط، ث، س، ص یا ج، ح، یا، ذ، ن، ظ، ض، یں فرق نہیں کرتا تو اس کے پیچھے نماز باطل ہے اور اس صورت میں اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنا ترک جماعت نہیں کہ وہ جماعت کیا نماز ہی نہیں، یونہی اگر اس کا وضو مشکوک رہتا ہے جب بھی اس کے پیچھے نہ پڑھنے میں مراعات نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) مقتدیوں کے گناہ کے باعث ترک جماعت جائز نہیں، اُن کے گناہ اُن کے گناہ ہیں اور ترک جماعت اُس کا گناہ ہو گا واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) اگر امام مسجد فاسق، معین یا بد مذہب یا بے طہارت یا غلط خواں ہے اُسے آگے پیچھے یا اُس سے الگ مجروح جماعت پر بھی قدرت نہیں بلکہ فتنہ اُٹھتا ہے تو اس صورت میں تنہا پڑھنے کی اُسے اجازت ہو گی مگر یہ بات بہت دشوار ہے کہ مجروح میں دو ایک شخص کے ساتھ جماعت کرنے میں بھی فتنہ ہو واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) اس صورت میں مقتدی گنہگار ہیں امام پر کچھ الزام نہیں وہ امامت کر سکتا ہے اور ان کی نماز اس کے پیچھے روا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) مسجد میں دنیا کی بات کے لئے بیٹھنا حرام ہے اور اس میں جمع ہو کر دنیا کی بات کرنا ضرور خطا ہے واللہ تعالیٰ اعلم

(۷) امام میں چند شرطیں ضروری ہیں اولاً قرآن حکیم ایسا غلط نہ پڑھتا ہو جس سے نماز فاسد ہو جیسے وہ لوگ کہ مثلاً ا، ع، یات، ط، ث، س، ص یا ج، ح، یا، ذ، ن، ظ، ض، یں فرق نہیں کرتے۔ دوسرے وضو، غسل، طہارت صحیح رکھتا ہو۔ سوم سنی صحیح العقیدہ مطابق عقائد علمائے حرمین شریفین ہو، تفصیلی وغیرہ مذہب نہ ہو نہ کہ وہابی خصوصاً دیوبندی کہ سرے سے مسلمان ہی نہیں، یا ان کو اچھا جاننے والا کہ وہ بھی انہیں کے مثل ہے۔ شفا شریعت و بزازیر و مجمع الانہر و در مختار وغیرہ میں ہے، ومن شک فی کفره وعدابه فقد جس نے اس کے کفر اور عذاب میں شک کیا وہ خود کفر ہے۔ کافر ہو جائے گا۔ (ت)

چہارم فاسق معین نہ ہو، اسی طرح اور امور منافی امامت سے پاک ہو، ان کے بعد وہی علم ہونا شرط صحت و علت نہیں شرط اولیت ہے اگر باطل ہے اور شرط مذکورہ رکھتا ہے اُس کے پیچھے نماز ہر جائیگی اگرچہ اولیٰ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۵: جو شخص داڑھی اپنی مقدار شرح سے کم رکھتا ہے اور ہمیشہ تر شواتا ہے اُس کا امام کرنا نماز میں شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟

الجواب

وہ فاسق ملعون ہے اور اسے امام کرنا گناہ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ تحریمی۔ عینہ میں ہے، لوقد ہوا فاسقا یا شوثاً (اگر لوگوں نے فاسق کو مقدم کیا تو وہ لوگ گنہگار ہوں گے۔ ت) اور دلائل مسئلہ لحد کی تفصیل ہمارے رسالہ لبعۃ الصالحی فی اعطاء اللہ فی میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۶: ازسیتا پر ضلع بریلی مستول امیر علی صاحب رضوی ۱۶ شوال ۱۳۴۰ھ ایک وقت کی نماز جس شخص کی قضا ہو گئی ہو اُس کے پیچھے نماز امامت درست ہوگی یا نہیں، اتفاق سے قضا ہو گئی ہو۔

الجواب

بلا قصد جس کی نماز قضا ہو جائے اُس کے پیچھے نماز میں حرج نہیں۔

مسئلہ ۶۷: ہر ایک آدمی کی نماز کسی کی کسی وقت کی اور کسی کی کسی وقت کی قضا ہو اور سب اپنی اپنی قضا پڑھیں ایسی حالت میں امامت ہوگی یا نہیں، کیونکہ بعض بعض منکر و مجرک شتمکاری کے کام کے اکثر لوگوں کی نماز قضا ہو جاتی ہے اور سب ایسی ہی حالت میں ہیں یہ لوگ امام کریں یا اپنی اپنی نماز طیبہ ادا کریں یا کوئی ان میں امام ہو کر نماز ادا کریں۔

الجواب

کاشتمکاری خواہ کسی کام کے لئے نماز قضا کر دینا سخت حرام و گناہ کبیرہ ہے، جو ایسا کرتے ہیں سب فاسق ہیں، سب پر غوراً تو ہر فرض ہے، کیا نہیں جانتے کہ کھیتی بھی اسی کے اختیار میں ہے جس نے نماز سب سے بڑھ کر فرض کی ہے اگر نماز کھیت میں تمھاری کھیتی برباد کر دے تو تم کیا کر سکتے ہو، نماز کھیتوں میں نہیں ہوتی تمھوڑی دیر کے لئے نماز کے واسطے کھیتی کے کام کو روک دو تو نماز اور کھیتی کا ناکہ تمھاری کھیتوں میں بہت برکت دے، جہاں سب اسی طرح کے ہوں وہاں ان سب پر تو ہر فرض ہے ہی، جب تو برکریں ان میں سے جو قابل امامت ہے امامت کرے اور راضیوں کی طرح الگ الگ نہ پڑھیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ امام اور مقتدی سب کی قضا متحد ہو مثلاً سب کی آج کی ظہر یا سب کی کل کی عصر، تو جماعت ہو سکتی ہے اور اگر نماز مختلف ہو مثلاً امام کی ظہر اور مقتدی کی عصر یا امام کی آج

کی نگر توجاعت نہیں ہو سکتی اپنی اپنی الگ پڑھیں واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ امام کی اتفاق سے ایک وقت کی نماز قضا ہو گئی ہے تو وہ نماز پڑھا سکتا ہے یا وہ سر شخص کھڑا ہو؟
بیّنوا توجہوا۔

الجواب

وہی امامت کرے جبکہ قصد اقصاء نہ ہو، اور اگر قصد اقصاء کی اگرچہ اتفاق سے، تو فاسق ہو گیا۔ اگر توبہ نہ کرے تو دوسرا شخص امامت کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کی طر اٹھارہ سال کی ہے اور عافطہ دارمی نہیں ہے آیا اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب

اگر عین و جیل خوب صورت ہو کہ فساد کے لئے عمل شہوت ہو تو اس کی امامت خلاف اولیٰ ہے ورنہ نہیں درمختار میں ہے، تکریم خلف امویہ (امرو کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ ت) رد المحتار میں ہے،
قال المرحمۃ السراہ فی الصبیحۃ الموحجہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ لے کہا مرد سے مراد خوب صورت چہرے کا نہ محل الفتنة ہے واللہ تعالیٰ اعلم و نماز کا یہ کہ قصد حقے کا محل ہے۔ (ت)
مسئلہ از قصد و عام پور قطع بخور حملہ بند و قیام مسئلہ کہ سید صاحب ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۲۱ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارہ میں کہ ایک جامع مسجد کا پیش امام جواہری نماز پڑھتا ہے و جماعت کثیرہ اس کے پیچھے نماز پڑھے اور بعد قہرہ والے اور دیہات والے خوش ہوں اور دس پانچ آدمی بسبب غصوت نفسی کے اس پیش امام کے پیچھے نہ پڑھیں اور جماعت ہوتی رہے اور وہ مسجد کے صحن میں یا دیوار کے پاس کھڑے رہیں اس انتظار میں کہ جماعت ہو جائے تو ہم دوسری جماعت اپنی کر کے نماز پڑھیں اور اگر وہ لوگ قبل آجائیں تو امام کے مصطفیٰ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھ کر چلے جائیں یہ فعل جائز ہے یا نہیں۔ فقط

الجواب

اگر امام سنی صحیح العقیدہ مطابق عقائد علمائے حرمین شریفین و جماعت عقائد غیر مقلدین و وہاں سید دیوبندیہ وغیرہم گراہان ہے اور قرآن مجید صحیح قابل جواز نماز پڑھتا ہے اور فاسق معلن نہیں، غرض اگر کوئی بات

اُس میں ایسی نہیں جس کے سبب اُس کی امامت باطل یا گنہ جو پھر جو لوگ براہِ نفسانیت اُس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں اور جماعت ہوتی رہے اور مثلِ تل نہ ہوں وہ سخت گنہگار ہیں اُن پر تو یہ فرض ہے اور اُس کی عادت ڈالنے سے فاسق ہو گئے لیکن اگر اُن میں ان عیوب میں سے کوئی عیب ہو اور اس کے سبب یہ لوگ اس کے پیچھے نماز سے احتراز کرتے ہوں تو درست وہی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۹: سپہِ رضیہ پیل بحیثیت محلہ درگا پرشاد مکان فخر الدین صاحب مسئلہ مافط شمس الدین صاحب ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۲۱ھ

- (۱) جو شخص کہ سودی دستاویز نکھاتا ہو لیکن ایسا نہ ہو اور جو ملازمانی گورنمنٹ مثل تھانیہ یا سب رجسٹرار اور نیز ملازمان چوکی اگر پختہ نماز کے پابند صیغہ وہ امامت کر سکتے ہیں یا نہیں؟
- (۲) امام جماعت کے کس قدر فاصلہ سے کم سے کم یا زیادہ سے زیادہ کھڑا ہو اس صورت میں کہ مقتدیوں کی صفت پوری ہو۔ فقط

الجواب

(۱) سودی دستاویز نکھانا سود کا معاہدہ کرتا ہے اور وہ بھی حرام ہے صحیح حدیث میں ہے: لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اھل الربوا وھوکلہ وکاتبہ و شادیہ و قتل ھم سواۃ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی سود کھانے والے اور سود کھلانے والے اور اس کا فائدہ لکھنے والے اور اس پر گواہیاں کرنے والوں پر، اور فرمایا وہ سب برابر ہیں۔ (مت)

جب اُس کا تسک نکھانا موجب لعنت اور سود کھانے کے برابر ہے تو خود اس کا معاہدہ کرنا کس درجہ نجیث و بدتر ہے ایسے شخص کو امام نہ کیا جائے، ہر وہ نوکری جس میں خلافِ شریعت حکم دینا پڑتا ہو حرام ہے اور رجسٹراری کا حال ابھی گزر چکا کہ اس میں سودی تسکوں کا نکھانا اور ان کی تصدیق کرنا پڑتی ہے۔ تھانے دار اگر رشوت لے یا جھڑٹ مقدسے بنائے، جھڑٹی گواہیاں دلائے، لوگوں سے دبا دھمکا کر مالی حاصل کرے جب تو فیہ ہے کہ یہ سب افعال سخت حرام ہیں ورنہ چالان میں خلافِ شریعت احکام کی اعانت ضرور ہوتی ہے تو ایسی لعنت میں شرعاً امامت کے لائق نہیں، ہاں چونگی کا ملازم اگر چونگی تحصیل کرنے پر نوکر ہے اور اس میں یہ نیت رکھتا ہے کہ لوگوں پر آسانی کرے اور لوگ جو دباؤ ڈال کر زیادہ روپیہ وصول کرتے ہیں اُس سے بچائے تو اس

میں حرج نہیں کما فی الذل لاختار (جیسا کہ وہ مختار میں ہے۔ ت) وہ اگر قابلِ امامت ہو تو اس کی امامت میں مضائقہ نہیں۔

(۲) امام صفت سے آٹھ آگے گھڑا ہو کہ جو مقتدی اُس کے پیچھے ہے اُس کا سجدہ بطور مسنون ہاسانی ہو جائے بل ضرورت اس سے کم فاصلہ رکھنا جس کے سبب مقتدیوں کو سجدہ میں غلطی ہو منع ہے یوں ہی فاصلہ کثیر عبث چھوڑنا خلاف سنت مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۸۶ سرگرم ضلع مراد آباد مستور سید عبدالعزیز صاحب د محرم شریعت ۱۳۲۲ ہجری
(۱) باپ نے بیٹے کو حاقی کر دیا اور پھر اس کی خطا معاف بھی کر دی تو اس کی خطا معاف ہوئی یا نہیں اور اس کے پیچھے نماز پڑھا ہے گی؟
(۲) اگر کسی شخص سے چار جمہد عالجہ مرض میں پئے در پئے ساقط ہو گئے تو پانچویں جمہد میں نماز اس کے پیچھے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

(۱) ہاں اگر وہ باپ کی مافمانی دور باپ کو ناراض کرنے سے باز آیا اور پتے دل سے تو بہر کی تو خطا معاف ہو گئی اور اب اُس کے پیچھے نماز جاری ہو پ سے قی۔ اور اگر وہ مافمانی دلیہ سے چہر سے باز نہ آیا تو ضرور سخت اشد فاسق ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی جس کا پھیر مادی واجب ہے، اور اسے امام بنانا گناہ اگر چہ باپ اپنی مہربانی سے ہزار بار خطا معاف کر دے کہ یہ صرف باپ کی خطا نہیں اللہ اللہ عزوجل کا بھی گناہ اور سخت گناہ شدید کبیرہ ہے تو فقط باپ کے معاف کئے گئے مگر معاف ہو سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(۲) اگر مرض ایسا تھا کہ قابلِ حاضری جمہد تھا تو اس پر کچھ الزام نہیں، اور اگر حاضر ہو سکتا تھا اور کالمی اور بے ہمتی سے نہ آیا تو فاسق ہے اسے امام نہ گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۶۸۷ از بیتو ضلع وڈاک خانہ بیتو مدرسہ حکیم رضا حسین صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص ولد الزنا کا نکاح صحیح ہوا اور اُس سے اولاد ہوئی تو اس اولاد کے پیچھے اقدہ درست ہے یا نہیں۔ فقط

الجواب

ولد الزنا کا بیٹا کہ نکاح صحیح سے پیدا ہوا ولد الزنا میں اس کے پیچھے نماز میں کچھ کراہت نہیں، ہاں اگر اہل جماعت اُس سے نفرت کریں اور اس کے باعث جماعت کی تعمیل ہو تو اُسے امام نہ کیا جائے اگرچہ وہ خود بے قصور ہے جیسے معاذ اللہ برص و جذام و لہے کی امامت مکروہ ہے جبکہ باعث تنفیہ جماعت ہو اگرچہ مرض

میں اس کا کیا قصور ہے، درمختار میں ہے، ننگہ خلع ابرص شاع بوجہ (ایسا ابرص والا شخص جس کا ابرص پھیل گیا ہو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ ت) ردالمحتار میں ہے،

کذا اجزم برجندی والظاهر ان العلة
النصرۃ ولذا قید ابرص بالشیوع لیکون
ظاہراً۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۸۵ از قصبہ تلمیذ ضلع بجنور مرسلہ محمد عبدالحی سوداگر جفت ۲۹ محرم ۱۳۳۲ ہجری
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ عنایت اللہ خاں صاحب جاندہ ہے
اور دوسری جاندہ خریدنے کے لئے یا کسی وارث کی جاندہ اپنے نام کرنے کے لئے روپیہ سودی تمسک لکھ کر
بقال سے قرض لیا ایسے شخص کو امام بنانا مذہب حنفیہ میں کیسا ہے خصوصاً جمعہ و عیدین کا امام بنانا۔ عنایت اللہ
صاحب نصاب ہے۔ فقط

الجواب

شخص مذکور کو جاندہ خریدنا کوئی ضرورت شرعی نہ رکھتا تھا اور بے حالت اضطرار و مجبوری محض سود دینا
اور لینا دونوں یکساں ہیں، دینے لینے والے دونوں میں میں مسلم شریف میں، میرا موسیٰ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم
سے ہے،

لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اکل الربو و موکلہ و کاتبہ و شاہد یہ و
قال ہم سواہ
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی
سود کھانے والے اور سود کھلانے والے اور اس
کا کاخذ رکھنے والے اور اس پر گواہیاں کرنے والوں
پر۔ اور فرمایا وہ سب برابر ہیں۔ (ت)

ایسا شخص جمعہ، عید، پنجگانہ کسی نماز میں امام بنانے کے قابل نہیں اسے امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ
تقریبی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۸۶ مسئلہ علامہ الدین صاحب رضی اللہ عنہ کی پٹری دیرانی پر تاج گدھ ۲۲ صفر ۱۳۳۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ قیام کرنا محفل مولد خیر الانام اور نماز تراویح کے بعد

۸۳/۱	مطبوعہ مجتہدانی دہلی	باب اقامہ	لے درمختار
۴۱۹/۱	مطبع البانی مصر	"	لے ردالمحتار
۲۴/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب الیاء	لے صحیح مسلم
		باب الربا میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ حدیث مذکور ہے۔ نیز راجعہ	ف، صحیح مسلم

ختم قرآن مجید کے اپنے پاس سے خواہ چندہ سے بخشو اپنے شیرینی تقسیم کرنا جائز ہے یا بدعت؟ اور ایسے شخص جو قیام کا منکر اور جو تراویح کے بعد ختم قرآن مجید کی شیرینی کا تقسیم کرنا بدعت سمجھتا ہو اور ناجائز کہتا ہو اُس کے پیچھے نماز کی اقتدا کرنا بروئے مذہب حنفی کیا ہے؟ ایسے امام کے پیچھے نماز محروم ہوتی ہے یا نہیں یا کیا ہے؟ فقط

الجواب

قیام وقت ذکر ولادت حضور سید الانام علیہ وآلہ افضل الصلاة والتسليم جس طرح حرمین طیبین و مہموسام و سائر بلاد اسلام میں رائج و معمول ہے ضرور مستحسن و مقبول ہے۔ علامہ سید جعفر برزنجی رحمہ اللہ تعالیٰ جن کا رسالہ میلاد مبارک حرمین طیبین و دیگر بلاد و عرب و عجم میں پڑھا جاتا ہے اُس رسالہ میں فرماتے ہیں: قد استحسن النبیام عند ذکر مولده الشريف صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ائمة ذوقوا ایتہ و در ایتہ فطوئی لمن کان تعظیمة صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غایة مباحة و مہموسا۔ اہاموں نے مستحسن ہانا جہاں اصحاب روایت و ارباب روایت تھے تو خوشی اور شادمانی ہو اُس کے لئے جس کی نہایت مراد و نہایت مقصود و قصد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہو۔ (دست)

یہاں آج کل اس قیام مبارک کو بدعت و ناجائز کہنے والے صحاح و دہائیں میں خذ لہم اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ انہیں غوار کرے۔ دست) اور دہا بیر نہ ناب بدعت و ضلالت سے ترقی کر کے معراج کفر تک پہنچ چکے ہیں بہر حال ان کے پیچھے نماز ناجائز اور انہیں امام بنانا حرام، یوں ہی ختم قرآن عظیم کے وقت مسکنوں میں شیرینی کی تقسیم بھی ایک امر حسن و محمود ہے اُسے بدعت بتانا انہیں اصول ضالہ و ہدایت پر مبنی ہے اللہ عزوجل نے تو وجوب و ممانعت کی یہ میاں بتاتی تھی۔

وما أشکم الرسول فخذوا وما نہکم عنہ فانتہوا۔ رسول جس بات کا قصیں حکم دیں وہ اختیار کرو اور جس بات سے منع فرمائیں باز رہو۔ (دست)

مگر وہابی صاحبوں نے میاں ممانعت یہ رکھی ہے کہ جسے ہم منع کر دیں اُس سے بچو اگرچہ اللہ و رسول نے کہیں منع نہ فرمایا ہو، غرض یہ اس کا شرک فی الرسالت ہے، اُس کے پیچھے ہرگز نماز نہ پڑھی جائے، والعیاذ باللہ تعالیٰ سب العالمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم

رسالہ میلاد مبارک للعلامہ سید برزنجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قیام بوقت ذکر تولد خیر الانام جامعہ اسلامیہ لاہور
ص ۲۶۱ ۲۵
۵۹/۷

میں سے پہلے از ضلع بھٹنڈہ ارادہ محلہ کم تادب۔ مدرسہ حکیم ہدایت اللہ علی صاحب متولی مسجد ۷۷ محضر المظفر ۱۳۳۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) ایک شخص حافظ قرآن ہے اور جبراً پیش امام بننا چاہتا ہے حالانکہ جماعت مسلمین اسکی مندرجہ ذیل باتوں سے ناخوش ہیں اور اپنا پیش امام نہیں بننا چاہتے حافظ صاحب پہلے گورنمنٹی ملازم تھے رشوت کھا کر سرپائی منتر قسمت کے زور سے اپیل میں رہائی پائی۔

(۲) اس حافظ صاحب نے ایک سے آٹھ آٹھ سے کر رسید لکھ دی تھی بعد میں دھوکا دے کر رسید جلا دی کچری میں انکار کیا کہ آٹھ آٹھ نہیں لیا جس سے اس شخص کو بڑا بھاری نقصان ہوا حالانکہ یہ بات سچ تھی کہ پیسے حافظ صاحب نے چکے تھے اور صاف انکار کر دیا اور اسی معاملہ میں پیسے بھی قسم قرآن شریف کی کھا چکے تھے
(۳) حافظ صاحب اپنے پیر و مرشد پر طعن و تشنیع کرتا ہے کہ محلہ میں یا مدرسہ اسلامیہ میں جو خاص ان کے پیر و مرشد کا ایجا کردہ ہے کہتے ہیں کہ انہ کے باپ دادا کا میراث ہے کیا اور اپنے سر کی بات پر فتویٰ جوتا ہے حالانکہ پیر و مرشد ان کو اپنا خلیفہ زبانی مقرر کیا ہے نہ کہ تحریری بعد اس طعن و تشنیع کے پیر و مرشد پر حافظ صاحب کی خلافت باقی ہے یا باطل ہوئی یا خلافت سے نکل گئے

(۴) حافظ صاحب نے پٹنہ قرآن کا در صاحب صاحب میں درم (ساتھ) میر میں دینے کو کہا تھا دھوکا دے کر اپنے صرف میں لے آئے۔

(۵) ادرستہ کو زکوٰۃ کا چمیر لینا درست ہے یا نہیں؟

اتنی باتیں حافظ بنو علی صاحب میں موجود ہیں جس کو ہر فرد بشر اس محلہ کا بخوبی جانتا ہے اس پر بھی وہ پیش امام بننا چاہتے ہیں جبراً اور فساد برپا کرتے ہیں کہ میں حافظ بنوں خلیفہ ہوں میرا حق زیادہ ہے پیش امام میں بنوں گا، اور جماعت کثیرہ کی رائے نہیں ہے کہ اس کو اپنا پیش امام بنائے، اس لئے صاحب وال کی خدمت میں ناقابل یہ تحریر ارسال کرتا ہوں کہ خلیفہ گوارا فرما کر اس کا جواب تفصیل وار ہر ایک سوالی کا تحریر فرمائیں گے کہ ایسی زبردستی پیش امام جس سے مقتدی ناراض ہوں درست ہے یا نہیں، زیادہ کیا عرض کروں زیادہ حد ادب۔

الجواب

جس سے مقتدی اُس کے کسی عیب کی وجہ سے ناراض ہوں اُس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ حدیث میں

ارشاد فرمایا:

ثَلَاثَةٌ لَا تَقُومُ صَلَاتُهُمْ فَوْقَ أَذَانِهِمْ شَبِيرًا تَيْنِ شَخْصَيْنِ كِي نَمَازُ أَنْ كَلَانِ سَعِ بِالْأَشْتِ بَحْرِي

وعد منهم من امر قوما وهم له
کاسا ہوں گے۔
اوپر نہیں ہوتی یعنی ہارگاہ عزت تک رسائی تو بڑی
چیز ہے ایک وہ جو کچھ لوگوں کی امانت کرے اور وہ

لوگ اس سے ناراض ہوں یعنی اس میں کسی قصور شرعی کے سبب
والا فالو مال علیہم کفائی الدر المختار وغیرہ (در مذہب ان لوگوں پر ہوگا، جیسا کہ در مختار وغیرہ میں
ہے۔ تا، اور ظاہر ہے کہ صورت مستفسرہ میں کسی شخص میں متعدد قصور ہیں رشوت لیسا اگر ثابت ہو تو وہ
گناہ کبیرہ ہے، حدیث میں فرمایا

الرشی والمرتشی کلاهما فی النار۔ رشوت لینے والا اور دینے والا دونوں دوزخی ہیں۔
پیسے کے کرکر جانا اور اس پر قرآن غصہ کی ٹوٹی قسم کھانا اور رسید جلاک مسلمان پر ٹھونڈا دغوی کرنا اور اسے نقصان
پہنچانا یہ سب گناہ کبیرہ ہیں، ان وجوہ سے حافظہ کو رکے پیچھے نماز محکومہ تحریمی ہے اور اسے امام بنانا کفہ
اور جبراً امام بننے میں خود اس کی نماز بھی تباہ جب تک وہ ان تمام افعالِ شنیعہ سے علائقہ توہر نہ کرے قربانی کی
کھائی اگر دوسرے نے اسے درس میں دینے کو دی تھی اور اس نے دھوکا دے کر اپنے بھوت میں کر لی تو یہ بھی دعا
ور نیانت اور گناہ کبیرہ ہے، اور اگر اپنی قربانی کی کھال دوسرے میں دینے کو کہی تھی پھر نہ دی تو یہ بجا ہے مگر چپ
الزام نہیں جبکہ کسی غدر شرعی سے بے گناہ ہو اور بدلہ ملے۔ دہدہ مافی ہے، چنانچہ تاجر بہت شدید ہے
قال اللہ تعالیٰ ما عقبہم نفاقا فی قلوبہم اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، تو اس کے پیچھے اللہ تعالیٰ
الی یوم یلقوہ بما اخطوا اللہ ما وعدہم نے ان کے دلوں میں نفاق رکھ دیا اس دن تک کہ
کابوا یکذبون گے اس سے طیس گے بدلہ اس کا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ
سے وعدہ ٹھٹھا کیا اور بدلہ اس کا کہ جھوٹ بولتے تھے ات

پیر پر طعن و تشنیع اور اوپر لیت ہے اس سے خلافت درکنار بیعت سے بھی خارج ہو جاتا ہے۔ سیدہ عاشقہ کو

لے سنن ابن ماجہ باب من ام قوما وہم لہ کارحون مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۶۹
ف، جس کتاب سے حدیث کا حوالہ دیا ہے اس میں فوق اداہم کی جگہ فوق رؤسہم ہے۔ نذیر احمد سعیدی
شہ در مختار باب الامامة مطبوعہ مطبع مجتہبی دہلی ۸۳/۱
لے کنز العمال الفصل الثالث فی الہدیۃ والرشوة - مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱۳/۶
ف، جس کتاب سے حوالہ دیا ہے اس میں "کلاهما" کا لفظ نہیں ہے۔ نذیر احمد سعیدی
لے القرآن ۴/۹

زکوٰۃ دینے میں بعض نے اجازت لکھی ہے اور صحیح و معتد و ظاہر الروایہ عدم جواز کما بین ۵ فی الزہر اب مسعود
(جیسا کہ ہم نے اس کو الزہر الباسم میں بیان کیا ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم
۶۹۲ھ تک کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو شخص گناہ کبیرہ میں مبتلا رہتا ہو اور وہ
حسب ہدایت گناہ سے باز آکر اکل الفضل دین و اسلام کے دُور و قُرب کرے اور اس گناہ سے بنفسہ تعالیٰ نجات
پائے تو کیا اس کا ایمان کامل ہوا؟

(۲) اس کی امامت جائز ہے؟

(۳) جو لوگ بعد تو باس پر اعتراض کریں اُن کے واسطے کیا حکم ہے؟ فقط

الجواب

اللہ عز و جل توبہ قبول فرماتا ہے ھو الذی یقبل التوبۃ عن عباده (وہ اللہ تعالیٰ ہے جو اپنے بندوں
کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ ت) اور سچی توبہ کے بعد گناہ باطل باقی نہیں رہتے۔ حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فرماتے ہیں:

النائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔ گناہ سے توبہ کرنے والا بے گناہ کے مثل ہے۔

توبہ کے بعد اس کی امامت میں اس میں عین میں۔ بعد توبہ اس پر اس گناہ کا اعتراض جائز نہیں۔ حدیث میں ہے
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من عدا حاکم بن ذنب لم یعت حق یسئلہ و فی روایۃ من ذنب قد تاب منہ وہ فسر ابن منیع۔
مروا کا الترمذی و حسنہ عن معاذ بن جبل
سراسر اللہ تعالیٰ ع۔ واللہ تعالیٰ اعلم

جو کسی اپنے بھائی کو ایسے گناہ سے عیب نکالے جس
سے توبہ کر چکا ہے تو یہ عیب نکالنے والا مردے کا
جسب تک خود اس گناہ میں مبتلا نہ ہو جائے، اس کی
ترمذی نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کر کے حسن قرار دیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مشتملہ از میرٹھ چھاؤنی ویرکلب مرسلہ بخش خانہ سالانہ ۳ ربیع الاول شریف ۱۴۳۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ ایک شخص عرصہ چند سال سے امام مسجد رہ کر بیاہشت

ملہ القرآن ۲۵/۴۲

ملہ سنن ابن ماجہ باب ذکر التوبہ
ملہ جامع الترمذی باب از ارباب صفۃ التوبۃ
ملہ سنن ابی امام سید محمد علی کراچی
ملہ ابن نجیم کتب خانہ رشیدیہ دہلی
ص ۲۲۳
۴۳/۲

وجوہات ذیل کے معزول کر دیا گیا ہے۔

(۱) اتہام زنا

(۲) اتہام سرقت و دیہاتے مسجد وغیرہ اسباب مسجد جو متعلق مسجد اس کے ماتحت تھا۔

(۳) میل عمل قوم لوط، جس کے مشاہدہ و معائنہ کے چند اشخاص معتبران شاہد ہیں وغیرہ وغیرہ، اب وہ شخص بغیر اجازت باقی مہائی مسجد و متولی مسجد چند اشخاص کے کہنے پر جو سالکان غیر محلہ اس مسجد کے ہیں امام ہونا چاہتا ہے علاوہ اس کے جو بالفعل امام مسجد باقی و متولی مسجد نے مقرر کیا ہوا ہے اعلم بالسنۃ والحدیث ہونے پر سراج جامع عالم جید ہے اور معزول شدہ کا مبلغ علم صرف کثر الہ قاتی۔ ایسے شخص کا امام ہونا باوجود جمیع وجوہات بالا کے جائز ہے یا نہ فقط

الجواب

اتہام اور ہنگامی تر شرماتا جائز نہیں۔

قال الله تعالى يا ايها الذين آمنوا اجتنبوا
كثيرا من الظن ان بعض الظن اثم وقال
صلى الله تعالى عليه وسلم اياكم والظن
فان الظن اكذب الحديث
اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اے ایمان والو! بہت
گمانوں سے بچو بیشک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے۔
رسالتناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر گمانی
سب کچھ نیکہ بہ نیکہ سب سے بڑی جھوٹی بات ہوتی
ہے الحدیث (ت)

مگر جس بات کے معاینہ کے گواہان ثقہ بتائے جاتے ہیں وہی مافقت امامت کو بس ہیں بلکہ جو ایسے افعال شنیعہ
سے متہم ہو چکا اور طبائع اس سے نفرت کرنے لگیں اگر ثبوت نہ بھی ہو تاہم اس کی امامت میں تعیل جماعت ضرور
اور اسی قدر کراہت امامت کو بس ہے اگرچہ وہ واقع میں ہے تصور ہو کما نفوا علیہ فی من شاع برصہ و
العیاذ باللہ تعالیٰ کما فی الدرود وغیرہ (جیسے کہ فقہاء نے اس مسئلہ کی تصریح کی ہے اس شخص کے ہاں یہ
میں جس کا برص پھیل گیا ہو والیاذ باللہ تعالیٰ، جیسا کہ در مختار وغیرہ میں ہے۔ ت، بہر حال وہ عالم متقی
صیح خوان کے مقابل کسی طرح مستحق امامت نہیں ہو سکتا خصوصاً جبکہ باقی مسجد و اہل عسک کو اس سے کراہت
ہے فان امر الامامة مفوض الی الیابی ثم الی الجماعۃ ولا دخل فیہ للاجانب (کیونکہ امام کا
مقرر کرنا باقی کا حق ہے پھر مقتدی حضرات کا نام مقرر کرنے میں اجنبی لوگوں کا کوئی حق نہیں۔ ت، تو غیر اہل محلہ کا

لے القرآن ۱۴/۴

۳۸۴/۱

مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

کتاب الوصایا

لے صحیح البخاری

اسے مقرر کرنا اصلاً معتبر نہیں ہو سکتا نہ حالت مذکورہ میں کہ قوم پر وہ شرعی اس سے کراہت رکھتی ہے خود اسے امام بنانا ناجائز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ثَلَاثَةٌ لَا تَرْفَعُ صَلَاتَهُمْ فَوْقَ أَدَانِهِمْ شِدْرًا
وَعَدَمُهُمْ مِنْ أَمْرِ قَوْمٍ مَا وَهَمَ لَهُمْ كَارَهُونَ
بڑی چیز ہے، ان میں ایک شخص ہے جو کچھ لوگوں کی امامت کرے حالانکہ وہ اسے ناپسند کرتے ہوں (مت۔)
واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۹۹ ارکان پور توپ خانہ بازار قدیم مسجد سرمنارہ ۲۰ یحییٰ الاول شریف ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع میں اس مسئلہ میں کہ ایک شخص عالم ہے مبنی علم فقہ و حدیث بخوبی جانتے ہیں مگر عالم موصوفت بائیں پیرت مجبور ہیں جس کو ٹکڑا سکتے ہیں زمین میں پیر نہ کر کا فقہ انگشت لگا سکتے ہیں اور دنیا پر درست ہے قیام رکوع، سجود بخوبی کر سکتے ہیں۔ یہ عالم نہ کر پانچ وقتی نماز کی امامت کر سکتے ہیں اگرچہ عالم دیگر موجود ہو یا نہیں ؟ با عبارت و دلائل کے تحریر فرمائیں کہ اس معین کو کسی قسم کا شبہ نہ رہے ۔
بیٹھو قوجوہا۔

الجواب

صورت مستفسرہ میں ایسے شخص کی امامت بلاشبہ جائز ہے پھر اگر وہی عالم ہے تو وہی زیادہ مستحق ہے اُس کے ہوتے جاہل کی تعلیم ہرگز نہ چاہئے اور اگر دوسرا عالم بھی موجود ہے جب بھی اس کی امامت میں حرج نہیں مگر بہتر وہ دوسرا ہے، یہ سب اس صورت میں کہ دونوں شخص شراکعت و جواز امامت کے جامع ہوں صحیح خواں صحیح الطہارۃ سستی صحیح العقیدہ غیر فاسق معین و رد جو جامع شرائط ہو گا وہی امام ہو گا۔ در مختار میں ہے :

صحة اقتداء قائم باحدہ وان بلغ حدہ
المرکوع علی المعتمد وکذا باخرج وغیرہ
اولیٰ یتہ

واللہ تعالیٰ اعلم

سلسلہ سنن ابن ماجہ باب من ام قوما وجم لہ کارمونی مطبوعہ ایچ ایم سعید پبلی کراچی ص ۶۹
فہم جس کتاب سے حوالہ دیا ہے اس میں "حق اذ انہم" کی جگہ "حق ما وسہم" ہے۔ نذیر احمد سعیدی
سلسلہ در مختار باب الامامة مطبوعہ مطبعہ مہتابی دہلی ۸۵/۱

۶۹۷ مسئلہ از تفصیل چوہیاں ضلع لاہور مسئلہ انوار الحق صاحب ۲۱ ربیع الاول شریف ۱۳۳۲ھ

اس ملک پنجاب میں دین کی بہت سستی ہے حاکم دیہات میں تو دین مذہب کا کچھ پتا ہی نہیں، چنانچہ ہر ایک دیہات میں امام مسجد سوائے چند سورتوں کے یاد رکھنے کے اور کوئی علم نہیں رکھتا اور مقتدیوں کی غرض بھی یہی ہوتی ہے کہ امام مسجد ایسا ہو جو کہ باری میت کو غسل دے سکے یا نکاح پڑھ سکے یا دو تین سورتیں نماز پڑھانے کے واسطے یاد ہوں اور کوئی شوق نہیں، چنانچہ ایک گاؤں بنام تیرتہ میں ایک امام مسجد ایسی ہی صفتوں والا صبیح کو گیا اور وہیں وفات پائی۔ اسی مذکورہ گاؤں میں ایک دھرمکارہ جو کہ اپنے آپ کو حنفی کہتا تھا، اور پھر جب میں چند سال دہلائی مذہب رہا بعد ازیں چند سال سے پکڑا لوی مذہب ہے۔ اب مذکورہ امام مسجد کی فریادگی پر اُس نے اس خیال سے کہ میں امام مسجد بن جاؤں مسجد کے متعلقہ گھروں کی آمدنی میرے کام آئے یہ ظاہر کیا کہ میں نے پکڑا لوی مذہب سے توبہ کی مجھے امام مسجد مقرر کرو۔ چنانچہ اس کے ہم خیال چند دوستوں نے اس کو پکڑی پہنائی اور اس کو امام مسجد مقرر کر دیا۔ اب چند مسلمان اُس کے مخالفت اُٹھے جن کو اس کے چند مذہب بدلنے کا رنج تھا، انھوں نے اس کو معزول کرنا چاہا۔ اب چونکہ وہ کچھ علم رکھتا ہے اُس نے کہا کہ میں نے توبہ خالص کر دی ہے اور اب میں حنفی مذہب پر آ گیا ہوں اگر تم اب بھی معزول کرتے ہو تو مجھے شریعت کا حکم دکھاؤ میں کنارے بوجھاؤں گا۔ چنانچہ وہ کہتا ہے کہ کافر کی توبہ منظور ہے میری کیونکہ منظور ہوگی۔ پتے مسلمانوں کا خیال یہ کہ اگر یہ امام بدتر ہو تو یہ دین میں دشمنہ انداز ہوگا پھر کئی آدمی اُس کے موافق ہو جائیں گے پھر ہم میں اتنی طاقت نہ ہوگی کہ ان کو سیدھا کریں اس خیال سے وہ چاہتے ہیں کہ اگر کوئی حکم ایسے مشکوک آدمی کے بارے میں ہو تو ہمیں قویٰ دیا جائے کہ اس کو نکالا جائے اور اس کے فتنے سے بے فکری ہو جائیں۔ فقط

الجواب

نماز اہم عبادت ہے اور اس کے لئے غایت احتیاط و تدبیر ہے یہاں تک کہ ہمارے علمائے تصریح فرمائی کہ اگر نماز چند وجہ سے صحیح ٹھہرتی ہو اور ایک سے فاسد تو اسے فاسد ہی قرار دیں گے۔ امام ابن الہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں:

لان الصلوة حق فسدت من وجہ و جارحت کیونکہ جب ایک جہت سے نماز فاسد ہو اور کئی وجہ کہ من وجہ و جارحت ہو تو نماز کے فاسد ہونے کا حکم دیا جاتا ہے۔ بنا پر صحیح ہو تو نماز کے فاسد ہونے کا حکم دیا جاتا ہے۔ تو شخص ایسا مضطرب الحال ہو کہ اتنے دنوں میں تین مذہب بدل چکا اس کی توبہ بایں معنی قبول کرنے میں

کوئی عذر نہیں کہ اگر تو نے دل سے توبہ کی ہے تو اللہ قبول فرمائے والا ہے نیز اسی سنیتِ حنفیت کا اظہار کرتے ہوئے اگر وہ مر جائے گا ہم اُس کے جنازہ کے ساتھ وہ طریقہ برتیں گے جو ایک سنیتی حنفی کے ساتھ کیا جاتا ہے لان انسان حکمِ باطنِ اہل اللہ تعالیٰ اعلیٰ بالسرائر (کیونکہ ہم ظاہرِ حکمِ لگانے کے پابند ہیں، دلوں کا حال اللہ ہی جانتا ہے۔ ت) مگر اس قبولِ توبہ سے یہ لازم نہیں کہ ہم ایسے مضطرب شخص ایسے مشکوک حالت والے کو اپنے ایسے اجماعِ فرضِ دینی کا اہم بھی بنالیں اگر واقع میں وہ سچے دل سے تائب ہو ہے تو اس کے بچے نماز ہو جائے گی اور اگر اُمت لینے کے لئے توبہ ظاہر کرتا ہے تو وہ نماز باطل و فاسد ہوگی اور اس کی حالت شک ڈالنے والی اور نفع کی طبع اس کی تائید کرنے والی کسی طرح عقلِ سلیم احتیاط کا مقتضائے نہیں کہ اُسے امام کیا جائے وہ پیسہ کے معاملہ میں گویا کے لئے تو علمائے کرام یہ احتیاط فرماتے ہیں کہ فاسق اگرچہ توبہ کرے اُس کی گواہی مقبول نہ ہوگی جب تک ایک ماہ اُس پر نہ گزرے جس سے صدقِ توبہ و صلاح و تقویٰ کے آثار اُس پر ظاہر ہوں کہ جب وہ فاسق ہے تو ممکن کہ اس وقت اپنی گواہی قبول کر دینے کے لئے توبہ کا اظہار کرتا ہو فتاویٰ عالمگیری و فتاویٰ قاضی خاں میں ہے :

الفاسق اذا تاب لا تقبل شهادته مالم یسحق
علیہ مای یظهر علیہ اثر التوبة والصلاح
ان ذلک موقوف الی مراء القاضی
فاسق اگر توبہ کر لے تو جب تک اتنا وقت نہ گزر جائے
جس میں اس پر توبہ صدق کا اثر ظاہر ہو اس کی گواہی
قبول نہ کی جائے، درمیں یہ سہ ہے کہ یہ معاملہ قاضی کی
راے کے سپرد کیا جائے۔ (ت)

بلکہ جو جھوٹ کے ساتھ مشہور ہے اس کی نسبت تصریح فرماتے ہیں کہ اس کی گواہی نہیں مقبول نہ ہوگی اگرچہ خوبا توبہ کرے، بدائع امام ملک العلماء البرکات مسعود کا سانی پھر فتاویٰ ہندیہ میں ہے :

والمعروف بانکذب لا عدالة له فلا تقبل
شهادته ابدًا وامن تاب بخلاف من وقع
فی الکذب سہوا وابتلى به مرة ثم
تاب
جو جھوٹ میں مشہور ہو وہ عادل نہیں ہو سکتا اس کی
ہمیشہ گواہی مقبول نہ ہوگی اگرچہ وہ تائب ہو جائے بلکہ
اس شخص کے جس سے جھوٹ سہواً سرزد ہوا ہو یا وہ
جھوٹ میں کسی ایک دفعہ مبتلا ہوا ہو پھر اس نے توبہ
کر لی ہو۔ (ت)

جب وہ پیسے کے مال میں یہ احتیاطیں ہیں تو نماز کے بعد ایمانِ اعظم اور کائناتِ دین سے اُس کے لئے کس درجہ احتیاط واجب

شریعت مطہرہ پر ایسے شکوک شخص کو امام بنانا پسند نہیں فرماتی۔ جو لوگ اس کی امامت میں کوشاں ہیں وہ اللہ و رسول و مسلمانوں سب کے فائز ہوں گے۔ حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من استعمل من جلا من عصایہ و فیہم من ہوا رمی اللہ منہ فقد خان اللہ و رسولہ و المؤمنین۔ رواہ البخاری و صحیحہ و ابن حدی و العقیلی و الطبرانی و الحطیب عن ابن عباس رمی اللہ تعالیٰ عنہما۔
 جو کسی جماعت پر ایک شخص کو مقرر کرے اور ان میں وہ ہو جو اس شخص سے زیادہ اللہ کو پسندیدہ ہے تو بیشک اس نے اللہ و رسول اور مسلمانوں سب کے ساتھ خیانت کی۔ اس کو محاکم نے روایت کر کے صحیح قرار دیا۔ ابن حنبل، حقیلی، طبرانی اور خطیب نے اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔

مسئلہ از عدد بازار شیش و ڈاک خانہ رانی گنج صلح بردوان مرسلہ نظر حصی ۲۳ ربیع الاول ۱۳۳۷ھ
 ماقولکم من حکم اللہ (آپ کا کیا ارشاد ہے اللہ آپ پر حکم کرے۔ ت) کیا فرماتے ہیں علامہ دین و مفتیان شریعتین اس مسئلہ میں کہ زید ایک مسجد میں نمودن و امام یعنی دونوں کام پر مامور ہے اور زید مذکور پی والہ کو زہد و کپ کرتا ہے اس کو چند آدمیوں نے بطور ہند کے کہا کہ تم اپنی والدہ کو کس طرح دہرتے ہو تو تمہاری نماز و خیفہ کرنا تمہارا اللہ تعالیٰ کے روبرو کیا کام دیں گے؟ اور وہ اس سے مریدہ و رستہ کہا کہ بی طرح سے اور لوگ غیر عزت سے زنا کرتے ہیں و شراب پیتے ہیں اسی طور سے ہمارا مسجد میں بیٹہ کے ولیفہ و نماز کرتا ہے، تو زید مذکور نے نماز و ولیفہ کو تشبیہ دیا ساتھ افعالی قیوہ کے، تو اس صورت میں زید کا مسجد میں اذان کہنا و نماز اس کے عقب پر عینا عند الشریع جائز ہے یا نہیں بغیر توبہ کئے ہوئے، اور یہ کس درجہ میں شمار ہوگا؟ آیا گناہ کبیرہ میں یا گناہ درجہ کفر میں۔ و در صورت اگرچہ یہ گناہ داخل ہو درجہ کفر میں، تو زید کی زہد اس کے عقد سے خارج ہو جائے گی یا نہیں؟ اور زید مذکور کو بعد تائب ہونے کے زہد سے از سر نو ضرورت درستی محکم پڑے گی یا نہیں؟ جواب بحوالہ کتب معتبرہ ارشاد ہو جیوا و تکرر الجواب

صورت مستفسرہ میں وہ شخص سخت فاسق و فاجر مرتکب کبار، مستحق عذاب ناریہ غضب جبار ہے۔ مان کو ایذا دینا سخت کبیرہ ہے نہ کہ ماننا جس سے مسلمان تو مسلمان کافر بھی پرہیز کرے گا اور گنہ کھائے گا۔ حدیث میں ارشاد ہوا،

ثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَحَدِّثْهُمْ الْعَاقِبَةَ
تین شخص جنت میں نہ جائیں گے ان میں سے ایک وہ جو
اپنے ماں باپ کو ستائے۔ (ت)

ایسا شخص قابلِ امامت نہیں ہو سکتا۔ فتاویٰ وغیرہ میں ہے، نو قد موافقہ سقایا ثبوت (اگر فاسق کو لوگوں نے امام
بنایا تو وہ گمراہ کار ہوں گے۔ ت، تبیین الحقائق وغیرہ میں ہے :

لَا تَنْفِي تَقْدِيرَهُ لِلْإِمَامَةِ تَعْظِيمَهُ وَقَدْ وَجِبَ عَلَيْهِمْ أَهْمَتُهُ شَرْعًا.
کیونکہ امامت کے لئے اس کو مقدم کرنے میں اس کی
تعظیم ہے حالانکہ شرعاً اس کی اہمیت لازم ہے (ت)

اُس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے کہ پڑھنا گناہ اور پرہی تو پھیرنی واجب، جب وہ ایسا بیادیک ہے کہ ماں کو مارتا ہے
تو اس سے کیا تعجب کہ بے وضو نماز پڑھائے یا نہانے کی ضرورت ہو جائے کے سبب بے غسل پڑھا دے اور وہ
جو اس نے ہند کے جواب میں کہا سخت بیہودہ و بے مسمی ہے مگر اُس سے کہہ دیں ہو سکتی اُس میں تو دل ٹھکس ہے۔ واللہ
تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۹۹ مستور سید اشرف علی صاحب ۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ خنفی شافعی کے پیچھے نماز پڑھے تو جائز ہے
یا نہیں ؟ اور اگر شافعی نماز پڑھا رہا ہے اور کسی ایسا تو اس کا حکم میں شریک ہو یا نہیں ؟ فقہ

الجواب

اگر شافعی طہارت و نماز میں فراغ دار کا نذیب خنفی کی رعایت کرتا ہے اُس کے پیچھے نماز بلا کراہت جائز
ہے اگرچہ خنفی کے پیچھے افضل ہے اور اگر حال رعایت و عدم رعایت معلوم نہ ہو تو قدرے کراہت کے ساتھ جائز اور
اگر عادت عدم رعایت معلوم ہو تو کراہت شدید ہے اور اگر معلوم ہو کہ خاص اس نماز میں رعایت نہ کی تو خنفی کو اُس
کی اقتدا جائز نہیں اس کے پیچھے نماز نہ ہوگی، صورت اول و دوم میں شریک ہو جائے اور صورت سوم میں شریک
نہ ہو اور چارم میں تو نماز ہی باطل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۷۰۰ مسئلہ مخیر حسین صاحب از بدایوں محلہ سرائے چودھری ۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۲ھ

جناب محمد مکرّم بنده مولوی صاحب دام ظلکم بعد سلام سنت الاسلام کے عرض خدمت بابرکت میں ہے

۱۳ ماہ سند سالم عن ابن عمر مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۳۰۶/۱۲

۱۴ غنیۃ المستملی شرح غنیۃ المصلی فصل فی الامامة مطبوعہ پریس اکیڈمی لاہور ص ۵۱۲

۱۵ تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق باب الامامة والحديث فی الصلوة مطبوعہ المطبعة الکبریٰ الامیریہ بولاق مصر ۱۳۳/۱

کہ ایک مسئلہ دریافت کرنے کی ضرورت پڑی وہ یہ ہے کہ جس شخص کے والدین اُس شخص سے کہیں کہ میرے جنازہ پر بھی ہرگز ہرگز نہ آئے اُس شخص کو امام کرنا چاہئے یا نہیں، اور مقتدی اُس شخص کے پیچھے نماز پڑھیں یا نہیں؟ زیادہ حد ادب۔ فقط

الجواب

والدین اگر بلا وجہ شرعی ناجائز ناراض ہوں یا حد یہ ان کی استترضائیں حد مقدور تک کمی نہیں کرتا تو اس پر الزام نہیں اور اس کے پیچھے نمازیں کوئی حرج نہیں اور اگر یہ ان کو ایذا دیتا ہے اس وجہ سے ناراض ہیں تو عاقبت عاق حرج و سخت مرتکب کبیرہ ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی اور امام بنانا گناہ اور اگر ناراضی تو ان کی بلا وجہ شرعی تھی مگر اس نے اس کی پروا نہ کی وہ کہنے تو یہ بھی کہنے لگا جب بھی جی بھلائی خدا اور رسول ہے اُسے حکم یہ نہیں دیا گیا کہ ان کے ساتھ برابری کا برتاؤ کرے بلکہ یہ حکم فرمایا گیا، و اخفض لہما جناح الذل من الرحمة (بچھاؤ انہیں ماں اور باپ کے لئے ذلت و فروتنی کا بازو رحمت سے) اس کے خلاف و امر اسے بھی ناجائز ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از برقی مدرسہ سیف الاسلام، مسئلہ ۱۰۱۲۳۔ استاذی مولیٰ عمیق صاحب ۱۵ صفر ۱۴۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید سے خالد خاہرا و باطناً لدورت رکھتا ہے حتیٰ کہ زید جس وقت مسجد میں داخل ہو کر سلام علیک کہتا ہے خالد جواب سلام بھی نہیں دیتا اور خالد ہی امامت کرتا ہے، ایسی حالت میں زید کی نماز خالد کے پیچھے ہوگی یا نہیں؟ اور زید جماعت ترک کر کے قبل یا بعد جماعت علیحدہ نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں جبکہ خالد دل میں کہہ دیتا رکھتا ہے، اس کے واسطے کیا حکم ہوتا ہے؟ جینا تو جروا۔

الجواب

محض دنیوی کہورت کے سبب اُسی کے پیچھے نماز میں حرج نہیں اور اس کے واسطے جماعت ترک کرنا حرام، خالد کی زید سے کہورت اور ترکہ سلام اگر کسی دنیوی سبب سے ہے تو تین دن سے زائد حرام، اور کسی دینی سبب سے ہے اور قصور خالد کا ہے تو سخت تر حرام، اور قصور زید کا ہے تو خالد کے خستے الزام نہیں زید خود مجرم ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از قصبہ لیبیہ، اسٹیشن سرینڈ گورنمنٹ پٹیل، مسئلہ شیخ شیر محمد صاحب ۶ صفر ۱۴۲۳ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید و بکر کی نسبت پر مشہور کیا گیا ہے کہ

ہر دو باہم فاعل و مفعول تھے یعنی اغلام کرتے تھے، نیز مفعول کے دیگر رشتہ داران مثل پدر و برادر قصبہ ہذا میں امامت کرتے ہیں نیز کے افعالی قبیلہ کی خبر اس کے پدر و برادر اور دیگر رشتہ داران کو بھی تھی جس کی اطلاع ان کو بذریعہ تحریرت کے دی گئی مگر بائیمہ انہوں نے کبھی نزدیک اس فعل ناجائز سے نہیں دیکھا اور نہ کسی قسم کی زجر و توبیخ کی جگہ یہ کہا جاتا ہے کہ نزدیک ناجائز آدمی سے وہ خود بھی فائدہ اٹھاتے تھے فاعل و مفعول کو بنیام اختلاف کسی شخص نے چشم خود نہیں دیکھا مگر واقعات اس امر کو پایہ ثبوت پر پہنچا رہے ہیں مثلاً برادر بزرگ کا تمام شب وہ فوں کو ایک جگہ رکھنا اور بزرگ کی گوشمالی کرنا اور تحریرات کا عام لوگوں میں بذریعہ ڈاک روانہ کیا جانا اور نزدیک کا عام لوگوں میں اپنی مصروفیت کا اقرار کرنا اور رہا یہاں پولیس کے روبرو نزدیک کا اقرار بیان تحریر کرنا اور اس کے برادر کا تاکید کرنا نزدیک کا معمولی حیثیت کا آدمی جو نامگز زب و زینت اس درجہ رکھنا اور اس کے پدر و برادر کا اس طرف توجہ نہ کرنا ایسے دریافت طلب امر ہے کہ ہر شخص غفلت و غلام فعل کریں یا کر انہیں ان کی امامت شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر مفعول کے پدر و برادر وغیرہ کو اس امر کی خبر ہو اور وہ چشم پوشی کر کے ان کو منع نہ کریں تو ان کی امامت کے متعلق شرعاً کیا حکم ہے؟ امید کہ قول مفتی بہ بحوالہ کتب تحریر فرما کر مشکور فرمائیں۔

الجواب

یہ سنت شدید گناہ و کبیرہ ہے اور فاعل و مفعول بھی اگر مانع وغیرہ مجرہوں فاسق ہیں ان کی یہ حالت اگر صحیح طور پر معروف مشہور ہو یا وہ خود اقرار کرتے ہیں جن علین یہاں ریکہ اقرار مدکور ہے صرف قیاسات و شوسے ظن جن کا شرع میں اعتبار نہیں بلکہ ان وجہ پر کبیرہ کی نسبت کرنے والے خود ہی مرتکب کبیرہ ہوتے ہیں، اللہ عز و جل فرماتا ہے:

لَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوهُنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَاغْتَمِبُوا
مَعَهُنَّ
کیوں نہ ہو جب تم نے اسے سنا کہ عموماً مردوں اور خواتین
نے اپنوں پر نیک گمان کیا ہوتا۔ (مت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:
اَيُّكُمْ مَطْنٌ فَاِنْ اُظْفِرَ اَكْذَابُ الْحَدِيثِ
بدگمانی سے بچا کر دیکھو کہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ
ہے الحدیث (مت)

اس پر لحاظ رکھنا کہ وہ نئی جائز نہیں بلکہ جو صحیح شرعی سے ثابت و معروف ہو تو فاسق مصلح ہیں ان کو نام بنانا گناہ، ان کے
چہے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنا گناہ اور پھیرنا واجب، اور اگر ثبوت شرعی و اقرار معروف نہ ہو تو لوگوں میں اودھ اڑ گئی ہر جگہ سبب

سلف القرآن ۴/۱۲

سلف صحیح البخاری باب قول اللہ عز و جل من بعد صیۃ یومی بہا و دین مطبوعہ عقیدتی کتب خانہ کراچی ۲۸۴/۱

ان سے نفرت اور ان کی امامت میں جماعت کی قلت ہو تو اس حالت میں ان کی امامت مکروہ تیز یہی ہے۔
 وان لم یثبت الذنب بل فلولہ یکن ذلت
 المساط التفسرۃ کمنی شیخ وھوہ والعیاذ
 باللہ تعالیٰ۔

پہرہ بزرگ اس کے روکنے پر قادر ہیں اور نہیں روکتے یا اس فعل پر راضی ہیں تو وہ بھی فاسق ہیں
 قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا قوا
 انفسکم واهلبکم ناراً و قودھا الناس
 والحجارۃ و قاتل تعالیٰ کانوا لیتناھوت
 عن منکر فعلوہ۔
 اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے، اے اہل ایمان،
 اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو اس آگ سے بچاؤ جس
 کا ایندھن لوگ اور پتھر ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کا
 یہ فرمان بھی ہے، وہ اس بڑے کام سے منع نہیں
 کرتے تھے جو بڑا کام لوگ کھتے تھے (ت)۔

ان کی یہ جماعت اگر معروف ہو تو ان کا بھی وہی حکم سب کو نہیں امام بنانا گناہ اور ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی فتویٰ محمد و
 قزیز میں ہے، لوفد صوابی سقا یا شوشہ اگر انھوں نے فاسق کو مقدم کر دیا تو وہ گناہ گار ہوں گے۔ (ت) اور اگر اس
 حرام کو کئی سے ان کا فائدہ لینا کسی طرح بہت شرعی ہے۔ بہت شرعی ہے۔ اور اگر اس کو کئی سے یہ کوئی چیز نہیں۔ دوسرے اللہ تعالیٰ نے
 تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

بئس مطیۃ الرجل نرعموا۔ مرداء احمد و
 ابوداؤد عن حدیثہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ۔
 شرف اور تہنیت کی بنیاد پر خبر دینا قبیح ہے۔ اس کو امام، محمد
 اور ابو داؤد نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے
 سے بیان کیا ہے (ت)۔

تو حرام تحریمی ہیں اور ان سے سخت تر گناہ کرنے کے سزاوار، اور اگر بقدر قدرت منع کرتے ہوں اور وہ باز نہیں آتا اور یہ

سنة القرآن ۱۳/۲

سنة القرآن ۶/۶۶

سنة القرآن ۵/۵۹

سنة غنیۃ المستمل شرح فیہ المصلیٰ فصل فی الامارۃ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۳
 شہ منہ احمد بن حنبل ماروی عن حدیثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۲۰۱/۵
 سنن ابوداؤد باب فی الرجل یقول زلوا مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۲۲۳/۲

اس میں کمائی سے فائدہ نہیں لیتے تو ان پر الزام نہیں۔

قال اللہ تعالیٰ لا تزدوا مہمة ذر الخسریٰ لہ
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: کوئی بوجھ اٹھا سے والی جان
مہمے کا بوجھ نہیں اٹھا کے گی (ت)۔

لیکن افواہ عام کی بنا پر نفرت و تعیل جماعت جو تو ان کی امامت مکرہ و تنزیہی اور نامناسب ہوگی اگرچہ پہلی صورت کی
طرح محکمہ تحریری اور لکھ ہیں، یہاں بھگتہ تھائے قوی پر کوئی فیس نہیں لی جاتی، بھنڈہ تعالیٰ بھنڈہ تعالیٰ نام ہندوستان
و دیگر ملک میں راولپنڈی و امریکہ و خود عرب شریف و عراق سے مستحق آتے ہیں اور ایک ایک وقت میں پانچ سو
لوگوں سے جمع ہو جاتے ہیں بھگتہ تعالیٰ حضرت بجا محمد قدس سرہ العزیز کے وقت سے اس مسئلہ تک اس دروازے
سے فتوے جاری ہوئے اکاؤنٹ برس اور خود اس فقیر غریب کے قلم سے فتوے نکلتے ہوئے اکاؤنٹ برس ہونے آئے ہیں اس
صورت کی ۱۴ تا ۱۵ کو پچاس برس چھ مہینے گزرے، اس نوٹ ہو کہ میں کتنے ہزار فتوے لکھے گئے، بارہ جلد تصوف اس
فقیر کے فائدہ سے کے ہیں بھگتہ یہاں کبھی ایک مہینہ یا گیارہ ماہ کا نوٹہ تعالیٰ دلہ الحیرہ معلوم نہیں کون روگ ایسے
پست فطرت والی محبت میں جنہوں نے یہ میضہ کسب کا اختیار رکھا ہے جس کے باعث دہر دہر کے تاد فتن مسلمان
نہی، پوچھ چکے ہیں کہ فیس کیا ہوگی؟ بھائیو! مسئلہ طبعہ صحت احوان احوی الاصلیٰ صحت العلیٰ میں تم سے
اس پر کوئی اجر نہیں ملتا میرا اجر تو سارے جہان کے پروردہ پر سب ارادہ پر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از بمبئی محلہ قصابان پوست ۴۰ مسئلہ مولوی جڈا زقاق ۱۷ شعبان ۱۳۴۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید چند ماہ تک پہلے ایک مسجد میں امامت کرتا رہا
اور وہاں پر زید کی کئی حرکتیں معلوم ہوئیں کہ چٹاب کر کے ڈھیلا لینا بلکہ چٹاب و پاخانہ کر کے اسی وقت اسی مگر پانی سے
استنجہ کر کے اور نلگوٹ باندھ کر نماز پڑھنا اور بار بار حرمتوں کے ساتھ غلام عزائم و قسم کرنا، ان باتوں کا چرچا، اہل بیت
میں ہونے کو تھا کہ زید دوسری مسجد میں منتقل ہو گیا وہاں بھی اس کی وہی حرکتیں بدستور قائم رہیں، جب لوگوں نے اس کو
نلگوٹ باندھنے اور ڈھیلا لینے کی سبقت پوچھا تو کہا میں معذور ہوں ڈھیلا نہیں لے سکتا اور نلگوٹ بھی بوجھ ہذر کے
باندھتا ہوں مگر نماز کے وقت صوف پکڑے بدل لیتا ہوں، اور غلام عورتوں سے بدستور لوگ، اس کی ایسی حرکتوں سے
سمت بیز رہیں اور اس کے کچے نماز پڑھنے سے بھی سخت ناراض ہیں، بلکہ لوگوں نے اس کے پیچھے نماز پڑھنا ترک کر دیا،
چند لوگ اپنی نفسانیت سے اس تکلم کی حمایت پر اڑے ہیں باوجود اس کے معذور ہونے اور یہ حرکتیں معلوم ہونے کے

بھی اس کو علیحدہ اس منصب سے نہیں کرنا چاہتے اب یہ دیکھنے اپنی سفاکی اور بے دینی کی وجہ ان کو یہ سبقت پڑھ کر رکھا ہے کہ حدیث میں ہے :

دفع ما یریدك الى ما یریدك وان افشاك الصفون لے۔۔۔ کہ تجھے کسی چیز میں شک یا شبہ آجائے تو اس کو چھوڑ دے اگرچہ مصیبت تو کوئی دیں۔۔۔ تو تو اس کو نہ مان غرض اس کی اس سیاق سے یہ ہے کہ میری نسبت اگر کوئی شخص فتویٰ طلب کرے تو اس فتوے کو قبول مت کرو اور چھوڑ دو اور اٹھائے بیان میں یہ فقرہ اہل اسلام پر ظلم و غلامی کیا کہ بعضی میں کوئی مکان یا کوئی نکل کوچہ ایسا ہو جگا کہ جس میں شبانہ روز نماز نہ ہوتا ہو اب بتلائے کہ جس شخص کی ایسی حالت ہو کہ ڈھیلہ نہ لیتا ہو مسند پر بیٹھ کر پڑوں سے نماز پڑھاتا ہو، دروغ گو ہو، مغربی ہو اور مسلمانوں کو ٹھکے و فریبی ذکر خیر سے مانع ہو۔ ایسے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے، اور جو اس کی حمایت کرے اس کا کیا حکم ہے؟ اور ایسے کو اس منصب سے خارج کرنا چاہتے یا نہیں؟ اور اس حدیث دفع ما یریدك الخ کا کیا مطلب ہے؟ د سے سٹے تہی

گھڑت نگار لوگوں کو گمراہ کرے اس کا کیا حکم ہے؟ بیہودہ و تو جھوٹا

الجواب

یہاں چند امور قابل لحاظ :

(۱) موکوہ شیباب کے بعد استبراء کے اثر ہونے پر بے نیاز یا بے قلب و سہل ہو جائے غرض سے بعض عمل کو واجب کی قسم اعلیٰ سے جس کے بغیر عمل بھی نہیں ہوتا و لہذا بعض نے فرض بعض نے واجب بعض نے رد و رایا یہ فرض واجب دونوں کو شامل ہے پھر اس میں طبائع مختلف ہیں، بعض کو جو غم کہ سوراخ ذکر پر بعد بول زائل و تہی الطینان ہو جاتا ہے کہ اب کچھ نہ کہے گا، بعض کو صرحت و تہی زکات کہنا کافی ہوتا ہے، بعض کو ذکر کا دوا یا یک بار پر سے نیچے کر مل دینا اور بعض کو ٹیٹنے کی حاجت ہوتی ہے و سس قدم سے چار سو قدم تک، بعض کو مایں کرکٹ پر لینا، بعض کو ران پر ان رکھ کر ذکر کو دانا۔ غرض کہ مختلف طریقے ہیں اور ہر شخص اور اس کی طبیعت مختلف ہوتی ہے، مختلف ہیں ہے :

یجب الاستبراء مثنیٰ و تہی حنفیہ و فہم علی یولی کا اثر ختم کرنا لازم ہے خواہ پیدل چلنے، خواہ کھٹکھٹانے یا بائیں جانب بیٹھنے سے ہو اور لوگوں کی مختلف طبائع کی وجہ سے حکم مختلف ہوتا ہے (یعنی کسی کو سہل یا کیزل مال ہوتی ہے کسی کو دیر سے)۔ (ت)

۷۲/۷۸	مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت	ما سند و اثنتہ بن اسقع	لے العجم الکبیر
۲۹/۱۰	مطبوعہ دار الکتاب بیروت	باب التورع عن الشبہات	مجمع الزوائد
۵۷/	مطبوعہ مجتبائی دہلی	فصل فی الاستبراء	سلفہ و مختار

رد المحتار میں ہے :

فی القنویۃ الصراۃ کالرجل الا فی الاستبراء فانه لا استبراء علیہا بل کما فرضت قصیر ساعۃ لطیفة ثم تستنجی وتمد فی الامداد وعبور بالوجوب تبعاً للدرر وغیرہا وبعضہم عبور بانه فرض وبعضہم یلعظ بنفی وعلیہ فہو مسدوب کما صرح بہ بعض الشافعیۃ ومحلہ اذا من خروج شئی بعد فیہ فیندب ذلک جماعۃ فی الاستبراء او الصراۃ الاستبراء بخصوس ہذا الاشیاء من نحو لمشی و التجمیع اما نفس الاستبراء حتی یطمئن قلبہ برول النہش فہو فرض ، وهو المراد بالوجوب ولذا قد الشربہ لا یلزم سرجہ ، واسباب حتی یزول اثر البول و یطمئن قلبہ و قال عبید بالدرم لکونہ اقوی صحت الواجب لان هذا یموت الحوار لقوته فلا یصح له الشروع فی الموصوف حتی یطمئن بزوال الموشح

قرنویہ میں عورت مرد کی طرح ہے البتہ عورت پر استبراء لازم نہیں بلکہ جیسے ہی فارغ ہو مقوڑی دیر کے بعد استنجیہ کر سکتی ہے۔ اس کی مثل ادا میں بھی ہے اس نے دروغیہ کی اتباع کرتے ہوئے لفظ وجوب سے تعبیر کیا ہے اور بعض لوگوں نے لفظ فرض بعض نے لفظ یغنی اور علیہ سے تعبیر کیا ہے۔ پس یہ مسدوب ہے جیسا کہ بعض شوافع نے تصریح کی ہے اس کا قیل یہ ہے کہ جب اس کے بعد کسی شئی کے خروج کا خوف نہ ہو تو یہ استبراء میں مبالغہ کے لئے مذہب ہے یا استبراء سے مراد یہ مخصوص اشیا ہیں مثلاً چلنا اور کھینکا نا، رہا نفس استبراء یہاں تک کہ تلوں کے رل ہونے کے ساتھ دل مطمئن ہو جائے تو وہ فرض ہے اور وجوب سے بھی یہی مراد ہے اسی نے شربہ لائی کے کما آدمی پر استبراء لازم ہے یہاں تک کہ بول کا اثر زائل ہو جائے و دل مطمئن ہو جائے اور کہا کہ میں نے اسے لفظ لزم کے ساتھ اس سے تعبیر کیا کہ یہ واجب سے اقوی ہے کیونکہ اس کے

وقت ہونے سے جواز فوت ہو جاتا ہے پس نمازی کے لئے وضو میں شروع ہونا اس وقت تک درست نہیں جب تک کہ پیشاب کی چھینٹوں کے زائل ہونے سے دل مطمئن نہ ہو جائے۔ (ت)

زید اگر ایسا سمجھ کر وہیں بیٹھے بیٹھے کھنکھارنے یا نکلنے سے اسے الطینان صحیح چڑھتا ہو اور بعد استبراء صرف پانی سے استنجیہ کرے جب تو یہ فرض ادا اور وضو صحیح ہو جاتا ہے اور اگر مثلاً ٹھنڈا وغیرہ سے دیکار ہے یہ اسے ادا کئے پانی سے دھو لیتا ہے تو فرض کا تارک ہے اور اسی حالت میں دھو کرے تو وضو ناجائز اور اس کی نماز باطل

امامت تو دوسری چیز ہے، تو حالت زیر شکوک ہوئی، بکھو دریافت کرنے پر اس کا یہ نہ بتانا کہ مجھے جتنے خفیہ استبرار کی حاجت ہے کر لیتا ہوں زیادہ کی ضرورت نہیں، بلکہ اپنی معذوری کا عند پیش کرنا، اس کی حالت کو مستحبہ ترکرتا ہے اور وہ خود حدیث پڑھ چکا ہے کہ شہر کی بات چھوڑا اگرچہ لوگ کہہ قوی دیں تو اس نے خود مان لیا کہ مسلمانوں کو اس کی امامت سے احتراز کا حکم ہے اور اگر کوئی منفق اس کی امامت پر قوی بھی دے تو نہ مانا جائے۔

(۲) یہاں تک تو اس کی امامت صرف مستحبہ ٹھہری اور خود اس کی پرچی ہوئی حدیث سے اس کے چھوڑنے کا حکم ہوا مگر اگلیاں صراحت اس کی امامت کو باطل محض کر رہا ہے اور وہ اپنے آپ کو ڈھیلے سے معذور بتاتا ہے اور عادت کوئی عند ڈھیلے سے مانع نہیں مگر یہ کہ محل استنجاء پر زخم ہوا دانے پختے یا کچنے پر جس میں ریم ہے ان کے سبب ڈھیلے کی گرہ کی تاب نہیں زلم کی حالت تو ہی برقی کو اس سے نہ معذور بتانا کہ کپڑے پاک، (انوں میں احتیاج تھا کہ شاید ابھی آب و ریم نہ دیتے ہوں مگر اس کا کہنا کہ نگوٹ بھی بوجہ ہند کے باندھتا ہوں مگر نماز کے وقت صرف کپڑے بدل لیتا ہوں، صاف دلیل روشن ہے کہ وہ دانے آب و ریم دیتے ہیں اور اتنا جس سے بروقت کپڑا ٹھس ہوتا ہے جب تو نماز کے وقت اسے کپڑے بدلنے کی ضرورت پڑتی ہے تو اب کھل گیا کہ وہ معذور شرعی ہے اور معذور کی امامت غیر معذوروں کے لئے یقیناً باطل محض ہے کما نص علیہ فی الکتب ککلف (جیسا کہ تمام کتب میں اس پر تصریح موجود ہے۔ ت۔)

(۳) اس شہادت کبریٰ کے بعد باقی ائمہ کی طرف توجہ کی زیادہ حاجت نہیں ورنہ اس میں اور بھی وجہ ہیں جن پر شرع مطہر سے امام بنانے سے منع فرماتی ہے مثلاً فاحشہ عورتوں سے خلا ملا مزاج مسخر، استبداد وغیرہ اس سے، الخلوۃ بالاجنبیۃ حرام (اجنبی عورت کے ساتھ خلوت، یعنی تنہائی میں ملنا، حرام ہے۔ ت۔) تو یہ حرام کا مرتکب، پھر اس پر مضر، پھر اس میں مشہر ہے تو فاسق معین ہے اور فاسق معین کو امام بنانا گناہ فساد کا عجز وغیرہ میں ہے، لوقد صوحا سقا یا مشوق (اگر لوگوں نے فاسق کو مقدم کیا تو وہ گمراہ رہوں گے۔ ت۔) تبیین الحقائق وغیرہ میں ہے،

لا ین فی تعدیہ للامامۃ تعظیہ وقد وجب
علیہم اہانتہ شریعاً۔ کیونکہ امامت کے لئے اس کو مقدم کرنے میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ شرعاً اس کی اہانت لازم ہے (ت۔)

لے الاستبداد والنظار کتاب المحظورات الباتہ مطبعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۵۲/۵
لے فضیلت المستقل شرح غیۃ المصلی فصل فی الامارت سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۲
لے تبیین الحقائق باب الامارت والحدیث فی المصنوع المطبوعہ المکبری الامیریہ بولاق مصر ۱۳۴/۱

اُس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کما فی الغنیۃ وغیرہا واقوۃ فی مہال المحتاسر وغیرہ میں اسی طرح ہے اور رد المحتار میں اس کو ثابت رکھا ہے۔ ت۔ تو حتی نمازیں اُس کے پیچھے اس حالت میں پڑھی ہوں مقتدیوں پر اُن سب کا پھیرنا واجب، اگر نہ پھیریں گے گنہگار رہیں گے اگرچہ دستل برس کی نمازیں ہوں کما جبکہ کل صلاۃ ادیت مع کراہۃ التحریم، کما فی الدر المختار وغیرہ (جیسا کہ کراہت تحریمی کے ساتھ ادا کی گئی ہر نماز کا حکم ہے، در مختار وغیرہ میں اسی طرح ہے۔ ت)

(۴) مقتدیوں کا اُس کے عیوب کے باعث اُس کی امامت سے ناراض ہونا۔ ایسے کی نماز اُس کے کانوں سے اُپر نہیں جاتی یعنی آسمانوں پر جانا اور بارگاہِ عزت میں حاضر ہونا تو بڑی بات ہے وہیں کی وہیں پڑانے چلیں گے کی طرح پیٹ کر اس کے منہ پراردی جاتی ہے اور اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ثَلَاثَةٌ لَا تَرَفَعُ صَلَاتُهُمْ فَوْقَ رُءُوسِهِمْ شَبِيرًا
مِنْ جِلِّ امْرِئٍ قَوْمًا وَهُمْ لَمْ يَكْمُرْهُنَّ وَامْرَأَةً
بَاتَتْ وَفَرَّجَهَا عَلَيْهِمَا خَطٌّ وَاخْوَانَتِ
مَتَّعَهَا مَرْجَانٌ۔ سِوَا هَذِهِ اَبْنُ مَرْحَةٍ وَابْنُ حَسَابٍ
مَنْ ابْنَتْ جِئَاسَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا
بِسَبِّ حَسَنِ۔

تین آدمیوں کی نماز ان کے سروں سے ایک پالشت
برابر اُپر نہیں اٹھائی جاتی، ایک وہ شخص جو قوم کا امام
بنے مگر لوگ اسے پسند نہ کرتے ہوں، ایک وہ عورت
جو اس مال میں ات سر کرے کہ اس کا خاوند اس
پر ناراض ہو۔ اور وہ بھائی جو آپس میں جھگڑا کر سنے
والے ہوں۔ اس کو ابن ماجہ اور ابن حبان نے حضرت
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سند حسن کے ساتھ
روایت کیا ہے (ت)

دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
ثَلَاثَةٌ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُمْ صَلَاةً مِنْ قَعْدَةٍ
قَوْمًا وَهُمْ لَمْ يَكْمُرْهُنَّ وَامْرَأَةً
بَاتَتْ وَفَرَّجَهَا عَلَيْهِمَا خَطٌّ وَاخْوَانَتِ
مَتَّعَهَا مَرْجَانٌ۔

تین اشخاص کی نماز اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا، ایک
وہ شخص جو قوم کا امام بنا مگر لوگ اسے پسند
نہ کرتے ہوں۔ دو سرانہ شخص جو نماز کی طرف دو جماعت کے
وقت ہونے کے بعد یا نماز کا وقت فوت ہونے کے

العبد الذی یرجع واصرأقا باتت و من وجها
علیها ساخط و امار قوم و هم له کاسر هو
سواء لا الترمذی عن ابی امامة رضی اللہ
تعالی عنه و قال حسن غریب۔

ایک بگڑے غلام کی حتیٰ کہ وہ لوٹ آئے۔ دوسری وہ
خاتون جو رات اس حال میں بسر کرے کہ اس کا خاوند
اسی پر ناراض ہو۔ تیسرا وہ شخص جو قوم کا امام بنا حالانکہ
لوگ اسے ناپسند کرتے تھے۔ اسے ترمذی نے حضرت
ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے کہسا یہ
حسن غریب ہے۔ (ت)

تنویر الابصار و در مختار میں ہے :

و قوم قوما و هم له کاسر ہون ان نکراہة
لصادقہ اولانہم احق بالامامة منه کسرو
له ذلک تحریر۔

اگر کسی نے قوم کی امامت کرائی حالانکہ وہ قوم اسے پسند
نہ کرتی تھی اگر خود اس میں خرابی کی وجہ سے کراہت ہو
یاس نہ کہ دوسرے لوگ اس سے امامت کے زیادہ
اہل تھے تو اس صورت میں اس کا امام بننا مکروہ تحریمی ہوگا۔

(۵) اس کے سبب تفریق جماعت کہ سوال میں ہے لوگوں نے اس کے پیچھے نماز پڑھنا ترک کر دیا جس کے سبب
تفریق جماعت ہوا اسے امام بنانا منع ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے اگرچہ وہ خود بے قصور ہو جیسے برص
والا نہ کہ وہ خود فساد رکھتا ہے، در مختار میں ہے :

کذا نکرہ خلف ابرص شلع برصہ اھ و استظهر
فی رد المحتار ان العلة النظرية ولذا اقيس
الابرص بالشیوع و لیكون ظاهراً اھ اقوال
لیس محمل الاستظهار بل العلة هي لا شك
ثم الذی یطهر فی ان کراهة الصلاة خلفه
تعمیمية کما هو قضیة معلومة الشامی
اذ یقول تحت قول الدر هذا و کذا ذلک۔

اسی طرح اسی صاحب برص کے پیچھے نماز مکروہ ہے جس
کا برص پھیل گیا ہوا ہو و المختار میں اس کی علت نفرت
فساد دیا۔ اسی لئے ابرص کے ساتھ الشیوع
یعنی پھیلتی قید لگائی تاکہ معاملہ واضح ہو جائے اھ
میں کہتا ہوں یہ مقام ظاہر کرنے کا نہیں بلکہ علت
یہی نفرت ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ پھر مجھ پر یہ
بات واضح ہوئی کہ ابرص کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہے

سے جامع الترمذی باب ما جاء من ام قوما و ہم له کاسرون
سے و سے در مختار باب الامارات
سے رد المحتار
طبعة امین کتب خانہ رشیدیہ دہلی
طبع مجتبائی دہلی
مصلحة البابی مصر
۴۷/۱
۸۳/۱
۴۱۶/۱

اعرج يقوم ببعض قدمه حال اقتداء بغیره
اولی تا ناریعانیة وکذا اجنم بر جندی آه
وان لم امره فی امامة البرجندی من
شرحه لنقایة نکن کراهة تقدیره اذا ببلغ
التعمیرانی ترک الناس الجماعة کما فی السوالی
ینعی ان تكون کراهة تحریم لما هیه من
النقص التصریح المقصود الشارع صلی الله تعالی
علیه وسلم من شریعة الجماعة والیجابها
وقد قال صلی الله تعالی علیه وسلم
بشروا ولا تنهروا والتعیر المصل به فی
الهدایة کراهة تقدیم العبد والاعلی
والاعزالی لا یبلغ عشره ذابلی هونا و محتمل
وهذا غالب مستحق فاحرق هذه ما عدى
والعلم بالحق عند ما بقى عروہ جل۔

جیسے علامہ شامی کے کلام کا تقاضا ہے کیونکہ وہ درحق رکے
اسی قول کے تحت لکھتے ہیں: اسی طرح وہ لنگڑا ہے جو
اپنے پاؤں کے کچھ حصہ پر کھڑا ہوتا ہو اس کے غیر کی
اقدار بہتر و اعلیٰ ہے تا ناریعانیہ اور اسی طسرح
ہاتھ کئے کا معاملہ ہے برجندی اور اگرچہ میں نے
برجندی سے شریعت نقایہ برجندی کے باب الامامة میں
یہ مسئلہ نہیں پایا لیکن جب اس کی تقدیم کی ناپسندیدگی
آتی پڑے جاسے کہ لوگ جماعت کو چھوڑنا شروع کر دیں
جیسا کہ سوال میں ہے تو ایسی صورت میں اسے کراہت
تحریمی قرار دینا چاہئے کیونکہ اس میں تو شارع صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے مقصود کی صریح مخالفت اور وہ مقصود
جماعت کا مشروع اور واجب ہوتا ہے حالانکہ نبی اکرم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: لوگوں میں محبت
بشارت پیدا کر و نفرت نہ پھیلاؤ۔ اور وہ نفرت جس کی

بنا پر ہر جہت ہدایہ نے غلام، نابینا اور اعزالی کی امامت کو مکروہ قرار دیا ہے وہ تو اس کے دسویں صفحہ کو بھی نہیں
پہنچتی بلکہ وہ ناوردہ ایک احتمال ہے اور یہ غالب و ثابت ہے پس ان دونوں میں فرق ثابت ہو گیا یہ میرے نزدیک ہے
اور حق کا ظم میرے رب کے ہاں ہے۔ (ت)

(۶) اس کا کہنا کہ جمعی میں کوئی مکان یا گلی کو پر ایسا نہ ہوگا جس میں شبانہ روز نہ نائے ہوتا ہو، اگر وہ تعلیم و تعصیم
کرتا تو جمعی کے لاکھوں مسلمان مردوں، مسلمان پارسی بیویوں پر صریح تحمت ملعونہ زنا تھی جس کے سبب وہ لاکھوں قذف
کا مرتکب ہو گا اور ایک ہی قذف گناہ کبیرہ ہے اور قذف کرنے والے پر لعنت آتی ہے تو وہ ایک سانس میں لاکھوں گناہ
کبیرہ کا مرتکب ہوتا اور ان کو لعنتوں کا استحقاق پاتا ہے مگر اس نے مکان اور گلی پر میں تردید سے تعلیم کو روکا اور نہ گناہ
کے لغو سے جہزم میں فرق ٹالا پھر بھی اس قدر میں شک نہیں کہ اس نے وہاں کے عام مسلمان مردوں بیویوں کی حرمت پر
وجہ نہ لگایا اور اسے خاص مجلس و عطف میں کہہ کر مسلمانوں کو ناحق بدنام کرنے اور ان میں اشاعت فاحشہ کا بر جہر اپنی گردن
پر اٹھایا اور بکثرت مسلمانوں کو بلا وجہ شرعی ایذا دی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من اذى مسلماً فقد اذى ذاتی و صفت جس نے کسی مسلمان کو ناحق ایذا دی اُس نے مجھے ایذا دی

ادانی فقد ادى الله به رواه الطبرانی فی الأوسط
عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن۔
اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ عزوجل کو ایذا دی
اسے طبرانی نے معجم اوسط میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے

اللہ عزوجل فرماتا ہے،

ان الذين يحبون ان تشيع العاصية في السجون
اصولهم عذاب الیم فی الدین والاخرة۔
جو یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی کی بات کا چرچا
پھیلے ان کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے۔

جب اس پر دونوں جہاں میں عذاب شدید کی وعید ہے تو یہ بھی کبیرہ ہو اور ترک کبیرہ کبیرہ فاسق ہے اور یہ فسق
بالاعلان برسر مجلس و عطا ہوا تو اس وجہ سے بھی وہ شخص فاسق معلن ہو اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی۔

(۷) ظاہر ہے کہ وہ جاہل ہے اور باوصف جاہل اُس نے فتوے پر اقام کیا اور ارشاد اقدس حدیث کو اٹا اور
مفتیان شریعت مملوک کے فتوؤں کو بے اعتبار کیا اور عوام جاہل کو رو فتاویٰ شریعت پر ولیر کیا تو بلاشبہ وہ ضال و ضال مضل
ہو اور گمراہ اور راہوں کو گمراہ کرے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

تخذ الناس رؤسا جھالا فمستلوا فافتوا
بغير علم فضلووا واخلطوا۔ رواه مسلم
احمد والبخاری ومسلم والترمذی و
ابن ماجه عن عبد الله بن عمر رضي الله
تعالى عنهما۔
لوگ جاہلوں کو سردار بنائیں گے اور ان سے مسئلہ پوچھیں گے
بدون علم و تحقیق دیں گے آپ بھی گمراہ ہو گئے اور ان
کو بھی گمراہ کریں گے۔ اس کو اللہ کرم احمد بخاری، مسلم،
ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔

اس صورت میں اس کی امامت و کفار اس کے پاس بیٹھا منع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
ایاکم و ایہم لایضلوکم ولا یفتنونکم۔ ان سے دور رہو اور انہیں اپنے سے دور کر دو کیونکہ تمہیں

۱۔ المعجم لاوسط	حدیث نمبر ۳۶۳۲	مکتبہ المعارف، کراچی	۳۸۳۳
۱۹/۲	۱۹/۲	۱۹/۲	۱۹/۲
۲۰/۱	باب المحرص علی الحدیث	مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی	۲۰/۱
۳۴/۲	باب رفع العلم وقبضہ	نور محمد اصح المطابع کراچی	۳۴/۲
۹۰/۲	باب ما جاز فی الاستیصار بمن یطلب العلم	ایم پی کتب خانہ رشیدیہ دہلی	۹۰/۲
۱۰/۱	باب النسی عن الروایۃ عن الضعفاء	نور محمد اصح المطابع کراچی	۱۰/۱

مرواة مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
مگر لہ ذکر دیں کہیں یہ تھیں فقہ میں رد وال دیں۔ اسے
مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کیا ہے۔

ایسی حالتوں میں جو اس کی حمایت کریں اس کی امامت قائم رکھنا چاہیں مسلمانوں کے بدحوالہ ہیں اور ان کی نمازوں کی خرابی
بلکہ تباہی و بربادی پانچنے والے اور اللہ و رسول کے خائن۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے :
ولا تعلقوا علی الاثم والعدوان۔
گناہ اور حد سے بڑھنے پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
من مشی مع ظالم یحیدہ وھو یعلم انہ
ظالم فقد حرم منہ الاسلام۔ دواۃ الطبرانی
فی الکبیر والیف فی صحیحہ المصنوعۃ عن
اوس بن شریحیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
جو انسان کسی ظالم کی مدد کو چلے وہ اسلام سے نکل
جائے گا۔ اسے طبرانی نے المعجم کبیر میں اور صحیح المختارہ
میں بھی حضرت اوس بن شریحیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت کیا ہے۔

دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
من استعمل رجلاً من عصابة وجہبہ من
ھو رضی اللہ عنہ فقد خان اللہ ورسولہ
والمؤمنین۔ مرواة الحاکم وابن عدی و
العقیلی والطبرانی والخطیب عن ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
جو کسی جماعت میں ایک شخص کو ان پر مقرر کردہ اس
جماعت میں وہ موجود ہو جو اللہ عزوجل کو اس سے زیادہ
پسند ہے بیشک اس نے اللہ و رسول اور مسلمانوں
سب کی خیانت کی۔ اسے حاکم ابن عدی، عقیلی طبرانی
اور خطیب نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
روایت کیا ہے۔

ان لوگوں پر لازم ہے کہ توبہ کریں اور اس کی حمایت سے باز آئیں اور مسلمانوں پر واجب ہے کہ اسے امامت
سے معزول کریں اور کسی صالح امامت کو امام بنائیں اور حدیث مجتہد کے لئے ہے جسے کسی امر میں دلائل متعارض معلوم ہوں

سۃ القرآن ۲/۵

سۃ المعجم الکبیر ما اسند لکس بن شریحیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث ۶۱۹ مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۲۷/۱

سۃ المستدرک علی الصحیحین امامۃ الامۃ المطبوعہ دار الفکر بیروت ۹۲/۲

فت، مستدرک میں ”فیہم“ کی جگہ ”فی تلک العصابة“ ہے۔ نذیر احمد سعیدی

وہ اسے ترک کرے گا اور دوسرے مجتہد کی تقلید اس پر نہیں یا اہل ورع کے لئے ان خاص امور و قیود میں سے جن پر ظاہر شریعت مطہرہ سے فتویٰ جواز ہوگا اور متورع محتاط کا قلب اس پر مطمئن نہ ہوگا وہ اس سے بچے گا نہ اس لئے کہ فتویٰ معتبر نہیں بلکہ اس لئے کہ ایسی جگہ مقام فتویٰ فتویٰ سے اہل ہے۔ ایک نبی سیدنا امام احمد کے پاس حاضر ہوئیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مسئلہ پوچھا بادشاہ کی سواری نکلتی ہے کیا میں اس کی روشنی میں سوتی میں ڈورا ڈال سکتی ہوں، امام نے ان کی طرف نظر اٹھائی اور فرمایا آپ کو ن ہیں، کہا میں بشرعائی کی بہن ہوں رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرمایا ایسا ورع تمہارے گھر سے نکلا ہے وہ اللہ التوفیق واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ زچہ پورا ڈاک غازی بائسی مرسلہ محمد کلیم الدین صاحب ۱۴ ربيع الآخر ۱۳۳۶ھ
کیا فواتے ہیں علمائے دین و محدثان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بروز جمعہ بعد نماز فجر قبل فرض جمعہ کوئی نماز پیش مصلیٰ پر نواہ اشرق ہو یا قبل الجحد غرہ پڑھا جائز ہے یا نہیں، بعض علماء فرماتے ہیں منع ہے بعض فرماتے ہیں جائز ہے، بیہودہ توجروا

الجواب

وہ مصلیٰ اگر واقعہ نے صرف امامت کے لئے وقف کیا ہے تو امام و غیر امام کوئی اسے دوسرے کام میں نہیں لاسکتا اگرچہ مراعاتیہ ہاں کے صرف کے سبب دور نہ نہت دور رسب امام نے لئے بطور مذکور وقف ہو، ہے تو امام اس پر داخل بھی پڑھ سکتا ہے وہ سہرا کہ نہیں، اور اگر عام طور پر وقف ہوا یعنی مراعاتیہ تخصیص ہے نہ دلالت تو غیر وقت امامت میں ہر شخص اس کو فرض الفرض و داخل سب کے کام میں لاسکتا ہے بلکہ درس و تدریس کے بھی، کما فی القیسیۃ (جیسا کہ قیسیہ میں ہے۔ ت) واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ اذہن پر صلیع مراد آباد مرسلہ طفیل احمد صاحب قادری برکاتی رضوی سلمہ اللہ القوی
۱۴ ربيع الآخر ۱۳۳۶ھ

حضور کچھ کو معلوم ہوا ہے کہ دیوبندی کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی تو حضور ہم نے جو بے خبری میں ان کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں ان کا کیا کیا جائے، اور حضور حسین پور سب مسجدوں میں وہی لوگ امام ہیں تو ہم کیا کریں اور اگر اپنی اپنی نماز پڑھ بھی لی تو نماز جمعہ کو کیا کیا جائے کیونکہ جہاں جہاں جمعہ ہوتا ہے وہی امام ہیں، اور عیدین بھی وہی پڑھاتے ہیں اور جنازہ کی بھی اور نماز تراویح بھی۔ پھر یہ کہ جب ہم مری گئے تو ہمارے جنازوں کی نماز بھی یہی پڑھائیں گے تو حضور ہم بے نماز ہی دفن ہوں گے کیونکہ اگر انھوں نے پڑھائی بھی تو وہ نماز ہی کیا ہوئی، اور سستی بس ہم دو تین شخص ہیں، اول حضور کوئی ایسی ترکیب ارشاد ہو کہ جو نمازیں ہم نے ان کے پیچھے پڑھی ہیں معاف ہو جائیں کیونکہ ہمارے ایمان ایسے کم در ہیں کہ ہم سے پنج وقتہ نماز بھی ادا نہیں ہوتی تو حضور ان کی ادا کی کیا صورت ہے، وہ

تو معاف ہونی پڑیں، کیونکہ خبری میں ایسی غلط ہوئی، اور یہ بھی ناممکن ہے کہ کسی پور چھوڑ دیا جائے۔ حضور اس پر کچھ توجہ فرمائی جائے اور کوئی سبیل نکال دی جائے۔ اور فوراً جو مسئلہ دریافت کرنا ہو وہ کسی سے دریافت کیا جائے کیونکہ وہاں جو عالم ہیں وہ وہی ہیں، گو کسی پر میں میلاد شریف، عید، دسواں، چالیسواں وغیرہ کثرت سے ہوتا ہے مگر یہ خبر نہیں کہ ان کے پیچھے نماز بھی نہ پڑھی جائے۔

الجواب

دیوبندی عقیدے والوں کے پیچھے نماز باطل ٹھہرتی ہے، ہوگی ہی نہیں، فرض سر پر رہے گا اور ان کے پیچھے پڑھنے کا شدید عقیدہ ہے۔ عدوہ امام محقق علی الاطلاق فتح القدر شرح ہدایہ میں ہمارے تینوں ائمہ مذہب امام اعظم و امام ابو یوسف و امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے نقل فرماتے ہیں،

ان الصلوة خلف اهل الهوا لا تجوز۔ اہل بدعت کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ (دست)

اس میں سب برابر ہیں نماز پنجگانہ جو خواہ جمعہ یا عید یا جنازہ یا تراویح، کوئی نماز ان کے پیچھے برہی نہیں سکتی۔ بلکہ اگر ان کو قابل امامت یا مسلمان جاننا بھی درکنار، اس کے کفر میں شک ہی کرے تو خود کافر ہے جبکہ ان کے خبیث اقوال پر مطلع ہو۔ علمائے حرمین شریفین بالاتفاق فرماتے ہیں،

من شك في هذا به وكفره فقد كفر۔ جو شخص ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ (دست)

جب وہاں میلاد شریف اور سوہم وغیرہ کرنے والے کثرت میں تو ضرور وہ لوگ دیوبندی نہیں، انہیں علمائے کرام مگر معتمد و مدینہ طیبہ کے فتوے (دکٹر وٹنل برس سے چھپ کر تمام ملک میں شائع ہو رہے ہیں، دیکھ سچے اور رسد) تہذیب ایمان پڑھ کر سنائے الحمد للہ مسلمان ایسے نہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گویاں دینے والے کے پیچھے نماز جائز نہیں یا اسے مسلمان مانیں ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ عز وجل ضرور ہدایت کا رخ بنے گا اور مسلمان ہوشیار ہو کر ان کے پیچھے نماز چھوڑ دیں گے اور سنی عوام اپنے لئے پنجگانہ جمعہ و عیدین و جنازہ سب کے لئے مقرر کریں گے اور اگر بالفرض کوئی نہ سمجھے تو دو آدمی مل کر سوائے جمعہ سب نمازوں پنجگانہ و عید و جنازہ وغیرہ میں جماعت کر سکتے ہیں ایک در ایک مقتدی بس کافی ہے اور جمعہ کے لئے ایک شخص الی کو امام مقرر کیجئے کہ وہی عیدین کی بھی امامت کرے اور جمعہ میں کم سے کم تین مقتدی ہوں جمعہ ہو جائے گا زیادہ نہ مل سکیں تو کچھ حرج نہیں مگر یہ ضرور ہے کہ جمعہ و عیدین اعلان کے

۳۰۴/۱	مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر	باب الامارۃ	لئے فتح القدر
۳۵۶/۱	مطبوعہ مجتہائی دہلی	باب المرتبۃ	لئے در مختار
ص ۳۱	مکتبہ نبویہ لاہور	حسام محمد بن علی منظر الکفر والمبین	

ساتھ ہوں ظاہر کر دیا جائے کہ مسلمانوں کا جھوٹا وعید غلاں بگہ ہوگی، جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے گا شریک ہو جائے گا، ان کے پیچھے جو نمازیں بے خبری میں پڑھیں ان کا علاج ایک تو توبہ ہے، دوسرے یہ ضرور ہے کہ ان نمازوں کی قضا پڑھی جائے، اندازہ اتنا کر لیا جائے کہ کوئی نماز باقی نہ رہ جائے زیادہ ہو جائیں تو صرح نہیں۔ اگر کوئی شخص در عرب خاص کفار کی بستی میں بسے جہاں مشاکصرت ہندو ہوں اور وہ کہے کہ میں یہاں کی سکونت تو چھوڑ نہیں سکتا یہ بتلو خوری ضرورت کے مسئلے کس سے پوچھوں تو کیا اس سے کہہ دیا جائے گا کہ پنڈت سے پوچھ لیا کرو انا للہ وانا الیہ راجعون واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ حکم از موطع سرپاڈاک غار تینو ضلع شاہ آباد آرد مرسلہ شیخ مدار بخش ۱۸ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص معمولی اردو خواں مؤذنی بھی کرتا ہے اور امامت بھی کرتا ہے اور وہی شخص گھر سے صدقہ فطر مال زکوٰۃ و کمال قربانی وغیرہ لیتا اور کھاتا ہے اور قبرستان میں ہونڈ اور پیسہ کوڑی غیرت کیا جاتا ہے وہ بھی لیتا ہے اور اس کا پیشہ یہی ہے، ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ امام کے لئے کون کون شرائط ہیں؟ کیسے شخص کو امام ہونا چاہئے؟ اگر بجائے شخص مذکور کے دوسرا شخص جو ان باتوں سے محتاط ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا افضل ہے یا نہیں؟

الجواب

اگر وہ فقیر ہے صاحب نصاب نہیں، نہ سید ہاشمی ہے تو ان احوال کا لینا اسے جائز ہے اور اس وجہ سے اس کی امامت میں کوئی حرج نہیں۔ امامت کیلئے بیح الاسلام، بیح الطہار، بیح النقاۃ، بیح العقیدہ وغیرہا سب درکاتب جس میں ان باتوں سے کوئی بات کم ہوگی اس کے نیچے نہ ہوگی اس شخص میں ان باتوں کوئی بات کم ہے بلکہ امامت جائز نہیں، واجب ہے کہ دوسرے کو جو ان باتوں کا جامع ہو امام کریں اور یہ سب باتیں اس میں ہیں تو اس کی امامت میں حرج نہیں، پھر دوسرا اگر نماز و طہارت کے مسائل اس سے زیادہ جانتا ہے تو وہ دوسرا ہی اولیٰ ہے اور اگر یہ زیادہ جانتا ہے تو یہی بہتر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ حکم از کراچی گاڑی احاطہ محلہ رام باغ مرسلہ نور احمد مولیٰ نہ واکافی مہینہ ۱۸ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ
(۱) جس امام کو اس کے عقائد پوچھے جائیں اور وہ نہ بتائے تو اس کی اقتدار جائز ہے یا نہیں؟
(۲) جو امام وقت مقررہ کا پابند نہ ہو یعنی کہہ کہ نماز مقررہ وقت پر پڑھنا عرض احکم پر رکھا ہوا ہے کیا احالانکہ مصلیوں کی آسانی کے لئے جماعت نے وقت مقرر کیا، اس کو کیا سمجھنا چاہئے۔

(۳) جس امام سے جماعت کے بعض آدمی ناراض ہوں اور بعض اس کی خوشامد کرتے ہوں تو ایسے کی اقتدار کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۴) جس امام کے دونوں ہاتھ ہوں مگر ایک ہاتھ یعنی سیدھا ہاتھ لکھا ہو اور بائیں ہاتھ سے آہستہ لیتا ہو
استنجا کرتا ہو وضو کرتا ہو اور کھانا کھاتا ہو امام ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

(۱) اپنا عقیدہ و مذہب دریافت کرنے پر بتانے سے کام لے رہی ہے کہ اُس میں کچھ خاص ہے درودین بھی کچھ چھپانے
کی چیز ہے اُس کی اقتداء ہرگز نہ کی جائے کہ علاق نماز کا احتمال قوی ہے اور نماز اعظم فرائض اسلام سے ہے اُس کے لئے
سخت احتیاط مطلوب، یہاں تک کہ نصیحت علی الاطلاق نے فتح القدیر میں فرمایا،

لان الصلوة مستوفى فسدت من وجه وجازت
من وجوه حكم بفسادها والله تعالى اعلم
جب کسی ایک وجہ پر نماز فاسد ہو اور متعدد وجوہ کی بنا
پر درست تو فساد نماز کا حکم ہو گا۔ (ت)

(۲) اس میں دونوں ہی باتیں ہیں بعض مقتدیوں کے مزاج میں تشدد اس قدر ہوتا ہے کہ وہ چند منٹ کا آٹا کچھا
روا نہیں رکھتے ایسی حالت میں اگر امام نے اس پر انکار کیا بیچارہ کیا اور اگر امام کی طرف سے بلاوجہ شرعی تکالیف ہے اور
اس جماعت کو تکلیف پہنچتی ہے تو اس پر الزام ہے واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) رنجیہ کی دیکھی جائے گی اگر اُس میں کسی قصور شرعی کی وجہ سے ہے تو اُسے امام بننا گناہ ہے اور حکم حیات
اُس کی نماز مقبول نہ ہوگی۔

ثلثة لا ترفع صلاتهم فوق اذانهم شبرا
الى ان قال صلى الله تعالى عليه وسلم و
من امر قوما وهم لم يكرهوا
ثمن اشخاص کی نماز ان کے کانوں سے ایک بالشت
برابر بھی بلند نہیں ہوتی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
یہاں تک فرمایا کہ ایک وہ شخص جو کسی قوم کا امام بن جائے
حالانکہ وہ لوگ اسے ناپسند کرتے ہوں (ت)

اور اگر اس میں کوئی قصور شرعی نہیں تو اس کی امامت میں کوئی عیب نہیں اور ان رنجیہ رکھنے والوں پر وبال ہے کما
نص علیہ فی الدس الصحت من (جیسا کہ در مختار میں اس پر نص موجود ہے۔ ت، واللہ تعالیٰ اعلم)

(۴) ہو سکتا ہے بلکہ اگر وہی ماضی میں سب سے زیادہ علم رکھتا ہو تو وہی امام کیا جائے گا کما نصوا
علیہ فی المتن والشروح والفتاویٰ (جیسا کہ متن، شروحات اور فتاویٰ جات میں اس مسئلہ کے متعلق

۱۴/۲
۶۹ ص
باب صلوة المسافر
باب من ام قوما وهم لكرهون
مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سیکٹر
مطبوعہ ایچ ایم سعید پبلی کراچی
فتح قدیر
سنن ابن ماجہ
ف اسنن ابن ماجہ میں فوق اذانہم کی جگہ فوق رؤسہم ہے۔ نذیر احمد سعیدی

نصوص موجود ہیں۔ ت۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ اگر نجاتی بندہ صمد بازار و کان سیٹھ حاجی احمد حاجی کریم، محمد شریف جنرل مرحمت مرشد عبد اللہ و
حاجی ۲۳ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

امام صدر ایامت افتادوں از دستور و ایک دست تشیع واقع شدہ است ازیں وجہ دست موقوفہ برقت تکبیر تحریریں مقرر گشت نمی شود آیا دریں صورت امامت او بلا کر است جائز است یا نہ؟
صدر کے امام کا ہاتھ گھوڑے سے گرنے کی وجہ سے بے حس و حرکت ہو گیا ہے اس وجہ سے وہ اپنا ہاتھ ہاتھ برقت تکبیر تحریر کان کی تو تکبیر نہیں اٹھا سکتا، اس صورت میں اس کی امامت بلا کر است جائز ہے یا نہیں؟ (ت)

الجواب

جائز ہے بلکہ اگر علم قوم است بموں احمی امامت است۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
جائز ہے بلکہ اگر وہ قوم سے زیادہ عام ہے تہ امت کا مستحق وہی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ از سید پور محمد قضاوی مدظلہ العالی صاحب ۲۳ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ
جب ایک عالم اور شریف سید سید ہیں، ایک عالم روئے ہے بالہ یام نجیب لطیفین سید کی موجودگی میں ان دونوں قسموں کے عالموں سے کون زیادہ مستحق امامت؟ صرف سید ہی کو استحقاق ہے؟

الجواب

عالم بہر حال زیادہ مستحق امامت ہے جبکہ جہد یا فاسق معین نہ ہو، اور دونوں عالموں میں جسے علم نماز و طہارت میں ترجیح ہو وہ مقدم ہے، اور اس میں مساوی ہوں تو قرأت و درجہ و سن وغیرہ امتزجات کے بعد شریف نسب سے ترجیح دی جائے گی، عالم روئے کنا بہت سخت لفظ ہے عالم کسی قوم کا جو اگر عالم دین ہے اللہ کے نزدیک ہر جاہلی سے اگرچہ کتنا ہی شریف ہو افضل ہے۔

قال اللہ تعالیٰ قل هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون
اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: کیا علم والے اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں؟ (ہرگز نہیں)۔ (ت)

مطلق فرمایا کہ جو عالم نہیں عالم کے برابر نہیں ہو سکتا اس میں کوئی تخصیص نسب وغیرہ کی نہ فرمائی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۳۳ زمرائی کا شیاوا اثر مسئلہ احمد و نو صاحب ۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

(۱) اگر اربعہ میں سے کسی ایک امام کے قتل کی امامت یا متابعت خواہ چار اماموں میں سے کوئی ایک امام کا مقلد ہو یعنی شافعی حنفی امام کے پیچھے یا حنفی شافعی امام کے پیچھے یا حنبلی حنفی کے یا حنفی حنبلی کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں ؟

(۲) اگر حنفی کا شافعی امام بنے تو کیا یہ ضرور ہے کہ حنفی کی خاطر رفع یدین یا آمین بالجہر ترک کر دے یا یہ کہ ہر شخص امام ہو یا مقتدی اپنے اپنے امام کی پیروی کرے ؟

الجواب

(۱) اگر معلوم ہے کہ اس وقت امام میں طہارت ہے جس کے سبب میرے مذہب میں اس کی طہارت یا نماز فاسد ہے تو اقد احرام اور نماز باطل اور اگر اس وقت خاص کا حال معلوم نہیں مگر یہ معلوم ہے کہ یہ امام میرے مذہب کے فرائض و شرائط کی احتیاط نہیں کرتا تو اس کی اقد ممنوعہ اور اس کے پیچھے نماز سخت مکروہ اور اگر معلوم ہے کہ میرے مذہب کی بھی رعایت و احتیاط کرتا ہے یا معلوم ہو کہ اس نماز خاص میں رعایت کئے ہوئے ہے تو اس کے پیچھے نماز جاکر است جائز ہے جبکہ مستثنیٰ صبیح العقیدہ ہو نہ غیر مقلد کہ اپنے آپ کو شافعی مانتا ہو کہ نہ ، اور اگر کچھ نہیں معلوم تو اس کی اقد مکروہ تنزیہی ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

(۲) ہر شخص اپنے امام کی پیروی کرے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۱۳۴ از برقی

ذیل امام مسجد ہے اور اس نے جھوٹ بولا اس پر ایک شخص نے اُن کے پیچھے نماز پڑھنا ترک کر دی اور کسی وقت کی نماز وہ شخص قبل پڑھ لیتے ہیں اور مؤذن بھی وہی شخص ہیں اور تکبیر بھی کہتے ہیں تو آیا یہ تکبیر صحیح ہوگی یا نہیں ؟ اور نماز ایسے امام کے پیچھے جائز ہے یا نہیں ؟ اور اس وقت تک جتنی نمازیں اُن کے پیچھے پڑھی گئیں جس وقت سے اُنھوں نے جھوٹ بولا تو نمازیں جو گئیں یا نہیں ؟

الجواب

سائل نے یہ بیان کیا کہ امام کے ذمے یہ جھوٹ رکھا جاتا ہے کہ اُس سے پوچھا گیا کیا بجا ہے ؟ کہا سوا آٹھ بجے ہیں اور بجے تھے سوا نو یہ کوئی جھوٹ ایسا نہیں جس کے سبب اُس کے پیچھے نماز چھوڑ دی جائے ۔ سوا نو بجے ہیں تو ضرور سوا آٹھ بھی بچ چکے ۔ عالمگیری میں ہے کہ اگر کوئی دست و پیر کو غریبی اور پوچھنے پر کہا پانچ کوئی ہے تو یہ کوئی جھوٹ قابل مواخذہ نہیں ۔ یونہی سوا نو میں سوا آٹھ داخل داخل ہیں ۔ مؤذن کہ اتنی سی بات پر ترک جماعت کرتا ہے وہ بالکل گار ہے ایک جماعت چھوڑنے کا گناہ دوسرا سخت گناہ یہ کہ اوروں کو اذان دے کر بلاتا اور خود بازار بہنا ۔

37

37

قال الله تعالى يا ايها الذين آمنوا اقموا الصلوة وقولوا ما لا تغفلون كبر مقتا عند الله وان تقولوا ما لا تفعلون - والله تعالى اعلم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو وہ جو (غور) نہیں کرتے اللہ کو سخت ناپسند ہے یہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو۔

مسئلہ از فقیر رنگ لاہور مستور ابو شید محمد عبدالغفری

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی امام گاہ گاہ مردہ شوقی کرے تو کیا اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب

میت مسلم کو نہلا نافرہض ہے اور فرض کے ادا کرنے میں باجرہ ہے اور اگر وہاں اور بھی کوئی اس قابل ہو کہ نہلا سکے تو اس کے نہلانے پر اجرت لینا بھی جائز ہے بہر حال اس سے امامت میں کوئی غل نہیں آتا اور اگر وہاں کوئی دوسرا ایسا نہ ہو کہ نہلا سکے تو اب اس پر نہلا نافرہض میں ہے اور اس پر اجرت لینا حرام ایسا کرے گا تو فاسق ہوگا اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی اور اس کا امام بنا نا گندہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از روایتی ذیہ ضلع ہریانہ ہذا از یہاں گنج مرسلہ سید علی تاریل فروش ۱۳۳۶ ۱۳۳۷

ذیہ نے بکر کی زوجہ سے کیا بکر نے یہ ریت کی حق معلوم کرے وہ بکر کو طلاق بائن دی اور خود بھی نائب ہوا بکر یہاں کی جامع مسجد کا پیش امام بھی ہے اب بکر کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب

صورت مذکورہ میں زنائے زوجہ کے سبب بکر کی امامت میں کوئی غل نہیں جبکہ وہ برجہ صحت مذہب و طہارت و صحبت قرآنہ و غیرہ ما شرعا قابل امامت ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از موضع کوتاہ ضلع میرٹھ مرسلہ شیخ وجیر الدین احمد و محمد عبداللہ خاں و محمد اسماعیل خاں

۲۷ رجب الاول شریف ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین محمدی و مضیان شرع احمدی حنفی المذہب اہلسنت و جماعت اس مسئلہ میں کہ ایک شخص وہابی فرقہ کا حنفی المذہب اہل سنت و جماعت کے محلہ کی مسجد کا ایک ماہ و چند روز سے پیش امام ہے اور اس کے باپ دادا بھی اسی فرقہ وہابیہ میں مر گئے۔ شخصی اتفاق سے اس مسجد میں وہ عالم و اعظما تشریف لائے اور دعا میں حضرت رسول مقبول محبوب رب العالمین شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حمد و ثناء بیان فرمائی اور امام مسجد

نے ان کے پیچھے نماز پڑھنی ترک کر دی تھی اور شب کو ایک شخص یا مشنرہ محلہ اپنے مکان پر مولوی صاحبان نووارد سے مجلس مولود شریف کرائی، امام مسجد شامل نہ ہوا، صبح کو بوقت ظہر دریافت کیا کہ تم مجلس مولود شریف کی نسبت یہ کہتے ہو؟ جواب دیا کہ اچھا کہتا ہوں، پھر کہا گیا تم اچھا کہتے ہو تو تم کیوں نہیں کرتے ہو؟ امام نے جواب دیا کہ میرے باپ دادا نے اس فعل کو نہیں کیا میں بھی نہیں کرتا۔ پھر کہا گیا کہ شب کو جو مجلس ہوتی تھی اس میں شامل کیوں نہ ہوئے؟ جواب دیا کہ وہاں پر قیام نہ ہوتا ہوتا تھا اس لئے میں شامل نہیں ہوا۔ پھر کہا گیا کہ گفت کے معنی قصود تھا و تقریب کے ہیں، حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریب سے کیوں جھگڑتے ہو؟ کچھ جواب نہ دیا سکوت کیا ۱۵ ربیع الاول ۱۳۳۴ھ مقدمہ کو بعد نماز فجر بحوالہ جملہ نمانیان مسجد امام سے کہا کہ جناب مولانا مولوی حاجی قاری احمد رضا خاں صاحب کی تصنیفات سے یہ کتاب بھی یقیناً موجود ہے تمام و کمال انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تقریب فرماتے ہیں تم حضرت کی تقریب و نعمت سے کیوں گریز کرتے ہو؟ جواب دیا خاموش رہا، اس ہمارے کتاب قبل الیقین کے جذبہ مروج پڑھ کر سنائے مگر کچھ اثر نہ ہوا، اب حضور و المفضل و مشرعیہ تحریر فرمائیں کہ متنفی المذہب اہلسنت و جماعت کی نماز ایسے پر عقیدہ و باطنی مذہب کے پیچھے جائز ہے یا ناجائز ہے بدلائل و برہان قرآن شریف و حدیث شریف جو اس پر مکت فرمائیں اللہ جل شانہ نے حضور و الہی ذات ستودہ صفات کو مثل آفتاب عالمات کے روشن و منور کیا ہے اسی طرح تاجیم لقیام و شمس رکعتی مکرر عرض ہے کہ کثیری دینیہ الدین کا یا اللہ کسی باشندہ محلہ کا کوئی دنیاوی تعلق نہیں ہے نہ کسی کا کوئی عزیز امامت کے لائق ہے صرف بغض اللہ و عیب اللہ پر عمل ہے۔

الجواب

بیان سوال سے ظاہر کہ وہ شخص وہابی بلکہ وہابیوں میں بھی اونچی پوٹی کا ہے، وہابیہ کا اصل عقیدہ ہے نصرت اقدس سے جتنا ہے مگر مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے یوں صاف نہیں کہتے جو اس نے کسی کہ وہاں نصرت ہوتی ہے اس لئے شامل نہ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نفرت نہ کرے گا مگر کافر اور کافر کے پیچھے نماز محض باطل، اگر مسلمان ہوتا نصرت اقدس کو دوست رکھتا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من احب شیئا اکثر ذکری - سواہ ابو نعیم
ثم الدیلمی عن مقاتل ابن حیان عن
داؤد ابن ابی ہند عن الشعبی عن
ام المؤمنین الصدیقة رضی اللہ تعالیٰ عنہا

جو کسی شئی سے محبت رکھتا ہے اُس کا ذکر زیادہ کرتا ہے۔
اسے ابو نعیم پھر دیکھی نے مقاتل بن حیان، انہوں نے
داؤد بن ابی ہند، انہوں نے شعبی سے، انہوں نے
ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ثلاث شہم من رجال مسلم والاسبعة - روایت کیا ہے اس کے تینوں راوی مسلم شریف کے
اور اصحاب اربعہ کے رجال ہیں۔ (ت) (یعنی اسے بلند مرتبہ محدثین نے ان سے روایت کی ہے لہذا راوی
معتبر ہیں۔ تخریر احمد)

جسے محبت در کنار نفرت ہونا ہر ہے کہ اُسے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت نہیں پھر وہ مسلمان کیسے ہو سکتا
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لا يؤمن احدكم حتى يكون احب اليه من
والده وولده والناس اجمعين
الاخوة احمد والبخاري ومسلم والشافعي
وابن ماجه عن انس رضي الله تعالى عنه .
تم میں سے کوئی شخص مسلمان نہیں ہوتا جب تک میں
اُسے اُس کے ماں باپ اولاد اور تمام آدمیوں سے
زیادہ پیارا نہ ہوں۔ اسے ائمہ کرام امام احمد، بخاری،
مسلم، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ
عنه سے روایت کیا ہے۔

”تجلی الیقین“ کے کلمات سن کر اثر نہ ہوتا اور نفعت شریف کے اُن سوالوں پر خاموش رہنا اُس کے دل کی
دبی آگ کو اور نظاہر کر رہا ہے۔

قال الله قد هدانا لهذا من افوههم
وما تخفى صدورهم اكبر قد بينت لكم الايات
ان كنتم تعقلون
اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اُنہی ان کے منہوں سے ظاہر ہو گئی
اور وہ جو ان کے سینوں میں (غیظ و غناہ) چھپا ہے
اور زیادہ ہے ہم نے تم پر نشانیاں کھلی دیں اگر تم
عقل ہو۔ (ت)

پانچ روزہ یقیناً دہائی ہے اور وہ بایر قطعاً بے دین اور بے دین کے پیچھے نماز محض ناجائز۔ فتح القدیر
میں ہے،

روى محمد بن ابي حنيفة والجب يوسف
رضي الله تعالى عنه ان الصلاة حلفت اهل
الاهواء لا تجوز
امام محمد نے امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ اہل بدعت کے پیچھے نماز جائز
نہیں ہے۔ (ت)

سہ صحیح البخاری باب حب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من الایمان مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۷

سہ القرآن ۱۱/۳

سہ فتح القدیر باب الامامة مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۲۰۴/۲

نماز دکن رہنص قرآن عظیم اُس کے پاس بیٹھا حرام۔

قال الله تعالى واما ينسيتك الشيطان فلا تقعد

بعد الذكرى مع اقوام الفلانیین

والله تعالى اعلم۔

مسئلہ از اوّل ڈاک غازی خاص ضلع کھیری مرسلہ مولوی خدابخش صاحب ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۴ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ میں جلا لوگوں کو صوم و صلوٰۃ کی جانب رجوع کرتا ہوں اور انھوں
نے خدا کے فضل سے اس جانب توجہ فرمائی لیکن بعض اشخاص بے نمازی تعزیراً رقبہ پرست اور بیعتی صرف جمعہ کے
نمازی رمضان شریف کے نمازی عید کے نمازی و لوگوں کو میری جانب سے بدخل کرتے ہیں اور ان کے سامنے یہ
بات پیش کرتے ہیں کہ میری آنکھوں میں پھل ہیں لیکن پتلی پر نہ بونے کے سبب دکھائی دیتا ہے، دوسری تہمت
لگاتے ہیں کہ ان کے والد کے دو نکاح ہوئے ایک عورت کا نکاح نہیں ہوا انھوں نے ویسے ہی رکھا ہے
حالانکہ یہ سب محض فخر اور جھوٹ بیان ہے انھیں یہ بھی نہیں معلوم کہ میرے والد کے کئے نکاح ہوئے، جناسب
والد صاحب مرحوم کے تین نکاح ہوئے، اگر یہ ثابت کر دیں تو میرا خد ترک ورنہ تہمت لگانے والوں کا حق ترک
ہونا چاہئے۔

الجواب

آنکھ میں پھل ہونا جبکہ وہ پتلیوں سے الگ ہو اور دیکھنے کو مانع نہ ہو نماز میں اصلاً کراہت کا بھی موجب
نہیں اور مسائل کے باب پر یہ الزام لگانا کہ ان کے دو نکاح ہوئے اور ایک عورت بے نکاحی رکھی، اول تو ایک مسلمان
کی طرف نسبت زنا بلا تحقیق ہے اور یہ سخت حرام و کبیرہ ہے اور تہمت رکھنے والے پر شرعاً استی استی کو لے کا حکم ہے۔
ثانیاً مسائل پر اس کا کیا الزام جب تک یہ ثبوت قطعی نہیں کہ اس کی ولادت سے نکاح ہے اب طعن
کرنے والے مستحق سزا سے شدید کے ہیں سب تک قہر نہ کریں ان کا حقہ پائی بند کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ از کوچین ضلع طیبہ محلہ مشا پکیری مکان سیٹھ سلیمان قاسم مرسلہ میں حاجی طاہر محمد مولانا
۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ خدا کو جسم ٹھہراوے اس کی اقتدا کر کے نماز
پڑھنا کیسا ہے؟

مسئلہ انباندی کوئی مسئلہ فقہی عبد الرحمن طازم ڈاک سفری شعبان ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید بسبب ہونے حافظ قرآن ایک مسجد میں بخدمت پیش امامی و برائے تعلیم قرآن طفدان، بل اسلام سنت و جماعت کے مقرر کیا گیا چند عرصہ بعد تک بظاہر کسی قسم کا فرق نہ معلوم ہونے سے ایک گروہ جاہلوں کے معتقد و مطیع زید ہو گئے۔ جب زید و دو تین لوگوں کا حافظہ ختم کر لیا گیا اور اپنا راسخ پورا پورا بجا چکا تو اپنے منصب امامت پر فخر کرنے لگا اللہ مسجد کو اپنی میراث جان کر گئے لگا کہ مجھ کو اس مسجد سے کوئی بٹا نہیں سکتا، فرض زید کا ایک شاگرد رشید جو نامی جس کا حافظہ ختم ہو چکا تھا اُس کی شادی ہو جانے کے بعد اُس کے والد نے زید ہی کو زوجہ جو کہ تعلیم قرآن کے لئے مقرر کیا چند ہی عرصہ میں انگشت نمائی ہونے لگی یہاں تک کہ برسوں کے بعد معاملہ طول ہو کر ظاہر ہوا تو جو سے طلاق دیا گیا اور زید نے مطلقہ کو خود نکاح میں لے کر خیریت کتا ہے اب توفیق ہے شرع کے حرام نہیں ہے چونکہ عورت جو ان زید بن رسیدہ تھا زید کے باؤ میں نہ رہ کر آزادانہ رہنا اختیار کر کے پردہ بھی بلائے طاق رکھا اور زید کے جو جوان پرانے شاگرد تھے ان سے غلطی کرنے لگا، چونکہ زید دیکھنے والا نواب صیدی محسنی بھوپالی تھا جو قدرتی کو ناحق اور ناحق کو حق بتا کر جاہلوں کو سیدھا کر دیتا تھا اس پر جو عقوبت سے لوگ حق شناس تھے ان سے الگ رہنے لگا اس درمیان ایک لڑکا دلہ لڑنا پیدا ہوا اُس کا حقیقہ کیا گیا یہی زید پیش امام صاحب شریک حقیقہ جو کہ کبھی کی کمال کی فرض سے خوب پلاؤ پر ہاتھ مار کر پکارتے تھے حقیقہ لکھا، ناحق بد کر حرام ہیں جب اس سے بھی لوگ ان کی پیش امامی پر معترض ہوئے تو خود ہی زید صاحب غیظ و غضب میں آکر چلا آئے کہ پیش امامی کرنے پر لعنت ہے میں تو ہرگز نماز نہیں پڑھاؤں گا جو مجھ پر اعتراض کرتے ہیں وہی پڑھائیں قبر و دیویش بھان دیویش ایک ہفتہ تک نماز پڑھانے سے رُکے رہے آخر جنگ مار کر خود ہی نماز پڑھانے لگے اور لوگوں نے نماز پڑھی، پس اب سب باتوں پر نظر ڈالتے ہوئے معلوم ہونا چاہئے کہ ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

اگرچہ لوگوں کی انگشت نمائی کا اعتبار نہیں مگر شخص باطل بدگمانی پر ہوتی ہے مگر زید کا بعد نکاح کہنا اب تو حرام نہیں ظاہر اس پر دلالت کرتا ہے کہ پہلے حرام تھا تو یہ اقرار حرام ہوا، اگرچہ یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ پہلے تم مجھ پر ناحق بدگمانی حرام کرتے تھے اب تو حرام نہیں۔ زید زید کی نسبت جو لکھا گیا ہے اگر فرضا ہے زید ہے یا زید بقدر قدرت بند و بست نہیں کرتا تو قیوت ہے اور قیوت سخت انگشت خاسق اور خاسق معلیٰ کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی، اسے امام بنانا حلال نہیں اور اُس کے پیچھے نماز پڑھنی گناہ، اور پڑھی تو پھر نا و واجب، مسائل نے کچھ نہ لکھا کہ زنا سے بڑا کس کے پیدا ہوا، اگر کسی دوسرے کے یہاں کا یہ واقعہ ہے اور وہ عورت شہر بردار ہے، شوہر نے اُسے اپنا بچہ طہر کر حقیقہ کی توبہ شک اُس میں کوئی حرج نہ تھا، اُس کے کھانے میں کوئی حرج۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الولد للفراش وللعاهر الحجر۔ صاحبیہ کیلئے ولد (نسب) اور زانی کے لئے پتھر ہے (دست)
 اور اگر عورت بچہ شوہر تھی اور اسی نے حقیقہ کیا تو زانیہ کا کہ اس سے نسب قطعاً ثابت ہے اور نسب فی الغیبت
 ہے جملہ نسباً و صہباً (اور تعالیٰ نے آدمی کے لئے شجرہ نسباً) اگرچہ بہت سبب سے یہ صورت سخت بلا ہے، اس
 حقیقہ کی تحریم یا اس کے کھانے کی حرمت ظاہر نہیں ہوتی خصوصاً جبکہ علمائے تصریح فرمائی ہے کہ شراب پینے پر بسم اللہ
 کے تو کافر، اور پی کر الحمد للہ کے تو نہیں کہ شراب اگرچہ سخت بلا ہے مگر اس کا مطلق سے اتر جانا اور اسی وقت تکے میں
 پھنس کر دم نہ نکال دینا اس شدید عصیان کی حالت میں رب عزوجل کی نعمت ہے۔ فصول عمادی و فتاویٰ ہندیہ
 میں ہے،

من اكل طعاما محرما و قال عند الاكل بسم
 الله حكم الامام المصنف بمشتملي
 (ہندیہ) انه يكفر ولو قال
 عند الفراق الحمد لله قال بعض المتأخرين
 لا يكفر به
 جس نے حرام کھایا اور کھانے کے وقت "بسم اللہ" پر طبعی
 امام مصنف مشتمل (ہندیہ) نے کہا کہ وہ کافر
 ہے اور فراغت کے بعد اگر الحمد للہ کہنا تو بعض
 متأخرین نے کہا کہ اس سے وہ کافر نہیں
 ہوگا۔ (دست)

ابنہ اگر زانی نے حقیقہ کیا تو جو نعمت سے مستی ہو گیا ہے نہ کہ شکر سے شرم نہیں ہوتا بلکہ بہت جہال یہ جانتے
 بھی نہیں کہ حقیقہ سے شکر مقصود ہے ایک دم کچھ کر کے ہیں اس صورت میں اس میں شرکت اور اس کا کھانا ضرور معصیہ
 شنیع تھا۔ امامت پر لعنت تو مریعہ کم ہے مگر اس سے یہ مقصود ہو سکتا ہے کہ اگر یہ شخص امامت کرے تو اس شخص پر
 لعنت ہے یہ کیا تصور انا پاک لفظ ہے، زید کی امامت نامناسب خصوصاً اگر صدیقی مسن خاں کے مذہب پر ہو
 کہ ان حالات میں ضرور ہدین جہاد سے امام بنانا حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ شکر زید کچھری میں جا کر مقدمہ دائر کرتا ہے اور اس کی کوشش اور پیروی میں مصروف رہتا ہے اس کے رشکے
 کی منگو بیریویم ہے وہ کوئی دوسرا ذلیلہ معاش کا بھی نہیں ہے ایک اور اس کا لڑکا باہم کھاتے پیتے ہیں اور رشکے
 کی منگو بیریویم کو اپنے ہاں بلاتے نہیں جس کی وجہ سے دو سخت تکلیف میں ہے زید نے رشکے کا نکاح ثانی بھی
 کر لیا آیا اس کے پرچے نماز جاتے ہیں یا نہیں؟ اس کے واسطے شرع شریعت میں کیا حکم ہے؟

سید صاحب مسلم باب الولد للفراش مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۴۰/۴
 سید القرآن ۵۴/۵
 سید فتاویٰ ہندیہ الباب التاسع فی احکام المرتدین مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۲۴۳/۲

الجواب

عورت کو بلا نا، نان و نفقہ دینا، اچھا برتاؤ کرنا شوہر کے ذمہ ہے اس کے باپ کے ذمہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ایک کاکناہ دوسرے پر نہیں رکھتا۔ ہاں اگر بلا جو شرعی باپ اسے بلانے سے منع کرتا ہے یا اس کے اس ظلم پر راضی ہے تو خود شریک ظلم ہے۔ اگر وہ بات باطلان کرتا ہے لوگوں میں اس کے ارتکاب سے مشہور ہے تو اسے امام بنایا جائے گا کہ فاسق معین ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۲۴ از قلم پور ڈاک خانہ پیر گنج ضلع رنگ پور مسئولہ محمد رحمت اللہ ۵ رمضان المبارک ۱۳۳۹ھ
شود کھانے والے اور دینے والے دونوں کے بچے نماز درست ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب

شود غور کے بچے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعداء ہے اور شود دینے والا اگر حقیقتہً صحیح شرعی مجبوری کے سبب دیتا ہے اس پر ازام نہیں۔ درختار میں ہے،

یجبور للصحیح الاستقرار من بالربح۔
ضرورت مند کے لئے نفع کی بنیاد پر قرض حاصل کرنا جائز ہے۔ (ت)

اور اگر بلا مجبوری شرعی شود دیتا ہے مثلاً تجارت بڑھانے یا بڑا دیں، ساندہ کھانے یا اونچا محل بنوانے یا اولاد کی شادی میں بہت کچھ لگانے کے واسطے شودی قرض لیتا ہے تو وہ بھی شود کھانے والے کے مثل ہے اور اسے امام بنانا بھی گناہ اور نماز کا ہی حال، وھو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۲۵ از ڈوگر پور ملک میواڑ راجپوتانہ مکان سمندر خان جمدار مسئولہ عبدالرؤف خان ۵ رمضان ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ:

(۱) کوئی آدمی عالم کے آٹے سے مسجد میں آتا پھوڑ دے اور حد کرے اور وہ پیش امام بھی ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(۲) کوئی عالم ہو اور پیش امام وقاضی شہر ہو خود سب سے مسائل بیان کرے اور سب کو سنائے اور سب کے پیچھے جا کر بوہروں کے یہاں کافراں کیا ہو اگر گوشت کھائے اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

(۳) جو شخص ہمیشہ مسجد میں دنیا کی باتیں کرے اور وہ پیش امام ہو اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

(۱) ایسی اجمالی باتوں پر کم نہیں ہو سکتا، دیکھا عالم ہے اور جو حد کیا تا وقتیکہ تفصیل نہ معلوم ہوا اجمالی بات کا جواب نہیں دیا جاسکتا، عالم علمائے دین ہیں اور وہ اسیر و غیر محرم مرتدین بھی عالم کہلاتے ہیں اور وجہ منازعت بھی مختلف ہوتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) جو شخص دانستہ دہروں کا ذبیحہ کرتا ہے مردار کھاتا ہے اُسے امام بنانا بے رز نہیں اور اس کے پیچھے نماز منع، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) فقط اتنا کہ دنیا کی بات مسجد میں کرتا ہے علی الاطلاق مانتے امامت کا موجب نہیں جب تک علانیہ حد فتنہ کو پہنچنا ثابت نہ ہو اگر دنیا کی بات کرنے کے لئے بالقصد مسجد میں نہیں جاتا نماز کے لئے بیٹھا ہے اور کوئی آیا دنیا کی باتیں بھی کر لیں جن میں فتنہ وغیرہ معاصی نہ ہوں تو اگرچہ ایسا بھی نہ چاہئے مگر اس سے امامت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

پیشکش از موضع سہادین پور گاؤں گروپال گنج متصل مذبحہ ذاک خانہ ذرودہ تحصیل گنڈہ ضلع پرتاب گڑھ
مسئول ریوڑ شاہ ۷ رمضان ۱۳۳۹ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ حنفی کی نماز شافعی کے پیچھے پڑھتی ہے یا مکروہ ہوتی ہے؟
(۲) اور جو لوگ مولود شریف کو منع کرتے ہیں اور بدعت کہتے ہیں اُن کے پیچھے حنفی کی نماز ہو سکتی ہے یا مکروہ ہوتی ہے؟
بیشواتو جہد۔

الجواب

(۱) اگر معلوم ہے کہ اس خاص نماز میں حنفی مذہب کے کسی فرض طہارت یا فرض نماز کا تارک ہے تو حنفی کی یہ نماز اُس کے پیچھے نہیں ہو سکتی اور اگر معلوم ہے کہ وہ اس نماز میں کسی فرض و شرط مذہب حنفی کا تارک نہیں تو یہ نماز اُس کے پیچھے ضرور ہو سکتی ہے اگرچہ حنفی کے پیچھے اولیٰ ہے اور اگر اس نماز کا حال معلوم نہیں مگر اس کی عادت معلوم ہے کہ فرائض و شرائط میں مذہب حنفی کی رعایت کرتا ہے تو اس کی اقتدار میں حرج نہیں اگرچہ حنفی اولیٰ ہے اور اگر اس کی عادت معلوم ہے کہ فرائض و شرائط میں مذہب حنفی کی رعایت نہیں کرتا تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور کراہت شدیدہ ہے پھر اگر ان دونوں صورتوں میں بعد کو معلوم ہو کہ اس نماز میں اس نے رعایت نہ کی تھی تو وہ نماز پھر پڑھنی ہوگی کہ صحیح یہی ہے کہ مذہب معتدی کا اعتبار ہے اور اگر بعد کو ثابت ہو کہ اس نماز خاص میں رعایت کی تھی تو نماز ہو گئی اعادہ کی کچھ حاجت نہیں اور اگر اس کی عادت ہی کچھ معلوم نہ ہو تو اس کی اقتدار مکروہ ہے، مگر حنفی امام کے پیچھے نماز نہ ملے تو جماعت نہ چھوڑے بعد کو معلوم ہوا کہ

کم دہی ہے جو ابھی گزرا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اب مجلس میلاد مبارک مطلقاً ناجائز کہنے والے نہیں مگر وہ پابند اور پابیر مرتدین ہیں اور مرتد کے پیچھے نماز باطل۔

واللہ تعالیٰ اعلم

۲۹؎ از مجموعہ سائل ضلع خاندیس علامتہ مستور حافظ السجود محرم ۱۹۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین؟

- (۱) زید نصاریٰ کی تابعداری کرتا ہو وہ امامت کے لائق ہے یا نہیں؟
- (۲) اگر ہے تو کن لوگوں کی نماز ہوتی ہے کن لوگوں کی نہیں؟
- (۳) زید مسلمانوں میں نفاق ڈالے تو وہ قابل امامت ہے یا نہیں؟
- (۴) زید ماکہ وقت کی چوری میں گرفتار ہوا ہو تو وہ قابل امامت ہے یا نہیں؟
- (۵) زید باطنی غیر مقلد ہوا اور اہلسنت کے دکھانے کو لکے کہ میں حنفی مذہب رکھتا ہوں اور اس پر یہ بھی ساتھ فقرے لکے تو وہ امامت کے لائق ہے یا نہیں؟

(۶) ایک مسلمان عزت دار امامت کرتا ہو مگر وہ چار مسلمانوں کے خوف کر دینے سے ایک شخص اس پر الزام لگائے کہ یہ شخص امامت کے لائق نہیں اور وہ لوگ احادیث و روایات سے واقف نہ ہوں اور مسلمانوں میں اتفاق کر آئیں تو ان کے لئے کیا حکم ہے؟ یا وہ استغفار کے حقدار ہیں یا نہیں؟ بیہودہ قوجوہ

الجواب

(۱) سائل نے تابعداری کا گول اور محل لفظ لکھا تا بعد ازیں نصاریٰ کی ہویا ہونہ کی یا مسلم کی حلال میں حلال ہے حرام میں حرام ہے، کفر میں کفر۔ جو کفر میں کسی کی تابعداری کرے وہ کافر ہے اور اس کے پیچھے نماز باطل، اور جو حرام میں اتباع کرتا ہو فاسق ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ، اور جو حلال میں اطاعت کرے اس پر الزام نہیں، نہ اس پر۔

وہ ہے اس کی امامت میں حرج۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جو امامت کے لائق ہے اس کے پیچھے سب کی نماز ہو سکتی ہے اس صورت میں خاصہ کہ یہاں دخل نہیں کہ آدمی ایک خاص قسم کے لوگوں کی امامت کر سکتا ہو دوسرے لوگوں کی اس کے پیچھے نماز جائز نہ ہو جیسے معذور کہ اپنے مثل معذور کی امامت کر سکتا ہے اوروں کی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) محل سوال ہے بارہ مسئلہ حق بیان کرنے سے جاہلوں میں اختلاف پڑتا ہے اور احمق یا بدوین لوگ اسے نفاق ڈالتے ہیں یہ دجرا لام نہیں ہو سکتا، سائل مختل کیے کر کیا کرتا اور کیا نفاق ڈالتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) اگر توہر کہ چکا اور اس سے نفرت قلوب میں نہ رہی اور کوئی دجرا مانع امامت نہ ہو تو اس کی امامت میں حرج

نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

۵۱، غیر مقتدر امامت باطل ہے اور اس کے پیچھے نماز محض ناجائز، اور جب اس کا غیر مقتدر ہونا ثابت و تحقیق ہے تو اس کا براہ فقیر اپنے آپ کو خفیٰ گنا کچھ مفید نہیں۔

قال اللہ تعالیٰ اذا جاءك المنفقون قالوا الشهد انک لرسول اللہ واللہ یعلم انک لرسولہ واللہ یشہد ان المسعین لکذ بون۔
اللہ تعالیٰ اعلم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک حضور ضرور اللہ کے رسول ہیں، اور اللہ جانتا ہے کہ بیشک تم اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بیشک منافق حضور مجھ سے ہیں۔

(۹) استغفار کا حقدار ہر مسلمان ہے۔

قال اللہ تعالیٰ استغفر لک ذنوبک وللمؤمنین والمؤمنات

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور اسے محبوب! اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔

اگر انہوں نے یہ الزام لگایا ہے سخت گنہگار و حق العید میں گرفتار، نفاق ڈالنے کا جواب میں ہو چکا بھل باتوں پر قطعی قسم دے کر تیری کسی فرض نفسی کا مزید نہیں کر سکتے و من لم یعرف اہل نہاد یہ فہو جاہل (جو اپنے زمانے کے احوال سے واقف نہیں وہ جاہل ہے۔ ت۔ ۱) واللہ تعالیٰ اعلم

مشتملہ از تحصیل سکندرہ راؤ ضلع علی گڑھ مسئلہ محمد طیف قرق امین ۱۰ رمضان ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کسی غیر صحیح النسل یعنی کسی کسی زادہ کے پیچھے جو حافظ قرآن ہو نماز پڑھنا اور عبادت کرنا درست ہے یا نہیں؟ یدینوا تو جروا

الجواب

مکروہ تنزیہی ہے اگر وہ سب ماضیین سے علم مسائل طہارت و صلاۃ میں زائد نہ ہو، ورنہ وہی اولیٰ اگر جملہ شرائط امامت کا جامع ہو کما فی الدر المختار وغیرہ (جیسا کہ در مختار وغیرہ میں ہے۔ ت۔ ۱) واللہ تعالیٰ اعلم

مشتملہ از بیرونی لا کثر ثلث متصل چکی پولیس پرائیمری مسئلہ عبد الغنی صاحب ۱۰ رمضان ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ کسی شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے اور کس کس کے نہیں، دیگر یہ کہ گاؤں کے

کارندے کے پیچھے جو عمل میں کارندگی کر رہا ہو نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور حضور کو خوب روشن ہو گا کہ جس طرح کارند اپنی گزشتہ روایات کے ذرائع نکالتے ہیں۔ بینوا تو جبروا

الجواب

ہر شئی صحیح العقیدہ صحیح القراءة صحیح الطہارۃ غیر فاسق معنی جس میں کوئی بات ایسی نہ ہو کہ لوگوں کے لئے باعث نفرت اور جماعت کے لئے وجہ قلت ہو اس کے پیچھے نماز پڑھا کر اہست جائز ہے۔ گناہوں کے کارندے جن کا غلبہ اور سامی وغیرہم سے ناجائز ہے لینا ظاہر و معروف ہوں کہ امام بنانا گناہ ہے اور ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی اور نہ کارندگی خود کوئی گناہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از شہر محلہ باغ احمد علی خاں مسئلہ نیاز علی م ربيع الآخر ۱۲۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ پانچ آدمی باوجودیکہ مسجد میں جماعت ہو رہی ہے شامل نہیں ہوتے، بعد غم جماعت کثیر پانچوں آدمی طیارہ جماعت پڑھتے ہیں یا مسجد میں پڑھنے آتے ہی نہیں۔ امام مسجد جو عصر سے امامت کر رہا ہے اور اپنا حقیقہ ذیل بیان کرتا ہے اس کو وہ بڑا کہتے ہیں ایسے کے لئے کیا حکم ہے اور ان کے ساتھ کیا برتاؤ ہونا چاہیے (حقیقہ پیش امام مسجد کا یہ ہے) میں مذہب اہلسنت و جماعت پر عمل کرتا ہوں، میرا یہی مذہب ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ ہوتا ہے۔ سرمدی کی ترویج اور امام صاحب مصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بعد خدا کے تمام مخلوق سے افضل و اعلیٰ ماننا ہوں، کرامات لولیا و بزرگان دین کا قائل ہوں۔ یہاں امام اگر وہابی (جو فی زمانہ مشہور کئے گئے ہیں) کے مدرسہ میں پڑھتے کو چلا جائے اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

صورت مسئلہ میں پیش امام مرصوف کی امامت بلاشبہ صحیح و درست ہے جب پیش امام اپنا حنفی ہونا بیان کرتا ہے اور حقیقہ مطابق اہلسنت و جماعت رکھنے کا مدعی ہے اور اس کے کسی قول و فعل سے ان کا خلاف ثابت نہیں ہوتا تو محض کسی وہابی کے مدرسہ میں پڑھنا یا بالفرض کسی پائے شالہ یا اسکول میں تعلیم حاصل کرنا بزرگ صحت امامت کے لئے قاصر نہیں ہو سکتا کیونکہ احکام شرعیہ کا اظہار پر ہے بہشتی طلب پر مامور نہیں وہ اشخاص جو مختلف عن الجماعت ہیں اگر کوئی حذر شرعی رکھتے ہوں تو معذور ہیں گے اور اگر محض حبیبیت و نفسانیت کی جہت سے شریک جماعت نہیں ہوتے تو وہ فاسق مردود الشہادۃ قابل تفریر ہیں اہل محلہ کو ان سے سلام و کلام ترک کر دینا چاہیے۔

العبد العجیب محمد عبداللہ کان اللہ فی صحیح سے محمد نور اسلمی غفرلہ۔ الجواب صحیح محمد واحد نور حنفی مدظلہ

الجواب

یہ فتویٰ محض غلط ہے اس میں اصل بحث سے پہلو تھما کی گئی ہے اور بے حلقہ روایتیں محض فصول نقل کر دیں

اس پر انہی لوگوں کے دستخط ہیں جو خود دیوبندی خیال کے ہیں یا کم از کم دیوبندیوں کو کافر نہیں کہتے وہ تو ایسا کہا ہی چاہیں
 حالانکہ علامہ نے عرین شریعت باتفاق فتویٰ دے چکے کہ گنگوہی و نانوتوی و انیسویں و تیسری سب مرتد ہیں اور بحوالہ بزاز
 و محسن الہند و در مختار تحریر فرمایا ہے کہ جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ عقائد اہلسنت کا مدعی بنوایا اپنے آپ
 کو حنفی کہنا یا تو عید و رسالت و اصلیت و کرامت کا اپنے آپ کو قائل بنانا ان میں سے کوئی سی بات کا دبا یہ وہ دیوبندیہ
 اقرار میں کرتے اور پھر کافر ہیں ایسے کہ جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر بلکہ ان چاروں باتوں کے مقرر قادیانی
 تک ہیں اور اپنے آپ کو مقلد امام ابوحنیفہ بھی کہتے ہیں کیا اس سے ان کا کفر نہ نکلا۔ شریعت بیشک ہی ہر
 پر حکم فرماتی ہے اور ظاہر یہی ہے کہ آدمی جسے کافر متدبعاںے گا اس سے علم دین نہ پڑے گا پاٹ شالہ لہر اسکول کی مثال جہاں
 ہے کیا کوئی پندتوں پادریوں سے قرآن عظیم و حدیث و فقہ پڑھنے جاتا ہے اور بغرض غلط اگر وہ دبا یہ سے پڑھنے والا عقائد
 و دبا یہ کی طرف مائل نہ بھی ہو اور انھیں کافر متدبعاںے جو سب بھی انھیں استاد بنانا ان کی تعلیم کرنا تو ہے، اور انہ دین کے
 طریقہ یا جو کسی مجوسی کو تعظیماً یا استاد کہے کہ وہ کافر ہو جاتا ہے، فساد فی ظہیرہ و الاشہاد و النظائر و سریر الالبصار و
 نسخ الغفار و در مختار وغیرہ میں ہے، و لوقال لمحوسی یا استاد تصحیلاً کفر (اگر کسی نے مجوسی کو تعظیماً
 یا استاد کہنا تو کافر ہو جائے گا۔ ت) جب دعوت تعظیماً یا استاد کہنے پر حکم ہے تو مرتد کو حقیقتہً استاد بنانا
 اور اقسام تعلیم کا لہنا کیسا ہو گا لا شہدہ یہ شخص نام نہانے کے قادیانی ہیں جس سے دل میں دین کی عظمت ہے ہرگز اسے
 امام نہ بنائے گا نہ اس کے پیچھے نماز پڑھے گا، ہاں جو شخص دین کو منہی کھیل کجے وہ جو پاس ہے کہے، اللہ تعالیٰ مسلمانوں
 کو ہدایت دے کہ اپنی نمازیں پراہنہ کریں ہم اس کی ایک آسان پہچان بتا دیتے ہیں اس فتویٰ پر جی جی لوگوں کے
 دستخط ہیں اس سے سوال کہ کہ تمام ائمہ عرین شریعت میں تمام علامہ عرین شریعت نے جی جی و دبا یہوں کو نام بنام
 کافر و مرتد لکھا ہے اور فرمایا ہے کہ جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر، آیا تم لوگ بھی انھیں کافر و مرتد کہتے ہو
 دیکھو ہرگز نہ کہیں گے، تو صاف معلوم ہوا کہ یہ بھی متہم ہیں تو ان سے فتویٰ لینا کس طرح حلال ہوا اور اس پر عمل
 کون سی شریعت نے جائز کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ اذبالک مستولہ قاضی محمد سلیم ۲۷ جمادی الاخریٰ ۱۳۲۹ھ

اگر حنفی مذہب کا امام اس برات احمدیہ میں شامل ہو جس میں مرزائی اور غہ شخص ہو جس نے کہ اپنے لڑکے
 کا نکاح اس عدت سے پڑھایا ہو جس کو طلاق ثلاثہ چھ سال دی رکھی اور بغیر حلالہ کے نکاح پڑھایا ہو
 ایسے امام کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ خلاصہ یہ کہ جو امام علم والا حنفی مذہب کا اس برات یا ولیمہ میں شامل

ہو جائے جس میں کہ مرزائی وغیرہ کا رکھ کر اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں، آیا اس کے لئے کوئی تعزیر وغیرہ ہے اور جس کے گھر شادی ہو وہ بھی اپنے عقائد کا پورا العین مرزائیوں کو اچھا مسلمان سمجھتا ہے۔ فقط

الجواب

فقط اتنی بات کہ جس برات یا ولیم میں یہ شریک ہو اس میں قادیانی مرتد اپنی تین طلاق کی مطلقہ سے بے علاوہ نکاح کرنے والا فاسق بھی شریک تھا ایسا نہیں کہ اس نے اس کی امامت ناجائز کر دی۔ ہاں اگر صاحب خانہ مرزائیوں کو مسلمان جانتا ہو تو وہ خود ہی مرتد ہے اور اس کے یہاں قریب میں جانا حرام، اگر امام جانتا تھا اور پھر اس کا شریک ہو تو یہ اگر اس بنا پر ہو کہ امام خود بھی مرزائی کو کافر نہیں جانتا تو وہ آپ ہی کافر ہے اور اس کے پیچھے نماز باطل، اور اگر اس کو کافر جان کر ہی شریک ہو، تو گنہگار ہوا اور اس سے توبہ لی جائے، اگر توبہ سے انکار کرے یا بارہا ایسی شرکت کر چکا ہو تو اسے امام بنانا گناہ ہے، امامت سے معزول کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از ناگہر محکمہ توسط محلہ گانجواکھیت مسئول چاند میاں لعل محمد سوداگر ۱۲۴۹ رمضان
کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک شخص جو چوڑی پہنانے کا پیشہ کرتے ہیں ان کو امام بنایا، ایک صاحب نے اعتراض کیا کہ ان کی اقتداء جو چوڑی پہنانے کے ناجائز اور امامت منکرہ تحریمی ہے اور خود معترض پیشہ طباعت کرتے ہیں، جو برباضی دمس دیگر اعضا سے مستور، ہر اقتداء میں سے چھپا کر رکھا ہے، بہت زیادہ حصہ جماعت کا اس امام کی اقتداء پر رضا مند ہے تو کوئی نقصان شرعی قائم رہتا ہے یا نہیں؟ بینوا تو بھروا

الجواب

جماعت کی رضا عدم رضا کو اس وقت دیکھا جاتا ہے جب شرعی نقصان نہ ہو، جہاں شرعی عدم جو انہی مقتدیوں کی رضا کیا کام دے سکتی ہے، بلاشبہ اجنبیات کو چوڑی پہنانا ان کی کلافی کا دیکھنا یا ہاتھ کا مس کرنا حرام ہے اور اس کا پیشہ کھنڈہ افاسق معلن، اور اسے امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز منکرہ تحریمی کو پر مانی گناہ اور پھیرنی واجب، اور طبیب کا اس پر قیاس صحیح نہیں، طبیب کا نبض دیکھنا حاجت کے لئے ہے اور ایسی حاجت و ضرورت کہ دیگر اعضاء کا مس بھی جائز ہے، رہا یہ کہ وہ نیت فاسدہ کرے یہ ضرور اسے حرام ہے مگر اس کا علم اللہ عزوجل کو ہے، ہاں بلا حاجت مس و نظر ناجائز کرنا ہو تو وہ بھی فاسق ہے اور اسی اعتراض کا مستحق۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از جندار محلہ کھم تالاب مسئول نجم الدین ریڈر ڈپٹی کلکٹر ۱۹ رمضان ۱۲۴۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک عاقل نماز پنجگانہ وجوب کے امام ہیں جن کی جیسی حالت بسبب مرض حسیل ہے آیا ان کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

(۱) پیش امام صاحب ہر نماز میں سجدہ جاتے وقت نصف یا نصف سے کم ٹھیک جانے پر اللہ اکبر کہ

اس نے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اتباع کی جائے۔ یہ بات کہ ایسا نہ کرے تو مقتدی اُس سے پہلے سجدہ کر لیں گے اس کا لحاظ مقتدیوں پر ضرور ہے جب اسے سجدہ تک پہنچنے میں دیر ہو تو یہ انتظار کریں اور ایسے وقت سجدہ کو چکیں کہ اس کے ساتھ سجدہ میں پہنچیں بَلِّ اللہ امر اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم (نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو یہی حکم دیا ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از ہجرتہ ڈاکٹر خازن سلیمان گھڑی محلہ جھوٹے بنگان احمد پورہ دہلی کا ہار مسلولہ شیخ مکن ۲۳ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو لوگ علمائے حرمین شریفین کو بدعتی بتائیں ان کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔ بیوا تو جہودا۔

الجواب

مطلقاً علمائے حرمین شریفین کو بدعتی وہی بتائے گا جو وہابی ہو اور وہابی کے پیچھے نماز باطل محض ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از مطبعت شمس المطابع فرغ نکر طبع گورگان آستان مستور حکیم شمس الدین مالک مطبع ۲۸ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امر ذیل کہنے والے کی امامت جائز ہے یا نہیں اور اس کی بابت کیا حکم ہے باوجود نہ یاد ہونے قرآن کے درمیان تمام جہت سے کئی پتہ پر نہایت توجہ میں قرآن شروع کر دیتا ہے جس کی وجہ سے اکثر بزرگوار نماز سجدہ میں بھول جانے کی وجہ سے نماز دہرائی جاتی ہے طبع بھی صحت لفظی کے ساتھ نہیں پڑھتا ہے سمجھانے پر لوگوں کو مغلطات بگنا شطرنج سے ماہر ہونے کے سبب کچھ والوں کو ان کے پاس بیٹھ کر چال بتانا پھر قسم کے لوگوں کے ساتھ کئے دنیو کی بکھروں سے طرح طرح کے پانسے بنا کر لنگریوں کے ذریعہ سے مثل قمار بازی وغیرہ کسی شرط قائم کئے کیل کا کینڈا ایسے شخص کے ساتھ میل جول نشست برخاست رازداری رکھنی جو اپنے حقیقی پسری بیوہ سے اپنی زوجہ کی زندگی میں نہا کر رہا ہے اور آئندہ خواہش نکاح رکھتا ہے جس کو حالات نہ کر رہی وجہ سے اہل برادری نے بھی خارج کر دیا ہے مسجد میں بیٹھ کر اپنے خاکی معاملات میں یا نامح آدھیں کو غش اور مغلطات سننا نامحخص مندرجہ صدر کی اعانت کرنے والے کی بابت کیا حکم ہے جبکہ اُس کی اعانت محض نفسانیت سے کرتے ہوں بصورت حالات مندرجہ صدر نماز جمعہ دوسری مسجد میں جائز ہے یا نہیں جبکہ ایک پُرانا قصبہ مثل شہر کے ہو جس کی بنیاد شہر اور فرد گاہ افزاج قرار بخشی حساب سے صد ہا سال سے مع آبادی اہل اسلام ثابت ہے اور نمازی بھی تعدد شرعی سے زیادہ ہو جائے ہوں۔ روزہ کی حالت میں ایسے شخص کا آٹھ دس دفعہ نفل کرنا جو بے صبری پڑا ہے۔ اصل معاملہ کو پوشیدہ رکھ کر اپنے مطلب کی تائید میں علمائے فتویٰ حاصل کرنا۔ بیوا تو جہودا

الجواب

اہم کو لازم ہے کہ نماز میں نہ سست یا آیات پڑھے جو اسے پختہ طور پر یاد ہوں چکے یا دہونے کی وجہ سے اگر غلطی کرتا ہے تو یہ دیکھا جائے کہ وہ غلطی کسی قسم کی ہے اس سے فساد معنی یا کسی واجب کا ترک لازم آتا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو نماز دہرانا ہے معنی ہے اور اس کا الزام جہالت پر ہے نہ کہ قرأت پر اور اگر اسے تو بے شک ایسا شخص قابلِ امامت نہیں، خطبہ میں مصیبت لفظی ہونا نماز کی طرح شرط نہیں۔ ہاں ایسا خطبہ خلاف سنت ہے۔ مغفلات بکنا فسق ہے۔ حدیث میں ارشاد ہوا کہ غش بکا کرنا مسلمان کی شان نہیں۔ ایسے شخص کی امامت مکروہ ہے۔ شرطی کیلئے والوں کو چاہنا تھا اگر گوشہ تنہائی میں نہیں بلکہ برہ عام نظر گاہ میں ہے پاس پر امامت سے تو یہ بھی فسق ہے۔ قمار بازوں کی طرح پالنے بنا کر ان سے کھینا بھی گناہ ہے اگرچہ کوئی شرط نہ لگائی جائے۔ ملائے کرام نے فرد یا کر شراب کے دور کی طرح پانی پینا حرام ہے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

من تشبه بقوم فهو منهم (جو کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ انہیں میں سے ہے۔ ت)۔
یہ پسر کا جو واقعہ لکھا ہے اگر واقعی ہے اور حسبِ عادت زمانہ لوگوں کی بدگمانی نہیں جس پر وہ قسمت لگائے وہ عوامی اشیائی کوڑوں کے مستحق ہوں بلکہ ثبوت صحیح شرعی سے ثابت ہے تو ایسا شخص ہرگز میل جول کے قابل نہیں، مسلمانوں کو اس کے پاس بیٹھنا منع ہے

قال الله تعالى واما ينسب الشيطان فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم الظالمين۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے، اور اسے سننے والے جب کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے کے بعد ظالموں کے پاس مت بیٹھ۔ (ت)

اور اسے امام بنانا حرام، فتاویٰ محمدی ہے۔
لو قد موافقا یا شومف گئے
اگر لوگوں نے فاسق کو امامت کے لئے مقدم کیا تو وہ گنہ گار ہوں گے۔ (ت)

مسجد میں گایاں سخت حرام اور بیت اللہ کی بے ادبی ہے، اور ناموں کو نصیحت پر گالیاں دینا اور بھی زیادہ بغیث اور

۱۹/۲	مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی	۱۹/۲	۱۹/۲	۱۹/۲	۱۹/۲
۹۲۰۵۰/۲	مطبوعہ دار الفکر بیروت	۹۲۰۵۰/۲	۹۲۰۵۰/۲	۹۲۰۵۰/۲	۹۲۰۵۰/۲
۵۱۳	مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور	۵۱۳	۵۱۳	۵۱۳	۵۱۳

شریعت مطہرہ سے سرتابی ہے باطل پر اعانت حرام ہے۔

قال الله تعالى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان
اللہ تعالیٰ کا فرمایا ہے، گناہ اور نہ یادتی پر ہم تعاون نہ کرو۔ (ت)

ایسا شخص جس کی امامت شرعاً ممنوع ہے اگر جمعہ پڑھاتا ہو تو دوسری جگہ جمعہ پڑھیں جبکہ وہ قصیدہ مصر شرعی ہو جہاں جمعہ صحیح و جائز ہے۔ فتح القدیر میں ہے، لانه بسبيل من التحول (کیونکہ دوسری جگہ منتقل ہونا ممکن ہے۔ ت) اور روزہ میں خلل پھانا اور اظہار بے صبری کرنا مکروہ ہے، حقیقت واقعہ چپا کر ملنا سے غلط فتویٰ لینا شریعت کو دھوکا دینا اور سخت حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میں پچھلے مسئلہ کے منقولہ پورے ضلع مظفرنگر مسئلہ عبد الصمد صاحب سنی صوفی ۲۸ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

(۱) جس شخص میں بوجہ حرص کے طبع ہو اور ذلت کے ساتھ سوال کرنے کا عادی ہو باوجود معقول تنخواہ پانے کے ایسے بے حرمت آدمی کے پیچھے شرفا کی نماز کمال ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(۲) جو شخص یہ کہہ کر میں فلاں آدمی کا معین صورت میں محض نماز پڑھانے کے واسطے ملازم ہوں نماز جنازہ پڑھانے سے یا کسی مقتدی کی اطاعت مجھے کیا کام رسائی تا پائامت ہے یا نہیں۔ جینو اتوجروا

الجواب

(۱) بے ضرورت سوال حرام ہے ایسا شخص فاسق معین ہے اُسے امام بنانا گناہ ہے اس کے پیچھے عالم و جاہل سب کی نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) امام پر باوجود مقتدی کی اطاعت لازم نہیں انہ اسے نماز جنازہ پڑھانا ضرور اس کے کئے سے اس کی قابلیت امامت میں کوئی خلل نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میں پچھلے مسئلہ کے منقولہ منظر اسلام مسئلہ مولوی عبد اللہ صاحب درس مذکورہ ۳ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں

(۱) کسی مسجد میں جماعت تیار ہے مگر اتنا وقت نہیں کہ دریافت کیا جائے کہ امام کونسی ہے یا وہابی، تو جماعت سے نماز پڑھنا چاہئے یا اپنی علیحدہ۔

- (۲) مسجد میں جماعت ہو رہی ہے اور امام میں نقص شرعی ہے تو جماعت چھوڑ کر فوراً ہی اپنے فرض پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔
 (۳) عاق مشد کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔ جینوا تو جروا

الجواب

- (۱) جبکہ مشد کی کوئی وجہ قوی نہ ہو جماعت سے پڑھے، پھر اگر تحقیق ہو کہ امام وہابی تھا نماز پھر سے واللہ تعالیٰ اعلم
 (۲) اگر امام میں ایسا نقص ہے کہ اس کے پیچھے نماز باطل ہے مثلاً وہابی ہے یا قرآن عظیم غلط پڑھتا ہے یا اہل سنت صحیح نہیں جبب تو وہ نماز ہی نہیں مگر صحیح جماعت کر سکتا ہو تو اس جماعت کے ہوتے ہوئے اپنی جماعت قائم کرے اگر فقہ نہ ہو، اور اپنی جماعت مل سکے تو تنہا پڑھے، اور اگر نقص ایسا ہے کہ اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے جیسے فاسق معصی، تو وہ سری جگہ جماعت کو چلا جائے ورنہ نہیں، اس جماعت کے بعد دوسری جماعت کرے یا تنہا پڑھے، اور اگر صرف کراہت تنزیہیہ ہے تو اس جماعت کا ترک جائز نہیں شامل ہر جگہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

- (۳) شرعاً عاق وہ ہے جو بلا وجہ شرعی ماں باپ کو ایذا دے، ان کی نافرمانی کرے۔ ایسا شخص فاسق ہے۔ پھر اگر وہ یہ گناہ علانیہ کرتا ہے تو فاسق معصی سے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے کہ فرضی گناہ اور پھیرنی واجب، اور اگر علانیہ نہیں کرتا تو اس کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہیہ ہے کہ فرضی ہزار اور پھیرنی مستحب، اور اگر یہ ان کو ایذا نہیں دیتا غیر مصیبت میں ان کی نافرمانی نہیں کرتا اگر یہ مصیبت میں ان کا کشتہ مانتا ہو اگرچہ اس سے ایذا ہو تو وہ عاق نہیں اگرچہ وہ سو بار کہیں کہ ہم نے تجھے عاق کیا جب اس کے ذمہ مواخذہ شرعی نہ ہو تو اس کے پیچھے نماز میں عرج نہیں اگرچہ جاہل اسے عاق مشد کہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۳۲۹ از اسلام پرتو ضلع آردہ مسئلہ قدمت اللہ ۵ شوال ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اعلم بالسنۃ عالم باطل سماع بالزعمیر سنا ہے اور اس کی امامت جائز ہے اور اس کی امامت میں کراہت ہے یا نہیں؟ جینوا تو جروا

الجواب

مزاعمیر جہرام ہیں ان کا سنا عالم باطل کا کام نہیں کہا بیناہ فی اجل التحیر فی حکم السماع بالزعمیر (جیسا کہ اسے اجل التحیر فی حکم السماع بالزعمیر میں بیان کیا گیا ہے۔ ت) اگر علانیہ اس کا مرتکب ہو اسے امام نہ کریں اور کراہت سے کسی حال حال نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۳۳۰ از سرکار اجمیر مقدمہ سننگلی مسئلہ تخیم غلام علی ۶ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام جامع درگاہ شریف حضرت خواجہ غریب نوادر رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ بعد ہر نماز یہ کہتا ہے کہ اے خداوندِ کریم! غیر شرع وارٹھی منڈ سے جھوٹے دعویٰ دارانِ خلافت کو سچا دعویٰ دارِ خلافت بنادے۔ اور جب کبھی دہلیوں کا ذکر آتا ہے تو اُن کے مولویوں کو اور برصغیر کی خلافت کو اپنے پیٹ بھرنے کا پیشہ بناتے ہیں اور ان کے سب پیروں کو خُرب بُرا کہتا ہے اسی کے پیچھے بوجبِ شریعت مظلوم نماز پڑھنا جائز ہے اور برصغیر کی اس کے پیچھے نماز پڑھنا حرام ہے اُس کے لئے شرعاً کیا حکم ہے، اگر یہ بحث مسجد میں ہو تو مسجد کی توہین ہوتی ہے یا نہیں؟ بدینو اب التفصیل تو جروا عند الذب العجیل۔

الجواب

اس دعویٰ کوئی حرج نہیں اور دہلی کی بُرائی بیان کرنا فرض ہے، یونہی جھوٹے مدعیانِ خلافت اور اس نام سے شکم پرورانِ پُر آفت کی شناعیت سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا ضرور ہے اور مسجد کہ مجمعِ مسلمانانِ ہوانِ بیابانوں کا بہتر موقع ہے اور اسی میں مسجد کی کچھ توہین نہیں کہ مساجدِ ذِکر اللہ کے لئے بنائی گئی ہیں اور نہ ہی عن المنکر اور بیہانِ شناعیت گمراہانِ اعظمِ طرقِ ذِکر اللہ و اہلِ احکامِ شریعتِ اللہ سے ہے، حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

أَتَوْهُمُ عَنْ ذِكْرِ الْفَاجِرِ حَتَّى يَصْرِفَهُ النَّاسُ
أَذْكُرُوا الْفَاجِرَ بِمَا فِيهِ يَحْدِثُ اسَاسًا
کیا فاجر کو بُرا لکھنے سے پرہیز کرتے ہو لوگ اسے کہہ
پہچانیں گے فاجر کی بُرائیاں بیان کر دے لوگ اُسی
سے بچیں۔

صحیح بخاری میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے مسجدِ کریم مدینہ طیبہ میں منبر کھاتے کدوہ اس پر کھڑے ہو کر مشرکین کا رد فرماتے۔

لے نوادر الاصول للترمذی الاصل السادس والستون والمائة الخ مطبوعہ دار صادر بیروت ص ۲۱۲

فت، اس حدیث کا پہلا لفظ نوادر الاصول میں "أتودعون" ہے جبکہ دیگر متعدد کتابوں میں "تودعون" مذکور ہے۔ تفسیر احمد سعیدی

لے مشکوٰۃ المصابیح الفصل الثالث از باب البیان والمشر مطبوعہ مطبعہ مجتبائی دہلی حصہ دوم ۲/۲۱۰

فت، یہ حدیث ترمذی ۱۰۶/۲، سنن ابی داؤد ۳۲۸/۲، مستدرک ۴۸۸/۲، ابی عساکر ۱۲۹/۲، شریح السنن ۱۲/۲۴۷ وغیرہ متعدد کتابوں میں موجود ہے، حدیث کا یہ حصہ صحیح بخاری سے مجھے نہیں مل سکا اور صاحبِ تحفۃ الاحوذی اسی حدیث کے تحت لکھتے ہیں، وقال صاحب مشکوٰۃ بعد ذکر هذا الحديث اخبرجه البخاري وقال الحفاظ في
الفتح بعد ذكره وعزوه الى الترمذي ما لفظه وذكر الترمذي في الاطراف ان البخاري اخبرجه

تعلیق صحیحہ و اتم منہ لکنی لم اصر فیہ انتہی (تحفۃ الاحوذی مطبوعہ بیروت ۲/۳۷) تفسیر احمد سعیدی

ان وجہ امام مذکور کی امامت میں اصلاً کوئی خلل کیا کراہت بھی نہیں اور جو اس سبب سے اُس کے پیچھے نماز حرام جاتا ہے اللہ عزوجل وہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وشریعت مطہرہ پر افسر کرتا ہے اُس پر توبہ فرض ہے ورنہ سخت عذاب ناز و غضب جہار کا مستحق ہوگا۔

قال الله تعالى امن الذين يفتنون حلي الله اكذب لا يفلحون متاع قليل ولهم عذاب اليم۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا، وہ جو اللہ پر جھوٹا افترا اٹھاتے ہیں فلاح نہ پائیں گے دنیا کا تھوڑا برت لینا ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

وقال الله تعالى وينكحون قفورا على الله كذبا فيسحقكم بعذاب۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا، تمہاری حسرت بانی ہو اللہ پر جھوٹ نہ باندھو کہ تمہیں عذاب میں مبتلا نہ کرے۔
والعياذ باللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از غنڈی رائے ضلع لودھیانہ پنجاب مسطور بقبال محمد ۱۲۴۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہمارے یہاں ایک سید صاحب میں قرآن کریم کو کافی درست پڑھتے ہیں ایک نہایت ہی اعلیٰ بزرگ کے مرید ہیں ان بزرگ سے ان کی خلافت کا رتبہ مل گیا ہے قرآن مجید اچھا پڑھنے کی وجہ سے اکثر مسجد میں امامت کرتے ہیں بن سید مصروف نے ایک مثل اصحاب لیا ہے وہ یہ کہ ایک با عزت نازی تہجد خواں پر بیزگار جو ان کا پیر بھائی ہے اور مد چاریم پہلے سید صاحب نام معلوم عابری باطنی اس کو دوست سمجھتے تھے مگر اب لوگوں کو ان کے اور چند آدمیوں کے خلاف قطع تعلق کی ترغیب دیتے ہیں حالانکہ وہ بے قصور ہیں اور بلا وجہ سید صاحب وغیرہ نے ان کو ذلیل کر سنے کے لئے یہ حرکت کی ہے کہ ایک بڑے محل میں سید صاحب نے بیٹھ کر قرآن شریف درمیان رکھ کر اہل مجلس کو علانیہ کہا کہ ان چند آدمیوں سے قطع تعلق کی قسم کھاؤ اور قرآن عظیم کو لاتھ لگاؤ کہ ہمارا یہ قول تا زندگی سب سے گا۔ آیا سید صاحب مصروف امامت کے قابل ہیں یا نہیں، اگر ہیں تو کیا وہ بھی ان کے پیچھے پڑھ سکتے ہیں جن کے ساتھ خواہ مخواہ بلا وجہ ایسا سلوک کیا گیا ہے۔ بینوا تو جروا

الجواب

اگر یہ واقعی بات ہے کہ سید صاحب مذکور نے ان مسلمانوں سے بلا وجہ شرعی عطف کسی خصوصیت وغیرہ کے سبب اپنے پیر بھائی اور ان مسلمانوں سے قطع تعلق کیا اور مجاہد کے لئے کیا اور علانیہ برسر مجلس کیا تو قابل امامت نہ رہے

اور ان کو امام بنانا منع ہے جب تک اس حرکت سے علانیہ توبہ نہ کریں کہ بلا وجہ شرعی تین دن سے زیادہ مسلمانوں سے قطع تعلق حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

لا یحل لرجل ان یمجر اخاه فوق ثلاث لیال یتقیات فیہ مرض هذا ویمرض هذا وحیروهما الذی یمدأ بالسلام۔ مروا لا الشیخان عن ابی ایوب الانصاری مرضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

آدمی کو حلال نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی کو تین رات سے زیادہ چھوڑے رہے میں طبعی توبہ اور مرض نہ پھیرے وہ آدمی مرض پھیرے اور ان میں بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے یعنی صلے کی پہل کرے۔ بخاری و مسلم نے اسے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

دوسری حدیث میں فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

لا یحل لمن است ان یمجر من صافوق ثلاث فای صرت بہ ثلاث فلینقه فلیسلم علیہ وان مر د علیہ السلام فقد اشتکافی لا جبر فان لم یرد علیہ فقد ہاء بالاشم و حسمو المسلم من الهجرة۔ رواہ ابو داؤد عن ابی ہریرۃ مرضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

کسی مسلمان کو حلال نہیں کہ کسی مسلمان سے تین رات سے زیادہ قطع کرے، جب تین راتیں گزر جائیں تو لازم ہے کہ اس سے صلے اور اسے سلام کرے، اگر سلام کا جواب نہ تو دووں جواب میں شریک ہوں گے اور وہ جواب دے گا تو سارا گناہ اسی کے سر پر پڑے سلام کرنے والا قطع کے وبال سے نکلے گا۔ اسے ابو داؤد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

تیسری حدیث میں فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

لا یحل لمسلم ان یمجر اخاه فوق ثلاث فیمو ہجر فوق ثلاث فمات دخل النار۔ رواہ احمد و ابو داؤد

مسلمان کو حرام ہے کہ مسلمان بھائی کو تین رات سے زیادہ چھوڑے، جو تین رات سے زیادہ چھوڑے اور اسی

۸۹۷/۲	مطبوعہ قدیمی کتب خانہ اصح المطابع کراچی	باب الهجرة از کتاب الادب	صحیح بخاری
۳۱۶/۲	• فور محمد اصح المطابع کراچی	باب تخریج الهجرة فوق ثلاثہ ایام	صحیح مسلم
۲۱۶/۲	• آفتاب عالم پریس لاہور	باب فی ہجرة الرجل اخاه	سنن ابی داؤد
۲۹۲/۲	• دار الفکر بیروت	از مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ	سنن احمد بن حنبل
۲۱۶/۲	• آفتاب عالم پریس لاہور	باب ہجرة الرجل اخاه	سنن ابو داؤد
فت، مسند احمد بن حنبل کے الفاظ اس طرح ہیں لا ہجرة فوق ثلاث فمن ہجر اخاه فوق ثلاث فمات دخل النار۔ نذیر احمد			

عندہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حالت میں مرے دو جہنم میں جاسے گا۔ امام احمد بن حنبل
اور ابو داؤد نے اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت کیا ہے۔ (ت)

معلوم ہوا کہ یہ کبیر ہے کہ اس پر وحید نام ہے اور کبیر کا معنی مرکب فاسق معین، اور فاسق معین کو امام بنانا گناہ
اور اس کے پیچھے نماز کرنا تحریمی گناہ اور پھیرنی واجب۔ فتاویٰ تجریدی ہے، لوقد مواعداً سقیا شوکاً (اگر غصوں
نے فاسق کو مقدم کیا تو گناہوں گئے۔ ت) تبیین احقاقی میں ہے :

لان فی تقدیمہ للامامة تعظیہ وقد وجب علیہم اذنتہ شروعاً۔
کیونکہ امامت کے لئے فاسق کی تقدیم میں اس کی تعظیم ہے
حاکم اس کی اذنت شروعاً واجب ہے (ت)

اور اس میں بزرگوں سے سید صاحب نے قطع تعلق کیا اور وہ جن سے قطع نہ کیا سب کی نماز ان کے پیچھے کرنا تحریمی
ہوگی جب تک توبہ نہ کریں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از قصبہ چاروڈ ضلع بریلی مسعود حکیم محمد احسن صاحب ۹ شوال ۱۴۲۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اہل سنتوں میں کہ :

- (۱) فاسق فاجر کے پیچھے جب کوئی نماز پڑھائے وہ اذنیہ نماز پڑھنا ہے یا نہیں۔
- (۲) ماہی گیر کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔ بیوا تو جروا

الجواب

(۱) اگر علانیہ فسق و فجور کرتا ہے اور دوسرا کوئی امامت کے قابل نہ مل سکے تو تنہا نماز پڑھیں۔

فان تقدیم الفاسق اثم والصلاة	کیونکہ تقدیم فاسق گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا
خلفه مکروهة تحریمہ والجماعة	مکروہ تحریمی ہے اور جماعت واجب ہے۔ پس
واجبة فہما فی درجۃ واحدة و	دونوں کا درجہ ایک ہوا، لیکن مصالح کے حصول سے
دراہم الفاسد اہم من جلب	مفاسد کو ختم کرنا اہم اور ضروری ہوتا
المصالح۔	ہے۔ (ت)

اور اگر کوئی گناہ چھپا کر کرتا ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھیں اور اس کے فسق کے سبب جماعت نہ چھوڑیں۔

لان الجماعة واجبة والصلاة حلف فاسق
غير معصن لا تكروه الا تغزوها۔ واللہ تعالیٰ اعلم
۲۱۔ یا تڑ ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۵۵۔ از سینو ڈوریم ضلع نئی تال مسئلہ سراج علی خاں صاحب رضوی بریلوی ۱۶ شوال ۱۳۴۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ،

(۱) فاسق کی کیا تعریف ہے، فاسق و فاجر میں کوئی فرق ہے، فاسق کے پیچھے نماز کیسی ہے؟ فاسق معصن کب
کہا جاسکتا ہے اور اس کے پیچھے نماز کیسی ہے؟ اسے ایسا جان کر امام بنانے والے کا کیا حکم ہے؟
(۲) ہتھیار پیر میں انگوٹھی چھپنے پھٹنا معنی ایک نمک کی ایک انگوٹھی کو فانی شریعت ملبوسہ سے ڈانڈ پینے والے کا کیا حکم
ہے، اُس کے پیچھے نماز کیسی؟ اس پر امر کر کے دلا کہ ان چھوٹی چھوٹی باتوں سے نماز میں کوئی غرالی نہیں آتی
کس وجہ سے گناہ ہے۔

(۳) دو یا تین شخص ایسے جمع ہو کر جماعت سے نماز پڑھنا چاہتے ہیں کہ ایک بالکل جاہل مگر صورت جنت باطل نیرہ
سبب شریعت کے مطابق ہے اور نماز بھی ہے مگر قرآن پاک کی تلاوت اس کو نہیں آتی اور غلط بالکل نہیں
ہوتا دوسرا خوانہ قرآن کریم رکعت سب سے روٹی میں بیٹا سب سے فاسق ہے، تیسرا مسافر ہے
جس پر قصر واجب ہے بے علمی میں پہلے شخص کا درجہ رکھتا ہے مگر صرف ان توروں میں معمولی طریقہ سے
پڑھ سکتا ہے جو نماز میں بار بار آتی ہیں مثلاً الحمد شریف یا قل ہو اللہ شریف وغیرہ، ان میں سے کس کو امام
بنایا جائے، اور اگر کوئی بھی امامت کے قابل نہیں تو کیا علیہ علیہ پڑھیں۔ بینوا توجروا

الجواب

(۱) فاسق وہ کسی گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو اور وہی فاجر ہے اور کسی فاجر خاص زالی کو کہتے ہیں، فاسق کے پیچھے
نماز مکروہ ہے پھر اگر معصن نہ ہو یعنی وہ گناہ چھپ کر کرتا ہو معروفہ مشہور نہ ہو تو کراہت تنزیہی ہے یعنی خلاف
اولیٰ، اور اگر فاسق معصن ہے کہ علانیہ کبیرہ کا ارتکاب یا صغیرہ پر امر کرتا ہے تو اسے امام بنانا گناہ ہے اور اس
کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پڑھنی ہو تو پھیرنی واجب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ایک آجہاں پھٹنا گناہ صغیرہ اور اگر پسلی اور تارہ زالی تو اس کے پیچھے نماز میں حرج نہیں اور اگر نماز میں پہنے ہو
تو اسے امام بنانا منوع اور اس کے پیچھے نماز مکروہ، یوں ہی جو پھٹنا کرتا ہے اُس کا عادی ہے فاسق معصن
ہے اور اس کا امام بنانا گناہ اگر اس وقت نماز میں بھی پہنے ہو۔ گناہ اگرچہ صغیرہ ہو اُسے چھوٹی بات کہنا بہت
سخت جرم ہے۔ اس شخص پر توبہ فرض ہے واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) صورت مذکورہ میں اس مسافر کو امام کیا جائے کہ فاسق کو امام بنانا گناہ ہے اور غلط خواں کے پیچھے نماز

باطل۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۵۶ از میثرتہ سنی ضلع جوہر پور مسئلہ فخر الدین شاہ ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ

(۱) یتیموں کو تکلیف دینا اور غیبت کرنا اور جھوٹی قسم کھانا مسلمانوں میں نفاق ڈالنے والے کو کچھ نماز درست ہے یا نہیں۔

(۲) ایک شخص یہاں میثرتہ میں پرزادہ کھلاتے ہیں اُس نے اپنی عمت کو طلاق دی تین روز برابر اس کو کھایا پر نہیں مانا کما کہ مہر دے، کما کہ مہر میں نے معاف کروایا، پھر ہم نے اس لڑکی سے تالش کیا، جواب دیا کہ مہر تو میں نے معاف کر دیا، اور پھر اس کے چچا وغیرہ نے اس لڑکی کو اس کے گھر بھجوا دیا بغیر نکاح کرے، طلاق ہوئی یا نہیں، اس کے بچے پیدا ہوا وہ حرام کا ہے یا نہیں، اس کے بچے نماز درست ہے یا نہیں، یتیم سے بہت عداوت رکھتا ہے۔ بیعتوا توجسروا

الجواب

(۱) یتیموں کو بلاوجہ شرعی تکلیف دینا سخت حرام ہے، یونہی غیبت کرنا سے سخت تر ہے جبکہ شرعاً غیبت ہر مثلہ فاسق معصی کی غیبت غیبت نہیں، اور بد مذہب کی بڑیاں بیان کرنے کا خود شرعاً حکم ہے، جھوٹی قسم گھروں کو دینا کہ جھوٹی ہے اور مسلمانوں میں بلاوجہ شرعی تفرقہ ڈالنا شیطان کا کام ہے، اور فتنہ قتل سے سخت تر ہے، فتنہ سورج ہے اس کے جگانے والے پر اللہ کی لعنت ہے، جو ان افسالی کا علانیہ مرتکب ہوا سے امام بنانا گناہ ہے اور اس کے بچے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) طلاق ہو گئی اور مہر حوریت نے معاف کر دیا ہے معاف ہو گیا۔ بچہ اگر طلاق سے دو برس کے اندر پیدا ہوا حلالی ہے اسی شوہر کا ہے۔ طلاق دینے سے نماز کی امامت میں کوئی خلل نہیں آتا۔ یتیم سے بلاوجہ عداوت سخت گناہ ہے، اگر اس کی بلاوجہ عداوت علانیہ مشہور ہے تو امام بنانے کے قابل نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۵۷ از چھاونی فیروز پور کباڑی بازار مسئلہ حاجی خواجہ الدین ٹیلر ماشر ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ زنا کار اور شرابی کے بچے نماز کسی وقت جائز ہے یا نہیں جب امام مقیم ہو وہ ہر ایک کو امام مقرر کر دیتا ہے یہ جائز ہے کہ نہیں۔ بیعتوا توجسروا

الجواب

زانی اور شرابی کے بچے کسی وقت نماز پڑھنے کی اجازت نہیں مگر جہاں جمعہ وعیدین ایک ہی جگہ ہوتے ہوں اور امام فاسق ہو اُس کے بچے پڑھنے سے جائز نہیں اور جمعہ کے علاوہ کو چار رکعت ظہر پڑھیں، امام غیر جمعہ وعیدین میں اگر

دوسرے کو کہ صانع امانت ہے اور امام کر دیتا ہے حرج نہیں بلکہ وہ اگر اس سے علم و فضل میں زائد ہو تو اسے یہی بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از علی پور پیرا مسئلہ منصب علی ۱۲ شعبان ۱۳۳۴ھ
قاری مکرمہ عظمیٰ کا قرأت سیکھا ہوا وہ دواں پر چند سال رہ کر معلیٰ کیا لیکن دارمیں ترشواتا ہے آیا اس کے پیچھے نماز پنجگانہ اور جمعہ جائز ہے یا نہیں۔ بیذا تو جروا

الجواب

دارمیں ترشواتے والے کو امام بنانا گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز مکرمہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجبہ اور مکرمہ عظمیٰ میں رہ کر قرأت سیکھنا فاحش کو غیر فاحش نہ کر دے گا واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ از فقیر ضلع شاہجاں پور مدرسہ مقبول حسن خاں نائب مدرس میونسپل اسکول ۱۷ شعبان ۱۳۳۴ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جس شخص کی نماز غیر قضا ہو وہ نماز پھر یا دیگر اوقات کی نمازوں میں امام ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

اگر صاحب ترتیب ہے تو حسب تک قضا کے فراہم کر کے ملہ کی امانت نہیں کر سکتا ورنہ کر سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از پیل بیت علامہ احمد زئی مدرسہ مولوی عبد السبحان صاحب ۱۲ رمضان المبارک ۱۳۳۴ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں؟

(۱) ہرے کے پیچھے تراویح یا فرض نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) ہرے کی کوئی تخصیص ہے یا نہیں؟

الجواب

(۱) جائز ہے اور اس کا غیر بہتر ہے اگر یہ علم قرأت میں اس سے افضل نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اتنی ہی ہے کہ جواب اول میں گری۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از سہرانی قولہ مسئلہ محمد یامین ۶ شوال ۱۳۳۴ھ

عمرو بہت مسخرا ہے اور بہت فحش گانی کے ساتھ مذاق کرتا رہتا ہے اُس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔

الجواب

اُسے امام بنانا گناہ ہے اور اُس کے پیچھے نماز مکرمہ تحریمی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۳ از مقام چھوٹی میرٹھ قصبہ کنڑ کٹروہ مسئلہ پر سخاوت حسین صاحب نمبر جامع مسجد ۹ شوال ۱۳۲۷ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص ماضی قرآن پاک سے اور امامت جامع مسجد کی کرتا ہے اور
 پابند صوم و صلوٰۃ ہے اور زور دے کہ اس کی پرطائشیں سے مگر قوم سے شخص مذکور قصاب ہے کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز
 ہے یا نہیں؟

الجواب

اگر اس کی طہارت و نماز صحیح ہے اور مذہب کا دینی و بدینی وغیرہ ہے دین و بدین نہیں سنی صحیح العقیدہ
 ہے اور فاسق و معلن نہیں تو اس کے پیچھے نماز پڑھنی بیشک جائز ہے، قصاب ہونا کوئی مانع امامت نہیں، متعدد
 اکابر دین نے یہ پیشہ کیا ہے، ہاں اگر جماعت والے اس سے نفرت کرتے ہوں اور اس کی امامت کے باعث حجت
 میں کمی پڑے اور دوسرا امام سنی صحیح العقیدہ قابل امامت موجود ہو تو اس دوسرے کی امامت اولیٰ ہے۔

فقہ کبرہ و اختلاف ابرہ ص ۱۷۷ لا جملہ فقہاء نے نفرت کے پیش نظر ایسے صاحب برص کے
 پیچھے نماز کو مکروہ قرار دیا ہے جس کا برص مشہور (پھیل گیا)
 ہو یا جو اس بات کے کڑس میں اس کا اپنا ذاتی کوئی عہدہ نہیں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۴ از میوندی بزرگ پرنسپل ڈاکٹر شاہی مسیحی بریلی مدرسہ سید میر عالم حسن صاحب
 ۱۶ شوال ۱۳۲۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ:

- (۱) جو شخص زنا کرتا ہو اور اس کا ثبوت بھی ہو گیا ہو تو جو اُس کے پیچھے نماز پڑھیں وہ نہیں یا نہیں۔
- (۲) جب زانی ایسا شخص توبہ کرے تو اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔
- (۳) زانی اپنے افعال سے توبہ کرتا ہے اور گناہوں والے اُس کی توبہ کو نہیں مانتے تو وہ گناہوں والے کس جرم کے
 مستحق اور کس درجہ میں شمار ہیں۔

(۴) جس عورت نے اپنے شوہر سے سرکشی کی اور اُس کے حکم کو نہ مانا اور شوہر کا دل دکھایا اور شوہر پر زبان درازی کی تو یہی
 عورت کو طلاق دینا واجب ہے یا نہیں، لو مار شوہر اپنی بی بی کی زبان درازی اور سرکشی پر راضی ہے اور وہ
 امامت کو مانگتا ہے تو ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔

الجواب

- (۱) زنا کا ثبوت سخت دشوار ہے جسے عوام ثبوت سمجھتے ہیں وہ لوہا بام ہوتے ہیں، جب تک اس کی یہ حالت
 نہ تھی اس وقت تک اُس کے پیچھے نماز میں کوئی حرج نہ تھا اُن کے اعادہ کی بھی کچھ حاجت نہیں غافلہ ان

کات فاسقہ غیر معین فمما انکراہتہ حلفہ الا تغزیبہ (کیونکہ اگر وہ شخص فاسق غیر معین ہو تو اسکی اقتدار میں ناز پڑنا زیادہ سے زیادہ مکر وہ تیزی سے ہے۔ ت۔

۲۔ جب بعد تو بصلاح حال ظاہر ہو اس کے پیچھے نماز میں حرج نہیں اگر کوئی مانع شرعی نہ ہو۔

(۳) اللہ عز و جل اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہ گشتا ہے ہوالہی یقبل التوبۃ عن عباده ویعفو عن السيئات (وہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور گناہ معاف کرتا ہے۔ ت۔) جو لوگ توبہ نہیں مانتے گنہگار ہیں۔ ہاں اگر اس کی حالت توبہ سے قابل اطمینان نہ ہو اور یہ کہیں کہ توبہ کی اللہ توبہ قبول کرے۔ ہم تجھے امام اس وقت بنائیں گے جب تیری صلاح حال ظاہر ہو تو یہ بجا ہے۔

(۴) اسے جزاء طلاق دینا واجب نہیں اور اس پر صبر کرنے والا نہایت نیک کام کرتا ہے اگر نیت اللہ کے لئے ہو بہر حال یہ امر امامت میں غلط انداز نہیں کہ یہ اپنے حق سے دو گزرے اور اس میں حرج نہیں اور یہاں ماضی ہونا بایں معنی نہیں تھا کہ اس کے افعال خلاف شرع کو پسند کرتا ہے جی سے وہ قابل امامت نہ رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از میوندی از سید صاحب

(۱) زید اپنی سوتیلی ساس سے رونا کرتا ہے اور رید کے سسر بوی یہ معلوم ہے لیکن اس کو منع نہیں کرتا اس خوف سے کہ میرے گھر سے نکل جائے گی۔ تو وہ کس جرم کا مستحق ہے اور زید جو اپنی ساس سے رونا کر رہا ہے وہی امامت بھی کرتا ہے تو یہ زید کس درجہ کا مستحق ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا یا بیل بول رکھنا کیسا ہے؟

(۲) جس کا پیرایا ہو کہ جملہ افعال حرام ہوں جیسے زنا وغیرہ کرنا اور سلفہ وغیرہ مینا اور اکثر مہمل ناپاچ رنگ میں شامل ہونا وغیرہ وغیرہ ہوں اور علمائے دین اس سے بیعت کرنا حرام فرمادیں اور جو بیعت حاصل کر چکا ہو ایسے کو فسخ کرنے کا حکم دین تو اب علمائے دین فرمائیں کہ جو ایسے پیر سے بیعت کئے ہوئے ہو اور ایسے پیر پر اعتقاد رکھتا ہو اور علمائے دین کے حکم کے خلاف کرتا ہو کہ ملا تو ایسے پیر سے بچنے کا حکم فرمائیں اور وہ زمانے اور وہ مہلے ہو اور امامت کرتا ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور میلہ پڑھنا اور شریک حال ہونا کیسا ہے، درست یا غیر درست؟ اور بعض کہتے ہیں کہ جو نمازی اس کے پیچھے پڑھی ہیں وہ نادرست ہیں ان کا بھی پھیرنا واجب ہے کیونکہ اس نے اتباع علماء نہیں کیا۔ مینوا تو جبروا

الجواب

(۱) جو باوصف قدرت اپنی حرمت کو اس بیحیائی سے منع نہیں کرتا نہیں روکتا وہ دیوث ہے، اور وہ جو زنا کرتا ہے

اگر اس کا یہ حال صحیح مشہور ہے تو اُس کے پیچھے نماز مکروہ ہے اس سے میل جول نہ چاہئے اگر عوام کے اوہام کی افواہ ہے کہ خواہی خواہی حیب لگاتے ہیں تو اس کا اعتبار نہیں پھر بھی اگر اس کے سبب لوگوں کو اس کی امامت سے نفرت اور اس کے پیچھے جماعت کی قلت ہو تو اسے امام نہ کریں اگرچہ وہ الزام سے بری ہے ۔
کما شاع بوجه کما فی الدار جیسے اس شخص کا حکم ہے جس کا برہنہ پھیل گیا ہو اور غبار میں ایسا ہی ہے ۔ ت)

(۲) ایسا شخص ہو تو وہ فاسق ہے اُس کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے اس سے میل و شریف نہ پڑھوایا جائے لان فی تقدیمہ الامامة تعظیہ۔ وقد وجب علیہم اہانتہ شریعاً کیونکہ امامت کے لئے فاسق کی تقدیم میں اس کی تعلیم ہے حالانکہ شرعی طور پر اس کی امامت لازم ہے ۔ متابعین الحق وغیرہ —
چونکہ ان میں اس کے پیچھے پڑھی میں ضرور اعادہ کی جائیں اس کا شریک حال مذکور ہونہ حرام ہے اُس سے میل جول نہ چاہئے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از شہر علی مدرستہ الاسلام مسئلہ مولوی غلام الحق صاحب ۲ ذی الحجہ ۱۳۳۴ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ایسے شخص کے واسطے کہ وہ حافظ قرآن ہے مگر ایفون کی تاسیہ اور رمضان المبارک کا روزہ نہیں رکھتا ہے ، آیا وہ امام ہو سکتا ہے یا نہیں اس کے پیچھے عار جائز ہے یا نہیں بینوا بالکتاب و توجروا یوم الحساب ۔

الجواب

افیونی اور بلا حد شرعی تا مکہ صوم رمضان فاسق ہیں اور ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے کہ پڑھنا گناہ اور پھیرنا واجب جبکہ ان کا فسق ظاہر و آشکار ہے اور اگر مخفی ہو جب بھی کراہت سے خالی نہیں اور ایفونی اگر منکب میں ہر جب تو اس کے پیچھے نماز باطل محض قال تعالیٰ حتی تعلموا اما تعلمون ان اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے ، حتی کہ تم جان لو کہ تم کیا کہہ رہے ہو ۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از شہر مدرسہ المسفت مسئلہ مولوی غلام الحق صاحب طالب علم ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۳۴ھ
اسی سوال میں جو اوپر نہ کر رہے خلاف واقعہ محض حسد پر کیا گیا ہے ایفونی تا مکہ صوم اور پھر اُس پر بلا عسذریہ تیہوں لفظ اور ان کے مصداق تحقیق طلب ہیں کیونکہ نتیجہ جواب انہیں پر مبنی ہے اس جواب سے یہ نہیں معلوم ہوا

کہ البتہ اسے امراض نزلہ و جریانی وغیرہ میں ایفون بقدر اصلاح تجویز فرمائی ہو وہ عذر شرعی کے اندر مجوز ہے یا نہیں اگر نہیں تو عذر شرعی کیا ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر کوئی شخص بیاہٹ سفر یا مرض و روزہ رمضان قضا کرے تو تارکِ صوم ہو گا یا نہیں اور عذر شرعی اس کے لئے ہے یا نہیں اور عاقلاً کلام مجید امیوں میں امامت کے لئے شرعاً افضل ہے یا نہیں، اگر کوئی شخص ایک مدت تک مقتدی رہ کر محض حد سے الزام لگائے ایسے کبیرو گناہ کے تو وہ عند الشرع مستوجب کس تعزیر کا ہے۔

الجواب

ایفون اتنی کہ چٹیک لائے مطلقاً حرام ہے، نہ کسی مرض کے لئے حلال ہو سکتی ہے نہ کسی طیب کی تجویز سے۔
 اللہ و رسول کے براہِ حکیم کون ہے وہ منع فرماتے ہیں اُن کا منہ فرمایا برو کسی کی تجویز سے جائز نہیں ہو سکتا یہ عذر شرعی ہے نہ عذر شرعی فتویٰ میں دوبارہ ایفون لکھا تھا بلکہ دوبارہ صوم در مختار میں ہے، ملاحظہ المذہب المسند (یعنی حرام چیز سے علاج ظاہر مذہب پر منع ہے۔ ت) رد المحتار میں ہے،

اجاب الامام لا لا المرجع فیہ الاطباء و
 قولہو لیس بحجۃ حتی لو تعین الحسرام
 مدفعاً للہلاکۃ یجوز کاسیتہ و لیسر عند
 الضرورة (ملاحظہ)
 امام اعظم نے یہ جواب دیا ہے کہ اس میں البتہ کی طرف
 رجوع کیا جائے گا اور ان کا قول جنت نہیں، حتیٰ کہ اگر
 کوئی رام پیر بدکت کو قود کرنے کے لئے متعین ہو جائے
 قود حلال ہو جائے گی جیسا کہ ضرورت کے وقت مردار
 اور شراب (مطلقاً)۔ (ت)

ہاں سفر اور مرض جس میں روزہ کا صبر بے ثبات و معنی ہو روزہ قضا کرنے کے لئے عذر شرعی ہیں، عاقلاً امیوں سے جب
 افضل ہے کہ فاسق نہ ہو اور فاسق تو عالم بھی افضل نہیں ہو جائے عاقلاً۔ در مختار میں ہے،
 الا ان یکون خیرا فاسقا احسن النجوم فہو
 حر اس صورت میں جب فاسق کے علاوہ (یعنی مذکورہ
 افراد میں سے) کوئی شخص قوم سے زیادہ صاحبِ علم ہو
 تو وہی امامت کے لئے اولیٰ ہو گا۔ (ت)

اگر الزام ٹھہرنا لگائے تو سخت کبیرو ہے اور اس کی سخت نرا ہے اور اگر الزام چٹا ہے تو مدت تک خاموش رہنے کا اس

۳۸/۱

مطبوعہ مطبعہ مجتہدین دہلی

باب الیاء

لئے در مختار

۱۵۴/۱

مطبوعہ المطبعۃ البانی مصر

"

لئے رد المحتار

۸۳/۱

مطبوعہ مجتہدین دہلی

باب الامارۃ

لئے در مختار

مقتدی پر الزام ہے اور وہ اس وجہ سے سزاوار سزا ہے مگر وہ امام اس بنا پر الزام سے بری نہیں ہو سکتا کہ اب تک مقتدی کیوں خاموش رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مشتملہ از احمد ننگ آباد ضلع گیا عرسلہ محمد سمیع الدین مدرس مدرسہ اسلامیہ ۱۴ صفر المظفر ۱۳۲۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عمر و قزویہ کی نہایت عظمت کرتا ہے اور اٹھارہ سو میں شریک ہوتا ہے اور حضرت سید الشہداء حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی مجلس میلاد منعقد کرتا ہے اور اس میں یا حسین سلام علیک یا اذکی سلام علیک، یا علی سلام علیک وغیرہ بحالت قیام پڑھواتا ہے اور مجلس میں سماع میں ہر قسم کے مزامیر یعنی اتریزی باجا مدشن چونکہ خود کشمیری مشکلی باجا وغیرہ پڑھاتا ہے اور نماز پنجگانہ و جمعہ کے لئے مسجد میں نہیں آتا صرف حیدرین کی امامت کرتا ہے مقتدی اس سے بسبب ان افعال کے سخت نفرت رکھتے ہیں تو عمر و قابل امامت ہے یا نہیں اور عمر و کے یہ افعال شرع شریف میں کیا حکم رکھتے ہیں۔

الجواب

مزامیر حرام ہیں، صحیح بخاری شریف کی حدیث میں ہے:

يَسْتَحْيُونَ الْخَمْرَ وَالْخَمْرُ يَرُدُّ الْمَعَارِفَ لَيْسَ لَهُ لَوْ كُتِبَ شَرَابٌ خَزِيرٌ أَوْ مَزَامِيرٌ كَحُلَالِ جَانِيسٍ لَمْ يَكُنْ دَلِيلًا عَلَيْهِمْ

لان الابتلاء بالمعصية يكون ثمة (استحسان و ابتلاء حرام ہی سے ہوتا ہے۔ ت)

تو مجلس مزامیر منعقد کرنا فسق اور نماز عید کو ان شیطانی باجوں کے ساتھ کرنا فسق اور جہنم کے لئے جو عذر شرعی حاضر ہو کرنا فسق اور جمعہ میں باجا مدشن نہ آنا سنت و تقویہ کی تعلیم بدعت، عمر و ہرگز قابل امامت نہیں ہیں۔ تحقیق میں ہے:

لان في تقديمهم لامامة تعظيما وقد وحب عليهم اهانتهم شوهنا۔
کیونکہ امامت کے لئے اس کی تقدیم میں تعظیم ہے حالانکہ ان پر شرعاً اس کی امانت لازم ہے (ت)

۸۳۴/۲	مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی	۸۳۴/۲	مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی
۲۵۳/۴	مطبوعہ مطبعہ یوسفی کھنڈ	۲۵۳/۴	مطبوعہ مطبعہ یوسفی کھنڈ
۱۳۲/۱	المطبعة الكبرى الاميرية ببلق مصر	۱۳۲/۱	المطبعة الكبرى الاميرية ببلق مصر

فت، بخاری کے الفاظ اس طرح ہیں، يستحسون الخمر والخمر يرد المعارف الخ۔ اس حدیث کو مختلف الفاظ کے ساتھ دیگر متعدد کتابوں نے بھی ذکر کیا ہے سنن ابو داؤد ۲/۲۰۴، السنن الكبرى للبيهقي ۱۲۶/۱، کنز العمال ۱۱/۱۳۳، المعجم الكبير ۲/۲۸۲، تحف السادة المتقين ۶/۴۰۲، الترتيب والترتيب ۲/۱۰۲۔ مزیراحمد

فقد ان امرئ لا تمديد لا هيس قال فطلقها قال
ان احبها قال لا يستتم بها من الا ابو داود

اور عرض کیا میری بیوی کسی مس کرنے والے کو منع نہیں کرے
فرمایا، اسے طلاق دے دے۔ عرض کیا میں اس سے
نکاح کرتا ہوں۔ فرمایا، اس سے استفادہ کر، ابو داؤد (ت)

ہر نماز میں ہے، لا یحب علی المزاج تطلیق الفاجنة (خاندن پر فاجرہ عورت کو طلاق دینا واجب نہیں۔ ت)
بجز جس نے دو ناپاک کلمات کے اُن سے مراۃ شریعت مطہرہ سے عداوت پکڑا ہے اُس پر توہم فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مشتملہ از ریاست جے پور گھاٹ دہانہ درمہ قادریہ تکیہ حکم شاہ مرسلہ حاجی عبد الجبار صاحب رضوی
کیا حکم ہے شریعت مطہرہ کا اسی مسئلہ میں کہ زید امانت کرتا ہے اور اسی کے سر کے بال لیے یعنی دوش سے نیچے
قریب سینہ تک ہیں، عمرو کہتا ہے کہ دوش سے نیچے بال پڑنا حرام ہیں اور ایسے شخص کے پیچھے نماز کر دہ تحریمی واجب
الاعادہ ہے۔ زید کہتا ہے کہ اتنے لمبے بال رکھنا یعنی دوش سے نیچے جائز ہے لہٰذا مشائخ سادات کا یہ شمار ہے چنانچہ
اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مدظلہ نے اپنے رسالہ المعروف المحقق فی الکتابۃ علی الکفون کے صفحہ ۱۹ سطر ۱۱ میں حضرت
سیدنا امام علی رضا رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا ہے کہ ان کے دو گیسو شانہ پر لٹک رہے تھے لہٰذا سوال یہ ہے کہ زید کا کتنا
مصحح ہے یا کمر کا، اگر عمرو کا قول صحیح ہے تو جتنی نمازیں عمر مقتدیوں نے زید کے پیچھے پڑھی ہیں حساب کر کے سب کا
اعادہ کریں یا نہیں؟

الجواب

مسلمانوں کو تباہ شریعت چاہئے۔ حکم نہیں مگر اللہ و رسول کے لئے۔ سینہ تک بال رکھنا شرعاً مکروہ حرام اور مذکور
ہے تشبیہ اور حکم احادیث صحیحہ کثیرہ معاذ اللہ باعث لعنت ہے۔

قال علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لعنت اللہ
المقتبہین من الرجال بالنساء الخ
اُمّ المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک حوت کو مردانہ جوتا پہنے دیکھا اُسے لعنت کی خبر دی۔ نبی اکرم

۲۸۰/۱	مطبوعہ آفتاب عالم پریس، لاہور	باب فی تزویج الابکار	لے سنی ابو داؤد
۴۱/۲	فرد محمد کتب خانہ کراچی	تزویج الزانیۃ	سنی نسائی
۲۵۴/۲	مطبوعہ مطبع مجتہبی دہلی	فصل فی البین	منہ ان حواہی میں مذکور لفظ مختلف ہیں لیکن مفہوم ایک ہے۔ نذیر احمد سعیدی
۲۵۲/۱۱	مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت	اردی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ	کتابہ المجمع البکیر

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک عورت کو کمان لٹکائے ملا حظہ فرمایا۔ ارشاد فرمایا،

”اللہ کی لعنت اُن عورتوں پر کہ مردوں سے تشبہ کریں اور اُن مردوں پر کہ عورتوں سے مشابہت کریں۔“

حالانکہ جو تا کوئی جزو بدن نہیں جزو لباس ہے اور کمان جزو لباس بھی نہیں ایک خارج شے ہے جب ان میں مشابہت پر لعنت فرمائی تو بال کج جزو بدن میں ان میں مشابہت کس درجہ حرام اور باعث لعنت ہوگی الخوف الحسن میں یہ ہے کہ شانہ پر رنگ رہے تھے یا یہ کہ شانہ سے اُن کے سینہ تک پہنچے تھے۔ شانہ تک لیے گیسوں کا ہونا اگر آگے اصطلاحیں ضرور جائز بلکہ سنن زوائد سے ہے حساب کر کے نمازوں کا اعادہ چاہئے اور امام صاحب سے امید ہے کہ حکم شرع قبول فرما کر خود معصیت سے بچیں گے اور اپنی اور مقتدیوں کی نماز کراہت سے بچائیں گے اور اپنی اور مقتدیوں کی نماز کراہت سے بچائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ازمانیہ اولہ ذاک نماز قاسم پر گدھی ضلع خنجر مرسلہ سیدہ کفایت علی صاحب ۲ ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام اور ایک مقتدی نماز پڑھتے ہوں دوسرا مقتدی آگیا تو امام کو وہیں رہنا چاہئے یا آگے چلا جائے یا نہیں (امہ آگے بڑھے کی جگہ ہو، بیٹھنا تو جہر و)

الجواب

اگر پہلے مقتدی مسئلہ اس پر ہے پیچھے بٹن بٹن سب تو وہ بٹن آئے دوسرا مقتدی اس کی برابر کھڑا ہو جائے، امہ اگر یہ مسئلہ وہی نہیں یا اسے پیچھے ہٹنے کو جگہ نہیں تو امام آگے بڑھ جائے، اور اگر امام کو بھی آگے بڑھنے کو جگہ نہیں تو دوسرا مقتدی بائیں ہاتھ کو کھڑا ہو جائے اگر اب تیسرا مقتدی آکر ٹپٹے دینے سب کی نماز مکروہ تحریمی اور سب کو اس کا پھیرنا واجب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از بریلی مسطور محمد حسن صاحب طالب علم مدرسہ فخر اسلام بریلی ۱۹ ربیع الاول ۱۳۳۸ھ
ما قول علی اہل السنۃ والجماعۃ من حکمہ
علی سائے اہلسنت وجماعت وحکم اللہ تعالیٰ کا اس بارے
میں کیا ارشاد ہے کہ سولہ سالہ مرد کے پیچھے نماز جائز ہوتی
ہو این ستۃ عشر سنۃ افید وما الجواب
سے یا نہیں؟ ہمیں جواب سے مستفید کیا جائے،
وحکم اللہ الوہاب۔ (ت)

الجواب

نعم تجوز ان لم يكن حائض شرعي لانه مباليغ
 شرعا وان لم تظهر، لا شائ من
 تكراه ان كانت صبيحا محل العتقة
 كما في مراد المحدث رعن المرحوم .
 والله تعالى اعلم

۱۰۱ جانے سے بشرطیکہ کوئی مانع شرعی موجود نہ ہو کیونکہ وہ

شرعی طور پر بالغ ہے اگرچہ بلوغ کے آثار ظاہر نہ ہوتے

ہوں البتہ اگر وہ مرد خوبصورت ہے تو پھر نماز مکروہ ہوگی

کیونکہ وہ محل فتنہ ہوتا ہے۔ رد المحتار میں طے بخ رخصی سے

یوں ہی ذکر ہے۔ (۱۰۱)

۱۰۲ مسئلہ از کوٹ ڈسٹرکٹ مرسلہ محمد حیات صاحب مدرس باقی اسکول ۱۶ جمادی الاول ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے کرام ایسے امام مسجد کے بارے میں جس میں منصفہ ذیل نقص صریحاً ہوں،

(۱) خصال و ذایع ہے اگر کسی صاحب میت سے کچھ نہ ملے تو شکی رہتا ہے۔

(۲) سامان مسجد کی مطلق حفاظت نہیں کرتا اور نہ ان کی مرمت وغیرہ کی لوگوں کو ترغیب دیتا ہے اس لئے اشیاء

مسجد بگڑتی اور خراب ہوتی رہتی ہیں اور ضائع اور غنیمت ہوتی رہتی ہیں اور مسجد کے متعلقہ مکان میں رہائش رکھتے

ہیں جو کہ مسجد سے علیحدہ متصل مسجد ہے اگر حفاظت سامان مسجد کو کہیں تو برازدختہ ہو جاتے ہیں۔

(۳) جماعت نماز صرف مغرب کی کرتے ہیں باقی نمازیں متفرق طور پر لوگ خود بخود پڑھتے ہیں، اگر کہیں تو ناراض۔

(۴) مرض بواسیر عرصہ سے ہے تعاطیوں اور پیپ اور خون سے مختل رہنے کے لئے نیچے لنگوٹی رکھتے ہیں پورے

طور پر شکایت مرض بواسیر نہیں گئی اور نہ یہ جاننے والی ہے۔

(۵) میونسپل کمیٹی قبیلہ ٹڈنڈو میں ایک ادنیٰ آسامی جمعہ داری خاکروبان سے روپے ماہوار پر ملازم ہیں کام اچھا

نہ ہونے پر مقامی افسر اور ممبران کمیٹی اکثر ناراض رہتے ہیں اور سخت شکست کھتے ہیں جو کہ مسلمانوں کو ناگوار

گزارتا ہے۔

(۶) میاں جی کے اندرون شہر میں جو مکانات ہیں ان کے بالکل متصل ایک پرانی مسجد ہے انقلاب زمانہ سے اس

محلہ میں مسلمانوں کے گھر نہ رہے اور مسجد خیر آباد ہو گئی، اب میاں جی اس مسجد کو مالی توشی خانہ اور گورنمنٹ خانہ

بنارکھا ہے، طرفیہ کہ حق اس مسجد کا برابر ہے رہے ہیں۔

(۷) روزہ ماہ رمضان المبارک اگر صبر ہونے کی وجہ سے نہ بھی رکھتے ہوں تو نماز تراویح پڑھانے کے لئے آتے ہیں

کیونکہ تراویح پڑھانے والے کی خدمت ہوتی ہے مگر نماز فرض کی جماعت سوائے مغرب ندارد، ایسے امام کے پیچھے

نماز پڑھنی کیسی ہے،

الجواب

اگر یہ بیانات صحیح ہوں تو صرف قبر ۳ و نمبر ۱ اُس کے فاسق معصی ہونے کے لئے کافی ہیں کہ چاروں نمازوں میں روزانہ تارکوبجاعت ہے اور مسجد کو ناپاک و طوط کر سنے والا اور فاسق معصی کو لام بنانا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب۔ قنادی الحج وغنیہ میں ہے، و قد عوفا فاسقا یا ثبوت (اگر انہوں نے فاسق کو امامت کے لئے مقدم کیا تو وہ گناہگار ہوں گے۔ تاہم تعاطی بول اور عربی نون اگر شکوت سے بند نہیں ہوتے جب تو آپ ہی اس کے پیچھے نماز باطل محض ہے۔ یوں ہی اگر روزہ رکھ سکتا ہو اور بوجہ کسل نہ رکھے تو سخت شدید فاسق ہے بہر حال اُسے امامت سے معزول کرنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از اشہر مدرسہ علام محمد صاحب درزی مورخہ ۲۱ رجب المرجب ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شریعت میں اس مسئلہ میں کہ نزدیکاً فیص چوری ہو اور بکر پر چند قرأتی کی وجہ سے بطور شبہ کے چوری ثابت کیا گیا اور جس روز سے بکر پر چوری ثابت ہوئی اس روز سے تمام حلقہ والوں نے بکر کے پیچھے نماز پڑھنا قطعی چھوڑ دی بوجہ شک کے اور اسی شک کے لئے کہ بکر کے پیچھے نماز پڑھنا بلا توہر جائز ہے یا نہیں؟ دیگر گزارش یہ ہے کہ بکر کے باپ نے کہا کہ نزدیکاً قسم کھائے تو مال مسروقہ ہم دیں گے اور زید نے کہا ہم قسم کھائیں گے لیکن قسم نہیں کھائی اور زید کے پیچھے بلا توہر جائز ہوگی یا نہیں؟ جیترا تو جروا

الجواب

زید پر کوئی الزام نہیں اور خالی شبہ کے سبب بکر پر چوری ثابت نہیں ہو سکتی نہ اس کے پیچھے نماز منع نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از کلکتہ نارکل ڈسکارنٹر و گودام مدرسہ شیخ عرفان علی صاحب ۲۱ رجب المرجب ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شریعت میں اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی بیوی حندہ کو طلاق مفظہ دی وہ مطلقہ تبت ایک سال تک حبشی رہی پھر اس کے شوہر نے اس کو باحقہ شریعہ اپنی زوجیت میں رکھ لیا اور اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی یہاں تک کہ لڑکی مذکور بالغ ہوئی پس اس لڑکی سے کسی مسلمان نے اگر عقد شادی کر لی اور اس سے نسل سے اولاد جو پیدا ہو وہ امامت کر سکتا ہے یا نہیں اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ جیترا تو جروا

الجواب

اس کی ماں ولدا الزنا ہوئی وہ خود ولدا الزنا نہیں اس کے پیچھے نماز میں حرج نہیں جبکہ مذہب و اعمال و

قرأت و طہارت وغیرہ میں قابل ہو، ہاں اگر عوام اس کی امامت سے نفرت کریں اور یہ امر باعثِ قلتِ جماعت ہو تو اسے امام نہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۸۹ از مکتبہ قدوسیہ پورہ ودعت ۱۲۷۳ عرسلہ حاجی زکریا حاجی جان محمد صاحب ۱۴ رمضان ۱۳۲۸ھ

- (۱) ایک مسجد کے متولیوں نے زید کو پچاس روپے ماہوار پر تین سال کے لئے ملازم رکھا یہ شرط تھی کہ ہم تین سال بعد معزول کر سکتے ہیں اسے امام نے بذریعہ تحریری اقرار نامہ کے منظور کر کے اپنے دستخط کر دیے۔
- (۲) باوجود متولیوں کے منع کرنے اور باضابطہ روکنے کے کہ جب تک ہم کو کسی واعظ یا پکار کے خیالات اور مذہب کا علم نہ ہو جائے کسی کو مسجد میں وعظ و کچر دینے کی اجازت نہ دو وہ بے اطلاع متولیوں کے خود اجازت دیتا ہے چنانچہ گزشتہ فساد کے موقع پر مکتبہ میں اس مسجد کے اندر ہندوؤں تک کو آنے دیا۔
- (۳) امام مذکور اکثر مسجد کی امامت سے غیر حاضر ہوتا اور سیر یا دعوتوں میں بے اجازت متولیوں کے چلا جاتا ہے اور متولیوں کے منع کرنے کی بائکل پدا نہیں کرتا۔

(۴) متولیوں نے بعد گزرنے میعاد اقرار نامہ اور باضابطہ تحریری اطلاع دی کے دوسرے امام کو جو بدینہ منبر کا سنا کہ امام مسجد نبوی کے امام کے خاندان سے ہے اور مسجد نبوی میں امامت کر چکا ہے اب بجائے اس کے مقرر کیا ہے تو وہ مزاحم دانات سپر اور بے قدر و فساد سب اور متولیوں پر خدافت و اقہ توہین آمیز الزام و بہتان مشتہر کرتا ہے آیا ایسے کو امام شرعاً متولیان مسجد معزول کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب

ضرور معزول کر سکتے ہیں بلکہ ان حرکات پر اس کو معزول کرنا ہی چاہئے، لایعزل صاحب وظیفۃ الا
بجنتۃ و ہذا جنتۃ (صاحب وظیفہ کسی قصور کے بغیر معزول نہیں کیا جاسکتا اور یہ قصور سے رت، واللہ
تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۹۰ اشوال ۱۳۲۸ھ

کیا فرائض میں علمائے دین اس بارے میں کہ زید نے عمرو سے مثلاً بوستان گلستان کے بچپن میں دویا
تین سبق پڑھے تھے اب ان میں رنج ہو گیا اور عمرو نے اسے پاک (عاق) کر دیا تو زید کے بچے نماز درست ہے یا نہیں۔

الجواب

اگر شاگرد کا قصور تا حد فسق ہے اور بوجہ اعلان مشہور و معروف ہے تو اسے امام بنانا جائز نہیں اور اس کے

پچھے نماز گناہ اور اگر اس کا قصور نہیں یا عذر فتنہ تک نہیں یا وہ باطل ہے اس کا ترکیب نہیں تو ان پہلی دو صورتوں میں اس کے پیچھے نماز میں اس وجہ سے کوئی کراہت نہیں اور کچھ صورت میں مگر وہ تشریح خلاف اولیٰ ہے باقی حاق کر دینا کوئی شے نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۸۹ از باب گذر صد بازار بردگان امیر حسن طیلر مرسلہ شیخ غالب حسین ۳۱ اشوال بروز شنبہ ۱۳۳۸
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ راب گدہ میں دو مسجدیں ہیں جن میں سے ایک مسجد کا متولی جو روزہ نماز کا پابند نہیں ہے اس نے ایک پیش نام جو قوم کا صدیقی اور علم کا حافظ و مولوی علیم مقرر تھا اس کو متولی نے بلا وجہ الگ کر دیا اور کہا ہے اس کے بارے میں مقتدیوں کے دوسرا نام جو صرف حافظ و قوم کا قصاب ہے اور ہنوز ان کے یہاں پیشہ جاری ہے مقرر کر دیا جس پر میں نے متولی صاحب سے پوچھا کہ سابق پیش نام کس قصور پر علیمہ کے لئے تو متولی مجدد القصب صاحب نے بہت غصہ کے ساتھ جواب دیا کہ ہماری مسجد ہے ہم جو چاہیں سو کریں مقتدی پوچھ نہیں سکتے، ایسے امام کے پیچھے اور ایسی مسجد میں نماز جائز ہے یا نہیں یہی نہ تو جودا

الجواب

اگر پہلا امام معاذ اللہ باندہ صیہ ہو تو اس کا معزول کرنا اشد ضروری تھا اور اگر دوسرا باندہ صیہ ہو تو اس کا مقرر کرنا حرام ہوا اور معزول کرنا لازم ہے، یوں ہی ان میں جو قرآن مجید غلط پڑھتا ہو یا طاعت صحیح نہ کرے ہو اس کا معزول کرنا فرض ہے، ایک ہو یا دونوں، اور اگر صحت مذہب قرأت و طہارت میں بقدر جائز نماز ہیں اور امام و ظیفہ پاتا ہے تو بلا قصور پہلے کو معزول کرنا گناہ ہوا کہ بلا وجہ ایذا سے مسلم کو لا یعزل صاحب وظیفہ بعید و جنتہ (کسی صاحب وظیفہ کو بغیر کسی گناہ کے معزول نہیں کیا جاسکتا۔) اور متولی کا کہنا کہ مسجد جاری ہے ہم جو چاہیں کریں محض باطل ہے، مسجدیں اللہ عزوجل کی ہیں ان المسجد لله فلا تدعوا صم اللہ اسعدنا (یقیناً مسجیدیں اللہ تعالیٰ ہی کی ہیں تو اللہ کے ساتھ کسی کی جنگ نہ کرو۔) اس میں وہی کیا جائے گا جو حکم شرع ہے اور اس کا یہ زعم باطل ہے کہ مقتدی پوچھ نہیں سکتے بلکہ امام و مولوی مقرر کرنے میں متولی کا اختیار نہیں جبکہ خود باقی مسجد اس کے اقارب میں ہو امام و مولوی کے نصب میں پہلا اختیار باقی پھر اس کے اولاد و اقارب کا ہے اور دوسرا اختیار مقتدیوں کا ہے یہ بھی جبکہ جس کو باقی مقرر کرنا چاہتا ہے اور جسے مقتدی چاہتے ہیں دونوں یکساں ہوں اور اگر جسے یہ چاہتے ہیں وہی شرعاً اولیٰ ہے تو انھیں کا اختیار ناجائز ہے گا متولی اس بارے میں کوئی چیز نہیں۔ اور مختار (میں ہے) ۱

الباقی للمسجد اولى من القوم ينصب الامام و
 المؤذن في المختار (وکن اولاد و عشیرتہ
 اولی من غیرہم اشباہہ اشامی) الا اذا عین
 القوم اصلہ من عینہ الباقی (لان منفعة
 ذلک ترجیح الیہم) انفع الوسائل (امش)

مختار قول کے مطابق امام اور مؤذن مقرر کرنے کا حق دیگر
 لوگوں کی نسبت باقی مسجد کو زیادہ ہے (اسی طرح
 اسکی اولاد اور خاندان بھی دیگر حضرات سے زیادہ مختار
 ہیں اور شامی) البتہ اس صورت میں کہ جب قوم باقی
 مسجد سے اعلیٰ و صالح امام مقرر کرے تو وہی بہتر ہوگا
 (کیونکہ اس کا نفع قوم کو پہنچے گا انفع الوسائل امش) (ت)

اور اگر امامت بلا وظیفہ ہے اور پہلا امام شرعاً اس دوسرے سے اولیٰ تھا تو متولی نے دوسرا ظلم کیا راجح کو
 بنانا اور مرجوح کو بڑھانا اور دونوں برابر ہیں جب بھی بلا وجہ پہلے کو ایذا دی جائے یا ترکیب ہو اور اگر وہ دوسرا اولیٰ باقی معنی کر پہلے
 کے پیچھے نماز میں کچھ کرابت تھی اس کے پیچھے نہیں تو متولی نے اچھا کیا مقتدیوں کا اس پر اعتراض یہ ہے نماز اس کے
 پیچھے ہی مطلقاً جائز ہے جبکہ مذہب و قرأت و طہارت و اعمال صحیح ہوں۔ اور مسجد کا تو کوئی مجرم ہی نہیں اس میں ہر حال
 جائز ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۹۰ ازنا محمد دار ریاست اودی پور ملک میواڑ سراج الدین صاحب ۲۲ جون ۱۹۲۰ء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و احتیاجان شرعیہ متین کہ ایک شخص مسائل نامزدہ کے مختار بہت اقلیت سے
 مگر چند عرصہ سے اس کے کانوں میں سناوت کم ہو گئی ہے یعنی اونچا سنتے ہیں تو ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز
 ہے یا نہیں، ہونے کا سبب غلامہ تحریر فرمائیں اور اگر بہرے پیش امام نے نماز میں غلطی کی اور اپنے مقتدی کا لقمہ نہ سنا
 تو نماز میں کوئی غلطی تو نہیں آتا ہے یا آتا ہے اس کا جواب باصواب مع فقہ و حدیث اور کتب فقہ و حدیث کا حوالہ بھی
 ضرور تحریر فرمائیں، اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے گا۔ ۲۲ جون ۱۹۲۰ء ازنا محمد دار ریاست اودی پور
 ملک میواڑ سراج الدین۔

الجواب

بہرے کے پیچھے نماز جائز ہے مگر اس کا غیر اولیٰ ہے جبکہ علم مسائل نماز و طہارت میں اس سے کم نہ ہو اور

۳۹۰/۱	مطبوعہ مطبع مجتبیٰ دہلی	کتاب الوقت فصل یامی شرط الوقت فی اجارۃ	لہ در مختار
۳۵۲/۲	مطبوعہ ابابائی مصر	" " " " " "	لہ رد المحتار
۳۹۰/۱	مطبوعہ مجتبیٰ دہلی	" " " " " "	لہ در مختار
۳۵۲/۲	مطبوعہ ابابائی مصر	" " " " " "	لہ رد المحتار

غفلتی جس پر غم نہ کیا اگر منہ نماز تھی نماز جاتی رہی ورنہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۹۱ از تحسین پور مراد آباد مدرسہ مدرسہ مولوی عبدالرحمن مدنی ۸ ذی قعدہ ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دینی اس مسئلہ میں کہ سفر میں امام کے عقائد کی تصدیق کی ضرورت ہے یا نہیں۔

الجواب

ضرورت ہے اگر محل شبہ ہو مثلاً کسی سے سنا کہ یہ امام وہابی ہے وہ کہنے والا اگرچہ مادل نہ ہو صرف مستور ہو تحقیق ضرور ہے۔

قال رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیف و قد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، کیسے نہیں ہو سکتا، حالانکہ یہ کہا گیا ہے۔ (د)

یاد رہے کہ یہ کیسے ہو تو تحقیق کرو اور اگر کوئی وجہ شبہ نہیں تو نماز پڑھے پھر اگر بعد کو ثابت ہو کہ مثلاً وہابی تھا احادیث فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۹۲ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ

(۱) ایک مسجد فرقہ غیر مقلد نے سستی حنفی اشخاص کے محلہ میں کسی طرح پر امنی کا بیجا مدعا کر کے تعمیر کرائی اور اس کے دروازے پر ایک چتر جس پر لفظ اہل حدیث شیبہ نصب کر دیا۔ پڑھنے لگے اس مسجد میں بعض نادان لوگ سستی حنفی ہو کر بھی اکثر اوقات ان کی جماعت میں شریک ہو کر نماز پڑھ لیتے ہیں ان کی نماز غیر مقلد امام کے پیچھے ہوگی یا نہیں؟

(۲) اگر اس مسجد سستی حنفی امام کے پیچھے حنفی لوگ غیر مقلدوں کی جماعت کے بعد یا اول ہر روز یا جمعہ کے روز اور کسی تو نماز ہوگی یا نہیں؟

(۳) اور اگر سستی حنفی امام کے پیچھے غیر مقلد شخص اسی مسجد میں جماعت میں شریک ہو کر نماز اپنے طریقہ پر پڑھے یعنی آمین بالجہر کرے اور رفع یدین کرے تو حنفیوں کی نماز میں کوئی نقص فائدہ ہوگا یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب

(۱) غیر مقلد کے پیچھے نماز باطل محض ہے ہرگز نہ ہوگی اور پڑھنے والے کے سر پر گناہ عظیم ہوگا۔ فتح المعتمد میں امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے،

ان الصلوۃ خلف اہل الاہواء لا تجوز اہل ہوا ورجوت کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ (د)

۱۹/۱ مطبوعہ قدیمی کتب حسناء کوٹلی
۲۰/۱ مکتبہ نوید رضویہ سکسٹر
۱۹/۱ مطبوعہ قدیمی کتب حسناء کوٹلی
۲۰/۱ مکتبہ نوید رضویہ سکسٹر

واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) سنی امام کے پیچھے نماز ہو جائے گی مگر اس مسجد میں پڑھنے سے مسجد کا ثواب دے گا کہ یہ شرعاً مسجد نہیں اور بلا عند شرعی ترک مسجد گناہ ہے، حدیث میں ہے:

لا صلاۃ لجماع المسجد الا فی المسجد۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسجد کے پڑوسی کی نماز مسجد ہی میں ہو سکتی ہے۔ (ت)

(۳) جماعت میں غیر مقلد کے شریک ہونے سے ضرور نماز میں نقص پیدا ہوتا ہے اول تو اُس کے آمین بالجہ سے طبیعت مشوش ہوگی اور دوسرا عظیم نقص یہ ہے کہ اس کی شرکت سے صفت قطع ہوگی کہ اس کی نماز نماز نہیں ایک بے نمازی شخص صفت میں کھڑا ہوگا البتہ صفت کا قطع ہے اور صفت کا قطع ناجائز ہے۔ صحیح حدیث میں فرمایا:

من قطع صفا قطعہ اللہ بئہ جس نے صفت قطع کی اُسے اللہ تعالیٰ (اپنی رحمت) قطع کر دے۔
معتمد اب مذہبوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے بھی حدیث میں منع فرمایا ہے، لا تقصروا معہم (اُن کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

۹۵۰ھ میں از شہر محلہ شاہ دان مریدان سید محمد حسین صاحب مرحوم ۲ ذی الحجہ ۱۲۳۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) نماز جماعت سنی منفی اشخاص کی طالب علمان حدیثہ مداری دروانہ و سرائے خام کے پیچھے ہوگی یا نہیں۔
(۲) اگر کسی مسجد میں پیش امام مقرر ہو تو حاضرین مسجد کسی شخص کو اپنے میں سے منتخب کریں تو اس میں کس کس احتلام و الزام اور کس کس بات کی ضرورت ہے؟

(۳) امام ہر طبقہ کے لوگوں میں سے کہ جو اس وقت موجود ہوں کثرت رائے سے منتخب ہو سکتا ہے یا جو دیگر وہ منتخب شدہ شخص اپنے آپ کو امامت کا اہل نہ سمجھتا ہو مگر اجماع اس کی امامت پر ہو جائے تو وہ امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟ بیضاوی قوجو

۲۲۶/۱ مطبوعہ دار الفکر بیروت کتاب الصلوۃ و الصلاۃ لجام المسجد
۹۷/۱ - آفتاب عالم پریس لاہور باب قسوتہ الصلوۃ
۵۴۰/۱ کتاب کثر العمال الباب الثالث فی ذکر الصلوۃ حدیث ۳۲۵۲۸، ۳۲۵۲۹ مطبوعہ مکتبۃ الرسالۃ بیروت

الجواب

- (۱) جو مدسہ خلاف مذہب اہلسنت ہو اس کے طلباء کو امام نہیں بنا سکتے واللہ تعالیٰ اعلم
- (۲) امام ایسا شخص کیا جائے جس کی طہارت صحیح ہو قرأت صحیح ہو سنتی صحیح العقیدہ ہو فی سق نہ ہو اس میں کوئی بات لغت مقتدیان کی نہ ہو مسائل نماز و طہارت سے آگاہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم
- (۳) جو شخص شرائط نہ کر لیا جائے وہ امام کیا جائے اگرچہ وہ اپنے آپ کو نااہل کہے اور جو واقعی نااہل ہے وہ امام نہیں ہو سکتا اگرچہ سب کی رائے ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم
- مسئلہ مسئلہ مسلمانان شہر کھنہ روہیل ٹولہ ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ
- کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ یہ گزرتا اس طرح کا پہن کر تا ہے جس کی آستینیں گھنٹیوں کے برابر بلکہ کچھ اونچی ہوتی ہیں یعنی گھنٹیاں نکل رہتی ہیں ایسا کرتا اپنے ہونے پر یہ کہ امام بنایا جاسکتا ہے یا نہیں اور کتنی نقص اس کے کچے نماز پڑھنے میں تو نہیں آتا ہے، یہ کہ اس قدر مقدور بھی ہے کہ وہ پوری آستینوں کے کرتے بن کر پہن سکتا ہے اور امامت کرنے کے وقت انگریز وغیرہ نہیں پہنتا، علاوہ اس کے یہ کہ علم بھی اچھا ہے اور ہر ایک مسائل سے واقفیت رکھتا ہے۔

الجواب

بیان سائل سے معلوم ہوا کہ وہ کرتے ایسے ہی آدھے آستین کے بناتا ہے اور نماز کے وقت انگریز پہن سکتا ہے مگر نہیں پہنتا اور بازار کو انگریز کھا پن کر جاتا ہے، اس صورت میں یہ کہ کچے نماز اگرچہ ہو جاتی ہے مگر کراہت سے خالی نہیں فائدہ اذنی من ثیاب مہنتہ و الصلاۃ فیہا مکر و ہتہ (کیونکہ یہ اس کے کام کاج والے کپڑے ہوں گے اور ان کے ساتھ نماز نہ کرنا مکروہ ہے۔ ت) جب خود ہی ظلم ہے اور اسے سمجھایا جائے کہ وہ بار بار اسی بازار سے زیادہ قابل تعلیم و تدقیق ہے قال اللہ تعالیٰ تخذوا منی سنتکم عند کل مسجد و قال ابن عمر رضی اللہ عنہما (اللہ تعالیٰ کا ارشاد و گرامی ہے، جب تم نماز کے لئے مسجد میں جاؤ اپنی زینت اختیار کرو۔ اور حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ اس بات کا حقدار ہے کہ تو اس کی بارگاہ میں زینت اختیار کرے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مسئلہ از قصبہ عمری ڈاک خانہ خاص ضلع ارد آباد مسئلہ غلام مصطفیٰ اسرار الحق انصاری قادری ۱۲ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین صورتہائے مصلحہ ذیل میں کہ

(۱) وہابی امام کے پیچھے اہلسنت وجماعت کی اقتدار نماز خواہ پنجگانہ یا تراویح یا جمعہ یا عیدین یا فرائض یا نماز جنازہ میں درست ہے یا کیا حکم ہے؟

(۲) زید مولویان فرقہ وہابیہ دیوبندیہ کو عالم دین سمجھتا ہے اور ان کی تعلیم و تکریم بھی کرتا ہے لیکن خود عالم نہیں ہے اب زید مذکور اہلسنت وجماعت کی امامت کر سکتا ہے یا نہیں اور اس کی امامت سے نماز سنتی کی صحیح ہے یا کیا؟

(۳) زید فرقہ وہابیہ دیوبندیہ کو برا سمجھتا ہے اور کہتا ہے لیکن ان کی امامت سے نماز بلا تکلف پڑھتا ہے اور عروہ سنتی حنفی ہے اور وہابیہ کے پیچھے نماز پڑھنے سے اعتزاز کرتا ہے خیال نہ ہونے نماز جائز کے، لہذا زید مذکور کی امامت سے عروہ مذکور کی نماز صحیح ہوگی یا نہیں اور کیوں؟

(۴) امام جمعہ وہابی عقائد کے اصراف ایک ہی سہرہ میں جمعہ ہوتا ہے آیا سنتی اس کی امامت میں نماز جمعہ پڑھ سکتا ہے یا نہیں اور اگر نہیں تو کیا نماز ظہر ہی ادا کرے؟

(۵) اگر امام جمعہ عمران (۲) یا (۳) مذکورہ میں سے کوئی ہو تو اہل سنت وجماعت اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں اور نماز صحیح ہوگی یا کیا۔ نیز نماز عیدین کے بارے میں ایسی صورت میں کیا حکم ہے؟

(۶) امام سنتی المذہب سہارنپوری مقتدی بن میں سے ایک شخص کا ہے اور وہابی تین صورت تھامے مذکورہ نمبر ۱، ۲، ۳ کے میں ایسی حالت میں جو قائم کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(۷) نماز مغرب یا کسی وقت کی برجماعت ساتھ امام صورت تھامے مذکورہ نمبر ان (۱)، (۲) یا (۳) کے ہو رہی ہے تو کیا سنتی المذہب شریک جماعت ہو سکتا ہے یا نہیں اور تہ پڑھنے کی حالت میں نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟

(۸) حافظ نابینا کی امامت جائز ہے یا نہیں نماز پنجگانہ یا تراویح میں بشرطیکہ سوائے اس کے اور کوئی حافظ لستہ آں موجود نہیں ہے البتہ ناظرہ خوال چسند ہیں؟

(۹) صورت تھامے مذکورہ العدد نمبر ان (۲) یا (۳) میں سے اگر امام ہو تو نماز تراویح میں اس کی اقتدار جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

(۱) وہابی کے پیچھے کوئی نماز فرض خواہ نفل کسی کی نہیں ہو سکتی نہ اس کے پڑھنے سے نماز جنازہ ادا ہو اگرچہ نماز جنازہ

میں جماعت و امامت شرط نہیں و لہذا اگر حجت امام اور مرد مقتدی ہے نماز جنازہ کا فرض ادا ہو جائے گا کہ

اگرچہ مقتدیوں کی اس کے پیچھے نہ ہوتی خود اس کی جو مٹی اور اسی قدر فرض کفایہ کی ادا کو کافی ہے مگر وہابی کی

تو نماز خود باطل ہے لہذا لا ینفذ لہ ولا ھلوة لہ لا ینفذ لہ دیکر تک اس کا تو کوئی دین نہیں اور جس کا

دین نہیں اس کی نماز نہیں۔ ت، تو نہ اُس کی اپنی ہو سکتی ہے نہ اُس کے پیچھے کسی کی اگرچہ اس کا ہم مذہب ہو یا اور کسی قسم بد مذہب ہو سکتی تو سکتی، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) دیوبندی کی نسبت علماء کرام حرمین شریفین نے بالاتفاق فرمایا ہے کہ وہ مرتد ہیں۔ اہل شیعہ کے قاضی عیاض و برائید و محبت الانہر و درختارہ غیرہ کے حوالے سے فرمایا کہ من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفرہ (جس نے اس کے کفر و عذاب میں شک کیا وہ بھی کافر ہو گیا ہے)۔ حرمین کے اقوال پر مطلع ہو کر اُن کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر اور ان کی حالت کفر و ضلال اور اُن کے کفری و ملعون اقوال طشت از بام ہو گئے ہر شخص کو زنجبیل نہ ہو اُن کی حالت سے آگاہ ہے پھر انہیں عالم دین جانے تو ضرور متہم ہے اور اس کے پیچھے نماز باطل محض۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) ابھی گزرہ کہ دیوبندیہ کے کافر ہونے میں جو شک کرے وہ بھی کافر ہے مگر انہیں بڑا جانا کافی نہیں تو جو انہیں قابل امامت سمجھتا ہے اُس کے پیچھے نماز بیشک باطل محض ہے فادہ عنہم (کیونکہ وہ بھی انہی میں سے ہے۔ ت، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) اہل سنت پر فرض ہے کہ اپنا امام مستحق صحیح العقیدہ مجددین کے لئے مقرر کریں و پانی کے پیچھے نماز باطل محض ہے اور شہروں میں بیکار ترک حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) اس کا جواب انہیں خبروں میں گزرا۔

(۶) ایسی صورت میں جہ قائم نہیں ہو سکتا کہ اس کے لئے امام کے سوا کم از کم تین مقتدی درکار ہیں اور یہ سب ایک ہی ہے باقی تین مقتدی نہیں اینٹ پتھر کی مورتیں ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۷) بار بار بتا دیا گیا کہ اُن کے پیچھے نماز باطل اور خود اُن کی نماز باطل وہ نماز ہی نہیں لغو حرکات ہیں مسلمان اُسی وقت اپنی جماعت قائم کریں اور جماعت نہ ملے تو اپنی تنہا پڑھے۔

(۸) ناجائز امامت جائز ہے، ہاں اگر اُس سے افضل موجود ہو تو خلافت اولیٰ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۹) کتنی بار کہا چلے کہ کسی نماز میں اصلہ جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از شہرہ ونگر پور ملک میواڑ راجپوتانہ بر مکان جمعہ ار سکندر خان مسئلہ جہاد و فتنہ

۱۳ محرم ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص نجوی ہو یا رمال یا قال ویکنے واد اُس پر ہجرت

ہیئے والا ہوا امامت کرتا ہو اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب

نجومی و رمائی قابل امامت نہیں، یونہی مجبوسے عالم مولد اسے، ہاں اگرچہ ترطوبہ پر غالب دیکھے اور اس پر یقین کرے نہ یقین دلائے تو حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مشتملہ از شہر کلمہ مسئلہ سید محمد علی صاحب رضوی ۱۲ محرم الحرام ۱۳۲۹ھ

اہلسنت و جماعت کا متفق علیہ عقیدہ ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام افضل البشرین، زید و خالد و نول اہل سموات میں، زید کہتا ہے کہ شخص حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر فضیلت دیتا ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے۔ خالد کہتا ہے کہ میں علی الاعلان کہتا ہوں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فضیلت اور ہر سیدہ تفسیر کے پیچھے نماز مکروہ نہیں ہوتی بلکہ جو تفسیلیں کے پیچھے نماز مکروہ بتائے خود اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے۔

الجواب

تمام اہلسنت کا عقیدہ اجماعیہ ہے کہ صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم افضل ہیں، ان کے دین کی تصریح ہے زید مولیٰ علی کہتا ہے کہ فضیلت دے بہت بد مذہب ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ قتوبی خلاصہ دفع التقدیر و بحر الزائق و فتاویٰ علیگریہ وغیرہ کتب کثیرہ میں ہے، ان فضل علیا علیہما فی فضیلتہما (اگر کوئی حضرت علی کو صدیق و فاروق پر فضیلت دیتا ہے تو وہ جہنمی ہے۔ ت) غیرہ رد المحتار میں ہے: الصلوٰۃ خلف المبتدع تنکروہ بکل حال (بد مذہب کے پیچھے ہر حال میں مکروہ ہے) ارکان اربعہ میں ہے: الصلوٰۃ خلفہم تنکروہ کرہۃ شدیدۃ (ان میں تفسیل شیعہ کی اقتدا میں نماز شدید مکروہ ہے۔ ت) تفسیلیوں کے پیچھے نماز سخت مکروہ یعنی مکروہ تحریمی ہے کہ پر صحنی گناہ اور پھیرنی واجب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

خلاصۃ الفتاویٰ کتب الصلوٰۃ الاقترار با محل الموار مطبوعہ مکتبہ حبیبیہ کوثر ۱۴۹/۱

فتاویٰ خلاصۃ الفتاویٰ میں ان فضل علیا علی غیبا ہے۔

رد المحتار باب الامامۃ مطبوعہ مصطفیٰ الہیاتی مصر ۱۴۱/۱

رسائل اور کان فصل فی الجہت مکتبہ اسلامیہ کوثر ص ۹۹

فتاویٰ عبارت مضموناً منقول ہے لفظاً نہیں۔ الفاظ میں ہیں، فیجوز خلفہم الصلوٰۃ لکن ینکر کرہۃ متدیرہ

اور ابروداد کی ایک روایت میں زیادہ ہے کہ میں جرم قصید کے کسی مجمع میں نہیں حاضر ہوا مگر وہ آج کے دن تک وہاں مجھ کو امام بناتے ہیں۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ پھر نابالغ کی امامت جائز ہے اور امام حسن بصری اور اسحاق اور امام شافعی اور امام بخاری کا بھی مذہب ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ بچے کی امامت کے منع میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ آیا یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں، اور اگر کوئی شخص اس حدیث شریف کو جھوٹا کہے تو اس کے واسطے شریعت کی طرف سے کیا حکم ہے، اور ایک لڑکا ہے جو دیکھنے میں بالغ معلوم ہوتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں بالغ ہوں اور بالغ کی علامت پائی جاتی ہے اور اس کی عمر ۱۴ برس کی ہے اور وہ قرآن شریف کو ٹھیک طور سے حروف کی ادائی کے ساتھ پڑھتا ہے لیکن بعض لوگ اس کو نابالغ کہتے ہیں اس کی بات پر یقین نہیں کرتے، دریافت طلب یہ بات ہے کہ وہ نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں اور اس کے پیچھے جائز ہے یا نہیں یا ہر وہ سوالوں کے جواب یا صواب سے مشرف فرمایا جائے۔

الجواب

چودہ برس کی عمر کا رکنا جب کہ میں بالغ ہوں اس کا قول واجب القبول ہے اور اسے بالغ مانا جائے گا اور اس کے پیچھے نماز جائز ہوگی جبکہ ظاہر حال اس کی تکذیب نہ کرتا ہو، اور نابالغ ہمارے ائمہ کے نزدیک بالغ کا امام نہیں ہو سکتا کہ وہ متغفل ہے اور یہ حدیث میں ائمہ نقل تفسیر دس ہیں سو سنا۔ حدیث۔ کہ صحیح ہے اسے جھوٹا کہنا جمل یا عناد، اور اس کے جوابات علی التقدیر و معنی شرح ہدایہ میں مذکور ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مشہدہ از شہر محلہ قراولانی مستولہ عبدالحکیم خیاط قادری رضوی ۲۳ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ
کیا ارشاد ہے شریعت مقدمہ کا اس مسئلہ میں کہ نیک بد مذہبوں کے یہاں تلاوت کھانا ہے بد مذہبوں کے میل جول رکھنا ہے مگر خود سستی ہے اس کے پیچھے نماز کیسی ہے اور اس کی تراویح سننا کیسا ہے، بیسوا توجروا

الجواب

اس صورت میں وہ فاسق ملعون ہے اور امامت کے لائق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مشہدہ از شہر محلہ ذخیرو مستولہ منشی شوکت علی صاحب محرم چنگی ۲۳ محرم ۱۳۳۹ھ
کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ امامت کی کن شخصوں کی جائز ہے اور کن کن کی ناجائز اور مکروہ، اور سب سے بہتر امامت کس شخص کی ہے؟

الجواب

جو قرأت غلط پڑھتا ہو جس سے معنی فاسد ہوں یا دھن یا غفل صحیح نہ کرتا ہو یا ضروریات دین سے کسی چیز کا منکر ہو جیسے وہابی، رافضی، غیر مقلد، نیچری، قادیانی، چکرا لوی وغیرہ یا وہ جو ان میں سے کسی کے عقائد پر مطلع ہو کر اس کے

کفر میں شک کرے یا پس کے کافر کئے میں شامل کرے اُن کے پیچھے نماز محض باطل ہے اور جس کی گمراہی حد کفر تک نہ پہنچی ہو جیسے تفسید کوئی علی کو شیخین سے افضل بتاتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم یا تفسیق کہ بعض صحابہ کرام مثل ہریرؓ و عمرو بن حاص و ابوہریرہؓ و غیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بڑا کہتے ہیں ان کے پیچھے نماز بکراہت شدیدہ تحریمہ مکروہہ ہے کہ انہیں امام بنانا حرام اور ان کے پیچھے نماز پڑھنی گناہ بدعتی پڑھی ہوں سب کا پھیرنا واجب اور انہیں کے قریب ہے فاسق معلن طفا وارحی منڈا یا شفاشی رکھنے والا یا کترو اگر حد شرع سے کم کرنے والا یا کندھوں سے نیچے عورتوں کے سے پانی رکھنے والا غرض صاف جو کوئی گنہگار ہے اور اس میں موبان و اسے یا ریشی کپڑے پہننے یا مفرق ٹوٹی یا سانڈے چارہاٹے زائد کی انگوٹھی یا کی نمک کی انگوٹھی یا ایک نمک کی دو انگوٹھی اگر چہ مل کر سارے چارہاٹے سے کم وزن کی ہوں یا شود وغیرہ یا پانچ دیکھنے والے ان کے پیچھے بھی نماز مکروہ تحریمی ہے اور جو فاسق معلن نہیں یا قرآن میں وہ خطبیاں کرتا ہے بھی سے نماز فاسد نہیں ہوتی یا ناجنبا یا جابل یا غلام یا ولد الزنا یا خوب صورت امرو یا مجذومی یا برص وان جس سے لوگ کراہت و نفرت کرتے ہوں اس قسم کے لوگوں کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہے کہ پڑھنی خلاف اولیٰ اور پڑھ لیں تو کوئی حرج نہیں اور اگر کسی قسم اخیر کے لوگ حاضرین میں سب سے زائد مسائل نماز و طہارت کا علم رکھتے ہوں تو انہیں کی امامت اولیٰ ہے بخلاف ان سے پہلے دو قسم والوں سے کہ اگرچہ عالم فقہ ہو وہی حکم کراہت رکھتا ہے مگر جہاں جمعہ یا عیدین ایک ہی جگہ ہوتے ہوں اور ان کا امام بدعتی یا فاسق معلن ہے اور دوسرے مصلحتاً سو وہاں ان کے پیچھے جمعہ و عیدین پڑھنے کا جائز بخلاف قسم اولیٰ مثل دیوبندی وغیرہم، نہ ان کی نماز نماز ہے نہ اُن کے پیچھے نماز نماز، الفرض وہی جمعہ یا عیدین کا امام ہے اور کوئی مسلم یا امامت کے لئے ذیل کے تو جمعہ و عیدین کا ترک فرض ہے جمعہ کے بدلے ظہر پڑھیں اور عیدین کا کچھ فرض نہیں امام اُسے کیا جائے جو سنی صحیح العقیدہ صحیح المطہار صحیح القراءۃ مسائل نماز و طہارت کا عالم غیر فاسق ہو نہ اُس میں کوئی ایسا جسمانی یا روحانی عیب ہو جس سے لوگوں کو تنفر ہو رہے اس مسئلہ کا اجمالی جواب اور تفصیل مروجہ تعلیل و اطلاق واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

مسئلہ از منبر یا موبہن پور ضلع بریلی مسئلہ مافظا براہیم خاں ۷ محرم الحرام ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امامت کا مصلحتی اگر وہ میں ڈال جائے تو کون سے درمیں ڈالا جائے اگر بائیں درمیں ڈالی جائے تو بائیں ہے یا نہیں؟

الجواب

سنت یہ ہے کہ امام مسجد کے وسط میں کھڑا ہو، اگر مثلاً اندر کی مسجد چھوٹی ہو اور باہر کی مسجد جنوب یا شمال کی طرف زیادہ وسیع ہو تو جب اندر پڑھائیں اُس حصہ کے وسط میں امام کھڑا ہو اور جب باہر پڑھائیں تو اس حصہ کے وسط میں غواہ وہ کسی در کے مقابل ہو یا سب دروں سے باہر ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ شہر گنہ محلہ رومی ٹولہ مسئلہ حبیب اللہ خاں صاحب ۲۹ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص جوئے سے ظاہر کرے اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

اگر قصداً جوئے راقی دیا قابلِ امامت نہیں کہ سخت کبیرہ کا مرتکب ہوا اور بہائیت سے ایک آدمی راقی میں دخل پڑا
اُسے سمجھایا جائے تا تب ہو اور آئندہ باز رہے تو اس کی امامت میں حرج نہیں اور اگر عادی ہے اور نہیں چھوڑتا تو فاسق
ہے اور لائقِ امامت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۸۱۹ از شہر محلہ بھوڑ مسئلہ حشمت علی ۲۱ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید و بابہ کے پیچھے نماز پڑھا ہے اہلسنت و جماعت کا زید کے پیچھے
نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جبروا

الجواب

جو وہابی کہہ داتی جاتی کہ اس کے پیچھے نماز پڑھے اگر وہابی کہ قابلِ امامت جانتا ہے خود وہابی ہے اور اس کے پیچھے
نماز باطل محض اور نہ اپنی نماز کا باطل کہنے والا اور کہ اگر فاسق معلن ہے اُسے امام بنانا گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز
مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۸۲۰ بشارت گنج ضلع بریلی مسئلہ حاجی منی رضا خاں صاحب ۲۸ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ دارمی منڈا نے واسے کو قولِ صفت میں جماعت پڑھنے کی پابندی
صفت میں۔ نزدیک ہے کہ اس کی مانعت کسی جگہ شرع میں نہیں ہے اور دارمی منڈا نے والہ جماعت بھی پڑھا سکتا ہے
کیونکہ نماز فاسق کے پیچھے بھی جائز ہے اور یہ بھی تحریر فرمائیے گا کہ امام کی دارمی کتنی بڑی ہوتی چاہے اور دارمی منڈا نے واسے
کی نماز میں تنہا پڑھنے میں کچھ فرق آتا ہے کہ نہیں؟

الجواب

دارمی منڈا فاسق ہے اور فسق سے تبلیغ ہو کر بلا توبہ نماز پڑھنا باعثِ کراہت نماز ہے جیسے ریشمی کپڑے پہن کر
یا صرف پانجام پہن کر اور دارمی منڈا نے والہ فاسق معلن ہے، نماز پڑھنا یا بی معنی ہے کہ فرض ساقط ہو جائے گا
ورنہ گنہگار ہو گا کہ امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب، باقی اگر وہ معصیہ اول میں
آئے تو اسے ہٹانے کا حکم نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۸۲۱ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں جو شخص تارکِ الجماعت بھی ہو اور نماز پڑھتا
پڑھانے کی اجرت یا تنخواہ بطور چنہ مسلمانوں سے طلب کرے اس کے پیچھے نماز جمعہ جائز ہے یا نہیں اور وہ تہہ کی

نوکری بھی کرتا ہو۔

الجواب

بیانی سائل سے واضح ہوا کہ یہ شخص باوصف قدرت اصطلاحاً جماعت میں نہیں آتا اور اپنا آنا اس شرط پر مشروط کرتا ہے کہ مجھے خواہ وہ تو امامت کروں، اور قبر پر قرآن مجید پڑھنے کی نوکری کیا کرتا ہے، تحدیث قرآن مجید کی نوکری کو ناجائز و حرام ہے، کما حققہ العلامة الشامی فی اجامۃ منہ والاحتسار (جیسا کہ علامہ شامی نے رد المحتار کے باب الاہارہ میں اس کی تحقیق کی ہے۔ ت) اور امامت کی نوکری اگرچہ اب جائز ہے کما هو موضح بہ فی الفتاویٰ (جیسا کہ متن میں اس پر تصریح ہے۔ ت) مگر نہ اس طرح کہ نوکری نہ ہو تو جماعت ہی کو نہ آئے ایسا تارک جماعت باوصف قدرت بیشک فاسق و مروجہ الشہادۃ ہے نص علیہ العلماء الکبار و شہدیت جہا اللہ حدیث والاشارہ (اس پر اکابر علما نے تصریح کی اور احادیث و آثار اس پر شاہد ہیں۔ ت) اس کے پیچھے نماز نہ کرو و تحریمی قریب بحرام ہے کما حققہ العلامة الصحیفی ابراہیم الحبیبی فی العنقۃ شرح المسببۃ (جیسا کہ فاضل حق ابراہیم حبیبی نے غیہ شرح غیہ میں تحقیق کی ہے) جہاں کہ جب متعدد مساجد میں ہوتا ہے نماز جمعہ بھی ہرگز اس کے پیچھے نہ پڑھی جائے، لأنہ یبطل من التہلیل کما فی فتح القدیر و غیرہ (کیونکہ وہاں سے منتقل ہونا ممکن ہے۔ فتح القدیر و غیرہ میں ایسا ہی ہے۔ ت) ایسے شخص کو امام بنانا گنہ ہے کما افادہ فی فتاویٰ الحجة (جیسا کہ فتاویٰ الحجہ سے مستند ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۲۲۰ اہل بیت محلہ بمینا مبارک مکان عبدالحکیم صاحب رنگیر مرشد عبدالحکیم صاحب

۳ ربیع الآخر ۱۳۲۰ھ

علمائے دین اس مسئلہ میں کیا قوائے میں ایک شخص کو قیام کا عارضہ ہے مگر ہر وقت نہیں آتا ہے جس وقت پیشاب پھرے اس کے بعد میں برابر آتا رہتا ہے اور ڈھیلے سے استنجائیں نہ کرے مگر پانی سے استنجا کر کے نصف گھنٹہ تک ہانپتا رہتا ہے تو سو کہ جاتا ہے پھر جب تک پیشاب نہیں پھرے نہیں آتا ہے مگر کبھی دوسرے تیسرے دن پیشاب پھرے بغیر وقت بھی آجاتا ہے، ہر روز نہیں آتا ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے فرض پڑھنا درست ہے یا نہیں اور یہ شخص حافظ قرآن بھی ہے اس کے پیچھے تراویح بھی درست ہے یا نہیں۔

الجواب

اس کے پیچھے فرض و تراویح وغیرہ سب درست ہیں۔ وہ نماز میں ہے،

یجب منہ ذمہ او تعلیلہ بقدر قدرتہ معذور پر عذر کا وہ کما یا کم کر دینا اس کی اپنی قدرت

و لو بصلاته مؤمناً و بوجده لا یبقی ذاعذار
والله تعالی اعلم

کے مطابق واجب ہے خواہ اشارہ کر کے نماز پڑھنے سے
عذر موقوف ہو سکے، عند پٹانے کی صورت میں وہ شخص

معتذر نہ رہے گا۔ (ت) واللہ تعالی اعلم

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علماء اس مسئلہ میں کہ امام مصلیٰ پر کھڑا ہوا دعتی بغیر مصلیٰ یعنی فقط صحن میں کھڑا ہو
اس صورت میں نماز مکروہ ہے یا نہیں؟ میتوا تو جہودا

الجواب

نماز میں کچھ کراہت نہیں کہ حدیث و فقہ میں کہیں اس کی ممانعت نہیں، نہ امام کی تعظیم شرعاً ممنوع ہے نہ یہ
انفراد علی الکاف کی قبیل سے ہے، بکوالرائی میں ہے، انکواہۃ لا بد لہا من دلیل خاص (کراہت کے لئے
مستقل دلیل کا ہونا ضروری ہے۔ ت) منع الغفار میں ہے، بمثل هذا لا تنفذ انکواہۃ اذ لا بد لہا
من دلیل خاص (اس طرح کی چیز سے کراہت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ اس کے لئے مستقل دلیل کا ہونا ضروری
ہے۔ ت) البتہ اگر امام براؤ بکبر و استعلا ایسا امتیاز پاس ہے تو اس کی یرنیت سخت گناہ و عوام و کبیرہ ہے۔

قال اللہ تعالی الیس ف جہنم مشوی
لمتکبرین
نہیں ہے؛ (ت)

اعاذنا اللہ سبحنہ و تعالی بسنہ و کمال کرمہ
الحین۔ واللہ تعالی اعلم
اللہ تعالی اپنے فضل و کرم کے ذریعے اس سے ہم
سب کو پناہ عطا فرمائے، آمین (ت)

مسئلہ از قصبہ سردارہ علاقہ کشن گردہ متصل اجیرہ ہوشیاروں کی مسجد مسئلہ جناب قاضی اکبر صاحب
۲ ذی القعدہ ۱۳۳۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

- (۱) غیر مقلدین کے پیچھے ہماری نماز ہوتی ہے یا نہیں؟
- (۲) غیر مقلدین کو ہماری مقلدین کی مسجد میں آنے دینا درست ہے یا نہیں؟

۵۳/۱	مطبوعہ مجتہدانی دہلی	باب الیض	سہ در مختار
۱۹۳/۲	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب العیدی	سہ بحر اوقی
۶۱۴/۱	مصلیٰ البانی مصر	"	سہ رد المحتار بحوالہ منہ الغفار
			سہ القرآن ۶۰/۲۹

(۳) جس کسی محلہ کی مسجد میں محلہ دارانچہ حنفیہ نے متفق ہو کر اپنے محلہ کی مسجد میں ایک قنوتون اور ایک پیش امام مقرر کر رکھا ہو اور نماز کے وقت قنوتون کی راہ دیکھتا ہے کہ وقت ہو جائے تو اذان کے پویش امام مذکور یا دھو مسجد مذکور میں یا خاص محلے پر بیٹھا ہوا ہو اس حالت میں بلا رخصا مندی پیش امام مقررہ کے دوسرا کوئی مسجد مذکور میں اسی محلہ کا یا دوسرے محلہ کا یا دوسرے گھاؤں کا اذان دے یا نماز پڑھ لے تو جائز ہے یا نہیں، اگر بلا رخصا مندی اذان دینا یا نماز پڑھنا مقرر کے سوا سے ناجائز ہو اور محلہ داران مذکور منع کرتے ہوں یا دوسرے زمانے تو شرع شریف سے ان کے لئے کیا حکم؟ فقط

الجواب

(۱) ان کے پیچھے نماز محض باطل ہے جیسے کسی یہودی کے پیچھے، فتح القدیر میں ہے :
ان یصلوا خلف اهل الاهواء لا تجوز۔ اہل بدعت و بد مذہب کے پیچھے نماز جائز نہیں (ت)
واللہ تعالیٰ اعلم۔
(۲) یہ تو معلوم ہو چکا کہ نماز میں ان کا کوئی حق نہیں، ان کی نماز نماز ہی نہیں تو مسجد میں انھیں آنے کا حق نہیں اور ان کے گنہ گار ہوتے ہیں اور قنوت کا بند کرنا فرض ہے اور وہ قصداً مسلمانوں کو ایذا دیتے ہیں کم از کم اپنی آئین بالجہر کی آوازوں سے جو قصداً ائمہ سے بھی زائد نکالتے ہیں اور دوسری مسجد سے روکے جانے کا حکم ہے۔ درمختار میں ہے :

یسلم منہ و کد اکل موز و لوبیا نہ۔ ایسے شخص کو تو بلی مسجد سے منع کیا جائے اور اسی طرح تکلیف دینے والے کو منع کیا جائے گا اگرچہ وہ زبان ہی سے ایذا دے۔ (ت)

(۳) امام معتق ببم مروجہ و حاضر ہے قوبے اس کی مرضی کے دوسرے کا زبردستی بلا وجہ شرعی امام ہی جاننا جائز و گنہ ہے۔ حدیث میں فرمایا،

الا لا یؤمن المرء بجل فی سلطانہ الا کوئی آدمی سلطان اور حاکم (مرا صاحب تصرف) صاحب اختیار ہو یا صاحب مجلس یا امام مسجد کوئی بھی ہو، کی اجازت کے بغیر باذنہ نہ۔
لامت نہ کروائے (ت)

۳۰۲/۱	مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر	باب الامامة	فتح القدیر
۹۴/۱	مطبع مجتبیٰ دہلی	باب ما یفسد الصلوۃ الا	در مختار
۲۳۹/۱	مطبوعہ ترجمہ صحیح المطابع کراچی	باب من اقی بالامامة	صحیح مسلم

اور وہی مقرر کے ہونے کے خلاف مرضی بلا وجہ شرعی اذان دینا اُس کے حق میں ناجائز دست اندازی اور نفرت دلانا
 سب سے صحیح حدیث میں اس کے منع فرمایا بشروا ولا تنفروا (لوگوں کو خوش کرو اور نفرت نہ پھیلاؤ۔ ست)، ایسے لوگ
 مفید ہیں اگر نہ ہیں تو مسجد سے باہر کر دینے کا حکم ہے، ہاں اگر امام ناقابلِ امامت ہے مثلاً غلط خوان یا عروبی
 وغیرہ تو نہ امام ہے نہ اُس کا پڑھنا امامت۔ یہی اگر کوئی ایسی حالت پر ہو جس تک اذان کے لئے شرعاً حکم احادیث
 ہے تو ایسی کو اذان و امامت سے باز رکھنا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۸۲ از شہر جامع مسجد مولوی محمد افضل صاحب

چوٹی فرایند علمائے دین و مفتیان شرع متین و شخص امام
 عربی و اندیہ اعتقاد خود بخود نماز میگزارد و وابستہ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ
 ایک شخص اپنے اعتقاد کے مطابق امام کو چھائیں سمجھتا
 اور نماز گھر میں پڑھتا ہے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

اگر فی الواقع امام بد مذہب یا فاسق معان یا فاسق القرة
 است و تہدیش نماز جماعت دیگر مسجد می توان کرد
 اگر فی الواقع امام بد مذہب یا فاسق معان یا فاسق القرة
 است و تہدیش نماز جماعت دیگر مسجد می توان کرد
 اگر کوئی دوسرا گھر میں نہ ہو۔ (ست)

مسئلہ ۸۳ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ اگر مقتدی علمائے دین ہوں اور امام فقط ٹوپی پہنے تو مکروہ ہوگی
 یا نہیں؟ بینوا قو خودوا

الجواب

اس میں شک نہیں کہ نماز علمائے دین کے ساتھ نماز ہے علمائے دین کے ساتھ نماز ہے علمائے دین کے ساتھ نماز ہے
 مقام اور جگہ مناسبت اس لئے کہ قرآن و سنت و جمیع احادیث و فتاویٰ قاضی (جیسا کہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے) ست
 اور نماز میں کہ گویا دربارِ عظیم الشان حضرت حکیم الامت الاسلامیہ بل بلذات کی جانب سے رعایتِ ادب بہ نسبتِ ملامت کے اہم اور
 امام کہ سردار و مطاع قوم ہے اُس کے ساتھ احق و اعلیٰ، لہذا نظافتِ ثوب و پاکیزگی لباس و وجہ تقدیم استحقاق امامت
 سے قرار پائی کہما فی البدن و المحتاد (جیسا کہ در مختار میں ہے۔ ست) مگر بایں ہر صورت مستفسر میں صرف ترکِ ادنیٰ

ہوا تو اس سے کراہت لازم نہیں آتی تاہم اگر اس کا ثبوت کسی خاص دلیل شرعی سے نہ ہو ورنہ نماز پاشت و اشراق وغیرہا پر مستحب کا ترک مکروہ ٹھہرے اور یہ صحیح نہیں، حاشیہ شامیہ میں بحر الرائق سے نقل کیا،

لا يلزم من ترك المستحب ثبوت انكراهية
اذ لا بد لها من دليل خاص، فيما هو تحرير
الاصول بخلاف ادنى ما ليس فيه هيئمة نهى
كترك صلاة الضحى بخلاف المکره تنزيها
انتهى وتماهه فيها۔

ترک مستحب سے ثبوت کراہت لازم نہیں آتا تاکہ اس کے لئے
خاص اور مستقل دلیل کی ضرورت ہوتی ہے اور اسی میں
تحریر اصول کے حوالے سے ہے، بخلاف ادنیٰ یہ ہے
کہ جس میں ہیئۃ نہ ہو حاشیہ نماز پاشت کا ترک کرنا
بخلاف مکروہ تنزیہی کے اور اس کی پوری تفصیل وہاں
ملاحظہ کیجئے۔ (ت)

باب کراہت تکاسس بارہ میں نہیں ثابت نہ ہوگی کراہت زمانی جاسے کہ، واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ السلام
واحکم۔

صلی اللہ علیہ وسلم از سرکار مبارک و مطہر ضلع ایٹہ درگاہ کلاں مستولہ حضرت صاحبزادہ والا مرتبت بالا منقبت حضرت سید
شاہ محمد میاں صاحب زید محمد جم ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۳۰ھ

جامع کمالات منبع برکات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برکات اتم، پس اس مقام سبب حارض ہوں فساق کی امامت علی
الہدیب مفتی پر مکروہ تحریمی قابل اعادہ یا مکروہ تنزیہی یا کچھ تفصیل، اگر فساق کی امامت سے صلی بھی اور فساق دونوں
نماز پر میں بر تقدیر اعادہ صرف صلحا کے لئے نماز مکروہ تحریمی قابل اعادہ ہے یا صلحا و فساق دونوں کے لئے، اور صلی اگر
منع فساق عن الامامۃ سے عاجز ہوں تو صلوٰۃ خمسہ ہے بحاکمیت پر ضحایا فساق کی امامت سے پڑنا اولیٰ، در مختار میں
ہے کہ فساق دائمی و مجدد ولد الزنا وغیرہ کی امامت تب مکروہ ہے جب دوسرے ان سے اچھے ہو جو وہوں ورنہ نہیں، اب
دریافت طلب امر یہ ہے کہ جو مکروہ کہتے ہیں ان کے نزدیک بھی یہی حکم ہے یا کچھ اور، بینوا تو جودا۔

الجواب

امامت فساق کی نسبت علماء کے دونوں قول میں کراہت تنزیہی کہ فی الدرر وغیرہ اور کراہت تحریمی کہ فی المغنیۃ و
فی دوی الحجۃ والنبیین والشریئۃ والبیہ والاسود والعلیاء والی مراتب الفلاح وغیرہ، اور ان میں توفیق یہ ہے کہ
فاسق غیر معلن کے پیچھے مکروہ تنزیہی اور معلن کے پیچھے تحریمی، جہد ساق کی بدعت اگر حد کفر کو پہنچی ہو اگرچہ عند الفقہاء یعنی
مکروہ قطعیات ہو اگرچہ مکروہ ضربات نہ ہو، تو صحیح یہ ہے کہ اس کے پیچھے نماز باطل ہے کہانی مستحکم القدیر۔

پڑھی ہوں اُن کا پھیرنا واجب ہے، رد المحتار میں ہے،

مشو فی شرح الصلوة علی انت کراہۃ
تقدیمہ (یعنی العاسق) کراہۃ تحریمہ
در مختار میں ہے،

کل صلاۃ ادیت مع کراہۃ التحریم تعجب
اعادتها۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
بروہ نماز پڑھ کر اسبت ترمیمی کے ساتھ ادا کی گئی ہو اس کا
اعادہ واجب ہے۔ (ت)

مکتبہ ازل کا صحیح ضعیف ایضاً محلہ نواب مرسلہ عباد اللہ صاحب وکسینینٹر ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید بزم امامت غازی فرمیں پختگانہ و نماز جمعہ کچھ امت کثیر معمولی
جوتا جو ہر وقت پہنا کرتا ہے پس کرڑھاتا ہے وقت اعتراض پر کہ ترمذی حدیث مشکوٰۃ شریف دکھاتا ہے کہ حضور اقدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ اور پڑھی ہے چونکہ یہاں نہ کوئی وغیرہ کتب وغیرہ ہے جو دیکھ کر اطمینان کرایا جائے اور نہ کوئی
عالم ہے جس کے ذریعہ سے پایہ ثبوت کو پہنچیں لہذا آپ سے التماس کی جاتی ہے کہ براہ نوازش مآلہانہ آپ مع حوالہ کتاب
و باب و صفحہ و سطر حسب قاعدہ مرحمت فرمائیے۔

الجواب

تعظیم و ترویج کا یہ معروف پر ہے عرب میں باپ کو کاف اور انت سے خطاب کرتے ہیں جس کا ترجمہ
”تو“ ہے اور یہاں جو باپ کو ”تو“ کے بیشک بے ادب گستاخ اور اس آیت کریمہ کا مخالف ہے لا تعجل لهما
ان ولا تنهرهما وقد لهما قولاً کبریت (ماں باپ کو بڑوں نہ کہ نہ جھڑک اور اللہ سے عزت کی بات کہہ)
صد ہا سال سے عرف عام ہے کہ استعمال جوتے پہن کر مسجد میں جاسے کو بے ادبی سمجھتے ہیں اللہ دین نے اُس کے
بے ادبی ہونے کی تصریح فرمائی، امام برہان اللہ والدی صاحب بدایہ کی کتاب الجہنیم و المزیہ اور محقق بحسب
زین ابن عظیم کی تجر الرائی اور فتاویٰ سراجیہ اور فتاویٰ مملکہ یہ جلد پنجم ص ۱۲۲ کتاب انکراہت باپ خاص میں ہے،
دحول المسجد متنعلاً مکروہ (مسجد میں جوتا پہن کر داخل ہونا مکروہ ہے۔ ت) آج اگر کسی نواب کے دربار

رد المحتار	باب الامارۃ	مطبوعہ مصطفیٰ اہلبائی مصر	۱/۱۴۴
رد مختار	باب صفة العترة	مطبع مجتہدانی دہلی	۱/۲۱
تلا القرآن	۲۳/۱		
تلا فتاویٰ ہندوستان	باب فی آداب المسجد والقبلة	مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور	۵/۳۲۱

میں آدمی جو تپا پینے پلے توبہ ادب ٹھہرے نماز اللہ واحد قہار کا دربار ہے، مسلمانوں کی راہ کے خلاف چلنا اور ان میں فتنہ و فساد پیدا کرنا اور انہیں نفرت دلانا قرآن عظیم و احادیث صحیحہ کے ٹکڑوں سے قاطعاً حرام اور سخت حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۳۲ از ترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ و مسند عبد الحکیم صاحب (۲۱ جمادی الاول ۱۳۳۹ھ)
اگر کسی مسلمان کا بستی سے باہر دو سو سو محلہ میں مکان ہو اور وہ امام بھی ہو اور کبھی بخوبی نماز میں دھوکے سے اگر نماز پڑھے اور امامت کرے اور وہ ہمیشہ اپنے محلہ میں موجود رہتا ہے اور اپنی نماز بخوبی ادا امامت کا خیال نہیں کرتا ہے اور مسجد میں ایک ہفتہ میں جمعہ کی نماز پڑھانے کے واسطے آیا کرتا ہے اور ہمیشہ امامت کا جتو (فخر) رکھتا ہے کہ ہر امام ہیں ایسے امام کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں اور اس امام کی شرکت کرنے والے جو لوگ ہیں ان کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب

جس شخص کو جمعہ کا امام مقرر کیا ہے وہ اگر فقط جمعہ ہی کو اگر امامت کرتا ہے یا اور بھی کبھی کبھی آبا تہ ہے یا نہیں آتا اور اپنے محلہ میں نماز جماعت پابندی سے پڑھتا ہے تو اس پر کوئی الزام نہیں نہ اس کے شرکیوں پر کوئی الزام ہے اور وہ ضرور جمعہ کا امام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۳۳ از شہر فراشی محمد مسئلہ اہل محلہ معرفت ہدایت اللہ بخار ۱۲ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ

کی فرماتے ہیں علامتے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص جس کی نسبت تفضیلہ ہونا کہا جاتا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ طوائفوں کے ساتھ ملائیم غلاف شرع راہ و رسم وغیرہ رکھتا ہے نیز جس کے سر کے بال بھی مثل حورتوں کے شانوں سے نیچے دھکتے ہوں وہ کسی جائے نماز پر بلا اجازت اس موقع کے پیش امام کے اگر نماز جمعہ ادا کرنے کی غرض سے بحیثیت امام آدھ ہر اور ایک گروہ کثیر اس کے امام بنائے اور تہات کرے کے خلاف ہو اس پر وہ شخص متعدد آدمیوں کا امام بن کر نماز جمعہ ادا کر کے مع اپنے بھراہیوں کے چلا جائے بعد اس کے باقی انہو اسی موقع اور جگہ پر وہیں مجوز امام کی تقلید سے اس کے پیچھے دوسری بار نماز جمعہ ادا کریں تو ایسی صورت میں پہلے امام کی نماز جو اس نے ادا کی ہے جائز ہوئی یا دوسرے امام کی یا دونوں نہ ہوں۔

الجواب

مسلمانوں نماز حکم شرعی ہے احکام شرع کے مطابق ہی ہو سکتی ہے کوئی جانکی معاذ نہیں کہ جس نے جب چاہا کر یا حکم شرعی یہ ہے کہ اقامت جمعہ کے لئے سلطان اسلام یا اس کا نائب یا اس کا مامور بشرط ہے اور جہاں سلطان اسلام نہ ہو عالم دین فقیہ معتد اعلم اہل بلد کے اذن سے امام جمعہ و عیدین مقرر ہو سکتا ہے اور جہاں یہ بھی نہ ہو

تو مجبوری جسے وہاں کے عامہ مسلمان انتخاب کر لیں وہ امامت جمعیہ یا عیدین کر سکتا ہے ہر شخص کو اختیار نہیں کہ بطور خود یا ایک دو یا دس تیس یا سو یا کسی کے کے سے امام جمعیہ یا عیدین بن جائے ایسا شخص اگرچہ اس کا عقیدہ بھی صحیح ہو اور عمل میں بھی فتنہ و فحشاء ہو جب بھی امامت جمعیہ یا عیدین نہیں کر سکتا اگر کسی کا نماز اس کے پیچھے باطل محض ہوگی کہ ان تین باتوں میں سے ایک وجہ کا امام یہاں شرط صحت نماز متعجب شرط حضور و شہادت و ائمتہ و انصورت مستولہ میں پہلے لوگوں کا جمعیہ باطل محض ہو اور دوسرے لوگوں کا صحیح۔ درختار میں ہے،

یشترط لصحتها السلطان او صا صومۃ جمعیہ کی صحت کے لئے سلطان یا اس شخص کا ہونا جس کو سلطان نے قامت جمعیہ کی اجازت دی ہو ضروری ہے (تت) صریحہ خبر میں ہے،

اذا خلا التزام من سلطانہ دی کفایۃ فاکامومہ
موكالة لی العلماء ویلزم الامۃ الرجوع الیہم
ویصیرون ولا فاداعسر جمعہم علی واحد
استقل کل قطر یتبع علما نہ فان کثروا
فالمقیمۃ علیہم۔

جب زمانہ کامل سلطان سے خالی ہو جائے تو معاملات علماء کے سپرد ہوں گے اور امت پر علماء کی طرف رجوع لازم ہو گا اور علماء والی بن جائیں گے اور جب علماء کا کسی ایک معاملہ راجع و اتفاق مشکل ہو جائے تو لوگ اپنے اپنے ملحقہ ملحقہ کی اتباع کریں اگر علاقے کے علماء کی کثرت ہو تو پھر ان میں سے بڑے عالم کی اتباع کریں (تت)

تذیر الالبصار و درختار میں ہے،

انصب العامة الحطیب خیر معتبر مع وجود عامہ لوگوں کا معز کرنا حطیب کو معتبر نہیں جبکہ مذکورہ میں ذکر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۸۳: کانپور پرنٹنگ ناٹھ اسکول مسئلہ قاضی محمد شمس الدین ۲۱ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے بریل اس بارہ میں کہ اگر کوئی شخص حنفی المذہب و کرامات اولیاء اللہ کا قائل علم دین و فتنہ تجرید سے بہرہ ور حالت پیری میں نایا ہو گیا ہو تو اس کی امامت کیسی ہے، شرح وقایہ مجدد اول باب الجمعہ صفحہ ۲۴ میں مرقوم ہے کہ،

سلفہ درختار باب الجمعہ مطبوعہ مطبعہ مجتہدانی دہلی ۱۰۹/۱
سلفہ مدقہ نہ یہ شرح طریقہ محمدیہ النور الثالث من الزواج العلوم الثلاث الخ مطبوعہ نوریہ رضویہ فی علی آباد ۳۵۱/۱
سلفہ درختار شرح نذیر الالبصار باب الجمعہ مطبوعہ مطبعہ مجتہدانی دہلی ۱۱۰/۱

من مصلح اعمام فی غیرہا (فی غیر مصلوۃ
الجمعة) صحیح فیہا ای ان امر المسافر
او العبد فی الجمعة صحیح الخ
جواس (نماز جمعہ کے علاوہ میں امام بننے کی صلاحیت
رکھتا ہے وہ اس میں بھی امام بن سکتا ہے، یعنی اگر
مسافر، مرعین یا غلام نے جمعہ کی امامت کرائی تو جمعہ
صبح ہوگا الخ (ت)

کیا اس عبارت منصوص فیہ و شرع وقایہ سے یہ تنقید مترشح ہوتی ہے کہ جو نابینا متعین بعد اوصاف مذکورہ بالا ہوں اس
کے امام بننے سے معتبروں کی غار نہیں ہوتی، مسو بحر الزمان جلد اول ص ۳۶۹ کی عبارت صاف دال ہے کہ ابن ام حکوم
جو نابینا تھے امام بنائے گئے تھے بحوالہ کتب جواب رحمت فرمائیے۔

الجواب

نابینا مستثنیٰ صحیح العقیدہ صحیح الطہارۃ صحیح القرآن بشائبہ امام ہو سکتا ہے صرف اس کا غیر "ولی" سے اگر یہ
اُس سے مسائل نماز و طہارت میں ظلم زیادہ نہ رکھتا ہو ورنہ یہی اولیٰ ہے کہنا فی الذم وغیرہ (جیسا کہ درمختار وغیرہ
میں نابینا کا حکم بیان کیا گیا ہے۔ ت) عبارت مذکورہ سوال کو امامت نابینا کی نفی ہے کوئی تعلق نہیں ہاں جمعہ و
عیدین میں مینا ہر نابینا ہی شخص امام ہو سکتا ہے جو خود سلطان اسلام ہو یا اُس کا والد یا ویاں کا اعظم بل بلکہ
یا اُس کا والد یا والدہ بفرودت بتے امام مسلموں نے نہ ہزاروں میں امام مقرر کیا نابینا، مگر ان پانچ میں سے نہ تو جمعہ
عیدین اسی کے چمے ہو سکیں گے اور مینا اگر ان میں سے نہیں تو اُس کے پیچھے نہ ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۲ از بشارت گنج ضلع بریلی مستور حامی رضا خاں صاحب ۴ رجب ۱۴۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید قوم سادات سے ہے اور امامت بھی کرتا ہے وہ پیر اور
مستثنیٰ عالم کو کیساں سمجھتا ہے۔ مسئلہ غیب کا جب ذکر آتا ہے جواب میں یہ کہتا ہے یہ مسئلہ جدید نہیں ہے قدیم سے
اسی طرح جگر اچھا چلا آیا ہے اور عالم باہمی تقریر اور جھگڑتے چلے آئے ہیں اس مسئلہ کے بارے میں ہم کچھ
نہیں کہہ سکتے اور مسائل ایک مفتی مستثنیٰ عالم کے جو کہ اہیات سنت و تعجب سے تعلق رکھتے ہیں ان کے بارے میں
کہتا ہے کہ کسے تو جواب ہے نہ کہ کسے تو حرج نہیں اور خلاف کمیشن جو علمائے دہلیہ کر رہے ہیں ان کی امداد پہنچانے کی
معرض سے نہایت کوشش سے چند فراہم کر کے پہنچاتا ہے اور جب یہ کہا جاتا ہے کہ مستثنیٰ عالم انکار کرتے ہیں تو جواب
میں کہتا ہے کہ ہم کس کا منہ پکڑیں لوگ تو مستثنیٰ عالموں کو طرفدار انگیزہ و ملازم کہتے ہیں، عمر و ایک مستثنیٰ مفتی عالم کا مرید

زید کی ان باتوں سے متغیر ہو کر نماز جو ترک کر کے ٹھہر چکا ہے آیا اس صورت میں زید قابل امامت ہے یا نہیں؟
معتبر کتب سے ثبوت ہوتا ہے۔ بینوا تو جو دوا

الجواب

جو شخص وہابیہ اور اہلسنت علماء کو یکساں سمجھتا ہے اُسی قد بات اُس کے خارج از اسلام ہونے کو بہت ہے اُس کے پیچھے نماز باطل ہے جیسے کسی ہندو یا نصرانی کے پیچھے۔ جو اگر اور جگہ نہ مل سکے نہ اُسے امامت سے جدا کر سکے تو فرض ہے کہ ٹھہر پڑے اُس کے پیچھے جو پڑھے گا تو سخت شدید و کبیرہ گناہ کرے گا اگرچہ بعد کو ٹھہر بھی پڑے۔ اور اگر نہ پڑے تو نہ جو ہوگا نہ ٹھہر، فرض سر پر رہ جائے گا۔ فتح القدیر میں ہے:

روى محمد بن ابى حنيفة و ابى يوسف و حنفى امام محمد بن ابى حنيفة و امام ابو يوسف و حنفى
الله تعالى عنهم ان الصلاة خلف اهل
لا هواء لا تجوز والله تعالى اعلم
لعمري محمد بن ابى حنيفة و ابى يوسف و حنفى امام محمد بن ابى حنيفة و امام ابو يوسف و حنفى
تعالى عنهم من رواية كذا كذا اهل بدعت و بدعت
الكل من غير انما جازئ نہیں۔ (ت)

مسئلہ ۸۴۴ از ماہرہ شریف ضلع ایڑہ مرسلہ جناب شہید ظہور حیدر میاں صاحب ہم جاہی الٰہی ۱۲/۳۱۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص ہمیشہ ہمیشہ اور کثرت اعتقاد یا کسی اور مرض جسمی
کے بجائے غسل تیمم سے نماز ادا کر رہا ہے امامت کراہی اس کو تم سے منع اور مقتدیوں کے جائز ہے یا نہیں؟
بینوا تو جو دوا

الجواب

کثرت اعتقاد تو خود کوئی وجہ جواز تیمم کی نہیں جب تک نہانے سے مضرت نہ ہو بے صحیح اندیشہ مضرت کے تیمم
سے پڑے تو اس کی خود نماز نہ ہوگی دوسرے کی اُس کے پیچھے کیا ہو، ہاں جسے بالفعل ایسا مرض موجود ہو جس میں نہانا
نقصان دے گا یا نہانے میں کسی مرض کے پیدا ہو جانے کا خوف ہے اور یہ نقصان و خوف یا تو اپنے تجربے سے معلوم
ہوں یا طبیب عاقل مسلمان غیر فاسق کے بتائے سے، تو اُس وقت اُسے تیمم سے نماز جائز ہوگی اور اب اس کے
پیچھے سب مقتدیوں کی نماز صحیح ہے، غرض امام کا تیمم اور مقتدیوں کی پابائی کی طہارت سے ہونا صحیح امامت میں نفل ادا
نہیں، ہاں امام نے تیمم کی بے اجازت شرع کیا ہو تو آپ ہی نہ اُس کی ہوگی نہ اُس کے پیچھے اور وہ کی۔ تنویر میں ہے،
صحاقتہ و متوضی بستیتم (وضو والے کی اقتدا تیمم والے کے ساتھ صحیح ہے۔ ت)، بجز ارا ائق

میں ہے :

ترجیح المدھب بعمل عمرو بن العاص
رضی اللہ تعالیٰ عنہ حین صلی بقومہ بالتیمم
لخوف الیوم من غسل الجنابة وھم
متوہشون ولم یأمرهم علیہ الصلوۃ و
السلام بالاعادة حین علمہ

واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۷ شوال ۱۳۱۷ھ

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل اس
مذہب کی ترجیح کا سبب ہے کہ انھوں نے رؤی کی
وجہ سے غسل جنابت کی بجائے تیمم کر کے اپنی قوم کی امامت
کی صافکہ لوگوں نے وضو کیا ہوا تھا اور جب حضور
علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں یہ معاملہ پیش ہوا
تو آپ نے نماز کو مانے کا حکم نہیں فرمایا (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک امام فقط نماز جمعہ پڑھتا ہے دیگر اوقات پنجگانہ نماز میں
کبھی امامت نہیں کرتا اور اس امامت جمعہ کے عوض میں سال بھر کے بعد رمضان المبارک کے آخر جمعہ میں اور نیز عیدین
کی نماز کے بعد اجرت امامت جمعہ و امامت عیدین مصلیٰ سے طلب کرتا ہے یہ اجرت اس کو حلال ہے یا حرم ؟
اور ہر جو شخص بھی اخذ اجرت سے باز نہیں آتا ایسے شخص کے بھیجے نماز جمعہ عیدین مکروہ ہے یا ناجب کر ؟
بینوا تو جروا۔

الجواب

اجرت امامت اگر اس شخص سے قرار پائی ہے کہ فی جمعہ یا ہر بار یا سالانہ اس قدر دیں گے یا خاص اس
سے قرار داند ہوا مگر وہاں اس امامت کی خواہش نہیں ہے اسے بھی معلوم تھی یہ اسی کے لئے امام بنا اور امام بنانے
والوں نے بھی جانا اور مقبول رکھا فرض مراعات زیادہ تین اجرت ہو لیا تو یہ اجرت اسے حلال ہے اور اس وجہ سے
اس کے پیچھے نماز میں کچھ کراہت نہیں کہ امامت و اذان و تعلیم فقہ و تعلیم قرآن پر اجرت لیے کو ائمہ نے بضرورت زمانہ
جائز قرار دیا ہے کما لصواعیہ فی لکثہ فاطبہ (جیسا کہ اس پر کتب میں تفصیل قاطعہ موجود ہیں)۔ ت
اور جب تعین بریا تو اجارہ صحیح ہوا جس میں کوئی مضائقہ نہیں اور اگر اجارہ مراعات خواہ دولہ واقع تو ہوا یعنی اس نے
اجرت کے لئے امامت کی اور قوم نے بھی اسے اجیر سمجھا مگر تعین اجرت نہ بیان میں آئے قرآن سے واضح ہوا تو
اجارہ فاسد ہے وہ اجرت اس کے حق میں غیث ہے اسے تصدیق کر دینے کا حکم ہے مگر اصل اجارہ اب
بھی باطل نہیں نہ طلب اجرت ظلم ہے ایسا اجارہ اگر متعدد بار کرے گا فاسق ہوگا اور اس کے پیچھے نماز مکروہ

اور اگر سر سے اجاڑی نہ ہو انہیں حراۃ خدوۃ اور اب اُجرت ملتا ہے تو صریح ظلم و فسق و کبیرہ ہے یہاں مطلقاً
 اُس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 مسئلہ ۸۳ ذی قعدہ ۱۳۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام مسجد یہ کہتے ہیں کہ نماز کے بعد مصافحہ پانچویں نماز فجر
 درست نہیں اور اہل محلہ کہتے ہیں درست ہے اور کہتے ہیں کہ اگر تم اس کے جواز کے قائل نہ ہو گے تو ہم تمہارے
 پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے اس لئے کہ تمہارا مذہب ہمارے مذہب کے خلاف ہے لہذا فرمائیے کہ شرع شریف
 میں کس طرح ہے اور کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

الجواب

صحیح یہ ہے کہ مصافحہ بعد نماز مباح ہے نص علی تفسیر حصہ العلامة للحاجی فی نسیم الریاض
 (علامہ حاجی نے نسیم الریاض میں استیعج قرار دیا ہے۔ تہام اگر سنی مذہب ہے صرف اسی مسئلہ میں سنی
 خیال بنظر بعض عبارات فقہیہ یہ ہے تو اسے بجا دینا چاہئے کہ تصحیح و ترجیح جانب جواز ہے صرف اتنی بات پر
 وہ ترک اقامہ کا مستحق نہیں اور اگر رہنمائے دہلیت اس کا انکار کرتا ہے تو وہابی بلاشبہ لائقِ امامت نہیں
 اہل محلہ کو چاہئے ہرگز اس کے پیچھے نہ چلیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 مسئلہ ۸۴ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نماز کی پڑھائی معین کر کے لینا درست ہے یا نہیں؟
 بینوا توجروا۔

الجواب

درست ہے عجزِ بچہ بہتر ہے اللہ کے واسطے پڑھائے اور نمازی اسے عاجز دیکھ کر اللہ کے لئے اس
 کی اعانت کریں یہ صاف کر دیا جائے کہ امامت کی اُجرت کچھ نہ لی دی جائے گی یوں بلا دغدغہ حلال حرام ہے
 لان النقص الصریح یزید حکم دلالۃ الحال فان الصریح یعوق الدلالۃ کما فی قاضی خاں (کیونکہ
 حراۃ خدوۃ و دولت مال کو زائل کر دیتی ہے کیونکہ حراۃ و دولت سے فوقیت رکھتی ہے قاضی خاں میں اسی طرح ہے۔ ت)
 واللہ تعالیٰ اعلم

لے در مختار کتاب الحجۃ مطبوعہ مطبعہ مجتہدی دہلی ۱۵۹/۲
 فت، سعی بسیار کے باوجود یہ عبارت قضاوی قاضی خاں سے نہیں مل سکی، در مختار سے یہ عبارت مفہوماً
 ملتی ہے اس لئے اس کا حوالہ دیا ہے۔ نذیر احمد سعیدی

مسئلہ ۸۳۱۔ اراد آباد مسئلہ مولوی محمد عبدالباری صاحب، صفر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بعد فراغت نماز اگر امام مقتدیوں کو مجبور کرے کہ بات اُس کے دینے ہی بیٹھے ہیں اور انھیں تاخیر میں مقتدیوں کا قریب نصف گھنٹہ کے ضائع ہوا اور در صورت عدم شرکت بوجہ مجبوری اُن پر اتنا نام مذکور بجا لگا سکے تو یہ چیز کہاں ثابت اس کے لئے کون سی حدیث ناطقہ اور اُس چیز کا نام سنت نبوی رکھنا اور اُن کو مجبور کرنا حتیٰ کہ اُن پر الزام توہب کا نہیں بلکہ تلب کا لگانا شرع شریف میں کسی مقام پر وارد ہے؟

الجواب

اہم کو سلام کے بعد مقتدیوں پر کوئی جبر کا اختیار نہیں سلام سے تو اُس کی ولایت منقطع ہو چکی عین نماز میں جب تک وہ مقبوض تھا اور اُس کی پیروی مقتدیوں پر واجب تھی اُس وقت بھی اُسے حرام تھا کہ سنت سے زیادہ کوئی بات ایسی کرے جو مقتدیوں پر ثقیل و گراں ہو اُس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غضب شدید فرمایا اور ایسا کرنے والا کو فتن بتایا یعنی سخت فتنہ گر، تو بعد نماز بلا وجہ شرعی مجبور کرنا اور نہ ماننے والے کو جبراً اتنا نام لگانا کیسا سخت حرام شدید اور ظلم بعید ہے۔ پھر اس نظم و حرام کا نام معاذ اللہ سنت رکھنا نہایت سخت اشد اور صریح گمراہی اور سنت پر اقرار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۸۳۲۔ مسئلہ مکرم احمد اللہ صاحب صدر بازار ہرودئی

تارک فرض و واجب نیز سنت موکدہ اور تارک مستحب و مباح کس درجہ کا گنہگار ہے۔ تارک اور غصب یا تارک مستحب و مباح کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جو دوا

الجواب

فرض کے ایک بار ترک سے فاسق ہے اور ترک واجب کی عادت سے، سنت موکدہ حکم میں قریب واجب ہے، فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے، اور فسق باطلان بہر تو اسے عام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ کوئی کر بڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب، مستحب و مباح کے ترک میں کچھ گناہ نہیں، نہ ان کے تارک کی امامت میں کچھ نقص۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۸۳۳۔ از شہر کندہ ۲۷ رجب ۱۳۲۰ھ

ما قولکم سر حکمہ اللہ تعالیٰ اس مسئلہ میں کہ امام ختم سورہ میں اس قدر دیر کرتا ہے کہ بعد آمین کہنے کے کل عقیدہ پڑھ لیا جائے اس قدر دیر کرنا امام کو جائز ہے یا نہیں۔ اس کو منع کیا گیا کہ اس قدر دیر نہ کیا کرو تو دکتا ہے کہ سورہ سوچنے میں دیر ہو جاتی ہے اور وہ دیر کرنے کو نہیں چھوڑتا ہے۔ پس اس امام کی اقتداء سے نماز میں کسی

قسم کی کہ بہت ہوجاتی ہے یا نہیں؟

41

41

الجواب

سورۃ سوچنے سے اتنی دیر میں تین بار سبحن اللہ کہہ دیا جائے ترک واجب و موجب سجدہ سوچنے کے بعد
نص علیہ فی التنبیہ والدرد والعیۃ وغیرہما (تنبیہ، درد، غنیدہ وغیرہ میں اس پر فس کہ ہے۔ ست)۔
تو یہ جس کی عادت ہے اس کے پیچھے نماز میں ضرور کہ بہت ہے۔ عالمگیریہ و محیط میں ہے،
من یقف فی عیو مواضعہ ولا یقف فی مواضعہ۔ ہر نہ ٹھہرنے کی جگہ وقف کرے اور وقف کی جگہ وقف
لا یشغی لہ ان یوم وکذا من یقف عنہ عند ذکرہ اسے چاہئے کہ وہ امام نہ بنے، اور اسی طرح
القرآن اکثر۔ اس شخص کا حکم ہے جو قرات کرتے وقت کثرت سے
کہتا ہو۔ (د)۔

جو وقف و وصل بے جا کرے یا پڑت وقت بار بار کہنا کرے جب اسے فرماتے ہیں کہ اس کی امامت سزاوار نہیں
بلکہ مراعات وقف و وصل واجبات نماز سے نہیں۔ تو جو واجب نماز یعنی وصل سورۃ و فاتحہ بے غنی کے ترک
عادی ہو پھر اولیٰ لائن امامت نہیں، ہاں فاتحہ کے بعد اتنی دیر کہ دم راست کرے آمین کہے، کوئی سورۃ ابتدا
سے پڑھنی ہو تو بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے، دیر کی قدر یا طویل پڑھے، کبر یا سبحان کہے گی، بلاشبہ مباح و مستحب
مستحب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از شہر کتہ ۲۸ ربیع الآخر شریف ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارہ میں کہ یہ کہتا ہے کہ لہ لا الہ الا اللہ کے محمد رسول اللہ
کی ضرورت ہے، اگر جنت نہ ہوتے گا تو کیا اعراف میں بھی نہ جاسے گا۔ یہ قیام میں نماز کے بقدر سات بار
اللہ اکبر کہنے کے ٹھہرا ہے۔ کہتا ہے کہ عرف سبحن اللہ و بحمدہ کہنے سے نماز ہوجاتی ہے
بے گز نہ ٹوپی کے نماز ادا کرتا ہے کہتا ہے کہ صرف پانچ بار سے نماز ہوجاتی ہے یوں بھی کہتا ہے کہ نماز میں الحمد
سورۃ کی پڑھا بہت نہیں ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ ایسے شخص کو مسلمان کہنا چاہیے یا نہیں؟
ایہ اسلام کا سارا ماوا اس سے چاہتے یا نہیں، جواب بدیل قرآن و حدیث و فقہ تحریر فرمائیں۔ میو اتو حروا

الجواب

صاف، انجام پنے مالکی حنفیہ بنی کا شکار کہ نماز بایں معنی تو ہوجاتی ہے کہ فرض ساقط ہو گیا، اگر کوہ تحریری
لے غنیۃ المستملی شرح فیہ فصل جود السہو مطبوعہ سیل الیہی لاہور ص ۲۶۵
درختار باب جود السہو مطبع مجتہائی دہلی ۰۳/۱
ملے فتاویٰ ہندیۃ الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماما لغيرہ مطبوعہ ذرائع کتب خانہ پشاور ۸۶/۱

ہوتی ہے۔ واجب ترکہ ہوتا ہے۔ فاعل گنہگار ہوتا ہے اس کا پھینکا گردن پر واجب رہتا ہے نہ پھیرے تو دوسرا گنہ سر پر آتا ہے، ہاں اگر اس نے ہی کپڑے کی قدرت سے تو ایسی محتاجی میں مجبوری و معافی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

لا یصلی احدکم فی الثوب الوحد لیس علی عاتقہ من شیء بلع رواۃ الشیخات عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ہرگز تم میں کوئی شخص ایک ہی کپڑا پہن کر نماز نہ پڑھے کہ نہ سر پر اس کا کوئی حشر نہ ہو۔ اسے امام بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

حطیب بغدادی جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الصبیحۃ فی السراویل وحدث یعنی صرف پانچ جامد سے نماز پڑھنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے من فرمایا۔ خلاصہ و ہندیہ وغیرہ میں ہے،

لوصلی مع السراویل والقمیص عند یکرہ کیے اگر کسی نے فقط سٹلہ میں نماز ادا کی حالانکہ اس کے پاس کچھیں موجود تو نماز مکروہ ہوگی (نت)۔

نماز میں فرضیت قرأت کا انکار احادیث کثیرہ صحیحہ میں ضروری طور پر مستند المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رد اور اجماع اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رد ہے۔ اجماع مسطور کا خلاف اور اب مگر اسی و ضد استیفاء صاف ہے۔ امام عبد الرہب شمر فی میزان الشریعۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں،

اجمعہ الائمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم علی ان الصلوۃ لا تصح الا مع المسلم بدخول الوقت ومعنی ان الصلوۃ اسکا نا داخلۃ فیہا ومعنی ان النیۃ فرض وکذا تکبیرۃ الاحرام والقیام مع القنۃ والقنۃ والسرکوع والسجود و الجوس فی التشہد الخیر (الی امت قل) تمام ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اتفاق ہے کہ صحت نماز کے لئے نمازی کو اس بات کا علم ہونا ضروری ہے کہ نماز کا وقت شروع ہو چکا ہے، اس پر بھی اتفاق ہے کہ نماز کے ارکان نماز میں داخل ہیں، اس پر بھی اتفاق ہے کہ نیت فرض ہے، اسی طرح تکبیر تحریر اور قدرت کے ساتھ قیام قرأت، رکوع، سجود، وغیرہ تشہد

۵۲/۱	مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی	باب اذا صلی فی الثوب الواحد الخ	صحیح بخاری
۱۹۸/۱	ترجمہ امج المطابع کراچی	باب الصلوۃ فی ثوب واحد الخ	صحیح مسلم
۱۳۸/۵	دارالکتب العربیہ بیروت	حدیث ۲۵۶۲	شہ تاریخی بغداد
۱۰۶/۱	مطبوعہ نوزانی کتب خانہ پشاور	الفصل الثانی فیما یکرہ فی الصلوۃ وما لا یکرہ	تلک فتاویٰ بہت دیر

میں پیشہ (آجے چل کر کما) یہ وہ مسائل ہیں جن پر میں
نے اجماع پایا ہے ان کو میری مرتب کردہ کتاب
المیزان میں داخل کرنا صحیح نہیں۔ (ت)

هذا ما وجدته من مسائل الاجماع
التي لا يصح دخولها في مرتبة التيقن.

رحمة الامر في اختوت الامر میں ہے،

فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ امام اور منفرد پر
فجر کی دو نون رکعات اور اس کے علاوہ دیگر نمازوں
کی پہلی دو رکعات میں قرأت فرض ہے۔ (ت)

اتفقوا على ان القرأة فرض على الامام و
المنفرد في ركعتي الفجر وفي الركعتين
الاوليين من غيرهما.

بلکہ امام ابن امیر الحاج حلیہ میں فرماتے ہیں،

صاحب عایۃ البیان نے اہم کی خرق اجماع کی طرف
نسبت کی ہے اور یہ بات واضح کر رہی ہے کہ اہم
کے عدم فرضیت کا قول کرنے سے پہلے اس کی فرضیت پر
اجماع ہو چکا ہے۔ (ت)

لصاحب صاحب غایۃ البیان الاصح ان خرق
الاجماع وهو یقید سبق الاجماع عن
الافتراض قبل ذهب به الى عدمه.

انگریزی میں ہے،

خبر واحد کا منکر کافر نہیں البتہ ترک قبول کی وجہ سے
گنہگار ہو گا۔ ظہیر یہ میں اسی طرح ہے۔ (ت)

من انکر خبر الواحد لا یکفر غیرا به یا شہ
بتوکل القول حکما فی اظهریۃ.

خطاوی میں ہے،

یعنی جو ان چاروں مذہب سے اس زمانہ میں باہر
ہے وہ بدعتی اور جہمی ہے (ت)

من كان خاصا عن هذه الامارة في هذا
الزمان فهو من اهل البدعة والناسخ.

نماز میں الحمد سورۃ کی حاجت نہ ماننا بھی جہلی قبیح اور ارشادات حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا

۱۴۶/۱ مطبوعہ معیضۃ البابی مصر باب صفۃ القلۃ
۳۸ مطبوعہ معیضۃ البابی مصر من ۳۸ باب شرط الصلوۃ
۲۶۵/۲ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پٹور
۱۵۳/۲ دار المعرفۃ بیروت

۲۶۵/۲ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پٹور
۱۵۳/۲ دار المعرفۃ بیروت

انکار صریح ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

لاصلوة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب۔ یعنی بے سورہ فاتحہ کے نماز ناقص ہے۔ رواہ الاثنی عشر
احمد والمستند عن عبد بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (اسے امام احمد اور اصحاب صحاح ستہ
نے حضرت عبد بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)
دوسری حدیث میں فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

من صلى صلاة لم يقرأ فيها بفتح الكتاب
فهي حدة آثم۔ رواہ احمد ومسلم و
ابوداؤد والترمذی والنسائی عن ابی ہریرۃ
واحمد وابن ماجہ عن ام المؤمنين
الصديقة رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔
یعنی جو نماز بے سورہ فاتحہ کے ہو ناقص ہے۔ اس
کو امام احمد، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور امام احمد
اور ابن ماجہ نے حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے۔

تیسری حدیث میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے،

ان النبي صلى الله عليه وسلم اصبر ال
يخرج فينادي ن لا صلوة لا بقرة ولا تحم
الكتاب فصار آثم۔ رواہ احمد و ابوداؤد۔
یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں
حکم دیا کہ باہر نکل کر دی کو دیں کہ بے سورۃ فاتحہ
اور کچھ زائد قرأت کی نماز ناقص ہے۔ اس سے کہ
امام احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

چوتھی حدیث میں ہے، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

لا تحزني صلاة الا بفاتحة الكتاب و
معها غيره۔ رواہ الامام الاعظم ابو حنیفہ
رضی اللہ عنہ عن حید نا ابی سعید
الحدری رضوان اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ
نماز کام نہیں دیتی بے فاتحہ اور اس کے ساتھ اور
قرأت کے۔ اس کو امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ نے سیدنا ابو سعید الحدری رضوان اللہ تعالیٰ علیہ
سے روایت کیا اور معنی اسی طرح ترمذی اور ابن ماجہ

۱۰۴/۱	مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی	باب وجوب القراءة للامام الخ	صحیح بخاری
۱۴۰/۱	فور محمد اصح المطابع کراچی	باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة الخ	صحیح مسلم
۴۲۵/۲	دار الفکر بیروت		مسند احمد بن حنبل از مسند ابی ہریرہ
ص ۵۸	فور محمد اصح المطابع کراچی	کتاب الصلوة	مسند الامام اعظم مع تفسیق النظام

بحوالہ عبد الترمذی وابن ماجہ۔

نے روایت کیا ہے۔

اور ان سب سے سخت تر و ناپاک تر اُس کا وہ قول مرہ و سب کر کلہ طیبہ میں (خاکش بہ من، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہنے کی کیا ضرورت! اگر اس سے یہ مراد لیتا ہے کہ اسلام لانے کو صرف لا الہ الا اللہ ماننا کافی ہے محمد رسول اللہ کی حاجت نہیں جب تو قطعاً یقیناً زکا فرم رہا ہے۔ عورت اُس کی اُس کے نکاح سے نکل گئی پاس جاسے گا تو زنا ہوگا، اولاد ہوگی تو ولہ الزنا ہوگی۔ عورت کو اختیار ہے جس سے چاہے نکاح کرے۔ اور اگر یہ مراد نہیں تاہم اس ناپاک کلام کی طرز سوق سخت گستاخی و بے باکی سے جبر دے رہی ہے۔ اور وہ لفظ کہ "جنت میں نہ جاسے گا تو کیا اعزاف میں نہ جاسے گا" دین متین کے ساتھ استہزاء کا پتا دیتا ہے۔ بہر حال اس قدر میں شک نہیں کہ شخص مذکور فاسق فاجر گمراہ و مذہب ہے اُس کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز و ممنوع ہے کہ حقیقت کا فیہ رسالت اللہ لا یکید و ذکرہ فی حدیث مواضع من حدیثنا (اس کی تفصیل ہم نے اپنے رسالہ النہی لاکید اور اپنے فتاویٰ میں متعدد جگہ پر کی ہے۔ یہ مسلمان اس سے تو بڑے اگر توبہ کر لے فہا درہ اس کے ساتھ وہ معاملہ برقی جو یہ دینوں کے ساتھ چاہئے واللہ المہادی واللہ سبیلہ و تعالیٰ اعلم۔

التَّهْلِي الْأَكِيدُ عَنِ الصَّلَاةِ وَرَاءَ عَدَى التَّقْلِيدِ^{۱۳} (دشمنِ تقلید کے پیچھے نماز ادا کرنا سخت منع ہے)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تمام خوبیاں اُس ذاتِ اقدس کے لئے جس نے ہمیں
یہ دیکھ کر اپنی عنایت اور ہمیں محنت و مشقت سے
بچا لیا، ہم میں اچھے و اعلیٰ امام بناسے جن کی اقتدا
کی جاتی ہے اور ان پر اعتماد کیا جاتا ہے، ہمیں اہل فتنہ
کی اقتدا سے محفوظ کیا، نہایت ہی عاجزانہ طور پر
صلوٰۃ و سلام ہو اس امام و مقتدا پر جو امین، جیسے پنا
اور سب سے بڑے محسن ہیں جن کا اسم مبارک تمجید ہے
جو روح و بدن کے مربی ہیں، ان کی آل و اصحاب پر
بھی سزا و جزا، ان ائمہ مجتہدین پر بھی جو اپنے اپنے زمانے
کے لئے چراغ ہیں، غرضی امور کو کھولنے اور باطنی
معاہدات کو ظاہر کرنے والے، رازوں کے پتھر محفوظ
کُننِ نبی کی طرف بادی، سنن کی نیر فرات سے شکر
بھر بھر کر چلنے والے، اسے احسان فرمانے والے
اس کے ساتھ ہم پر بھی رحمت کا نزول ہو۔ میں گواہی

الحمد لله الذي هدانا لهذا السنن
و وقتنا المحنت و جعل فينا
حكما امام حسن و به يتكاثرو
وعليه يؤتمن و اغنانا من
لغتي باهل الفتن و انصلا
الحبنة والسلام الاخلاق و على الامام
الاميرت الامانت الامن محمد
مربي الروح والبدن و آله و صحبه في
السروالصلو و الاثمة المجتهدين
مصايح الزمن و كاشفي ما خفي و
مظهري ما بطن و الثقات السرة
هداة السنن و السقااة القراءة من
من فرة السنن و علينا بهم يا عظيم
المنن و اشهد ان

لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ و
 اشہدان محمد عبدہ ورسولہ
 صلی اللہ علیہ وسلم
 وھن :-
 دیتا ہوں اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود
 نہیں، ذات و صفات میں اس کا کوئی شریک نہیں،
 اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 اس کے برگزیدہ بندے اور رسول ہیں، ان پر حق کے
 رب کی طرف سے صلوة و سلام اور کرم و لطف ہو۔ ایت،

اما بعد یہ چند مسطور کا شفق السطور علیہ الافاضہ حمیلۃ العامۃ میں اتھارہ صواب میں اس سوال کے جواب
 میں جو فقیر تاسرا عبد المصطفیٰ احمد رضا محمدی مثنوی خفی قدوری برکاتی بریلوی عفر اللہ وحق اللہ واصل علیہ السلام کے پاس
 مولوی فضل الرحمن صاحب حفظ عن الشرع ائمہ جامع مسجد فیروزپور کا بھیجا گیا ہے فیروزپور ملک پنجاب سے آیا
 فقیر ان دنوں ایک مبارک رسالہ کو اب سوال فریاد کر رہا ہوں کہ مثنوی برکاتی بریلوی عفر اللہ وحق اللہ واصل علیہ السلام کے پاس
 ائمہ اس کے بعد اور چند مسائل دیگر بلاؤ کہ مسئلہ پنجاب پر حق تقدم حاصل، جب ان سے فراغت پائی اس کی نوبت
 آئی النہم الا حکید عن الصلوة واما بعد فی التفتید (۵۱۳۰۵) اس تحریر کا نام اور یہی اس کی
 تاریخ آغاز و انجام اس رسالہ میں اصل قصود یہ ظاہر کرنا ہے کہ غیر مقلدوں کے پیچھے نماز تاروا ہے اس کے ضمن
 میں ان کے بعض عقائد و احوال و عبادت و غیرہ پر اس رسالہ میں تخریر کیا ہے۔ نوی سے مسئلہ کہ قبول فرمائے
 اہل اسلام و سنت کو قطع پہنچا ہے۔ از انجا مومنوں رسالہ رد مخالفت نہیں، تہذا لحاظ مجاہدوں سے کناہ گزیر کر
 دہ تو ایک فتویٰ ہے جو اب مسئلہ کی حد پر مقرر اور اپنے موافقوں پر ایک حکم کا منظر جسے اس رنگ کا کلام مشتاق
 بنائے تصانیف افاضل یا فقیر حقیر کے دیگر مسائل مدبرہ مجموعہ اب سرقۃ الشارحۃ علی مارقۃ المشائخۃ
 کی طرف رجوع لائے وحبنا اللہ و نعم الوکیل و افضل الصلوة علی الحبيب الجمیل و
 الہ و صحبہ بالوفۃ التبجیل امین امین یا عزیز یا جلیل۔

نعل جارت استفا

مشکلہ باسمہ سبحانہ :- بخند مت بابرکت حضرت مولینہ و بالفضل و الکمال اولنا محمد و کم محرم معظم حضرت مولینہ
 احمد رضا خاں صاحب سلم الرحمن۔ سلام سنوں پر نیاز مقرر کے بعد عرض ہے کہ شہ اس استفتا کا جواب
 مرحمت فرمائیں کہ عند اللہ ما جور و عند الناس مشکور ہوں۔ مولوی غلام نبی صاحب امام مسجد قصابان غور و جوشاگرد
 مولویان مکتبہ کے علاوہ فیروزپور کے ہیں اول انہوں نے رسالہ مثنوی طبع جس میں حضرت ابن عربی اور مولینہ رور
 و مولانا عبد الرحمن جامی علیہم الرحمۃ کی تکفیر و رجحان اور رسالہ مطیع فیروزپور میں حافظ محمد صاحب مکتبہ نے چھاپا ہوا

اس کی تصدیق پر اپنے دستخط کر دیے تھے جس کے شاہد بہت لوگ موجود ہیں اور اس کا کسی قدر ذکر رسالہ تصریح
الحکات فرید کوٹ کے صفحہ ۱۴ کے متن و حاشیہ میں مندرج ہے۔ پھر جب ریاست فرید کوٹ میں علمائے مقلدین کا
مناظرہ ہوا تھا تب بھی یہ مولوی صاحب بشمول علما غیر مقلدین کے تھے اور ان کے زمرہ میں ریاست رخصت نامہ کے
والس آئے تھے جیسا کہ اشتہار ۱۱ فروری ۱۸۸۳ء مطبوعہ ریاست فرید کوٹ اس پر شاہد ہے اور رسالہ کے
صفحہ ۱۷ میں بھی اس کا نام بزرگہ غیر مقلدین شامل ہے۔ پھر مسائل اور واقعات ان کے بھی صریح غیر مقصدی کی
دلیل ہیں جس کا نمونہ ایک یہ ہے کہ مسکاۃ فاطمہ بنت امام الدین حان کو جب اس کے شوہر نے مطلقہ کیا اور طلاق نامہ
تحریر ہوا تو بائیس روز بعد ازاں عدت کے اندر ہی مولوی حشار الیہ نے اس مطلقہ کا نکاح باجوہین ملزم مسکوٹ
لال کرنی سے منع کر دیا اور اس کی دلیل مولوی جمال الدین امام مسجد نورچران کلاں کو دکھلائی کہ حدیث ترمذی سے
ثابت ہے کہ طلع کی عدت ایک حیض ہوتا ہے، اس پر جواب دیا گیا کہ دینی کتابوں میں مثل فتح القدر وغیرہ کے صریح
لکھا ہے کہ طلع طلاق ہے بسنہ حدیث بخاری وغیرہ کے اور مجہور امامان سلف و خلف کا یہی مذہب ہے کہ مطلقہ
فی باب الخلع (جیسا کہ باب طلع میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ ت) اور باب عدت میں بھی مذکور ہے
کہ طلاق اور طلع اور لعان سب کی عدت تین حیض ہیں اور مہتر تاجا۔ یس یہ نکاح عدت کے اندر حنفی، مالکی، شافعی
سب کے نزدیک نادرہ ہے جو شخص بیعت نہ کرے نہ نکاح کرے اور نہ کوہل بنا دینے تک نوبت پہنچائے
تو اس کے بچے اقمار ہا ہے یا نہیں؟ بیوا تو عروا۔ حرہ فقیر محمد فضل الرحمن امام جامع مسجد صدر بازار فیروزپور
پنجاب ۱۰ اشوال ۱۳۰۵ھ محمد فضل الرحمن

اللهم هداية الحق والصواب

الجواب

فخیر خزانہ تعالیٰ کو زید و عمرہ کی ذات سے غرض نہیں اور حضرات اولیائے کرام قدس است اسرار ہم کی
شان عظیم میں بعد وضوح حق اس کلمہ طعنہ کہنے کا جواب جو روز قیامت ملے گا بس ہے۔ وہ حضرات جرات
شعار جسارت و شارجن کا مسلک عامتہ و علمائے کبار کو حیا ذاتاً باللہ مشرک بنائے ان سے مدارک دقیقہ
محقق اولیاء تک نہ پہنچے گی کیا شکایت کی جائے علاوہ بریں یہ مسئلہ خود اس قابل کہ اس میں ایک رسالہ مستقلہ
تصنیف میں آئے اور خدا انصاف دے تو حدیث بخاری :

حق، حببتہ فکنت سمعہ الذی	جب میں منہ سے کو محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس کی
یسمع بہ و بصیرۃ الذی	سمیع (کان، بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے)
بصیرۃ و یبصر	اس کی آنکھ بنا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اس کا ہاتھ

التي يبطش بها وراحله التي يمشي
بها (الف قوله تعالى) وما
ترددت عن شيء انا فاعله ترددت عن
قبض نفس المؤمن يكره
الموت واما اكره مسامته

وحدیث مسلم،

يا ابن آدم مرضت فلم تعدني يا ابن
آدم استعصمتك فلم تطعمني
يا ابن آدم يا استغيتك فلم
تسقينني اخرجها عن ابني هريرة
مرحى الله تعالى عنه -

وحدیث مشہور،

قم الما امشب اليك و امشب
الم اهرول اليك - اخرجہ احمد
عن راجل من الصحابة و البخاری
بعنه عن انس و عن ابی ہریرة

بن جاتا ہوں جس سے وہ گرفت کرتا ہے۔ اس کے
پاؤں بنتا ہوں جس سے چلتا ہے (آفریں اللہ تعالیٰ
کا یہ بھی فرماں ہے) میں کسی شے کے بجالانے میں کبھی
اس طرح تردد نہیں کرتا جس طرح جانِ مومن قبض کرتے
وقت تردد کرتا ہوں کہ وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور
میں اس کے مکروہ سمجھنے کو براہِ ناجائز ہوں۔ (ت)

اسے ابن آدم! میں بیمار ہوا، تو نے میری عیادت
نہیں کی۔ اسے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا
تو نے مجھے کھانا نہیں دیا، اسے ابن آدم!
میں نے تجھ سے پانی طلب کیا، تو نے مجھے پانی
نہیں دیا، اور کبھی رتی و مسلم دونوں نے سیدنا
ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے (ت)

اسے بندے! تو میری طرف اُٹھ میں تیری طرف
چل پڑوں گا، تو میری طرف چل میں تیری طرف دوڑ
پڑوں گا۔ اس کو امام احمد نے ایک صحابی سے اور امام
بخاری نے معنٰی اسے حضرت انس اور حضرت ابو ہریرہ سے

صحیح بخاری کتاب الرقاق باب التواضع مطبوعہ قادیانی کتب خانہ کراچی ۹۶۳/۲
صحیح مسلم باب فضل عیادة المريض مطبوعہ نور محمد اصح المطابع ۳۱۵/۲
سنن المسند لاحمد بن حنبل حدیث رجل من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم مطبوعہ دار الفکر بیروت ۳۴۵/۲
ف، بخاری شریف کی روایت میں عن نفس المؤمن ہے قدس کا لفظ بخاری شریف میں موجود نہیں البتہ
فتح الباری مطبوعہ مصر جلد ۴ ص ۱۳۱ پر یہ عبارت ہے ادفع في الحية "د میں" عن قبض من المؤمن" بخاری
ف، مسند احمد بن حنبل میں آغاز حدیث یہ ہے، قال عند قدس يا ابن آدم قدس لى - نذیر احمد

معا جیہ عن عبد اللہ بن مسعود رضی
اللہ تعالیٰ عنہ۔

وحدیث:

قوله عز وجل اعطيهم من حلمي وعلمي
اخرجہ احمد والنسائي في الكي في الحاکم
في المستدرک والبيهقي في شعب، ورواه باسود
صحيح عن ابی الدرداء رضي الله تعالى عنه

وحدیث:

من زهد في الدنيا علمه الله بلا علم و
هداه بلا هداية وجعله بعبير و
كشف عنه العنق. اخرجہ ابو نعیم في
حلیۃ الاولیاء عن سید الاولیاء امیر
المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔

وحدیث:

وعنك قول معاذ فان الله يباهي به الملائكة
قاله لرجل قال له معاذ بن جهم
رضي الله تعالى عنه تعال حتى نموت
ساعة فشكاه الرجل الى النبي صلى الله

ابو باطن سے اطلاع کا مقام ہے۔ اس کو
امام طبرانی نے المعجم الکبیر میں حضرت عبد اللہ بن مسعود
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے (ت)

اللہ عز وجل کافران ہے میں انہیں اپنا علم و علم عطا
کرتا ہوں۔ اس کو احمد و طبرانی نے کبیر میں، حاکم نے
مستدرک اور بیہقی نے شعب، ورواہ باسود
ساتھ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کیا ہے۔ (ت)

جو دنیا محض پر اسے اللہ تعالیٰ بغیر حصول علم کے علم اور
بغیر حصول ہدایت وایت دیتا ہے، اسے صاحب
بصیرت بناتا ہے اور اس سے گمراہی اور تاریکی کو دور
کر دیتا ہے۔ اسے امام ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں
سید الاولیاء امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ
سے روایت کیا ہے۔ (ت)

قول معاذ کو چھوڑ دو (یعنی قول معاذ کو بڑا نہ ہانو) کیونکہ
اللہ تعالیٰ ملائکہ میں اس کے ساتھ فخر فرماتا ہے۔
یہ بات آپ نے اس شخص سے فرمائی جسے معاذ بن جبل
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تھا کہ آؤ ہم ایک گھڑی ایمان

من مسند احمد بن حنبل بقیۃ حدیث ابی الدرداء رضی اللہ عنہ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۶/۵۵۰
نوادیر الاصول الاصل الحادی والعشرون فی خصوصیتہ یزداد مطبوعہ دار صادر بیروت ص ۲۹ و ۳۳
سے حلیۃ الاولیاء فضائل و مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ مطبوعہ دار الکتاب العربیہ بیروت ۱/۴۲

۱ میں، سس شخصی نے حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں شکایت کرتے ہوئے عرض کیا کیا ہم اہل ایمان نہیں، اسی موقع پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ کہہ کر جملہ فرمایا تھا۔ اس کو سیدی محمد بن علی رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

وحدیث ۱

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا جب بھی کسی صحابی رسول سے طلاقات جہل تو کہتے آدم اپنے رب کے ساتھ ایک گھڑی ایمان لائیں، ایک دن آپ نے یہی بات ایک شخص سے کہی تو وہ حاضر ہو گیا اور ہار گاہ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے عبداللہ بن رواحہ کے بارے میں یہ سننا وہ تو آپ پر ایمان لانے کی بجائے ایک گھڑی ایمان کی طرف رغبت دلاتا ہے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا عبداللہ بن رواحہ پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے وہ ایسی مجالس کو پسند کرتا ہے جس پر ملائکہ بھی فرماتے ہیں۔ اسے تمام احمد نے سند حسنی کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (ت)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے علم کے دو برتن حاصل کئے ہیں ایک کو بیان کرتا ہوں اگر

تعالیٰ علیہ وسلم، وقال او مانحن بزمین فقال له رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ذلك. اخرجہ سیدی محمد بن علی الترمذی عن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

كان عبد الله بن رواحة رضي الله تعالى عنه اذا تلقى الرجل من اهل بيته النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يقول تعالى نؤمن بربنا ساعة فقال ذات يوم لرجل فعصب الرجل علي. الى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فقال يا رسول الله لا تری الى ابن رواحة يرغب عن ايمانك الى ايمان ساعة فقال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يرحم الله من رواحة انه يحب المجالس التي تباهي بها المشككة عليهم السلام. رواه احمد بسند حسن عن النضر بن مالك رضي الله تعالى عنه.

۲ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

حفظت عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وعائش فاما احد هسما

حَشْتَنَّهُ وَأَمَّا الْآخِرُ فَلَوْ بَشْتَنَّهُ قَطَعَ هَذَا
الْبَلْعُومُ ۖ (اخرجه البخاری۔)

وآیت ۱

يُنَالِ اللَّهُ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ ۖ

وآیت ۱

وَمَا مَرَّيْنَتْ رُدُّ مَيْتَةٍ وَلَكِنَّ اللَّهَ سَرِيعٌ

وآیت ۱

إِنَّمَا تَوَكَّلُوا وَجُوهَكُمْ فَتَوَكَّلُوا وَحَسْبُ اللَّهُ

وآیت ۱

قُلْ لِّشَرِّهِمْ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِينَا مِنْ
الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا ۖ

وآیت ۱

أَتَيْنَاكُمْ مِنْ عِنْدِنَا وَأَعْلَمْنَا مَنْ لَدُنَّا
يَعْلَمُ ۖ

وآیت ۱

قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ۖ وَكَيْفَ
تَصْبِرُ عَلَىٰ مَا تُحِطُّ بِهِ خُبْرًا ۖ

دوسرا بیان کر دیں تو میرا یہ گلا کاٹ دیا جائے گا۔ اس
کو بخاری نے روایت کیا ہے (ت)

ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ (ت)

اور اے محبوب! وہ خاک جو تم سے پھینکی تھی تم نے
دھینکی تھی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی تھی۔ (ت)

تو تم سر نہ کرنا اور سر نہ کرنا (خدا کی رحمت بخاری
طرح متوجہ) ہے (ت)

تم فرماؤ زور میرے رب کے کلم سے ایک چیز ہے
وہ نہیں اس کا علم نہ ملتا مگر تمہارا۔ (ت)

(تو ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا) مجھے
ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی اور اسے اپنا علم دینی
عطا کیا۔ (ت)

کہا آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہر سکیں گے،
اور اس بات پر کہہ کر نہ کریں گے جسے آپ کا علم
محیط نہیں۔ (ت)

مطبوعہ قدیمی کتب خانہ اصح المطابع کراچی ۲۲/۱

۱۴/۸

۸۵/۱۴

۶۸/۱۸

۱۵ صبح بخاری کتاب العلم باب حفظ العلم

۱۰/۴۸

۱۱۵/۶

۶۵/۱۸

۶۹/۱۸

۶۹/۱۸

وایت :

قَالَ فَإِنِ ابْتِغَيْتَنِى فَلَا تَسْأَلْنِى عَنْ شَيْءٍ يَخْتَصِمُ
أَحَدٌ بِكَ مِنْهُ ذِكْرًا

وایت :

فَأُطْلِقَ حَتَّىٰ ذَاكَ بِمَا فِي السَّفِينَةِ نَعَرَهَا
قَالَ خَرَقْتُهَا لَتَقْرُقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتُ شَيْئًا
مُّكَرَّرًا قَالَ أَلَا أَقْدُرُ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ
صَبْرًا

وایت :

فَأُطْلِقَ حَتَّىٰ إِذَا الْبَقِيَ عَلَيْنَا فَنَقَلَهُ قَالَ أَكُنْتُ
نَفْسَ مَرْكَبَةٍ بَعْدَ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتُ شَيْئًا
مُّكَرَّرًا قَالَ أَلَا أَقْدُرُ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ
مَعِيَ صَبْرًا

وایت :

قَالَ هَذَا أَهْرَافُ بَنِي وَبَيْنَكَ سَأْأُتِيكَ
بِشَاوِيدٍ لَمْ تَسْتَطِيعْ عَلَيْهِ صَبْرًا

کہا تو اگر آپ میرے ساتھ رہتے ہیں تو مجھ سے کسی
بات کو نہ پوچھنا جب تک میں خود اس کا ذکر نہ کروں

اب دونوں چلے یہاں تک کہ جب کشتی میں سوار ہوتے
تو اس بندہ نے اسے چیر ڈالا موسیٰ علیہ السلام نے
کہا کیا تم نے اسے اس لئے پیرا ہے کہ اس کے سر کو
کوڑو دو بیشک یہ تم نے بری بات کی کہا میں نہ کہتا تھا
کہ آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہر سکیں گے۔ (ت)

پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب ایک لڑکا ملا تو اس
بندہ نے اسے قتل کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا
کہ مجھے ایک سنو یہ ان بچے کسی جان کے بدلے
قتل کر دی، بیشک تم نے بہت بُری بات کی، کہا
میں نے آپ سے نہ کہا تھا کہ آپ ہرگز میرے ساتھ
نہ ٹھہر سکیں گے۔ (ت)

کہا یہ (وقت) میری اور آپ کی جدائی کا ہے اب
میں آپ کو ان باتوں کا پھیر (یعنی علت و وجہ)،
بتاؤں گا جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا۔ (ت)

سُورَةُ الْقُرْآنِ ۱۸/۴۱

سُورَةُ الْقُرْآنِ ۱۸/۴۲

سُورَةُ الْقُرْآنِ ۱۸/۴۳

سُورَةُ الْقُرْآنِ ۱۸/۴۰

سُورَةُ الْقُرْآنِ ۱۸/۴۲

سُورَةُ الْقُرْآنِ ۱۸/۴۵

وآیت :

وَمَا فَعَلْتُمْ عَنْ آمْرِی ذَٰلِکَ ۚ اَوِیْلُ مَا لَکُمْ
تَسْلِطٌ عَلَیْهِ صَبْرٌ ۚ

اور یہ کچھ میں نے اپنے حکم سے نہ کیا، یہ بھیر (علت و وجہ) ہے ان باتوں کا جس پر آپ سے صبر نہ ہو سکا۔

وغیرہ ذلک آیات واحیاء ویت سجود لولہ کے لئے علم باطن اور اُس کے رجال و مضائق مجال و حقائق، اقوال و دقائق افعال کا پتا دینے کو بہت ہیں،

وَمَنْ لَّوْ یَجْعَلِ اللّٰهُ نَهْ فَوْرًا فَمَا لَہٗ مِنْ فَوْرٍ ۚ

اور جسے اللہ تعالیٰ فور زد دے اُس کے لئے کہیں فور نہیں (ت)

یا نہ اس بحر حق کے لئے ساحل، نہ یہ حضرات اُس کی سیر کے قابل، نہ اُس کی معنی سے اصل غرض سائل، لہذا فقیر اس آں سے قطع نظر کر کے نفس مرام مستول عنہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے یعنی نماز میں حضرات غیر مقلدین کی اقتدا کا حکم کیا ہے، اور اذ انہا کہ اس کی تیغ اُن کی کشف بعض بہ عات پر موقوف تھا اس بارے میں ایک اجمالی مقدمہ کر خان قلم جانب جواب معصوف، بہرچند اس باب میں علامہ متعہ و تحریریں کر چکے مگر امید کرتا ہوں کہ بحول اللہ تعالیٰ یہ موجد تحریر کافی و کافل دانی و کامل شتافی و نافع سانی و ناصیع واقع ہو و سائلہ التوفیق و بہ العہد الی دینی التحقیق نہ نعم، نسوی و نعم، معین و الحمد للہ رب العالمین۔

مقدمہ فی الکلام الاجمالی علی بدعتہ غیر المقلدین

یا معشر المسلمین یہ فرقہ غیر مقلدین کہ تقلید اللہ دین کے دشمن اور بیچارہ عوام اہل اسلام کے رہزن ہیں، مذاہب اربعہ کو چراہ بتائیں، اندہی کو اعجاز و بیان ٹھہرائیں، سب سے مسلمانوں کو کافر و مشرک بنائیں، قرآن و حدیث کی آپ بکھر رکھنا، ارشادات اللہ کو جانچا پرکھنا تبرعاً ہی باہل کا کام کہیں، بے راہ چل کر، بیگاہ چل کر، حرام خدا کو حلال کر دیں حلال خدا کو حرام کہیں، ان کا بدعتی بہ مذہب گمراہ ہے ادب قتال مضل غری مبطل ہونا نہایت جل و اظہر بلکہ عند الانصاف یہ طائفہ تالفہ بہتہ فرق اہل بدعت سے اشر و اضر و اشنع و افجر کمالاً یعنی علی دی نصیر (جس کا کسی بھی صاحب بصیرت پر مخفی نہیں رہتا) صحیح بخاری شریف میں تعلیقاً اور شرح السنۃ امام لغوی و تہذیب الآثار امام طبری میں موصوفاً وارد،

کان ابن عمر یراہم شوا رحق اللہ وقال یعنی عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خوارج کہ بدترین

انہم اطلعوا الی آیات نزلت فی الکفار وجعلوها
علی المومنین۔
خلق اللہ جانتے کہ انہوں نے وہ آیتیں جو کافروں کے
حق میں اتاریں اُنھیں کفر سے لانا پر رکھ دیں

بعینہ یہی حالت ان حضرات کی ہے۔ آیہ کریمہ:
لَا تَتَّخِذُوا الْآخْبَارَ لَهُمْ دُورًا هَبَاتَهُمْ أَسْرَابًا يَتَنَبَّهُونَ
بِذَوِي اللَّهِ۔
انہوں نے اپنے پادریوں اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے
سوا خدا بنا لیا۔ (ت)

کہ کفار اہل کتاب اور ان کے حامد و دارباب میں اتاری جیسی یہ پاک لوگ اہل سنت و ائمہ اہل سنت کو اس کا مصداق
ہوتے ہیں۔ علامہ طاہر پر رحمت غافر کہ مجمع بحار الانوار میں قول ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نقل کر کے فرماتے ہیں:

قال المذنب تاب الله عليه واشروهم من
يجعل آيات الله في شرار اليهود على علماء
الامة المعصومة طهر الله الامم
عن رجسهم۔
مذنب کہتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے، ان کافروں
سے بدتر وہ لوگ ہیں جو شراریہود کے حق میں جو آیتیں
اتریں انھیں اُمت معصومہ طہر اللہ الامم پر رکھتے ہیں
اللہ تعالیٰ زمین کو ان کی خباثت سے پاک کرے۔ (ت)

اصل اس گروہ ناحق پڑکی تہ سے نکلی۔ مجمع بحار النور میں ہے:

عن يافع عن ابن عمر رضي الله عنهما
قال ذكر النبي صلى الله تعالى عليه وسلم
فقال اللهم بارك لنا
في محمد قالوا يا رسول الله وفي محمد قال
اللهم بارك لنا في محمد اللهم بارك لنا في
محمد قالوا يا رسول الله وفي محمد قال
قال في ثلاثة هاتك الزلازل والفتن
وبها يطلع قمر الشيطان
یعنی سے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے
کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا
فرمائی اے اللہ! ہمارے لئے برکت دے ہمارے شام
میں، ہمارے لئے برکت رکھ ہمارے عین میں، صحابہ
نے عرض کی یا رسول اللہ! ہمارے بعد میں۔ حضور دوبارہ
دہی ماک اے اللہ! ہمارے برکت کر ہمارے شام میں اے اللہ! ہمارے
لئے برکت بخش ہمارے عین میں۔ صحابہ نے پھر عرض کی یا رسول اللہ
ہمارے بعد میں۔ بعد ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں میرے

گاہ میں تیسری دفعہ حضور نے محمد کی نسبت فرمایا: وہاں زلزلے اور فتنے ہیں اور وہیں سے نکلے گا شیطان کا پہلنگ (ت)
سہ الصیغ البخاری کتاب استتبار الممانین باب قتال الخوارج والمطہرین لا مطبوع قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۰۵۱/۲
سہ القرآن ۳۱/۹

سہ مجمع بحار الانوار تحت لفظ حدیث
سہ الصیغ البخاری کتاب الفتی باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم العتہ من قبل المشرق مطبوع قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۰۵۱/۲
باب ما قبل فی الزلازل والآیات ۱۳۱/۱

غرض یہ فتنہ شیعہ وہاں سے مڑو اور خدا و رسول کے پاک شہروں سے مدفع و مردود ہو کر اپنے لئے جسکے
 ڈھونڈتا ہی تھا کہ نجد کے ٹیلوں سے اسس دار الفتن ہندوستان کی نرم زمین اسے نظر پڑی، آتے ہی یہاں اپنے قدم
 جماتے، بانی فتنہ نے کہ اس مذہب نامذہب کا معلم ثانی ہوا وہی رنگ آہنگ کفر و شرک پکڑا کہ ان محدود سے چند
 کے سوا تمام مسلمان مشرک، یہاں یہ طائفہ حکم اللہ بنی فخر قوا دینہم دکا فواشیعہ (وہ لوگ جنہوں نے اپنے
 دین میں جہاد جاری نہیں نکالیں اور کئی گروہ ہو گئے۔ ت) خود متفرق ہو گیا ایک فرقہ بظاہر مساعی فرعیہ میں تعلیم الہ کا
 نام لیتا رہا دوسرے نے طر

قدم عشق پیشتر بہتر (عشق کا قدم آگے بڑھانا ہی بہتر ہے)

کہہ کر اسے بھی بالاسے طاق رکھا چلے آپس میں چل گئی وہ انہیں گمراہ یہ انہیں مشرک کہنے لگے مگر مخالفت اہلسنت
 عداوت اہل حق میں پھر طرہ واحدہ رہے، ہر خدا ان اتباع نے بھی کفر مسلمین میں اپنی چلتی گئی نہ کی لیکن پھر کلام الہام
 احام کلام (اہم کا کلام، کلام کا امام ہوتا ہے۔ ت) ان کے امام وہ بانی و ثانی کو شرک و کفر کی وہ تیز و تند پڑھی
 کہ مسلمانوں کے مشرک کا فریبنا سے کہ حدیث صحیحہ ۱

لا ینہب اللیل والنہار حتی یعبد ملات و نصاری (الہی قولہ) یبعث اللہ سربھا طیبہ قتوفی
 حبل من کان فی قلبہ مشقال حبس من حرل من ایمان فیبق من لاجیر فیہ فیوجعون
 الہی دین ابانہم کہ مشکوٰۃ کے باب لا تقوم الساعة الا علی شوار الناس سے نقل کر کے بے دھڑک
 زمانہ موجود پر محادی جس میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نہ فنانہ ہو گا جب تک لات
 عزی کی پھر پستش نہ ہو اور وہ یوں ہو گی کہ اسے تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جو ساری دنیا سے مسلمانوں کو
 اٹھائے گی جس کے دل میں دانی کے واسطے برابر ایمان ہو گا انتقال کرے گا جب زمین میں بڑے کافر وہ جائیں گے
 پھر بتوں کی پوجا بدستور جاری ہو جائے گی۔ اس حدیث کو نقل کر کے صاف لکھ دیا جو سید خدا کے فرماتے کے
 موافق ہوا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہوشمند نے اتنا بھی نہ دیکھا کہ اگر یہ وہی زبان ہے جس کی خبر حدیث
 میں دی ہے تو واجب ہوا کہ دوسرے زمین پر مسلمان کا نام و نشان باقی نہ ہو پہلے مانس اب تو اور تیرے

ملہ القرآن ۱۵۹/۶

۱۔ صحیح مسلم کتاب الفتن و اشتراط السامۃ مطبوعہ دار محمد اصح المطابع کراچی ۳۹۲/۲
 ۲۔ مشکوٰۃ الصالح کتاب الفتن باب لا تقوم الساعة الا علی شوار الناس مطبوعہ مطبعہ مجتہدانی دہلی ص ۴۴

ساتھی کہ خرچ کر جاتے ہیں، کیا تمہارا دل نفع دنیا کے پروے سے کہیں الگ ہوتا ہے، تم سب بھی انہیں
 شرارا الناس و بدترین خلق میں ہو سکتے جن کے دل میں دلی کے دانے برابر ایمان کا نام نہیں اور دین کفار کی طرف
 پھر کہ بتوں کی پڑیا میں مصروف ہیں، سچ آیا حدیث مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد کہ جبٹ النشی یلعسی و
 یصم شئی کی محبت نیچے اندھا اور ہر اکروے گی۔ تشرک کی محبت نے اس ذی ہوش کو ایسا اندھا ہر اکرو دیا
 کہ خود اپنے کفر کا اقرار کر بیٹھا، غرض تو یہ ہے کہ کسی طرح تمام مسلمان معاذ اللہ مشرک ٹھہریں اگرچہ راستہ مشکوک کو اپنا
 ہی چہرہ ہمارا ہو جائے، اور اسس چپاک چالاک کی نہایت عیاری یہ ہے کہ اُسی مشکوٰۃ کے اُسی باب لا تقوہ
 الساعة لاعلیٰ شسوار لب من میں اسی حدیث مسلم کے برابر متصل بذات فصل دوسری حدیث مصطفیٰ صلی
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے وہ موجود تھی جس سے اس حدیث کے معنی واضح ہوتے اور اُس
 میں مرثیہ ارشاد ہوا تھا کہ یہ وقت کب آئے گا اور کیونکر آئے گا اور آغاز نبوت پرستی کا غشا کیا ہوگا، وہ حدیث مختصراً
 یہ ہے :

<p>وعن عبد الله بن عمر رضي الله تعالى عنهما قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يخرج احد جاني في مستی فيمكت امر بعين فيبعث الله عيسى بن مريم فيهدكه ثم يبعث في اب م صبح مسين ليس بين اثنين عداوة ثم يرسل الله مريحاً يثره من قبل الش م فلا يبقى حلى وجد الا م ص احد في قلبه مشقة ذرة م خيرا و ايمان الا قبضته حتى يوان واحد م دخل</p>	<p>یعنی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میری امت میں دو حال نکل کر چائیں گے ٹھوٹے گا پھر اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھیجے گا وہ آئے ہلاک کریں گے پھر سات برس تک لوگوں میں اس طرح تشریف رکھیں گے کہ کوئی دو دلی آپس میں عداوت نہ رکھتے ہوں گے اس کے بعد اللہ تعالیٰ شام کی طرف سے ایک ٹھنڈی ہوائ بھیجے گا کہ رخصت رہیں پھر جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان</p>
--	--

عسہ رلوی نے کہا مجھے نہیں معلوم کہ چالیس دن فرمایا یا چھتیس یا برس استی، اور دوسری حدیث میں چالیس
 دن کی تصریح ہے پہلا دن سال بھر کا دوسرا ایک مہینہ کا، تیسرا ایک ہفتہ کا، باقی دن عام دنوں کی طرح
 رواہ مسلم عن النواص بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی حدیث طویل ۱۲۰۰ (م) (۱) سے امام مسلم
 نے حدیث طویل میں حضرات نواص بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت

<p>سلک مسند احمد بن حنبل باقی حدیث ابی الدرداء رضی اللہ عنہ سلک مشکوٰۃ المصابیح کتاب الاقن باب لا تقوم الساعة الخ</p>	<p>مطبوعہ دار الفکر بیروت مطبع مجتبائی دہلی</p>	<p>۱۹۳/۵ ص ۸۰ م</p>
--	--	----------------------------------

فیکید جمل لدختہ علیہ حتی تقبضہ
 قال فیدبق شرار الناس فی خفة الطیر
 واحلام السباع لا یھرقون معصوفاً
 ولا ینکرون منکر فیدتمثل لھم الشیطان
 فیقول الاستحیون فیعزلون فماتوا مرنوا
 فیا مرھم لعبادة الاوثان ثم ینفخ
 فی الصور (ملخصاً)۔ (سواء مصلح)
 کی شکل بن کر آئے گا اور کئے گا تمھیں شرم ہیں آتی یہ کہیں گے پھر تو ہمیں کیا حکم کرتا ہے وہ انھیں بت پرستی کا
 حکم دے گا اس کے بعد نفع صور ہوگا (ملخصاً)۔

خیار ہوشیار اس حدیث کو انگ بیگیا کہ یہاں تو سارے مکر کی قلعی کھنٹی اور صاف ظاہر ہو تا کہ حدیث
 میں جس زمانے کی خبر دی ہے وہ بعد خروج و ہلاک دجال و انتقال عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آئے گا اس
 وقت کے لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روئے زمین پر کوئی مسلمان نہ رہے گا جس
 طرح احمد و مسلم و ترمذی کی حدیث میں اس کے لئے حدیث ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،
 لا تقوم الساعة حتی لا یقال فی الامر ضرب الله
 قیامت نہ آئے گی جب تک کہ زمین میں کوئی اللہ اللہ
 کہنے والا رہے۔

اللہ اللہ حدیث بھی مشکوٰۃ بوالہ مسلم اسی باب کے شروع میں ہے مذکور چاروں ولادۃ الشراک بابر کی
 حدیث نقل کرتا تو مسلمانوں کو کافر و مشرک کی طرح بنا تا اور اس جھوٹے دوسے کی گنجائش کہاں سے پاتا کہ اپنے زمانے
 کی نسبت کہہ دیا، سو پہلے بڑے فرمانے کے موافق ہوا مسلمان دیکھیں کہ جو یہاں صریح واضح متداول حدیثوں میں ایسی
 معنوی توفیقیں کریں بے پر کی اڑانے میں اپنے باطنی مسلم کے بھی کان کتریں جھوٹے مطلب دل سے بتائیں اور انھیں
 مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقصد و مہماتیں حالانکہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم متواتر حدیث میں
 ارشاد فرمائیں،

من کذب علی متعمداً فلیتیوا مقعداً
 جو جان بوجھ کر کھجور جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا

سے صحیح مسلم کتاب الفتن باب الدجال مطبوعہ دار الفکر بیروت ۲۰۳/۲

کے صحیح مسلم کتاب الفتن باب ذیاب ایمان آخر الزمان ۸۲/۱

مسند احمد بن حنبل از مسند انس رضی اللہ عنہ دار الفکر بیروت ۲۹۸، ۲۰۶، ۱۰۶، ۱۰۶/۲

ایسوں کا نہ سبب معلوم اور علیؑ بالحدیث کا مشرب نہ معلوم صحیح
قیاس کئی ذلکستان شان بہار شاہ

جب رسولؐ میں یہ حال ہے تو ظاہر ہے کہ فروع مسائل فقہ میں حدیثوں کی کیا کچھ گت نہ بناتے ہوں گے۔ پھر دعویٰ
یہ ہے کہ ہم تو خیر البریہ یعنی قرآن اور قول خیر البریہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی حدیث پر چلتے ہیں، لیکن اللہ یرئہ اور یہ دعویٰ
پہنچا فرمایا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ
لاَ اِجْرَ لَکُمْ فِیْہِمْ حَتّٰی تَخْرُجُوْا مِنْہُمْ - اَخْرَجَہُ الْبَحَارِی
وَمُسْلِمٌ وَغَیْرُہُمَا مِنْ اَمْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی
کَرَمِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَجْہِہٖ وَاللّٰہُ یُبْدِیْ فِیْہِ
فَصَلِّ الْقُرْآنَ مِنَ الْجَامِعِ الْعَبَّاسِیِّ۔
آخر زمانہ میں کچھ لوگ حدیث السنن سفیر العقل آتیں گے
کہ آپؐ میں قرآن یا حدیث سے مستند نہ کریں گے
اسلام ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے نکل جاتا
ہے ایمان ان کے گھوں سے نیچے نہ اترے گا۔
اسے بخاری و مسند اور دیگر محدثین نے امیر المؤمنین حضرت
علیؑ رحمہ اللہ سے روایت کیا اور مذکورہ الفاظ
حدیث جامع صحیح البخاری کے باب فضائل القرآن سے
ملے گئے ہیں۔

واقعی یہ لوگ اُن پرانے خوارق کے ٹھیک ٹھیک بقیہ یادگار ہیں وہی مسئلہ وہی دعوے وہی انداز وہی
دو تیرے، غابریوں کا ادب تھا اپنا ظاہر اس قدر قشر بنا سکتے کہ عوام مسلمین انہیں نہایت پابند شریعت جاسنے
پھر بات بات پر عمل بالقرآن کا دعویٰ غیب اور دہرہ نہ تھا اور مسلک وہی کہ ہمیں مسلمان ہیں باقی سب مشرک۔
یہی رنگ ان حضرات کے ہیں آپؐ اور سب مشرک، آپؐ محمدی اور سب بدوین، آپؐ عامل بالقرآن عذرا
اور سب چنبن و چناں بزم غیبیت، پھر ان کے اکثر مکلفین حاضر ہی نہ تھے شریعت میں بھی خوارق سے کیا کم ہیں
اہلسنت کا نہ کھل کر سن لیں کہ دعوے کی کٹی میں شکار نہ ہو جائیں، ہمارے ہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحیح حدیث
میں فرمایا،

ابو یعلیٰ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
 ان الشیطان قد یئس ان تعبد الاصبہا فی
 امر من العرب ولکنہ سیرضی منکوبہ دون
 ذلک بالمحققات الحدیث - واصلہ عنہ
 عبد احمد وانطربانی بسند حسن۔

یہی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تذکرہ اور حضرت عبدالرحمن بن ختم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
 تقریر راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وداع کرتے وقت ارشاد فرمایا،
 ان الشیطان قد یئس ان یعبد فی جزیرتکم
 ہذا ولکن یطاع فی تحتقرات من اسی کم
 فقد رضی بذلک لیس
 یعنی شیطان کو یہ اُمید نہیں کہ اب تمہارے جزیرے
 میں اس کی عبادت ہوگی ہاں اُن اُمال میں اُس کی
 اطاعت کرو گے جنہیں تم حقیر جانو گے وہ اسی قدر
 کو مذہب سمجھا ہے۔

امام احمد حضرت عبادہ بن صامت والودر دار رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے معاذ راوی حضور سید المرسلین
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،
 ان الشیطان قد یئس ان یعبد فی جزیرتکم
 ان عرب۔

یہ چھ صحابیوں کی حدیثیں ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ ہاں انہیں سن کر مسلمان کہے کہ دیکھ پیغمبر خدا
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمانے کے مطابق ہوا کہ وہ شرک جب سے جزیرہ عرب سے نکلے وہ دن اور آج کا
 دن پھر اوجھڑا منکرنا نصیب نہ ہوا واللہ الحمد للہ سب الغلبین۔ پھر خطہ مبارکہ حجاز یعنی عربین یسین اور
 اُن کے مضافات کے لئے اس سے اجل واعظم بشارت آئی جامع ترمذی میں عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۔ مسند ابو یعلیٰ از مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حدیث ۵۱۰۰ مطبوعہ دار القیامہ جہد و موسسہ علوم القرآن بیروت ۶۹
 ۲۔ شعب ایمان الایمان و ہو باب فی اخلاص العمل الحدیث ۶۵۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳۴/۵
 ۳۔ مسند احمد بن حنبل حدیث شداد بن اوس رضی اللہ عنہ دار الشکر بیروت ۱۲۶/۴

سے مروی حضور پر نور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ابن الدین لیاس زالی، لحجاسر کما تأمر بالحقۃ
الی جحرہف ویلحقن الدین من الجحور
معقل الاسویۃ من الحبیب
بیشک دین مجاز کی طرف ایسا سٹے گا جیسے سانپ اپنی
دل کی طرف، اور بیشک دین عربین طیبین کو ایسا اپنا
مسکن و مابین بنائے گا جیسے پہاڑی بکری پہاڑ کی
چوٹی کو۔

پھر مدینہ ائیمہ کا کہنا بھی کیسا ہے کہ وہ تو ماضیوں کا خاص اور دین متین کا اول و آخر طہا و مناس سے ہے صلی اللہ
تعالیٰ علی من جہلھا ہکذا و ہاں کہ وہ سلو (اللہ تعالیٰ اس ذات اقدس پر رحمتیں، برکتیں اور سلام نازل
فرمائے جس نے شہر مدینہ کو یہ شرف بخشا، اس کی رحمت بہ تفصیل ارشاد ہوا،

ان الایمان لیاسر الہ الممدید کما تارز
الحیۃ الی جحرھا۔ سوا الا انما احمد و
البخاری و مسلم و ابن ماجہ عن ابی ہریرۃ
وفی ابواب عن سعد بن ابی وقاص وغیرہ بھی
اللہ تعالیٰ عنہم۔

بیشک ایمان مدینے کی طرف تو سٹے گا جیسے سانپ
اپنی دل کی طرف اسے ائیمہ کرام احمد، بخاری، مسلم
اور ابن ماجہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت کرے۔ اس معاملہ میں حضرت سعد بن
ابی وقاص اور دیگر صحابہ بھی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی
حدیث مروی ہے۔

انصاف کیجئے تو صرف یہی مدینہ اور ان کی مثال ان سفہاء کے ابطال مذہب میں کافی و فی و روان شانی کر اگر
ان کا مذہب حق ہے تو اہل مدینہ و اہل نجد و اہل حجاز و اہل عرب و اہل تمام بلاد و دارالاسلام سب کے سب معاذ اللہ
مشرکین بنے دین ہیں اور مسلمان صرف یہی ہند کے چند بے لجا کثیر الحیف یا نجد کے بعض بے مہار بقیۃ السیف تالہ
و تالیہ ساجعون تھے اسی طرح وہ متواتر مدینہ ان کی مبطل مذہب جن میں ارشاد ہوا کہ اسی وقت مرحوم راہب
حقہ ہرگز ایسی پر جمع نہ ہوگا، میں ان کی وفور کثرت و کمال شہرت کے سبب یہاں ان کی نفق سے دست کشی نہ ہوا
ان شاء اللہ تعالیٰ تحریر جہاں کہیں ان کی شوکت قاہرہ کو جلوہ دیا جائے گا، ہر مسلمان اور یہ حضرات خود بھی جانتے ہیں
کہ تمام بلاد اسلام میں انتہی مرحومہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کروڑوں عربوں آدمی بارک اللہ تعالیٰ

سب جامع الترمذی باب ما جاء من الاسلام بداعریہ الخ مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۸۷/۲
سٹہ صحیح البخاری باب الایمان یا زالی المدینہ - قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۵۲/۱

یہم و علیہم) اللہ تعالیٰ ان میں اور ان پر برکت نازل کرے۔ (ت) اس نئے مذہب سے منترہ و بری ہیں اس کے تمام یہو قطع یہی ذلیل و قلیل مٹتے چند ہندی و نجدی ہیں طرفہ کہ ان کے بعض مکین اپنی اس شذوذ و قلت و مخالفت بجا پر اذ کرتے اور احادیث جماعت و سواد اعظم کے مقابل آیہ ولولعجبک کثرۃ الحجیث (اگرچہ تجھے ضعیف کی کثرت تعجب میں ڈال دے۔ (ت) پڑھتے ہیں۔ یہ کہ یہ اصحابوں نے کہ تمام مذاہب باطلہ کے قطر مجموعہ میں حضرات رخصت سے اڑا یا وہ اپنی ذلت و قلت کو اپنی حقانیت کی محبت ٹھہراتے اور آیات قرآنیہ میں پرہی تحریریں کر کے خواہی نحو ہی مدعا پر جاتے ہیں، شاہ عبدالعزیز صاحب تحفہ اشعار عشریہ میں فرماتے ہیں،

کیہ یازد ہم آنکہ گریند مذہب اشاعہ عشریہ حق است زیرا
کراش عشریہ قلیل و ذلیل اند و اہل سنت کثیر و عزیز
و خداے تعالیٰ و حق اہل حق می فرماید و قدین صلحہم
و دیں تقریر تکریم کلام اللہ است بر اہل حق تعالیٰ
و در حق اصحاب ایہیں فرمودہ است ثلثۃ قرون الا و دین
و ثلثۃ قرون الا آخرین و اگر قلت و ذلت موجب
حقیت است شود باید کہ فو اصعب و ریح اتی و ادے
بکن ہا مشند کہ بسا یا قلیل و ذلیل اند بلکہ حق تعالیٰ
جا بجا ظہور و علو و تسلط در شان اہل حق می نمایاں
و در حدیث جا بجا با تبع سواد اعظم از امت و
موافقت با جماعت تا کیہ فرمودہ اند احد ملتقط
اور ظہور کا ذکر کیا ہے اور احادیث میں جا بجا امت کے سواد اعظم کی اتباع اور موافقت با جماعت کی تاکید کی گئی
ہے اح تلیصاً۔ (ت)

لطف یہ ہے کہ اس کے مدجہ شاہ صاحب نے روافض کے حالات اور ان کی بد مذہبی کے ثمرات لکھے
یہیچ ملک نا حیر از کفار بدست نیاوردہ و دار الاسلام
نساتہ بلکہ اگر گاہے ایشان را ریاست نا حیر بدست
انہوں نے کسی ملک کو کفار سے چیرہ کردار الاسلام نہیں
بتایا اگر کھی ان کے قبضہ میں کوئی ریاست آئی بھی تو

سہ القرآن ۱۰۰/۵

لکھ تحفہ اشاعر عشریہ فصل دوم در مکائد جزیرہ روافض کیہ یازد ہم مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۳۷

آمدہ باکفارہ اپنے نمودہ و دار الاسلام را دار الکفر
 ساختہ اند ہر گاہ و رگے تشیع رائج شد فتنہ و فساد
 و نفاق فیما بین فوج فوج باریہ، حالت ہندوستان
 پایہ دید و حالت ملک عرب و شام و روم را بدست
 پایہ سنجیدہ اہل طغیان۔
 انہوں نے مہانت باکفارہ سے کام لیتے ہوئے
 دار الاسلام کو دار الکفر بنادیا، جہاں کسی ملک میں
 اہل تشیع کا غلبہ ہوا فتنہ و فساد و نفاق کے باعث
 روئے پس میں گروہوں میں بٹ گئے، ہندوستان کی
 حالت دیکھ لو اور ملک عرب، شام اور روم کو اس
 پر قیاس کر لو اہل طغیان (ت)

یہ سب باتیں بھی حرف برف اس طائفہ جدیدہ پر مطبق ہوں تو انہیں نکلے ایسے کے دن ہونے کا تم
 جب سے سراجا سارا فتنہ مسلمانوں ہی پر اتارا ہمیشہ مسلمانوں کو مشرک کہا مسلمانوں ہی کے قتل و غارت کا
 حوصلہ ملا، آخر کچھ دنوں شوکت بھی پائی، فوج و جمیعت بھی ہاتھ آئی، پھر کون سا ملک کافروں سے لیا، کون سا حملہ
 مشرکوں پر کیا، ان خدا مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شہدوں کو دار الحرب بتایا، لا الہ الا اللہ محمد رسول
 اللہ ماننے والوں کا خون بہایا، آدمی کو جب قوت ملتی ہے دل کی وہی بھڑک کر جلتی ہے جس سے غیظ تھا انہیں پر
 ٹوٹے، خدا مصطفیٰ کے شہر نے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ وسیعہ انظار العادلین العشوی (عقرب
 عالم جان سے ٹکا کہ اس کا ٹھکانا کس ہے۔ ت) جب وہاں ان کا ستارہ شہر سلطانی نے رفقا بیت الربال کیا
 ان آزاد بلاوے جہاں نہ کوئی پرسان سنت نہ خرگید ان ملت انہیں حلی علی غاریک (تیری رسی تیرے کا نہ ہے
 پر ہے۔ ت) کہہ کر لیا تھوڑی برکت کہاں جلتے جب تجھ جبار کر بندہ میں آئے یہاں ان کے دم سے جوفتنہ و فساد
 پھیلے باہم مسلمانوں میں نفاق و شقاق کے پٹے اُبھے، ظاہر و باطن میں، کس پر نہاں میں، خصوصاً ان شہروں کی تو
 پوری شامت جن میں ان کے عاتک کثرت کچھ دین قدیم پر بھگڑ رہے ہیں کچھ بھگتے کچھ بگڑ رہے ہیں، باپ سستی و ہریت
 و ہونے شوہر سستی عورت و ہونے، مگر مگر فتنے آئے دن فساد، عیش منقص ہیں برباد، ابتداء باقی ثمانی نے بھی وہی رنگ
 بچائے، خدا اسلام دار الکفر بنادیا، جس سال تہجد میں ان کے اکابر کا قطع قلع ہوا اور پش پکے کہ ۱۲۳۳ھ تک
 اسی سال سے انہوں نے یہاں کے شہروں پر یہ فتویٰ دیا، امام الطائفہ نے ترغیب جہاد کے ضمن میں لکھا،
 ہندوستان را دریں جزو زمان کہ سلسلہ یک ہزار
 دو صد و سی و سوم ست اکثرش دریں ایام دار الحرب
 گردید۔
 ہندوستان کو اس وقت یعنی سلسلہ میں کہ اس
 کا اکثر حصہ دار الحرب قرار دیا حسب چکا
 ہے۔ (ت)

لے تحفہ اشعار عشریہ فصل دوم در مکائد جزیرہ و افغان البحر کید یا زویم مطبوعہ سبیل انبیدی لاہور ص ۴۴
 لے صراط مستقیم فصل چہارم افادہ ۵ مطبوعہ المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۵۶

مگر زمانے نے زیادہ مہلت نہ دی، نکل کی حسرت دل ہی میں رہی، اتباع میں اتنا کوئی نہ ہوا کہ ٹوٹے بگ کو جوڑے،
ناچار زبانِ قلم و قلم زبان سے پہلے دل کے پھوٹے پھوڑے، تکفیرِ مسلمین اصل مذہب ہے، کفر و شرک تو پسلا
لقب ہے، ان کے بعض دلوروں نے تعریض کی ہیں کہ اہلسنت کفار عربی ہیں ان کے خون و مال حلال بلکہ اس
زائد شیطانی اقوال، توحیح پائیں تو کیا کچھ نہ کر دیتیں،

قَدْ يَدَّتِ الْبَعْضُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا يَحِيقُ
بُغْضُ دَمِيرِ انْ كِ بَاتُونَ سَهْلًا اُنْ اُوْه غِيْطُوْ
عناد جو سینوں میں چھپائے ہیں اور بڑا ہے (ت)
صَدُّ زَوْجُهُ اَكْبَرُ

ولا حول ولا قوة الا بالله هو المستعان
عینِ حکل ذی شکر۔
اس اللہ کے سوا کوئی طاقت و قوت نہیں جو ہر شر کے
فلاح مددگار ہے۔ (ت)

معرض کہیں خوارج کی ہمت کی کہیں روافض سے ہمت کی

مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم

آدرشاہ صاحب کے اخیر فقرے تو متیوں میں تولنے کے قابل کر،

حالت ایران و دکن و ہندوستان مایدہ و مالک
حالت ایران و دکن و ہندوستان مایدہ و مالک
عرب و شام و روم و تور و ترکستان و ہند
عرب و شام و روم و تور و ترکستان و ہند
ایں پر قیاس کر لینا چاہئے۔ (ت)

واقعی دیکھیے یہاں ان کی آزادی و سہلہ قیدی سے مذہبِ حق پر کتنا ضرر ہے اور وہاں جو عام بلاد میں ای
کا نشان نہیں آتا، نجد میں جو بقیۃ السیف رہے ان میں سلاطین کی جان نہیں دین میں کس قوت پر ہے ہاتھ
اللہ لا قوة الا باللہ۔ ان صاحبوں سے پوچھئے آپ بھی شاہ صاحب کی طرح یہ عرب و روم و شام کا ہندوستان
سے موازنہ نہیں گئے یا ان برکت والے ملکوں کو اس سے بھی بہتر حال میں جانیں گے کہ یہاں آپ کے مذہب کو
امستہار بھی ہے، اعلانِ مشرب کا اختیار بھی ہے، آند وہاں قرارِ امر از مذہب جدید کہ نام لیا اور آفتِ رسید
والحمد لله العلی المجید، عرض کیا کہ کلامِ طویل اور فرصتِ قلیل عرب و عجم کے علما و اہلسنت
شکر اللہ تعالیٰ مسایمہ انجیل نے بکرات و مرآت اس طائفہ تافہ کے روایط فرمائے، اور فقیر غفر اللہ تعالیٰ
کے بھی متعدد و فتادی میں ہر بار کلام تازہ و فوائد جدیدہ بیان میں آئے، یہاں سائل کا جس قدر سے سوال ہے

اُس کی طرف توجہ کا خیال ہے فاقول مستعینا بالنقریب المحیب وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت
والیہ انیب۔

الشروع فی الجواب بتوفیق الملک الوہاب

بلاشبہ غیر مقلد کے پیچھے نماز مکروہ و ممنوع و لازم الاحترار، انہیں بااختیار خود امام کرنا تو ہرگز کسی
سُنی محب سنت و کارہ بدعت کا کام نہیں اور جہاں وہ امام ہوں اور منع پر قدرت نہ ہو سُنی کو چاہئے دوسری
جگہ امام صحیح العقیدہ کی اقتدار کرے حتیٰ کہ جمہور میں بھی جبکہ اور جگہ مل سکے۔ امام محقق ابن الہمام فتح القدیر بشرح ہدایہ
میں فرماتے ہیں،

یکثر فی الجمعیۃ اذا تعددت اقامتہا ف
المعسر علی قول محمد و هو المفق بہ
لانہ بسبیل من التحول
امام محمد کے معنی پر قول کے مطابق جمہور میں فاسق و
بدعتی کی اقتدار مکروہ ہے جبکہ شہر میں جمہور متعبد
مقامات بر قائم ہوتا ہو کیونکہ اس صورت میں دوسرے
مقام پر منتقل ہونا ممکن ہے (ت)

اور اگر مجبور ہی اُن کے پیچھے پڑے لی یا پڑھنے کے بعد حال نکلا تو نماز پھیر لے اگرچہ وقت جاتا رہا ہو اگرچہ بدعت
گزشتہ کی ہو کما حقہ المولیٰ الفاضل سیدی امین الدین محمد بن عابدین اشاعی رحمہ
اللہ نقی فی مراد المحتاسر (جیسا کہ ہمارے عظیم فاضل سیدی امین الدین محمد بن عابدین شامی رحمہ اللہ
تعالیٰ نے رد المحتار میں اس کی تحقیق کی ہے۔) تھا فقیر فخر اللہ تناسل لہ اس حکم کو پانچ دلیلوں سے روشن
کرتا ہے، وباللہ التوفیق۔

دلیل اول

یہ تو خود واضح اور جاری تقریر سابق سے لائح کہ طائفہ مذکورہ بدعتی بلکہ بدترین اہل بدعت سے ہے، اور
فاضل علامہ سیدی احمد مصری طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حاشیہ در مختار میں ناقل،
من شد عن جمہور اہل الفقہ والعلم
و السواد الاعظم فقد شد فی ید خلد
یعنی جو شخص جمہور اہل علم و فقہ و سواد اعظم سے جدا
ہو جائے وہ ایسی چیز کے ساتھ تھا ہوا جو اُسے

۴
۴
فی التوفیق لکم معاشر المومنین باتباع العریقة
ان حجة المسماة باهل السنة والجماعة
فان نصرته الله تعالی وحفظه وتوفيقه فی
موقفهم وخذلانه وسخطه فی مخالفهم
وهذه الطائفة الناجية قد اجتمعت الیوم
فی مذاهب اربعة وهی الحنفیون والشافعیون
والشافعیون والحنبلیون رحمهم الله تعالی
ومن كان خارجا عن هذه الاربعة ففی
هذا الزمان فهو من اهل البدعة
والناسیة

دورخ میں لے جائے گی تو اسے گروہ مسلمین ائمہ پر
فرقہ ناجیہ اہلسنت وجماعت کی پیروی لازم ہے کہ
خدا کی مدد اور اُس کا حافظہ و کارساز رہنا اور انھیں
اہلسنت میں سے اور اُس کا چھوڑ دینا اور غضب فرمانا
اور دشمن بنانا سنیوں کی مخالفت میں ہے اور یہ نجات
والا گروہ اب چار مذہب میں مجتمع ہے حنفی، مالکی، شافعی
حنبلی، اللہ تعالیٰ ان سب پر رحمت فرمائے
اس زمانے میں ان چار سے باہر ہونے والا بدعتی
جہنمی ہے۔

علامہ شامی کا ارشاد گزرا کہ ائمہ نے ان کے اسلاف تک جو غایبوں میں شمار فرمایا یہ اخلاف کے اصول میں اُن
کے مقلد اور ذریعہ میں اعلان ہے لگائی سے اُن پر بھی زائد کر دے بغیر ادعا کے جنسیت رکھتے تھے یہ اس نام کو
بھی یہاں سے شرک اور لپٹے تھے یہی دست نام محنت ہے یہی کہ اگر خارج ہیں راجل اور اپنے انگوں سے بڑھ کر
گمراہ و مبطل نہ ہوں گے۔ ان صاحبوں سے پہلے بھی ایک فرقہ قیاس و اجتہاد کا منکر تھے جنھیں ظاہریہ کہتے تھے
جن کی نسبت شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی نے لکھا،
وَد ظاہری و متابعائش را از اہلسنت شمر دین
اور مرتبہ از جہل و سقاہت ست الخ۔
دواؤ ظاہری اور اس کے تابعین کو اہل سنت سے
شمار کرنا بڑی جہالت ہے و بیوقوفی
ہے الخ (دات)

مگر وہ چار سے باہر تھے عقیدہ کہ شرک اور مقلد ان ائمہ کہ شرک نہ جانتے تھے جب تبصریک شاہ صاحب انھیں سُنتی
جاننا سنت ہدایت و حماقت ہے تو استغفر اللہ یہ کہ خلافت میں اُن سے ہزار قدم آگے کیونکر ممکن کہ بدعتی
گمراہ نہ ٹھہریں، بالحد ان کا جہد و ہونا انھیں ائمہ و امین من الامس ہے اور اہل بدعت کی نسبت تمام
کتب فقہ و متون و فتاویٰ میں صریح تحریریں موجود کہ اُن کے پیچھے نماز گمراہ اور تحقیق یہ ہے کہ یہ کراہت

تحریمی سے یعنی حرام کی معقاب، گناہ کی مجال، اعادۂ نماز کی موجب،

کما اجتہاد علیہ عرش التحقيق بحول ربنا
ولی التوفیق فی تحریرنا مستقل اثبت و
اجبت فیہ حمایتی من خلاف هذا القول
التحقیق بقبول اهل التدقیق و التذکر
طرقا من الکلام افادۃ لمن ید التوفیق۔
جیسا کہ اس پر ہم نے اپنی مستقل تصنیف الملیف میں
اپنے سب کے فضل و کرم سے خوب تحقیق کی ہے اور
اس محقق قول کے خلاف شبہات کا بڑا بڑی دقیق نظر
سے دیا ہے، مزید توفیق کے لئے کچھ گفتگو یہاں
کرویتے ہیں۔ (د ت)

نماز فرماتے ہیں نماز اعظم شایر دین ہے اور عبادت کی تو میں شرعاً واجب، اور امامت میں اُس کی توقیر و تعظیم
مقصود شرع سے بالکل بجانب۔ طبرانی معجم کبیر میں عبد اللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ یہی شعب لایمان
میں ابراہیم بن مسروق کی سے مسئلہ راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
من وقف صعب بد عن فقد اعانت علی
هدم الاسلام۔
جو کسی بدعت کی توقیر کرے اس نے دین اسلام کے
ٹھکانے پر ہلکا دی۔

اقول و باللہ التوفیق اولاً ظاہر ہے کہ امام برادر موات ہے اور مقتدی اس کے پیرو۔ حضور سید عالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

انہ جعل الامام لیؤتربہ۔ مواء الانصہ
احمد والبخاری و مسلم و غیرہم عن ام
المؤمنین العدیقہ و عن انس بن مالک رضی
اللہ تعالیٰ عنہما۔
امام تو اسی لئے مقرر ہوا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔
اس کو ان کے امام احمد، بخاری، مسلم و غیرہ نے
ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت انس
بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔

اور حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اذ مدح الفسق غضب الرب و لہزل لذلک
لہی شیعہ مواء الامام ابو بکر بن ابی الدیہ
جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے رب تبارک و تعالیٰ
غضب فرماتا ہے اور اس کے سبب عرش الہی

لے شعب الایمان باب ۲۶ فصل فی مجانبۃ الفسق و المبتدعہ۔ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۹۱

۱/ ۹۵۰ صحیح البخاری کتاب الاذان باب انما جعل الامام لیؤتم۔ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۹۵۰

کے اکمال ابن عدی ترجمہ سابق عبد اللہ الرقی مطبوعہ دار الفکر بیروت ۳/ ۱۳۰۰ اور ۵/ ۱۹۱۷

شعب الایمان مطبوعہ بیروت ۳/ ۲۳۰ تاریخ ابن عساکر مطبوعہ بیروت ۶/ ۴۰

تاریخ بغداد مطبوعہ بیروت ۷/ ۲۹۸ اور ۸/ ۲۲۸

فی ذمہ الغیبة عن انس خادم رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وابن عبدی
فی الکامل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ
عنہما۔

بل جاتا ہے اسے امام ابو بکر بن ابی الدنیائے کتب
ذم الغیبت میں حضرت انس خادم رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اور ابن عبدی نے الکامل
میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کیا ہے۔

اور امام عبد العظیم منذری زکی الدین علیہ الرحمۃ الی یوم الدین نے کتاب الترفیب والترہیب میں ایک
ترہیب اس بارے میں لکھی کہ فاسق یا بدعتی کو سردار وغیرہ کلمات تعظیم سے یاد نہ کیا جائے،
جیٹ قال الترفیب من قوله لفاسق او
ابتدع یا سیدی او نحوھا من الکلمات
الدالة علی التعظیم

ان کے الفاظ یہ ہیں کہ فاسق یا بدعتی کو یا سید وغیرہ
تعظیم کے الفاظ کے ساتھ پکارنا منہج ہے۔

پھر اس میں حدیث بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کی کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فرماتے ہیں:

لا تقولوا للمنافق یا سید فانه ان یک
سیدا فقد اسخطتم من یکم عز وجل
من واء ابوداؤد والنسائی باسنادہ صحیح
اور حاکم کے لفظ یہ ہیں:

منافق کو اسے سردار کہہ کر نہ پکارو کہ اگر وہ تمہارا
سردار ہوا تو بیشک تم نے اپنے رب عز وجل کو
تاراج کر لیا۔ اسکو ابوداؤد اور نسائی نے صحیح سند کے ساتھ
روایت کیا ہے۔

اذ قال الرجل للمنافق یا سید فقد اغضب
سارہ عز وجل۔ قلت وهکذا اخرجه
البیہقی فی شعب الایمان۔

جب کوئی شخص منافق کو اسے سردار کہہ کر پکارے
تو بیشک وہ اپنے رب عز وجل کو غضب میں لایا
میں کہتا ہوں اور یونہی اس کو بیہقی نے شعب الایمان
میں نقل کیا ہے۔

سبحی اللہ! جب فاسق و بدعتی کی زبانی ترفیب اور انہیں صرف محل خطاب میں بلفظ سردار

لہ الترفیب والترہیب	الترفیب من قوله لفاسق	مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر	۵۷۹/۴
کے	"	"	"
کے	"	"	"
کے	"	"	"

نہ کرنا موجب غضب الہی ہوتا ہے تو اسے بحالت اختیار حقیقتہً امام و مزار بنانا اور آپ اس کے تابع و پیرو بننا معاذ اللہ کیونکر موجب غضب نہ ہو گا اور بے شک جو بات باعث غضب رخن عزوجل ہو اس کا ادنیٰ درجہ کراہت تحریم ہے۔

ثانیاً ابو نعیم علیہ میں اس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اهل البدعة شر الخلق والخلق بے بدعتی لوگ تمام جہان سے بدترین۔

بیشکی کی حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

لا يقبل الله تعالیٰ صاحب بدعة صلوة ولا صوم ولا صدقة ولا حجاب ولا عمرة ولا جهاد ولا صوما ولا عدا ولا يخرج من الاسلام كما يخرج من العجوة بال۔

امام دارقطنی و ابو حاتم محمد بن عبد الواحد قراعی اپنے جُزء حدیثی میں ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

اصحاب البدع كلاب اهل النار۔ اہل بدعت دو زخیوں کے شتے ہیں۔

اور ان کے سوا بہت حدیثیں ہند بہوں کی مذمت شدیدہ میں وارد ہوئیں اور بڑا ظاہر کہ نماز مقام مناجات و راز اور تمام اعمال صالحہ میں معزز و ممتاز ہے کیا نفاق ایمانی گوارا کر سکتی ہے کہ ایسی جگہ ایسے اشراک کو بلکہ خدا اپنا پیشوا و سرکار کیا جائے جن کے حق میں سکناؤں ہمہ وارد ہوا عقل سلیم تو یہی کہتی ہے کہ اگر اہل بدعت و اہل آفات اقدس اس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ظاہر ہوتے ان کے پیچھے

۲۸۹/۸	مطبوعہ دارالکتب العربیہ بیروت	مردی از ابو سعید مرسل	سہ حلیۃ الاولیاء
۲۳۰/۱	مؤسستہ الرسالہ بیروت	فصل فی البدع	سہ کنز العمال
۸۶/۱	مطبوعہ معیظۃ البانی مصر	الترغیب والترہیب من ترک السنۃ الخ	الترغیب والترہیب
۶۳	مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور	باب البدع والمجدل	سفن ابن ماجہ
۲۱۸/۱	مؤسستہ الرسالہ بیروت	فصل فی البدع	سہ کنز العمال
۵۲۸/۱	دار المعرفۃ بیروت	حدیث ۱۰۷۹	الجامع الصغیر مع فیض القدیر

نہ زستے جانستہ آتی نہ یہ کہ صرف خلافِ اولیٰ ہے بلکہ لڑتے ہیں مضائقہ نہیں۔

قال الشافعی بنحو من خدا ہے اور بنحو من خدا سے نفرت و دوری واجب، و ہذا قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔
وَمَا يُشِيقُكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الصَّلَاةِ كُورِ
صَمَّ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ

اور اسی نے احادیث میں فرقِ باطلہ سے قریب و احتلا کا منع کیا، احمد ابو داؤد و حاکم تخریج امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

لا تجالسوا اهل القدر ولا تقا تحوہم
عقیل و ابن حبان انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
ایہ اللہ اختاری و اختاری اصحابا و اصحابا
وسبائی قوم یسبونہم و ینقصونہم فلا
تجالسوہم ولا تناسروہم ولا تأکلوہم
ولا تناکحوہم۔

نہ مشاوی ہوا

جن کے پاس بیٹھا خدا و رسول کو نا پسند ہو جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہیں امام بنانا، شرع کیونکر گزار فرمائے گی
والمکروۃ تنزیہا ما نفع مکسروع یجامم الاباۃ
کما نص علیہ العلماء الکرام و ذکرنا
تحقیقہ فی رسالتنا حمل مجلیۃ ان المکروۃ
تنزیہا لیس بمعصیۃ۔

بلکہ اسی حدیث میں روایت ابن حبان ان لفظوں سے ہے،

۶۸/۹	سہ القرآن	باب درباری المشرکین	مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور	۲/۶۹۳
۳۰/۱	مسند احمد بن حنبل	از مسند عمر فاروق رضی اللہ عنہ	دار الفکر بیروت	۱/۳۰
۸۵/۱	المستند علی الصحیحین	آقر کتاب الایمان	" " "	۱/۸۵
۱۲۶/۱	کتاب الضعفاء الکبیر (۱۵۲)	احمد بن عمران الاغشی	دار الکتب العلمیۃ بیروت	۱/۱۲۶

فَلَا تَوَافِكُوهُمْ وَلَا تَسَامِرُوا بِهِمْ وَلَا تَصِلُوا عَلَيْهِمْ وَلَا تَصِلُوا مَعَهُمْ۔
یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
ان کے ساتھ کھانا کھاؤ نہ پانی پیو نہ ان کے چنانے
کی نماز پڑھو نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو۔

مر ابھار ابن ماجہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فرماتے ہیں،

لَا يَوْمَ فَاجِرٍ مَوْثِقًا إِلَّا أَنْ يَتَقَهَّرَ بِسُلْطَانٍ يَخَافُ
سَيَعْبُدُ أَوْ سَوْطَةٍ تَلْعَقُ
ہرگز کوئی فاسق کسی مسلمان کی امامت نہ کرے مگر یہ کہ
وہ اس کو بزور سلطنت مجبور کرے کہ اس کی تلوار یا کوڑے
کا ڈر ہو۔

بلکہ بن شاہین نے کتاب الافراد میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی حضور سید عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

تَقَرَّبُوا إِلَى اللَّهِ بِبَغْضِ أَهْلِ الْمَعَاصِي وَ
لَقَوْمِهِمْ بِوُجُوهِ مَكْفُورَةٍ لَيْسُوا بِرِضَا
اللَّهِ بِسَخَطِهِمْ وَتَقَرَّبُوا إِلَى اللَّهِ بِمَتَابِعِهِ
اللہ کی طرف تقرب کرو فاسقوں کے بغض سے اور ان
سے ترش رہ کر ملو اور اللہ کی رضا مندی ان کی خفگی
میں دوسو دو اور اللہ کی نزدیکی ان کی دوری سے
پا ہو۔

جب فساد کی نسبت یہ احکام ہیں تو جتنے عین لایا پوچھنا ہے کہ یہ تو فساد سے ہزار درجہ بدتر ہیں ان کی نافرمانی
فروع میں ہے ان کی اصول میں وہ گنہ کرتے اور اُسے برا جانتے ہیں یہ اُس سے اشد و احکم میں مبتلا اور اُس سے
عین حق و ہدٰی جانتے ہیں، وہ گاہ گاہ نادوم و مستغفر، یہ گاہ و بے گاہ مصر و مستکبر، وہ جب اپنے دل کی طرف
رجو سلاتے ہیں اپنے آپ کو حقیر و بے کار اور صلی کر حوزہ و مغرب دربار بتاتے ہیں یہ جتنا غلو و توغل پڑھتے ہیں اتنا
جی اپنے نفس مغرور کو اعلیٰ بالا اور اہل حق و ہدایت کو ذیل و پڑ خطا ٹھہراتے ہیں و لہذا حدیث میں ان کی نسبت بدترین

سلک کنز العمال الباب الثالث فی ذکر الصواب الخ حدیث ۳۴۵۲۹ مطبوعہ مکتبۃ الرسالۃ بیروت ۱۱/۵۴

فت، صاحب کنز العمال ابن النجاشی عن انس کا حال دیا ہے

سک سنن ابی ماجہ باب فرض الحجۃ مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ص ۷۷

سۃ القرووس بمأثور الخطب حدیث ۲۳۲۰ باب الآداب مطبوعہ دار المکتب العلمیۃ بیروت ۵۶/۲

کنز العمال حدیث ۵۵۱۸ و ۵۵۸۵ بحوالہ بن شاہین مکتبۃ الرسالۃ بیروت ۳/۶۷-۸۱

خلق واد ہوا کما روینا (جیسا کہ اس سے متعلق روایت ہم ذکر کر آئے ہیں۔ ت۔ اور غفر شرین غیر میں ہے۔
 المبتدع فاسق من حیث الاعتقاد وهو اشد بدعتی، اعتقاد کے لحاظ سے فاسق ہوتا ہے جو عمل کے
 من المصنوع من حیث العمل لان المصنوع من اعتبار سے فسق سے کہیں بدتر ہے کیونکہ فاسق اپنے
 حیث العمل یعترف بانہ فاسق و یحاف و فاسق ہونے کا معترف ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے
 یتستغفر بخلاف المبتدع۔ ڈرنا اور معافی مانگنا ہے بخلاف بدعتی کے (ت)

بالجملہ بد مذہبی فی نفسہ ایسی ہی چیز ہے جسے امامت دینی سے مباہنت یقینی سے اور اس کے بعد منع
 پر وہ سری دلیل کی چنداں حاجت نہیں، بس کا دل گزار کر سے گا کہ جہنم کے کشتوں سے ایک کتا منا بات الہی میں
 اس کا مضتہ ابو علامہ یوسف حلبی ذخیرۃ العقبیٰ فی شرح صدر الشریعۃ العظمیٰ میں فرماتے ہیں،
 بدعة المبتدع یفرض الی عدم الاقتداء بہ بدعتی کی عتد اسکی عدم اقتداء کا نفاضا کرتی ہے خصوصاً
 سیما فی اہم امور الدین۔ اہم امور دین میں (یعنی نماز میں، ت۔)
 رد المحتار میں ہے،

المبتدع تنکح امامتہ بكل حال۔ بدعتی کی امامت سر حال میں مکروہ ہے (ت)
 علامہ ابراہیم حلبی نے تصدیق فرما کر فاسق و بدعتی دونوں کی امامت مکروہ تحریمی ہے اور امام مالک کے
 مذہب اور امام احمد کی ایک روایت میں تو ان کے پیچھے نماز ادا ہوتی ہی نہیں جیسے کسی کافر کے پیچھے۔ شرح صغیر
 بغیر میں فرمایا،

یکرا نقدیم انہما سق کراہۃ تحسیرہ و فاسق کی تقدیم (امامت) مکروہ تحریمی ہے اور امام مالک
 عند مالک لا یجوز تقدیمہ و ہو روایۃ کے رد ایک اس کی تقدیم (امامت) جائز ہی نہیں اور
 من احمد و کذا۔ المبتدع۔ امام احمد سے بھی ایک روایت یہی ہے اور یہی حال
 بدعتی کا ہے۔ (ت)

علامہ طحاوی حاشیہ در مختار میں فاسق و بد مذہب کے پیچھے نماز کے باب میں فرماتے ہیں، انکراہۃ

صلۃ غنیۃ المستمل شرح فیہ المصلیٰ	فصل فی الامامۃ	مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور	ص ۵۱
صلۃ ذخیرۃ العقبۃ	فصل فی الجماعۃ	مطبوعہ اسلامیہ لاہور	۱/ ۲۹۸
صلۃ رد المحتار	باب الامامۃ	مطبوعہ البابا مصر	۱/ ۴۱۴
صلۃ صغیر شرح فیہ المصلیٰ	مباحث الامامۃ	مطبوعہ مجتہدین دہلی	ص ۲۶۴

فیہ تحریر ہے علی ما سبق (اس میں کراہت تحریری ہے جیسا کہ پہلے گزارشات، بحر العلوم عسکری علیہ السلام نے ارکان ربوہ میں دربارہ تفضیل فرمایا:

اما الشيعة الذين يفصلون عليا علي الشيعين ولا يطعنون فيهما صلاكالزيدية فيجبون خلعهم الصلاة لكن تكره كراهة شديدة۔
ایسے شیعہ لوگ جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شیعیین پر فضیلت دیتے ہوں اور ان دونوں پر طعن بھی نہ کرتے ہوں مثلاً فرقہ زیدیت، تو ان کے پیچھے نماز جائز ہے لیکن شدید کراہت ہے (دست)

جب تفضیل کہ صرف جناب مری علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو حضرات شیعیین پر افضل کہنے سے مخالف اہلسنت ہوسکے باقی ان کی سرکار میں محاذ اللہ گستاخی نہیں کرتے ان کے پیچھے نماز سخت مکروہ ہوگی یہ تو اشد مبتدعین جن کی اہلسنت سے مخالفتیں غیر محصور اور مجربان خدا پر طعن و تشنیع ان کا دائمی دستوران کے پیچھے کس عظیم درجہ کی کراہت چلتی ہے ہمارے امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو شخصوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع کیا اور اس کی وجہ یہی فرمائی کہ یہ بدعتی ہیں۔

في شرح الفقه الاكبر عن مفتاح السعادة
عن تلخيص النراهدى عن الامام ابى يوسف
عن الامام ابى حنيفة رضى الله تعالى عنهما
انه قال فى رجلين يتسانعان فى خلق القران
لا تصلوا خلفهما قال ابو يوسف فقلت اما
لاول منعم فانه لا يقول بقدر القران
واما الاخر فما باله لا يصلى خلفه فقل
انهما يتسانعان فى الدين والمناسرة
فى الدين بدعة قال القارى ولعل
وجه ذم الاخر حديث اطلق فانه محدث
انزاله ثم اقول لعل الامام اطلق منه

شرح ہذا کہ میں مفتاح السعادة سے طبعی زایدی کے حوالے سے امام ابو یوسف سے منقول ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دو اشخاص (جو خلق قرآن کے بارے میں تنازع کرتے تھے) کے بارے میں فرمایا ان کی اقتدار میں نماز ادا نہ کرو۔ ابو یوسف فرماتے ہیں میں نے عرض کیا ایک کے بارے میں تو بات کج میں آتی ہے کہ وہ قرآن کو قدیم نہیں مانتا، لیکن دوسرے میں کیا وجہ ہے کہ اس کی اقتدا میں نماز نہ ہوگی تو امام صاحب نے فرمایا وہ دونوں دین میں تشذہ کر رہے ہیں حالانکہ دین میں تنازعہ بدعت ہے۔ علی قاری نے فرمایا دوسرے کی مذمت میں شاید یہ

۱/۲۴۲ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت
۹۹ ص مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ
۵ ص مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر
۱/۲۴۲ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت
۹۹ ص مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ
۵ ص مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر

فی الارض المقصوبۃ ای لا تحل وان صحت (جیسے کہ ارض مقصوبہ میں نماز جائز نہیں یعنی حلال نہیں اگرچہ نماز صحیح ہے۔ ت) اگر یہاں معنی اخیر مراد لیں ویسا جبکہ احوال میں اکثر وہی ہے کما ان الاکتوفی العقود الاول کما صرح بہ فی رد المحتار وغیرہ (جیسا کہ عقود میں اجل معنی اکثر ہے رد المحتار وغیرہ میں اس پر تصریح ہے۔ ت) تو یہ روایات بھی قول سابق کے سنائی نہ ہوں گی کہ مکرمہ تحریری بھی بایں معنی ناجائز ہے،

ومعلوم ان ابداء الوقای اولی من ابداء الخلاف ولذا اصبر حوا پانہ یوحد بین الروایات مہما امكن کما فی الشامیۃ - والله تعالی اعلم۔

یہ بات مسلمہ ہے کہ اتفاق کا اظہار اختلاف کو باقی رکھنے سے اولیٰ ہے اسی لئے علماء نے اس بات کا تصریح کیا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو روایات کے درمیان موافقت پیدا کی جائے جیسا کہ فتاویٰ شامی میں ہے، اللہ تعالیٰ اعلم۔

دلیل دوم

مذہب معتزلیں بد مذہبی کے علاوہ فاسق معنی بیباک مجاہد بھی ہیں اور فاسق مہتک کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی، کما اجتنب فی تحریر سہادۃ القول و مبہ یحصل التوفیق واللہ تعالیٰ ولی التوفیق (جیسا کہ ہم نے اپنی تحریر میں اسے ثابت کیا ہے) اقوال میں کتاب نور اللہ تعالیٰ سے توہین حاصل ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق کا مالک ہے۔ ت، دلیل اول میں اس مسئلے پر بعض کلام اور مغیری و طحاوی کا نص گزرا اور اسی طرف امام مدنی علی نے تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق اور علامہ حسی شرنبلالی نے شرح نور الایضاح اور علامہ سید محمد عمری نے حاشیہ عراقی الفلاح میں ارشاد فرمایا اور یہی فتاویٰ حجاز کا مفاد اور تعلیل مشائخ کرام سے مستفد ویتان تک کہ علامہ نے تصریح فرمائی اگر غلام یا گنوار یا عرابی یا اندھا علم میں فحش ہوں تو انہیں کو نام کیا جائے مگر فاسق اگرچہ سب سے زیادہ علم والا ہو نام نہ کیا جائے کہ امامت میں اس کی عظمت اور وہ شرعاً مستحق امانت، محض ابداء الفلاح میں ہے،

کرمۃ امامۃ العاسق العالم بعد ما احتما مہ بالمدین فتجب امانتہ تقریفا فلا یعظم بتقدیمہ للامامة واذ تھذونفہ ینقل عنہ الی غیر مسجدہ للجمعة وغیرہا۔

فاسق عالم کی امامت مکروہ ہے کیونکہ وہ دین کا احترام نہیں کرتا تو شرعاً اس کی امانت لازم ہے لہذا امامت کا منصب پسے کر اس کی تعظیم نہ کی جائے اور اگر اس کو روکنا دشوار ہو جو جمعہ اور دیگر نمازوں کے لیے کسی دوسری مسجد چلا جانا چاہئے (ت)

لے مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحاوی فصل فی بیان الاتق بالامامة مطبوعہ نور محمد کاغخانہ تجارت کتب کراچی ص ۱۲۵

سیدی احمد صحری اُس کے حاشیہ میں فرماتے ہیں،
 قوله فتجب اهانته شرعاً فلا يعظم بتقديره
 للامامة تبع فيه التزيلي ومفاد كونه انكرا له
 في الفاسق تعريضاً -

اور حاشیہ شریعہ ملائی میں فرماتے ہیں،

اما الفاسق الاعلم فلا يقدر لان في تقديره
 تعظيمه وقد وجب عليهم اهانته شرعاً و
 ومفاد هذا انكرا له التحريم في تقديره
 اه ابو السعود استهني -

علامہ محقق حلبی غنیہ میں فرماتے ہیں،

اعلم اولی بالنقدیم اذا كانت یجتنب
 الفواحش وانت كانت حیرة ویرع منه
 ذكره في المحيط ولو استوب في العلم و
 الصلاح واحد هما اقرأ فقد موالا اخر
 اسد واولا یا ثمنون فالاسامة لترك
 السنة وعدم الاثم لعدم ترك
 الواجب لانهم قد سوا من خلاصا لها
 كذا في فتاوى الحجة وفيه اشاراً
 الى انهم لو قد موافقاً یا ثمنون
 بناء على ان كراهة تقديره
 كراهة تحريم لعدم اعتناؤه

اس کا قول پس اس کی اہانت واجب ہے تو امامت
 کا منصب جسے اس کی تعظیم نہ کی جائے، زیلعی نے
 اسی کی اتباع کی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ فاسق کی
 تعظیم (امامت) مکروہ تحریمی ہے (ت)

فاسق بڑے عالم کو مقدم نہ کیا جائے کیونکہ اس کی تعظیم
 میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ شرعاً لوگوں پر اس کی
 اہانت لازم ہے اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ تعظیم
 فاسق مکروہ تحریمی ہے (ابو السعود استہنی (ت)

عالم تعظیم (امامت) کے لئے بہتر اس وقت ہے جو
 وہ دانش منان سے بچنے والا ہو اگرچہ وہاں اس سے
 زیادہ کوئی صاحب حق موجود ہو، اس کا ذکر محیط میں
 ہے اور اگر دونوں علم و صلاح میں برابر ہوں مگر ایک
 اچھا قاری ہے اس صورت میں اگر لوگوں نے دوسرے
 کو مقدم کر دیا تو بڑا کیا مگر گناہ گار نہ ہوں گے اس بات
 ترک سنت کی وجہ سے اور عدم گناہ واجب کو
 ترک نہ کرنے کی وجہ سے ہے کیونکہ انہوں نے صالح
 شخص کو ہی امام بنایا ہے، فتاویٰ حجت میں اسی طرح
 ہے اور اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ اگر
 انہوں نے کسی فاسق کو مقدم کر دیا تو گناہ گار ہو گئے

باموردیہ و قساہلہ فی الاتیامت
بلوانہ فلا یجد منہ الاخلال
ببعض شروط الصلاة وفعل ما ینافیہا
بل هو الغالب بالنظر الی فسقہ ولذا لم
تجزأ الصلاة خلفہ اجملا عند مالک و
روایۃ عن احمدؒ

اس بنا پر کہ اس کی تقدیم (امامت) مکروہ تحریمی ہے
کیونکہ وہ امور دینی کی پروا نہیں کرتا اور لوازمات دینی
کو بجا لانے میں کاہلی کرتا ہے لہذا یہ بھی بعید نہیں کہ
وہ نماز کی کوئی شرط ہی چھوڑ دے یا ایسا فعل کرے
جو نماز کے منافی ہو بلکہ اس کے فسق کے پیش نظر ایسا کرنا
اغلب ہے اسی وجہ سے امام مالک کے نزدیک اس
کے پیچھے نماز جائز ہی نہیں، امام احمد بن حنبل سے بھی
ایک روایت یہی ہے (متنا)

روایہ کہ غیر متعین فساق مجاہد کہہ کر ہیں یہ خود واضح وجہی، کون نہیں جانتا کہ ان کے اصناف علوۃ الاماۃ
شرعیہ و علمائے ملت و اولیائے امت رحمہم اللہ تعالیٰ کے طعن و توہین میں گزارتے ہیں اور عام مسلمین کی
سب و شتم قرآن کا وظیفہ ہر ساعت ہے جس نے جانا اُس نے جانا اللہ جس نے نہ جانا وہ اب ان کے رسائل دیکھے
باتیں سنئے خصوصاً اُس وقت کے لمحے فدا نہ سنو گے، جب یہ ماتم تھا ہوتے اور اذا خلوا کا وقت باکر آپس میں کھتے
ہیں یا بعض اہل حق کے جو اپنی تصانیف میں ان کے کلمات کا کریکریک سے نقل کر دیتے دیکھئے فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ
ان مہفوات مغضوبہ کا زبان قلم پر لانا پسند نہیں کرتا اور نہ نقل کرتا تو ان میں فسق اول سب و دشنام اہل اسلام
ہے، حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث مشہور میں فرماتے ہیں،

سباب المسلم فسوق۔ اخروجه احمد والبخاری
ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ
والحاکم عن ابن مسعود والطبرانی فی الکبیر
عنه وعن عبد اللہ بن مسعود وعن عمار
مسلمان کو سب و شتم کرنا فسق ہے۔ اسے امام احمد بخاری
مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور حاکم نے مختار ابن مسعود
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے طبرانی نے کبیر میں ان سے اور حضرت
عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور حضرت عمار

۵۱۳	مطبوعہ سہیل انکیتی لاہور	فصل فی الاماۃ	ملہ غنیۃ المشتعلی شرعیۃ فیہ الفصل
۸۹۲/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب ۱۰۰ عن السباب واللعن	کتب الادب ما ینھی عن السباب واللعن
۵۸/۱	۔۔۔۔۔	باب بیان قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم سباب المسلم فسوق	صحیح مسلم
۳۳۳، ۴۱۱، ۳۸۵/۱	مطبوعہ دار الفکر بیروت	۔۔۔۔۔	مسند احمد بن حنبل از مسند عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ
۳۹/۱۶	مکتبہ فیصلیہ بیروت	۔۔۔۔۔	سحیح البکیر مروی از عمرو بن نفعان بن مقرئ

بن النعمان بن مقرن و ابی حنيفة و عن
ابن هريرة و عن سعد بن ابی وقاص و الدارقطني
في لافراد عن جابر بن عبد الله مرفوعاً
تعالى عنهم اجمعين۔
فسق ووم عن علي بن ابي طالب عن ابي امامة مرفوعاً
تعالى عليه وسلم فرماتے ہیں :

ثلاثة لا يستغفرون بحقوقهم الا ما هو في الدنيا
في الاسلام و الذل و العلو و امامه مقتصداً۔
ابن عمر بن عبد الوہاب و امام عبد الوہاب مرفوعاً
تعالى عليه وسلم فرماتے ہیں :

ليس من اُمتي من لم يبجل كبيرنا و يرحم
صغيرنا و يعرف لعالمنا۔
مسند الفردوس میں حضرت ابو ذر مرفوعاً
العالم سلطان الله في الارض فمن وقع فيه
فقد هلك۔ و الامير بائنه تعالى
فسق سوم عداوت عامہ اہل عرب و حجاز انھیں جو قصبہ ان کے ساتھ ہے یہی خوب جانتے ہیں۔
قد هلك ابغضنا و من افواههم و ما تخفى
صدا و رحمہم کہیں۔
اور اس کی وجہ مخالفت یہی کے علاوہ بار بار تذکرہ علماء سے عرب کے فتاد سے ان کی تحصیل و تذلیل
میں آتا اور بکرات و عزت ان کے ہم غریبوں کا وہاں ذلتیں اور سزا میں پانا جس کی حکایات خواص و عوام میں مشہور

مذکور کچھ مدت ہوئی کمران کے پانچ مکلف مجاہدین نام مجاہدوں ہاں رہے اور اپنے دامن بچانے چاہے، حال ٹھیکے ہی تعزیر
 پاکر نکالے گئے جس پر ان کے بعد دوں نے کہا کہ اہل عرب میں سے مجاہدوں کو نکال کر معاذ اللہ سوا الذی وجہ فی الدین
 (دو نول جہان میں کالا چہرہ - تہ) حاصل کیا حالانکہ علاوہ اور باتوں کے ان سفیان گستاخ نے یہ بھی جہاننا کردہ اسلام
 و اسلام کو جاننا مہجرت نہیں یہ صورت مجاہدیت ہے اور مجاہدیت خود مکروہ تحریمی ہرگز افراد اولیاء اللہ کے لئے، کسا
 حقیقۃ شوق اللہ تعالیٰ فی عطایا النبویۃ فی الفتاویٰ الرہنویۃ (اللہ کی توفیق سے ہم نے اس کی تحقیق
 اپنے فتاویٰ "عطایا النبویۃ فی الفتاویٰ الرہنویۃ" میں کی ہے۔ تہ) تو وہ جہال مدعیان فضل و کمال اس
 فعل میں بھی اٹھتے خصوصاً جبکہ وہاں جا کر اشاعت بدعات چاہی، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،
 وَمَنْ يَدْعُ إِلَى الْفِتْنِ يَكُ مِنَ الْفَاسِقِ
 جو کہ مغفل میں براؤ ظلم کسی بے استدالی کا ارادہ کرے گا
 اُسے دردناک مذاپ چکائیں گے۔

آدر یہ تو اہل عرب کی بات ہے کہ
 اہل عرب کے امام العصر جنہیں یہ حضرات شیخ اسکل فی اسکل کہا کرتے ہیں بڑے مسلمانان عرب بکشتران دجل و جہنم کی
 چٹھیل لے کر جگہ کو گئے وہاں جو گزری انہیں سے پوچھ دینے اگر ایمان سے کہیں ورنہ حد ہا ما فرین و ناظرین ہر جگہ
 ہیں اور خود مکہ معظمہ کے چھپے ہوئے استتار، تہ و ثاہروں شہرت، بیٹے اس کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ
 ان کو تمام علماء و علماء عرب و حجاز سے سخت بغض و عداوت ہے اور طرانی حکم کبیر میں پرستہ حسن چھ حضرت
 عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، بغض العرب
 لفاق (جہاں عرب سے عداوت رکھے منافق ہے)

فقہ چساریم پھر یہ عداوت بجز سبب و دشنام ہوتی ہے جس کی ایک نظیر ہم اوپر رکھ چکے اور
 بیعت شعب الایمان میں حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

من سب العرب فادلک ہم المشرکون۔ جو اہل عرب کو سب و شتم کریں وہ خاص مشرک ہیں۔
 فقہ یحکم مدینہ طیبہ کو جزیرہ عرب پر جس قدر فضیلت ہے اسی قدر ان کی عداوت و بدخواہی کو اہل مدینہ

لہ القرآن ۲۵/۲۲

لہ لمعجم الکبیر حدیث ۱۱۳۱۲ مروی از عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۱۴۱۶
 لہ شعب الایمان فصل فی الصلوۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم - دارالکتب العلمیۃ - ۲۳۱/۳

کے ساتھ زیادت ہے اور حضورؐ نسبت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

لا یکید اهل المدينة احد الا اصابه کما
ینماح الملح فی السماء۔ اخرجہ الشیخان
عن سعد بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
کوئی شخص اہل مدینہ کے ساتھ بداندیشہ نہ کرے گا
مگر یہ کہ ایسا نکل جائے گا جیسے نمک پانی میں۔ اسے
بخاری و مسلم نے حضرت سعد بن خالد رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے روایت کیا ہے۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

من مراد اهل المدينة بسوء اذا به الله
کما یذوب الملح فی الماء۔ اخرجہ احمد
ومسلم وابن ماجہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ۔
جو اہل مدینہ کے ساتھ کسی طرح کا بُرا ارادہ کرے اللہ تعالیٰ
اُسے ایسا محلا دے جیسے نمک پانی میں گل جاتا ہے۔
اسے امام احمد، مسلم اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

دوسری حدیث میں ہے حضورؐ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

من آذى اهل المدينة آذانا الله وعلیه
لعنة الله والصلیة والى من اجمعین یتقبل
منہ صرور ولا عدل یتاخرجه الطبرانی
فی الکبیر عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص
رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
جو مدینہ والوں کو ایذا دے اللہ اسے معصیت میں ڈالے
اور اس پر نندہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت
ہے اللہ تعالیٰ نہ اس کا فعل قبول کرے نہ فرض۔ اسے
طبرانی نے المعجم الکبیر میں حضرت عبد اللہ بن عمرو بن
عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔

اگر یہ حضرات اہل امور سے انکار کریں تو کیا مضائقہ اُس سے کہے تعالو! کلمۃ سوادینما وینسکھ
(ایسے کلمہ کی طرف توجہ ہم میں اور تم میں یکساں ہے۔) ہم اور تم سب مل کر ہر کروں کو مسائل مذہبی میں جو مسلک چلنا

۱۵۲/۱	مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی	فضائل المدینہ	باب ائمہ میں کا د اہل المدینہ	صحیح البخاری
۲۲۵/۱	فور محمد اصح المطابع کراچی	کتب الکلی	باب توجیم ارادۃ اہل المدینہ لبسوا	صحیح مسلم
۳۵۴/۲	دار الفکر بیروت	اسناد احمد بن حنبل	اسناد ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ	اسناد احمد بن حنبل
۲۳۴/۱۲	مؤسسۃ الرسالہ بیروت	حدیث ۳۴۸۳	حدیث ۳۴۸۳	حدیث ۳۴۸۳
۲۰۶/۳	دار الکتب بیروت	مجمع الزوائد	باب فہم احوال اہل المدینہ و ارادہم لبسوا	مجمع الزوائد
۲۴/۲	مطبوعۃ البابا مصر	الترغیب والترہیب	الترغیب من اصناف اہل المدینہ	الترغیب والترہیب
		۶۴/۳	۶۴/۳	۶۴/۳

ترہیں طیبین نہ دیا اللہ شرفاً و تعظیماً کا ہے فریقین کو مقبول ہوگا اگر بے تکلف اس پر راضی ہو جائیں فیہا اور نہ جہان
لیجے کہ یہ قطعاً اہل حریم کے نمائندہ مذہب اور شہنشاہ جہنم کے مثل اُن پاک مبارک شہروں کے علماء کو بھی معاذ اللہ
مشرک و کفرانہ و بددین جانتے ہیں پھر عداوت و بدخواہی نہ ہونا کیا معنی، اور خود اسی سے پوچھنے کی حاجت کیا ہے عکس
حریم جنہم اللہ تعالیٰ کے فتوے سے اسی صاحبوں کے رد میں بکثرت موجود انھیں سے حال کُل جاسے گا کہ مخالفان
مذہب میں جیسا ایک دوسرے کو کہتا ہے دوسرا بھی اُسی کی نسبت وہی گمان رکھتا ہے، عداوت بدخواہ محبت
دونوں ہی طرف سے ہوتی ہے، جب وہ اکابر اُن کے علماء کو کلمہ چکے کہ

اُولَئِكَ جَرَبُ الشَّيْطَانِ اَلَا رَأَيْتَ حِزْبَ الشَّيْطَانِ
وہ شیطان کے گروہ ہیں، بیشک شیطان ہی کا گروہ
ہُمُ الْخٰسِرُونَ ﴿۱﴾
گھٹائے میں ہے۔ (ت)

تو کیونکر معقول کہیے اُن کے دشمن نہ ہوں۔ آخر نہ دیکھا کہ ان کے امام العصر نے امن و امان والی حریم کو اپنے لیے محل
خوف و خطر سمجھا اور کشتہ دہی و جہنمی کی چٹھیوں کو سپر و لاجول و لا قوا الا باللہ العلی العظیم۔

فق ششم عداوت اولیائے کرام قدست اسرار ہم جس کی تفصیل کو دفتر درکار جس نے ان کے اصول
فروج پر نظر کی ہے وہ خوب جانتا ہے کہ ان کی بنائے مذہب مجربان خدا کے نہ ماننے اور اُن کی محبت و تعظیم کو
جہان تک بن پڑے گھٹائے مٹائے پر سب جہان تک اُن کے بانی نہ ہیبت نہ تہریر کر دی کہ اللہ کو مانتے اور اس
کے سوا کسی کو نہ ماننے انتہی۔ اور خود سے چار اور ناکارے لوگ تو نیک زبان پر ہے، خود حضور سیدہ المہجوبین صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت صاف کہہ دیا کہ وہ بھی مکر مشی میں مل گئے،

اشد حققت اللہ علی کل من عادی رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علی رسولہ و آلہ و ہامہ
و سلمہ۔
سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہر اس شخص پر ہے
جو اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و
ہامہ کے ساتھ عداوت رکھے (ت)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :
وَالَّذِينَ يَبُذُّونَ رُسُلَ اللَّهِ لَآتٍ
اِلَيْهِمْ ﴿۱﴾
اور فرماتا ہے،
جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ کے رسول کو اُن کے لئے دکھ
کی مار ہے۔

تَعْلَمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ
عَذَابًا عَظِيمًا ۝

اللہ نے اُن پر لعنت کی دنیا و آخرت میں اور اُن کے لئے
تیار رکھا ہے عذاب۔

سبحان اللہ حضور ﷺ عالم علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرمائیں،

ان الله حرم على الامم من ان تأكل اجساد
الانبياء - اخرجہ احمد والنو او د والنسائی
وامن ما جة وابن حبان والحاكم و
ابونعیم کلہم عن اوس بن ابی اوس الثقفی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر پیغمبروں کا جسم کھانا حرام
کیا ہے۔ اس کو امام احمد، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ
ابن حبان، حاکم اور ابونعیم سب حضرات نے حضرت
اوس بن ابی اوس ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کیا ہے۔

اور واروکہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

من کلمه روح القدس لعمرو بن لاسر ص
ان تأکل من لحمه - اخرجہ الزبیری بن
بکاس فی اخبار المدینة وابن زبالة
عن الحسن مرسلًا۔

جس سے جبریل نے کلام کیا زمین کو اجازت نہیں کہ
اس کے گوشت پاک میں کچھ قہر کرے۔ اسے
حضرت زبیری بن بکاس نے اخبار المدینہ میں اور ابن زبالہ نے
امام حسن رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت کیا ہے۔

امام ابو العالیہ تابعی نے کہا،

ان لحم الامم لا تبليها الامم ولا تأكلها
السباع - اخرجہ الترمذی والبيهقي۔

انبیاء کا گوشت زمین نہیں کھاتی نہ درندے گستاخی
کریں اسے نہ پرندے اور بہشتی نے روایت کیا ہے۔

اور رب العالمین جل مجدہ اُن کے ملامت یعنی شہدائے کرام کی نسبت ارشاد فرماتے،

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ

جو خدا کی راہ میں مارے گئے اُنہیں مُردہ نہ کہو

سۃ القرآن ۵۷/۲۲

سۃ سنن النسائی اکثر الصلوة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المجموعہ مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور ۱۶۲/۱
سنن ابی داؤد باب تفریع الباب المجموعہ مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱۵۰/۱
مسند احمد بن حنبل حدیث اوس بن اوس رضی اللہ عنہ دار الفکر بیروت ۸/۴
سۃ الدر المنثور زیر آیت وایدیۃ برواح القدس مطبوعہ نشرات آیت اللہ العظمیٰ قم، ایران ۸۷/۱

سۃ اخبار مدینہ لزبیری بن بکاس

اور حضور پر نور سید المجاہدین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

من عادی اولیاء اللہ فقد ہار اللہ بالمشاۃ
انخرجه ابن ماجہ والحاکم والبیہقی فی
الزہد عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ
عہ قال الحاکم صحیحہ ولا عدل لہ۔
جس نے اولیاء اللہ سے عداوت کی وہ سر میدانِ خدا کے
ساتھ لڑائی کو نکل آیا۔ اس کو ابن ماجہ، حاکم اور بیہقی نے
زہد میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کیا ہے۔ امام حاکم نے فرمایا یہ روایت صحیح ہے اور اس
میں کوئی علت نہیں ہے۔ (ت)

اللہ تعالیٰ اپنے مجربوں کی تکی محبت پر دنیا سے اٹھائے آمین بجاہم عندک یا ارحم الراحمین یا من
اجہم یا مننا بجاہم حدیثہم ایما وجینا الیہم بحدایاہم یا اکرم الاکرمین آمین۔
فقیہ مہتمم ہم اور بیان کر آئے کہ ان کا خلاصہ مذہب یہ ہے کہ گنتی کے ڈھائی آدمی ناجی باقی تمام
مسلمین شرک میں پڑ کر ہلاک ہو گئے اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اذا سمعت الرجل یقول ہذا الناس فہو
احکمکم۔ انخرجه احمد والبخاری فی
الادب و مسند ابوداؤد عن ابی ہریرۃ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
جب تو کسی کو یوں کہتے ہو گے کہ لوگ ہلاک ہو گئے تو
وہ ان سب سے زیادہ ہلاک نہیں والا ہے۔
ابو داؤد نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت کیا ہے۔

حدیث سے ثابت ہو اگر حقیقت یہی لوگ جو ناجی مسلمانوں کو جنس و چنان کہتے ہیں خود ہلاکِ عظیم کے مستحق
ہیں اور اللہ جل جلالہ فرماتا ہے،
قَمَلٌ یُفْلِکُہُ لَا الْقَوْمَ الْفَاسِقُونَ
کہ ہلاک ہوا سوا فاسق لوگوں کے۔

پھر ان کے اشد الفاسقین سے ہونے میں کیا شبہ ہے والیاذ باللہ سبحنہ و تعالیٰ۔ پھر ستم بر ستم یہ کہ وہ ان
محرمات کا صرف ارتکاب ہی نہیں کرتے انھیں حلال و مباحات بلکہ افضل جنات بلکہ اہم واجبات سمجھتے ہیں
جیہات اگر تاویل کا قدم در میان نہ ہوتا تو کیا کہ ان کے بارے میں کہنا نہ تھا اللہ تعالیٰ نے یہ دین پر استقلال

۱۔ سنن ابن ماجہ باب من ترجی لہ المسلمۃ من الفتن مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ص ۲۹۶
شعب الایمان باب فی اخلاص العمل حدیث ۶۸۱۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۳۲۸/۵
۲۔ الادب المفرد (۳۲۳) باب قول الرجل حکم الناس حدیث ۵۹ مطبوعہ المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ٹی ۱۹
۳۔ القرآن ۲۶/۳۵

اور کلمہ طیبہ کا ادب و جلالی جہنہ و کرم ہم اہلسنت ہی کو عطا فرمایا ہے کہ بد مذہبیان گمراہ ہماری تکفیری کریں ہم پاس کلمہ سے ختم با برہ و حیرت و ہر وقت اس فکر میں کہ کسی طرح جو کو مشرک بنائیں ہم ہمیشہ اس خیال میں کہ جہان تک ممکن ہو انہیں مسلمان ہی بنائیں۔ جیسے وہ مجھ کو اونٹنی جس کے پیچھے مہری بولیں رہیں، اور ان میں شیر اور آگے صاف میدان پھر آباد شہر و قلعہ جو لوگوں کی ہریالی پر مہاریں توڑا قی اور پلٹی جاتی ہے کہ خود بھی ہلاک ہو اور سوار کو بھی ہلکے میں ڈالے، سوار و حمیزہ کرتا تا زیادہ لگنا آگے بڑھتا ہے کہ آپ بھی نجات پاسے اور اُسے بھی بچا لے سے

ہوی۔ حق خلقی وقد اعمی الہوی

وای وای اہا لمختلفان

(میری ساری کی خواہش میرے پیچھے ہے اور میری خواہش آگے ہے اور میں اور وہ دونوں مختلف ہیں)

منصف کے نزدیک انہی ہی بات سے اہل حق و باطلین کا فرق ظاہر و الحمد للہ مراب العالین

قُلْ كَيْفَ يَقْدِرُ عَلَيَّ شَاكِلَتِيہَ فَرَنْتُمْ اَعْلُو

تم فرماؤ سب اپنے اپنے طریقے پر کام کرتے ہیں تو تمہارا رب خوب جانتا ہے کہ کون زیادہ راہ پر ہے۔

تنبیہ: جماعت مذکورہ علیہ دیکھ کر، میں دین میں یہ نیاں نثر کتاب نہ لفظ غیر مقلدین اگرچہ ان فقیہات کے عادی ہیں مگر وہ انہیں فسق جان کر نہیں کہتے بلکہ اپنے زعم میں کارِ ثواب و عینِ صواب سمجھتے ہیں یہ ان کی فہم کی کمی اور مذہب کی ہدی ہے اس سے وہ عیب کی ثابت نہ ہوتی جس کی بنا پر امامت فاسق ممنوع ہوتی تھی کہ جب اُسے دین کا اہتمام نہیں تو کیا عجب کہ بے وضو نماز پڑھائے یا شرائط نماز سے کوئی اور شرط چھوڑ جائے۔

اقول منع امامت فاسق صرف اسی پر مبنی نہ تھا بلکہ اس کی بڑی علت وہ تھی کہ تقدیم میں غفلت اور فاسق شرعاً مستحقِ اہانت و یہ ہر حال موجود ملکِ محبوب و ذنوب کو صواب و ثواب جانتے ہیں اور زیادہ شدید الزام و کہ اس سے فسق ہزار چند ہو جاتا ہے تو اُسی قدر استحقاقِ اہانت ترقی پاسے گا اور اس کی ترقی پر اُتنا ہی شاعتِ اہانت میں جوش آئے گا معہذا جس نے تجربہ کیا ہے اُس سے پوچھئے کہ دنیا و دنیا دار خاص امور دین میں اصنافِ بالائے طاق ان کے اکابر و معتدین میں جو ششیخ بیابان عظیم سفایاں پھیل رہی ہیں خدا نہ کرے کہ کسی فاسق سے فاسق کر بھی اُن کی ہوائ لگے۔ کیا نہ دیکھا کہ ان کے امام العصر نے اپنے مہری فوتے میں دودھ کے چچا کو بھٹی و ملائی،

تیا نہ جانا کہ ان کے رشید شافرو نے مطبوعہ رسالے میں حقیقی ٹیچر بھی تک حلال بتائی، کیا نہ سنا کہ دوسرے شافرو نے سوتیلے خال کو بھانجے کے حق میں مباح کر دیا اور اس آفت کے فتنے سے اسناد و صاحب نے اپنی مہر کا نکاح کر دیا پھر امام العصر کا اُجرت لے کر مسائل لکھنا، ایک ہی مقدمہ میں مدعی مدعا علیہ دونوں کے پاس حضرت کا فتویٰ ہونا کبھی اعلیٰ درجے کی دیانت ہے۔ ان سب وقائع کی تفصیل بعض احباب فقیر نے رسالہ سیف المصطفیٰ علی دیان الاختراء و رسالہ نشاط المسکین علی خلق البقر السہین میں ذکر کی، تحریرات بنانے کو احیا و اموات پر ہزاروں افتراء و بہتان کرنا، فرضی کتابوں سے سند لانا، خیالی مالوں کے نام جھڑپیں، نقل و جہارت میں قطع و برید کرنا، جرح حدیث کو نسب بدل لینا، احادیث و اقوال کے غلط حوالے دینا اور ان کے سوا دیدہ و دانستہ ہزاروں قسم کی عیاریاں ان کے عمائد و مشکین اپنی مذہبی تصانیف میں کر گزرے، ان کیسے کہا تیں الزام ٹھہرے اور باز نہ آئے۔ رسالہ سیف المصطفیٰ انہیں امور کے بیان و اظہار میں تالیف ہوا جس میں حریز مکتوف حفظ اللہ نے اکابر طائفہ کی ایک سو ساٹھ دیا تہوں کو جلوہ دیا۔ پھر کون کمان کر سکتا ہے کہ جہارت و جہارت میں ان کا پایا کسی خاستق سے لکھا ہوا ہے بعد از آزمائے گئے کہ یہ حضرات جس مسئلہ میں مکتوف کریں گے آرام نفس ہی کی طرف کریں گے تمس و مذہب ہی کے نزدیک رائج نہ ہو جس میں ذرا مشقت کا پڑ چکا، تو آدیاں میں سیتیں رکعت چھوڑیں تو چھتیس کی طرف نہ گئے ہر امام مالک سے مروی نہ پائیں تیں پر حضرت بنی بکسب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول اور امام اسحاق بن راہویہ و اہل بدینہ کا مذہب تھا، آئندہ پر گئے کہ آرام کا سبب تھا۔ اور ان کے بعض مسائل کا نوز ان شاء اللہ تعالیٰ قریب آتا ہے۔ مسئلہ فوجیہا کی دوسرے کہ جو پایا کہہ دیا نہ قرآن سے غرض نہ حدیث سے کام، احادیث اللہ تو کس چیز کا کام، آدھر آرام طلبی کا جویش تمام، تو کیا عجب کہ بے غسل یا سب و وضو نماز ہزار کریں غصہ صا جبکہ جو صبر ہوا اور پانی ٹھنڈا، آخر یہ ٹیچر بھی بیعتی خال کی ملت سے عجب تر نہ ہو گا۔ چہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے:

اذا لم تستح فاصنع ما شئت

جب تو بچیا ہو جائے تو جو چاہے کر۔ (ت)
 طر اگر چاہیست از ویج عجب نیست
 (جس کو چاہا نہیں اس سے کچھ عجب نہیں)

والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

دلیل سوم

اس کی تقریر میں اتولا یہ ہے کہ ان حضرات کی فقہی مسائل متعلقہ نماز و طہارت جو انہوں نے خود اپنی تصانیع میں لکھے کیا ہیں اور وہ علی الاطلاق مذاہب راشدہ یا خاص مذہب حنفیہ سے کتنے جدا ہیں مجتہد مولوی دبی احمد صاحب سورتی سلسلہ ائمہ تہذیب نے فرماتے جامعہ المشواہد فی اخسراج الوہابیین عن المساجد (مساجد سے وہابیوں کو نکالنے پر جامع دلائل - ت) میں عقائد غیر مقلدین نقل کر کے ان کے بعض عملیات بھی تفصیل کے ہیں یہاں اسی کے چند کلمات بطور التفات لکھنا کہ فی سمکتا ہوں۔ مسئلہ ۱۱، پانی کتنا ہی کم ہو نجاست پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا جب تک رنگ یا بو یا مزہ نہ بدلے۔ نواب صدیقی حسی خاں بہادر شوہر ریاست بھوپال نے طریقہ محمدیہ ترجمہ در بدر مصنف قاسمی شوکانی ظاہری المذہب مطبوعہ فاروقی دہلی کے صفحہ ۹ و ۱۰ پر اس کی تصریح کی اس کتاب پر مولوی نذیر حسین صاحب نے ٹھہر کر اور لکھا اس پر برویدین بے دھڑک عمل کریں اور دیکھیں اس میں خود نواب مترجم لکھتے ہیں، قطع سنت اس پر آنکھ بند کر کے عمل کرے اور اپنی اولاد اور بیویوں کو پڑھائے کہ اور یہی مضمون فتح المغیث مطبع صدیقی لاہور کے صفحہ ۱۰ میں ہے۔ یہ وہی کتاب طریقہ محمدیہ ہے۔ کاذم بدل نواب بھوپال نے دوبارہ دوسرا بارہ بھوپال اور لاہور میں چھپوایا۔ اس مسئلہ کا مطلب یہ ہوا کہ کنواں تو بڑی چیز ہے اگر باؤ بھریانی میں دو تین ماشے اپنا یا سکتے کا پیشاب ڈال دیکھتے پاک ہے گا مزہ سے وضو کیے نماز پڑھتے کچھ مضائقہ نہیں۔ مسئلہ ۱۲، اسی فتح المغیث کے صفحہ ۵ اور طریقہ محمدیہ کے صفحہ ۷ میں ہے، نجاست گود اور موت ہے آدمی کا مطلق تحرکت لڑکے بشیر غرکا اور لعائے ہے مٹے کا اور کینڈھی اور خون بھی مہینہ لغائے کا اور گوشت ہے سوڑکا اور جو اس کے سوا ہے اس میں اختلاف ہے اور اصل اشیا میں پاکی ہے اور نہیں جاتی پاکی مگر محل تصحیح سے کہ جس کے معارض کوئی دوسری نقل نہ ہو۔ یہاں صاف صاف نجاست کہ ان سات چیزوں میں حصر کر دیا باقی تمام اشیا کو اصل طہارت پر جاری کیا جب تک نقل صحیح غیر معارض وار نہ ہو تیں کہ تہوں اب مشط اگر کوئی غیر مقلد مرنے کے گود یا سونے کے موت یا سکتے کی ٹی سے اپنے چہرہ و پیش بڑھتے نہ چھیں، وجامہ پر عطر و گلاب افشانی فرما کر نماز پڑھ لے یا یہ چیزیں کسی ہی کثرت سے پانی میں مل جائیں اگرچہ رنگ و مزہ و بو کو بدل دیں اور غیر مقلد صاحب

(ف، اسی کا دوسرا نام فتح المغیث ہے۔ نذیر احمد)

سلسلہ طریقہ محمدیہ ترجمہ در بدر
فتح المغیث

اُس سے وضو کر کے اصراف نہ کریں کہ آخر حائضہ پر کوئی نجاست نہیں، نہ پانی کے اوصاف کسی نجس نے بدلے،
پھر کیا مضائقہ ہے سب مباح درودا ہے ان الله وانا اليه راجعون۔ ثم اقول آية كريمة قل لا اجد
في سماء او ارضي رائي مَحْضَرًا عَصَا عِيسَى قُطِيعَةً (عجوب فرمائیے میں اپنے اوپر نازل شدہ وحی میں نہیں پاتا کسی
کی نیوٹے پر کوئی کھانا حرام) اقول یہ سند کافی موجود اور جس طرح نجاست بے نقل صحیح غیر معارض ثابت نہیں ہو سکتی اور
اصل اشیا میں طہارت ہے یوں ہی حرمت کا ثبوت بھی ہے اس کے نہ ہو گا اور اصل اشیا میں اباحت تو
غیر مقلد کو اُن چیزوں کے نوش کرنے میں کیا مضائقہ ہے طہر

گر ہر تو حلال ست حلالیت بادا

(اگر تجھ پر مینا حلال ہے تیرا اپنا حلال کیا ہوا ہے)

مسئلہ (۳) زاب موصوفت روضۂ نذیر کے صفحہ ۲۲ میں فرماتے ہیں،

شراب و مُردار و خون کی حرمت اُن کی نجاست پر دلیل نہیں جو انہیں ناپاک بنائے دلیل پیش کرے
ادعنا مقرر ہوا۔

میں کہتا ہوں شارعین و کلامی خلاف شرع بنے کا منطوق اگر یہ مسئلہ سنائیوں کہتا اسے

کہتا ہے میں نے اب کبھی سے دھو کے

قالب میں میرے رُوح کسی پارسا کی

جس میں شریعت جدیدہ کا خلاف بھی نہ ہوتا اور زیادہ مبالغہ سے جس شعر بھی بڑھ جائے کہ پتیا نہیں سے چھوٹتا نہیں
میں کہیں زیادہ مبالغہ ہے۔

مسئلہ (۴) زاب صاحب اپنے صاحبزادہ کے نام سے بھیجے المقبول من شرائع الرسول مطبوعہ جہوپال کے

صفحہ ۲۰ پر فرماتے ہیں،

منی کو نفرت و فطانت کی وجہ سے دھونا ضروری ہے	شستن منی از برائے استغفار بودہ است نہ بنا
نہ ناپاک ہونے کی وجہ سے، شراب اور دیگر نشہ آور	برنجاست و برنجاست غم و دیگر مسکرات و یلہ صالح
اشیا کے ناپاک ہونے پر کوئی دلیل صالح نہیں جس کے استدلال	تمسک باشد موجود نیست و اصل در ہمہ چیز طہارت
کیا جاسکے اور تمام اشیا میں اصل طہارت ہے،	ست و درنجاست لحم و خوک خلاف ست و دم مسجوح

سہ القرآن ۱۲۵/۶

سہ روضۂ نذیر شرح و تبیین عربی بیان الاصل فی الاشیاء الطہارۃ مطبوعہ فاروقی کتب خانہ لاہور ۱۳/۱

حرام ست نہ نجس اور مٹھا

خزیر کے گوشت کے نجس ہونے میں اختلاف ہے

۱) مسطور حرام ہے مگر نجس نہیں اور مٹھا (ت)

مسئلہ (۵) اسی فتح المغیث کے صفحہ ۶ پر ہے، کافی ہے مسح کرنا پگڑی پر یعنی وضو میں سر کا مسح نہ کیجئے پگڑی پر ہاتھ پھیر لیجئے وضو ہو گیا اگرچہ قرآن عظیم فرمایا کہ **وَاَمْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ** (اپنے سروں کا مسح کرو)

مسئلہ (۶) مولوی محمد سعید شاگرد مولوی نذیر حسین ہدایت قلوب قاسیہ کے صفحہ ۴۶ میں لکھتے ہیں جو اپنی مری سے جماع کے بعد ازالہ نہ ہو تو اس کی نماز بغیر غسل کے درست ہے۔

مسئلہ (۷) فتاویٰ ابراہیم مصنفہ مولوی ابراہیم غیر مقلد مطبوعہ معزم پر کا شمس آباد کے صفحہ ۲ میں ہے، وضو میں بجائے پاؤں دھونے کے مسح فرض ہے شیخ انصاری نے پاؤں کے مسئلے میں رافضیوں سے بن آگے قدم رکھا وہ مجاہد سے بھی صرف جواز مانتے ہیں واللہ المستعان علی شر الرفاض وقویہ شیعہ مصنف الرفاض (اللہ تعالیٰ ہی مددگار ہے روافض کے شر پر اور اس قوم کے شر پر جو روافض سے بھی بدتر ہے) ثانیاً یہ خیال کیجئے کہ انھیں اہلسنت کے ساتھ کس درجہ تعصب ہے، اور تعصب شئی ہے کہ خواہی کر ہی کی

میش محرقہ (تجربہ کا ڈنک) ہو کر بتا دے کہ یہ اہل سنت پر کتنا ہے اور بہتان کہ بن پڑے شقاق و غلوں کو دوست رکھتا ہے، اگر عینہ نہ ہو سکے تو خفیہ ہی کوئی بات کر گزرسے اور آپ ہی آپ دل میں منس لے، ہمال روافض کی حکایات مشہور ہیں کہ ان کی مجالس مرثیہ میں جو جابل سستی جا بیٹھے انھوں نے قلعی کے چھینے شربت میں طے، بعض اشتیاق نے اساتے طبع پر چوں پر لگو کر فرش کے نیچے رکھ دے کہ سستی بیٹھیں تو پاؤں کے نیچے آئیں اگرچہ نادانستہ ہی سہی، پھر جہاں ایسا واقع ہوتا ہے لگو کر کوئی خاص چیز کسی مکان یا جامعہ سستی ناہ واقف کے کھانے پینے کو پیش کی ظاہری تکلف مد سے گزرا اور بعض نجاسات قطعہ سے آلودہ کر دی، یہ سب شاخیں تعصب کی ہیں، پھر حضرات غیر متقدمین کا تعصب ان روافض سے کم نہیں بلکہ زائد ہے کہ یہ دشمنی تازہ ہیں اور ان کے حوصلوں کی نفی

۱) فتح المغیث من شرائع الرسول

۲) فتح المغیث

۳) القرآن ۷۵

۴) ہدایت قلوب قاسیہ

۵) فتاویٰ ابراہیم

اٹھنا ہے اب اس کی میاکی و جرات و مسائل مساہلت و شدت عداوت دیکھ کر نہ صرف احتمال قوی بلکہ ظن غالب ہو گا ہے کہ اگر یہ امام کئے جائیں ضرور اپنے ان بعض مسائل مذکورہ پر عمل کریں گے انہیں کیا غرض پڑی ہے کہ مذہب مقتدیان کی رعایت کر کے ان امور سے باز آئیں اور تعصب برت کر دل ٹخنہ اند کریں پھر بعض جگہ غسل وغیرہ کی مشقت اٹھانی ہو و دفع میں۔

ثالثاً اب یہ غور کیجئے کہ علامہ دین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اہل حق و ہدی کے مذاہب مختلفہ مثلاً باہم حنفیہ و شافعیہ میں ایک کی دوسرے سے اقتدار پر کیا کلام کیا ہے یہ مسئلہ ہمیشہ سے معرکہ الآراء رہا اور اس میں ٹکڑ شقوق و اختلاف اقوال بشت ہوا ہیں یہاں صرف اس صورت سے عرض ہے کہ دوسرے مذاہب والا جو نماز و طہارت میں ہمارے مذہب کی مراعات نہ کرے اور خروج عن الخلاف کی پروا نہ رکھے اُس کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے۔ پہلے اس احتیاط و مراعات کے معنی سمجھ لیجئے بعض باتیں مذاہب راشدہ میں مختلف فیہ ہیں (اختلافی مسائل مثلاً قصد و عبادت سے شافعیہ کے نزدیک نہ منہیں جاتا ہمارے نزدیک جاتا رہتا ہے، مس ذکر و مساس زین سے ہمارے نزدیک نہیں جاتا اُن کے نزدیک ٹوٹ جاتا ہے، دو قند پانی میں اگر نہکاست پڑ جائے اُن کے مذہب میں ناپاک نہ ہو گا ہمارا نزدیک (ناپاک) ہو جائے گا، اُن کے نزدیک ایک بال کا مسح و وضو میں کافی ہے ہمارے یہاں نہ رات نہ روز ہمارے مذہب میں بہت دور ہے وضو میں فرض نہیں اُن کے نزدیک فرض، وطنی بذالقیاس اس ماسی قسم کے مسائل میں باجماع ائمہ آدمی کو وہ بات چاہئے جس کے باعث اختلاف علماء میں واقع نہ ہو جب تک یہ احتیاط اپنے کسی مکروہ مذہب کی طرف نہ لے جائے تو محتاط شافعی قصد و عبادت سے وضو کر لیتے ہیں اور مسح میں بعض پر قناعت نہیں کرتے اور محتاط حنفی مس ذکر و مساس زین سے وضو کر لیتے ہیں اور ترتیب و نیت نہیں چھوڑتے کہ اگرچہ ہمارے نام نے اس صورت میں وضو واجب نہ کیا منع بھی تو نہ فرمایا پھر نہ کہنے میں ہماری طہارت ایک مذہب پر ہوگی دوسرے پر نہیں اور کر لینے میں بالاتفاق ظاہر ہو جائیں گے اور اپنے مذہب میں وضو علی الوضو کا ثواب پائیں گے، جو ایسی احتیاط کا خیال نہیں کرتے اور دوسرے مذہب کے خلاف و وفاق سے کام نہیں رکھتے۔ جمہور مشائخ کے نزدیک اُن کی اقتدار جائز نہیں کہ صحیح مذہب پر اسے مقتدی کا اعتبار ہے جب اس کی رائے پر عمل طہارت یا اور وجہ سے فساد نماز کا مظنہ ہو یہ کرنا ایسی نماز پر اپنی نماز بنا کر سکتا ہے غائبہ و غلامہ و سر اجیبہ و کفایہ و نظم و تحر الفداوی و شریعت فقہایہ و مجمع الانہر و حاشیہ مراقی الفلاح وغیرہ کتب میں اس کی تصریح فرمائی اور اسے علامہ سندھی پھر علامہ علی پھر علامہ شامی نے بہت مشائخ اور علامہ قاری نے جامعہ مشائخ کرام

عہد بشرطیکہ پانی کا کوئی وصف مثلاً بڑا رنگ یا مزہ متغیر نہ ہو جائے ورنہ بالاتفاق ناپاک ہو جائے گا (۱۲ منہ دم)

سے نقل کیا، فتاویٰ علیگیری میں ہے،

الاعتداء بشافعی المذهب انما یصح اذا كان
الامام میتاً حامی مواضع الخلاف بان يتوضأ
من الماء من الحجس، من غیر السبیلین
کأنفصد ولا یكون متعصباً ولا يتوضأ بالماء
الراکد القلیل وان یفسد ثوبه من الماء
ویفرک الیابس مند ویمسح بریم رأسه
هكذا فی السہایة و لکفایة ولا يتوضأ
بالماء القلیل الذی وقعت فیہ النجاسة کذا
فی فتاویٰ قاضی خان ولا بالماء المستعمل
هكذا فی السراجیة ام ملخصاً۔

فتاویٰ امام قاضی خان میں ہے،

اما الاعتداء بشافعی المذهب قالوا
لا یصح به اذا لم یکن متعصباً ولا یكون
متوضأ من الماء من الحجس من غیر
السبیلین ولا يتوضأ بالماء القلیل الذی
وقعت فیہ النجاسة ام ملخصاً۔

شافعی المذہب کی اقتداء اس وقت صحیح ہے جب وہ
مقامات اختلاف میں احتیاط سے کام لیتا ہو، مثلاً
سبیلین کے علاوہ سے نجاست کے خروج پر وضو
کرتا ہو جیسا کہ روگ کھانے پر اور متعصب نہ ہو اور نہ ہی
قلیل کھڑے پانی سے وضو کرنے والا جو اور نہ ہی
دھوتا ہو اور خشک مٹی کھڑے سے کھرج دیتا ہو اور
کے چوتھائی کا مسح کرتا ہو، نہایت، دور کفایت میں اسی
طرح ہے، اور ایسے ہی قلیل پانی جس میں نجاست
گر گئی ہو اس سے وضو نہ کرتا ہو فتاویٰ قاضی خان میں
اسی طرح ہے اور نہ ہی مایہ مستعمل سے وضو کرتا، جیسا
کہ سراجیہ میں ہے ام ملخصاً (ت)

شافعی المذہب کی اقتداء کے بارے میں علما نے
فرمایا ہے کہ اس میں کوئی عرج نہیں بشرطیکہ وہ
متعصب نہ ہو اور نہ کہ سبیلین کے علاوہ سے نجاست
کے خروج پر وضو کرتا ہو اور اس قلیل پانی جس میں
نجاست گر گئی ہو اس سے وضو نہ کرتا ہو ام ملخصاً (ت)

علی قلت ای بحیث تقع الغضالة فیہ بناء
على نجاسة الماء المستعمل ۱۲ منہ (م)
علی قلت ای اذا بلغ حد المنع ۱۲ منہ (م)
علی قلت ای لا یحتوی باقل منہ ۱۲ منہ (م)

میں کہتا ہوں یعنی اس وقت جب غسل پانی میں گرتا ہو
اس قول کی بنا پر جو مایہ مستعمل کو نجس قرار دیتے ہیں ۱۲ منہ (ت)
میں کہتا ہوں یعنی جب مائع نماز کی حد تک پہنچ جائے ۱۲ منہ (ت)
میں کہتا ہوں یعنی اس سے اقل پر اعتداء نہ کرتا ہو ۱۲ منہ (ت)

لے فتاویٰ ہندیہ الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماماً لغيره مطبوعہ قورانی کتب خانہ پشاور ۸۴/۱
لے فتاویٰ قاضی خان فصل فی من یصلح الاعتداء و فی من ویصح منشی ذککثر و نکثر ۳۳/۱

فتاویٰ امام طاہرین عبدالرشید بخاری میں ہے،

الاقتداء لشعوبی السلف بذهب یجوز ان
لو یکن متعصباً ویکو متوجہاً من الخارج
من غیر السبیلین ولا یتوضاً بما فی السدی
وقعت فیہ النجاسة وهو قدر قلت یمنع
او ملخصاً

جامع الرموز میں ہے،

هذا اذا علم بالاحترار عن مواضع الخلاف
ولو شك في الاحتراز لم یجوز الاقتداء مطلقاً
كما فی النظم فلا بأس به اذا لم یثبت في
ایمانه ولم یتعصب ای لم یعضد للعنفی
(وساق الکلام فی مسائل المراجعة فجمع
والدی ثم قال) النکل فی بحر الفوائد

کے ساتھ بغض نہ رکھتا ہو (اس کے بعد مقامات رعایت پر گفتگو کرتے ہوئے مسائل کو اکٹھا کیا پھر فرمایا) یہ تمام
بحر الفوائد میں ہے۔ (ت)

شرح مفتی لا بکر میں ہے،

جواز اقتداء العنقی باثقی اذا کان الاصح
یحتاط فی مواضع الخلاف

حنفی کا شافعی کی اقتداء کرنا اس وقت جائز ہے جب شافعی
امام مقامات اختلاف میں محاط ہو۔ (ت)

محذوفت الاولی تعبیر غیرۃ کا الخایة بالقیل

۲ منہ (م)

میں کتابوں اس کے غیر کی تعبیر بہتر ہے جیسے کہ
خانیہ نے "قیل" کے ساتھ تعبیر کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

- ۱/۱۲۹ ملخص خلاصۃ الفتاویٰ کتاب الصلوة الاقتداء بابل الہوا مطبوعہ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ
۱/۱۷۳ ملکہ جامع الرموز فصل یکبر الامام مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کشمیرہ قانوس ایران
۱/۱۲۹ ملکہ مجمع الانہر شرح مفتی لا بکر باب الوتر والنواقل مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

بلاکراہۃ وفی غیرہا معہا اھ

رعایت کرنے والے کے پیچھے بغیر کراہت جائز ہے اور رعایت نہ کرنے والے کے پیچھے بالکراہت اھ (ت)

اقول (میں کہتا ہوں) یہ فتاویٰ ہندیہ کی اس تصریح کے مخالف ہے جس میں انہوں نے عدم صحت کا ذکر کیا ہے۔ لیکن یہ بات مجھ پر لازم نہیں آتی کیونکہ میں نے اسے عدم جواز کے ساتھ تعبیر کیا ہے جو فتوہ اور کراہت تحریری دونوں کو شامل ہے لہذا یہ علی قاری کی تفسیر اور ہندیہ کی تصریح دونوں کے موافق ہے اور جو چیز مجھ پر ظاہر ہوئی ہے اور میں اُمید کرتا ہوں اللہ تعالیٰ وہی صواب ہے۔ وہ یہ ہے کہ نماز کا باطل ہونا اس سورت میں جب امام شافعی بالخصوص نماز میں پڑھا نہ کرتا ہو (اس بات کا حنفی کریقین ہو) جیسا کہ اس کے حاکم سنائی۔ تب یہ کیا اور دروغ وغیرہ کے بیان وتر میں اس پر حرم کیا ہے ورنہ اگر علم نہ ہو کہ وہ

رعایت کرتا ہے تو علی قاری کی رائے صواب ہے کہ نماز درست ہوگی کیونکہ مضہ کا علم نہیں، البتہ مکروہ ہوگی۔ کیونکہ وہ محتاط نہیں اور اگر ہندیہ کی عبارت میں صحت کو جواز پر محمول کر دیا جائے اگرچہ اس میں بعد ہے تو دونوں اقوال میں موافقت ہو جائے گی۔ اس محل پر ایک دلیل یہ ہے کہ صاحب ہندیہ نے کلام قاضی خاں کو مستند عدم صحت کے تحت ذکر کیا ہے، اور قاضی نے تصریح کی ہے جیسا کہ آپ سن چکے کہ نفی حرج ان شرائط کے ساتھ معلق ہے اور یہ بات مفہوم مخالفت کے طور پر اس

اقول وھذا ینافی تصریح الھندیۃ بعدم الصحۃ لکن لا ینکر علی لافی اسما عبرت بعدم الجوانر اشامل للفساد وکراہۃ التحریم ینطلق علی تفسیر التقارک و تصریح الھندیۃ جمیعاً، والذی ینظہر فی داسر جوامت یکون ہوا الصواب ان شاء اللہ تعالیٰ ان البطلان اسما ہوا اعلیٰ عدم الصراعات فی خصوص الصلاة کما اختارہ العلامة الشافعی وجوزہ بہ وتر الدروغیہ والا فان صواب مع القاری نقص لعدم العمل بالمفسد وتکرر لکونہ غیر محتاط، وان حملت الصحۃ فی کلام الھندیۃ علی الجوانر وان کان فیہ بعد فیتوافق القولان ومن الدلیل علی ہذا الحمل ان صاحب الھندیۃ ادخل کلام قاضی خاں تحت مسئلۃ عدم الصحۃ وانما نص الخانیۃ کما سمعت تعلیق نفی البأس بتلك الشرائط فانما ینفید بمفہوم المخالفة وجود البأس عند

عدمها، ووجود النّاس لا یستلزم البطلان
نعم هو مساوق لعدم الجوانب بمعنی
عدم الحل المجامع لکراهة التحريم،
ویؤید ذلك ما نص عليه العلامة البلی
فی العلّیة الاختلاف انما هو فی الکراهة
والافعل الجوانب یعنی المصنعة الاجماع
ثم لا یدلّ علی ذلك ان الکراهة ههنا
للتحریم، اذ هو الادی یصح نقضه عدم
الجوانب به کما فعل القاری فافهم وتثبت
هذا ما ظهر وقدر بقی خیایا والعبد
الضعیف حقوا کلام فی هذا المرام فی
فتاواک الملکبة بالعطایا العیویة فی الفتاوی
المرضویة وباللّٰه التوفیق

بات کی مفید ہے کہ جب شرائط معدوم ہوں تو حرج
لازم آئے گا اور جو حرج بطلان کے مستلزم نہیں،
ہاں وہ مسامحی بنے گا عدم جواز بمعنی عدم حل کا جو کراہت
تحریمی کو جامع ہے اور اس کی تائید علامہ علی کے ان
الفاظ سے ہوتی ہے جو غنیہ میں ہیں کہ اختلاف کراہت
میں ہے ورنہ جواز یعنی صحت پر اجماع ہے۔

پھر یہ بھی ذہن نشین رہنا چاہئے کہ یہاں کراہت
تحریمی مراد ہے کیونکہ تفسیر عدم جواز کی اسی کے ساتھ
درست ہوتی ہے جیسا کہ علی قاری نے کیا ہے، خوب
سمجھ کر اس پر قائم رہو۔ یہ وہ تفصیل تھی جو مجھ پر واضح ہوئی
اور ابھی کچھ گشتے رہتے ہیں بندہ ضعیف نے اللہ
کی توفیق سے اس مقصد پر اپنے فتاوی الملکبہ پر
الطیالبوریہ فی فتاوی الرضویہ میں تحقیق کی ہے۔

سپہن اللہ جبکہ یہ احتیاط شافعی کے پیچھے نماز جمہور کے نزدیک ناجائز اتوا ان جہد میں تہورین کو اہل حق
و ہدایت سے کیا نسبت ان کے پیچھے بدرجہ اولیٰ ناجائز و ممنوع تر ہونا چاہئے کماں بخیر۔

تنبیہ: حانیہ و خلاصہ و نہایہ و کفایہ و بحر الفتاوی و شریعہ نقایہ و ہندیہ کے انصاف سُننے چکے کہ متعصب
شافعی کے پیچھے نماز جائز نہیں اور اس کی تفسیر گزری کہ متعصب وہ جو حنفیہ سے بغض رکھتا ہو، اب غور کر لیجئے کہ
غیر تقلیدین کو نہ صرف حنفیہ بلکہ تمام تقلیدین، فزاین سے کس قدر بغض شدید و کینہ دیدہ ہے خصوصاً جو عنایت حضرات
حنفیہ ٹھہرے اللہ بانظار المہیر کے ساتھ ہے بیان سے باہر تو ان روایات پر یہ ہڈا گاندہ دلیل ہوتی ان کی اقتدار
ناجائز ہونے کی،

لکن قال المحقق فی المفتاح لا یخفی ان
لعصبہ انما یوجب فسقه اه

عند اقول ایسے ہی شافعیہ یا مالکیہ یا حنبلیہ سے بغض رکھنے والا عند من برآہ اللہ من التعصب کہ اہل حق سے بغض
نہ رکھے گا مگر ہر مذہب اور ہر مذہب کے پیچھے نماز ممنوع ۱۲ منہ سلمہ (م)

لے فتح القدر باب صلوٰۃ الوتر مطبوعہ مکتبہ نور ربہ رضویہ سکھر

اقول قد علمت ان عدم الجواز
بمعنى عدم الحد الصادق كراهة التحريم
وان العبرة بحلف الفاسق مكرهة تحريمية
فان اعيد الاشكال بما في الهندية اعدنا
الكلام بما قد متنا وحيث ان هذا الدليل في
الدليل الثاني كما لا يخفى وبهذا لا حصل
تكون له روايات مؤيدات لما حققنا من ان
الكراهة حلف الفاسق والمبتدع كراهة
تحريم والله سبحانه بكل شئ عليم۔

اقول (میں کہتا ہوں، آپ نے یہ بھی پڑھ لیا
ہے کہ عدم جواز بمعنی عدم حلت ہے جو کراہت تحریمی
پر صادق آتا ہے اور فاسق کے پیچھے عمار مکر وہ تحریمی
ہے اگر ہندو کی عبادت کے ساتھ اشکال کا اعادہ کیا
جائے تو ہم سابقہ کلام سامنے لائیں گے تو اس وقت
یہ دلیل دوسری دلیل کی طرف لوٹ جائے گی جیسا کہ مخفی
نہیں اور اس محل کے ساتھ تمام روایات اس
تحقیق کی موید ہو جائیں گی جو ہم نے کی ہے کہ فاسق
اور بدعتی کے پیچھے عمار پڑھنے کی کراہت مکر وہ تحریمی ہے
واللہ سبحانہ بكل شئ عظیم۔ (د ت۔)

دلیل چہارم

حضرت امام احمد سرانجام ائمہ رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو ظلم ضروریات عقائد کی بحث میں
(جن میں لغزش موجب کفر ہوتی ہے) یہ چاہے کہ کسی طرح اس کا مخالف خدا کر جائے وہ کافر ہے کہ اس نے اس کا

علیہ کافر ہے یہ را کہ اس پر کفر کا اندیشہ ہے
والعیاذ باللہ تعالیٰ فی الخذلان سمعت القاضی
لامامہ (یرید الامامہ الاجل قاضی خدایں،
انما اراد تعجیل الحکم بکفر قال عندی
لا یكفر ویحشی علیہ الکفر اذ وقال
العلامة بدر المرنشید الحنفی فی
مرساتہ فی کلمات الکفر فی محیط
من مرضی بکفر نفسه فقد
کفر اجمعاء و بکفر غیرہ

اللہ تعالیٰ کی پناہ، علامہ میں ہے میں نے قاضی امام
(یعنی امام اجل قاضی خدایں) سے سنا کہ اگر کوئی مخالف
کو شرمندہ کرنے کا ارادہ رکھتا تو اسے کافر کہا جائے
فرمایا اور میرے نزدیک اسے کافر نہ کہا جائے، البتہ
اس پر کفر کا خوف و اندیشہ ہے۔ علامہ بدر المرنشید حنفی
نے اپنے رسالہ میں کلمات کفر کی تفصیل بیان کرتے ہوئے
لکھا ہے کہ محیط میں ہے وہ شخص جو اپنی ذات کے کفر
پر راضی ہو گیا وہ کافر ہو گیا یعنی بالاجماع اور جو کوئی
(باقی اگلے صفحہ پر)

کافر بنا چاہا اور مسلمان کو مٹا کر کفر چاہا بنا کر کفر سے اور رضا با کفر آپ ہی کفر، علماء فرماتے ہیں ایسے متکلم کے پیچھے عار جاز نہیں، فقہ القدر میں ہے،

قال صاحب المجتبى وإما قول أبى يوسف
لا تجوز الصلاة حذف المتكلم في جوفه ان
يريد ادى قسره ابو حنيفة حين روى
بنه حماد ابا طر في الصلاة فنهاه فقال
ما ثبتت في الصلاة وتها في فقال كما
من طر وكان على رؤس الطير محافظة ان
يرل صاحبنا وانتم تناظرون وتريدون
مثلة صاحبكم ومن اس ادثلة صاحب

صاحب مجتبى نے فرمایا امام ابو یوسف کا قول کہ کلامی کے پیچھے نماز جاز نہیں تو ہو سکتا ہے ان کی مراد وہی ہو جس کو امام ابو حنیفہ نے مقرر رکھا ہے کہ انہوں نے جب اپنے صاحبزادہ سے احادیث کو علم کلام میں مناظرہ کرتے ہوئے دیکھا تو اپنے بیٹے کو اس سے منع کیا بیٹے نے عرض کی میں نے آپ کو علم کلام میں مناظرہ کرتے دیکھا ہے اور مجھے آپ اس سے منع کر رہے ہیں اس پر آپ نے فرمایا ہم اس صاحب میں مناظرہ کرتے تھے گویا سارے سروں پر پردے ہیں

(بقیہ ماثیہ صفحہ گزشتہ)

المختلف المشايخ ثم ذكر عن شيخ الاسلام
ما حقه ان يسطر على النص وس
وجعله انه انما يكون كقوله اذا كانت
يستحسسه ثم قال وقد عثرنا على
رواية ابى حنيفة ان الرضاء بكفر العير
كفر صحت غير تفصيل اه قلت وحسب
هذا الرواية التي ذكر في المجتبى قال
العلامة القاسمي بعد نقل ما في رسالة
البدرا جواب ابى حنيفة ان الجب حنيفة
رحمه الله تعالى اذا كانت محملة او عبارة
مطلقة فلان ان تفصيلها ونقيدها على مقتضى
القواعد لحنفية اه والله تعالى اعلم
۱۲ منہ سلمہ ص ۱۰ (۴)

حیر کے کفر پر اسی پر اس میں مشائخ کا اختلاف ہے پھر ہاں شیخ الاسلام کے حوالے سے وہ لکھا جو سببوں پر بحث کے قابل ہے، اس کا حاصل یہ ہے کہ یہ کفر اس وقت ہے کہ جب اس نے اسے پسند کیا، پھر کہا ہم امام ابو حنیفہ کی اس روایت پر مطلع ہیں جس میں ہے کہ غیر کے کفر پر راضی ہونا کفر ہے بغیر کسی فرق کے اور میں کہتا ہوں یہی وہ روایت ہے جو مجھے میں مذکور ہے، علامہ علی قاری رسالہ بدر کی عبارت نقل کرنے کے بعد کہا اس کا جواب یہ ہے کہ جب تک امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت جب محل ہو یا اس کی عبارت مطلق ہو تو ہم کہتے ہیں ہم اس کی تفصیل کرتے ہیں اور قواعد احناف کے متفقہ کے مطابق اسے مقید کرتے ہیں اور واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ سلمہ ص ۱۰ (۴)

فصل فی الکفر مصطفیٰ البانی مصر ص ۱۸۰

لہ منہ الروض شرح الفقہ الکبیر بحوالہ الجلیط

فقد اراد كفره فهو قد كفر قبل صاحبه
فقد اراد كفره فهو قد كفر قبل صاحبه
المشكوك لا يحوز الاقتداء به انتهى.

میں پہلے کفر کا مرتکب ہوا، پس ایسا غور و خوض ممنوع ہے اور ایسے کلامی کے پیچھے نماز جائز نہیں انتہی ات
جب اُس مشکل کے پیچھے نماز ناجائز ہوئی جس کے اذکار سے کفر غیر پر رضا نکلتی ہے تو یہ صریح متعصبین جن کا
اصل مقصد تکفیر مسلمانوں کی ہے اور جب تقرر اور تحریر اُس کی تصریحیں کر چکے اور مکار بہر طرح
اپنی ہی بات بار بار چاہتا ہے تو قطعاً ان کی خواہش یہی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو مسلمان کافر ٹھہریں اور شک نسبیہ
کہ اپنے زعم باطل میں اس کی طرف کچھ راہ پائیں تو خوش ہو جائیں اور جب کچھ اللہ مسلمانوں کا کفر سے محفوظ ہونا
ثابت ہو غم و غصہ کھائیں تو ان کا حکم کس درجہ اشد ہوگا اور ان کی اقتداء کیونکر کرواوا اللہ الہادی الی طریق
الہدی -

دلیل پنجم

یہاں تک تو ان کے بدعت و فتنہ و غیر ہستی پر اندر تھا نزدیک مرور شد و اعلم ان کے طائفہ تائفہ
سے صاف ہوتا ہے جس کی بنا پر ان کے نفس اسلام میں ہزاروں دقتیں ہیں یہاں تک کہ احادیث صریحہ صحیحہ
حضور ربیبہ عالم علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و اقوال جماہیر فقہائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم سے ان کا صریح کافر
ہونا اور نماز کا ان کے پیچھے محض باطل جاننا نکلتا ہے وہ کیا یعنی ان کا تقلید کو شرک اور حنفیہ مالکیہ شافعیہ حنبلیہ
عموم اللہ جمیعاً باطلان لفظ علیہم مقتولان ائمہ کو مشرکین کو ستانا کہ یہ صراحتہ مسلمانوں کو کافر کہتا ہے اور پھر ایک
کو نہ دو کو ماکھوں کر ڈروں کو اور پھر آج ہی کل کے نہیں گیارہ سو برس کے عامہ مومنین کو جن میں بڑے بڑے
محبوبان حضرت عزت و اراکین اُمت و اساطین ملت و حملہ شریعت و کلمہ طریقت سے رضوان اللہ تعالیٰ
علیہم اجمعین ان کے باقی مذہب کے مرجع و مقتدا اور پر نسب و علم و اقدار شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی
رسالۃ النصاب میں لکھتے ہیں،

بعد النابتین ظہر بینہم التمسذہب
للمجتہدین باعیا مہم و قل من کانت
دو صدی کے بعد مسلمانوں میں تعقیبہ شخصی نے ظہور کیا
کلم کوئی رہا جو ایک امام معین کے مذہب پر

لا يعتمد على هذا هب مجتهد بعينه ليع

امام عارف باللہ سیدی عبد الوہاب شعرائی قدس سرہ الربانی جن کی میزان وغیرہ تصانیف عالیہ سے
امام الحصر و دیگر کبرائے طائفہ نے جا بجا استاد کیا اسی میزان میں فرماتے ہیں :

يجب على الناقل العمل بالاسم جرح من
القولين في مذهبه ما دام لم يصل الى
معرفة هذا الميزان من طريق الصدوق و
الكشف كما عليه عمل الناس في كل عصر
بخلاف ما دام العمل الى مقام الصدوق و
سأى جميع اقوال العلماء و يجوز علو مهم
تفجير من عين الشريعة الاولى بتدري
منها وتنتهي اليها فان مثل هذا لا يؤثر
بالقبول بمذهب معين لشهوده تساوي
المذاهب في الاخذ من عين الشريعة
او ملخصاً

یعنی مقلد پر واجب ہے کہ خاص اُسی بات پر عمل کرے
جو اُس کے مذہب میں رائج ٹھہری ہو ہر زمانے میں
علماء کا اسی پر عمل رہا ہے البتہ جو ولی اللہ ذوق و
معرفت کی راہ سے اُس مقدم کشف تک پہنچ جائے
کہ شریعت مطہرہ کا پہلا چشمہ جو سب مذاہب تکمیل
کا خزانہ ہے اُسے نظر آنے لگے وہاں پہنچ کر وہ تمام
اقوال علماء کو مشاہدہ کرے گا کہ اُن کے دریا اُسی
پٹنے سے نکلے اور اُسی میں پھر آکر گرتے ہیں ایسے شخص
پر تقلید شمس لازمہ کی بائیلگی کہ وہ تو آنکھوں دیکھ رہا
ہے رجب مذہب پتہ اولیٰ سے یکساں فیض لے رہا
ہیں احاطہ

یہاں سے ثابت کہ جو پایہ اجتہاد نہ رکھتا ہو نہ کشف و ولایت کے اس رتبہ عظمیٰ تک پہنچا اُس پر تقلید
امام معین قطعاً واجب ہے اور اسی پر ہر زمانے میں علماء کا عمل رہا، یہاں تک اہم حجت الاسلام محمد عسکری
قدس سرہ العالی نے کتاب مستطاب کیا ہے سعادت میں فرمایا،

مخالفت کردن صاحب مذہب خویش نزدیک بیکس
اپنے صاحب مذہب کی مخالفت کرنا کسی کے نزدیک

عنه اقوال وانما اسناد الاجماع بعد تقرير المذاهب
و ظهور التمهيد للامامة باعيانهم اذ
هو الصحيح لا اضافة بين الناس واصحاب
میں کتابوں ان کی مراد تقریر مذہب اور ظہور تقلید معین الئمہ
کے بعد، جماعت ہے کیونکہ یہی صحیح ہے عام لوگوں اور اصحاب
مذہب کے درمیان کوئی نسبت نہیں ہے
(باقی پر صفحہ آئندہ)

بھی جائز نہیں۔ (ت)

سبحان اللہ جب تقلید شخصی معاذ اللہ کفر و شرک ٹھہری تو تمہارے نزدیک یہ ہر عصر کے علما اور گیارہ سو برس کے عامہ مومنین معاذ اللہ سب کفار و مشرکین ہوسے، نہ سہی آخر اتنا تو جلی بہ بیات سے سہے جس کا انکار آفتاب کا ستار کہ صد پابرس سے لاکھوں ادیا، ملا محمد عین قضا عامر اہلسنت و اصحاب حق و ہدی غاشیہ تقلید ائمہ اربعہ اپنے دوش بہت پر اٹھا سہے ہوسے میں جسے دیکھو کوئی حنفی، کوئی شافعی، کوئی مالکی، کوئی حنبلی یہاں تک کہ فرقہ جبر اہلسنت و جماعت ان چار مذہب میں منہر ہو گیا جیسا کہ اُس کی نقل سید علامہ احمد مصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے شروع دلیل اول میں گزری اور قاضی شاد اللہ پانی پتی کے معتدین و مستندین طائفہ سے ہیں تفسیر منہری میں لکھتے ہیں :

اہل السنة قد افترق بعد القرون الثلاثة
او الاربعة على اربعة مذاهب و لم
يبق مذهب في فروع المسائل سوى هذه
الاربعة -

اہل سنت تین چار قرن کے بعد ان چار مذہب پر
منقسم ہو گئے اور فروع مسائل میں ان مذہب
اربہ کے سوا کوئی مذہب باقی نہ رہا۔

طبقات حنفیہ و طبقات شافعیہ وغیرہ تصانیف میں دیکھو گے تو معلوم ہو گا کہ ان چاروں مذہب کے مقلدین کیسے کیسے ائمہ ہدی و اکابر مجربان خدا گزرے جنہوں نے ہمیشہ اپنے آپ کو شیعہ حنفی یا شافعی کہا اور ہمیشہ اسی لقب سے یاد کئے گئے اور ہمیشہ اپنے ہی مذہب پر فتوے دیے اور ہمیشہ اسی کی تردید میں دغیر لکھے یہ سب تو معاذ اللہ تمہارے نزدیک حنفی و شافعی نہ ہوں گے۔ جتنے وہ عمل نہ سہی قول تو مانو گے اُن جماعت کثیرہ علماء کو کیا جانے جنہوں نے تقلید شخصی کے حکم دے کر اور یہی اُن کا مذہب منقول ہوا، اہام مرشد الانام

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

المذاهب كما لا يحفى وعدم الاعتداد في
دعوى لاتفاق بمعنى شذوذ و كثير مشهور
كما لا يحفى على ذي بصيرة ۱۲ منہ (د)

جیسا کہ واضح ہے اور دعویٰ اتفاق میں شاذ و نادر کا
اعتبار نہ کرنا کثیر و مشہور ہے جیسا کہ صاحب ہمیشہ
پر مخفی نہیں ۱۲ منہ (ت)

۱۔ کیسے سادات اصل نہم امر معروف و نہی از منکر مطبوعہ انتشارات گنجینہ تہران، ایران ص ۳۹۵
۲۔ تفسیر منہری مسند اذ اصح الحدیث علی خلاف مذہب الخ " ادارہ اشاعت العلوم دہلی ۶۲/۲

محمد غزالی قدس سرہ العالی اجار العلوم شریف میں فرماتے ہیں :

مخالفتہ للمقلد متفق علی کونه منکر امین تمام فتنی فاضلوں کا اجماع ہے کہ مقلد کا اپنے امام مذہب
المحصلین کی مخالفت کرنا شیعہ واجب الانکار ہے ۔

شرع نقایہ میں کشف اصول امام بزدوی سے منقول :

من جعل الحق متعددًا كالاعتزلة اثبت للعامة الخيار من كل مذهب صاير سواء
یعنی جو کے نزدیک مسائل نزاعیہ میں حق متعدد ہے
کہ ایک شے جو مثلاً ایک مذہب میں حلال دوسرے
میں حرام ہو تو وہ عند اللہ حلال بھی ہے اور حرام بھی
وہ تو عامی کو اختیار دیتے ہیں کہ ہر مذہب سے جو چاہے

اخذ کر لے یہ مذہب معتزلہ وغیرہم کا ہے اور جو کہ واحدانتے میں وہ عامی پر امام معین کی تقلید واجب کرتے ہیں یہ
مذہب ہمارے علماء وغیرہم کا ہے ۔

علامہ زین الدین بن عجمی صاحب بحر الرائق واشباہ وغیرہما رسالہ کبار و صغائر میں فرماتے ہیں :

اما لکنا شرفاً لوالی بعد نکھر الزنا و
یعنی کبر گناہ علما نے یوں گناہ سے کہ عیاذ باللہ صاحب
میں پہلے تو کھر پھر زنا و غلام و شراب خوری اور
مقلد کا اپنے امام کی مخالفت کرنا اہم مخفرا
حکو مقدّمہ آئم مختصراً
کل و کل میں ہے ،

علماء الفرق یقیناً لوی جوازاً یا أخذ العامة
الحنفی الا بذهب ابی حنظیة والعامة
الشفعی لا بذهب الشافعی
دو فرقہ کے علماء یہ ہاؤز نہیں رکھتے کہ عامی حنفی
مذہب ابو حنیفہ یا عامی شافعی مذہب شافعی کے سوا
دوسرے مذہب پر عمل کرے ۔

شاہ ولی اللہ عہد الحید میں لکھتے ہیں :

المرجحة عند الفقهاء انت العامة المستتب
فقہاء کے نزدیک ترجیح اسے ہے کہ عامی جو ایک مذہب

لکھ اجار العلوم الباب الثانی فی اركان الامران
مطبوعہ مطبعة المشید الحسینی القاہرہ مصر ۳۲۹/۲
لکھ جامع الرموز (شرع نقایہ) کتاب النکاح
مکتبہ اسلامیہ قاسم ایران ۳۲۹/۳
لکھ الرسائل الفقہیہ مولف ملا شباہ مع الاشباہ
الرسالة الالہ والاثوث الہ مطبوعہ دارۃ القرآن والعلم الاسلامیہ کراچی ۳۲۹/۴
لکھ الملل والنحل حکم الاجتہاد والتقلید
مطبوعہ مطبعة البابي مصر ۲۰۵/۱

الیٰ مذہب لہ مذہب فلا تجوز لہ مخالفۃ۔ کی طرف انساب رکھتا ہے وہ مذہب اُس کا جو چکا
اُسے اُس کا خلاف جائز نہیں۔

اب فرمائیے تمام مفتی فاضل جن سے امام غزالی ناقل کہ ترک تقلید شخصی کو منکر و نادرہ بتاتے۔ انابر ائمہ جن کے
قول سے کشف کاشف کہ تقلید امام معین کو واجب ٹھہراتے مشائخ کرام جن کے صاحب کلام
صاحب بحسب معتزف کہ ترک تقلید شخصی کو گناہ کبیرہ کہتے۔ علامہ ذیقین و فقہائے عظام جن سے
علی و نخل و شاہ ولی اللہ علیہ السلام کی تقلید معین کی مخالفت ناجائز کہتے۔ یہ سب تو معاذ اللہ تمہارے طور پر صریح کفار و
مشرکین ٹھہرے۔ اس سے بھی درگزر کر دین کی خدمات مالہ میں کیا اعتقاد ہے جنہوں نے خود اپنی تصانیف
جلیلہ و کلمات جلیلہ میں وجوب تقلید معین وغیرہ اسی باتوں کی صاف صریح تصریحیں فرمائیں جو تمہارے مذہب پر
خالص کفر و شرک ہیں اُن سب کو تو نام بنام بتائیں اسم (خاک بردان گستاخان) معاذ اللہ کافرو مشرک کہتے گا۔
یہ موجود رسالہ کو اطلاع اہل حق کے لئے ایک مختصر فتویٰ ہے جو اپنے منصب یعنی اعلیٰ حکم فقہی کو پہنچ احسن ادا کر چکا
اسکرتا ہے اس میں اسی اقوال و افروہ نصیحتیں کا اثر کی گنجائش کہاں۔ مگر اس شاندار اللہ العظیم و رفیق ربانی مساعدا
فرماتے تو فقیر ایک جامع رسالہ اس باب میں ترتیب دینے والا ہے جو ان اقوال کثیرہ سے جملہ صالحہ کو ایک نئے
طرز پر جلوہ دے گا اور ابن شاہ و تہذیب و تقدیر کے اصول و کون کے ستارے ہی کے کلمات مستندہ سے
ایک ایک کر کے متاصل کرے گا۔ میں یہاں صرف اُن ائمہ دین و علمائے مستنیرین کے چند اسماء شمار کرتا ہوں جو خاص
اپنے ارشادات و تصریحات کے نو سے مذہب غیر تقدیر پر کافرو مشرک ٹھہرے، والیعا ذہان اللہ رب العالمین اُن
میں سے ہیں۔

آئمہ ابوبکر احمد بن اسحاق جوزجانی قیید التلخیص امام محمد، آئمہ ابن السمکانی، آئمہ کیا براسی، آئمہ اجس
امام الحرمین، آئمہ محمد محمد غزالی، آئمہ برہان الدین صاحب ہدایہ، آئمہ طاہر بن احمد بن عبد الرشید بخاری صاحب
خلاصہ، آئمہ کمال الدین محمد بن الہمام، آئمہ علی خواص، آئمہ عبد الوہاب شعرائی، آئمہ سلیمان الاسلام زکریا انصاری
آئمہ ابن حجر مکی، آئمہ ابن کمال باشا صاحب ایضاح و اصلاح، آئمہ علی بن سلطان محمد قادری مکی، آئمہ
شمس الدین محمد شارح نقایہ، آئمہ زین الدین محمد صاحب بحر، آئمہ طہر بن نجیم مصری صاحب نمبر،
آئمہ محمد بن عبد اللہ غزالی قمر تاشی صاحب تہذیب الابصار، آئمہ خیر الدین دہلی صاحب فتاویٰ خیر سریر،
آئمہ سیدی احمد حموی صاحب غفر، آئمہ محمد بن علی دمشقی صاحب درو خرائن، آئمہ عبد الباقی زرقستانی
شارح مواہب، آئمہ برہان الدین ابوبکر بن ابی بکر بن محمد بن حسین حمینی صاحب جواسر اخلاصی، آئمہ شیخ محقق

مولانا عبدالحق محدث دہلوی، علامہ احمد شریف مصری طحاوی، علامہ آفتاب الدین محدثی، صاحب خیر، صاحب سراجیہ، صاحب جواہر، صاحب معنی، صاحب ادب المقال، صاحب تارخانہ، صاحب معنی، صاحب کشف، مولانا علیگیرہ کو باقرار مولانا امداد المسلمین یا نسو علما تھے، یہاں تک کہ جناب شیخ محمد العثانی شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز صاحب، قاضی شمس الدین پانی پتی، حتیٰ کہ خود میاں نذیر حسین دہلوی اور ان کے اتباع و مقلدین مگر ٹوں کو کہ تمام اللہ من حیث لہ یحییٰ و یرزقہ و یرزقہ ان کا پاس آیا جہاں ان کا گمان بھی نہ تھا۔ ت۔) واللہ اعلم بالصواب العالی۔

اور لطف یہ ہے کہ ان میں وہ بھی ہیں جن سے خود امام العصر و دیگر متکلمین طائفہ نے براہ جہالت و تہیہ بل استناد کیا اور اُن کے اقوال باہر و دکھاتے قاصر و کجرا اصول طائفہ کے گھریکے تھیں تھے دامن غیاری میں چھپا دیا ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ اس رسالہ میں یہ بھی ثابت کروں گا کہ طائفہ سلف سے ان کے استناد و بعض مخالفہ و تبیس عوام ہیں ان کے مذہب کو ان سے اصلاً عللاً نہیں بلکہ خود ہی اقوال مجہول اپنی سہہ ٹھہرتے ہیں ان کے اصول مذہب کی بنیاد گراتے ہیں مگر حضرات کو موفی و مخالفت کی تمیز نہیں یا سہہ تو قصداً خواستہ جہاں کو ہنر باغ دکھاتے ہیں۔ میں کول اللہ تعالیٰ اس رسالے میں یہ بھی تبیین کروں گا کہ اپنے مجاہد میں ان حضرات کا تعلیقہ شخصی کے درجہ عدم وجہ کی بحث پھیلنا نہ کرنا یہ دو سبب نہیں۔ سبب اول یہ ہے کہ صاحب تخییر دونوں تفسیرین جواز قیصر و عدم حرمت کو تسلیم کرتے ہیں جن کے نزدیک سرے سے تعلیقہ شرک و کفر ان کے مسلک سے ملے کیا تعلیقہ وہ امر ابتدائی یعنی عدم شرک و جواز کو سطر کر لیں اس کے بعد آگے چلیں، یہ پالاک لوگ اپنے لئے راہ آسانی کرنے کو ادھر سے ادھر طرفہ کر جاتے ہیں اور ہماری طرف کے ذی علم، رضا، طعن ان اس میں گفتگو کرنے لگتے ہیں حالانکہ گزشتہ روز اول بایہ ابتداء ان جو شیاریوں کی راہ روکا چاہے کہ پہلے شرک پھر حرمت سے جان بچا لیجئے اس کے بعد آگے قصہ کیجئے۔ فریقین کے اقوال کے اقوال ان حضرات کے زوہد یکساں و یک زبان، اور طرفین کے علما ان کے زعم پر معاذ اللہ مشرک و گمراہ ہوتے ہیں یکساں، بلکہ میں بفضلہ تعالیٰ ثابت کروں گا کہ اقوال تخییر ان کی رد و تکذیب میں اتم و اکمل ہیں پھر ان سے استناد دیا ان کا تذکرہ عجب تماشا ہے، میں بعد ازیں یہ بھی واضح کروں گا کہ ان حضرات کو ابھی خود اپنا ہی مسلک منفع نہیں ہوا ہے تناقض کلام مخالفت احکام نکلتے اور جہاں جیسا موقع پاتے ہیں ویسا ہی بیان کر جاتے ہیں، دعوے میں کچھ دلیل میں کچھ اعتراض میں کچھ جواب میں کچھ، کبھی ایک پاسے پر قرار نہیں کرتے اور بیشک تمام اہل بدعت کا یہی وتیرہ ہے خصوصاً جو

اس قدر نو پیدا ہو کہ آخر جتے جتے ایک زمانہ چاہئے۔ میں یہاں اصل نزاع کی بحث و تحقیق میں نہیں ان کے اقتدا کا حکم واضح کرنا ہے لہذا اس کی طرف رجوع مناسب۔

بالجملہ اصل محل شبہ نہیں ان عاصروں نے تقلید کو شرک و کفر اور مقلدین کو کافر و مشرک کہہ کر لاکھوں کروڑوں علماء اولیاء و صلحاء و اصفیاء بلکہ امت مرحومہ محمدیہ علی مولہا و علیہ الصلوٰۃ و الثیقہ کے دہشتِ حصول سے ڈر کر علی الاعلان کافر و مشرک ٹھہرایا۔ وہی علامہ شامی تہذیب السامی کا ان کے اکابر کی نسبت ارشاد کہ اپنے طائفہ تائفہ کے سوا تمام عالم کو مشرک کہتے اور جو شخص ایک مسلمان کو بھی کافر کے خواہر احادیث صحیحہ کی بنا پر وہ خود کافر ہے اور طرفہ یہ کہ اس فرقہ ظاہریہ کو ظاہر احادیث ہی پر عمل کا بڑا دعویٰ ہے اہم مالک و احمد و بخاری و مسلم و ابوداؤد و ترمذی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی و النقطہ لیسندہ (الف) غلط مسلم شریف کے ہیں۔ ت۔ حضور اقدسؐ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ایما امری قال لا حیدہ کافر فقد باء بها احدهما یعنی جو شخص کسی کلمہ کو کافر کے تو ان دونوں میں
ن کان کما قال والا سر جعت علیہ ایک پر یہ با ضرور پڑے گی اگر جسے کہ وہ حقیقتہ
کافر تھا جب تو نہ در نہ یہ کلمہ اسی کہنے والے پر

صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضورؐ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ا
اذا قال الرجل لا حیدہ یا کافر فقد باء به جب کوئی شخص اپنے بھائی مسلمان کو یا کافر کے
تو ان دونوں میں ایک سے رجوع اس طرف بیشک ہو۔
اہم احمد و بخاری و مسلم حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضورؐ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فرماتے ہیں و

لیس من دعا رجلا یا نکفر او قال عدو الله جو شخص کسی کو کافر یا دشمن خدا کے اور وہ ایسا نہ ہو یہ کہنا
ولیس کذلک لا حیدہ ولا یرمی رجلا اسی پر پلٹ آئے اور کوئی شخص کسی کو فسق یا کفر کا طعن
مرجلا بالنسب ولا یرمیہ یا نکھر الا کہ اسے کا شریہ کہ وہ اسی پر اٹھ پھرے گا اگر جس پر

- ۱/ ۵۷ باب بیان حال ایمان الخ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی
۲/ ۹۰۱ باب من اکفر افشاء الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی
۱/ ۵۷ باب بیان حال ایمان من قال لا حیدہ المسلم یا کافر مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

المؤید یقین علی نفسه (الانسان دوسکے کو اپنے اوپر تیا کر کہتے ہوتے) جب اُس نے اسے کافر یا مشرک یا فاسق کہا اور وہ ان عیوب سے پاک تھا تو حقیقتاً یہ اوصاف دیکھ کر اسی کے واسطے میں تھے جن کا عکس اُس آئینۃ الہی میں نظر آیا اور یہ اپنی سفاکت سے اُس کو یہ بد نما شکل کو آئینۃ تاباں کی۔ رت کجا حالانکہ دامن آئینہ اس لوث و غبار سے صاف و منزہ ہے۔ یہ تو حدیث تھی جو حکم بقولون من خیر قول البعدیۃ (دوساری مخلوق سے بہتر کا قول کہتے ہیں۔ ت) ان کا زبانی وظیفہ ہے اور دل کا وہی حال جو حدیث میں ارشاد فرمایا، لا یجوز ان یتواقیہم (ان کے ملنے سے) (اسلام) تمہاؤں نہیں کرے گا۔ ت)

اب فقہ کی طرف پہلے بہت اکابر ائمہ مثل امام ابو بکر اعظم وغیرہ عارض ملائے بلخ و بعض ائمہ بخارا رحمۃ اللہ علیہم علیہم حدیث مذکورہ پر نظر فرما کر اس حکم کو یوں ہی مطلق رکھتے اور مسلمان کی تکفیر کو ملالہ مطلق موجب کفر مانتے ہیں سیدنا اسماعیل النخعی شرح درود غزونی شریف میں فرماتے ہیں،

لو قال المسلم کافر کان الفقیہ ابو بکر الا عیش
 یقول کفر و قال غیرہ من مشایخ بلخ لا یکفر
 و اتفقت ہذا المسئلۃ بینہما فاذا جاہلہ فی
 اثنیۃ بخارا انہ یکفر فرجہ، و محبوب الحب
 ملہ اسہ یکفر فمن افتی بخلاف قول
 الفقیہ ابی بکر رجم الی قولہ آخر من خصا
 اگر کسی نے مسلمان کو کافر کہا تو فقہ ابو بکر اعظم اسے
 کافر قرار دیتے، اور مشایخ بلخ میں سے دوسرے ملہ
 کافر نہیں کہتے۔ اتفاقاً یہ مسئلہ بخارا میں پیش آیا اور
 ملہ اسہ نے اسے ایسے شخص کو کافر قرار دیا تو یہ جو بپا پس
 فقہیہ (یعنی کافر کہا جائیگا) تو جس جس نے ابوبکر اعظم کے
 خلاف فتویٰ دیا تھا انہوں نے ان کے قول کی طرف
 رجوع کر لیا اور طعنات (ت)

رسالۃ علامہ بدر رشید پھر شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں ہے،

فرجم النکل الی فتویٰ ابی بکر البدری و قالوا
 کفر الشائعۃ
 تمام ملہ اس نے ابوبکر عظمیٰ کے اس فتویٰ کی طرف رجوع کرتے
 ہوئے اس طرح گالی دینے والے کو کافر قرار دیا۔

احکام میں بعد عبارت مذکورہ کے ہے،

وینفی عن لا یکفر علی قول
 ابی الیث و بعض اثنیۃ بخارا۔
 ابو الیث اور بعض ائمہ بخارا کے قول پر مناسب
 یہ ہے کہ کافر نہ کہا جائے۔ (ت)

مکملہ حلیۃ ندیر شرح طریقہ محمدیہ النوع الرابع من الاستیعاب الکذب مطبوعہ مکتبہ قادیانہ فیصل آباد ۲/۲۱۲

مکملہ حلیۃ ندیر شرح طریقہ محمدیہ النوع الرابع من الاستیعاب الکذب مطبوعہ مکتبہ قادیانہ فیصل آباد ۲/۲۱۲

مکملہ حلیۃ ندیر شرح طریقہ محمدیہ النوع الرابع من الاستیعاب الکذب مطبوعہ مکتبہ قادیانہ فیصل آباد ۲/۲۱۲

اور مذہب صحیح و معتد و مرجع فقہ کے کلام میں تفصیل ہے کہ اگر بطور سب و دشنام بے اعتقاد تکفیر کیا تو کافر نہ ہوگا جیسے یہاں کوں بے قیدوں کو خربے لجام و سنگ بے زنجیر کہیں کہ معنی حقیقی مراد نہیں ورنہ کافر ہو جائے گا فتاویٰ ذہبیہ و فتاویٰ عمادی و شرح درود وغیرہ و شرح لغایہ برجندی و شرح لغایہ قمستانی و نہر العائق و شرح وہبانیہ و غیرہ و در مختار و حقیقہ غیبیہ و جواہر احادیث و فتاویٰ طائفیگری و رد المحتار و غیرہ کتب معتدہ میں تصریح فرمائی کہ یہی مذہب معتد و مختار الفتویٰ و معنی یہ ہے۔ علما فرماتے ہیں جب اس نے اپنے اعتقاد میں اسے کافر سمجھا تو وہ کافر نہیں بلکہ مسلمان ہے تو اس نے دین اسلام کو کفر ٹھہرایا اور جو ایسا کہے وہ کافر ہے

اقول و بانہ التوفیق ترمیم اسس دلیل کی علی حسب ہر احکام (ای کے مقاصد کے مطابق - مت) یہ ہے کہ کافر نہیں مگر وہ جس کا دین کفر ہے اور کوئی آدمی دین سے غالی نہیں اور ایک شخص کے ایک وقت میں دو دین ہو سکیں

فان الکفر والاسلام علی طریقی النقیض
بالنسبة الی الانسان لایحتملان اسدا
ولا یرتفعان قال تعالیٰ انا شاکر و انا
کفور و قال تعالیٰ ما یجعل منہ یستر حب
من قلسین فی حقوبہ

کیونکہ کفر اور اسلام ایک انسان کی نسبت نقیض کی دو طرف ہیں نہ تو یہ ہمیشہ جمع ہو سکتے ہیں اور نہ ہی مرتفع ۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد و گرامی ہے ، یا وہ شاکر ہو یا کافر
دوسرے مقام پر فرمایا ، اور ہم ایک آدمی کے سینے میں
دو دل نہیں بنائے ۔ (مت)

اب جو یہ شخص مثلاً زید المؤمن کو کافر کہتا ہے اس کے یہ معنی کہ اس کا دین کفر ہے اور زید واقع میں بیشک ایک دین سے متصف ہے جس کے ساتھ وہ سرادین ہو نہیں سکتا تو لاجرم یہ خاص اسی دین کو کفر بتا رہا ہے جس سے زید اخصاف رکھتا ہے اور وہ دین نہیں مگر اسلام تو بالضرورة اس کے دین اسلام کو کفر ٹھہرایا اور جو دین اسلام کو کفر قرار دے قطعاً کافر۔ اب عبارات علماء سنئے ، ہمدید میں ہے :

المختار للفتویٰ فی جس هذه المسائل ان
القتل مثل هذه المقالات انک انک انک
الشتم ولا یعتقد کافر الا یکفر وانک انک
یعتقد کافراً فخطیبه بهذا بناء علی

اس قسم کے مسائل میں فتویٰ کے لئے محتار یہ ہے کہ ان
اقوال کا قائل اگر مراد کمال دین ہے اور اسے اعتقاد کافر
نہیں گردانتا تو وہ کافر نہیں اور اگر اسے اعتقاد کافر
گردانتے ہوئے اسے کافر کہتا ہے تو پھر کفر ہوگا کہ انی

اعتقده انه كافر يكفر كذا في الذخيرة انتهى
تراد الشامی عن النهر عن الذخيرة لانه
لما اعتقد المسلم كافر فقد اعتقد دين
الاسلام كفرا^۱۔

در تہار میں ہے،

عن رثا تعربيا كافر و همل يكفر ان اعتقد
المسلم كافر العزم والا لا به يفتقر^۲

الذخيرة انتهى، شامی نے تہر کے واسطے سے ذخیرہ سے
یہ اضافہ تقریبا ہے کیونکہ وہ ایک مسلمان کو کافر مان رہا
ہے گویا اس نے دین اسلام کو کفر گردانا ہے۔
(ت)

یا کافر کے ساتھ گالی دینے والے پر لعنہ یہ نافذ
کی جائے گی، کیا وہ شخص کافر ہوگا جو مسلمان کو
کافر گردانتا ہے؟ ہاں وہ کافر ہوگا اور اگر کافر نہیں گردانتا
تو کافر نہیں، اسی پر فتویٰ ہے (ت)

علامہ ابراہیم اخلاطی نے فرمایا،

المختار للفتویٰ فی جنس هذه المسائل
ان النكاح اذا اساء به الشتم لا يكفر و اما
اعتقد كفرا المحاطب يكفر لا به لسماع
اعتقد المسلم كفرا فقد اعتقد ان دين
الاسلام كفر ومن اعتقد هذا فهو كافر^۳
علامہ عبد علی نے شرح مختصر الزیلعی میں فرمایا،

قد اختلف في كفر من ينسب مسلما الى
الكفر ففي لفصول العمادية اذ قال لغيرة
يا كافر كانت العقبة ابو بكر الا عشت
يقول يكفر الف مثل وقال غيره لا يكفر

اس شخص کے کفر کے بارے میں اختلاف ہے جس نے
کسی مسلمان کی کفر کی طرف نسبت کی، قصوں عامیہ
میں ہے جب کسی خیر کو یا کافر کہا تو فقیہ ابو بکر عیش
ایسے شخص کو کافر جانتے تھے مگر علماء کافر نہیں جانتے،

۱۔ فتاویٰ ہند یہ الباب التاسع فی احکام المرتدین مصنف موجبات الکفر لمطبوعہ نورانی کتب خانہ لاہور ۱۳۷۲ھ

۲۔ رد المحتار باب التعزیر مصطفیٰ آبادی مصر ۲۰۱/۳

۳۔ در مختار مطبع مجتہباتی دہلی ۳۲۷/۱

۴۔ جواہر اخلاطی کتاب السیر فصل فی الجہاد (تقری نسخہ) ص ۹۹

والتخاريف فتوى في جنس هذه المسائل
ذكر مثل ما صرح عن الذخيرة نقل الهندية
والنهر معاً سواء بسواء۔

علامہ شمس الدین محمد نے جامع الرموز میں فرمایا،
المختار ما لو اعتقد هذا الخطاب شتماً لم
يكفر، ولو اعتقد الخطاب كاهراً كفر
لأنه اعتقد الإسلام كفر الكفا في العماد
وصافي المواقف، انه لو يكفر بالاجماع امر يد
به اجماع المتكلمين۔

اور مختار مفتی برائے مسائل میں یہ ہے، الخ و غیرہ عبارت
کے مطابق ذخیرہ سے ہند یہ اور نہ دونوں کے حوالے
سے ذکر کیا ہے۔ (ت)

مختار یہ ہے کہ اگر اس خطاب گالی کا اعتقاد رکھتا تو کفر
نہیں اور اگر مخاطب کو کافر جانتا ہے تو کفر ہو گا کیونکہ
اس صورت میں اس نے اسلام کو کفر جانا ہے،
جیسا کہ عمادی میں ہے۔ اور عماد الف میں جو آیا ہے
کہ وہ بالاجماع کافر نہیں، تو اس سے اجماع تکلیف
مراہ ہے۔ (ت)

مجمع الانهر شرح مفتی الابکر میں ہے،

قد ف مسلماً بيا كافر وامر اذ الشتم ولا يعتد
كفر اف نه يعنار ولا يكفر ولو اعتقد الله صب
كافر اكفر لانه اعتقد الاسلام كفر۔

مخاطب کو کافر جانا تو کافر ہو جائے گا کیونکہ جس نے اسلام کو کفر جانا۔ (ت)

علامہ عبدالحی شرح طریقہ محمدیہ میں احتیاط سے مقلد،

المختار للتوى (ذكر عين ما صرح عن
البحر جدي وناه)، ومن اعتقد ان دين
لاسلام كفر كفر۔

مختار مفتوی یہ ہے (پھر بعینہ وہی ذکر کیا جو برجندی سے
نقل ہے اور یہ اضافہ کیا، اور جس کا یہ اعتقاد ہو
کہ دین اسلام کفر ہے وہ کافر ہو گیا۔ (ت)

۶۸/۲	مطبوعہ نو کشور کھنہ	کتاب الحدود	ملہ شرح نهایہ برجندی
۵۳۵/۴	مکتبہ اسلامیہ تحسبہ قاموس ایران	فصل من قدف	ملہ جامع الرموز
۶۱۰/۱	دار احیاء التراث العربی بیروت	فصل فی التعزیر	ملہ مجمع الانهر شرح مفتی الابکر
۲۱۴/۲	مطبوعہ مکتبہ نور در ضریفیل آباد	النوع الرابع من الاستیغاث	ملہ حلیۃ نذیر شرح طریقہ محمدیہ

اس مذہب مفتی پر بھی اس طائفہ مالک کو سخت دقت کہ یہ قطعاً اپنے اعتقاد سے مسلمانوں کو کافر و مشرک کہتے اور اپنی تصانیف میں لکھتے اور اُس پر فتوے دیتے ہیں تو اتفاق ہر دو مذہبہ ان کا کافر ہونا لازم اور ان کے پیچھے نماز ایسی جیسے کسی یہودی یا نصرانی یا مجوسی یا ہندو کے پیچھے ولا حول ولا قوۃ لا باللہ العلی العظیم سخن، لہٰذا کہہ کر دیکھتے چاہ کن را چاہ در راہ، مسلمانوں کو ناجی مشرک کہتا تھا امام بیہود و مذہب انہ کرام و فقہائے عظام پر خود انہیں کے ایمانی کے واسطے پڑ گئے۔

دید کہ خونی ناجی پر دانہ شمع را چندان اماں نداد کہ شب را سحر کند

ماد، احاصلک یا مضر و در فی الخضر حتی حکمت فیت لخل لم تصور

(تو نے دیکھا کہ پرہ نہ کے خون ناجی نے شمع کو اس طرح اماں نہیں دی کہ وہ رات کو سحر کرے،

اسے مضر و راگس چیز نے تجھے خطر سے میں ڈال دیا حتیٰ کہ تو جگ ہوا کا شمع جوتن نہ اڑتی ا)

مگر عاشق اللہ ہم پر بھی دامن احتیاط ہاتھ سے نہ دیں گے اور یہ ہزار تہیں ہر چاہیں کہیں جو رہنما ان کو کھنار نہ کہیں گے ان ہاں یوں کہتے ہیں اور فداء رسول کے حضور کہیں نہ لوگ شتم ہیں غلی میں غلام ہیں بدعتی میں ضل ہیں مضل ہیں غری ہیں مبطل ہیں مگر یہ بات کافر نہیں مشرک نہیں اتنے بد راہ نہیں اپنی جانوں کے دشمن ہیں عدو اللہ نہیں، ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

كفوا عن اهلک الا الله لا تکفروا وهو

یذنب، فمن اکفرا اهل لا اله الا الله فهو

الی اکفرا اقرب الی اخرجہ الطبرانی فی

الکبیر یسند حسن عن ابن عمر رضی اللہ

تعالیٰ عنہما۔

اور مروی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم،

ثبت من اصل الايمان انکف عن قان

لا اله الا الله ولا تکفروا ذنب ولا تخرجه

من الاسلام بعمل الحدیث - اخرجہ

یعنی لا اله الا الله کہنے والوں کو کسی گناہ پر کافر نہ کہو

جو لا اله الا الله کہنے والے کو کافر کہے وہ خود کفر سے

نزدیک تر ہے اسے طبرانی نے المعجم الکبیر میں حضرت

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سند حسن کے ساتھ

روایت کیا ہے۔

یعنی اصل ایمان سے ہے یہ بات کہ لا اله الا الله کہنے

والے سے زبان روکی جائے اسے کسی گناہ کے سبب کافر

نہ کہیں اور کسی عمل پر دائرۃ اسلام سے خارج نہ بنائیں

المعجم الکبیر مروی از عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۲۴۲/۱۲

سنن ابی داؤد کتاب الجہاد باب فی الغزو مع الکفر الجہاد کتاب عالم پریس لاہور ۳۴۳/۱

ابوداؤد عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ الحدیث ۱۰۷۱۔ ابوداؤد نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اور دارود کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: الاسلام یجلبو ولا یعلیٰ، أخرجه المداد القطعی والبیہقی والضیاء عن عائد بن عمر والنزہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ابو داؤد کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: لا تکفر واحد من اهل القبلة - أخرجه العقید عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ہمیں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ حدیثیں اور اپنے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد: اول قبلہ سے کسی کو کافر نہ کہو۔ اسے عقلی نے حضرت ابوداؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اول قبلہ سے کسی کو کافر نہیں کہتے۔ (۱) ت۔ اور اپنے علمائے محققین کا فرمانا لا مخرج الا من صلا لاسلام الاحد دعا دخله فيه (السان کو اسلام سے کوئی چیز خارج نہیں کر سکتا، اگر کسی نے اسے اسلام میں داخل کیا تھا، تو یا وہ ہے اور جب تک تاویل و توجیہ کی سبب قابل احتمال ضعیف راہیں بھی بند ہو جائیں، مدعی اسلام کو تکفیر سے گریز چاہئے، پھر ان چاروں حدیثوں میں بھی مثل امادیت اور سابقہ صلاحت و دیانت طائفہ کے لئے پورا اثر ہے اور انھیں سے ظاہر ہو کہ یہ مدعیان عمل بالحدیث کہاں تک ہوئے نفس کو پاتے اور اس کے لئے کیسی کمی امادیت کو پس پشت ڈالتے ہیں۔

واقول ینظر للعبد الضعیف غفر اللہ تعالیٰ لہ ان ھف فی کلمات العلماء اطلاقاً فی موضع التفتید کما ہو داب کثیر من المصنفین فی غیر ما صدم و انما محل الکفر بالکفر المصلح ادا کانت ذلک

۲۵۶/۳ مہر و نشر السنۃ طمان

صحیح البخاری کتاب الجنائز باب اذا سلم العسی

۲۱۵/۱ مہر و مکتبۃ التراث الاسلامی

۱۵۵ ص مہر و مکتبۃ الباب مصر

۱۵۵ ص مہر و مکتبۃ الباب مصر

لا عن طيبة او تاويل والا خلا فانه مسلم
بفاهسة ولسوف مشرق القلوب و
الظلم الف اماكن القيوب و لم نعثر
منه على انكار شئ من مرويات السديين
لكيف يهجم على نظير ما هجم عليه ذلك
السببه هذا هو التحقيق عند الفقهاء
الكرام ايضا يد عن ذلك من احاط
بكل مهم واطم على مراتبهم رحمة
الله تعالى عليهم اجمعين الاتوب ان
الحرم حذ لهم الله تعالى قد اكفر و
امير المؤمنين ومولى المسلمين عليا رضي
الله تعالى عنه ثم هم عندنا لا يكفرون
كما نص عليه في الدر المختار والبحر
الرائق ودر المختار وغيرها من معتبرات
الاسفار واما ما صرح به فقير الدليل
على التكفير فانت تعلم ان لازم المذهب
ليس بمذهب واما الاحاديث فمؤلة عند
المحققين كما ذكره الشراح المحكرام
اقول ومن ادل دليل عليه قوله
صلى الله تعالى عليه وسلم في الحديث
الما فلهو لي، بكفر، قرب فلم يسمه كافر و
انما قرب به الى الكفر لان الاجتهاد على الله
تعالى يشد ذلك قد يكون يرمي الكفر والعبد
بالله سبب العلمين ولا حول ولا قوة الا بالله
اعلى العظم.

کافر قرار دیا جاسکے جب اس میں کوئی تاویل و شبہ نہ ہو
اگر ایک دہاں شبہ ہو سکتا ہو تو کافر نہیں ہوگا کیونکہ
جب وہ بظاہر مسلمان ہے تو ہم دل پھاڑ کر دیکھنے
اور امور غیبیہ پر مطلع ہونے کے پابند نہیں اور نہ ہی ہم
اس کے کسی ایسے عمل پر مطلع ہونے میں جو ضروریات
دین کے انکار میں ہے اور ہم اس طرح اس پر عملہ اور
کلمے ہو سکتے جس طرح وہ بیوقوف کسی دوسرے پر
ہوا ہے، فقہاء کرام کی یہی تحقیق ہے نیز ہر اس شخص کو
بھی اس بات کا اذمان حاصل ہوگا جس نے فقہاء
رحمہم اللہ علیہم اجمعین کے کلام کا احاطہ کیا اور ان کے
درعائے آگاہ ہو کر کیا آپ نہیں جانتے کہ خوارج
(اللہ انہیں رسوا کرے) نے امیر المؤمنینؑ کو لا مسلمین
حضرت علیؑ میں اس قدر نفرت کی کہ کافر قرار دیا پھر وہ ہمارے
نزدیک کافر نہیں، جیسا کہ اس پر در مختار، بحر اراق
رد المحتار اور دیگر معتبر کتب میں تصریح ہے اور جو تکفیر
پر تہریر دلیل گزرتی ہے، آپ جانتے ہیں لازم مذہب مذہب
نہیں ہوتا، رہا معاصرہ امارت کا تو وہ محققین کے ہاں
مردول ہیں اپنے ظاہر پر نہیں جیسا کہ شارحین کرام نے
ذکر کیا ہے اقول (میں کہتا ہوں) سب سے
قوی دلیل نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمشتہ
ارشاد و گرامی ہے کہ وہ کفر کے زیادہ قریب ہے آپ
نے اسے کافر نہیں فرمایا قریب کفر کرنے کی وجہ یہ ہے
کہ ایسا عمل اللہ تعالیٰ کے سامنے جرات و دلیری ہے کیونکہ
ان جیسے الفاظ سے بعض اوقات کفر مراد ہوتا ہے جب العلمین
اپنی پناہ عطا فرمائے (تس)

خیر تا ہم اس قدر میں کلام نہیں کر یہ حضرات غیر مقلدین و سائر اخلاف طوائف نجد یہ مسلمانوں کو ناحق کافرو
مشرک ٹھہرا کر ہزار ہا اکابر ائمہ کے طور پر کافر ہو گئے اس قدر مصیبت ان پر کیا کم ہے والیہاذ بانہ سبحنہ و
تعالیٰ، علامہ ابن حجر مکی اعلام بقواطع الاسلام میں فرماتے ہیں:

انه يصير مرتدا على قول جماعة وكفى بهذا
خساراً وتضريراً

تو بکلم شرع ان پر توبہ فرض اور تجدید ایمانی لازم، اس کے بعد اپنی عورتوں سے نکاح جدید کریں۔

فی الدار المختار عن شرح الوهبانية
للعلامة حسن الشرنبلالی ما یکون کفر
اتفاق یبطل العمل والنکاح فاولاده
اولاد غیر و ما فیہ خلاف یؤمر بالاستغفار
والتوبة وتجديد النکاح۔
در مختار میں علامہ حسن شرنبلالی کی شرح الوهبانیہ کے
حوالے سے ہے جس کے بالاتفاق کفر لازم ہے اسکی وجہ
سے بر عمل باطل اسی طرح نکاح باطل اور اس
کی اولاد زنا کی اولاد ہوگی اور جس کے کافر ہونے میں
استغفار جو اس پر استغفار، توبہ اور تجدید نکاح
کا ذکر کیا ہے۔ (د ت)

اہلسنت کو چاہئے ان سے بہ پرہیز رکھیں ان کے معاملات میں شریک نہ ہوں، اپنے معاملات میں
انہیں شریک نہ کریں، ہم اور اہل حدیث نقل کر آئے کہ اہل بدعت بلکہ فساق کی صحبت و محبت سے ناگفت
آئی ہے اور بیشک بد مذہب آگ ہیں اور صحبت مؤثر اور طبیعتیں سراقہ اور قلب منقلب، سنو یہ سید عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

انما مثل المجلس الصالح وجليس السوء
کما مثل السمک وناجی، کثیر فی مثل السمک اما ان
یحدیثک واما ان یتناجی منه واما ان تجد منه
ما یحاطبہ و ما یفخر الکیو اما ان یحرق
ثیابک واما ان تجد منه ریحا خبیثة یکنہ
نیک ہم نشینی اور بد جلس کی مثال یونانی ہے جیسے
ایک کے پاس مشک ہے اور دوسرا دھوئیں دھونکتا
ہے مشک والا یا تو تجھے مشک بہہ کرے گا یا تو اس سے
غریب سے گا اور کچھ نہ ہو تو خوشبو تو آئے گی اور وہ
دوسرا یا تیرے کپڑے جلادے گا یا تو اس سے بدبو

۱۔ اعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاة
۲۔ در مختار باب المرتد

۳۔ صحیح البخاری کتاب الذیاع باب المسک
صحیح مسلم کتاب البر باب استجاب
مطبوعہ مطبع مجتہدانی دہلی
مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی
۴۔ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کراچی

سرواۃ الشیخای عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 پاسے گا۔ اسے بخاری و مسلم نے حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے (ت)

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ۱
 مثل جلیس السوء کمثل صاحب الکیران یعنی بدی صحبت ایسی ہے جیسے لوہار کی بھیڑی کر
 لور یصیبک من سوادہ اہبا بک من دخانہ۔ کپڑے کا لے نہ ہوئے تو دھواں جب بھی پہننے گا۔
 سرواۃ عنہ ابو داؤد و النسائی۔ اسے ابو داؤد و النسائی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے

حاصل یہ کہ شرار کے پاس بیٹھنے سے آدمی نقصان ہی اٹھاتا ہے و الیاء باللہ تعالیٰ۔ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

انما سسی القلب من قلبہ انما مثل القلب مثل ریثۃ بالفلۃ تعلقت فی اصل شجرة قلبہا الیاح ظہر البطن۔ رواۃ الطبرانی فی الکبیر بسند حسن عن ابی موسی الاشعری و رضی اللہ تعالیٰ عنہ و لفظہ عند ابن ماجہ مثل القلب مثل الریثۃ قلبہا الیویاح بفلۃ اسنادہ حید۔
 دل کو قلب اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ انقلاب کرتا ہے دل کی کماوت ایسی ہے جیسے جنگل میں کسی پیڑ کی بڑ سے ایک پر لپٹا ہے کہ جو انیس اسے پٹا دے رہی ہے کسی سیدھا کہی اس۔ اسے طرکی نے التعم میں سند حسن کے ساتھ حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت کیا اور اس روایت کے انفاء ابن ماجہ میں یوں ہیں: دل کی مثال اس پر کی طرح ہے جیسے جو انیس جنگل میں پٹا دے رہی ہوں۔ اس کی سند حید ہے۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: اعتدوا لامرض ما ساءھا و اعتدوا بالصاحب بال صاحب۔ احرجہ ابن عدی عن زمین کو اس کے ناموں پر قیاس کرو اور آدمی کو اس کے ہمنشین پر۔ اسے ابن عدی نے حضرت

سنن ابو داؤد باب من یمران یجالس مجالسہ الصالحین مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۳۰۸/۲
 شعب الایمان الخادوی عشر من شعب الایمان حدیث ۷۵۲ دار الکتب العلمیہ بیروت ۴۷۳/۱
 سنن ابن ماجہ باب فی القدر ۱۰۰ آفتاب عالم پریس لاہور ص ۱۰
 شعب الایمان فصل فی مجاہدۃ النفس الخ حدیث ۹۴۴۰ دار الکتب العلمیہ بیروت ۵۵۰

دارقطنی و سہمی اپنی کتب میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضورؐ رشتہ عالم علی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اجمعوا انتم کو خیار کم فانہم وعد کم فیما
بیشکم و بینکم بیکم علیہ
اقول و الاحادیث و ان ضعفتم فقد
تأیدت ذم ثلثہ من الصحابة و ردت
عیدہم جمیعاً رضوان المونی جل و علا و تقدس
و تعالیٰ۔
ہے (ت)

الحمد لله کہ یہ موجز تحریر سلخ ذی القعدہ میں شروع اور چارم ذی الحجہ روزِ جہاں افروز دوشنبہ ۳۰۵ ہجریہ
قدیر علی صاحبہا الف الف صلاۃ و تحیۃ کہ برہ رسالت سے اختتام ہوئی، و صلی اللہ تعالیٰ علی خاتم النبیین بدرہما
الہرسلین محمد و آلہ و الائمۃ المجتہدین و المقلدین لہم باحسان الی یوم الدین و
الحمد لله رب العالمین و اللہ تعالیٰ اعلم و علیم جل مجدہ کاتم و احکم۔

مآخذ ومراجع

سنة وفاته هجرية

مصنف كتاب

نام كتاب

١

٣١٦	جلال الرحمن بن عمر بن محمد البعده اوى المعروف بالحناس	١- ارشاد الله في الحديث
٣٣٦	ابو العباس احمد بن محمد الناطق الحنفى	٢- الاجناس في فروع
٦٨٣	عبد الله بن محمد (ابن مودود) الحنفى	٣- وصية شرح المختار
٢٥٦	محمد بن سفيان البخارى	٤- الادب المفرد للبخارى
٩٢٣	شهاب الدين احمد بن محمد القسطلانى	٥- ارشاد السارى شرح البخارى
٩٥	ابو سعد محمد بن محمد الهادى	٦- ارشاد عقل السليم
١٢٢٥	مولانا عبد الله بن محمد العلوم	٧- الاركان الادبى
٩٤٠	شيخ زين الدين بن ابراهيم بن محمد بن محمد	٨- الاشبهاء والنظائر
١٠٥٢	شيخ عبد الحق محمد بن عبد الهادى	٩- اشعة اللمعات
٣٨٢	علي بن محمد البرزوى	١٠- اصول البرزوى
٩٢٠	احمد بن سليمان بن كمال باشا	١١- الاصلاح للوقاية في الفروع
٤٢٩	قاضي بدر الدين محمد بن عبد الله الشبللى	١٢- آكام المرحبان في احكام الجبان
٤٥٨	قاضي بربان الدين ابراهيم بن علي الطرسوسى الحنفى	١٣- انفع اوساى
١٠٦٩	حسن بن محمد الشرنبلالى	١٤- امداد الصالح
٤٩٩	امام يوسف الاردبيلى الشافعى	١٥- ازار الائمة الشافعية
٩٢٠	احمد بن سليمان بن كمال باشا	١٦- انصاف للوقاية في الفروع
٣٣٢	عبد الملك بن محمد بن بشران	١٧- امالى في الحديث
٣٦٣	احمد بن محمد المعروف بابن السى	١٨- الايجاز في الحديث
٢٠٤	احمد بن عبد الرحمن الشيرازى	١٩- الغاب الرواى

ب

- ٢٠ - بدأت الصنائع
 ٢١ - البداية (بداية البستة)
 ٢٢ - البحر الرائق
 ٢٣ - البرهان شرح مواهب الرحمن
 ٢٤ - بستان العارفين
 ٢٥ - البسيط في الفروع
 ٢٦ - البنية شرح الهداية
 ٥٨٤ - علاء الدين أبي بكر بن مسعود الكاساني
 ٥٩٣ - علي بن أبي بكر الرضائي
 ٩٤٠ - شيخ زين الدين بن أبي أسيم بن نعيم
 ٩٦٢ - إبراهيم بن موسى الطرابلسي
 ٢٤٢ - فقيه البرزلي في تفسير محمد السمري
 ٥٠٥ - حجة الاسلام محمد بن محمد الغزالي
 ٨٥٥ - امام يزداني ابو محمد العيني

ت

- ٢٤ - تمام عروض
 ٢٨ - تاريخ بن عساكر
 ٢٩ - تاريخ البخاري
 ٣٠ - التبيين والبرهان
 ٣١ - تقرير اصول
 ٣٢ - تحفة الفقهاء
 ٣٣ - تحقيق الحاشي
 ٣٤ - الترجيح والتبيين على القدوري
 ٣٥ - التعريفات سيده شريف
 ٣٦ - تفسير ابن جرير (مع البيان)
 ٣٧ - تفسير البضاوي
 ٣٨ - تفسير الاعلايين
 ٣٩ - تفسير الجمل
 ٤٠ - تفسير قرطبي
 ١٢٠٥ - سيد محمد تقي الزبيدي
 ٥٤١ - علي بن الحسن ابن مشقق بن عساكر
 ٢٥٦ - محمد بن اسمعيل البخاري
 ٥٩٣ - بردت الدين علي بن أبي بكر الرضائي
 ٨٩١ - كمال الدين محمد بن عبد الواحد بن العام
 ٥٢٠ - امام علاء الدين محمد بن احمد السمري
 ٤٢٠ - عبد العزيز بن احمد البخاري
 ٨٤٩ - عفو قاسم بن قطلوبغا المنشي
 ٨١٦ - سيد شريف علي بن محمد البخاري
 ٢١٠ - محمد بن جرير الطبري
 ٦٩١ - عبد الله بن عمر البضاوي
 ٩١١-٨ - علاء جلال الدين الحلي و جلال الدين السيوطي
 ١٢٠٣ - سليمان بن عمر الجلي الشيرازي
 ٦٤١ - ابو عبد الله محمد بن احمد القرطبي
 ٢٦ - امام فخر الدين الرازي

٢٢٠	نظام الدين الحسن بن محمد بن حسين النيشابوري	٢٢٠	التفسير لنيشابوري
٩١	ابو بكر بايكني بن شرف الخوازمي	٢٢١	تقريب لقریب
٨٤٩	محمد بن محمد بن امير الحاج الحلبي	٢٢٢	التقريب والتفسير
١٣١	عبد الرؤف المنادي	٢٢٣	التفسير المنادي
٤٢٣	فخر الدين عثمان بن علي الزطلي	٢٢٤	تبيين محقق
٨٥٢	شهاب الدين احمد بن علي ابن حجر العسقلاني	٢٢٥	تقريب التهذيب
٨١٤	ابو طاهر محمد بن يعقوب الفيروز آبادي	٢٢٦	تنوير لمقباس
١٠٠٣	شمس الدين محمد بن عبد الله بن حمد الترمذاني	٢٢٧	تنوير الامعار
٢٩٢	محمد بن نصر المروزي	٢٢٨	تدعيم لصلوة
٣٩٣	ابو بكر احمد بن علي الخطيب البغدادي	٢٢٩	تاريخ بغداد
٤٤٣	عمر بن اسحق السراج الندي	٢٣٠	التوضيح في شرح الهداية
		<u>ج</u>	
٢٤٩	ابو عيسى محمد بن عيسى الترمذي	٢٣١	جامع الترمذي
٩٩٢	شمس الدين محمد الخراساني	٢٣٢	جامع الرمزي
٢٥٩	الامام محمد بن اسماعيل البخاري	٢٣٣	الجامع الصحيح للبخاري
١٨٩	الامام محمد بن حسن الشيباني	٢٣٤	الجامع الصغير في الفقه
٢٦	مسلم بن حجاج القشيري	٢٣٥	الجامع الصحيح للمسلم
٥٨٩	ابو نصر احمد بن محمد الغساني	٢٣٦	جامع الفقه (جامع الفقه)
٨٢٣	شيخ بهاء الدين محمود بن اسراييل بن قاسم	٢٣٧	جامع المنصوريين
٣٢٠	ابي الحسن عبيد الله بن حسين الكرخي	٢٣٨	الجامع الكبير
٠	برهان الدين ابراهيم بن ابو بكر الخلعطي	٢٣٩	جواهر الاختلاف
٩٨٩	احمد بن تركي بن احمد المالكي	٢٤٠	الجواهر الزكية
٥٦٥	ركن الدين ابو بكر بن محمد بن ابي المغاخر	٢٤١	جواهر الفتاوى
٨٠٠	ابو بكر بن علي بن محمد الحطاب النخعي	٢٤٢	المجهر في النيرة
٢٣٣	يحيى بن معين البغدادي	٢٤٣	المخرج والتعديل في رجال الحديث
٩	علاء الدين عبد الرحمن بن ابي بكر السبكي	٢٤٤	الجامع الصغير في الحديث

- ۶۷ - حاشیة علی بدر
 ۶۸ - حاشیة بن شبلی علی تفسیر
 ۶۹ - حاشیة علی الدرر
 ۷۰ - حاشیة علی الدرر لما نسرو
 ۷۱ - حاشیة علی القدر العشریة
 ۷۲ - حاشیة لسانی قندی
 ۷۳ - حاشیة النبیة مترج طایفه محمدیة
 ۷۴ - الحادی اقدس
 ۷۵ - حاشیة المسائل فی الفروع
 ۷۶ - حاشیة ادویا
 ۷۷ - حاشیة لمجتبى
- محمد بن مصطفیٰ ابوسعید الخادمی
 احمد بن محمد الشبلی
 عبد الحلیق بن محمد الرومی
 قاضی محمد بن فراموز ملا خسرو
 علامہ سہیل
 سعید احمد بن عیسیٰ الاندلی
 عبد العزیز ابن بلخی
 قاضی جمال الدین احمد بن محمد فوج القابلی الحنفی
 ابو ابراہیم نصیر بن محمد السمرقندی الحنفی
 ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الاصبہانی
 محمد بن محمد ابن امیر الحاج
- ۱۱۷۶
 ۱۰۲۱
 ۱۰۱۳
 ۸۸۵
 .
 ۹۴۵
 ۱۴۲
 ۶۰
 ۳۷۲
 ۴۳۰
 ۸۷۹

- ۷۸ - خزائن الروایات
 ۷۹ - خزائن القادی
 ۸۰ - خزائن الفقیہ
 ۸۱ - خزائن الدرر کل
 ۸۲ - خزائن الفتاوی
 ۸۳ - خیرات الحسن
- قاضی جکین الحنفی
 طاہر بن احمد عبد الرشید البخاری
 حسین بن محمد السعفی السیستانی
 حاتم الدین علی بن احمد الملکی الرازی
 طاہر بن احمد عبد الرشید السمرقندی
 شباب الدین احمد بن محمد الملکی
- ۵۴۲
 ۷۴۰ کے بعد
 ۵۹۸
 ۵۴۲
 ۹۷۳

- ۸۴ - الدرر فی تخریج احادیث ابتدایہ
 ۸۵ - الدرر (درر الحکام
 ۸۶ - الدرر المختار
 ۸۷ - درر النبیہ
- شباب الدین احمد بن علی ابن حجر العسقلانی
 قاضی محمد بن فراموز ملا خسرو
 علاء الدین المصطفیٰ
 علاء الدین عبد الرحمن السیوطی
- ۸۵۲
 ۸۸۵
 ۱۰۸۸
 ۹۰

ذ

٩٠٥	يوسف بن جيه العلي (طلي)	٨٨ - ذخيرة العقب
٧٠٧	برهان الدين محمد بن احمد	٨٩ - ذخيرة الفتاوى
٢٨١	عبد الله بن محمد بن ابي الدنيا القرشي	٩٠ - ذم الغيبة

ح

		٩١ - الرحاية
١٢٥٢	محمد بن ابي ماجد بن الشامي	٩٢ - رد المحتار
٤٨١	ابو عبد الله محمد بن عبد الرحمن المدني	٩٣ - رمة لامة في اختلاف الامم
٢٣٩	ابو مروان عبد الملك بن حبيب السلي (القرطبي)	٩٤ - رغائب القرآن
٩٤٠	شيخ زين الدين بن نعيم	٩٥ - رفع معشاة في وقت العصر الفشاء
٢٨٠	عثمان بن سعيد الدارمي	٩٦ - رد على بحية

ز

	شيخ الاسلام محمد بن احمد السبيعي المتوفى وافر القرن السادس	٩٤ - زاد الفقار
٨٦	كمال الدين محمد بن عبد الواحد المعروف بابن حمام	٩٨ - زاد المعتر
١٠١٧	محمد بن محمد القرطبي	٩٩ - زواجر الجواهر
١٨٩	امام محمد بن حسن الشيباني	١٠٠ - زيارات

س

٨٠٠	ابو بكر بن علي بن محمد الداودي	١٠١ - اسرار احوال
٢٤٣	ابو عبد الله محمد بن يزيد بن ماجه	١٠٢ - اسنى لابن ماجه
٢٤٣	سعيد بن منصور الخزاساني	١٠٣ - اسنى ابن منصور
٢٤٥	ابو داود سليمان بن اشعث	١٠٤ - اسنى لابن داود
٣٠٣	ابو عبد الرحمن احمد بن شعيب النسائي	١٠٥ - اسنى للنسائي
٣٥٨	ابو بكر احمد بن حسين بن علي الميمني	١٠٦ - اسنى للميمني

- ١٣١ - شرح الهداية
 ١٣٢ - شريعة الاسلام
 ١٣٣ - شعب الايمان
 ١٣٤ - شرح الجامع الصغير
 ١٣٥ - شرح الجامع الصغير
 ١٩٠ - محمد بن محمد بن محمد ابن شحنة
 ٥٤٣ - امام الاسلام محمد بن ابي بكر
 ٣٥٨ - ابو بكر احمد بن حسين بن علي البستي
 ٣٨٠ - احمد بن منصور الحنفي الاسيحياني
 ٥٢٦ - عمر بن عبد العزيز الحنفي

ص

- ١٣٦ - صحاح الجوهرى
 ١٣٧ - صحيح ابن حبان
 ١٣٨ - صحيح ابن خزيمة
 ١٣٩ - المصدر
 ٣٩٢ - اسمعيل بن حماد الجوهرى
 ٣٥٣ - محمد بن حبان
 ٣١١ - محمد بن اسحاق ابن خزيمة
 ٢٩٠ تقريباً - ابو فضل محمد بن عمر بن خالد القرشي

ط

- ١٣٠ - الطحاوى على الدر
 ١٣١ - الطحاوى على المرقى
 ١٣٢ - الطريقة الحموية
 ١٣٣ - طلبة الطلبة
 ١٣٠٢ - سيد احمد الطحاوى
 ١٣٠٢ - سيد احمد الطحاوى
 ٩٨١ - محمد بن برعل المعروف ببركل
 ٥٢٤ - نجم الدين عمر بن محمد النسفى

ع

- ١٣٤ - عمدة القارى
 ١٣٥ - الساية
 ١٣٩ - حياية القاضي
 ١٣٤ - حيون المسائل
 ١٣٨ - عقود الحديث
 ١٣٩ - عمدة
 ١٥٠ -
 ٨٥٥ - علامه بدر الدين ابى محمد محمد بن احمد العيني
 ٤٨٩ - اكل الدين محمد بن محمد ابنا برقي
 ١٠٦٩ - شهاب الدين الحفاجي
 ٣٤٨ - ابو الليث نصر بن محمد السمرقندى
 ١٢٥٢ - محمد امين ابن عابدين الشامي
 . . . كمال الدين محمد بن احمد الشهير بذا مشكبرى

غ

- ١٥١ - غاية البيان
 ١٥٢ - غرر الاحكام
 ١٥٣ - غريب الحديث
 ١٥٤ - غزير عيون البصائر
 ١٥٥ - غنية دواعي الاحكام
 ١٥٦ - غنية المستمل
 شوق دام الدين امير كاتب ابن امير اتقاني ٤٥٨
 قاضي محمد بن فرامر طاحسرو ٨٨٥
 ابو الحسن بن حيرة البغدادي المعروف بابن ابي ٢٢٠
 محمد بن محمد الحموي البجلي ٠٩٨
 حسن بن حماد بن علي الشريفي ١٠٩٩
 محمد ابراهيم بن محمد الحلبي ٩٥٩

ف

- ١٥٧ - فتح اباري شرح البخاري
 ١٥٨ - فتح القدير
 ١٥٩ - فتاوى النسخي
 ١٦٠ - فتاوى بن زينة
 ١٦١ - فتاوى حمزة
 ١٦٢ - فتاوى خيرية
 ١٦٣ - فتاوى سراجية
 ١٦٤ - فتاوى صدر بن حمزة
 ١٦٥ - فتاوى غياثية
 ١٦٦ - فتاوى قاضي خان
 ١٦٧ - فتاوى حميدية
 ١٦٨ - فتاوى ظهيرية
 ١٦٩ - فتاوى دواعي الحية
 ١٧٠ - فتاوى الكبري
 ١٧١ - فتاوى الكبر
 ١٧٢ - فتح المعين
 شهاب الدين احمد بن علي بن محمد المستطاف ٨٥٢
 كمال الدين محمد بن عبد الوهاب بن الهمام ٨٦١
 ابو بكر بن النسخي ٥٣٤
 محمد بن محمد بن شهاب بن ابي برزاه ٨٢٤
 علامه خير الدين بن احمد بن علي الزمل ٠٨١
 سراج الدين علي بن عثمان الادبي ٥٤٥
 عطارد بن حمزة السعدي
 داود بن يوسف الحليبي الحنفى
 حسن بن منصور قاضي صان ٥٩٢
 بصيرت علامه ابو بكر محمد بن احمد
 ظهير الدين ابو بكر محمد بن احمد ٩١٩
 عبد الرشيد بن ابي حنيفة الاولادجي ٥٣٠
 امام صدر الشيعه حسام الدين عمر بن عبد العزيز ٥٣٩
 الامام الاعظم ابي حنيفة نعمان بن ثابت الكوفي ١٥٠
 سيد محمد ابي السعود الحنفى

٩٢٨	زين الدين بن علي بن احمد اشفي	١٤٣ - فتح المعين شرح قرّة العين
٦٣٨	محيي الدين محمد بن علي بن علي	١٤٣ - الفتوحات المكيّة
١٢٢٥	عبد العالي محمد بن نظام الدين الكندي	١٤٥ - فوائج الرحمت
٢١٣	قاسم بن محمد بن عبد الله الجلي	١٤٦ - لغزاته
٢٥٢	محمد بن علي بن محمد بن علي بن علي	١٤٦ - فوائده الخفية
١٠٣١	عبد روف بن علي	١٤٨ - فيض الله شرح الجامع الصغير
٢٦٤	علي بن علي بن عبد الله الملقب بسمرية	١٤٩ - فوائد سموية

ق

٨١٤	محمد بن يعقوب الحيرازي آبادي	١٨٠ - كتاب التوسيع
٩٢٨	علامه زين الدين بن علي الملباري	١٨١ - قرّة العين
٩٥٨	نجيب الدين محمد بن محمد بن علي	١٨٢ - امنية
		١٨٣ - القرآن

ك

٣٣٢	عالم شهيد محمد بن محمد	١٨٣ - الكافي في الفروع
٣٦٥	ابو احمد عبد الله بن علي	١٨٥ - الكمال لابن علي
٩٤٣	سيد عبد الوهاب الشعرائي	١٨٦ - التجريد الاصح
٨٩	امام محمد بن حسن الشيباني	١٨٤ - كتاب الآثار
١٨٢	امام ابو يوسف يعقوب بن ابراهيم الانصاري	١٨٨ - كتاب الآثار
	ابو المحاسن محمد بن علي	١٨٩ - كتاب الامام في آداب غول الحمام
٣٣٠	ابو نعيم احمد بن عبد الله	٩ - كتاب السوك
١٠٥٠	عبد الرحمن بن محمد عماد الدين بن محمد العمادي	١٩١ - كتاب الهدية لابن عماد
	لابي عبيد	١٩٢ - كتاب الطهور
٣٢٤	ابو محمد عبد الرحمن بن ابي حاتم محمد الرازي	١٩٣ - كتاب الفقه على ابي حاتم
٨٥	امام محمد بن حسن الشيباني	١٩٤ - كتاب الاصل
	ابو بكر بن ابي داود	١٩٥ - كتاب الوسوسة

- ١٩٧ - كشف الاسرار
 ١٩٤ - كشف الرمز
 ١٩٨ - كشف دلائل عن زوائد البراء
 ١٩٩ - كنز العيون
 ٢٠٠ - الكفاية
 ٢٠٠ - كف الرعاع
 ٢٠٢ - كنز لدقائق
 ٢٠٣ - الكلي على كم
 ٢٠٣ - الكواكب الدار
 ٢٠٥ - كتاب المخرج والتعديل
 ٢٠٦ - كتاب المفاتيح
 ٢٠٤ - كتاب المصنوع
 ٢٠٨ - كتاب لرب
 ٢٠٩ - كشف عن مقتضى التنزيل
- ل
- ٢١٠ - لمعات، تسقيف
 ٢٠١ - لقط مرصاة في جوارح
- م
- ٢١٢ - مبادئ الارباب
 ٢٠٣ - مسوط جواهر زاد
 ٢١٢ - مسوط المستغنى
 ٢١٥ - محرم الاثر شرح مقتضى ديكر
 ٢١٦ - مجمع بحار الانوار
 ٢١٤ - مجروح النوازل
 ٢١٨ - محمد اذنه
- ٢٠ - خلاصة الدين عبد العزيز بن احمد البخاري
 علامة المقدسي
 ٢٦٨ - ابن ابي عبد الوهاب بن ويسان دمشقي
 ٩٤٥ - خلاصة الدين علي المصطفى بن حسام الدين
 ٨٠٠ - جلال الدين بن شمس الدين الحواري تقريباً
 ٩٤٣ - شهاب الدين احمد بن حجر الحلي
 ٤١ - عبد الله بن احمد بن محمود
 ٣٠٥ - ابو عبد الله الحاكم
 ٤٨٩ - شمس الدين محمد بن يوسف استاذ في كوفاني
 ٣٥٣ - محمد بن جابر القمي
 ١٩٨ - يحيى بن سعيد القطان
 ٢٨١ - محمد بن محمد بن ابي الحسن القرشي
 ١٨٠ - جده محمد بن مبارك
 ٥٣٨ - جلال الله محمد بن عمر الزعفراني
- ١٠٥٢ - علامه شيخ عبد الحق القزويني
 ٩١ - علامه محمد بن عبد الرحمن بن محمد السعدي

- ٨٠ - الشيخ عبد اللطيف بن عبد العزيز بن الملك
 ٢٨٢ - بكر سرادق بن حسن البخاري الحنفى
 ٢٨٢ - شمس الدين محمد بن احمد السرخسي
 ٩٩٥ - نور الدين بن ابي ناس
 ٩٨١ - محمد طاهر اصفهاني
 ٥٥٠ - احمد بن موسى بن عيسى
 ١٠٤٨ - ابن عبد الله بن محمد بن سليمان المعروف بدارا آخري

٢١٩ - المحيط البرداني	٩١٤	امام برهان الدين محمد بن تاج الدين
٢٢٠ - المحيط الرضوي	٩٤١	رضي الدين محمد بن محمد السرخسي
٢٢١ - مختارات النوازل	٥٩٣	برهان الدين علي بن ابي بكر المغربي
٢٢٢ - مختار الصالح	٦٦٠	محمد بن ابي بكر عبد القادر الرازي
٢٢٣ - المختارة في الحديث	٦٢٣	ضياء الدين محمد بن عبد الواحد
٢٢٤ - المختصر	٩١١	علاء جلال الدين السيوطي
٢٢٥ - مدخل الشرح الشريف	٤٣٤	ابن الحاج ابي عبد الله محمد بن محمد المعبري
٢٢٦ - مراقي الفلاح بآداب الفلاح شرح نور الايضاح	١٠٦٩	حسن بن حماد بن علي الشرنبلالي
٢٢٧ - مرقات شرح مشكاة	١٠١٣	علي بن سلطان ملا علي قاري
٢٢٨ - مرقات الصعود	٩١١	علاء جلال الدين السيوطي
٢٢٩ - مستخلص الحقائق		ابراهيم بن محمد الحنفي
٢٣٠ - المستدرک للحاكم	٣٠٥	ابو حبيب الله الحاكم
٢٣١ - المستصفى	٤١٠	حافظ الدين عبد الله بن احمد النسفي
٢٣٢ - مسلم الثبوت	١١١٩	عبد الله البهاري
٢٣٣ - مسند ابي داود	٢٠٣	سليمان بن داود واليا نسي
٢٣٤ - مسند ابي يعلى	٣٠٤	احمد بن علي الموصل
٢٣٥ - مسند اسمعيل بن راهوية	٢٣٨	حافظ اسمعيل بن راهوية
٢٣٦ - مسند الامام احمد بن حنبل	٢٢١	امام احمد بن محمد بن حنبل
٢٣٧ - مسند البزار	٢٩٢	ابو بكر احمد بن عمرو بن عبد الله بن البزار
٢٣٨ - مسند عبد بن حميد	٢٩٣	ابو محمد عبد بن محمد حميد الكشي
٢٣٩ - مسند الفردوس	٥٥٨	شهر دار بن شيرازي الديلمي
٢٤٠ - مصابح النير	٤٤٠	احمد بن محمد بن علي
٢٤١ - المصنف	٤١٠	حافظ الدين عبد الله بن احمد النسفي
٢٤٢ - مصنف ابن ابي شيبة	٢٣٥	ابو بكر عبد الله بن محمد احمد النسفي
٢٤٣ - مصنف عبد الرزاق	٢١١	ابو بكر عبد الرزاق بن همام الصنعاني
٢٤٤ - مصابح الربيعي	٦٥٠	امام حسن بن محمد الصنعاني الهندي

٢٢٥	معرفة الصحابة	٢٢٠	ابراهيم احمد بن عبد الله الاصمغاني
٢٢٦	المعجم الاوسط	٢٦٠	سليمان بن احمد الطبراني
٢٢٧	المعجم الصغير	٢٦٠	سليمان بن احمد الطبراني
٢٢٨	المعجم الكبير	٢٦٠	سليمان بن احمد الطبراني
٢٢٩	معراج النبية	٤٢٩	قوام الدين محمد بن محمد البخاري
٢٣٠	مشكاة المصابيح	٤٢٢	شيخ ولي الدين العراقي
٢٣١	المنقذ في الاصول	٦٩١	شيخ عمر بن محمد الجبازي الحنفي
٢٣٢	المغرب	٦١٠	ابو الفتح تاج الدين عبد السيد المطري
٢٣٣	مختصر القدوري	٢٢٨	ابو الحسين احمد بن محمد القدوري الحنفي
٢٣٤	مناجاة الجنان	٩٥١	يعقوب بن سیدی علی
٢٣٥	الفردوس للامام رغب	٥٠٢	حسين بن محمد بن مفضل الاصمغاني
٢٣٦	المقدمة العشادية		ابو الباسم عبد الواري الششاهدي المالكي
٢٣٧	الملتقط (في فائدة ناصري)	٥٥٦	ناصر الدين محمد بن يوسف الحسيني
٢٣٨	مجمع الزوائد	٨٠٤	نور الدين علي بن ابني بكر البستي
٢٣٩	مناقب الكوردي	٨٢٤	محمد بن محمد بن شهاب ابن بزاز
٢٤٠	المنتهى (في الحديث)	٣٠٤	عبد الله بن علي ابن جارد
٢٤١	المنتهى في فروع الحديث	٢٣٣	الحاكم الشهير محمد بن محمد بن احمد
٢٤٢	منهاج الثاني	١٢٥٢	محمد بن ابن عابد بن الشامي
٢٤٣	منهاج الفقهاء	١٠٠٣	محمد بن عبد الله التمر تاشي
٢٤٤	مقتضى البحر	٩٥٦	امام ابراهيم بن محمد الحلبي
٢٤٥	منهاج	٦٤٦	شيخ البرزكري يحيى بن شرف النوازي
٢٤٦	مجمع البحرين	٦٩٣	منظر الدين احمد بن علي بن شبيب الحنفي
٢٤٧	المنتهى		شيخ عيسى بن محمد ابن ايساق الحنفي
٢٤٨	المبسوط	٣٥٦	عبد العزيز بن احمد العلواني
٢٤٩	مسند في الحديث	٥١٠	الحافظ ابو الفتح ضرير ابراهيم الهروي

٢٦٢	يعقوب بن شيبان السدي	٢٤٠ - المسند الكبير
٤٠٥	سعيد الدين محمد بن محمد الكاشغري	٢٤١ - نزهة المصلي
١٤٩	امام مالك بن انس المديني	٢٤٢ - موطأ امام مالك
٨٠٠	نور الدين علي بن ابني بكر البجلي	٢٤٣ - موارد الطالبان
٦٤٢	احمد بن مظفر الرازي	٢٤٤ - مشكلات
٢٤٦	ابن اسحق ابن محمد الشافعي	٢٤٥ - مذهب
٩٤٣	جهد الوهاب الشعراي	٢٤٦ - ميزان الشرعية الكبرى
٤٣٨	محمد بن احمد الذهبي	٢٤٧ - ميزان الاعتدال
٢١٠	احمد بن موسى ابن مردويه	٢٤٨ - المستخرج على صحيح البخاري
٣٢٤	محمد بن جعفر الخزازي	٢٤٩ - مكارم الاخلاق

ن

٤٣٥	عبد الله بن مسعود	٢٨٠ - النفاية مختصر الوقاية
٤٩٢	ابو محمد عبد الله بن يوسف النخعي الزبلي	٢٨١ - نصب الراية
١٠٩٩	حسن بن عمار بن علي الشيرازي	٢٨٢ - نور الايضاح
٤١١	حسام الدين حسين بن علي السغناقي	٢٨٣ - النهاية
٩٠٦	محمد الدين مبارک بن محمد الجزري ابن اشير	٢٨٤ - النهاية لابن اشير
١٠٠٥	عسمر بن نعيم المصري	٢٨٥ - النهر الغاني
٢٠١	بشام بن عبيد الله المازني النخعي	٢٨٦ - نوادر في الفقه
١٠٣١	محمد بن احمد المعروف بن شاذلي زاهد	٢٨٧ - نور العين
٢٤٦	ابو الليث نصري محمد بن ابراهيم السمرقندي	٢٨٨ - التوازل في الفروع
٢٥٥	ابو عبيد الله محمد بن علي الحكيم الترمذي	٢٨٩ - نوادر الاحول في مودة انبا ارسل

ز

٢٩٠	الزافي في الفروع	٤١٠	جدة الله بن احمد النسفي
٢٩١	الوجيز في الفروع	٥٠٥	ابراهيم محمد بن محمد الغزالي
٢٩٢	الزحاة	٦٤٢	محمد بن صدر الشريفة
٢٩٣	الزسيط في الفروع	٥٠٥	ابن عاصم محمد بن محمد الغزالي

هـ

٢٩٣	المهابة في شرح المبدية	٥٩٣	برهان الدين علي بن ابني بكر المصغيني
-----	------------------------	-----	--------------------------------------

ي

٢٩٥	اليواقيت والمجاهير	٩٤٣	سيد عبد الوهاب الشعراي
٢٩٦	ينابيع في معرفة الأصول	٤٦٩	ابن عبد الله محمد بن رمضان الرومي